(عربی اُردو)

الفقہ الاحوط

تصنیف شاہ سید محمد نوربخشؒ

ترجمہ ابوالعرفان علامہ محمد بشیرؒ براہ والے

ناشر

شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف

الفقہ الاحوط (عربی، اُردو)

تصنیف

سید العارفین حضرت میر سید محمد نوربخش موسوی قہستانی علیہ الرحمہ

اُردو ترجمہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ

نشرواشاعت

شاہ ہمدان ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف صوفی ازم

(انتباہ)

(شناسنامہ کمپیوٹرائز طبع)

نام	الفقہ الاحوط عربی اُردو
مصنف	حضرت میر سید محمد نوربخش موسوی قہستانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ
کمپیوٹرائز طبع	2016ء شاہ ہمدان ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف صوفی ازم
نظر ثانی اول کمپیوٹرائز طبع	2010ء نوجوان علماء نوربخشیہ مقیم کراچی
نظر ثانی دوئم (ایضاً)	2010ء ابوالعرفان علامہ محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ
نظر ثانی سوئم (ایضاً)	2011ء ابوالعرفان علامہ محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ
نظر ثانی چہارم (ایضاً)	2012ء سپریم علماء کونسل صوفیہ نوربخشیہ پاکستان زیر نگرانی مولانا عارف حسین
نظر ثانی پنجم (ایضاً)	2013ء مولانا شکور علی انوار خطیب و امام جامع مسجد گلگت
نظر ثانی ششم (ایضاً)	2014ء علامہ مفتی علی محمد ہادی
اُردو پروف ریڈنگ	2015ء ولایت علی شگری
تکنیکی درستگی	2013ء غلام حسن حسنو
کمپوزر	2008ء خادم حسین چھوربٹی
قیمت	350 روپے

فہرست عنوانات — صفحہ نمبر

فہرست عنوانات — صفحہ نمبر

فہرست عنوانات صفحہ نمبر

باب نمبر ۳ بَابُ الزَّکوٰۃِ

فہرست عنوانات صفحہ نمبر

باب نمبر ۴ بَابُ الصَّوْمِ

باب نمبر ۵ بَابُ الْاِعْتِکَافِ

فہرست عنوانات — صفحہ نمبر

فہرست عنوانات صفحہ نمبر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گفتارِ مترجم

الحمد للہ الذی جعل الفقہآء امنآء الرّسل ویسّر بھم للنّاس عسر السّبل والصّلوٰۃ والسلام علی الٰہ واھل بیتہ واصحٰبہ اولی خیر السّبل امّابعد

رب العالمین نے اس عالم آب وگل میں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ کائنات کی ہر چیز پر انسانوں کی بالادستی قائم کردی گئی ہے۔ اُس میں عظیم صلاحیت پیدا کی ہے۔ وہ اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر حیرت انگیز ترقی کرسکتا ہے۔ انسان کی اختراعی سرگرمیاں مدار ارضی سے تجاوز کرگئی ہیں، نظام شمسی کا کوئی بھی کرہ عالم انسان کی حسی رسائی سے باہر نہیں۔ چنانچہ علامہ اقبال نے بھی یوں نشان دہی کی ہے۔ ؎

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ ﷺ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

الغرض اس قسم کی کامیابیاں اس عالم کون وفساد کی خالص مادّی ترقی اور ظنّی کامرانی کے واضح مثالیں ہیں۔

معنوی ترقی اور حقیقی کامرانی: انسان اس ناپائیدار دنیا میں جس قدر بھی کمالات صوری کا مظاہرہ کرے، حیران کن ایجادات سے خلق خدا کو خوف زدہ کرے اور بے پناہ حربی قوتوں کے بل بوتے پر ہر جگہ اسی کا طوطی بولتا رہے، پھر بھی اگر اُس کی عملی زندگی خالق یکتا کی خوشنودی کے عین مطابق بسر نہ ہورہی ہوتو وہ ناکام ترین مخلوق ہے کیونکہ اس کی اُخروی زندگی اُسکے لیے انتہائی ناسازگار اور تباہ کن ثابت ہوگی لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر فرد بشر مادّی ترقی سے ہمکنار ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح معنوں میں بندہ مومن کا کردار ادا کرتے ہوئے فلاح دارین حاصل کرنے میں کوشاں ہوں اس عظیم مقصد کا حصول تب ممکن ہوگا جب ہم اپنی عملی زندگی کے لیے شریعت محمدیہ ﷺ کو مشعل راہ بنائے یہی معنوی ترقی اور حقیقی کامرانی کا باعث ہے۔

دیرینہ آرزو: ارتقائے معنوی کی خاطر ہم نے شریعت محمدیہ ﷺ کو عام فہم بنانے کے لیے اگست ۱۹۷۳ء بمطابق رجب ۱۳۹۳ھ میں الفقہ الاحوط عربی اُردو کو منظر عام پر لانے کا فیصلہ کیا۔ الفقہ الاحوط عربی اُردو کے اس پہلے ایڈیشن کی اشاعت سے قوم کے شناوران بحر فقہ کیلیے معنوی غوطہ خوری کے ذریعے بیش قیمت موتیوں کا حصول نہایت آسان ہوگیا اُس

وقت سے ہی اس کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی آرزو میرے دل میں موجزن چلی آرہی تھی نیز کتاب کی بھی مانگ روز بروز بڑھتی جا رہی تھی اور سولہ سال کی غیر معمولی مدت بیت جانے کی وجہ سے تشنگانِ علم کے لیے کتاب نایاب ہو چکی تھی آخر کار اللہ کے فضل و کرم سے میرا بکھرا ہوا حسین دیرینہ خواب حقیقت کا روپ دھارنے لگا اور مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ پاکستان خپلو نے اس کی دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کا اہتمام کر کے ایک قابل قدر کارنامہ انجام دیا۔

قومی نمائندگی: جملہ نوربخشی تنظیموں کی جانب سے الفقہ الاحوط عربی اُردو کے دوسرے ایڈیشن کو عمدہ پیرائے میں منظر عام پر لانے کی غرض سے جناب مفتی اعظم مولانا محمد عبداللہ صاحب سے پُر زور درخواست کی جاتی رہی کہ آپ اس عظیم قومی خدمت کی انجام دہی کے لیے اپنا قیمتی وقت وقف کریں اور بحیثیت ایک نگران و معاون خصوصی اپنا کردار ادا کریں چنانچہ موصوف کو اس قومی خدمت کے لیے متفقہ طور پر نگران و معاون خصوصی مقرر کیا گیا۔ اسی فیصلے کے تحت قبلہ پیر طریقت جناب الحاج سید عون علی الموسویؒ نے تحریراً ایک خصوصی حکم نامہ کے ذریعے قبلہ مفتی صاحب موصوف کو قومی نمائندگی دے کر میرے پاس اسلام آباد روانہ کیا اور ہم دونوں کی مشترکہ مساعی کے نتیجے میں کتاب کی اشاعت کا مرحلہ بخوبی طے ہو گیا۔

اظہارِ تشکر: میں سب سے پہلے جناب قبلہ پیر طریقت جناب الحاج سید عون علی الموسوی پیر صوفیہ نوربخشیہ اور خطیب شعلہ نوا جناب الحاج سید علی شاہ میر واعظ موضع پھڑ ووا کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے الفقہ الاحوط عربی اُردو کے دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کے سلسلے میں بے لوث رہبری کا فریضہ انجام دیا سب سے بڑھ کر میں مفتی اعظم صوفیہ نوربخشیہ جناب مولانا محمد عبداللہ کا از تہہ دل سے شاکر و ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ایک غیر معمولی عرصہ الفقہ الاحوط کے دوسرے ایڈیشن کو منظر عام پر لانے کی خاطر وقف کر رکھا آپ ہی کی غیر معمولی دلچسپی اور مذہبی ترویج و ترقی سے حقیقی لگاؤ کی بدولت کتاب کی نظر ثانی وغیرہ کے کام میں مجھے موثر اور بھرپور مدد ملی اور دوسرے ایڈیشن کو ہر لحاظ سے معیاری بنانے کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکا۔ جملہ مومنین صوفیہ نوربخشیہ سے ایک ہی گزارش ہے کہ وہ مجموعہ شریعت محمدیہ ﷺ الفقہ الاحوط کے مطابق عملی زندگی بسر کرتے رہیں تا کہ حقیقی کامیابی ہمارے قدم چوم سکے۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق دینی خدمات سر انجام دینے کی توفیق بخشے۔ ''آمین''

خیر اندیش

ابوالعرفان محمد بشیر مترجم الفقہ الاحوط

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَ لَنَا الْاٰیَاتِ لِفِقْهِ الدِّیْنِ وَجَعَلَ الْفُقَهَاءَ اُمَنَاءَ الرُّسُلِ وَالْعُلَمَاءَ وَرَثَةَ الْاَنْبِیَاءِ عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ لِاَحْکَامِ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهِ الَّذِیْنَ اَقَامُوا الدِّیْنَ وَعَلَی الَّذِیْنَ تَبِعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی قِیَامِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ○ (۱)

''ہر قوم ہر قبیلہ ہر گاؤں اور ہر بستی سے کچھ لوگ اس غرض سے کیوں نہیں نکلتے کہ وہ دین کی فقہ یعنی احکام کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کے لوگوں کو ڈراتے رہیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہیں تا کہ لوگ احکام الٰہی کی مخالفت کے انجام بد سے ڈرتے رہیں'' اس آیت کریمہ میں ان امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔''

۱۔ ہر بستی اور ہر قوم کی ایک بڑی جماعت سے ایک چھوٹی جماعت کا احکام دین کی فقہ حاصل کرنے کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر مراکز علم کی طرف نکلنا واجب ہے۔

۲۔ احکام دین کی فقہ حاصل کرنے والوں پر واجب ہے کہ وہ باقی لوگوں کو اوامر ونواہی سے آگاہ کرتے رہیں۔

۳۔ قوم کے باقی افراد پر واجب ہے کہ وہ ارباب فقہ کے بتائے ہوئے احکام دین کی مخالفت سے ڈرتے رہیں۔

جب سے امور سہ گانہ مذکورہ بالا میں مداہنت اور سستی نے جگہ بنائی اور تحقیق کی جگہ رسم ورواج اور روایات وخرافات نے لے لی تب معروف ومنکر میں تمیز ختم ہوئی۔ آیت کریمہ

''لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ○ (۲) یعنی ان منافقین کے دل ایسے ہیں جن کے ذریعے وہ کچھ سمجھتے نہیں ہیں۔''

آیت کریمہ

۱۔ سورۃ توبہ آیات ۱۲۲

۲۔ سورہ اعراف آیات ۱۷۹

''وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ○ (۱) یعنی اللہ نے ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا ہے اس لیے یہ سمجھتے نہیں''
اور آیت کریمہ
''وَصَرَفَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ○ (۲) یہ لوگ کچھ سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اس لیے اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے۔''

ان سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ کا تعلق ''قلب'' سے ہے۔ نیز فقہ اور ایمان کا چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ جیسے فقہ کا تعلق قلب سے ہے ایسے ہی ایمان کا تعلق قلب سے ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ''وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ ○ (۳) کہ قلب ایمان کی دولت سے مطمئن ہوتا ہے'' قرآن پاک کی مختلف آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ کا نہ ہونا کفار اور منافقین کا وطیرہ ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ''وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ○ (۴) کہ منافق لوگ سمجھتے نہیں ہیں''

جب تک احکام دین کی پاسداری علماء اور عوام میں ہوتی رہی دین قائم رہا جیسے ہی تن آسانی کی بنا پر علماء سے اور رسم پرستی کی بناء پر عوام سے '' تَعْظِيمًا لِأَمْرِ اللّٰهِ وَ شَفَقَةً عَلَىٰ خَلْقِ اللّٰهِ '' کا اسلامی فریضہ ماند پڑ گیا عوام کے اعمال سے احکام نکل گئے اور احکام عمل سے خالی ہو گئے۔ احکام اور اعمال متضاد رخ پر چلنے لگے۔ بقول شاعر

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی   کہ ایں راہ کہ مے روے بہ سوئے ترکستان است

اسلام کا فرقوں میں بٹوارہ: اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے اور یہ انسان کا ضابطہ حیات ہے انسان ''اُنس'' سے نکلا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کا فطری نظام امن اور سلامتی پر مبنی ہے جو اسلام کا پیغام ہے اسلام میں بدقسمتی سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خیر القرون سے دور ہوتا چلا گیا ہے سینکڑوں فرقے وجود میں آنے لگے اور ہر فرقے نے اپنی غلط عقیدے کی تائید میں لاکھوں احادیث گھڑ کر رسول ﷺ اور آل رسول ﷺ کی طرف منسوب کر دیں اور جھوٹی روایات صحیح احادیث کے ساتھ مل کر یوں خلط ملط ہو گئیں کہ صحیح کو غلط سے الگ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ انہی غلط روایات کا سہارا لے کر ورجنوں جھوٹے مدعیان نبوت نکلے، غیر اسلامی تصورات انہی روایات کے راستے سے اسلام میں داخل ہوئے،

۱۔ سورۃ توبہ آیات ۸۷
۲۔ سورۃ توبہ آیات ۱۲۷
۳۔ سورۃ نحل آیات ۱۰۶
۴۔ سورۃ منافقین آیات ۷

قرآن کی صداقت وقطعیت پر انہی غلط روایات نے وار کیا۔ رسول اللہ ﷺ، آل رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ پر انہی روایات نے حملے کیے یہی روایات ہمارے اختلاف کا سبب ہیں اور مسلمان انہیں روایات کا سہارا لے کر ایک دوسرے کی تکفیر کے پیچھے لگ گئے تو ایسے میں مسلمانوں کے اندر مختلف فرقے پیدا ہوئے تو ضرورت اس امر کی تھی کہ حضور اکرم ﷺ کے دور مبارک میں جو طریقہ تھا اسی کو من وعن زندہ کرے اسی مقصد کی خاطر حضرت میر سید محمد نوربخشؒ نے اپنا یہ مذہبی اور دینی فریضہ جان کر قدم اٹھایا اور فرمایا! ''اَنَّ اللهَ اَمَرَنِي اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلاً فِي الْفُرُوْعِ وَ اُبَيِّنَ الشَّرِيْعَةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ كَمَا كَانَتْ فِيْ زَمَانِهٖ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ وَثَانِيًا فِي الْاُصُوْلِ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ وَكَافَّةِ اَهْلِ الْعَالَمِ فَشَرَعْتُ فِيْهِ بِالتَّسْهِيْلِ ○ ''(۱)

''کہ اللہ پاک نے مجھے اس بات پر مامور کیا کہ میں پہلے پہل اس اُمّت کے آپس میں موجود فروعی اختلاف کو دُور کروں اور محمدی شریعت کو کسی قسم کی کمی یا اضافے کے بغیر اس طرح بیان کروں، جس طرح سے یہ شریعت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں رائج تھی اور بار دیگر سب اُمتوں اور تمام دنیا والوں کے آپس میں موجود اصولی اختلاف کو دُور کروں۔''

آپؒ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے داعیان حق کے لیے لازمی قرار دیا اور فرمایا!

''فَيَنْبَغِيْ لِلْمُسْلِمِ الْمُمَيِّزِ اَنْ لَّا يُقَصِّرَ فِيْهِ وَاَنْ يَّجْتَنِبَ عَنِ الشَّوَائِبِ النَّفْسَانِيَّةِ فِيْهِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ غَرَضُهٗ اِلَّا تَعْظِيْمًا لِاَمْرِ اللهِ وَشَفْقَةً عَلٰى خَلْقِ اللهِ وَاَنْ لَّا يَجْتَرِئَ فِيْمَا لَا يَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ الْاِسْلَامِيَّةُ وَفِيْمَا لَا يَعْرِفُ حَقِيْقَتَهٗ بِالْيَقِيْنِ ○ (۲)

چنانچہ صاحب تمیز مسلمان کے لیے مناسب ہے کہ وہ احتسابی فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہ کرے۔ اس کام میں تمام نفسی آلائشوں سے پرہیز کرے۔ یہاں تک کہ اُس کا مقصد صرف اور صرف حکمِ خدا کی عظمت برقرار رکھنا اور خدا کی مخلوقات پر شفقت کرنا بن جائے۔ وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں (رائے زنی کی) جسارت نہ کرے جس پر اُمّت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں (لب کشائی کی) جسارت کرے جس کی حقیقت کو وہ یقینی طور پر نہیں پہچان سکتا''۔ تو یہ لازمی قرار دیا کہ

۱۔ زیر نظر کتاب افتتاحیہ صفحہ نمبر ۱

۲۔ زیر نظر کتاب باب امر بالمعروف ونہی عن المنکر صفحہ ۲۰۵

۱۔ تعظیم امر اللہ اس کا مقصد ہو۔

۲۔ خلق خدا پر ترس کھاتا ہو۔

۳۔ کہ وہ ایسے امور میں جسارت نہ کرے جس پر اُمت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہوتا ہو۔

۴۔ اس امر کے لیے ضروری یہ ہے کہ وہ جس مسئلہ کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اس میں لب کشائی کی جسارت نہ کرے۔

شاہ سید محمد نوربخشؒ نے یہ فرمایا کہ ''اَنَا مَامُوْرٌ بِرَفْعِ الْبِدَعِ عَنِ الشَّرِیْعَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ وَاِحْیَاءِ مَا فِیْ زَمَانِہٖ

ترجمہ میں شریعت محمدیہ ﷺ سے بدعتوں کو دور کرنے اور خود شارع علیہ السلام کے زمانے میں رائج احکام زندہ کرنے پر مامور ہوں۔''(۱)

احیائے سنت، حضور ﷺ کی حیات میں موجود شریعت کو زندہ کرنا یہ آپؒ کا فریضہ دینی تھا تو اسی مقصد کی خاطر آپؒ نے کتاب الفقہ الاحوط تصنیف فرمائی۔ المنجد میں جو کہ عربی زبان کی مشہور لغت سمجھی جاتا ہے، سید محمد نوربخشؒ کے بارے میں یہ کہا گیا کہ

''نوربخش (محمد)۔ (۱۳۹۲۔۱۴۶۴) وُلِدَ فِیْ قَوْھِسْتَان وَتُوُفِّیَ فِی الرَّیِّ. مُؤَسِّسُ الطَّرِیْقَۃِ النُّوربخشیہ. دَعَا النَّاسَ اِلَی الْاِیْمَانِ بِہٖ مَھْدِیًا وَّ اِمَامًا وَّخَلِیْفَۃً. سُجِنَ وَاُفْرِجَ عَنْہُ. لَہٗ ''اَلْفِقْہُ الْاَحْوَطُ'' . وَضَعَ فِیْہِ عَلٰی مَا یُقَالُ مَذْھَبًا وَّسَطًا بَیْنَ تَعَالِیْمِ السُّنَّۃِ وَالشِّیْعَۃِ (۲)

محمد نوربخشؒ (۱۳۹۲۔۱۴۶۴) آپؒ قہستان میں پیدا ہوئے اور رے میں وفات پائی۔ آپؒ نوربخشی طریقے کے بانی ہیں۔ آپؒ نے مہدی، امام اور خلیفہ کی حیثیت سے لوگوں کو ایمان باللہ کی دعوت دی۔ آپؒ کو قید کیا گیا اور اس سے رہائی بھی ملی۔ آپؒ کی تصنیف الفقہ الاحوط ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں آپؒ نے اہل تشیع اور اہل سنت کی تعلیمات کے مابین ایک اعتدال والے مذہب کو بیان کیا ہے۔''

آپؒ نے یہ بھی فرمایا!

'' وَالَّذِیْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَقَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ اِنْ کَانَ ذَامَالٍ وَصَامَ رَمَضَانَ وَحَجَّ الْبَیْتَ اِنْ کَانَ مُسْتَطِیْعًا

۱۔ زیر نظر کتاب باب نمبر ۹ نکاح کا بیان صفحہ نمبر ۲۳۳

۲۔ المنجد طبع بیروت حصہ الاعلام صفحہ ۵۳۲

فَلَا یَجُوْزُ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُّکَفِّرَہٗ بِسَبَبِ شَیْءٍ یَّعْتَقِدُہٗ وَلَا یَعْلَمُ حَقِیْقَۃَ الْاَمْرِ وَیَزْعُمُ اَنَّ مَنْ لَّا یَعْتَقِدُہٗ فَھُوَ کَافِرٌ ھٰذِہٖ عَقِیْدَۃُ الْجُھَّالِ.

جو شخص اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ کہتا ہو کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ نماز قائم کرتا ہو، مالدار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرتا ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہو اور استطاعت رکھنے کی صورت میں بیت اللہ شریف کا حج ادا کرتا ہو تو کسی بھی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسے شخص کو کسی ایسی چیز کی بناء پر کفر سے منسوب کرے جس کا وہ عقیدہ رکھتا ہو اور معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اور وہ یہ گمان کرتا ہو کہ جو شخص اس کا عقیدت نہ رکھے وہ کافر ہے، یہ جہالت کے شکار حضرات کا عقیدہ ہے۔" (۱)

آگے مزید فرماتے ہیں کہ

"وَلَوْ وَقَفَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ انْصَرَفَ اِلٰی مَنْ صَلّٰی مُتَوَجِّھًا اِلَی الْقِبْلَۃِ

اگر کوئی شخص مسلمانوں کے لیے وقف کرے تو وہ وقف قبلہ کا رخ کر کے نماز پڑھنے والوں کی طرف پھرے گا۔" (۲)

میر سید محمد نوربخشؒ نے بنائے ایمان اور بنائے اسلام کے ماننے والوں کو مسلمان قرار دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا اور ہر قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والے کو مسلمان قرار دیا اور باب صلوٰۃ کے آخر میں فرماتے ہیں"

فَمَنْ اَرَادَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ مَغْضُوْبًا وَمَبْغُوْضًا عِنْدَ اللہِ وَعِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ فَعَلَیْہِ بِاِقَامَۃِ الْجَمَاعَۃِ بِاِمَامَۃٍ کَیْفَ اتَّفَقَ وَلَا یَتْرُکُھَا بِالْحِیَلِ الْمَبْنِیَّۃِ عَلٰی اَقَاوِیْلِ الْجُھَّالِ الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ ھُمُ الْفُقَھَاءُ.

چنانچہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ خدا اور رسول خدا کے ہاں غضب زدہ اور بغض زدہ نہ ہو جائے تو اُس کے ذمہ جیسی صورت راس آئے امامت کی صورت میں نماز باجماعت کا قائم کرنا لازم ہے اور وہ نماز جماعت کو اُن حیلہ سازیوں سے نہ چھوڑے جن کی بنیاد اُن جاہلوں کی باتوں پر ہے جو سمجھتے ہیں کہ صرف وہ ہی فقیہانِ حرم ہیں"۔ (۳)

ہر قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والے مسلمان کا اور ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

۱۔ زیرِ نظر کتاب باب الصلوٰۃ صفحہ نمبر ۱۱۵
۲۔ زیرِ نظر کتاب باب وقوف وصدقات صفحہ ۴۴۹
۳۔ زیرِ نظر کتاب باب الصلوٰۃ صفحہ نمبر ۸۰

سید محمد نوربخشؒ نے مسلمانوں کے اختلافات اور فرقہ واریت کی اس خلیج کو پاٹنے کی بھرپور انداز میں کوشش فرمائی اور آپؒ کی تحریک اتحاد اُمت، احیائے سنت اور رفع بدعت پر مبنی تھی۔ مجموعہ شریعت محمدیہ ﷺ کا نفاذ، اُمت کے درمیان موجود بدعت کو ختم کرنا اور سنت کو ازسرِنو زندہ کرنا آپؒ کی تحریک کا اہم مشن تھا اس تحریک کو پروان چڑھانے میں بہت سی ہستیوں کا ہاتھ ہے۔ ایک زمانہ تک یہ تحریک چلتی رہی لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نوربخشی اتحاد بین المسلمین کا جذبہ ماند پڑ گیا اور اس تحریک کا انجام بھی وہی ہوا جو کہ پانچویں اور چھٹی صدی میں اسلام کا ہوا۔ جو تحریک اتحاد امت کے لیے چلائی گئی تھی وہ آہستہ آہستہ زوال کی جانب بڑھنے لگی، اُس کا شیرازہ بکھرنا شروع ہو گیا اور لوگوں کا رجحان اس تحریک سے دور ہوتا گیا لیکن بحمد اللہ یہ زمانہ اور یہ وقت علم وفن اور رفتارِ فکر کا زمانہ ہے اور اس زمانے میں ہر طالب علم اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ آغاز میں نسل انسانی ایک کنبہ تھی پھر گروہوں میں بٹ گئی اور وہی گروہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اُلجھے انہوں نے ایک دوسرے کے گلے کاٹے اور اللہ کی حسین سرزمین پر نفرت کے بیج بوئے اور اس دارِ جنت نظیر کو بھی جہنم بنا دیا۔ اب فکرِ انسان تاریخ کے اسی پرانے موڑ پر آ پہنچی ہے۔ آج پھر ہمارے مفکر انسان کو اقدارِ مشترکہ پر جمع کرنے کی طویل سوچوں میں مصروف ہیں۔ چھوٹی چھوٹی سلطنتیں جبراً وکرہاً وفاق میں بدل رہے ہیں اور اقوام متحدہ جیسے ادارے وجود میں آئے۔ اب غور فرمایئے! کہ تالیف واتحاد کی اس جہانگیر فضاء میں مسلمانوں میں مختلف فرقوں کے اختلافات، فرقہ واریت اور انتہا پسندی کس قدر انوکھی معلوم ہوتی ہے۔ آج کا انسان علمی، فکری، سیاسی، تمدنی، ذہنی اور مذہبی نقطہ ہائے نگاہ سے بہت بلند ہو چکا ہے۔ ہوائیں اور فضائیں اس کے بس میں ہیں۔ کرۂ ارض اور سمندروں پر انسان کی حکومت ہے۔ انسان کے بنائی ہوئی راکٹیں زمین کے گرد چکر کاٹ رہی ہیں۔ زمین وآسمان انسان کے لیے ناقابلِ تسخیر نہیں رہا۔ انسان کے علم وخرد کے آگے کائنات حیران ہے۔ زمین اس کے سامنے اپنے خزانے اُگل رہی ہے۔ ایسے عالیشان اور رفیع النظر انسان کے سامنے ہم جمعراتوں، چہلموں، خالی عقیدوں، وظیفوں، خلافت کے جھگڑوں اور رگڑوں والا اسلام تو پیش نہیں کر سکتے۔ استعماریت اور اشتراکیت کے اس دور میں ہمیں ایک ایسا اسلام پیش کرنا ہے جو جنگ وجدل سے اُکسائی ہوئی دنیا کو امن ومحبت کے درس کا لازوال تحفہ دے سکیں۔ استعماریت اور اشتراکیت کی گتھیاں سلجھائے۔ جسمانی ظلمتوں میں بھٹکے ہوئے انسان کو روح کی تابانیوں کی صحیح راہ دکھائے اور نظامِ عالم کو عدل وانصاف پر استوار کرے۔ اس مقصد کا حصول قرآن وسنت سے مستنبط الفقہ الاحوط پر عمل کر کے ہی ممکن ہے۔ اس مقصد کی خاطر نوربخشی قوم کی نوجوان نسل نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے کارکنان نے یہ عزم کیا کہ الفقہ الاحوط کو دوسرے کثیر نسخوں کے ساتھ آپس میں موازنہ کر کے ایک صحیح اور

درست نسخہ اہل اسلام کے سامنے پیش کرے جس میں وہ ترمیم واضافات نہ ہوں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ الفقہ الاحوط کے مختلف مطبوعہ نسخوں میں شامل ہوئے تھے مگر قلمی نسخے ان اضافی چیزوں سے پاک تھے۔ اللہ تعالیٰ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے کارکنان کی اس کوشش کو کامیاب وکامران کرے۔

موجودہ طبع کی خصوصیات:

الفقہ الاحوط کے موجودہ طبع کی حسب ذیل خصوصیات ہیں۔

1۔ عربی متن کو باقی تمام قلمی نسخوں کے بالعموم اور حضرت میر عبداللہ عراقیؒ، حضرت میر عارفؒ اور حضرت میر علی رضاؒ کے مبارک ہاتھوں سے لکھے ہوئے قلمی نسخوں سے بالخصوص ہم آہنگ کیا گیا ہے۔

2۔ مترجم (ابوالعرفان علامہ محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ) نے ترجمہ کو سلیس اور عام فہم بنانے کی خاطر لفظی ترجمہ کی بجائے بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔

3۔ قارئین کی سہولت اور روزمرہ زندگی کے فقہی مسائل کو آسان فہم بنانے کی خاطر ذیلی عنوانات قیام کئے گئے ہیں جو عربی متن کا حصہ نہیں ہیں، ذیلی عنوانات مترجم رحمۃ اللہ علیہ کے مجتہدانہ ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں۔

4۔ اردو ترجمہ میں جہاں کہیں مترجم رحمۃ اللہ علیہ سے لغزش ہوئی تھی اس کو اس طبع میں حضرت میر مختار اخیارؒ کے فارسی ترجمہ سے ہم آہنگ کیا گیا ہے ایسی نوبت شاذ و نادر طور رہی آئی ہے۔ لہذا قارئین سے گزارش ہے کہ سابقہ طباعت اور موجودہ طبع کی ترجمہ میں کہیں کہیں فرق نظر آئے تو اس کو ایسی اصلاح کا نتیجہ سمجھ لیں۔

الفقہ الاحوط کے نسخے:

فقہ احوط کو اہل علم وفضل نے بے حد پسندیدگی کی نظر سے دیکھا متعدد اہل علم نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا، کئی اہل علم نے اس کی شرحیں لکھیں اور شعراء نے اس کا منظوم ترجمہ کیا یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

زیرنظر ''الفقہ الاحوط'' عربی متن ہے جو مستند قلمی نسخوں کے تقابل سے تیار کیا گیا ہے۔ فی زمانہ الفقہ الاحوط کے سینکڑوں قلمی نسخے پائے جاتے ہیں اور کئی بار اشاعت کی مراحل سے بھی گزر چکی ہے۔ اس بار نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کے کارکنان نے تہیہ کر رکھا تھا کہ اس کا خالص عربی متن زیور طبع سے آراستہ کر کے نذر قارئین کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے اس کا ایک مستندترین قلمی نسخہ تیار کیا جائے۔ احقر نے اس مقصد کی خاطر تین قدیم تر اور مستند تر نسخوں کا انتخاب کیا جنہیں بنیادی حیثیت دی گئی جبکہ باقی نسخوں کو ثانوی درجہ دے کر تقابل اور تحقیق کا مرحلہ خوش اسلوبی کے

ساتھ طے کیا اگر کوئی لفظ یا جملہ کسی مطبوعہ نسخوں میں ہو اس میں نظر نہ آئے تو سمجھ لیں کہ وہ لفظ یا جملہ وہ ان بنیادی نسخوں میں بالخصوص دیگر قلمی نسخوں میں بالعموم موجود نہیں ہے۔ جن تین قلمی نسخوں کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ نسخہ میر عارف رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ نسخہ میر علی رضا رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ نسخہ میر عبد اللہ رحمۃ علیہ

۱۔ نسخہ میر عارف رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت میر عارفؒ صاحب کرامت ولی اللہ تھے۔ اپنے دور میں نالہ جات خپلو میں بحیثیت پیر صوفیہ نوربخشیہ تبلیغی مساعی جمیلہ کے ساتھ ارشاد و تلقین ذکر کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے۔ اللہ کے ساتھ والہانہ عشق و محبت کے نتیجے میں لوگوں کے دلوں میں آپ سے عقیدت و محبت گھر کر چکی ہے۔ جو نہ صرف آپؒ کی زندگی میں بلکہ صدیاں گزرنے کے باوجود اب بھی آپؒ کا نام عقیدت و احترام کا نشان بنا ہوا ہے۔ آپؒ کا خوبصورت مقبرہ موضع تھگس مشہ بروم میں واقع ہے۔ آپؒ کے لکھے ہوئے الفقہ الاحوط کے قلمی نسخہ کی ترقیمہ کی عبارت یوں ہے۔

'' تَمَّتِ الْکِتَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ بِیَدِ فَقِیْرِ الْحَطِیْرِ التَّقْصِیْرِ اأقل العباد الحسن الاعتقاد میر عارف آگاہ قدس اللہ سرہ تاریخ نوزدھم شھر محرم الحرام فی السنۃ الف ومائۃ وتسعۃ وعشر سنۃ من الھجرَۃِ۔ ''

یوں یہ نسخہ حضرت میر عارفؒ کے دست مبارک سے 19 محرم الحرام 1119ھ کو ہجری مکمل ہوا۔

۲۔ نسخہ میر علی رضا رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت میر علی رضاؒ ولد میر مختار اخیارؒ وادی سرمک میں تبلیغ وارشاد کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ آپؒ ہی کے واسطے سے سلسلہ ذہب کا زنجیرہ طریقت میر مختار اخیارؒ کے توسط سے میر سید محمد نوربخشؒ تک پہنچتا ہے۔ آپؒ کا مصلی گول سے سرمیک جاتے ہوئے ہمایوں پل کے قریب زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ آپؒ کا مصلےٰ واقعی آپؒ کے ملت ابراہیمیؑ کے تابعدار ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ آپؒ کی وفات 1142ھ میں سرمیک کے مقام پر ہوئی جہاں آپ کا حسین مزار مرجع خلائق ومحیط انوار ہے۔ آپؒ کے لکھے ہوئے فقہ الاحوط کی قلمی نسخہ کے ترقیمہ کی عبارت یہ ہے۔

''تمت تمام الحمد لله الحمد لله الحمد لله رب العلمین بحق ایاك نعبد و ایاك نستعین و بحق محمد صلی الله علیه واله الطاهرین برحمتك یا ارحم الراحمین بتاریخ یازدهم شهر صفر روز جمعه سال حمدونه مبارك بادبالنون والصلاد..........''

گو اس عبارت میں سن کی تصریح نہیں ہے۔ صرف سال، دن اور تاریخ کا ذکر ہے ''ن اور ص'' سے مراد نص ہے جو وضاحت اور صراحت کے معنوں میں ہے مگر اس کے اندرونی شواہد اس بات پر واضح دلالت کرتے ہیں کہ حضرت میر علی رضاؒ نے اپنا یہ عظیم کارنامہ میر مختارؒ کی زندگی میں انہی کے حکم سے سرانجام دیا ہے چنانچہ دائرہ یہ ہندیہ کے وضاحتی مقدمہ کے آغاز میں فرماتے ہیں کہ ''این اقل الخلیفه بل لاشیئ فی الحقیقة علی الرضا باعدام استعداد و انتفاء اسباب چون مامور شد از جناب حضرت ولایت مآب مظهر اسرار الربوبیة کاشف معضلات الشریعة المصطفویة مختار سید السالکین سیدنا و مولانا فی الدنیا والدین لازال رافته و باب الفتوح علیه مفتوحا وظلّ رافتة وتربیته علینا ممدودا بایضاح عبارات حضرت غوث اعظم سید محمد نوربخش........''

اس عبارت سے درج ذیل حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں کہ

۱۔ اس نسخے کا کاتب حضرت میر علی رضا ولد میر مختارؒ ہیں۔

۲۔ یہ نسخہ میر علی رضاؒ نے میر مختارؒ کے حکم سے لکھا ہے۔

۳۔ یہ نسخہ میر علی رضاؒ نے میر مختار اخیارؒ کی زندگی میں لکھا ہے۔

۴۔ چونکہ میر مختار اخیارؒ کی وفات 1132ھ میں ہوئی ہے اس لیے یہ نسخہ 1132ھ سے قبل لکھا گیا ہے۔ اذان واقامت کے وضاحتی حاشیہ کے بعد کاتب خود لکھتا ہے۔ کہ

''میر علی رضا ولد میر مختار اخیار علیہ الرحمہ''

۳۔ نسخہ میر عبداللہؒ ولد میر مختار اخیارؒ

میر عبداللہؒ ولد میر مختار اخیارؒ اپنے زمانے میں بہت اچھے خوشنویسوں میں شمار ہوتے ہیں۔ بلتستان میں پائے جانے والے فقہ الاحوط کے اکثر قلمی نسخے آپؒ ہی کے قلم سے ہیں۔ ان میں سے کچھ معرا ہیں، کچھ بین السطور فارسی ترجمہ کے ساتھ اور کچھ فارسی شرح سراج الاسلام کے ساتھ ہیں۔ راقم کے پاس جو میر عبداللہ کا نسخہ ہے یہ بین السطور فارسی ترجمہ

والا ہے۔ اس کی ترقیمہ کی عبارت یوں ہے''

بتاریخ روزچہار دھم شہر شعبان المعظم روزسہ شنبہ شروع بنوشتن کردم سال نہنك ۱۱۷۳ ھجری''

اختتامی ترقیمہ یوں ہے''

تمت الفقه علی ید الفقیر الحقیر خادم الصغیر والکبیر سید عبدالله غفر الله له''(اُفتادہ ہے)

میر عبداللہ کا لکھا ہوا ایک اور نسخہ مولانا غلام علی شگر کے پاس محفوظ ہے جو فارسی حسین شرح کے ساتھ ہے۔ ترقیمہ کی عبارت یوں ہے''

یوم شنبه ۱۵ ربیع الاول ۱۱۵۷ ھجری''

میر سید عبداللہ کا لکھا ہوا ایک اور نسخہ سید حسن شاہ صاحب شگری کے پاس محفوظ ہے۔ اس میں کہیں کہیں قلم زنی کی گئی ہے۔ یہ نسخہ بھی فارسی شرح کے ساتھ ہے۔

میر سید عبداللہ کا لکھا ہوا فارسی شرح کا ایک اور نسخہ سید محمد شاہ کریسی کے پاس محفوظ ہے۔ اس میں بھی بعض جگہوں پر قلم زنی کی گئی ہے اور کہیں کہیں سے افتادہ ہیں۔ ترقیمہ میں لکھا ہے''

روز چهار شنبه ۱۷ جمادی الاخر ۱۱۶۸ هجری سال خوق حسب الامر مختار السعداء میر جلال الدین سلّمه.......... کتبه العلصی.......... میر عبلالله عراق''

اسی نسخہ کو افتادہ اوراق کی کمی کو میر عبداللہؒ ہی کے کسی اور قلمی نسخے سے پورا کرنے کے بجائے محرف مطبوعہ نسخے کے اوراق شامل کر کے اسکینگ طباعت کے ساتھ ادارہ الصفہ صوفیہ امامیہ نوربخشیہ ٹرسٹ نے کراچی سے شائع کیا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ: الفقہ الاحوط کے شروع میں آئے ہوئے کلمات'' اَنَّ اللهَ اَمَرَنِي اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلاً فِي الْفُرُوْعِ وَاُبَيِّنَ الشَّرِيْعَةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ كَمَا كَانَتْ فِي زَمَانِهٖ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ۔

اللہ پاک نے مجھے اس بات پر مامور کیا کہ میں پہلے پہل اس اُمت کے آپس میں موجود فروعی اختلاف کو دُور کروں اور محمدی شریعت کو کسی قسم کی کمی یا اضافے کے بغیر اس طرح بیان کروں، جس طرح سے یہ شریعت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں رائج تھی اور بار دیگر سب اُمتوں اور تمام دنیا والوں کے آپس میں موجود اصولی اختلاف کو

دُور کروں'' (۱)

اَنَّ اللہَ اَمَرَنِیْ اللہ نے مجھے امر کیا ہے۔

سے بعض لوگوں کا اشبہ ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر کا ہونا نبوت کا خاصہ ہے۔ میر سید محمد نوربخش ؒ کے کہنے سے یہ لازم آتا ہے کہ انہوں نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے؟

جواب نمبرا اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ الفقہ الاحوط کے ابتدائی خطبے میں میر سید محمد نوربخش ؒ نے واضح طور پر فرمایا'' اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَ الْاَ نْبِیَاءَ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِلْاُ مَمِ وَخَتَمَهُمْ بِنَبِیِّنَاوَرَسُوْلِنَامُحَمَّدٍصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے نبیوں اور رسولوں کو جملہ اُمت کے لیے فرمانبرداری کی صورت میں خوشخبری سنانے والے اور نافرمانی کی صورت میں عذاب الٰہی سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا اور ہمارے نبی اور رسول حضرت محمد ﷺ کی بعثت پر انبیاء علیہم السّلام کے سلسلہ ء بعثت کو ختم کیا'' (۲)

نیز میر سید محمد نوربخش ؒ نے فرمایا کہ

''بِنُبُوَّتِهٖ خُتِمَتِ النُّبُوَّةُ وَبِشَرِیْعَتِهٖ خُتِمَتِ الشَّرَائِعُ وَالشَّرْعِیَّاتُ

آپ ﷺ کی نبوّت پر سلسلہ نبوّت کو ختم کر دیا گیا اور آپ ﷺ کی شریعت پر تمام سابقہ شریعتوں اور شرعی امور کا خاتمہ کیا گیا۔ (۳)''

ان عبارات میں یہ حقیقت واضح کردی کہ میر سید محمد نوربخش ؒ حضرت محمد ﷺ کو ہی خاتم النبین مانتے ہیں، آپ ﷺ کو ہی خاتم المرسلین کہتے ہیں اور آپ ﷺ کی شریعت کو خاتمۃ الشرائع تسلیم کرتے ہیں۔ ایسے میں اِدّعاء نبوت کا شبہ بے بنیاد ہے۔ لہذا لازماً '' اَمَرَنِیْ '' سے کوئی ایسا مفہوم لینا ہوگا جو انبیاء کے سوا اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہے۔ چنانچہ یہاں '' اَمَرَنِیْ '' بمعنیٰ '' اَلْهَمَنِیْ '' کے ہیں۔ اس کی مثال قرآن پاک میں بکثرت موجود ہے۔ الہام نہ صرف اولیاء اور انبیاء کو ہوتا ہے بلکہ حسب ارشاد خداوندی ''وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا○ اور قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے

۱۔ زیر نظر کتاب افتتاحیہ صفحہ نمبرا

۲۔ زیر نظر کتاب افتتاحیہ صفحہ نمبرا

۳۔ کتاب الاعتقادیہ اردو عربی (ترجمہ علامہ محمد بشیرؒ) صفحہ ۴۲

اسے درست کر کے بنایا۔(۱)

ہر فرد بشر کو نیکی و بدی کا الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

لفظ وحی جو اصطلاحی معنوں میں انبیاء اور رسل کا خاصہ ہے، قرآن پاک میں اس کی نسبت انبیاء کے بجائے مختلف چیزوں کی طرف کی گئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا"

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ۝

اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو ارشاد فرمایا کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور اونچی اونچی چھتریوں میں جو لوگ بناتے ہیں اپنا گھر بنا"(۲)

ایک اور جگہ پر فرمایا!

"اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰى۝" اے موسیٰ جب ہم نے تیری ماں کی طرف وحی کی"(۳)

ایک اور جگہ پر فرمایا! کہ"

اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ "بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں"(۴)

یہاں وحی کرنے والے شیاطین ہیں اور جن کی طرف وحی بھیجی جارہی ہے وہ شیاطین کے اولیاء ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی مثالیں ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ چاہے امر ہو یا لفظ وحی القاء اور الہام کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

جواب نمبر ۲ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ جس طرح آیت کریمہ "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ "میں یامر میں ضمیر "هُوَ" اللہ کی طرف راجع ہے اور فعل کا فاعل ہے اور ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ہے۔ "اللّٰهَ" امر کرنے والا اور "كُمْ" مامور ہے۔ اس طرح اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ میں ضمیر اللہ کی طرف راجع اور فاعل ہے۔ "ن" وقایہ ضمیر منصوب متصل مفعول ہے۔ اللہ امیر اور "ی" ضمیر مامور ہے۔ جب "یامر کم" میں کم نبی نہیں بنتے تو "اَمَرَنِيْ" میں "ی" نبی کیسے بن سکتا ہے۔

اوامر ونواھی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے آپ کو مامور سمجھنا شریعت کا تقاضا ہے۔ اسی راز کی طرف اشارہ

۱۔ سورہ شمس آیت ۷

۲۔ سورۃ النحل آیت ۶۸

۳۔ سورہ طٰہٰ آیت ۳۸

۴۔ سورہ انعام آیت ۱۲۱

کرتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

جب تک نہ ہو تیرے ضمیر پہ نزول کتاب　　　گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

کلمات تشکّر: میں سپریم علماء کونسل کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے الفقہ الاحوط کو تحریفات اور ترمیم واضافے سے پاک من وعن اشاعت کی اجازت دی۔

علی محمد ہادی شگر بلتستان

۱۵ نومبر ۲۰۱۵ء

اظہارِ تشکر

ایک مسلمان نوربخشی کے لیے اس سے بڑھ کر خوش نصیبی کا اور کون سا مقام ہو سکتا ہے کہ وہ فقہ اسلامی کی معروف کتاب الفقہ الاحوط (عربی اُردو) کی طباعت و اشاعت کے ذریعے سید العارفین حضرت میر سید محمد نوربخش موسوی قہستانی علیہ الرحمہ کے پیغام کو عام کرنے میں حصہ لے؟ اس نعمت عظمیٰ پر شاہ ہمدان ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف صوفی ازم کے کارکنان اپنے رحیم اور کریم پروردگار! کے حضور میں اظہار تشکر کے لیے سرخم ہیں اور نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کے کارکنان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے الفقہ الاحوط کے کمپوز شدہ مسودے کو شائع کرنے کا موقع فراہم کیا۔

ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ الفقہ الاحوط (عربی اُردو) کی صوری حُسن میں کسی بھی قسم کی خامی نہ رہ جائے۔ اس وقت جو مبارک نسخہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کی صحت کتابت کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ طباعت اور جلد بندی کے معیار کو مکمل طور پر درست رکھنے کی طرف بھرپور توجہ دی ہے۔ لیکن بایں ہمہ کوشش و کاوش کسی بھی قسم کی بشری فروگزاشت کا امکان ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کی نظر میں ایسی کوئی غلطی گزرے تو براہ کرم آپ ہمیں فوراً مطلع فرمائیں۔ ادارہ اس بات کا پابند ہے کہ آپ کی شکایت کا ازالہ آئندہ طبع میں کرے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ کسی غلطی کی صورت میں ہی آپ ہم سے رابطہ کریں بلکہ آپ اپنے مطالعہ میں رہنے والے نسخے کو امعان نظر سے ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی کتابت، طباعت، حُسن ترتیب، کاغذ اور جلد بندی کے بارے میں کسی قسم کا مشورہ ہمارے لیے انتہائی فرحت و مسرّت کا باعث ہوگا۔ آپ کی جانب سے یہ شراکت ادارے کے لیے انتہائی فخر کا موجب ہوگی اُمید ہے کہ آپ اپنی توجہ سے بھی نوازیں گے اور دُعاؤں سے بھی مستفید فرماتے رہیں گے۔

والسلام مع الاکرام

شاہ ہمدان ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف صوفی ازم

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَعَثَ الْاَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِلْاُمَمِ وَخَتَمَهُمْ بِنَبِيِّنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاعْلَمْ اَيُّهَا الْوَلَدُ الْقَابِلُ الْعَادِلُ الْعَالِمُ الْفَاضِلُ الْمُكَاشِفُ الْوَاصِلُ الْمُرْشِدُ الْكَامِلُ رَزَقَكَ اللّٰهُ كَمَالَ الْمَعْرِفَةِ فِيْ حَقَائِقِ الْاَشْيَاءِ شَرِيْعَةً وَطَرِيْقَةً وَحَقِيْقَةً اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلاً فِي الْفُرُوْعِ وَ اُبَيِّنَ الشَّرِيْعَةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ كَمَا كَانَتْ فِيْ زَمَانِهٖ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ وَثَانِيًا فِي الْاُصُوْلِ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ وَكَافَّةِ اَهْلِ الْعَالَمِ فَشَرَعْتُ فِيْهِ بِالتَّسْهِيْلِ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

ہر چیز کی ابتداء بڑے مہربان رحم کرنے والے اللہ کے نام سے ہے۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے نبیوں اور رسولوں کو جملہ اُمت کے لئے فرمانبرداری کی صورت میں خوشخبری سنانے والے اور نافرمانی کی صورت میں عذاب الٰہی سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا اور ہمارے نبی اور رسول حضرت محمد ﷺ کی بعثت پر انبیاء علیہم السّلام کے سلسلہ بعثت کو ختم کیا۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد آگاہ رہے اے میرے قابل، صاحب عدل، علم والے، فضیلت والے، اسرار کے کھولنے والے، حق کی رسائی والے، ہدایت کرنے والے، باکمال بیٹے اللہ تجھے شریعت، طریقت اور حقیقت تینوں میں جملہ چیزوں کی حقیقتوں کی پوری پہچان عطا کرے کہ اللہ پاک نے مجھے اس بات پر مامور کیا کہ میں پہلے پہل اس اُمت کے آپس میں موجود فروعی اختلاف کو دُور کروں اور محمدی شریعت کو کسی قسم کی کمی یا اضافے کے بغیر اس طرح بیان کروں، جس طرح سے یہ شریعت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانے میں رائج تھی اور بار دیگر سب اُمتوں اور تمام دنیا والوں کے آپس میں موجود اصولی اختلاف کو دُور کروں۔ چنانچہ آسان انداز کے ساتھ میں نے اس بارے میں آغاز کار کیا ہے۔ اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔

بَابُ الطَّهَارَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى! اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ○(۱) قَدَّمَ التَّوْبَةَ عَلَى التَّطَهُّرِ لِاَنَّهَا طَهَارَةٌ بَاطِنِيَّةٌ حَقِيْقِيَّةٌ وَهٰذِهٖ طَهَارَةٌ ظَاهِرِيَّةٌ مَجَازِيَّةٌ فَعَبَّرَ بِالتَّطَهُّرِ عَنْهَا وَ قَالَ اَيْضًا يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ط وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ط مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○(۲)

طہارت کا بیان

فرمان خداوندی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ○الآیہ

''یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور وہ پاک رہنے والوں کو چاہتا ہے۔'' خداوند عالم نے توبہ کو طہارت پر مقدم رکھا کیونکہ توبہ حقیقی معنوں میں باطنی پاکی کا نام ہے اور یہ طہارت مجازی طور پر ظاہری پاکیزگی ہے۔ چنانچہ اللہ پاک نے اس ظاہری پاکیزگی کی تعبیر لفظ تطہیر سے کی ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا (الخ) الآیہ

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے ارادے سے کھڑے ہو جاؤ تو اپنے منہ کو اور کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھو ڈالو اور اپنے سروں کا مسح کیا کرو اور ٹخنوں سمیت پیروں کو۔ اگر تم کو جنابت لاحق ہو جائے تو خوب پاکیزگی حاصل کرو۔ اگر تم

---

۱.   سورة البقرة ،الآية ۲۲۲

۲.   سورة المائدة ،الآية ۶

بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کر کے آئے یا تم اپنی بیویوں سے ازدواجی رابطہ قائم کرو پھر تم پانی نہ پاسکو تو پاک مٹی سے تیمم کیا کرو اور اس پاک مٹی سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر کسی مشقت کو مسلط کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ تم کو پاک کرنا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کرنا چاہتا ہے تاکہ تم اس کی نعمتوں کا شکر بجالاؤ۔‘‘

فَالطَّهَارَةُ الظَّاهِرِيَّةُ عَلٰى نَوْعَيْنِ صُغْرٰى وَ كُبْرٰى فَفِي الصُّغْرٰى وَجَبَتِ النِّيَّةُ وَهِيَ اَنْ تَقُوْلَ فِيْ قَلْبِكَ اَتَوَضَّؤُ لِرَفْعِ الْحَدَثِ وَاسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِنْ جَرَتْ عَلٰى لِسَانِكَ مَعَ الْقَلْبِ فَصَوَابٌ وَغَسْلُ الْوَجْهِ وَهُوَ مِنْ بِدَايَةِ الْجَبْهَةِ اِلٰى نِهَايَةِ الذَّقْنِ وَ مَا بَيْنَ الْاُذُنَيْنِ مِنْ مَنْبَتِ شَعْرِ اللِّحْيَةِ اِلٰى مَنْبَتٍ اٰخَرَ بِاَيِّ طَرِيْقٍ تُرِيْدُ غَسْلَهٗ بِيَدٍ اَوْ بِيَدَيْنِ اَوْ بِاِفَاضَةِ الْمَاءِ مِنْ وِعَاءٍ اَوْ غَيْرِهٖ وَاعْلَمْ اَنَّ تَخْلِيْلَ اللِّحْيَةِ لِاِسْتِيْعَابِهَا فَاِنْ تَيَقَّنْتَ بِالْاِسْتِيْعَابِ فَلَا حَاجَةَ اِلٰى تَخْلِيْلِهَا وَغَسْلُ الْيَدَيْنِ بِاَيِّ طَرِيْقٍ تُرِيْدُهٗ مِنْ رُؤُسِ الْاَصَابِعِ اِلَى الْمَرَافِقِ اَوْ بِالْعَكْسِ مَعَ اِدْخَالِ الْمَرَافِقِ فِيْهِ وَمَسْحُ الرَّاْسِ بِاَيِّ قَدْرٍ كَانَ مَرَّةً وَّاحِدَةً وَمَسْحُ الرِّجْلَيْنِ وَغَسْلُهُمَا اِلَى الْكَعْبَيْنِ لِعُمُوْمِ بَلْوَى الْمُسْلِمِيْنَ لِتَعَسُّرِ صِيَانَةِ الرِّجْلِ مِنْ رَشَاشِ الْاِسْتِنْجَاءِ وَغَيْرِهٖ وَ التَّرْتِيْبُ كَمَا وَرَدَ فِي النَّصِّ مُتَضَمِّنًا لِلتَّيَامُنِ وَ الْمُوَالَاتُ بِلَا اِفْرَاطٍ وَ تَفْرِيْطٍ اَعْنِيْ اِذَا اشْتَغَلْتَ فِيْ اَثْنَاءِ الْوُضُوْءِ بِاَمْرٍ اَجْنَبِيٍّ بِلَا ضَرُوْرَةٍ وَ تَمَادٰى ثُمَّ تَرْجِعُ اِلَى الْوُضُوْءِ فَيَجِبُ الْاِسْتِيْنَافُ وَاِلَّا فَلَا۔

ظاہری طہارت کی اقسام

ظاہری طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) طہارت صغریٰ (وضو) (۲) طہارت کبریٰ (غسل)

وضو کے واجبات

طہارت صغریٰ (وضو) کی انجام دہی کی صورت میں یہ چیزیں واجب ہیں۔

۱۔نیت :۔ نیت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ دل میں تصور کر کے کہے اَتَوَضَّؤُ لِرَفْعِ الْحَدَثِ الخ "میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر ناپاکی کو دُور کرنے کے لئے اور نماز کو جائز بنانے کی غرض سے وضو کرتا ہوں۔" اگر نیت کے یہ الفاظ دل میں متصور ہونے کے ساتھ ساتھ زبان پر بھی جاری ہوں تو بہتر صورت ہے۔

۲۔منہ کا دھونا:۔ یہ دھونا پیشانی کی ابتداء سے لے کر ٹھوڑی کی انتہاء تک اور کانوں کے درمیان ڈاڑھی کے بال اُگنے کی ایک جانب کے مقام سے لے کر دوسری جانب کے مقام تک جس طریقے سے چاہے روا ہے۔ایک ہاتھ سے یا دونوں ہاتھوں سے، کسی برتن سے پانی بہا کر یا کسی اور طریقے سے دھوڈالے۔واضح رہے کہ ڈاڑھی کا خلال کرنا دھونے میں اسے پوری طرح ڈھانپ لینے کی غرض سے ہے۔اگر آپ کو اس کے پورے احاطے کا یقین ہو جائے تو خلال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ہاتھوں کا دھونا:۔ جس طریقے سے چاہے دھوئے کہنیوں کو دھونے میں شامل کر کے انگلیوں کے سرے سے شروع کر کے کہنیوں کی طرف کو یا کہنیوں سے شروع کر کے انگلیوں کے سروں کی طرف کو دھوڈالے۔

۴۔سر کا مسح :۔ جتنی مقدار میں ہو ایک ہی مرتبہ سر کا مسح کرنا۔

۵۔استنجا کی چھینٹوں وغیرہ سے بچانے کی دشواری کی بناء پر مسلمانوں کی عام ابتلاء کی صورت میں ٹخنوں سمیت پیروں کو مسح کرنا اور ان کو دھونا۔

۶۔ترتیب :۔ راست اعضاء کو پہلے لیتے ہوئے نص قرآنی میں وارد شدہ ترتیب کا لحاظ رکھنا۔

۷۔موالات :۔ کسی قسم کی زیادتی اور کمی کے بغیر موالات کا لحاظ رکھنا۔مطلب یہ ہے کہ اگر آپ وضو کی بجا آوری کے دوران کسی ضرورت کے بغیر کسی اجنبی کام میں لگ جائے اور وقفہ کرے پھر وضو کی انجام دہی کی طرف لوٹ آئے تو ایسی صورت میں از سر نو وضو کرنا واجب ہے ورنہ نہیں۔

وَ اَمَّا سُنَنُهَا فَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَكُلٌّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِغُرْفَةٍ مَرَّةً اَوْمَرَّتَيْنِ وَيَجُوْزُ الْمُبَالَغَةُ فِيْهِمَا مِنْ غَيْرِ الصَّوْمِ وَتَكْرَارُ غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَ لَايَتَجَاوَزُ مِنْ ثَلَاثٍ وَالسِّوَاكُ طُوْلاً وَّعَرْضًا اِنْ وَّسِعَ الْوَقْتُ وَاِنْ ضَاقَ فَاَحَدُهُمَا وَيَجُوْزُ بِكِرْبَاسٍ خَشِنٍ اَوْبِالْاَصَابِعِ

إِنْ لَّمْ يَخْطُرِ الْخَشْيُ وَالْبَسْمَلَةُ فِي الْابْتِدَاءِ وَإِنْ نَسِيْتَ فَفِي الْأَثْنَاءِ وَاسْتِيْعَابُ الرَّأْسِ بِالْمَسْحِ فِي الْأَزْمِنَةِ وَالْأَمْكِنَةِ الْحَارَّةِ وَمَسْحُ ظَاهِرِ أُذُنَيْكَ وَتَخْلِيْلُ بَاطِنِهِمَا وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ فِي الرِّيَاحِ لِدَفْعِ الْغُبَارِ بِبَلَلٍ مَا تَقَدَّمَ وَأَنْ لَّا تَسْتَعِيْنَ فِي الْوُضُوْءِ بِغَيْرِكَ إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَتَرْكُ التَّمَنْدُلِ إِنْ لَّمْ تَخَفْ مِنَ الْغُبَارِ وَلُصُوْقٍ مَالَمْ تَتَيَقَّنْ بِطَهَارَتِهِ مِنَ الْأَرْضِ وَالْحَصِيْرِ وَالْبَوَارِيْ لِأَنَّ يُبْسَهَا طُهْرُهَا وَإِلَّا فَتَمَنْدَلْ وَأَنْ تَقُوْلَ بَعْدَ النِّيَّةِ عِنْدَ غَسْلِ الْوَجْهِ اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ يَوْمَ تُبْيَضُّ وُجُوْهُ أَوْلِيَائِكَ وَتُسْوَدُّ وُجُوْهُ أَعْدَاءِكَ وَعِنْدَ الْيَدِ الْيُمْنٰى اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَعِنْدَ الْيَدِ الْيُسْرٰى اَللّٰهُمَّ لَاتُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ وَعِنْدَ مَسْحِ الرَّأْسِ اَللّٰهُمَّ غَشِّنِيْ رَأْسِيْ بِرَأْفَتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَظَلِّلْنِيْ تَحْتَ ظِلَالِ عَرْشِكَ وَعِنْدَ الرِّجْلَيْنِ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَيَّ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تُثَبِّتُ فِيْهِ الْأَقْدَامَ وَتَزِلُّ فِيْهِ الْأَقْدَامَ وَغَيْرَهَا مِنَ الْأَدْعِيَةِ الْمُنَاسِبَةِ الَّتِيْ تُرِيْدُ ط

وضو کے مسنون افعال

۱۔ کلی کرنا۔

۲۔ ناک میں پانی ڈالنا۔

یہ دونوں کام ایک چلو پانی سے ایک ہی مرتبہ یا دو مرتبہ کرے۔ روزے کی حالت کے سوا دونوں صورتوں میں مبالغہ سے کام لینا جائز ہے۔

۳۔ منہ اور ہاتھوں کا مکرر دھونا، مگر یہ کام تین مرتبہ سے تجاوز نہ کر جائے۔

۴۔ لمبائی اور چوڑائی میں دانتوں کا مسواک کرنا، بشرطیکہ وقت میں گنجائش ہو۔ اگر وقت تنگ ہو تو ایک صورت کو اختیار کرنا اگر لکڑی کی مسواک نہ ہو تو کھردرے کپڑے یا انگلیوں سے مسواک کرنا جائز ہے۔

۵۔ وضو کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا پڑھنا اگر شروع میں اس کا پڑھنا بھول جائے تو اس کے دوران پڑھنا۔

۶۔ گرم علاقوں اور گرمی کے اوقات میں سر کو مسح کرنے کے ساتھ پوری طرح ڈھانپ لینا۔

۷۔ کانوں کے ظاہری حصے کا مسح کرنا اور اندرونی حصے کا خلال کرنا۔

۸۔ ہوا میں چلنے کی صورت میں گرد وغبار کو ہٹانے کی خاطر سابقہ تری سے گردن کا مسح کرنا۔

۹۔ سوائے کسی ضرورت پڑنے کے وضو کرنے میں کسی دوسرے سے مدد طلب نہ کرنا۔

۱۰۔ رومال کا استعمال چھوڑ دینا بشرطیکہ گرد کے لگ جانے اور اس چیز کے پیوست ہو جانے کا خوف نہ ہو جس کی پاکی میں آپ کو یقین نہیں، جیسے زمین چٹائی اور بوریاں۔ یہ شرط اس لیے ہے کہ ان چیزوں کا خشک ہونا تو ان کے لیے باعثِ پاکی ہے اگر معاملہ اسی قسم کے اندیشے سے خالی نہ ہو تو پھر رومال استعمال کرے۔

۱۱۔ نیت کرنے کے بعد منہ دھوتے وقت اس دُعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ الخ "پروردگار اپنی معرفت کے نور سے میرا چہرہ روشن کر جس دن کہ تو اپنے دوستوں کے چہروں کو روشن اور اپنے دشمنوں کے چہروں کو سیاہ بنائیگا۔"

۱۲۔ دائیں ہاتھ کو دھوتے وقت اس دُعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ الخ "پروردگار مجھے میرا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں عطا فرما اور میرا محاسبہ آسان حساب کی صورت میں فرما۔"

۱۳۔ بائیں ہاتھ کو دھوتے وقت اس دُعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ الخ "پروردگار: مجھے میرا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں عطا نہ فرما اور نہ ہی میری پیٹھ کے پیچھے سے۔"

۱۴۔ سر کا مسح کرتے وقت اس دُعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ غَشِّنِيْ الخ "پروردگار! اپنی رحمت اور مہربانی سے میرا سر ڈھانپ لے اور اپنے عرش کے سایوں تلے مجھے چھائیں عطا فرما۔"

۱۵۔ پیروں کا حکم بجالاتے وقت اس دُعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَيَّ الخ "پروردگار پل صراط پر میرے قدموں کو ثابت رکھ لے جس دن کہ تو بہت سے قدموں کو ثابت رکھے گا اور بہت سے قدموں کو پھسلا دے گا۔"

ان کے علاوہ جن مناسب دُعاؤں میں سے پڑھنا چاہے ان کا پڑھنا۔

وَفِي الْكُبْرٰى وَجَبَتِ النِّيَّةُ وَهِيَ اَنْ تَقُوْلَ فِيْ قَلْبِكَ اَغْتَسِلُ لِرَفْعِ الْحَدَثِ الْجَنَابَةِ وَاسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِنْ جَرَتْ عَلٰى لِسَانِكَ مَعَ الْقَلْبِ فَصَوَابٌ وَغَسْلُ جَمِيْعِ بَدَنِكَ بِالْاِسْتِيْعَابِ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ وَالتَّرْتِيْبُ وَهُوَ اَنْ تَصُبَّ الْمَاءَ عَلَى الرَّاْسِ ثُمَّ عَلٰى

الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ عَلَى الْجَانِبِ الْاَيْسَرِ وَالْمُوَالَاتُ وَاِنْ غَمَسْتَ فِي الْمَاءِ مُسْتَوْعِبًا تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ سَقَطَ التَّرْتِيْبُ وَحَصَلَتِ الْمُوَالَاتُ بِلَا كُلْفَةٍ۔

غسل کی واجبات

طہارت کبریٰ (غسل) میں یہ چیزیں واجب ہے۔

۱۔ نیت۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دل میں کہے اَغْتَسِلُ لِرَفْعِ الْحَدَثِ الخ "میں قرب الٰہی کے حصول کی خاطر جنابت کی ناپاکی کو دُور کرنے کے لیے نیز نماز کے درست ہونے کے واسطے واجب ہونے کی وجہ سے غسل کرتا ہوں۔" اگر یہی نیت دل کے ساتھ زبان پر جاری ہوتو بہتر ہے۔

۲۔ ہر ایک بال کے نیچے پانی پہنچانے کے ساتھ پورے بدن کا دھونا۔

۳۔ ترتیب۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پہلے سر پر پانی بہادے پھر دائیں طرف اس کے بعد بائیں طرف بہادے۔

۴۔ موالات۔ اگر آپ ہر ایک بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کی حالت میں پانی کے اندر ڈبکی لگادے تو ترتیب ساقط ہوجاتی ہے اور کسی قسم کی مشقت کے بغیر موالات کا حصول ہوتا ہے۔

وَسُنَنُهَا فِي الْاَوَّلِ غَسْلُ الْيَدَيْنِ اِلَى الزَّنْدَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَالْبَسْمَلَةُ وَفِي الْاَثْنَاءِ تَخْلِيْلُ بَاطِنِ الْاُذُنَيْنِ وَغَسْلُ الْاَعْضَاءِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالدَّلْكُ فِي كُلِّ عُضْوٍ تَقْدِرُ بِيَدِكَ عَلَى دَلْكِهٖ وَفِي الْاٰخِرِ تَخْلِيْلُ اَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ. وَاَمَّا قَبْلَ الطَّهَارَةِ الصُّغْرٰى وَالْكُبْرٰى وَجَبَتِ الْاِسْتِنْجَاءُ وَالْاِسْتِبْرَاءُ بِالْمَاءِ وَاعْلَمْ اَنَّ اسْتِعْمَالَ الْمَدَرِ وَالْحَجَرِ قَبْلَ الْمَاءِ سُنَّةٌ لِتَخْفِيفِ اللَّوْثِ لَا لِلتَّنْظِيْفِ وَلَا لِلتَّطْهِيْرِ وَلَا يَنْحَصِرُ عَلَى عَدَدٍ وَاِنْ كَانَ عَلَى ظَاهِرِ بَدَنِكَ لَوْثٌ وَجَبَتْ اِزَالَتُهٗ وَوَجَبَ فِي الْخَلَاءِ اَنْ لَا تَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرَهَا وَ اَنْ لَا تَقْضِيَ الْحَاجَةَ فِي الْمَاءِ جَارِيًا كَانَ اَوْ رَاكِدًا اِلَّا فِي الْبَحْرِ فَاِنَّهٗ ضَرُوْرَةٌ وَاَنْ تَسْتُرَ الْعَوْرَةَ مِنَ النَّاسِ وَسُنَنُهٗ اَنْ لَا تَقْضِيَ الْحَاجَةَ عَلَى شَفِيْرِ بِئْرِ الْمَاءِ وَلَا عَلَى طَرَفَيْهَا وَلَا عَلَى طَرَفَيْ نَهْرٍ يُشْرَبُ مِنْهُ وَلَا تَحْتَ شَجَرَةٍ تُسْتَظَلُّ وَلَا شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ وَلَا فِي الْمَقْبَرَةِ وَلَا فِي الطُّرُقِ وَالسِّكَكِ وَلَا عَلٰى

طَرَفَيْهَا وَلَا فِي النَّادِيْ وَلَافِي الْجُحْرَةِ وَاَنْ لَّا تَسْتَقْبِلَ الرِّيَاحَ وَلَا الصَّعِيدَ وَلَا الصَّلَبَ مِنَ الْاَرْضِ لِئَلَّا يَنْحَدِرَ اِلَيْكَ وَ لَايَتَرَشَّشَ وَاَنْ تَحْفِرَالْاَرْضَ وَتُلِيْنَهَابِقَدْرِالْحَاجَةِ وَاَنْ لَّاتَسْتَقْبِلَ الشَّمْسَ وَلَاالْقَمَرَ وَلَاالْكَوَاكِبَ الْمُتَعَيِّنَةَ اِنْ كُنْتَ فِي الْفَضَاءِ وَتَيَسَّرَوَاِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ فَتَحْجُبَ الْعَوْرَةَ بِسَاتِرٍمِّنْ نُوْرِهَا وَاَمَّافِي الْجُدْرَانِ فَلَابَأْسَ بِهٖ وَاَنْ تَصُبَّ الْمَاءَ بِالْيَدِالْيُمْنٰى وَتَغْسِلَ الْعَوْرَةَ بِالْيَدِ الْيُسْرٰى اِلَّالِضَرُورَةٍوَاَنْ تَمْشِيَ قَبْلَ الْاِسْتِبْرَاءِ خُطُوَاتٍ اَوْ اَكْثَرَ اِنْ تَيَسَّرَ وَاَنْ تَتَنَحْنَحَ وَاَنْ لَا تَصُبَّ الْمَاءَ فِيْ مَوْضِعِ قَضَاءِ الْحَاجَةِ وَاَنْ تُقَدِّمَ رِجْلَكَ الْيُسْرٰى عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ وَ الْيُمْنٰى عِنْدَالْخُرُوْجِ وَاَنْ تَقُوْلَ عِنْدَ دُخُوْلِ الْخَلَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَ عِنْدَالْخُرُوْجِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَخْرَجَ عَنِّيَ الْاَذٰى وَعَافَانِيْ اَومِثْلَهَاوَاَنْ لَّاتَسْتَصْحِبَ شَيْئًا عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ اَوِالْاَدْعِيَةُ اَوْاِسْمٌ مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ مَكْشُوْفًاوَاِنْ كَانَ مَسْتُوْرًا بِشَيْئٍ مِنَ الْجِلْدِ اَوِالْمُشَمَّعِ اَوْغَيْرِهِمَاوَفِي فَكِّهٖ تَعَسُّرٌ فَعُفِيَ وَاَنْ لَّا تَغْفُلَ فِي قَلْبِكَ مِنَ الْاَدْعِيَةِ الْمُنَاسِبَةِ بِهٰذَا الْمَحَلِّ وَاَنْ تَقُوْلَ بَعْدَالْاِسْتِنْجَاءِ وَالْاِسْتِبْرَاءِ اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِيْ وَاسْتُرْعَوْرَتِيْ مِنَ النَّارِ اَوْ مِثْلَهَا مِنَ الْاَدْعِيَةِ ط

غسل کی سُنتیں

(الف) شروع شروع میں :۔ ۱۔کلائیوں تک ہاتھوں کا تین مرتبہ دھونا۔ ۲۔کُلی کرنا۔
۳۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ۴۔بسم اللہ الرحمن الرحیم کا پڑھنا۔

(ب) غُسل کے دوران:۔ ۱۔کانوں کے اندرونی حصّے کا خلال کرنا۔ ۲۔تمام اعضاء کو تین تین مرتبہ دھونا۔
۳۔ جسم کے ہراس حصّے کو خوب مل کر دھونا جس کو ہاتھوں سے مل سکتا ہو، ۴۔غسل کے آخر میں پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا اور وضو اور غسل سے پہلے پانی سے استنجا اور استبرا کرنا واجب ہے۔ آگاہ رہے! کہ پانی سے پہلے ڈھیلا اور پتھر کا استعمال کرنا ناپاکی کو ہلکا کرنے کی غرض سے ہے اس سے نہ صفائی حاصل کی جا سکتی ہے نہ پاکی۔ ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کسی تعداد پر منحصر نہیں۔ اگر جسم کے ظاہری حصّے پر کوئی ناپاکی ہو تو اس کو دُور کرنا واجب ہے۔

(ج) رفع حاجت کے لیے جانے کی صورت میں یہ چیزیں واجب ہیں :۔

۱۔ قبلہ کی طرف نہ منہ کرنا نہ پیٹھ کرنا۔

۲۔ پانی میں قضائے حاجت نہ کرنا۔ چاہے پانی جاری ہو یا ٹھہرا ہوا ہو۔ مگر ضرورت پڑنے کی صورت میں سمندر اس حکم سے مستثنٰی ہے۔

۳۔ مخصوص مقام کو لوگوں سے چھپانا۔

(د) رفع حاجت کے لیے جانے کی صورت میں یہ چیزیں سنت ہیں :۔

۱۔ پانی کے کنوئیں کے منہ پر قضائے حاجت نہ کرنا اور نہ اس کے دونوں کناروں پر قضائے حاجت کرنا نہ کسی ایسی نہر کے دونوں کناروں پر قضائے حاجت کرنا جس سے پانی پیا جاتا ہو۔

۲۔ سایہ دار درخت (جس کے سائے میں لوگ بیٹھتے ہوں) کے نیچے قضائے حاجت نہ کرنا۔

۳۔ قبرستان میں قضائے حاجت نہ کرنا۔

۴۔ لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ قضائے حاجت نہ کرنا۔

۵۔ کیڑے مکوڑے کے بلوں میں قضائے حاجت نہ کرنا۔

۶۔ تیز ہواؤں کی طرف منہ نہ کرنا۔

۷۔ چٹان پر قضائے حاجت نہ کرنا۔

۸۔ سخت زمین پر قضائے حاجت نہ کرنا تاکہ پیشاب کی چھینٹیں اُٹھ اُٹھ کر اپنی طرف نہ آئیں۔

۹۔ ضرورت کے مطابق زمین کو کھودنا اور اسے نرم کرنا۔

۱۰۔ سورج چاند اور متعین ستاروں کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا بشرطیکہ کھلے میدان میں ہو اور آسانی بھی ہو، اگر آسانی نہ ہو تو پھر مقام خاص کو کسی پردے کے ساتھ ان کی روشنی سے چھپائے رکھے ہاں اگر چاردیواری کے اندر ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۱۱۔ پھلدار درخت کے نیچے قضائے حاجت نہ کرنا اور نہ راستوں اور گلیوں کے کناروں پر قضائے حاجت کرنا۔

۱۲۔ ضرورت پڑنے کے سوا دائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے مخصوص جگہ کو دھونا۔

۱۳۔ استنجا کرنے سے پہلے چند قدم یا اس سے زیادہ چلنا بشرطیکہ آسانی ہو۔

۱۴۔ زور سے کھنکارنا۔

۱۵۔ قضائے حاجت کی جگہ پانی کا نہ بہانا۔

۱۶۔ رفع حاجت کی جگہ داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پیر رکھنا اور نکلتے وقت دایاں پیر پہلے باہر رکھنا۔

۱۷۔ رفع حاجت کی جگہ داخل ہوتے وقت اس دُعا کا پڑھنا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ "میں جن اور جنات اور شیطان رجیم کے شر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔"

۱۸۔ نکلتے وقت اس دُعا کو پڑھنا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ "تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے گندگی کو نکال دیا اور مجھے آرام وراحت عطا کی" یا اس کے علاوہ اس جیسی اور کوئی دُعا کا پڑھنا۔

۱۹۔ اپنے ساتھ کسی ایسی چیز کا نہ لے جانا جس پر قرآن یا دُعائیں یا کھلی حالت میں اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام لکھا ہوا ہو۔ اگر کسی مضبوط چمڑے یا موم جامہ وغیرہ کے ذریعے چھپا ہوا ہو اور اس کو الگ کرنے میں دشواری ہو تو معاف ہے۔

۲۰۔ دل میں اس جگہ کی مناسب دُعائیں پڑھنے سے غافل نہ رہنا۔

۲۱۔ استنجا اور استبراء کے بعد اس دُعا کا پڑھنا اَللّٰھُمَّ حَصِّنْ الخ "پروردگار تو میری مخصوص جگہ کو پاک دامن رکھ اور میرے نازک مقام کو آگ کے عذاب سے چھپالے" یا اسی دُعا کی مانند دُعاؤں میں سے کوئی پڑھے۔

وَاَمَّا الْمَسْحُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الْخُفَّيْنِ فَيَكْفِيْ وَلَاحَاجَةَ اِلٰى غَسْلِهِمَا وَ ذَالِكَ بِاَنْ كَانَ الْخُفُّ وَسِيْعًا بِحَيْثُ تَقْدِرُ اَنْ تُدْخِلَ يَدَيْكَ فِي الْخُفَّيْنِ وَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ وَّسِيْعًا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا وَ عَلٰى كُلِّ مَافِيْ خَلْعِهٖ مِنَ الرِّجْلَيْنِ تَعَسُّرٌ كَالْجَوْرَبِ اِذَا كَانَ فِيْ جِلْدٍ وَ الْجُرْمُوْقِ وَغَيْرِهِمَا بِضَرُوْرَةٍ عَظِيْمَةٍ كَالْقَيْدِ وَ مَخَافَةِ التَّخَلُّفِ عَنِ الرُّفَقَاءِ وَغَيْرِهِمَا لِاَنَّ الضَّرُوْرَاتِ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ فَاِنْ تَمْسَحْ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَغَيْرِهِمَا لَا يُجَاوِزُ مِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهَا فِي السَّفَرِ وَ مِنْ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ فِي الْحَضَرِ اِنْ تَقْدِرْ وَ اِنْ لَّمْ تَقْدِرْ فَلَا يَنْحَصِرُ عَلٰى مِقْدَارٍ مِّنَ الْاَزْمِنَةِ وَمَتٰى تَخْلَعِ الْخُفَّيْنِ وَتَمْسَحْ عَلَى الرِّجْلَيْنِ اَوْتَغْسِلْهُمَا بِلَاتَرَاخٍ وَاَنْتَ عَلَى الْوُضُوْءِ يُغْنِيْكَ عَنِ اِسْتِيْنَافِ الْوُضُوْءِ لِاَنَّ عَدَمَ التَّرَاخِيْ يَنُوْبُ مَنَابَ الْمُوَالَاتِ۔

موزوں کے اندر پیروں کا مسح کرنا

موزوں کے اندر پیروں کو مسح کرنا کافی ہے اور اُن کے دھونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ اس صورت میں ہوگا، جب کہ ہر ایک موزہ ایسا کشادہ ہو کہ تو ہاتھوں کو ان میں داخل کر سکتا ہو، اگر موزہ کشادہ نہ ہو تو پھر موزوں پر ہی مسح کرنا جائز ہے نیز ہر اُس چیز پر مسح کرنا درست ہے جس کو کسی بڑی ضرورت کی بنا پر پیروں سے اتارنے میں دشواری ہو۔ مثلاً جراب جبکہ چمڑے کی ہو یا جرموق وغیرہ۔ بڑی ضرورت کی مثال جیسے قید اور ہم سفر ساتھیوں سے پیچھے رہ جانے کا خوف وغیرہ ہو کیونکہ مجبوری حالت میں ممنوعات مباح ہو جاتے ہیں۔ اگر موزوں پر یا اس جیسی چیزوں پر مسح کرے تو سفر میں تین دن اور تین راتوں سے تجاوز نہ ہو اور حضر میں ایک دن اور ایک رات سے زیادہ نہ ہو، اگر نہ ہو سکے تو پھر یہ فعل زمانے کی کسی مقدار پر منحصر نہیں ہے۔ وضو کی حالت میں ہوتے ہوئے جب موزوں کو اُتار کر بلا تاخیر پیروں کا مسح کرے اور دھو ڈالے تو یہ صورت از سر نو وضو کرنے سے مستغنی کر دیتی ہے کیونکہ تاخیر نہ کرنا موالات کا قائم مقام ہوتا ہے۔

اَمَّا التَّيَمُّمُ عِنْدَ فَقْدِ الْمَاءِ اَوْتَعَسُّرِ اسْتِعْمَالِهِ فَهُوَ بَدَلُ الطَّهَارَتَيْنِ وَذَالِكَ بِاَنْ تَضْرِبَ يَدَيْكَ عَلَى التُّرَابِ الطَّاهِرِاِنْ تَجِدْهُ وَ اِنْ لَّمْ تَجِدْهُ فَعَلَى مَايَقُوْمُ مَقَامَهُ مِنَ الْمَعْدَنِيَّاتِ الْقَرِيْبَةِ اِلَى التُّرَابِ كَالرَّمْلِ وَالْحَجَرِ وَالْجِصِّ وَالنُّوْرَةِ وَالزَّرْنِيْخِ وَالْمِلْحِ وَغَيْرِهَا اَوْ ثَوْبٍ يَابِسٍ فِيْهِ غُبَارٌ اَوْغَيْرِهِ وَتَمْسَحَ بِوَجْهِكَ وَيَدَيْكَ اِلَى الزَّنْدَيْنِ اَوْ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَفِي الصُّغْرٰى تَكْفِيْ ضَرْبَةٌ وَّ تَجُوزُ ضَرْبَتَانِ وَفِي الْكُبْرٰى ضَرْبَتَانِ وَ تَجُوْزُ ضَرْبَةٌ وَوَجَبَتْ فِيْهِ النِّيَّةُ وَ هِيَ اَنْ تُضْمِرَ فِيْ قَلْبِكَ اَوْتَقُوْلَ بِلِسَانِكَ اَيْضًا اَتَيَمَّمُ بَدَلَ الْوُضُوْءِ وَاِسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ لِوُجُوْبِهِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ اِنْ كَانَ بَدَلَ الْوُضُوْءِ اَوْ اَتَيَمَّمُ بَدَلَ الْغُسْلِ الْجَنَابَةِ وَاسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ لِوُجُوْبِهِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ اِنْ كَانَ بَدَلَ الْغُسْلِ وَمَسْحُ الْوَجْهِ وَمَسْحُ الْيَدَيْنِ وَالتَّرْتِيْبُ وَالْمُوَالَاتُ وَلَا حَاجَةَ فِيْ مَسْحِ الْوَجْهِ اِلَى الْاِسْتِيْعَابِ وَلَا اِلَى الْحَذَرِ مِنَ التُّرَابِ الْمُسْتَعْمَلِ فِى مَسْحِ الْوَجْهِ لِمَسْحِ الْيَدَيْنِ وَسُنَنُهُ الْبَسْمَلَةُ وَتَخْفِيْفُ التُّرَابِ الْمَاخُوْذِ وَيَجُوْزُ بِتَيَمُّمٍ وَّاحِدٍ اَنْ تُصَلِّيَ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ مَاشِئْتَ لِاَنَّهُ كَالطَّهَارَةِ بِالْمَاءِ فِيْ اسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا وَ التَّيَمُّمُ

يَجُوْزُ فِيْ اَوَّلِ الْوَقْتِ وَقَبْلَ الْوَقْتِ وَ اٰخِرَ الْوَقْتِ وَلٰكِنْ فِيْ تَاخِيْرِهٖ زِيَادَةُ اِحْتِيَاطٍ وَاِنْ صَلَّيْتَ مُتَيَمِّمًا ثُمَّ وَجَدْتَ الْمَاءَ وَ الْوَقْتُ يَفِيْ بِالطَّهَارَةِ وَالصَّلٰوةِ الْفَرِيْضَةِ الَّتِيْ اَتَيْتَ بِصَدَدِهَا وَلَامَانِعَ فَتَجِبُ الْاِعَادَةُ وَاِلَّا فَلَا ۔

تیمم کے مسائل

تیمم کرنا پانی نہ ملنے اور پانی کے استعمال کی دشواری کی صورت میں وضو اور غُسل کا قائم مقام ہے۔ اُس کی صورت یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارے بشرطیکہ پاک مٹی مل جائے اگر پاک مٹی نہ مل سکے تو مٹی کی مانند اُن معدنی چیزوں پر ہاتھوں کو مارے مثلاً ریت، پتھر، پلاسٹر، چونا، ہڑتال اور نمک وغیرہ یا ایسا کوئی خشک کپڑا وغیرہ جس میں کچھ گرد ہو اور اپنے منہ کا اور کلائیوں یا کہنیوں تک ہاتھوں کا مسح کرے۔ وضو کی صورت میں ایک ضرب کافی ہے اور دو ضربیں جائز ہیں۔ غُسل کی صورت میں دو ضربیں ہیں اور ایک ضرب جائز ہے۔

تیمم کے واجبات

۱۔ نیت:۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دل میں پوشیدہ یا زبان پر یوں کہے (بشرطیکہ تیمم وضو کے بدلے میں واجب ہو)۔ اَتَيَمَّمُ الخ "میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر وضو کے بدلے میں واجب ہونے کی وجہ سے نماز کے مباح ہونے کے لیے تیمم کرتا ہوں/کرتی ہوں۔" اگر غُسل کے بدلے میں تیمم ہو تو یوں کہے اَتَيَمَّمُ الخ "میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے غُسل جنابت کے بدلے میں نماز کے مباح ہونے کے لیے واجب ہونے کی وجہ سے تیمم کرتا ہوں/کرتی ہوں۔"

۲۔ چہرے کا مسح کرنا ۳۔ ہاتھوں کا مسح کرنا ۴۔ ترتیب

۵۔ موالات:۔ چہرے کا مسح کرنے کی صورت میں اُسے ڈھانپ لینے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی ہاتھوں کے مسح کے لیے چہرے میں استعمال شدہ مٹی سے بچنے کی ضرورت ہے۔

تیمم کی سنتیں

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا پڑھنا۔

۲۔ اُٹھائی ہوئی مٹی کو ہلکی کرنا۔ ایک ہی تیمم سے فرائض اور نوافل میں سے جو کچھ چاہے پڑھ سکتا ہے کیونکہ تیمم نماز وغیرہ کے مباح ہونے میں پانی سے حاصل کردہ طہارت کی مانند ہے۔ تیمم کرنا وقت کے شروع میں بھی، وقت داخل ہونے سے پہلے

بھی اور وقت کے آخر میں بھی جائز ہے۔لیکن زیادہ احتیاط تیمم کو موخر کرنے میں ہے۔اگر تیمم کر کے نماز پڑھے پھر پانی میسر ہو جبکہ وقت میں وضو اور درپیش فرض نماز کی گنجائش ہو نیز کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں دوبارہ نماز کا پڑھنا واجب ہے ورنہ نہیں۔

اَمَّا مُوْجِبَاتُ الطَّهَارَةِ الصُّغْرٰی فَالْبَوْلُ وَالْغَائِطُ وَالرِّيْحُ وَالْوَدِيُّ وَاَمَّا الْمَذِيُّ فَكَانَ مِنْ عُمُوْمِ الْبَلْوٰی لِاَنَّ لِذَوِی الْاَمْزِجَةِ الْحَارَّةِ فِي الشَّبَابِ وَالْعُزُوْبَةِ الْحَذَرَ مِنْهُ كَذَوِی الْقُرُوْحِ السَّائِلَةِ مِنْ رَشَاشِهَا وَ ذَالِكَ فِي غَايَةِ التَّعَسُّرِ فَلِذٰلِكَ مَعْفُوٌّ لَايَقْدَحُ فِي الْوُضُوْءِ وَكَانَ فِي الطُّهْرِ كَالْمَنِيِّ فَالثَّوْبُ اِذَا تَلَوَّثَ بِهٖ يَجُوْزُ فِيْهِ الصَّلٰوةُ وَلَوْ كُنْتَ فِي شَكٍّ فِي الْوُضُوْءِ وَمُتَيَقِّنًا بِالْحَدَثِ فَتَوَضَّأْ وَلَوْ كُنْتَ فِي شَكٍّ فِي الْحَدَثِ وَمُتَيَقِّنًا بِالْوُضُوْءِ يَجُوْزُ بِذٰلِكَ الصَّلٰوةُ وَمَا يَلِيْقُ بِحَالِ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَمِنْهَا زَوَالُ الْعَقْلِ بِجُنُوْنٍ اَوْ اِغْمَاءٍ اَوْ سُكْرٍ يَحْصُلُ مِنَ الْمُسْكِرَاتِ الظَّاهِرَةِ لِاَنَّ السُّكْرَ اِذَا حَصَلَ مِنَ الْمُسْكِرَاتِ الْبَاطِنَةِ كَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَاءِ اللّٰهِ وَ مَحَبَّتِهٖ يَزِيْدُ طَهَارَةَ الظَّاهِرِ بِطَهَارَةِ الْبَاطِنِ وَ لٰكِنَّ هٰذَا السُّكْرَ يَخْتَصُّ بِاَوْلِيَاءِ اللّٰهِ وَلَا يُمَيِّزُهٗ عَقْلُ اَهْلِ الظَّاهِرِ فَلِذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ لِلْاَرَاذِلِ عَلَی الْاَفَاضِلِ اَوْ نَوْمٍ ثَقِيْلٍ لَا سِنَةٍ وَلَا غَيْبَةٍ تَحْصُلُ لِلْمُرْتَاضِيْنَ وَهُمْ قَاعِدُوْنَ بِالْاَدَبِ مُتَمَكِّنُوْنَ مُتَوَجِّهُوْنَ بِالظَّاهِرِ اِلَی الْقِبْلَةِ وَبِالْبَاطِنِ اِلَی الْحَقِّ فَاِذَا غَابُوْا عَنِ الْمَحْسُوْسَاتِ بِسَبَبِ رَوْحٍ فَاضَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغَيْبِ وَرَكَدَتْ حَوَاسُّهُمْ فِي خُلُوِّ الْمِعْدَةِ فَهٰذَا لَا يَقْدَحُ فِي الْوُضُوْءِ وَاَمَّا اِذَا نِمْتَ قَاعِدًا اَوْ مُضْطَجِعًا وَمِعْدَتُكَ مُمْتَلِئَةٌ فَاسْتَيْقَظْتَ فَتَوَضَّأْ لِاَنَّ الصَّلٰوةَ لَا يَجُوْزُ اِلَّا بِالْوُضُوْءِ۔

وضو واجب کرنے والی چیزیں

۱۔ پیشاب ۲۔ پاخانہ ۳۔ ریح (ہوا) ۴۔ ودی

مذی کا مسئلہ: یہ عام ابتلا والی چیزوں کے حکم میں ہے کیونکہ گرم مزاج والوں کے لیے جوانی اور کنوارے کی حالت

میں مذی سے بچنا ایسا ہے جیسا کہ بہتے زخم والوں کے لیے زخم کے چھینٹوں سے بچنا یہ تو انتہائی دشوار کام ہے۔ لہٰذا معاف ہے اور یہ وضو میں باعثِ قباحت نہیں ہے۔ حالانکہ اصلاً پاک ہونے میں تو یہ منی کی مانند ہے۔ چنانچہ مذی سے کپڑا اگر لت پت ہو جائے تو اس میں نماز پڑھنا روا ہے۔ اگر باوضو ہونے میں شک اور بے وضو ہونے میں یقین رکھتا ہو تو ایسی صورت میں وضو کر لے۔ اگر بے وضو ہونے میں شک اور باوضو ہونے میں یقین رکھتا ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ البتہ یہ صورت پاکیزہ لوگوں کی حالت کے سزاوار نہیں۔

۵۔ عقل کا زائل ہو جانا دیوانگی کی وجہ سے یا بیہوشی کی وجہ سے یا اُس نشے کی وجہ سے جو ظاہری نشہ آور چیزوں سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ اگر نشہ باطنی نشہ آور چیزوں سے حاصل ہو مثلاً دیدارِ الٰہی کا شوق اور محبت الٰہیہ۔ تو یہ چیز باطن کی پاکی کی بدولت ظاہر کی پاکی میں اضافہ کر دیتی ہے مگر یہ خُدا کے ولیوں کے ساتھ خاص ہے اور اہلِ ظاہر کی عقل اس نشہ کی تمیز نہیں کر سکتی، اس وجہ سے ادنیٰ لوگوں کے لیے اعلیٰ لوگوں کے حق میں نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا جائز نہیں ہے یا گہری نیند کی وجہ سے عقل زائل ہو جائے نہ کہ اونگھ کی وجہ سے اور نہ اُس گم گشتگی کی وجہ سے جو ریاضت کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے وہ باادب ہو کر اطمینان سے بیٹھے ہوئے بظاہر قبلہ کا رُخ کئے ہوئے ہوتے ہیں اور باطن میں وہ حق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگ دلوں پر غیب سے لگنے والی ایک خوشبو کی وجہ سے محسوس چیزوں سے غائب ہو جاتے ہیں اور معدہ کے خالی ہونے کی صورت میں اُن کے ظاہری حواس ٹھہر جاتے ہیں تو یہ صورت وضو کے حق میں باعثِ قباحت نہیں۔ لیکن اگر بیٹھے ہوئے یا لیٹ کر پُر معدہ کی حالت میں سو جائے اور پھر بیدار ہو جائے تو وضو کرے کیونکہ نماز بغیر وضو کے جائز نہیں ہو سکتی۔

اَمَّا مُوْجِبَاتُ الطَّهَارَةِ الْكُبْرٰى فَالْجَنَابَةُ وَالْحَيْضُ وَالنِّفَاسُ وَغَسْلُ الْمَيِّتِ فَالْجَنَابَةُ تَحْصُلُ بِاِنْزَالِ الْمَنِيِّ بِاَيِّ حَالٍ كَانَ فِي النَّوْمِ اَوِ الْيَقْظَةِ بِالْاِخْتِيَارِ اَوْ بِغَيْرِ الْاِخْتِيَارِ وَعَلَامَتُهُ التَّدَفُّقُ شَيْئًا فَشَيْئًا وَالتَّلَذُّذُ بِخُرُوْجِهٖ وَكَانَتْ رَائِحَتُهُ مُتَمَيِّزَةً عَنْ سَائِرِ مَا خَرَجَ مِنْ سَبِيْلِهٖ عِنْدَ الْمُمَيِّزِ الْمُجَرِّبِ وَيُشَبِّهُهُ الْمُجَرِّبُوْنَ بِرَائِحَةِ بَيَاضِ الْبَيْضِ اِذَا كَانَ يَابِسًا اَوْ بِاِيْلَاجِ الْحَشَفَةِ فِيْ فَرْجٍ مِّنَ الْفُرُوْجِ بِلَا اِنْزَالٍ فَالنَّائِمُ اِذَا اسْتَيْقَظَ وَاَحَسَّ رُطُوْبَةً مُتَّصِفَةً بِهٰذِهِ الْعَلَامَاتِ

وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِلاَّ فَيَكُوْنُ وَدِيًّا اَوْمَذِيًّا وَاَمَّا الْحَيْضُ فَهُوَ دَمٌ ذُوْثَخْنٍ وَنَتْنٍ وَيُمْكِنُ اَنْ يَّقَعَ لِبِنْتٍ لَّهَا تِسْعُ سِنِيْنَ قَمَرِيَّةٌ فَاِنْ ظَهَرَ دَمٌ قَبْلَ تِسْعِ سِنِيْنَ فَلَيْسَ بِحَيْضٍ اِمَّا لِمَرَضٍ كَانَ اَوْلِاَمْرٍ اٰخَرَ وَكَانَ اَقَلُّ مُدَّةِ الْحَيْضِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّ اَكْثَرُهَا عَشَرَةَ اَيَّامٍ عَلَى الْاَكْثَرِيَّةِ وَخَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً عَلَى النُّدْرَةِ وَلَوْ تَجَاوَزَ الدَّمُ مِنْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ فَاسْتِحَاضَةٌ وَاَمَّا النِّفَاسُ فَهُوَ دَمُ الْوِلَادَةِ وَاَقَلُّ مُدَّةِ النِّفَاسِ لَحْظَةٌ وَّاَكْثَرُهَا اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا عَلَى الْاَكْثَرِيَّةِ وَ سِتُّوْنَ يَوْمًا عَلَى النُّدْرَةِ وَيَحْرُمُ عَلَى الْحَوَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ الْمُجَامَعَةُ وَالصَّلٰوةُ بِلَا قَضَاءٍ وَالصَّوْمُ بِقَضَاءٍ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ وَقِرَأَةُ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْجُنُبِ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْعُبُوْرُ وَ الْمَكْثُ فِي الْمَسْجِدِ بِلَا ضَرُوْرَةٍ وَيَجُوْزُ الْمُلَاعَبَةُ بِاَعْضَائِهَا اِلاَّ بِمَا هُوَ عَوْرَةٌ لِلرِّجَالِ وَاِذَا انْقَطَعَ الْحَيْضُ اَوِالنِّفَاسُ وَوَقَعَ بَيْنَهُمَا مُجَامَعَةٌ بَعْدَ غَسْلِ الْعُضْوِ قَبْلَ الْغُسْلِ التَّامِّ لَمْ يَأْثِمَا وَاِنْ كُرِهَ -

وَاَمَّا الْمُسْتَحَاضَةُ فَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهَا مَا يَحْرُمُ عَلَيْهِمَا وَيَجِبُ عَلَيْهَا اَنْ تَضَعَ خِرْقَةً بَعْدَ الْاِسْتِبْرَاءِ وَتَتَوَضَّأَ قُبَيْلَ كُلِّ فَرِيْضَةٍ اَوْفَرِيْضَتَيْنِ اِنْ تَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَتُصَلِّيْ وَتَصُوْمُ وَتَقْرَءُ مَاشَاءَتْ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَغَيْرِهٖ وَلَا يَحْرُمُ الْمُجَامَعَةُ وَلَا شَيْئٌ مِّنَ الْمُحَرَّمَاتِ الَّتِيْ يَحْرُمُ عَلٰى ذَاتِ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ فَيَجِبُ عَلٰى صَاحِبِ الدِّيَانَةِ التَّمْيِيْزُ بَيْنَ هٰذِهِ الثَّلَاثِ وَاَمَّا غُسْلُ الْمَيِّتِ اَعْنِيْ يَجِبُ عَلٰى غَاسِلِ الْمَيِّتِ اَنْ يَّغْتَسِلَ كَالْجُنُبِ وَ يَحْرُمُ بِالْجَنَابَةِ مَالَمْ يَجُزْ اِلَّا بِالطَّهَارَةِ كَالصَّلٰوةِ وَالطَّوَافِ وَمَسِّ الْمُصْحَفِ وَقِرَأَةِ الْقُرْاٰنِ خُصُوْصًا السُّوَرِ الَّتِيْ يَجِبُ فِيْهَا السَّجْدَةُ كَالٓمٓ السَّجْدَةِ وَحٰمٓ السَّجْدَةِ وَالنَّجْمِ وَاِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَاِنْ قُرِئَ شَيْئٌ يَّسِيْرٌ لِضَرُوْرَةٍ لَالِوِرْدِ التِّلَاوَةِ فِي الْمُحَاكَاتِ وَ الْمَوَاعِظِ لِلْاِسْتِشْهَادِ اَوْ غَيْرِهٖ لَا بَاْسَ بِهٖ وَ الْعُبُوْرُ وَالْمَكْثُ فِي الْمَسْجِدِ بِلَا ضَرُوْرَةٍ -

غسل واجب کرنے کی چیزیں

۱۔جنابت ۲۔حیض ۳۔نفاس ۴۔مردے کو غسل دینا ہے۔

۱۔جنابت جنابت منی نکل آنے سے لاحق ہو جاتی ہے چاہے جس حال میں بھی ہو یعنی سونے کی حالت میں ہو۔ بیداری میں ہو۔ اختیار سے ہو یا بغیر اختیار کے ہو اس کی علامت قطروں کا یکے بعد دیگرے اُچھل اُچھل کر باہر نکل آنا اور نکلنے سے لذت کا محسوس ہونا ہے۔ صاحب تمیز تجربہ کار کے نزدیک اُس کی بُو اپنے محل سے نکلنے والی تمام چیزوں کی بُو سے ممتاز ہوتی ہے۔ تجربہ کار لوگ اس کو انڈے کی سفیدی کی بُو سے تشبیہ دیتے ہیں جبکہ وہ خشک ہو۔ جنابت کا لاحق ہونا یا تو بغیر انزال کے بھی کسی بھی شرمگاہ میں آلہ داخل کرنے سے ہوتا ہے۔ چنانچہ سونے والا بیدار ہو جائے اور وہ ان علامتوں کی حامل کوئی تری محسوس کرے تو اُس پر غسل واجب ہو جاتا ہے ورنہ وہ تری یا تو ودی ہوگی یا مذی۔

۲۔حیض حیض گاڑھا پن کا حامل اور بدبو دار خون ہے۔ قمری نو سال کی عمر والی لڑکی سے اس کا وقوع ممکن ہے۔ اگر کوئی خون نو سال سے پہلے نکل آئے تو وہ حیض کا خون نہیں ہوگا یا تو وہ کسی بیماری کا ہوگا یا اور کوئی صورت ہوگی۔ حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے۔ اس کی اکثر مدت عموماً دس دنوں کی ہوتی ہے اور شاذ و نادر پندرہ دنوں کی اگر خُون اس مدت سے گذر جائے تو وہ استحاضہ ہوگا۔

۳۔نفاس نفاس ولادت کا خون ہے۔ نفاس کی کم از کم مدت ایک پل ہے اس کی اکثر مدت عموماً چالیس دنوں کی ہے اور شاذ و نادر ساٹھ دنوں کی۔ حیض اور نفاس والی عورتوں کے حق میں یہ چیزیں حرام ہیں۔

۱۔ جنسی رابطہ قائم کرنا۔ ۲۔نماز جس کی قضا اُن کے لیے نہیں ہے۔
۳۔ روزہ جس کی قضا اُن کے لیے ہے۔ ۴۔قرآن کو چھُونا۔
۵۔ جو کچھ قرآن میں جنبی کے حق میں حرام ہے اُس کا پڑھنا۔ ۶۔بلاضرورت مسجد سے گزرنا یا مسجد میں ٹھہرنا۔

مردوں کے حق میں پردہ دار اعضاء کو چھوڑ کر عورت کے دیگر اعضاء سے دل لگی کرنا جائز ہے، اگر حیض یا نفاس کا خون بند ہو جائے اور کامل غسل سے پہلے مخصوص عضو کے دھو لینے کے بعد جنسی رابطہ وقوع پذیر ہو جائے تو دونوں گنہگار نہیں ہوں گے، اگر چہ یہ صورت مکروہ ہے۔

استحاضہ والی عورت کے حق میں وہ چیزیں حرام نہیں جو حیض و نفاس والی عورت کے حق میں حرام ہیں اس کے لیے

واجب ہے کہ وہ استنجا کرنے کے بعد محل پر ایک چیتھڑا رکھ لے اور ہر ایک واجب نماز سے کچھ پہلے وضو کرے، یا دو فرض نمازوں سے پہلے اگر دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھنے والی ہو، استحاضہ والی عورت نماز پڑھتی رہے، روزہ رکھے اور قرآن وغیرہ سے جو چاہے پڑھے نہ اُس کے حق میں جنسی رابطہ حرام ہے اور نہ حیض اور نفاس والی عورت کے حق میں حرام ہونے والی چیزوں میں سے کوئی چیز حرام ہے چنانچہ دیانتدار کے لیے ان تینوں میں امتیاز کرنا واجب ہے۔

۴۔ مردے کو غسل دینا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مردے کو دھونے والے پر جنبی کی مانند غسل کرنا واجب ہے۔ طہارت کے بغیر جائز نہ ہونے والی چیزیں جنابت کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں۔ مثلاً نماز، طواف، قرآن کا چھونا، قرآن کا پڑھنا خاص کر اُن سورتوں کا پڑھنا جن میں سجدہ تلاوت واجب ہے مثلاً الٓمٓ السجدہ، حٰمٓ السجدہ والنجم اور اقرا باسم ربك اگر قرآن سے وظیفہ تلاوت کی غرض سے نہیں بلکہ قصہ بتانے اور نصیحتیں کرنے کی صورت میں ثبوت پیش کرنے کی خاطر یا کسی اور مقصد کے لیے کچھ پڑھی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلا ضرورت مسجد سے گزرنا اور مسجد میں ٹھہرنا جنبی کے حق میں حرام ہے۔

وَاَمَّا مُوْجِبَاتُ التَّيَمُّمِ فَفَقْدُ الْمَاءِ فَاِنْ تَيَقَّنْتَ فِيْ طَرِيْقٍ مِنَ الطُّرُقِ الْمَعْلُوْمَةِ بِعَدَمِ الْمَاءِ وَتَيَقَّنْتَ بِاَنْ لَاتَصِلَ اِلَى الْمَاءِ وَقْتَ الصَّلٰوةِ فَلَمْ تَحْتَجْ اِلٰى طَلَبِ الْمَاءِ فَتَيَمَّمْ وَصَلِّ فِيْ اَوَّلِ الْوَقْتِ اَوْ غَيْرِهٖ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذَالِكَ فَاطْلُبْ بِقَدْرِ مَا يَلِيْقُ بِحَالِكَ وَحَالِ رُفَقَائِكَ اَعْنِيْ لَايَجُوْزُ الْمُبَالَغَةُ فِي الطَّلَبِ فِي الْمَوَاقِعِ الْمَخُوْفَةِ مِنَ الْاَعْدَاءِ اَوِ الْحَرِّ الشَّدِيْدِ اَوِ الْبَرْدِ الشَّدِيْدِ اَوْ فِيْ مَحَلٍّ يُحْتَمِلُ اَنْ يَّقَعَ ضَرَرٌ وَالطَّلَبُ يَكُوْنُ بِالنَّظَرِ وَبِالْمَشْيِ وَبِاِرْسَالِ الْغَيْرِ وَبِالتَّفَحُّصِ مِنَ الْخَبِيْرِ اَوِ الْخَفِيْرِ اَوْ غَيْرِهِمَا اَوْ تَعَسُّرُ اسْتِعْمَالِهٖ وَذٰلِكَ بِاَنْ تَخَافَ مِنْ عَطَشِكَ اَوْ عَطَشِ رَفِيْقِكَ اَوْ مَرْكَبِكَ حَالًا اَوْ مَآلًا اَوْ مِنَ الْمَرَضِ الَّذِيْ يَضُرُّهُ الْمَاءُ اَوْ مِنَ الْجَرَاحَةِ الَّتِيْ يَضُرُّهَا الْمَاءُ اَوْ غَيْرِهَا مِنَ الْمَوَانِعِ فَفِيْ مِثْلِ هٰذِهِ الْمَوَاقِعِ الصَّوَابُ هُوَ التَّيَمُّمُ لَا الْوُضُوْءُ۔

تیمم واجب کرنے والی چیزیں

۱۔ پانی کا نہ ملنا۔ اگرچہ جانے پہچانے راستوں میں سے کسی راستے میں پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو کہ نماز کے وقت

پانی تک نہیں پہنچ سکے گا تو پانی ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا تیمم کرے اور شروع وقت میں یا وقت کے کسی اور حصے میں نماز پڑھ لے اگر ایسی صورت نہ ہو تو اپنی حالت اور اپنے ساتھی کی حالت کے مناسب انداز میں پانی ڈھونڈ لے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے مقامات میں جہاں دشمنوں کا یا سخت گرمی یا سخت سردی کا خوف ہو پانی ڈھونڈنے میں مبالغہ سے کام لینا جائز نہیں ہے یا کسی ایسے مقام میں جہاں کوئی نہ کوئی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ پانی ڈھونڈنا، یہ کام خود دیکھ کر، چل کر دوسرے کو بھیج کر، باخبر آدمی یا راہ گیر کے ذریعہ معلوم کر کے یا کسی اور صورت سے ہو سکتا ہے۔

۲۔ پانی کے استعمال کی دشواری۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی پیاس، اپنے ساتھی کی پیاس یا اپنی سواری کی پیاس یا اپنی سواری کی پیاس کا خوف فی الحال ہو یا آئندہ ہو یا اُس بیماری کا خوف ہو جسے پانی ضرر دیتا ہے یا اُس زخم کا خوف جسے پانی نقصان دیتا ہے یا اُن کے علاوہ دوسری رکاوٹیں ہوں، چنانچہ ایسے موقعوں پر درست صورت تیمّم ہے وضو نہیں۔

وَاَمَّا غَيْرُ الطَّاهِرِ الَّذِيْ اِنْ تَلَوَّثَ بِهٖ غَيْرُهٗ صَارَ مِثْلَهٗ فِيْ عَدَمِ الطُّهْرِ وَيَجِبُ اِزَالَتُهٗ عَنِ الْبَدَنِ وَالثَّوْبِ وَالْمَسْجِدِ فَهُوَ الْغَائِطُ وَالْبَوْلُ وَ الْوَدِيُّ لِمُجَاوَرَتِهِ الْبَوْلَ وَالْمَيْتَةُ اِلاَّ السَّمَكَ وَالْجَرَادَ وَالدَّمُ وَالْكَلْبُ وَالْخِنْزِيْرُ وَالْقَيْحُ وَالْقَيْئُ الْغَلِيْظَانِ لٰكِنِ الْخَفِيْفَانِ مِنْهُمَا وَالْمَنِيُّ وَالْمَذِيُّ مَعْفُوٌّ وَالْخَمْرُ مَادَامَ خَمْرًا فَاِنِ اسْتُحِيْلَ خَلاًّ بِنَفْسِهٖ اَوْبِاَنْ تَمْزِجَ بِهٖ غَيْرَهٗ كَالْخَلِّ وَالْمِلْحِ وَغَيْرِهِمَا صَارَ طَاهِرًا فَمَا تَلَوَّثَ بِهٰذِهِ الْاَنْجَاسِ يَجِبُ اَنْ تَغْسِلَهٗ حَتّٰى يَطْمَئِنَّ قَلْبُكَ بِطَهَارَتِهٖ وَلَا يَنْحَصِرُ غَسْلُهٗ عَلٰى عَدَدٍ وَّلَا مِقْدَارٍ وَجِلْدُ مَيْتَةِ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْاِبِلِ وَالْفَرَسِ وَالْبِغَالِ وَالْحِمَارِ الْاَهْلِيِّ وَالْوَحْشِيِّ وَ كَثِيْرٍ مِّنَ الْوُحُوْشِ وَالسِّبَاعِ الْمُنْتَفَعِ بِهَا اِذَا دُبِغَ صَارَ نَظِيْفًا ثُمَّ اِذَا غُسِلَ صَارَ طَاهِرًا وَفِيْ تَطْهِيْرِ الشَّعْرِ وَالْعَظْمِ وَالظُّفْرِ وَمَا شَاكَلَهَا يَكْفِي الْغَسْلُ وَفِي الْغَسْلِ مِنَ اللَّوْثِ اِذَا بَالَغْتَ بِالدَّلْكِ اَوِ الْعَصْرِ اَوْ مَا يَلِيْقُ بِهٖ مِنَ الصَّابُوْنِ وَالْاُشْنَانِ وَالْقِلْيِ وَغَيْرِهَا وَلَمْ يَنْمَحِ لَوْنُهٗ وَالْمَاءُ الْمَصْبُوْبُ صَارَ صَافِيًا غَيْرَ مُتَغَيِّرٍ رِيْحُهٗ وَلَوْنُهٗ وَ طَعْمُهٗ فَالْمَصْبُوْبُ عَلَيْهِ صَارَ طَاهِرًا لَا بَاْسَ بِاَثَرِهٖ بَعْدَ الْمُبَالَغَةِ وَاِذَا ابْتُلِيَ شَخْصٌ بِلَوْثِ رَوْثِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَبَوْلِهٖ كَالرُّعَاةِ وَالْحَفَظَةِ وَغَيْرِهِمْ يَجُوْزُ صَلَاتُهٗ وَلَا حَاجَةَ اِلٰى اِعَادَتِهَا وَيَجُوْزُ تَنْظِيْفُ الْمُلَوَّثِ

بِكُلِّ مَايِعٍ طَاهِرٍ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ وَمَاءِ الشَّجَرِ وَمَاءِ الْفَوَاكِهِ وَغَيْرِهِ وَبَعْدَ التَّنْظِيفِ يَكْفِي نَضْعُ مَاءٍ عَلَيْهِ لِاَنَّ التَّطَهُّرَ يَحْصُلُ بَعْدَ التَّنْظِيفِ بِهٰذَا الْقَدْرِ وَعِنْدَ عِزَّةِ الْمَاءِ يَجُوْزُ الْاِكْتِفَاءُ بِالْمَائِعِ وَالْاَرْضُ وَالْحَصِيْرُ وَالْبَوَارِيْ اِذَا لَمْ يُرَ عَلَيْهَا اَثَرٌ اِنْ تَلَوَّثَتْ يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهَا لِاَنَّ يُبْسَهَا طُهْرُهَا وَالْخُفُّ اِذَا تَلَوَّثَ فَالتُّرَابُ الطَّاهِرُ يُنَظِّفُهُ بِالدَّلْكِ وَنَظَافَتُهُ تَنُوْبُ مَنَابَ طَهَارَتِهٖ۔

ناپاک چیزیں

ناپاک چیز کے ساتھ اگر کوئی دوسری چیز آلودہ ہو جائے وہ بھی ناپاکی میں اُس ناپاک چیز جیسی ہو جاتی ہے۔ جسم، کپڑا اور مسجد سے اس کا دور کرنا واجب ہے۔ وہ ناپاک چیزیں یہ ہیں پاخانہ، پیشاب، پیشاب کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ودی، مچھلی اور ٹڈی کے سوا مردار، خون، کتا اور خنزیر، غلیظ پیپ، غلیظ قے لیکن خفیف (پیپ اور ہلکی قے)، منی اور مذی معاف ہیں۔ شراب جب تک شراب رہے چنانچہ اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے یا اُس میں کوئی دوسری چیز ملا دے مثلاً سرکہ اور نمک وغیرہ تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

پس ان ناپاک چیزوں سے کچھ آلودہ ہو جائے تو اُس کے پاک ہونے میں دل کو اطمینان حاصل ہونے تک اُسے دھونا واجب ہے۔ اُس کا دھونا کسی تعداد یا اندازے پر منحصر نہیں ہے۔ مردہ گائے، مردہ بھیڑ، مردہ اُونٹ، گھوڑے، خچر، پالتو اور جنگلی جانور اور کارآمد درندوں کے چمڑوں کی دباغت کی جائے تو صاف ہو جاتے ہیں۔ پھر جب ان کو دھویا جائے تو پاک ہو جاتے ہیں۔ بال، ہڈی، ناخن اور ان جیسی چیزوں کو پاک کرنے کی صورت میں دھونا کافی ہے۔ ناپاکی کو دھونے کی صورت میں اگر ملنے میں نچوڑنے میں یا اس کے قابل صابون، اشنان نامی گھاس اور ماش وغیرہ لگانے میں مبالغہ سے کام لے حالانکہ اس کا رنگ نہ مٹ جائے۔ بہایا ہوا پانی ایسا صاف ہو جائے کہ اس کی بو اُس کا رنگ اور اس کا ذائقہ تبدیل نہ ہو تو جس چیز پر پانی بہایا گیا ہو وہ چیز پاک ہو جاتی ہے۔ مبالغہ سے کام لینے کے بعد اُس کا اثر رہ جانے میں کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص حلال گوشت والے جانور کی لید اور پیشاب کی آلودگی میں مبتلا ہو جائے مثلاً چرواہے اور جانوروں کی حفاظت کرنے والے وغیرہ تو ایسے شخص کی نماز جائز ہوتی ہے، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ آلودہ چیز کا صاف کرنا ہر بہنے والی پاک چیز سے جائز ہے مثلاً سرکہ، گلاب کا پانی، درخت کا پانی اور میوہ جات کا پانی وغیرہ صفائی حاصل کرنے کے بعد اس

پر تھوڑا سا پانی ڈال دینا کافی ہے۔ کیونکہ صفائی حاصل کرنے کے بعد اتنی مقدار سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔ پانی کی کم یابی کے دوران بہنے والی چیز پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ زمین، چٹائی اور بوریا اگر آلودہ ہو جائے اور ان پر کوئی اثر دکھائی نہ دے تو ان چیزوں پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ ان کا خشک ہونا ہی اُن کی پاکی ہے اگر موزہ آلودہ ہو جائے تو رگڑنے کی صورت میں پاک مٹی اُسے صاف کر دیتی ہے اور اس کی صفائی اس کی پاکی کا درجہ رکھتی ہے۔

وَاَمَّا الْمِيَاهُ فَكُلُّ مَاءٍ قَرَاحٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ لَوْنُهُ وَرِيْحُهُ وَطَعْمُهُ جَارِيًا كَانَ اَوْ رَاكِدًا وَلَا يُرٰى فِيْهِ غَيْرُ طَاهِرٍ فَهُوَ طَاهِرٌ وَمُطَهِّرٌ لَا يُنْظَرُ اِلٰى قِلَّتِهٖ وَالْمَاءُ الْجَارِيْ اِنْ وَقَعَ فِيْهِ غَيْرُ طَاهِرٍ وَلَمْ يُغَيِّرْ لَوْنَهٗ وَرِيْحَهٗ وَطَعْمَهٗ يَجُوْزُ الطَّهَارَةُ بِهٖ عَلَى الْكَرَاهَةِ وَالْمَاءُ الرَّاكِدُ اِنْ كَانَ عَظِيْمًا حُكْمُهٗ حُكْمُ الْجَارِيْ وَاِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ اَعْنِيْ خَمْسَ مِائَةِ رَطْلٍ بِالْعِرَاقِيْ اَوْمِائَةَ مَنٍّ بِالسُّلْطَانِيَّةِ تَقْرِيْبًا وَ وَقَعَ فِيْهِ رَوْثُ مَاكُوْلِ اللَّحْمِ وَلَمْ يُغَيِّرْ اَوْصَافَهُ الثَّلَاثَ وَلَا يُوْجَدُ غَيْرُهٗ يَجُوْزُ الطَّهَارَةُ بِهٖ وَاِنْ وَقَعَ فِيْهِ غَيْرُ طَاهِرٍ سِوَى الْاَرْوَاثِ اَوِ اسْتَنْجٰى فِيْهِ اَحَدٌ لَمْ يَجُزِ الطَّهَارَةُ بِهٖ لِاَنَّهٗ تَغَيَّرَ اَوْلَمْ يَتَغَيَّرْ كَانَ نَجِسًا اَمَّا الَّذِيْ عَشَرَةُ اَذْرُعٍ فِيْ عَشَرَةِ اَذْرُعٍ طُوْلًا وَّعَرْضًا وَوَقَعَ فِيْهِ غَيْرُ طَاهِرٍ فَبِتَحْرِيْكِ طَرَفِهِ الطَّاهِرِ اِنْ لَّمْ يَتَحَرَّكْ طَرَفُهُ النَّجِسُ وَلَمْ يَتَغَيَّرْ لَوْنُهٗ وَرِيْحُهٗ وَطَعْمُهٗ يَجُوْزُ الطَّهَارَةُ بِهٖ عَلَى الْكَرَاهَةِ وَفِي الْقِيْعَانِ وَالْبَوَادِيْ اِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ رَوْثُ مَاكُوْلِ اللَّحْمِ وَيُغَيِّرُهٗ وَلَا يُوْجَدُ غَيْرُهٗ يَجُوْزُ شُرْبُهٗ وَاسْتِعْمَالُهٗ اضْطِرَارًا وَ يَجُوْزُ التَّيَمُّمُ وَ تَرْكُهٗ وَالْمَاءُ اِذَا اسْتُعْمِلَ فِيْ غَيْرِ اِزَالَةِ النَّجَاسَةِ اَعْنِيْ لِرَفْعِ الْحَدَثِ الْحُكْمِيِّ فِي الطَّهَارَتَيْنِ فَهُوَ طَاهِرٌ غَيْرُ مُطَهِّرٍ وَاِنْ جُمِعَ حَتّٰى بَلَغَ قُلَّتَيْنِ مَشُوْبًا بِمَاءٍ قَرَاحٍ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ صَارَ مُطَهِّرًا وَالْمَاءُ الرَّاكِدُ اِنْ لَّمْ يُسْتَعْمَلْ وَتَغَيَّرَ بِطُوْلِ الْمُكْثِ كَانَ طَاهِرًا وَمُطَهِّرًا وَيُكْرَهُ اسْتِعْمَالُ الْمَاءِ الْمُشَمَّسِ فِي الْاَوَانِيْ لِاَنَّهٗ يُمْكِنُ اَنْ يُّوْرِثَ الْبَرَصَ وَالْمُغَيِّرُ لِلْمَاءِ اِنْ كَانَ طَاهِرًا كَالصَّابُوْنِ وَالْاُشْنَانِ وَ الزَّعْفَرَانِ لَا يَقْدَحُ فِي الْمُطَهِّرِيَّةِ مَالَمْ يَقْدَحْ فِيْ مَيْعِهٖ وَالْمَاءُ الْمُعْتَصَرُ مِنَ الشَّجَرِ اَوِ الثَّمَرِ اَوْ

غَيْرِ هِمَا يَجُوْزُ اسْتِعْمَالُهُ فِيْ إِزَالَةِ النَّجَاسَةِ لِلنَّظَافَةِ لَا لِلطَّهَارَةِ لِتَحْصُلَ الطَّهَارَةُ بَعْدَهُ بِيَسِيْرٍ مِّنَ الْمَاءِ وَذَالِكَ فِيْ عِزَّةِ الْمَاءِ وَقِلَّتِهٖ۔

پانی کے مسائل

ہر وہ خالص پانی جس کا رنگ، بُو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے وہ جاری ہو یا رُکا ہوا ہو اور اس میں کوئی ناپاک چیز نہ دکھائی دے تو وہ پانی خود پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے اس کی کمی کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی۔ جاری پانی میں اگر کوئی ناپاک چیز پڑ جائے اور وہ پانی کے رنگ، بُو اور ذائقے کو تبدیل نہ کرے تو ایسے پانی سے مکروہ طور پر وضو کرنا جائز ہے۔ ٹھہرا ہوا پانی اگر بہت زیادہ ہو تو اس کا حکم جاری پانی کا حکم ہے اگر پانی دو قلّے ہوں مطلب یہ ہے کہ پانی کی مقدار پانچ سو عراقی رطل یا تقریباً سلطانی سو من کے لگ بھگ ہو اس میں حلال گوشت جانور کی لید پڑ جائے اور وہ پانی کے تینوں اوصاف کو تبدیل نہ کرے نیز کوئی دوسرا پانی نہ ملے تو اُس سے وضو جائز ہے۔ اگر گوبر کے سوا اس پانی میں ناپاک چیز پڑ جائے یا کوئی شخص اس میں استنجا کرے تو اُس سے وضو جائز نہیں ہے کیونکہ وہ پانی چاہے متغیر ہو یا نہ ہو، ناپاک ہو گیا ہے۔ بلندی اور چوڑائی میں دونوں میں ۱۰×۱۰ گز جگہ والے پانی میں کوئی ناپاک چیز پڑ جائے تو اُس کی پاک جانب کو حرکت دینے سے ناپاک جانب اگر نہ ہلے نیز اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو تو مکروہ طور پر اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ میدانوں اور جنگلوں کے اندر پانی میں حلال گوشت جانور کی لید پڑ جائے اور وہ پانی کو تبدیل کرے نیز کوئی دوسرا پانی نہ مل سکتا ہو تو لاچار اُس کا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے نیز تیمم کرنا اور اس کو چھوڑنا جائز ہے۔ ناپاکی دور کرنے کے سوا کسی اور دوسری چیز کے دور کرنے کے لیے پانی کا استعمال کیا جائے مطلب یہ ہے کہ وضو اور غُسل میں حدثِ حکمی کو دُور کرنے کی صورتوں میں پانی کا استعمال کیا جائے تو ایسا پانی خود تو پاک ہے دوسروں کو پاک کرنے والا نہیں۔ اگر پانی کو اکٹھا کیا جائے یہاں تک کہ خالص پانی کے ساتھ ملا کر، چاہے پانی کم ہو یا زیادہ، وہ پانی دو قلّے کی مقدار کو پہنچ جائے تو وہ پاک کرنے والا پانی بن جاتا ہے۔ ٹھہرے ہوئے پانی کو اگر استعمال نہ کیا جائے اور وہ زیادہ وقت پڑے رہنے کی وجہ سے متغیر ہو جائے تو وہ خود پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔ برتنوں میں دھوپ سے گرم ہونے والے پانی کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ برص کی بیماری پیدا کرے۔ پانی کو تبدیل کرنے والی چیز اگر پاک ہو مثلاً صابون، اشنان اور زعفران وغیرہ تو یہ چیز اُس پانی کے پاک کرنے والا ہونے کی صفت کے لیے نقصان دہ نہیں ہے۔ جب تک کہ اُس کی روانی میں وہ

نقصان دہ نہ ہو درخت، کھجور یا کسی اور چیز سے نچوڑے ہوئے پانی کو ناپاکی دُور کرنے کی صورت میں صفائی کے لیے استعمال کرنا جائز ہے پاکی کے لیے نہیں تا کہ اس کے بعد تھوڑے سے پانی سے پاکی حاصل ہو سکے ایسا کرنا پانی کی نایابی اور کمی کی صورتوں میں ہوتا ہے۔

وَ سُؤْرُ الْمُسْلِمِ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَاهِرٌ وَمُطَهِّرٌ وَ سُؤْرُ الْكَلْبِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْكَافِرِ نَجِسٌ وَمُنَجِّسٌ وَسُؤْرُ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ مَكْرُوْهٌ وَلَوْ كَانَ اٰكِلَ الْجِيَفِ لٰكِنْ لَا يَظْهَرُ عَلٰى فَمِهٖ غَيْرُ طَاهِرٍ آشَدُّ كَرَاهَةً وَ اِنْ ظَهَرَ لَا تَخْفٰى نَجَاسَتُهُ وَاِنْ مَاتَ فِي الْمَاءِ حَيَوَانٌ مَوْلِدُهُ الْمَاءُ كَالسَّمَكِ وَالسَّرَطَانِ وَغَيْرِهِمَا اَوْمِنَ الْهَوَامِّ مَا لَا نَفْسَ لَهَا سَائِلَةً كَالْبَقِّ وَالذُّبَابِ وَالزُّنْبُوْرِ وَالْعَقْرَبِ لَمْ يَنْجُسْ وَمَاءُ الْحَمَّامِ الْمُسَخَّنِ وَلَوْ كَانَ بِالْاَرْوَاثِ وَالْعَذِرَاتِ طَاهِرٌ وَمُطَهِّرٌ وَمَاءُ الْقُلَّتَيْنِ فِي الْحَمَّامِ الَّذِيْ يَغُوصُ فِيْهِ ذُوالْجُذَامِ وَذُوالْبَرَصِ وَذُوالْجَرَبِ نَجِسٌ يَضُرُّ النَّاسَ سِوٰى سَائِرِ النَّجَاسَاتِ فَلَا يَجُوْزُ اسْتِعْمَالُ مَاءِ الْقُلَّتَيْنِ فِي الْحَمَّامَاتِ اَلْبَتَّةَ لِاَنَّ الْحَذَرَ مِنَ الْاَمْرَاضِ السَّارِيَةِ وَاجِبٌ وَفَرْشُ الْحَمَّامِ اِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ اَثَرُ لَوْنٍ غَيْرُ لَوْنِ الْفَرْشِ وَلَا يَتَبَيَّنُ عِنْدَ التَّحَرِّيْ يَطْهُرُ بِالْغَسْلِ وَيَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ بِالْكَرَاهَةِ۔

جوٹھا پانی کے پاک اور ناپاک ہونے کے مزید مسائل

مسلمان اور حلال گوشت جانور کا جوٹھا پانی پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔ کتا، خنزیر اور کافر کا جوٹھا خود ناپاک ہے اور دوسروں کو ناپاک کرنے والا ہے۔ حرام گوشت جانور کا جوٹھا مکروہ ہے اگر وہ حرام گوشت جانور مُردار خور ہو لیکن اُس کے منہ پر کوئی ناپاکی ظاہر نہ ہو تو اُس کا جوٹھا سخت مکروہ ہے اور ناپاکی ظاہر ہو تو اُس کی ناپاکی کوئی پوشیدہ چیز نہیں، اگر پانی میں کوئی ایسا جانور مر جائے جس کی جائے پیدائش پانی ہے مثلاً مچھلی، کیکڑا وغیرہ یا وہ کیڑے مکوڑے جن میں بہنے والا کوئی خون نہیں مثلاً مکھی، مچھر، بھڑ اور بچھو تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ غسل خانے کا گرم پانی خود پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے اگرچہ اُسے گوبروں اور گندگیوں سے گرم کیا گیا ہو۔ غسل خانے کے حوض میں موجود دو قلّے کی مقدار کا وہ پانی جس میں جذام والا، برص کی بیماری والا یا خارش والا غوطہ لگائے تو وہ پانی ناپاک ہے۔ دیگر تمام نجاستوں کے علاوہ یہ

بھی لوگوں کو نقصان دیتا ہے۔ چنانچہ غسل خانے میں استعمال کیا ہوا دو قلے کی مقدار کے پانی کا استعمال کرنا بالکل ہی جائز نہیں ہے کیونکہ اثر انداز ہونے والی بیماریوں سے بچنا واجب ہے۔ غسل خانے کے فرش پر فرش کے رنگ کے علاوہ کسی اور رنگ کا اثر نہ ہو اور خوب کھوج لگانے کے دوران کوئی اور اثر واضح نہ ہو جائے تو وہ غسل کی وجہ سے پاک ہو جاتا ہے اور مکروہ طور پر اُس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

وَالْبِئْرُ اِذَا وَقَعَ فِيْهَا نَجِسٌ اُنْزِحَ عَيْنُ النَّجِسِ وَمَاءُهَا حَتّٰى يَصِيْرَ غَيْرَ مُتَغَيِّرِ اللَّوْنِ وَالرِّيْحِ وَالطَّعْمِ وَلَا يَتَعَيَّنُ مِقْدَارًا وَّلَا عَدَدًا وَّاِنْ وَّقَعَ فِي الْمَاءِ مَالَا يُدْرِكُهُ الطَّرْفُ مِنَ الدَّمِ يَجُوْزُ الطَّهَارَةُ بِهٖ اِنْ لَّمْ يُوْجَدْ غَيْرُهٗ وَلَوْ نَجِسَ اَحَدُ الْاِنَائَيْنِ بِلَا تَعَيُّنٍ لَا يَجُوْزُ الطَّهَارَةُ بِهِمَا وَالْمَاءُ الْجَارِيْ اِذَا كَانَ ضَعِيْفًا وَيَطُوْفُ فِي الْبُلْدَانِ وَكَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ فِيْهِ وَيَتَغَيَّرُ لَوْنُهٗ اَوْ رِيْحُهٗ اَوْ طَعْمُهٗ فَشُرْبُهٗ حَرَامٌ وَاسْتِعْمَالُهٗ مُنَجِّسٌ لِلْاَوَانِيْ وَالْاَبْدَانِ وَالْاَثْوَابِ وَمُسْتَعْمِلُهٗ اٰثِمٌ فَكَيْفَ يَرْجُوا الثَّوَابَ وَلَا يَجُوْزُ غَسْلُ نَجِسٍ وَلَا الْاِسْتِنْجَاءُ وَلَا الْاِسْتِبْرَاءُ فِي الْمَاءِ الَّذِيْ يَطُوْفُ فِي الْبُلْدَانِ فَوَجَبَ اَنْ يَّاْخُذُوا الْمَاءَ بِالْاَوَانِيْ وَيَسْتَعْمِلُوْهُ فِيْ اِزَالَةِ النَّجَاسَةِ ثُمَّ يُتِمُّوا الطَّهَارَتَيْنِ وَالَّذِيْنَ يَقْضُوْنَ الْحَاجَةَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَالْجَارِيْ اِلَّا الْبَحْرَ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ فَوَجَبَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَّجْتَنِبُوْا قَبَائِحَ الْاَفْعَالِ وَهٰذَا مِنْ اَقْبَحِ الْقَبَائِحِ وَاِنْ لَّمْ يَجْتَنِبُوْا وَجَبَ عَلٰى حُكَّامِ الْاِسْلَامِ اَنْ يَّمْنَعُوْهُمْ وَاِنْ لَّمْ يَمْنَعُوْهُمْ فَكُلُّهُمْ يُعَاقَبُوْنَ فِي الْقِيَامَةِ الْعُظْمٰى فَعَلَيْكُمْ اَيُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ بِصِيَانَةِ الْمَاءِ مِنَ الْاَنْجَاسِ لِاَنَّ بِنَاءَ جَمِيْعِ الْعِبَادَاتِ عَلَى الطَّهَارَةِ وَبِنَاءَ الطَّهَارَةِ عَلَى الْمَاءِ وَمَا كَانَ التَّهَاوُنُ فِيْ ذَالِكَ الْاَمْرِ اِلَّا مِنْ ضُعْفِ الْاِيْمَانِ وَاسْتِيْلَاءِ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ وَكُلُّ اِنَاءٍ طَاهِرٍ يَجُوْزُ الطَّهَارَةُ بِهٖ وَلٰكِنَّ اسْتِعْمَالَ اَوَانِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ حَرَامٌ وَالْمُذَهَّبِ وَالْمُفَضَّضِ مَكْرُوْهٌ وَمُسْتَعْمِلُهَا اٰثِمٌ اِنْ وَجَدَ غَيْرَهَا وَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَكُلُّ اِنَاءٍ مِّنَ الْجَوَاهِرِ النَّفِيْسَةِ كَالْيَاقُوْتِ وَالزُّمُرُّدِ وَغَيْرِهِمَا اِنْ لَّمْ

يَكُنْ لِخَاصِيَةٍ شَرِيفَةٍ يَطَّلِعُ عَلَيْهَا الْحُكَمَاءُ وَالْعُرَفَاءُ وَكَانَ لِمُجَرَّدِ زِينَةٍ وَتَكَاثُرٍ حَرَامٌ وَإِنْ كَانَ لِخَاصِيَةٍ مِنَ الْخَوَاصِ الشَّرِيفَةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ۔

کنوئیں کا مسئلہ

کنوئیں میں اگر کوئی ناپاک چیز پڑ جائے تو عین ناپاکی اور پانی دونوں کو نکالا جائے گا یہاں تک کہ اُس کا پانی رنگ، بُو اور ذائقے کے لحاظ سے غیر متغیر ہو جائے۔ پانی کے نکالنے میں کسی قسم کی مقدار اور تعداد کا تعین نہیں ہے اگر پانی میں خون کی کوئی ایسی مقدار پڑ جائے جسے آنکھ نہیں دیکھ سکتی تو اُس سے وضو جائز ہے، بشرطیکہ دوسرا پانی نہ ملے اگر کسی تعین کے بغیر دو برتنوں میں سے ایک ناپاک ہو جائے تو دونوں سے وضو جائز نہیں ہے اگر جاری پانی کی مقدار کم ہو، شہروں میں چلتا ہو، لوگ اس کمزور پانی میں استنجا کرتے ہوں نیز اس کا رنگ و بُو یا ذائقہ تبدیل ہو چکا ہو تو ایسے پانی کا پینا حرام اور اس کا استعمال کرنا، برتنوں، جسموں اور کپڑوں کو ناپاک کرنے کا باعث ہے، اُس پانی کا استعمال کرنے والا گنہگار ہے۔ لہٰذا وہ کیسے ثواب کی اُمید کر سکتا ہے؟ شہروں میں چلتے رہنے والے پانی میں کسی ناپاک چیز کا دھونا، استنجا کرنا اور استبراء کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ واجب ہے کہ لوگ برتنوں میں پانی لیں اور ناپاکی دُور کرنے کے لیے اُسے استعمال کریں پھر وہ وضو اور غسل کو پورا کریں۔ جو لوگ سمندر کے سواء کسی رُکے ہوئے پانی اور دریا کے سوا دوسرے جاری پانی میں قضائے حاجت کرتے ہیں اُن پر اللہ لعنت بھیجتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے لیے بُرے افعال سے بچنا واجب ہے اور یہ کام تو سب سے بُرا فعل ہے اگر لوگ ایسا کرنے سے پرہیز نہ کریں تو اسلامی حکام کے ذمے اُن کو روکنا واجب ہے اگر اسلامی حکام بھی اُن کو نہ روکیں تو سب کے سب قیامت عظمٰی کو سزا میں مبتلا کئے جائیں گے۔ پس مسلمانو! تم پر پانی کو ناپاکیوں سے محفوظ رکھنا واجب ہے کیونکہ تمام عبادتوں کی بنیاد طہارت پر ہے اور طہارت کی بنیاد پانی پر اس معاملے میں سُستی صرف ایمان کی کمزوری نیز نفس اور شیطان کے غلبے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ہر پاک برتن سے وضو کرنا جائز ہے۔ لیکن سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال کرنا حرام ہے سونا اور چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتنوں کا استعمال کرنا مکروہ ہے ایسے برتنوں کا استعمال کرنے والا گنہگار ہے بشرطیکہ دوسرا برتن ملے۔ اگر دوسرا برتن نہ ملے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ ہر وہ برتن جو بیش قیمت جواہرات سے بنا ہو مثلاً یاقوت، زمرد اور ان کے علاوہ دیگر قیمتی جواہرات اگر ایسے برتن کا استعمال کسی ایسی شریف خاصیت کی غرض سے نہ ہو جس سے حکما اور عارفین باخبر ہوتے ہیں اور صرف زینت اور کثرتِ مال پر فخر کی غرض سے ہو تو حرام ہے اگر شریف خاصیتوں میں سے کسی خاصیت کے پیش نظر ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ الصَّلٰوةِ

قَالَ اللهُ تَعَالٰی! حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی ق[۱] وَقَالَ اللهُ تَعَالٰی! اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○[۲] يَجِبُ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّ اَوَّلَ وَقْتِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ طُلُوْعُ الصُّبْحِ الصَّادِقِ وهُوَ الضَّوْءُ الْمُمْتَدُّ عَلَی الْاُفُقِ الْمُتَزَائِدِ لَحْظَةً فَلَحْظَةً اِلٰی طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا قُبَيْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَاَوَّلُ وَقْتِ الظُّهْرِ زَوَالُ الشَّمْسِ عَنْ وَسْطِ السَّمَاءِ بِعَاشِرَةٍ وَاٰخِرُ وَقْتِهَا صَيْرُوْرَةُ ظِلِّ كُلِّ شَبَحٍ مِثْلَيْهِ سِوٰی مَا تَجِدُهُ عِنْدَ الْاِسْتِوَاءِ فِی الْاٰفَاقِ الْحَمَائِلِيَّةِ وَفِی الْاٰفَاقِ الدُّوْلَابِيَّةِ مِثْلَيْهِ فَقَطْ لِاَنَّ الظِّلَّ مَا يُوْجَدُ عِنْدَ الْاِسْتِوَاءِ فِيْهَا وَاَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ خُرُوْجُ وَقْتِ الظُّهْرِ لَا فَاصِلَةَ بَيْنَهُمَا وَاٰخِرُ وَقْتِهَا قُبَيْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَاَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ غُرُوْبُ الشَّمْسِ واٰخِرُ وَقْتِهَا قُبَيْلَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ الْاَحْمَرِ فِی الْاٰفَاقِ الْمُتَبَيِّنَةِ وَالْاَبْيَضِ فِی الْاٰفَاقِ الْمُحْتَجِبَةِ بِالْجِبَالِ الشَّامِخَةِ وَاَوَّلُ وَقْتِ الْعِشَاءِ غُرُوْبُ الشَّفَقِ لَا فَاصِلَةَ بَيْنَهُمَا وَاٰخِرُ وَقْتِهَا قُبَيْلَ طُلُوْعِ الصُّبْحِ فَاِنْ وَقَعَ تَاخِيْرٌ اِلٰی قَرِيْبِ الصُّبْحِ ضَرُوْرَةً كَانَتْ اَدَاءً لَا قَضَاءً اَمَّا التَّاخِيْرُ بِلَا ضَرُوْرَةٍ فَكَانَ اِلٰی نِصْفِ اللَّيْلِ بَلْ اِلٰی ثُلُثِهٖ وَفِی السَّفَرِ وَالْمَطَرِ وَالْمَرَضِ اَوْ اَمْرٍ اٰخَرَ يُشَا كِلُهَا فِی الْعُسْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ وَسْطِ السَّمَاءِ يَخْتَصُّ الْوَقْتُ بِالظُّهْرِ بِمِقْدَارِ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ فَيَشْتَرِكُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ والظُّهْرُ مُقَدَّمَةٌ اِلٰی اَنْ يَبْقَی الْوَقْتُ بِمِقْدَارِ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قُبَيْلَ الْغُرُوْبِ فَهٰذَا الْوَقْتُ يَخْتَصُّ بِالْعَصْرِ وَبَعْدَ الْغُرُوْبِ مِقْدَارُ ثَلَاثِ رَكْعَاتٍ يَخْتَصُّ بِالْمَغْرِبِ

---

۱. سورة البقرة ۔الآية ۲۳۸

۲. سورة النساء ۔الآية ۱۰۳

فَيَشْتَرِكُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالْمَغْرِبُ مُقَدَّمَةٌ حَتّٰى يَبْقَى الْوَقْتُ مِقْدَارَ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قُبَيْلَ الصُّبْحِ فَهُوَ يَخْتَصُّ بِالْعِشَاءِ وَفِي الْاَوْقَاتِ الْمَشْكُوْكَةِ بِالْغَيْمِ تَاخِيْرُ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَالْمَغْرِبِ وَتَقْدِيْمُ الْعِشَاءِ وَالْعَصْرِ صَوَابٌ وَ فِي الْاَزْمِنَةِ وَالْاَمْكِنَةِ الْحَارَّةِ الْاِبْرَادُ بِالظُّهْرِ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ فَاَصْوَبُ الْاَوْقَاتِ اَوْسَاطُهَا فَاِنْ كُنْتَ تُصَلِّي الْفَرَائِضَ فِي اَوْسَاطِ الْاَوْقَاتِ بِلَا تَعْجِيْلٍ مُخِلٍّ وَلَا تَطْوِيْلٍ مُمِلٍّ اَصَبْتَ الصَّلٰوةَ الْوُسْطٰى بِلَارَيْبٍ وَّلَا عَيْبٍ۔

نماز کا بیان

ارشادِ خداوندی ہے حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى الآیہ تم نمازوں کی اور صلوۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) کی سختی سے پابندی کیا کرو۔ نیز ارشاد باری ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (الخ) الآیہ بیشک نماز مومنوں کے حق میں مقررہ وقت پر فرض ہے۔

چنانچہ جاننا واجب ہے کہ نمازِ صبح کا پہلا وقت صبح صادق کا نکلنا ہے۔ وہ اُفق پر پھیلنے والی اُس سفید روشنی کا نام ہے، جو سورج نکلنے تک رفتہ رفتہ بڑھتی رہتی ہے۔ صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے سے کچھ دیر پہلے ہے۔ ظہر کی نماز کا پہلا وقت ایک عاشرہ کے برابر آسمان کے درمیان سے سورج کا ڈھلنا ہے اور اُس کا آخری وقت حمائلی اُفق والے مقامات میں استواء کے وقت پائے جانے والے سائے کے علاوہ ہر چیز کے سائے کا اُس کے دو چند ہونا ہے اور دولابی اُفق والے مقامات میں صرف دو چند ہونا ہے کیونکہ استوا کے وقت دولابی اُفق والے مقامات میں سایہ مزید پایا نہیں جاتا عصر کی نماز کا پہلا وقت ظہر کے وقت کا نکل جانا ہے، دونوں میں کوئی فاصلہ نہیں اور اُس کا آخری وقت سورج غروب ہونے سے کچھ پہلے ہے۔ مغرب کی نماز کا پہلا وقت سورج کا غروب ہونا ہے اور اُس کا آخری وقت واضح کھلے اُفق والے مقامات میں سُرخ شفق کا ختم ہونا ہے اور اُونچے اُونچے پہاڑوں سے چھپے ہوئے اُفق والے مقامات میں سفید شفق کا ختم ہونا ہے۔ عشاء کی نماز کا پہلا وقت شفق مذکور کا ختم ہونا ہے (دونوں میں کوئی فاصلہ نہیں) اور اُس کا آخری وقت صبح صادق نکل آنے سے کچھ پہلے ہے، اگر کسی ضرورت کی بناء پر پو پھٹنے کے قریب تک دیر ہو جائے تو عشاء کی نماز ادا ہوگی نہ کہ قضا۔ کسی ضرورت کے بغیر دیر

کرنا، آدھی رات تک بلکہ تہائی رات تک ہے۔ سفر کی حالت میں، بارش کے دوران اور بیماری کی حالت یا دشواری میں یا ان جیسی صورتوں میں جب سورج آسمان کے درمیان سے ڈھل جائے تو یہ وقت چار رکعتیں پڑھنے تک ظہر کے ساتھ خاص ہے پھر ظہر اور عصر کے درمیان مشترک وقت ہوتا ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے چار رکعتوں کی مقدار کا وقت باقی رہنے تک ظہر کو پہلے ادا کیا جائے کیونکہ یہ وقت تو عصر کے ساتھ خاص ہے۔ بادل کی وجہ سے مشکوک وقتوں میں صبح، ظہر اور مغرب کی نمازوں کا موخر کرنا اور عشاء اور عصر کی نمازوں کا مقدم کرنا اچھا ہے۔ گرمی کے زمانوں اور گرم مقامات میں ظہر کی نماز ٹھنڈ پڑنے پر پڑھنا بہتر ہے۔ اگر ایسی صورت نہ ہو تو بہترین وقت درمیانہ وقت ہے اگر تو فرض نمازوں کو درمیانی اوقات میں کسی خلل انگیز جلدی اور اُکتا دینے والی طوالت کے بغیر پڑھتا رہے تو تُو نے صلوۃ وسطیٰ کو کسی شک وشبہ کے بغیر پالیا۔

وَالْاَوْقَاتُ الْمَكْرُوْهَةُ لِلصَّلٰوةِ فِيْ اَيِّ بُقْعَةٍ مِّنَ الْبِقَاعِ حِيْنَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَحِيْنَ الْغُرُوْبِ وَحِيْنَ الْاِسْتِوَاءِ لِاَنَّ فِيْ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ غَيْرَ الْمِلَّةِ الْاِسْلَامِيَّةِ يَتَعَبَّدُوْنَ الْاَصْنَامَ فَالْكَرَاهَةُ لِتَشَابُهِهِمْ وَبَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ غَيْرُ الْفَرَائِضِ مَكْرُوْهَةٌ اَيْضًا وَاِنْ كُنْتَ فِي الصَّلٰوةِ وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ اَوْتَغْرُبُ فَمَاكَانَ قَبْلَ الطُّلُوْعِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ اَدَاءٌ وَمَاكَانَ بَعْدَ الطُّلُوْعِ وَ بَعْدَ الْغُرُوْبِ قَضَاءٌ وَ ذٰلِكَ اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ فَلَاحَاجَةَ اِلٰى تَكَلُّفٍ وَّ تَعَنُّفٍ وَّكُلُّ مُسْلِمٍ بَالِغٍ عَاقِلٍ مُكَلَّفٌ بِالصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْعِبَادَاتِ وَغَيْرُهُ غَيْرُ مُكَلَّفٍ بِالْعِبَادَاتِ لِاَنَّ الْعِبَادَاتِ تُبْتَنٰى عَلَى الْاِيْمَانِ فَاِذَا لَمْ يُوْجَدِ الْمَبْنٰى لَمْ يُمْكِنِ الْمُبْتَنٰى عَلَيْهِ۔

اَمَّا الْمُرْتَدُّ اِذَا رَجَعَ اِلَى الْاِسْلَامِ فَوَجَبَ عَلَيْهِ قَضَاءُ مَافَاتَ مِنَ الْاَحْكَامِ كَالصَّلٰوةِ وَ غَيْرِهَا سِيَاسَةً وَّحِمَايَةً لِحِمَى الْاِسْلَامِ بِخِلَافِ سَائِرِ الْكَفَرَةِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّؤْمَرَ الصَّبِيُّ بِتَعَلُّمِ الطَّهَارَةِ وَالصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْفَرَائِضِ قَبْلَ الْبُلُوْغِ وَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّؤْمَرَ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ لِاَنَّ التَّكْلِيْفَ عَلَيْهِمْ بِمَا لَا يُكَلِّفُهُمُ اللّٰهُ ظُلْمٌ وَتَعْلِيْمُ الْفَرَائِضِ يَلِيْقُ لِلذَّكَرِ قَبْلَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلِلْاُنْثٰى قَبْلَ تِسْعِ سِنِيْنَ وَالْمَجْنُوْنُ اِنْ بَرِئَ لَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَالْاِغْمَاءُ

كَالْجُنُوْنِ بِخِلَافِ السَّكْرَانِ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ والْحَدُّ فَالْمَجْنُوْنُ اِذَا بَرِئَ وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ اِذَا
اَفَاقَ وَالْحَائِضُ اِذَا طَهُرَتْ وَبَقِيَ مِنَ الْوَقْتِ مِقْدَارُ الصَّلٰوةِ الْحَاضِرَةِ يَعْنِيْ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ
مِقْدَارُ رَكْعَتَيْنِ وَجَبَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ مِقْدَارُ ثَمَانِيْ رَكْعَاتٍ وَجَبَتِ الظُّهْرُ
وَالْعَصْرُ وَمِقْدَارُ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ الْعَصْرُ فَقَطْ وَقَبْلَ طُلُوْعِ الصُّبْحِ مِقْدَارُ سَبْعِ رَكْعَاتٍ وَجَبَتِ
الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ وَمِقْدَارُ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ الْعِشَاءُ وَحْدَهَا وَاِنْ وَقَعَ الْحَيْضُ وَالْجُنُوْنُ وَالْاِغْمَاءُ
وَقَدْ مَضٰى مِنْ اَوَّلِ الْوَقْتِ مِقْدَارُ اَدَائِهَا وَجَبَ الْقَضَاءُ يَعْنِيْ اِذَا مَضٰى مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ مِنْ
وَسَطِ السَّمَاءِ مِقْدَارُ ثَمَانِيْ رَكْعَاتٍ قَضَاءُ الظُّهْرَيْنِ وَمِقْدَارُ سَبْعِ رَكْعَاتٍ مِنْ غُرُوْبِ الشَّمْسِ
قَضَاءُ الْعِشَائَيْنِ وَمِنْ طُلُوْعِ الصُّبْحِ مِقْدَارُ رَكْعَتَيْنِ قَضَاءُ الصُّبْحِ وَ اِلَّا فَلَا وَلَوِ اشْتَبَهَ
الْوَقْتُ وَصَلَّيْتَ فِيْهِ ثُمَّ تَبَيَّنَ اَنْ وَقَعَتْ فِي الْوَقْتِ اَوْ بَعْدَهُ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْكَ وَاِنْ وَقَعَتْ قَبْلَ
الْوَقْتِ وَجَبَتِ الْاِعَادَةُ اَدَاءً اَوْ قَضَاءً وَيَنْبَغِيْ اَنْ تُبَادِرَ اِلٰى قَضَاءِ الْفَوَائِتِ وَتُقَدِّمَهَا عَلَى
الْحَاضِرَةِ اِنْ لَّمْ يَضِقْ وَقْتُ الْحَاضِرَةِ وَلَا يَجِبُ التَّرْتِيْبُ فِي الْفَوَائِتِ وَيَجُوْزُ اَنْ تَقْضِيَ صَلٰوةَ
النَّهَارِ فِي اللَّيْلِ وَصَلٰوةَ اللَّيْلِ فِي النَّهَارِ وَ تُقَدِّمَ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا عَلَى الْاُخْرٰى وَاِنْ لَّمْ تَجْهَرْ فِي
الْجَهْرِيَّةِ الْفَائِتَةِ لَا بَاْسَ بِهِ۔

نماز کے مکروہ اوقات

کسی بھی قطعۂ زمین میں نماز کے مکروہ اوقات یہ ہیں۔ سورج کے نکلنے کا وقت، سورج کے ڈوبنے کا وقت اور استواء کا وقت کیونکہ ان اوقات میں دوسری غیر اسلامی قومیں بتوں کی پوجا کرتی ہیں۔ چنانچہ اُن کی مشابہت کی وجہ سے کراہت آتی ہے۔ صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد بھی فرض نمازوں کے سوا دیگر نماز مکروہ ہے۔ اگر تو نماز میں مشغول ہو اور سورج نکل آئے یا غروب ہو جائے تو نماز کا جو حصہ سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے بجالایا گیا ہو وہ ادا ہوگا اور نماز کا جو حصہ سورج کے نکلنے کے بعد یا غروب ہونے کے بعد بجالایا گیا ہو تو وہ قضا ہوگا۔ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح زیادہ واضح و

عیاں ہے، لہٰذا اُس کے بارے میں کسی قسم کی کلفت اور مشقت میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہر بالغ عاقل مسلمان نماز اور دیگر عبادتوں کا مکلف ہے۔غیر مُسلم بالغ عاقل عبادتوں کا مکلف نہیں کیونکہ عبادتوں کی بنیاد ایمان پر ہے جب بنیاد موجود نہ ہوتو بنیاد پر رکھی جانے والی چیز ممکن نہیں ہوتی۔

مُرتد وغیرہ کے مسائل

جب مُرتد آدمی اسلام کی طرف لوٹ آئے تو اس پر بخلاف جُملہ کافروں کے بطور سیاست اور حدود اسلام کی حمایت کی خاطر فوت شدہ احکام کی قضا واجب ہے مثلاً نماز وغیرہ مناسب ہے کہ بچے کو بالغ ہونے سے پہلے وضو، غسل، نماز، روزہ اور دیگر فرائض سیکھنے کا حکم دیا جائے۔نماز اور روزے کی بجا آوری کا اُسے حکم دیا جانا مناسب نہیں ہے کیونکہ جس چیز کا اللہ نے ان کو مکلف نہ بنایا ہو اُس کا اُن کو مکلف بنانا ظلم ہے۔لڑکے کے لیے بارہ سال سے پہلے اور لڑکی کے لیے نو سال سے پہلے فرائض کی تعلیم مناسب ہے۔پاگل اگر ٹھیک ہو جائے، تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے۔بے ہوش ہونا پاگل پن کی مانند ہے، بخلاف نشہ والے کے کہ اُس کے حق میں قضا اور حد واجب ہیں۔پاگل جب ٹھیک ہو جائے بے ہوش آدمی جب ہوش میں آئے اور حیض والی عورت جب پاک ہو جائے اور وقت میں سے موجودہ نماز پڑھنے کی مقدار باقی ہو مطلب یہ ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے دو رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار باقی ہو تو صبح کی نماز واجب ہے۔غروب آفتاب سے پہلے آٹھ رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار باقی ہو تو ظہر اور عصر واجب ہیں اور چار رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار باقی ہو تو صرف عصر واجب ہے۔صبح صادق کے نکلنے سے پہلے سات رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار باقی ہو تو مغرب اور عشاء کی نمازیں واجب ہیں اور چار رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار باقی ہو تو اکیلی عشاء کی نماز واجب ہے۔اگر حیض آجائے یا دیوانگی طاری ہو جائے یا بے ہوشی چھا جائے اور درانحالیکہ وقت کے پہلے حصے سے سورج کے ڈھلنے کے بعد آٹھ رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار گزر چکی ہو تو ظہر اور عصر کی قضا واجب ہے۔غروب آفتاب سے سات رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار گزر چکی ہو تو مغرب اور عشاء کی قضا واجب ہے اور صبح صادق کے نکلنے سے دو رکعتوں کے پڑھنے کی مقدار گزر چکی ہو تو نماز صبح کی قضا واجب ہے اگر وقت مشتبہ ہو جائے تو اُس صورت میں نماز پڑھ چکا ہو پھر پتہ چل جائے کہ نماز اپنے وقت میں یا وقت کے بعد وقوع پذیر ہوئی ہے تو تجھ پر کوئی قضا نہیں۔اگر نماز وقت سے پہلے وقوع پذیر ہو چکی ہو تو ادا یا قضا کی صورت میں اُس کا دوبارہ پڑھنا

واجب ہے۔ مناسب یہ ہے کہ فوت شدہ نمازوں کی قضا بجالانے میں جلدی کرے اور اُن کو موجودہ نماز پر مقدم کرے بشرطیکہ موجودہ نماز کا وقت تنگ نہ ہو۔ فوت شدہ نمازوں کی بجا آوری میں ترتیب واجب نہیں ہے۔ دن کی نماز کی قضا رات کو بجالانا اور رات کی نماز کی قضا دن کو بجالانا نیز ان میں سے ہر ایک کو دوسری پر مقدم کرنا جائز ہے۔ اگر فوت شدہ جہری نماز کی بجا آوری میں جہر سے کام نہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اَمَّا الْاَذَانُ وَالْاِقَامَةُ فِي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ الْمَفْرُوْضَةِ الْحَاضِرَةِ بِالْجَمَاعَةِ لِلرِّجَالِ فَفَرْضُ كِفَايَةٍ وَلِلْمُنْفَرِدِ مُسْتَحَبٌّ اَدَاءً كَانَ اَوْقَضَاءً وَالْاِقَامَةُ اَشَدُّ اسْتِحْبَابًا وَيَجُوْزُ لِلنِّسَاءِ الْاِقَامَةُ دُوْنَ الْاَذَانِ فِي صَلَوَاتِهِنَّ بِالْاِنْفِرَادِ وَالْجَمَاعَةِ وَالْاَذَانُ تَكْبِيْرَاتُهُ الْاُوْلُ رُبَاعُ وَالْبَاقِيْ لَا يَجُوْزُ اِلَّا مَثْنٰى وَالْاِقَامَةُ يَجُوْزُ مَثْنٰى اِلَّا تَهْلِيْلَ الْاٰخِرِ مِنْهُ وَيَجُوْزُ فُرَادٰى اِلَّا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَالتَّكْبِيْرَاتِ وَلَا يَجُوْزُ الْاَذَانُ قَبْلَ دُخُوْلِ الْوَقْتِ اِلَّا لِلصُّبْحِ وَاِنْ اَعَادَ بَعْدَ طُلُوْعِ الصُّبْحِ كَانَ اَفْضَلَ وَيَجِبُ فِيْهِمَا التَّرْتِيْبُ وَالْمُوَالَاتُ وَالصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فِيْ خِلَالِ الْاَذَانِ بِدْعَةٌ فَاِنْ قِيْلَ قَبْلَ اَذَانِ الصُّبْحِ اَوْبَعْدَهٗ لِتَنْبِيْهِ الْغَافِلِيْنَ لَابَاْسَ بِهٖ وَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُؤَذِّنُ اِلَّا رَجُلًا مُّسْلِمًا عَادِلًا عَاقِلًا مُّمَيِّزًا رَشِيْدًا وَّلَا يُشْتَرَطُ الْبُلُوْغُ عَارِفًا بِالْاَوْقَاتِ مُهْتَمًّا بِتَحَقُّقِهَا حَافِظًا لَّهَا صَيِّتًا صَبِيْحًا حَسَنَ الصَّوْتِ اَوْلَيْسَ بِقَبِيْحِ الصَّوْتِ قَائِمًا مَّعَ الْقُدْرَةِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ مُتَاَنِّيًا مُّرَتِّلًا فِي الْاَذَانِ حَادِرًا فِي الْاِقَامَةِ مُتَطَهِّرًا عَنِ الْجَنَابَةِ فِيْهِمَا مُتَوَضِّيًا فِي الْاِقَامَةِ مُبْطِيًا بَيْنَهُمَا بِمِقْدَارِ رَكْعَتَيْنِ تَقْرِيْبًا اِلَّا فِي الْمَغْرِبِ وَالْاَذَانُ يَجُوْزُ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مُتَوَضِّيًا بِالْكَرَاهَةِ وَالْاِقَامَةُ لَا يَجُوْزُ اِلَّا لِمَنْ يَجُوْزُ لَهُ الصَّلٰوةُ۔

اذان اور اقامت کے مسائل

مردوں کے لیے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں موجودہ پانچ فرض نمازوں کی ادائیگی کے موقع پر

اذان اور اقامت فرض کفایہ ہیں۔(۱) اکیلے نماز پڑھنے والے کے حق میں مستحب ہیں، چاہے نماز ادا کی صورت میں ہو چاہے قضا کے طور پر ہو اور اقامت پڑھنا تاکیدی مستحب ہے۔عورتوں کے لیے اپنی نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنے نیز اکیلی اکیلی پڑھنے کی صورت میں اذان کو چھوڑ کر اقامت جائز ہے۔اذان کی پہلی تکبیریں چار مرتبہ ہیں۔باقی کلمات صرف دو دو مرتبہ جائز ہیں۔آخری تہلیل کے سوا اقامت کے کلمات دو دو مرتبہ جائز ہیں۔قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اور تکبیرات کو چھوڑ کر اقامت کے دیگر کلمات کو ایک ایک مرتبہ پڑھنا جائز ہے۔صبح کے سوا وقت داخل ہونے سے پہلے اذان دینا جائز نہیں ہے، اگر صبح صادق کے نکل آنے کے بعد اذان کا اعادہ کرے تو یہ افضل ہے۔اذان اور اقامت دونوں کلمات میں ترتیب اور موالات کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔اذان کے اندر اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ پڑھنا بدعت ہے۔اگر صبح کی اذان سے پہلے یا بعد میں غافل لوگوں کو بیدار کرنے کی غرض سے یہ پڑھی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اذان دینے والا صرف ایسا مرد ہونا چاہیے جو مسلمان ہو، عادل ہو، عقل مند ہو، صاحب تمیز ہو، سن رشد کو پہنچا ہوا ہو، بالغ ہونا شرط نہیں۔وقتوں کی پہچان والا ہو، تحقق اوقات کا اہتمام کرنے والا ہو، وقتوں کا لحاظ رکھنے والا ہو، بلند آواز والا ہو، نیک چلن ہو، خوش آواز ہو یا کم از کم خراب آواز والا نہ ہو، اپنی طاقت سے کھڑا ہونے والا ہو، قبلہ رخ ہو، اذان دینے کی صورت میں ترتیل سے آہستہ پڑھنے والا ہو، اقامت پڑھنے کی صورت میں ذرا جلدی کرنے والا ہو، اذان اور اقامت

کے دوران جنابت سے پاک ہو، اقامت پڑھنے کی صورت میں باوضو ہو، مغرب کے سوا اذان اور اقامت کے درمیان تقریباً دو رکعتیں پڑھنے کی مقدار کا وقفہ کرنے والا ہو، اگر باوضو نہ ہو تو مکروہ طور پر اذان دینا جائز ہے۔ اقامت کا پڑھنا صرف اس شخص کے لیے جائز ہے۔ جس کے لیے نماز کا پڑھنا جائز ہے۔

وَسُنَّ لِلسَّامِعِ الْاِنْصَاتُ اَوْ اَنْ يَّتْبَعَهُ فِي التَّكْبِيْرَاتِ وَالشَّهَادَتَيْنِ وَفِي الْحَيْعَلَتَيْنِ اَنْ يَّقُوْلَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَبَعْدَ الْاَذَانِ يَقْرَأُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاِنْ زَادَ عَلٰى ذَالِكَ مَايَشَاءُ مِنَ الْاَدْعِيَةِ وَالصَّلَوَاتِ لَا يُمْنَعُ وَلَا يَجُوْزُ لِلْمُؤَذِّنِ اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ كَثِيْرٍ فِيْ اَثْنَائِهِمَا اَوْيَسْكُتَ مُتَمَادِيًا وَّاِنْ تَكَلَّمَ بِشَيْءٍ يَّسِيْرٍ بِالْخُفْيَةِ وَالسُّرْعَةِ فِيْ اَمْرٍ ضَرُوْرِيٍّ يَفُوْتُ اِنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ لَاحَاجَةَ اِلَى الْاِسْتِيْنَافِ وَاِلَّا فَلْيَسْتَاْنِفْ وَفِيْ كُلِّ سَوَادٍ مِّنَ الْقُرٰى وَالْبُلْدَانِ وَالْاَحْشَامِ وَاَرْبَابِ الْخِيَامِ اِنْ لَّمْ يُؤَذِّنُوْا قَطُّ وَجَبَتْ مُقَاتَلَتُهُمْ عَلَى الْاِمَامِ حَتّٰى يَفِيْئُوْا اِلٰى شَعَائِرِ الْاِسْلَامِ وَلَاخِفَاءَ اَنَّ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ وَالْجَمَاعَةَ مِنَ الشَّعَائِرِ الْعِظَامِ فِي الْاِسْلَامِ۔

اَمَّا اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَشَرْطٌ فِيْ صِحَّةِ الصَّلٰوةِ مَعَ الْقُدْرَةِ لَا لِلسَّائِرِ الْمُتَنَفِّلِ وَالْخَائِفِ مِنَ الْاَعْدَاءِ وَغَيْرِهِمْ اِنْ كَانُوْا رَاكِبِيْنَ اَوْ رَاجِلِيْنَ فَاِنَّ صَوْبَ الطَّرِيْقِ بَدَلٌ عَنِ الْقِبْلَةِ فِيْ حَقِّهِمْ وَاِنْ تَيَسَّرَ فِي الْاِحْرَامِ التَّوَجُّهُ اِلَى الْقِبْلَةِ كَانَ اَفْضَلَ وَعِنْدَ شِدَّةِ الْخَوْفِ يَجُوْزُ اَدَاءُ الْفَرَائِضِ فِي السَّيْرِ بِالْاِيْمَاءِ كَالنَّوَافِلِ وَلَا يَجِبُ الْقَضَاءُ وَاِنْ اَرَادَ اَنْ يَّقْضِيَ كَانَ اَفْضَلَ وَيَنْبَغِيْ اَنَّ الْاِيْمَاءَ لِلسُّجُوْدِ كَانَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَفِيْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ يَجُوْزُ الْاِسْتِقْبَالُ اِلٰى اَيِّ جِدَارٍ وَقَعَ وَاِلَى الْبَابِ اِنْ كَانَ مَسْدُوْدًا اَمَّا اِلَى الْبَابِ الْمَفْتُوْحِ وَعَلٰى سَطْحِهَا اِنْ لَّمْ تَكُنْ شَاخِصَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ

فَكَرِهَتْ وَاِنْ تَحَيَّرَ فِيْ سَمْتِ الْقِبْلَةِ وَيُمْكِنُ التَّفَحُّصُ مِنَ الْخَبِيْرِ اَوِ الْخَفِيْرِ اَوْ غَيْرِهِمَا وَجَبَ التَّفَحُّصُ وَاِنْ لَمْ يُمْكِنْ فَبِاجْتِهَادِهٖ وَاِنْ بَقِيَ الْوَقْتُ وَتَحَقَّقَ اَنَّ الصَّلٰوةَ وَقَعَتْ اِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ وَجَبَتِ الْاِعَادَةُ وَاِلَّا فَلَا وَيَنْبَغِيْ لِلْمُتَحَيِّرِ اِذَا تَوَجَّهَ بِالْاِجْتِهَادِ اِلٰى جِهَةٍ اَنْ لَا يَتَشَوَّشَ قَلْبُهٗ وَيُثَبِّتَهٗ وَيَقُوْلَ فِيْ قَلْبِهٖ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ[1] وَهِيَ الْكَعْبَةُ الْحَقِيْقِيَّةُ لِاَنَّهٗ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ فَبَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ لَا يَجُوْزُ الْاِجْتِهَادُ لٰكِنْ اِنْ تَيَقَّنَ بِسَبَبٍ مِنَ الْاَسْبَابِ بِتَحَقُّقِ الْقِبْلَةِ فِيْ اَثْنَاءِ الصَّلٰوةِ يَجُوْزُ التَّحَوُّلُ اِلَيْهَا وَالْاِسْتِيْنَافُ اَفْضَلُ وَيَجُوْزُ التَّحَوُّلُ بِاجْتِهَادٍ ثَانٍ فِيْ اَثْنَائِهَا وَبِهٰذَا الْبَيَانِ لَمْ تَتَحَقَّقِ الْقِبْلَةُ وَلَا اَوَّلُ فَيْءِ الزَّوَالِ فَلَا بُدَّ مِنَ الدَّائِرَةِ الْهِنْدِيَّةِ فِيْ مَعْرِفَةِ اَوَّلِ الْوَقْتِ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَسَمْتِ الْقِبْلَةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِي الْبِلَادِ الْبَعِيْدَةِ مِنَ الْكَعْبَةِ اَدَامَ اللهُ بَرَكَتَهَا لِاَنَّهُمَا لَا يَتَحَقَّقَانِ اِلَّا بِهَا -

اذان کے دوران

اذان سننے والے کے حق میں خاموش رہنا یا تکبیروں اور دونوں شہادتوں کے دوران مؤذن کی تابعداری کرنا اور دونوں حیعلہ کی صورتوں میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ الخ پڑھنا سنت ہے۔ اذان کے بعد یہ دُعا پڑھنا۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ الخ "اے اس کامل پکار اور ہر وقت برپا رہنے والی نماز کے پروردگار! تو محمد ﷺ کو وسیلہ، فضیلت اور بلند درجہ عطا کر اور اُن کو اس مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور ہم کو قیامت کے دن اُن کی شفاعت نصیب فرما پروردگار تو محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر رحمت نازل کر"۔ اگر اس دُعا پر اپنے منشا کے مطابق دیگر دُعاؤں اور درود کا اضافہ کرے تو یہ ممنوع نہیں ہے۔ موذن کے لیے اذان اور اقامت کے دوران زیادہ باتیں کرنا یا دیر تک خاموش رہنا جائز نہیں ہے۔ اگر بات نہ کرنے سے فوت ہونے والے کسی ضروری کام کی خاطر چپکے سے اور جلدی میں کچھ بات کرے تو اذان کو از سرِ نو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ دیہاتوں اور شہروں کی نیز صحرا نشینوں اور خیمے والوں کی ہر ایک بستی میں اگر لوگ

۱۔ سورۃ البقرۃ ,الآیۃ ۱۱۵

بالکل اذان نہ دیں تو امام کے ذمے اُن سے جنگ کرنا واجب ہے تاکہ لوگ اسلامی شعار کی طرف لوٹے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ اذان، اقامت اور جماعت اسلام کے بڑے بڑے نشانوں میں سے ہیں۔

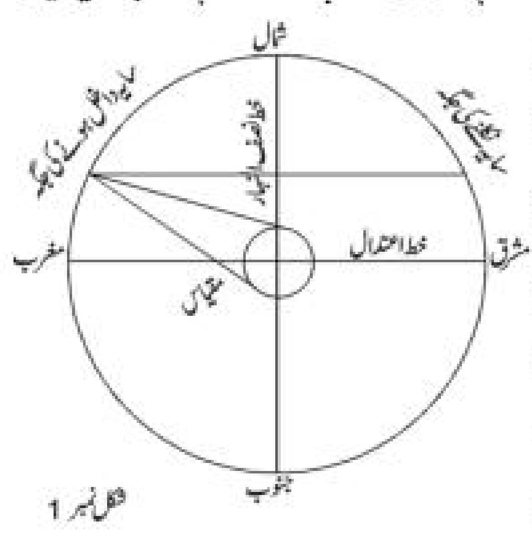
اپنی طاقت سے قبلہ کی طرف منہ کرنا نماز کے درست ہونے کے لیے شرط ہے مگر چلتے چلتے نفل پڑھنے والے اور دشمن وغیرہ سے خوف کھانے والے کے حق میں قبلہ رُخ ہونا شرط نہیں بشرطیکہ ایسے لوگ سوار ہوں یا پیدل چل رہے ہوں کیونکہ راستے کی جانب ہی اُن کے حق میں قبلہ کا بدل ہوتی ہے۔ اگر تکبیر احرام کے لیے قبلہ کا رُخ کرنا آسان ہو تو یہ بہتر ہے۔ سخت ڈر کے موقع پر نفل نمازوں کی طرح فرض نمازوں کی ادائیگی چلنے کی صورت میں اشارے کے ساتھ جائز ہے۔ اور قضا واجب نہیں۔ اگر قضا بجالانا چاہے تو یہ بہتر ہے، سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارے کی نسبت کچھ پست ہونا مناسب ہے، کعبہ کے اندر جس دیوار کی طرف رُخ واقع ہو جائز ہے، کعبے کے دروازے کا رُخ کرنا بشرطیکہ وہ بند ہو جائز ہے البتہ کھلے دروازے کی طرف رُخ کرنا اور کعبے کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے بشرطیکہ سامنے کوئی اُونچی چیز رکھی ہوئی نہ ہو۔ اگر جانب قبلہ کی پہچان میں کوئی شخص پریشان ہو جائے اور کسی باخبر شخص یا راہگیر یا اُن کے علاوہ کسی اور کے ذریعے اس کا پتہ لگانا ممکن ہو تو پتہ لگانا واجب ہے اگر قبلہ کا پتہ لگانا ممکن نہ ہو تو اپنی کوشش سے کام لے، اگر وقت باقی ہو اور پتہ چل جائے کہ نماز قبلہ کے سوا کسی اور طرف واقع ہوئی ہے تو ایسی صورت میں نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے ورنہ نہیں۔ پریشان ہونے والے کے لیے چاہیے کہ جب اپنے اجتہاد کے ذریعہ کس طرف کو رُخ کرے تو اُس کا دل تشویش میں نہ پڑ جائے وہ اپنے دل کو مضبوط رکھے اور دل میں یہ آیت پڑھے۔ فَأَيۡنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ. جہاں کہیں تم رُخ کرو گے اُدھر اللہ کو پاؤ گے۔ یہی گویا حقیقی کعبہ ہے کیونکہ دل کی حضوری کے بغیر کوئی نماز درست ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ تکبیر احرام کے بعد قبلہ کے بارے میں اجتہاد سے کام لینا جائز نہیں ہے۔ اگر نماز پڑھنے کے دوران کسی بھی طریقے سے قبلہ کے متحقق ہونے کا یقین ہو جائے تو قبلہ کی طرف پھر جانا جائز ہے نماز کے دوران دوسری بار بھی اجتہاد کے ذریعے پھر جانا بھی روا ہے۔ اس بیان سے نہ تو قبلہ کا تحقق ہوتا ہے اور نہ سایہ زوال کی ابتداء معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ کعبہ (اللہ تعالیٰ اس کی برکت کو ہمیشہ قائم رکھے) سے دور دراز شہروں میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے جانب قبلہ اور ظہر کی نماز کے لیے وقت کی ابتداء کو پہچاننے کے سلسلے میں دائرۂ ہندیہ کا علم ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں دائرۂ ہندیہ سے متحقق ہو سکتی ہیں۔

وَطَرِيۡقُ تَحۡصِيۡلِهَا اَنۡ تُسَوِّيَ مَوۡضِعًا بِمِسۡطَرَةٍ مُصَحَّحَةٍ بِحَيۡثُ لَا يَبۡقٰى فِيۡهِ تَقۡعِيۡرٌ وَّلَا

تَحْدِيْبٌ وَّلَوْ صُبَّ فِيْهِ مَاءٌ لَسَالَ إِلٰى جَوَانِبِه عَلَى السَّوَاءِ ثُمَّ تَرْسِمُ عَلَيْهِ دَائِرَةً بِأَيِّ بُعْدٍ شِئْتَ وَتُقِيْمُ عَلٰى مَرْكَزِهَا مِقْيَاسًا مَخْرُوْطًا مُحَدَّدًا رَأْسُهُ مُسَاوِيًا لِرُبُعِ قُطْرِهَا اَوْ اَقَلَّ مِنَ الرُّبُعِ وَ تُجَرِّبُ الْمِقْيَاسَ فِيْ إِسْتِقَامَتِه بِأَنْ تُقَدِّرَ مِنْ رَّأْسِ الْمِقْيَاسِ ثَلَاثَةَ جَوَانِبَ مِنَ الْمُحِيْطِ فَإِنْ كَانَ الْمِقْدَارُ مُسَاوِيًا مِّنَ الْجَوَانِبِ لَاخِفَاءَ أَنَّهُ اسْتَقَامَ عَلٰى زَوَايَا قَائِمَةٍ وَتَرْصُدُ دُخُوْلَ ظِلِّ الْمِقْيَاسِ فِي الدَّائِرَةِ وَتُعْلِمُ عَلَى الْمُحِيْطِ عَلَامَةً لِمَدْخَلِه مِنْ جَانِبِ الْمَغْرِبِ وَتَرْصُدُ خُرُوْجَهُ مِنْهَا وَتُعْلِمُ اَيْضًا عَلَى الْمُحِيْطِ عَلَامَةً لِمَخْرَجِه مِنْ جَانِبِ الْمَشْرِقِ ثُمَّ تَصِلُ بِخَطٍّ مُسْتَقِيْمٍ بَيْنَ عَلَامَتَيِ الْمَدْخَلِ وَالْمَخْرَجِ لِيَظْهَرَ قَوْسٌ كَالْوَتْرِ فَتُنَصِّفُ هٰذَا الْقَوْسَ وَتُعْلِمُ عَلٰى مُنْتَصَفِه عَلَامَةً وَ تَصِلُ مِنْ هٰذِهِ الْعَلَامَةِ إِلَى الْمَرْكَزِ بِخَطٍّ مُسْتَقِيْمٍ وَ تُخْرِجُهُ عَلَى اسْتِقَامَتِه مِنْ رَأْسِه إِلَى الْمُحِيْطِ فَذٰلِكَ الْخَطُّ الَّذِيْ صَارَ قُطْرَ الدَّائِرَةِ هُوَ خَطُّ نِصْفِ النَّهَارِ يَعْنِيْ إِذَا انْطَبَقَ ظِلُّ الْمِقْيَاسِ عَلٰى ذٰلِكَ الْخَطِّ كَانَ وَقْتَ الْاِسْتِوَاءِ الَّذِيْ يُكْرَهُ فِيْهِ الصَّلٰوةُ وَإِذَا زَالَ الظِّلُّ عَنْهُ زَوَالًا مَّا تَفْتَرِضُ الصَّلٰوةُ فَمَعْرِفَةُ ذٰلِكَ الْوَقْتِ كَانَ فَرْضًا عَلَى الْكِفَايَةِ لِلْمُمَيِّزِيْنَ بَيْنَ وَقْتَيِ الْكَرَاهَةِ وَالْاِفْتِرَاضِ ثُمَّ تُنَصِّفُ اَحَدَ نِصْفَيِ الدَّائِرَةِ شَرْقِيًّا كَانَ اَوْ غَرْبِيًّا بِالْفِرْجَارِ اَوْ بِمَا شِئْتَ مِنَ الْمَقَادِيْرِ وَتُعْلِمُ عَلَيْهِ عَلَامَةً فَتُخْرِجُ مِنْ هٰذِهِ الْعَلَامَةِ خَطًّا مُّسْتَقِيْمًا مَارًّا عَلَى الْمَرْكَزِ مُنْتَهِيًا إِلَى الْمُحِيْطِ وَهُوَ خَطُّ الْاِعْتِدَالِ يَعْنِيْ خَطَّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَقْتَ حُلُوْلِ الشَّمْسِ فِيْ اَوَّلِ نُقْطَةٍ مِّنَ الْحَمَلِ اَوِ الْمِيْزَانِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ عَلَى الْمُحِيْطِ اَرْبَعُ عَلَامَاتٍ عَلٰى نُقْطَةِ الشِّمَالِ وَ الْجُنُوْبِ وَالْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ يَعْنِيْ عَلٰى رَأْسَيِ الْقُطْرَيْنِ الَّذَيْنِ صَيَّرَا الدَّائِرَةَ اَرْبَاعًا بِهِمَا ۔ فَتُقَسِّمُ كُلَّ رُبُعٍ بِتِسْعِيْنَ جُزْءً لِيَنْقَسِمَ تَمَامُهَا بِثَلَاثِ مِائَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءً كَالْاُسْطُرْلَابِ وَهٰذِه صُوْرَةُ الدَّائِرَةِ الْهِنْدِيَّةِ۔

دائرۂ ہندیہ

اس کی دریافت کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کسی درست مسطر سے ایک جگہ کو اسی طرح برابر کر دیں کہ اُس میں کسی قسم کا نشیب وفراز باقی نہ رہے اگر اس پر پانی بہا دیا جائے تو پانی تمام اطراف میں برابر بہہ جائے پھر اپنے منشاء کے مطابق کسی بھی فاصلے پر ایک دائرہ بنائیں۔ دائرہ کے مرکز میں قطر دائرہ کا چوتھائی یا اس سے کم کے برابر ایک مخروطی شکل کا نوکدار سرے والا مقیاس کھڑا کر دیں۔ مقیاس کے سرے سے محیط کے تین اطراف کا اندازہ کر کے مقیاس کے سیدھے ہونے کا عملی تجربہ کریں۔ اگر مقدار تمام اطراف سے برابر ہو تو اُس میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ وہ نوے ،نوے درجے کے زاویوں پر راست آئی۔ دائرے میں مقیاس کا سایہ داخل ہونے کو تاڑتے رہیں اور مغرب کی طرف سے محیط پر سایہ داخل ہونے کی جگہ ایک نشان لگادیں پھر دائرے سے سایہ نکلنے کو تاڑتے رہیں اور مشرق کی جانب سے بھی محیط پر سایہ نکلنے کی جگہ ایک نشان لگادیں۔ اُس کے بعد سایہ کے داخل ہونے کی جگہ اور سایہ کے نکلنے کی جگہ کے نشانوں کے درمیانی حصے کو ایک خط کے ذریعے ملا دیں تاکہ وتر کی مانند ایک قوس نمودار ہو جائے۔ اس قوس کے دو حصے کر دیں اور دو حصوں میں بٹ جانے کی جگہ پر ایک نشان لگادیں اس نشان سے لے کر مرکز تک کو ایک سیدھے خط کے ذریعے ملا دیں اور اس خط کو مرکز کے سرے سے سیدھا محیط تک نکال کر لی جائیں چنانچہ جو خط دائرے کا قطر بن گیا ہے وہی نصف النہار کا خط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب مقیاس کا سایہ اسی خط کے ساتھ میل کھا جائے تو وہ وقت استوا ہے جس میں نماز کا پڑھنا مکروہ ہے۔ جب سایہ مقیاس کا اس خط سے کچھ ڈھل جائے تو نماز فرض ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس وقت کی پہچان فرض اور مکروہ وقتوں کے درمیان امتیاز کرنے والوں کیلئے فرض کفایہ ہے۔ اسکے بعد دائرے کے دونوں نصف حصوں میں سے کسی ایک کو چاہے وہ مشرقی حصہ ہو یا مغربی حصہ ہو۔ پرکار کے ذریعے یا اپنی چاہت کے مطابق دیگر آلات میں سے کسی کے ذریعے آدھا کر دیں۔ اور اس پر ایک نشان لگادیں۔ پھر اس نشان سے



شکل نمبر 1

لے کر مرکز سے گزرتا ہوا محیط تک پہنچنے والا ایک سیدھا خط کھینچیں۔ وہ خط اعتدال کہلاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ برج حمل یا برج میزان کے نقطۂ آغاز میں سورج کے حلول کر جانے کے وقت مشرق و مغرب کا خط ہے۔ محیط پر شمال جنوب مشرق اور مغرب کے نقطوں پر چار نشانات لگائیں۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی اپنی وجہ سے دائرے کو چار حصے بنانے والے دونوں قطروں کے ہر ہر سرے پر نشان لگائیں۔ پھر ہر ایک چوتھائی حصے کو نوے حصوں میں بانٹ دیں۔ تاکہ تمام کی تمام چوتھائیاں ام اسطرلاب کی مانند تین سو ساٹھ حصوں میں بٹ جائیں۔ تو یہ صورت دائرۂ ہندیہ کی ہے۔ دائرۂ ہندیہ کی امدادی اشکال پچھلا صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

اَمَّا سَمْتُ الْقِبْلَةِ فَنُقْطَةٌ مِّنَ الْاُفُقِ اِذَا وَاجَهَهَا الْمُصَلِّيْ كَانَ مُوَاجِهًا لِلْقِبْلَةِ وَهِيَ نُقْطَةُ التَّقَاطُعِ بَيْنَ دَائِرَةٍ عَظِيْمَةٍ تَمُرُّ بِسَمْتِ رُؤُوْسِ اَهْلِ الْبَلَدِ وَمَكَّةَ وَالْقَوْسُ الَّذِيْ بَيْنَ نُقْطَةِ هٰذَا التَّقَاطُعِ وَبَيْنَ خَطِّ نِصْفِ النَّهَارِ مَعَ الْمُحِيْطِ وَهُوَ قَوْسُ الْاِنْحِرَافِ وَيُسَمُّوْنَهُ اَيْضًا بِسَمْتِ الْقِبْلَةِ لٰكِنَّ الْمُرَادَ هٰهُنَا تِلْكَ النُّقْطَةُ لَا الْقَوْسُ فَاِنْ كَانَ طُوْلُ مَكَّةَ وَطُوْلُ بَلَدٍ مُتَسَاوِيَيْنِ فَسَمْتُ الْقِبْلَةِ رَأْسُ خَطِّ نِصْفِ النَّهَارِ الْمُتَقَاطِعُ لِدَائِرَةِ الْاُفُقِ اِمَّا نُقْطَةُ الْجُنُوْبِ اِنْ كَانَ عَرْضُ الْبَلَدِ اَكْثَرَ مِنْ عَرْضِ مَكَّةَ وَاِمَّا نُقْطَةُ الشِّمَالِ اِنْ كَانَ اَقَلَّ وَفِيْ غَيْرِ ذَالِكَ لَابُدَّ مِنَ الْاِنْحِرَافِ مِنْ نُقْطَتَيِ الشِّمَالِ وَالْجُنُوْبِ وَلِمَعْرِفَةِ سَمْتِ الْقِبْلَةِ الْمُنْحَرِفِ عَنِ النُّقْطَتَيْنِ وُجُوْهٌ اَسْهَلُهَا وَاَشْمَلُهَا اَنَّ الشَّمْسَ تَمُرُّ بِسَمْتِ رَأْسِ مَكَّةَ فِيْ نِصْفِ نَهَارِهَا اِذَا حَلَّتْ فِي الثَّامِنَةِ مِنَ الْجَوْزَاءِ وَالثَّالِثَةِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنَ السَّرَطَانِ فَضَعْ وَاحِدَةً مِنْ هَاتَيْنِ الدَّرَجَتَيْنِ عَلٰى خَطِّ وَسَطِ السَّمَاءِ فِي الْاُسْطُرْلَابِ الْمَعْمُوْلِ لِعَرْضِ الْبَلَدِ فَاعْلَمْ عَلَامَةً عَلَى الْجُزْءِ الَّذِيْ وَصَلَ اِلَيْهِ الْمُرِيْ مِنْ اَجْزَاءِ الْحُجْرَةِ وَاَدِرِ الْعَنْكَبُوْتَ بِقَدْرِ مَا بَيْنَ الطُّوْلَيْنِ اِلَى الْمَغْرِبِ اِنْ كَانَتْ مَكَّةُ غَرْبِيَّةً عَنِ الْبَلَدِ وَاِلٰى جَانِبِ الْمَشْرِقِ اِنْ كَانَتْ شَرْقِيَّةً عَنْهُ ثُمَّ انْظُرْ اَنَّ هٰذِهِ الدَّرَجَةَ عَلٰى اَيَّةِ مُقَنْطَرَةٍ انْطَبَقَتْ فَمَا كَانَ فَهُوَ نِصْفُ النَّهَارِ بِمَكَّةَ وَالشَّمْسُ مُسَامِتَةٌ بِسَمْتِ

رَاسِهَا فِيْ هٰذِهِ الْحَالَةِ فَانْصِبْ مِقْيَاسًا عَلٰى سَطْحٍ مُسْتَوٍ عَلٰى زَوَايَا قَائِمَةٍ وَاخْطُطْ عَلٰى ظِلِّهٖ مِنَ الْمَرْكَزِ اِلٰى رَاْسِ الظِّلِّ فَذٰلِكَ الْخَطُّ الَّذِيْ اِنْ تُنْفِذْهُ عَلٰى اسْتِقَامَتِهٖ يَصِلُ اِلَى الْكَعْبَةِ الْمُكَرَّمَةِ شَرَّفَهَا اللّٰهُ فَابْنِ عَلَيْهِ الْمِحْرَابَ وَالْمَسْجِدَ عَلٰى زَوَايَا قَائِمَةٍ لِيَصِحَّ رُكْنٌ عَظِيْمٌ مِّنْ اَرْكَانِ الدِّيْنِ شَيَّدَهُ اللّٰهُ بِالْاَئِمَّةِ الْهُدَاةِ اِلَى الْيَقِيْنِ الْمُبَرَّئِيْنَ مِنْ ظَنِّ الظَّانِّيْنَ وَلٰكِنَّ هٰذَا الْوَجْهَ اِنْ كَانَ يَعُمُّ مَكَانًا مَّا يَعُمُّ زَمَانًا لِاخْتِصَاصِهٖ فِيْ مُدَّةِ سَنَةٍ بِيَوْمَيْنِ يَوْمٌ مِّنْ اَوَاخِرِ الرَّبِيْعِ وَيَوْمٌ مِّنْ اَوَائِلِ الصَّيْفِ فَلِذٰلِكَ احْتَجْتُ اِلٰى وَجْهٍ اٰخَرَ يَعُمُّ زَمَانًا وَّمَكَانًا اَيْضًا اِلَّا مَكَانًا يُسَاوِيْ عَرْضُهٗ عَرْضَ مَكَّةَ فَاِنَّهُمَا اِذَا تَسَاوِيَا كَانَا تَحْتَ مَدَارٍ وَاحِدٍ يَوْمِيٍّ فَيُعْرَفُ سَمْتُ الْقِبْلَةِ بِالْوَجْهِ الْاَوَّلِ لِاَنَّ الْوَجْهَ الثَّانِيَ الَّذِيْ اَذْكُرُهٗ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَخْتَصُّ بِالْبُلْدَانِ الَّتِيْ تَخْتَلِفُ مَعَ مَكَّةَ طُوْلًا وَّعَرْضًا فَالْمُتَّفِقُ مَعَ مَكَّةَ طُوْلًا اِمَّا شِمَالِيٌّ وَاِمَّا جُنُوْبِيٌّ وَعَرْضًا اِمَّا شَرْقِيٌّ وَاِمَّا غَرْبِيٌّ -

سمت قبلہ کے مسائل

سمت قبلہ اُفق کے ایک نقطے کا نام ہے اگر نمازی اس کا رُخ کرے تو وہ قبلہ رُخ کرنے والا ہو جاتا ہے۔ وہ دائرہ اُفق کے مابین اور کسی شہر اور مکہ والوں کے سروں کی جانب سے گزرنے والے ایک بڑے دائرے کے مابین کو باہم کاٹنے کا نقطہ ہے جو قوس اُس کاٹنے کے نقطے کے درمیان اور محیط کے ساتھ نصف نہار کے درمیان ہے۔ وہ قوس انحراف کہلاتا ہے۔ لوگ اُسے بھی سمت قبلہ کہتے ہیں۔ مگر یہاں پر وہ نقطۂ مذکورہ مراد ہے قوس مراد نہیں۔ اگر کسی شہر کا طول بلد اور مکہ کا طول بلد برابر ہو تو سمت قبلہ دائرۂ اُفق کو کاٹنے والے خط نصف النہار کا سرا ہے یا تو جنوبی نقطہ سمت قبلہ ہوگا۔ بشرطیکہ شہر کی عرض بلد مکہ کی عرض بلد سے زیادہ ہو اور یا شمالی نقطہ سمت قبلہ ہوگا بشرطیکہ کسی شہر کی عرض بلد مکہ کی عرض بلد سے کم ہو۔ اس کے سوا دیگر صورتوں میں شمالی اور جنوبی نقطوں سے پھر جانا تحقیق سمت قبلہ کے لیے ضروری ہے۔ شمالی اور جنوبی نقطوں سے پھرے ہوئے سمتِ قبلہ کی پہچان کی کئی صورتیں ہیں۔ آسان ترین اور سب سے زیادہ باشمول صورت یہ ہے کہ جب سورج

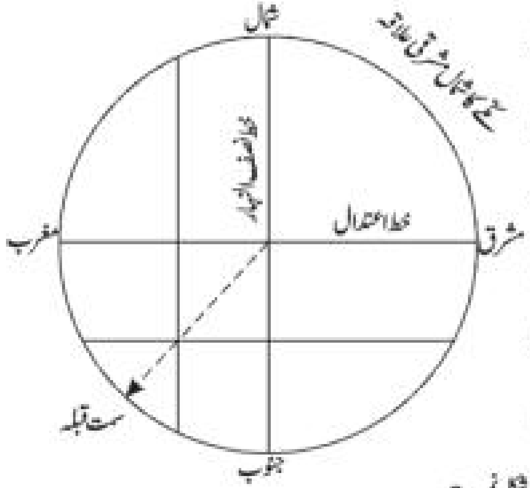
برج جوزا کے آٹھویں درجے اور برج سرطان کے تیئسویں درجے میں حلول کرتا ہے تو اُس وقت سورج مکہ میں نصف النہار کے وقت مکّے کے سمت راس سے گزرتا ہے۔ پس آپ عرض البلد کے لیے استعمال ہونے والے آلہ اسطرلاب کے اندر وسط آسمان کے خط پر اُن دونوں درجوں میں سے کسی ایک درجے کو لے لیں اُس کے بعد اجزائے مجرہ میں سے مُری کی رسائی والے حصے پر ایک نشان لگائیں اور صفحۂ عنکبوت کو دونوں لمبائیوں کے درمیانے حصے کے اندازے سے مغرب کی طرف گھمائیں بشرطیکہ مکہ کسی شہر کے مغرب میں ہو اور اُسے مشرق کی طرف گھمائیں بشرطیکہ مکہ کسی شہر کے مشرق میں ہو۔ اس کے بعد دیکھ لیں کہ یہ درجہ کون سے دائرے کے ساتھ میل کھا چکا ہے؟ جس دائرے کے ساتھ درجہ مذکور میل کھا چکا ہو تو مکہ میں نصف نہار کا وقت ہوتا ہے اور سورج اس حالت میں مکہ کی سمت راس میں سمت گیر ہو جاتا ہے۔ پس نوے نوے درجے کے زاویوں پر فٹ آنے والی کسی سیدھی سطح پر ایک مقیاس کو کھڑا کر دیں اور مقیاس کے سائے پر مرکز سے لے کر سائے کے سرے تک خط کھینچیں۔ چنانچہ یہ وہ خط ہوگا جس کو اگر آپ سیدھا پار کر کے نکالیں گے تو وہ کعبہ مکرمہ تک پہنچے گا (اللہ تعالیٰ کعبہ کو شرافت بخشے) پس پھر آپ اس پر نوے نوے درجے کے زاویوں پر محراب اور مسجد بنائیں تاکہ ارکان دین میں سے ایک بڑا رکن درست بن جائے۔ اللہ تعالیٰ دین کے اس بڑے رکن کو اُن آئمہ کرام علیہم السلام کی بدولت مضبوط بنائے جو یقین کی ہدایت کرنے والے اور شک کے گمان سے بالکل بری الذمہ ہیں۔ یہ طریقہ جگہ کے لحاظ سے عام طور پر چل سکتا ہے مگر وقت کے لحاظ سے عام طور پر نہیں چلتا، کیونکہ یہ طریقہ ایک سال کی مدت میں دو دنوں کے ساتھ خاص ہے یعنی موسم بہار کے آخری ایام میں سے ایک دن اور موسمِ گرما کے ابتدائی ایام میں سے ایک دن، لہٰذا آپ کو ایک ایسے طریقے کی ضرورت پڑی جو عام طور پر وقت کے لحاظ سے چل سکتا ہو اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہاں مگر اُس جگہ کے لحاظ سے یہ طریقہ نہیں چل سکے گا جس کی طول بلد مکہ کی طول بلد کے برابر ہو کیونکہ جب کسی شہر کا عرض بلد اور مکہ کا عرض بلد برابر ہوں تو وہ دونوں دن کے ایک ہی مدار کے تحت ہوں گے۔ چنانچہ اس صورت میں سمتِ قبلہ کی پہچان پہلے طریقے کے مطابق ہوں گی۔ کیونکہ دوسرا طریقہ جس کو میں انشاء اللہ بیان کروں گا وہ اُن شہروں کے ساتھ خاص ہے جو طول بلد اور عرض بلد کے اعتبار سے مکہ سے مختلف ہیں۔ مکّے کے ساتھ طول بلد کے اعتبار سے جو شہر متفق ہوگا وہ یا مکّے کا شمالی شہر ہوگا یا جنوبی شہر ہوگا اور عرض بلد کے لحاظ سے جو شہر مکہ سے متفق ہوگا وہ یا مکہ کا مشرقی شہر ہوگا یا مغربی ہوگا۔

وَالْمُخْتَلِفُ اِمَّا شَرْقِيٌّ شِمَالِيٌّ وَاِمَّا شَرْقِيٌّ جُنُوْبِيٌّ وَاِمَّا غَرْبِيٌّ شِمَالِيٌّ وَاِمَّا غَرْبِيٌّ جُنُوْبِيٌّ

فَاِذَاكَانَ الْبَلَدُ شَرْقِيًّا شِمَالِيًّا فَسَمْتُ قِبْلَتِهٖ يَتَحَقَّقُ بِاَنْ تَعُدَّ مِنْ اَجْزَاءِ الْمُحِيْطِ مُبْتَدِيًا مِّنْ نُقْطَةِ الْجُنُوْبِ بِقَدْرِ فَضْلِ طُوْلِ الْبَلَدِ عَلٰى طُوْلِ مَكَّةَ اِلٰى جَانِبِ الْمَغْرِبِ وَتَعُدَّ مِنْ نُقْطَةِ الشِّمَالِ اِلٰى جَانِبِ الْمَغْرِبِ اَيْضًا بِقَدْرِهٖ وَتَصِلَ بَيْنَ نِهَايَتَيِ الْعَدَدِ بِخَطٍّ مُسْتَقِيْمٍ يُوَازِيْ خَطَّ نِصْفِ النَّهَارِ وَتَعُدَّ مِنْ نُقْطَةِ الْمَغْرِبِ اِلٰى جَانِبِ الْجُنُوْبِ بِقَدْرِ فَضْلِ عَرْضِ الْبَلَدِ عَلٰى عَرْضِ مَكَّةَ وَتَعُدَّ مِنْ نُقْطَةِ الْمَشْرِقِ اِلٰى جَانِبِ الْجُنُوْبِ اَيْضًا بِقَدْرِهٖ وَتَصِلَ بَيْنَ نِهَايَتَيِ الْعَدَدِ بِخَطٍّ مُسْتَقِيْمٍ يُوَازِيْ خَطَّ الْاِعْتِدَالِ فَيَتَقَاطَعُ هٰذَانِ الْخَطَّانِ لَا مُحَالَةَ عَلٰى نُقْطَةٍ غَيْرِ الْمَرْكَزِ فَتُخْرِجَ مِنْ مَرْكَزِ الدَّائِرَةِ خَطًّا مُسْتَقِيْمًا اِلٰى نُقْطَةِ تَقَاطُعِهِمَا وَتُنْفِذَهٗ اِلَى الْمُحِيْطِ فَرَأْسُ ذٰلِكَ الْخَطِّ الْمُنْتَهِيْ اِلَيْهِ سَمْتُ قِبْلَتِهٖ وَاِذَا كَانَ غَرْبِيًّا جُنُوْبِيًّا فَاعْمَلْ عَلٰى عَكْسِهٖ وَاِذَاكَانَ الْبَلَدُ شَرْقِيًّا جُنُوْبِيًّا يَنْبَغِيْ اَنْ تَعُدَّ مِنْ نُقْطَةِ الْجُنُوْبِ اِلَى الْمَغْرِبِ بِقَدْرِ فَضْلِ طُوْلِ الْبَلَدِ عَلٰى طُوْلِ مَكَّةَ وَمِنْ نُقْطَةِ الشِّمَالِ اِلَى الْمَغْرِبِ اَيْضًا مِثْلَهٗ كَمَا سَبَقَ وَالْبَاقِيْ كَمَا عَمِلْتَ ثُمَّ تَعُدَّ مِنْ نُقْطَةِ الْمَغْرِبِ اِلٰى جَانِبِ الشِّمَالِ بِقَدْرِ فَضْلِ عَرْضِ مَكَّةَ عَلٰى عَرْضِ الْبَلَدِ وَمِنْ نُقْطَةِ الْمَشْرِقِ اِلٰى جَانِبِ الشِّمَالِ اَيْضًا مِثْلَهٗ وَتَصِلَ بَيْنَهُمَا بِخَطٍّ مُسْتَقِيْمٍ يُوَازِيْ خَطَّ الْاِعْتِدَالِ فَيَتَقَاطَعُ الْخَطَّانِ قَطْعًا عَلٰى نُقْطَةٍ غَيْرِ الْمَرْكَزِ فَاَخْرِجْ مِنَ الْمَرْكَزِ خَطًّا اِلٰى مَوْضِعِ التَّقَاطُعِ وَاَنْفِذْهُ اِلَى الْمُحِيْطِ فَرَأْسُ هٰذَا الْخَطِّ الْمُتَّصِلِ بِالْمُحِيْطِ سَمْتُ قِبْلَةٍ وَاِذَاكَانَ الْبَلَدُ غَرْبِيًّا شِمَالِيًّا فَبِعَكْسِ ذٰلِكَ وَهٰذِهِ الْقَوَاعِدُ فِيْ مَعْرِفَةِ سَمْتِ الْقِبْلَةِ تَكْفِيْ فِي الْجِهَاتِ الْاَرْبَعِ بَعْدَ مَعْرِفَةِ الْاَطْوَالِ وَالْعُرُوْضِ مِنَ الزِّيْجَاتِ۔

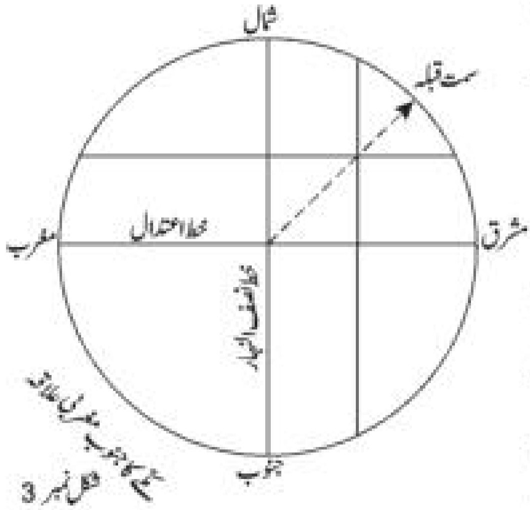
جو شہر طول بلد اور عرض بلد میں مکہ مکرمہ سے مختلف ہے وہ مکے کا شمال مشرقی شہر ہوگا یا جنوب مشرقی شہر ہوگا یا شمال مغربی شہر ہوگا اور یا جنوب مغربی شہر ہوگا۔ جب کوئی شہر مکہ کے شمال مشرق میں ہو تو اس کا سمتِ قبلہ اس طرح متحقق ہوگا کہ آپ محیط کے اجزاء کو جنوبی نقطے سے شروع کر کے مکہ مکرمہ کے طول سے شہر کے طول بلد کی زیادتی کے انداز کے ساتھ

مغرب کی جانب تک گن لیں نیز شمالی نقطہ سے شروع کر کے بھی مغرب کی جانب اسی انداز سے گن لیں اور عدد کی دونوں غایتوں کو خط نصف النہار کے برابر ایک سیدھے خط کے ذریعے ملا دیں۔ پھر مغربی نقطے سے شروع کر کے مکّہ کی چوڑائی سے شہر کی چوڑائی کی زیادتی کے اندازے سے جنوب کی جانب اجزائے محیط کو گن لیں نیز مشرقی نقطے سے شروع کر کے بھی جنوب کی جانب اسی انداز سے شمار کریں اور عدد کی دونوں غایتوں کو خط اعتدال کے برابر ایک سیدھے خط کے ذریعہ ملا دیں تو لازمی طور پر یہ دونوں خط نقطہ مرکز کے سوا کسی اور نقطہ پر ایک دوسرے کو باہم کاٹیں گے۔ چنانچہ آپ دائرے کے مرکز سے دونوں خطوط کے باہم کاٹنے کے نقطہ تک ایک سیدھا خط کھینچیں اور اس خط کو محیط تک پار کر کے لے جائیں بس محیط تک پہنچنے والے اس خط کا سرا اس شہر کا سمت قبلہ ہوگا۔ شکل نمبر ۲



شکل نمبر 2

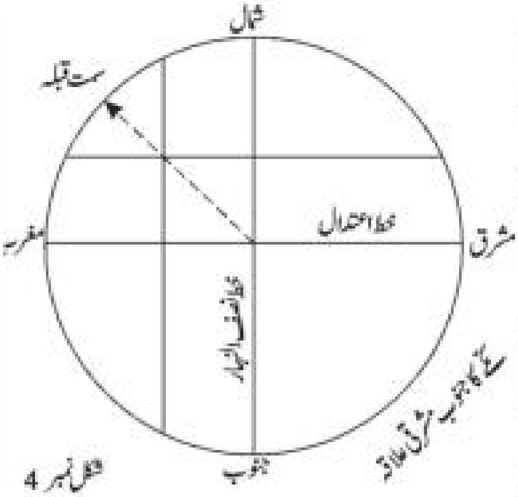
اگر کوئی شہر مکّہ کے جنوب مغرب میں ہو تو سمت قبلہ کی دریافت کے لیے مذکورہ طریقے کے برعکس طریقے پر عمل کریں۔ شکل نمبر ۳



شکل نمبر 3

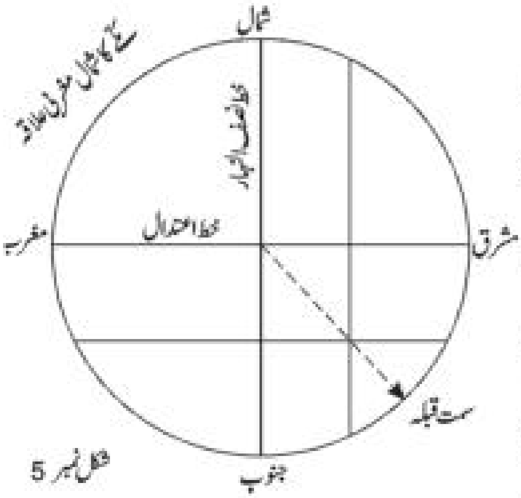
اگر کوئی شہر مکّہ کے جنوب مشرق میں ہو تو چاہیے کہ آپ جنوبی نقطے سے شروع کر کے مکّہ کے طول بلد سے شہر کے طول بلد کی زیادتی کے اندازے سے مغرب تک اجزائے محیط کو گن لیں اور شمالی نقطہ سے بھی شروع کر کے گذشتہ طریقے کے مطابق ویسا ہی کریں۔ دوسرے طریقے آپ کے معمول کے مطابق ہیں۔ آپ مغربی نقطہ سے شروع کر کے شہر کی عرض بلد سے مکّے کی عرض بلد کی زیادتی کے اندازے سے شمال کی جانب اجزائے محیط کو گن لیں نیز مشرقی نقطہ سے بھی شروع کر کے شمال کی جانب ایسا ہی کریں اور دونوں کے درمیان کو خط اعتدال کے برابر ایک سیدھے خط کے ذریعہ ملا دیں تو دونوں خط نقطہ مرکز کے سوا کسی اور نقطہ پر ایک دوسرے کو باہم کاٹیں گے۔

چنانچہ آپ دائرے کے مرکز سے دونوں خطوط کے باہم کاٹنے کی جگہ تک ایک خط کھینچیں اور اس خط کو محیط تک پار کر کے لے جائیں۔ پس محیط کے ساتھ متحد ہونے والے اس خط کا سرا سمت قبلہ ہوگا۔ شکل نمبر ۴



شکل نمبر 4

اگر کوئی شہر مکے کے شمال مغرب میں ہو تو اس طریقہ مذکورہ کے برعکس صورت میں سمت قبلہ کا تحقق ہوگا یہ کل ضابطے نقشوں سے طول بلد اور عرض بلد کی پہچان کے بعد چاروں اطراف میں سمت قبلہ کی دریافت کے لیے کافی ہیں۔ شکل نمبر ۵



شکل نمبر 5

وَمِنْ شَرَائِطِ الصَّلٰوةِ مَسْجِدٌ طَاهِرٌ غَيْرُ مَغْصُوْبٍ وَإِنْ لَّمْ تَجِدْ غَيْرَ مَغْصُوْبٍ وَضَاقَ الْوَقْتُ يَجُوْزُ فِيْهِ الصَّلٰوةُ وَإِنْ كَرِهَتْ وَ تُكْرَهُ أَيْضًا فِي الْحَمَّامِ عَلٰى فَرْشِهٖ أَمَّا إِنْ تُصَلِّ فِي الْحَمَّامِ عَلٰى لَوْحٍ مِّنَ الْخَشَبِ أَوِ الْحَجَرِ سِوَى الْفَرْشِ فَلَا وَ تُكْرَهُ أَيْضًا فِيْ مَكَانٍ عِنْدَ الْمَزْبَلَةِ وَلَوْ كَانَ طَاهِرًا وَ تُكْرَهُ فِي الْأَرْضِ السَّبِخَةِ وَفِيْ مَوَاطِنِ الْإِبِلِ وَمَرَابِضِ الْغَنَمِ وَمَسَاكِنِ الْبَقَرِ وَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ وَالنَّمْلِ وَالْأَوْدِيَةِ مَخَافَةَ السَّيْلِ وَإِنْ لَّمْ تَخَفْ فَلَا كَرَاهَةَ وَعَلَى الثَّلْجِ مَا لَمْ تَتَمَكَّنْ جَبْهَتُكَ فِي السُّجُوْدِ وَ بَيْنَ الْمَقَابِرِ وَلَمْ يَكُنْ حَائِلٌ إِلَّا الْمَشَاهِدَ الْمُتَبَرَّكَةَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَفِيْ بُيُوْتِ نِيْرَانِ الْمَجُوْسِ وَبُيُوْتِ الْأَصْنَامِ وَبُيُوْتِ أَوْسَاطِ الشَّوَارِعِ وَمُحَاذَاةِ النِّيْرَانِ الْمُشْتَعِلَةِ وَالْبَابِ الْمَفْتُوْحِ وَالْإِنْسَانِ الْمُوَاجِهِ وَإِنْ لَّمْ تَجِدْ مَكَانًا طَاهِرًا يَسَعُكَ قِيَامًا وَسُجُوْدًا فَمَوْضِعُ

السُّجُوْدِ لَا يَجُوْزُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ طَاهِرًا وَبَاقِي الْمَكَانِ اِنْ كَانَ يَابِسًا لَا يَنْفُذُ بَلَلُهُ بِبَدَنِكَ وَثَوْبِكَ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ طَاهِرًا يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ فِيْهِ ضَرُوْرَةً وَاِنْ لَّمْ تَجِدْ هٰذَا الْقَدْرَ فَصَلِّ بِالْاِيْمَاءِ۔

سجدہ گاہ کا مسئلہ

ایسی پاک سجدہ گاہ کا ہونا جو کسی سے غصب کی ہوئی نہ ہو نماز کی شرطوں میں سے ہے، اگر غصب نہ کی ہوئی کوئی جگہ نہ ملے اور وقت بھی تنگ ہو تو ایسی جگہ نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ مکروہ ہے۔ غسل خانہ کے فرش پر بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے، ہاں اگر غسل خانے میں فرش کے سوا کسی لکڑی یا پتھر کے تختے پر نماز پڑھے تو مکروہ نہیں۔ کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کے پاس والی جگہ پر بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ وہ پاک ہی کیوں نہ ہو۔ شورزمین پر نماز پڑھنا، اُونٹوں کی خواب گاہ میں نماز پڑھنا، بھیڑ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنا، گائے، گھوڑے، خچر، گدھے اور چیونٹی کی رہائش گاہوں پر نماز پڑھنا اور سیلاب کے خطرے کی صورت میں وادیوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہیں اگر سیلاب کا خوف نہ ہو تو کوئی مکروہ نہیں۔ پیشانی کے سجدے میں نہ جمنے کی صورت میں برف پر نماز پڑھنا اور کسی آڑ کے نہ ہوتے ہوئے قبروں کے درمیان نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مگر پیغمبروں اور ولیوں کی بابرکت درگاہوں میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔ پارسیوں کے آتشکدوں میں نماز پڑھنا، بت خانوں میں نماز پڑھنا، سڑکوں کے درمیان والے مکانوں میں نماز پڑھنا، بھڑکتی ہوئی آگ کے آمنے سامنے ہو کر نماز پڑھنا، کھلے دروازے کی طرف نماز پڑھنا اور اپنی طرف منہ کئے ہوئے آدمی کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگر کھڑے ہونے اور سجدہ کرنے کی گنجائش والی پاک جگہ نہ ملے تو کم از کم سجدہ گاہ کا پاک ہونا ہی صحت نماز کے لیے جائز ہو سکتا ہے۔ باقی جگہ اگر ایسی خشک ہو کہ اُس کی تری بدن اور کپڑے میں اثر انداز نہ ہوتی ہو تو اگرچہ پاک نہ بھی ہو اُس جگہ نماز پڑھنا جائز ہے اگر اتنی پاک مقدار میں جگہ نہ مل سکے تو اشارے سے نماز پڑھ لیں۔

وَمِنْ شَرَائِطِهَا سَتْرُ الْعَوْرَةِ وَهِيَ بِالْحَقِيْقَةِ الْقُبُلُ وَالدُّبُرُ وَتَكْمِيْلُهَا مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ لِلرِّجَالِ وَالْاِمَاءِ وَلِلْحُرَّةِ جَمِيْعُ بَدَنِهَا اِلَّا الْيَدَيْنِ اِلَى الزَّنْدَيْنِ وَالْوَجْهَ وَالْقَدَمَيْنِ وَالسَّاتِرُ لَا يَجُوْزُ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ طَاهِرًا مِّنْ غَيْرِ حَرِيْرٍ لِلرِّجَالِ وَلَوْ كَانَ مِنْ خَشَبٍ اَوْ وَرَقٍ لَا بَاْسَ بِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَجِدْ يَجُوْزُ بِالطِّيْنِ وَ الثَّوْبُ اِذَا لَمْ يَسْتُرْ عَوْرَتَهُ لِرِقَّتِهٖ لَا يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ فِيْهِ وَاِنْ لَّمْ تَجِدْ غَيْرَ

الْحَرِيْرِ فِيْ ضَيْقِ الْوَقْتِ اَوِالْغَزَاءِ يَجُوْزُ الصَّلوٰةُ فِيْهِ وَلَوِ انْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ مِنْ غَيْرِاخْتِيَارِهٖ
وَتَقْصِيْرِهٖ فَيَسْتُرُهٗ بِلَا تَرَاخٍ لَاتَبْطُلُ صَلوٰتُهٗ وَمِنْ شَرَائِطِهَا طَهَارَةُ الْبَدَنِ وَالثَّوْبِ وَلَوِ اشْتَبَهَ
ثَوْبٌ طَاهِرٌ بِثَوْبٍ نَجِسٍ وَجَبَ تَرْكُهُمَا فِي الصَّلوٰةِ حَتّٰى يَغْسِلَهُمَا وَفِيْ ضَيْقِ الْوَقْتِ يَجُوْزُ
التَّحَرِّيْ كَمَا اِذَا تَيَقَّنَ بِنَجَاسَةِ مَوْضِعٍ مِّنْ بَدَنِهٖ اَوْ ثَوْبِهٖ وَلَمْ يَعْرِفْهُ بِعَيْنِهٖ وَجَبَ غَسْلُ الْجَمِيْعِ
وَفِيْ قِلَّةِ الْمَاءِ اِنْ غَسَلَ الْبَعْضَ الْمَظْنُوْنَ بِهٖ يَجُوْزُ الصَّلوٰةُ فِيْهِ اَمَّا طِيْنُ الشَّوَارِعِ اِنْ تَعَسَّرَ
الْحَذَرُ مِنْهُ فَقَلِيْلُهٗ مَعْفُوٌّ وَلَوْ كَانَ نَجِسًا وَ كَذَا دَمُ الْبَرَاغِيْثِ والْبَقِّ وَالْقُمَّلِ وَالْبَثْرَاتُ وَ وَنِيْمُ
الذُّبَابِ وَ كَثِيْرُهَا يَعْنِيْ اَكْثَرُ مِنْ دِرْهَمٍ رُوْيَةً لَا زِنَةً اِنْ عَلِمَ وَلَمْ يَغْسِلْهُ وَصَلّٰى فِيْهِ مِنْ غَيْرِ
ضَرُوْرَةٍ كَضَيْقِ الْوَقْتِ وَفَقْدِ الْمَاءِ وَ مَخَافَةِ الْعَدُوِّ وَالسَّبُعِ وَ تَخَلُّفِ الرُّفَقَاءِ وَغَيْرِهَا وَجَبَ
غَسْلُهَا وَقَضَاءُ الصَّلوٰةِ الْوَاقِعَةِ فِيْهِ اِلَّا الْبَثْرَاتِ السَّائِلَةَ فَكَثِيْرُهَا كَقَلِيْلِهَا مَعْفُوٌّ۔

دوران نماز پردے کا مسئلہ

قابل پردہ مقام کا چھپانا نماز کی شرطوں میں سے ہے، یہ درحقیقت آگے اور پیچھے کے مقامات ہیں۔ پردے کی تکمیل مردوں اور لونڈیوں کے حق میں ناف اور گھٹنے کے درمیان والے مقامات ہیں۔ آزاد عورت کے حق میں کلائیوں تک دونوں ہاتھ چہرہ اور پیروں کے سوا پورا جسم قابل پردہ ہے۔ مردوں کے حق میں اعضاء کو چھپانے والی چیز ریشم کے سوا صرف پاک چیز ہی جائز ہے اگرچہ وہ لکڑی یا پتے کی بنی ہوئی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر یہ بھی نہ مل سکے تو تنکے گھاس سے اپنے کو چھپانا جائز ہے، باریک ہونے کی وجہ سے اگر کپڑا قابل پردہ مقام کو نہ چھپا سکتا ہو تو ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اگر وقت تنگ ہونے کی صورت میں یا جنگ میں غیر ریشم نہ ملے تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگر اپنے اختیار اور کوتاہی کے بغیر پردے کا مقام کُھل جائے پھر اُسے کسی تاخیر کے بغیر چھپائے تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

بدن اور کپڑے کا پاک ہونا نماز کی شرطوں میں سے ہے۔ اگر کوئی پاک کپڑا کسی ناپاک کپڑے کی وجہ سے مشتبہ ہو جائے تو نماز پڑھنے کی صورت میں احتیاطی کھوج لگانا جائز ہے۔ مثلاً بدن یا کپڑے کے کسی حصے کے ناپاک ہونے کا

یقین ہو اور معین طور پر اُس کی پہچان نہ ہو تو سب کا دھونا واجب ہے اور پانی کی کمی کی صورت میں اگر گمان والے بعض حصوں کو دھویا جائے تو اُس کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ سڑکوں میں کیچڑ سے بچنا اگر دشوار ہو تو قلیل مقدار میں وہ معاف ہے۔ اگر چہ ناپاک ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح سے پسو، مچھر اور جوں کا خون، پیپ اور مکھیوں کے فضلے کا حکم ہے۔ یہ چیزیں زیادہ ہوں مطلب یہ ہے کہ وزن کے اعتبار سے نہیں بلکہ دیکھنے کے لحاظ سے ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہوں۔ اس کا پتہ چلے اور نہ دھوئے نیز کسی ضرورت کے پڑے بغیر مثلاً وقت کی تنگی، پانی کا نہ ملنا، دشمن اور درندے کا خوف اور ساتھیوں کا بچھڑ جانا، وغیرہ اگر وہ نماز پڑھے تو اُن کا دھونا اور اُن کے ہوتے ہوئے وقوع پذیر ہونے والی نماز کی قضا واجب ہے مگر بہتے پیپ کی زیادتی کمی کی مانند معاف ہے۔

اَمَّا مُوْجِبَاتُ الصَّلٰوةِ فَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالْاِسْلَامُ وَالْوَقْتُ الْمُتَعَيِّنُ لَهَا وَاَمَّا وَاجِبَاتُهَا فَمِنْهَا النِّيَّةُ وَهِيَ قَصْدٌ بِالْقَلْبِ وَاِنْ جَرَتْ عَلٰى لِسَانِكَ يَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ اُصَلِّيْ فَرْضَ الظُّهْرِ اَوِالْعَصْرِ اَوِ الْمَغْرِبِ اَوِ الْعِشَاءِ اَوِ الصُّبْحِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللهِ اَوْ نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ اَوْ نَوَيْتُ اَدَاءَ فَرْضِ الظُّهْرِ اَوْ اُؤَدِّيْ فَرْضَ الظُّهْرِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللهِ يَعْنِيْ وَجَبَ فِي الْفَرَائِضِ تَعْيِيْنُ الظُّهْرِ اَوِ الْعَصْرِ اَوْ غَيْرِهِمَا وَذِكْرُ الْفَرْضِيَّةِ وَالْقُرْبَةِ اِلَى اللهِ كَمَا ذُكِرَ فِيْ صُوْرَةِ النِّيَّةِ . وَلَا يَلْزَمُ ذِكْرُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَلَا ذِكْرُ الْعَدَدِ وَفِيْ غَيْرِ الْفَرَائِضِ لَا بُدَّ مِنْ ذِكْرِ عَدَدِ الرَّكَعَاتِ لِاَنَّهٗ لَا يَنْحَصِرُ عَلٰى عَدَدٍ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ تَنْوِيَ اِلَّا مُتَخَافِتًا وَاِنْ تَجْهَرْ بِهَا لَا تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ وَلٰكِنْ كَانَ قَبِيْحًا وَهِيَ شَرْطٌ لِوُقُوْعِهَا قُبَيْلَ الصَّلٰوةِ وَرُكْنٌ لِسِرَايَتِهَا فِيْ جَمِيْعِ اَجْزَاءِ الصَّلٰوةِ كَالدَّمِ فِيْ اَعْضَاءِ الْاِنْسَانِ كَمَا اَنَّ كُلَّ عُضْوٍ يَخْلُوْ مِنَ الدَّمِ كَانَ نَاقِصًا وَكَذَا كُلُّ جُزْءٍ مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ يَخْلُ مِنَ النِّيَّةِ كَانَ نَاقِصًا فَالنِّيَّةُ فِيْهَا بِمَثَابَةِ الدَّمِ وَالصِّدْقُ فِيْهَا وَهُوَ حُضُوْرُ الْقَلْبِ بِمَثَابَةِ الْحَرَارَةِ الْغَرِيْزِيَّةِ وَالْاِخْلَاصُ فِيْهَا بِمَثَابَةِ الْحَيٰوةِ فَلَا تَجْهَرْ بِهَا لِاَنَّ الدَّمَ مَا لَمْ يَظْهَرْ لَمْ يُحْكَمْ بِنَجَاسَتِهٖ فَكَذٰلِكَ النِّيَّةُ مَا لَمْ تَجْهَرْ لَمْ يُحْكَمْ بِقَبَاحَتِهَا۔

وَيَنْبَغِيْ اَنْ تَقُوْلَ فِي الْحَاضِرَةِ اَدَاءً وَفِي الْفَائِتَةِ قَضَاءً وَيَصِحُّ بِالْعَكْسِ وَفِيْ غَيْرِ الْفَرَائِضِ يَنْبَغِيْ اَنْ تَنْوِيَ بِهٰذِهِ الصُّوْرَةِ اُصَلِّيْ سُنَّةَ الظُّهْرِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ اَوْ رَكْعَتَيْنِ اَوِ الْعَصْرِ اَوِ الْمَغْرِبِ اَوِ الْعِشَاءِ اَوِ الصُّبْحِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَفِي التَّهَجُّدِ اُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ تَهَجُّدًا قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَفِي الْوِتْرِ اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْوِتْرِ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَفِي النَّوَافِلِ اُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ نَافِلَةً اَوْ شَفْعًا قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِنْ لَمْ تَقُلْ سُنَّةً اَوْ تَهَجُّدًا اَوْ وِتْرًا اَوْ نَافِلَةً اَوْ شَفْعًا كَمَا تَقُوْلُ اُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ اَوْ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ لَا بَأْسَ بِهٖ لٰكِنَّ التَّعْيِيْنَ اَفْضَلُ۔

نماز کے واجب امور

نماز کو واجب کرنے والے امور یہ ہیں۔

۱۔ بالغ ہونا۔ ۲۔ عاقل ہونا ۳۔ مسلمان ہونا ۴۔ معین وقت کا ہونا

نیت نماز

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ اگر نیت زبان پر جاری ہو تو چاہیے کہ وہ ان الفاظ میں ہو۔

ظہر کی نماز کے لیے۔ اُصَلِّيْ فَرْضَ الظُّهْرِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر ظہر کی فرض نماز پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

عصر کی نماز کے لیے۔ اُصَلِّيْ فَرْضَ الْعَصْرِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر عصر کی فرض نماز پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

مغرب کی نماز کے لیے۔ اُصَلِّيْ فَرْضَ الْمَغْرِبِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر مغرب کی فرض نماز پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

عشاء کے لیے۔ اُصَلِّيْ فَرْضَ الْعِشَاءِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر عشاء کی فرض نماز پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

صبح کے لیے۔ أُصَلِّيْ فَرْضَ الصُّبحِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر صبح کی فرض نماز پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

یا یوں کہے۔

ظہر کے لیے۔ نَوَيْتُ اَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ الظُّهْرِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر ظہر کی فرض نماز پڑھنے کی نیت کرتا / کرتی ہوں۔

عصر کے لیے۔ نَوَيْتُ اَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ الْعَصْرِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر عصر کی فرض نماز پڑھنے کی نیت کرتا / کرتی ہوں۔

مغرب کے لیے۔ نَوَيْتُ اَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ الْمَغْرِبِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر مغرب کی فرض نماز پڑھنے کی نیت کرتا / کرتی ہوں۔

عشاء کے لیے۔ نَوَيْتُ اَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ الْعِشَاءِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر عشاء کی فرض نماز پڑھنے کی نیت کرتا / کرتی ہوں۔

صبح کے لیے۔ نَوَيْتُ اَنْ أُصَلِّيَ فَرْضَ الصُّبحِ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر صبح کی فرض نماز پڑھنے کی نیت کرتا / کرتی ہوں۔

یا یوں کہے

ظہر کے لیے۔ نَوَيْتُ اَدَاءَ فَرْضَ الظُّهْرِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ظہر کی فرض نماز کی ادائیگی کی نیت کرتا / کرتی ہوں۔

عصر کے لیے۔ نَوَيْتُ اَدَاءَ فَرْضَ الْعَصْرِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے عصر کی فرض نماز کی ادائیگی کی نیت کرتا / کرتی ہوں۔

مغرب کے لیے۔ نَوَيْتُ اَدَاءَ فَرْضَ الْمَغْرِبِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللّٰهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے مغرب کی فرض نماز کی ادائیگی کی نیت کرتا / کرتی ہوں۔

عشاء کے لیے۔ نُوَیْتُ اَدَاءَ فَرْضَ الْعِشَاءِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَی اللهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے عشاء کی فرض نماز کی ادائیگی کی نیت کرتا/کرتی ہوں۔

صبح کے لیے۔ نُوَیْتُ اَدَاءَ فَرْضَ الصُّبْحُ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَی اللهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے صبح کی فرض نماز کی ادائیگی کی نیت کرتا/کرتی ہوں۔

یا یوں کہے

ظہر کے لیے۔ اُوَدِّیْ فَرْضَ الظُّهْرِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَی اللهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ظہر کی فرض نماز ادا کرتا/کرتی ہوں۔

عصر کے لیے۔ اُوَدِّیْ فَرْضَ الْعَصْرِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَی اللهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے عصر کی فرض نماز ادا کرتا/کرتی ہوں۔

مغرب کے لیے۔ اُوَدِّیْ فَرْضَ الْمَغْرِبِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَی اللهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے مغرب کی فرض نماز ادا کرتا/کرتی ہوں۔

عشاء کے لیے۔ اُوَدِّیْ فَرْضَ الْعِشَاءِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَی اللهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے عشاء کی فرض نماز ادا کرتا/کرتی ہوں۔

صبح کے لیے۔ اُوَدِّیْ فَرْضَ الصُّبْحِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَی اللهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے صبح کی فرض نماز ادا کرتا/کرتی ہوں۔

مطلب یہ ہے فرض نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ظہر، عصر وغیرہ کا تعین نیز فرضیت اور قربِ الٰہی کا ذکر واجب ہے۔ جیسا کہ نیت کی صورت میں بیان کیا گیا، قبلہ رُخ ہونے کا ذکر لازم نہیں ہے اور نہ تعداد رکعت کا ذکر لازم ہے فرض نمازوں کے سوا دیگر نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں رکعتوں کی تعداد کا ذکر کرنا ضروری ہے، کیونکہ دیگر نمازوں کا کسی بھی تعداد رکعت پر انحصار نہیں ہے صرف چپکے سے نیت کرنا جائز ہے، اگر نیت کے ساتھ آواز بلند کرے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی مگر یہ صورت بُری ہے۔ نیت نماز سے کچھ پہلے وقوع پذیر ہونے کی وجہ سے اس کے لیے شرط ہے کہ انسانی اعضاء میں

خون کی طرح تمام اجزائے نماز میں اثر انگیز ہونے کی وجہ سے نماز کے لیے نیت رکن ہے جس طرح خون سے خالی ہر ایک انسانی عضو ناقص ہوتا ہے اسی طرح نیت سے خالی ہر ایک حصہ نماز کا ناقص ہوتا ہے۔ چنانچہ نماز کے اندر نیت کو خون کا درجہ حاصل ہے۔ نماز کے اندر خلوص کو جو کہ حضور قلب کا نام ہے، حرارتِ عریزیہ کا مقام حاصل ہے اور اخلاص سے کام لینے کو نماز کے اندر زندگی کا رُتبہ حاصل ہے، لہٰذا نیت کے ساتھ آواز بلند نہ کریں کیونکہ خون جب تک ظاہر نہ ہو اُس پر ناپاکی کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، اسی طرح نیت جب تک بلند آواز سے نہ کی جائے اُس پر خرابی کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ موجودہ نماز کے لیے نیت میں ''اَدَاءً'' اور فوت شدہ نماز کیلیے نیت میں'' قَضَاءً'' کہنا چاہیے۔ اس کی الٹی صورت بھی درست ہے۔ فرض نمازوں کے سوا دیگر نمازوں کے لیے ان الفاظ میں نیت کرنا چاہیے۔

ظہر کے لیے۔ أُصَلِّي سُنَّةَ الظُّهْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر چار رکعات ظہر کی سنت پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

أُصَلِّي سُنَّةَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں ظہر کی سنت پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

عصر کے لیے۔ أُصَلِّي سُنَّةَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں عصر کی سنت پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

مغرب کے لیے۔ أُصَلِّي سُنَّةَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں مغرب کی سنت پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

عشاء کے لیے۔ أُصَلِّي سُنَّةَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں عشاء کی سنت پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

صبح کے لیے۔ أُصَلِّي سُنَّةَ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں صبح کی سنت پڑھتا / پڑھتی ہوں۔

تہجد کے لیے۔ أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ تَهَجُّدًا قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر نماز تہجد کے طور پر دو رکعتیں پڑھتا/ پڑھتی ہوں۔

وتر کے لیے۔ أُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْوِتْرِ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر تین رکعتیں وتر کی نماز پڑھتا/ پڑھتی ہوں۔

نوافل کے لیے۔ أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ نَافِلَةً قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں نفلی نماز پڑھتا/ پڑھتی ہوں۔

شفع کے لیے۔ أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ شَفْعًا قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر شفع کی دو رکعتیں پڑھتا/ پڑھتی ہوں۔

اگر نیت میں سُنَّةً تَهَجُّدًا وِتْرًا نَافِلَةً یا شَفْعًا نہ کہے مثلاً یوں کہے۔

أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قُرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعتیں نماز پڑھتا/ پڑھتی ہوں۔

أُصَلِّيْ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے تین رکعات نماز پڑھتا/ پڑھتی ہوں۔

أُصَلِّيْ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر چار رکعات نماز پڑھتا/ پڑھتی ہوں

تو اس میں کوئی حرج نہیں مگر ان صورتوں میں نماز کو معین کرنا بہتر ہے۔

وَمِنْهَا تَكْبِيْرَةُ الْإِحْرَامِ وَهِيَ مِنَ الْأَرْكَانِ الْعِظَامِ وَصُوْرَتُهَا أَنْ تَقُوْلَ اَللهُ أَكْبَرُ مُقَارَنَةً بِالنِّيَّةِ وَلَوْ وَقَعَ فِيْ لَفْظِهٖ تَفَاوُتٌ وَيَصِحُّ مَعْنَاهُ لَا تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ وَمَنْ كَانَ عَاجِزًا إِنْ تَلَفَّظَ بِمَا فِيْ مَعْنَاهُ لَا بَأْسَ بِهٖ وَلَا يَجُوْزُ الْفَصْلُ بَيْنَ النِّيَّةِ وَالتَّكْبِيْرِ بِغَفْلَةٍ وَغَيْرِهَا لِأَنَّ الْغَفْلَةَ تُبْطِلُ ثَمَرَةَ الصَّلٰوةِ أَبَدًا فَلِذٰلِكَ لَا بُدَّ لِكُلِّ مَنْ يُّصَلِّيْ عَامًّا أَوْ خَاصًّا مِنْ أَنْ يُّحْضِرَ قَلْبَهٗ وَيَجْتَنِبَ عَنِ

الْغَفْلَةِ عِنْدَ النِّيَّةِ وَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَهٰذَا اَدْنَى الْاَحْوَالِ وَاَعْلَاهَا اَنْ يُحْضِرَ قَلْبَهُ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا لِاَنَّهُ لَاصَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ فَلِذٰلِكَ يَجُوْزُ التَّكْرَارُ فِي التَّكْبِيْرِ اِلٰى سَبْعِ تَكْبِيْرَاتٍ لِاِحْضَارِ الْقَلْبِ وَلَايَجُوْزُ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ حَضَرَ وَاِنْ لَّمْ يَحْضُرْ فَيُصَلِّيْ صَلٰوةً ضَرُوْرِيَّةً ثُمَّ يَشْتَغِلُ بِمُعَالَجَةِ الْقَلْبِ وَمَنْعِ الْوَسَاوِسِ وَالْهَوَاجِسِ وَقَطْعِ الْعَلَائِقِ الْحِسِّيَّةِ وَدَفْعِ الْعَوَائِقِ النَّفْسِيَّةِ وَتَرْكِ الدُّنْيَا وَ هُوَ رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَطَلَبِ طَبِيْبٍ جَنَانِيٍّ وَحَكِيْمٍ رُوْحَانِيٍّ يُعَالِجُ الْقُلُوْبَ وَيُدَاوِي الْعُيُوْبَ وَالسُّنَّةُ فِيْهَا اَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ بِحَيْثُ تُحَاذِيْ رُؤُوْسُ اَصَابِعِكَ مَا بَيْنَ مَنْكَبَيْكَ وَ اُذُنَيْكَ وَاَنْ تَجْهَرَ بِهَا اِمَامًا اَوْمَامُوْمًا لَا مُنْفَرِدًا۔

احرام کی تکبیر کا مسئلہ

نماز کے واجب امور میں سے ایک امر احرام کی تکبیر ہے۔ یہ بڑے بڑے ارکان میں سے ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ نیت کے ساتھ ساتھ اللہ اکبر کہے۔ اگر لفظ میں کوئی فرق پڑ جائے اور معنی درست ہو تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ اللہ اکبر کے کہنے سے عاجز آنے والے شخص اگر اس کے معنی کو اپنے الفاظ میں ادا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ غفلت وغیرہ کی بناء پر نیت اور تکبیر احرام کے درمیان وقفہ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ غفلت ہمیشہ نماز کے فوائد کو باطل کر دیتی ہے۔ لہٰذا ہر ایک نمازی کے لیے چاہے وہ عام آدمی ہو یا خاص نیت اور تکبیر احرام کے وقت دل کو حاضر رکھنا اور غفلت سے بچنا ضروری ہے۔ یہ ادنیٰ درجے کی حالت ہے۔ اعلیٰ درجے کی حالت یہ ہے کہ پوری کی پوری نماز میں دل کو حاضر رکھے۔ کیونکہ حضوری قلب کے بغیر کوئی نماز بار آور ثابت نہیں ہو سکتی اسی وجہ سے دل کو حاضر رکھنے کی خاطر سات مرتبہ تک تکبیر کو مکرر پڑھنا جائز ہے اس سے زیادہ مرتبہ جائز نہیں۔ بشرطیکہ دل حاضر رہے اگر حضوری قلب نہ ہو تو ضرورت کی نماز ہی پڑھے اس کے بعد دل کے علاج کرنے میں لگ جائے۔ وسوسوں اور خیالات کو روکنے، حسّی تعلقات کو توڑنے، نفسی رکاوٹوں کو دور کرنے اور دنیا کو ترک کرنے میں لگ جائے۔ ترک دُنیا ہر ایک عبادت کی جڑ ہے۔ نیز ایک ایسے دل کے ڈاکٹر اور روحانی حکیم کی تلاش میں لگ جائے جو دلوں اور عیبوں کا علاج کر سکتا ہو۔ تکبیر احرام پڑھنے کی صورت میں سنت ہے کہ ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے

کہ انگلیوں کے سرے کندھوں اور کانوں کے درمیان والے حصے کے برابر ہو جائے۔ امام ہو یا مقتدی ہوا کیلے نماز پڑھنے والا نہ ہوتو تکبیر احرام کو بلند آواز سے پڑھے۔

وَمِنْهَا الْقِيَامُ وَهُوَ يَجِبُ فِي الْفَرَائِضِ مَعَ الْقُدْرَةِ وَكَانَ مِنَ الْأَرْكَانِ الْعِظَامِ الْوَاجِبَةِ وَيَجُوزُ لِلْعَاجِزِ أَنْ يَقُومَ مُعْتَمِدًا أَوْ يُصَلِّيَ قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَلَوْ عَجَزَ عَنْهُمَا أَيْضًا أَوْمٰى لَهُمَا وَلَوْ عَجَزَ عَنِ الْقُعُودِ صَلّٰى مُضْطَجِعًا عَلٰى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْقِبْلَةِ أَوْ مُسْتَلْقِيًا مَادًّا رِجْلَيْهِ إِلَى الْقِبْلَةِ مُومِيًا لَهُمَا وَ إِنْ تَعَسَّرَ فَكَيْفَ اتَّفَقَ وَالْإِيمَاءُ بِالرَّاسِ وَبِالْعَيْنَيْنِ وَبِالْحَاجِبَيْنِ وَبِالْقَلْبِ وَكُلٌّ يُطَالَبُ قِيَامُهُ فَالْهِمُ إِذَا كَانَ قِيَامُهُ كَالرُّكُوعِ يَكْفِيهِ وَمَنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ لَا يَلْزَمُ لَهُ الْقِيَامُ فَهُوَ مُخَيَّرٌ بَيْنَ الْقِيَامِ وَالْقُعُودِ وَالْعَاجِزُ مِنَ الْقُعُودِ وَإِحْضَارِ الْقَلْبِ فِي إِفْرَاطِ الْأَمْرَاضِ الْمُصَدِّعَةِ وَالْأَوْجَاعِ الْمُولِمَةِ مُخَيَّرٌ بَيْنَ الصَّلٰوةِ بِالْإِيمَاءِ وَبَيْنَ تَأْخِيرِهَا إِلٰى أَنْ يَقْدِرَ عَلَيْهَا قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا وَفِي كُلِّ حَالَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْحَالَاتِ لَوْ صَلّٰى لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْإِعَادَةُ لَا أَدَاءً وَلَا قَضَاءً وَ لَوْ أَعَادَ كَانَ أَفْضَلَ وَفِي الْقُعُودِ الَّذِي يَنُوبُ الْقِيَامَ التَّرَبُّعُ أَوْلٰى إِنْ تَيَسَّرَ وَإِلَّا فَكَيْفَ اتَّفَقَ وَيَجُوزُ بَعْضُ الصَّلٰوةِ بِالْقِيَامِ وَبَعْضُهَا بِالْقُعُودِ وَلَوْ عَجَزَ الْقَوِيُّ أَوْ قَوِيَ الْعَاجِزُ مُتَرَقِّيًا كَانَ أَوْ مُتَنَزِّلًا لَا حَاجَةَ إِلَى الْإِسْتِيْنَافِ فِي كِلْتَيْهِمَا وَأَمَّا الصَّلٰوةُ النَّافِلَةُ فَيَجُوزُ قَاعِدًا أَوْ مُضْطَجِعًا مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ وَالْقُعُودِ۔

قیام کا مسئلہ

نماز کے واجب اُمور میں سے ایک قیام ہے۔ فرض نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں اپنی طاقت کے ساتھ قیام واجب ہے اور یہ قیام بڑے واجب ارکان میں سے ہے۔ عاجز آدمی کے حق میں کسی چیز سے ٹیک لگا کر قیام کرنا یا بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ اگر رکوع اور سجدے سے عاجز آجائے تو دونوں کیلیے اشارے سے کام لیں، اگر کوئی بیٹھنے سے عاجز ہوتو وہ دائیں پہلو پر لیٹ کر قبلہ کا رُخ کر کے یا پیٹھ کے بل پیروں کو قبلہ کی طرف پھیلا کر رکوع

اور سجدے کے لیے اشارہ کرتا ہوا نماز پڑھے۔ اگر ایسا کرنا دشوار ہو تو جیسی صورت راس آئے یعنی سر سے، آنکھوں سے، آبروؤں سے اور دل سے اشارہ کرنا معتبر ہے۔ ہر ایک سے قیام کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کبڑے کا قیام رکوع کی مانند ہو تو اُس کے لیے یہی کافی ہے۔ جو شخص رکوع اور سجدہ بجالانے پر قادر نہ ہو تو اُس کے لیے قیام لازم نہیں ہے۔ لہٰذا کھڑے ہونے میں اور بیٹھنے میں اُس کو اختیار حاصل ہے۔ تکلیف دہ بیماریوں اور تکالیف دہ دردوں کے بڑھ جانے کی صورت میں بیٹھنے اور دل کو حاضر رکھنے سے عاجز آنے والے کو اشارے سے نماز پڑھنے اور بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہونے تک نماز کو موخر کرنے میں اختیار حاصل ہے۔ ان صورتوں میں سے ہر ایک صورت میں اگر کوئی شخص نماز پڑھے تو اُس کے حق میں نماز کا اعادہ کرنا نہ ادا کی صورت میں واجب ہے اور نہ قضا کی صورت میں۔ اگر وہ نماز کو دوبارہ ادا کرے تو یہ صورت افضل ہے۔ بیٹھنے کی جو حالت قیام کی جگہ لیتی ہے اُس صورت میں چارزانو کی حالت میں بیٹھنا بہتر ہے بشرطیکہ آسان ہو۔ ورنہ جیسی صورت راس آئے کرے۔ نماز کے کچھ حصوں کی بجاآوری کھڑے ہو کر اور کچھ حصوں کی ادائیگی بیٹھ کر جائز ہے۔ اگر طاقتور آدمی عاجز آجائے یا عاجز آدمی طاقت ور ہو جائے تو دونوں صورتوں میں نماز کے ازسرنو پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں چاہیے یہ صورت ترقی کی حالت میں پیش آئے یا تنزلی کی حالت میں۔ نفلی نماز کی ادائیگی کھڑے ہونے اور بیٹھنے پر قادر ہونے کے باوجود بیٹھ کر اور لیٹ کر جائز ہو جاتی ہے۔

وَاَمَّا اَدَبُ الْيَدَيْنِ حَالَ الْقِيَامِ فَيَجُوْزُ اِرْسَالُهُمَا حِذَاءَ الْفَخِذَيْنِ وَيَجُوْزُ عَقْدُهُمَا بِاَنْ يَّضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى اِمَّا تَحْتَ السُّرَّةِ اَوْ فَوْقَهَا تَحْتَ الصَّدْرِ وَالْاَوْلٰى فِي الصَّيْفِ اِرْسَالُهُمَا وَفِي الشِّتَاءِ عَقْدُهُمَا وَفِي الْقُعُوْدِ الَّذِيْ يَنُوْبُ الْقِيَامَ اِنْ لَّمْ يَتَرَبَّعْ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّضَعَهُمَا تَحْتَ الصَّدْرِ لِئَلَّا يَلْتَبِسَ هٰذَا الْقُعُوْدُ بِالتَّشَهُّدِ وَاَدَبُ الرِّجْلَيْنِ فِي الْقِيَامِ اَنْ لَّا يُلْصِقَهُمَا وَلَا يُفَرِّجَهُمَا اَكْثَرَ مِنْ شِبْرٍ وَالْاَقَلُّ اَوْلٰى وَاَدَبُ الْعَيْنَيْنِ اَنْ تَنْظُرَ اِلٰى مَسْجِدِ الْجَبْهَةِ فِي الْقِيَامِ وَبَيْنَ الْقَدَمَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ وَاِلٰى طَرَفَيِ الْاَنْفِ فِي السُّجُوْدِ وَبَيْنَ الرُّكْبَتَيْنِ فِي الْقُعُوْدِ وَاَدَبُ الْقِيَامِ اَنْ لَّا تَمِيْلَ اِلَى الْيَمِيْنِ اَوِ الْيَسَارِ اِلَّا لِوَجَعٍ اَوْ عُذْرٍ اٰخَرَ وَاَدَبُ الْوَجْهِ فِي الْقِيَامِ اَنْ لَّا يَتَوَجَّهَ اِلَّا اِلَى الْقِبْلَةِ۔

قیام کے آداب

۱۔ قیام کی حالت میں ہاتھوں کے آداب: رانوں کی سیدھ میں ہاتھوں کو کھول کر رکھنا جائز ہے۔ ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر اور چھاتی کے نیچے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کی صورت میں ہاتھوں کا باندھ کر رکھنا بھی روا ہے۔ گرمیوں میں ہاتھوں کا کھول کر رکھنا اور سردیوں میں ہاتھوں کا باندھ کر رکھنا بہتر صورت ہے۔ بیٹھنے کی جو حالت قیام کی جگہ لیتی ہے اُس حالت میں اگر چارزانو ہو کر بیٹھے تو ہاتھوں کو چھاتی کے نیچے رکھنا چاہیے تا کہ بیٹھنے کی یہ حالت تشہد کے مشابہ نہ ہو جائے۔

۲۔ قیام کی حالت میں پیروں کے آداب: پیروں کو نہ ملا کر رکھے اور نہ ایک بالشت سے زیادہ فاصلے پر کھلے رکھے، ایک بالشت سے کم فاصلہ بہتر ہے۔

۳۔ آنکھوں کے آداب: قیام کی حالت میں سجدہ گاہ کو دیکھنا، رُکوع کی حالت میں قدموں کے درمیان دیکھنا، سجدے کی حالت میں ناک کے اطراف کو دیکھنا اور بیٹھنے کی حالت میں گھٹنوں کے درمیان دیکھنا۔

۴۔ قیام کے آداب: کسی درد یا دیگر عذر کے بغیر دائیں طرف کو یا بائیں طرف کو مائل نہ ہونا۔

۵۔ منہ کا ادب: قیام کی حالت میں قبلہ کے سوا کسی بھی جانب کا رُخ نہ کرنا۔

اَمَّا الْقِرَاءَةُ وَهِيَ الْفَاتِحَةُ وَسُوْرَةٌ مَّعَهَا كَانَتْ وَاجِبَةً فِيْ رَكْعَتَيْ فَرْضِ الصُّبْحِ وَالْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الْفَرَائِضِ كُلِّهَا وَيَجِبُ فِيْهَا التَّرْتِيْلُ وَالتَّرْتِيْبُ وَالْمُوَالَاتُ وَلَا خِفَاءَ اَنَّهَا مِنْ عِظَامِ الْاَرْكَانِ فَلَوْ كَانَ الصَّحِيْحُ الْقَادِرُ فِيْ سِعَةِ الْوَقْتِ تَرَكَهَا اَوْ تَرَكَ بَعْضَهَا عَمَدًا بَطَلَتْ صَلٰوتُهٗ وَلَوْ تَرَكَ بَعْضَهَا جَهْلًا لَمْ تَبْطُلْ صَلٰوتُهُ النَّاقِصَةُ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفِ الْبَسْمَلَةَ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَمِنْ كُلِّ سُوْرَةٍ اِلَّا الْبَرَاءَةَ وَلَوْ كَانَ يَقْرَءُهَا كَانَتْ صَلٰوتُهٗ نَاقِصَةً وَّ لَا تُثْمِرُ ثَمَرَةً كَامِلَةً اُخْرَوِيَّةً وَّفِي الْعِجْزِ اَوْ ضَيْقِ الْوَقْتِ لَوْ قَرَاَ الْفَاتِحَةَ تَكْفِيْهِ اَوْ قَرَاَ بَعْضَهَا اَوْ سُوْرَةً اُخْرٰى اَوْ اٰيَةً طَوِيْلَةً اَوْ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ قَصِيْرَةٍ اَوْسَبَّحَ اَوْحَمَّدَ اَوْهَلَّلَ اَوْ كَبَّرَ اَوْ وَقَفَ بِمِقْدَارِ قِرَاءَتِهَا يَكْفِيْهِ اَمَّا لَوْ اَمْكَنَهُ التَّعَلُّمُ وَتَغَافَلَ وَتَكَاسَلَ فَعَصٰى وَيَجِبُ عَلَى الْاِمَامِ وَسَائِرِ حُكَّامِ الْاِسْلَامِ اَنْ يُعَلِّمُوْهُ زَجْرًا

وَ سِيَاسَةٌ وَ عَلَى الْاَخْرَسِ اَنْ يُحَرِّكَ لِسَانَهُ وَيَعْقِدَ بِهَا قَلْبَهُ اِنْ اَمْكَنَهُ وَاِنْ لَمْ يُمْكِنْهُ فَلَا يُكَلَّفُ وَ يَنْبَغِيْ اَنْ لَا يَقْرَأَ فِي الْفَرَائِضِ سُوْرَةً تَجِبُ السَّجْدَةُ فِيْهَا مِثْلُ الٓمٓ السَّجْدَةِ وَ حٰمٓ السَّجْدَةِ وَ وَالنَّجْمِ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَلَا سُوْرَةً تُفَوِّتُ الْوَقْتَ وَلَا سُوْرَتَيْنِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِيْ رَكْعَةٍ وَّاحِدَةٍ اِلَّا وَالضُّحٰى وَاَلَمْ نَشْرَحْ اَوْ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ وَلِاِيْلَافِ قُرَيْشٍ فَاِنَّ كُلًّا مِّنْهُمَا بِمَثَابَةِ سُوْرَةٍ وَّاحِدَةٍ لِاِرْتِبَاطِ الْمَعْنٰى وَلَوْ قَرَأَ لَا تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِقِرَأَتِهَا وَفِي الرَّكَعَاتِ الْبَاقِيَةِ لَا يَلْزَمُ اَنْ يَقْرَأَ مَعَ الْفَاتِحَةِ شَيْئًا اٰخَرَ وَ يَجُوْزُ فِي الصِّحَّةِ وَالْقُدْرَةِ وَسِعَةِ الْوَقْتِ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْهَا بَدَلَ الْفَاتِحَةِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مَرَّةً اَوْ مِرَارًا وَ يَجِبُ اَنْ يَّجْهَرَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ لِلرِّجَالِ فِي الْاِمَامَةِ وَالْوَحْدَةِ وَفِي الْبَوَاقِيْ الْاِسْرَارُ وَ لِلْمَرْاَةِ لَا يَجُوْزُ الْجَهْرُ اِلَّا اِذَا اَمَّتْ وَيُكْرَهُ اَنْ تَقُوْلَ اٰمِيْنَ فِيْ اٰخِرِ الْفَاتِحَةِ اِمَامًا اَوْ مَاْمُوْمًا اَوْ مُنْفَرِدًا لِاَنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهَا مِنَ الْفَاتِحَةِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ فَيَسْتَحِبُّ تَرْكُهَا لِرَفْعِ هٰذَا الْاِلْتِبَاسِ وَلَا اِثْمَ فِيْ اِعْمَالِكَ اَمَّا التَّامِيْنُ الَّذِيْ يُوْجِبُ الْمَغْفِرَةَ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّصِيْرَ الْاِمَامُ اَمِيْنًا وَّ لَا يَسْرِقَ مِنَ الصَّلٰوةِ شَيْئًا لِمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلسَّارِقِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَاَنْ يُّوَافِقَهُ الْمَاْمُوْمُ وَلَمْ يَسْبِقْهُ فِيْ اَفْعَالِهٖ وَانْتِقَالَاتِهٖ يُرْجٰى اَنْ يَّتَقَبَّلَ اللّٰهُ صَلٰوتَهُمْ وَغَفَرَ لَهُمْ اَمَّا مَازَعَمَ الْمُرْجِئَةُ فِي التَّامِيْنِ فَخَطَاءٌ صَرِيْحٌ لِاَنَّ وَعْدَ الْمَغْفِرَةِ لَمْ يَرِدْ فِيْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فَكَيْفَ يَرِدُ فِيْ قَوْلِ اٰمِيْنَ وَهُوَ فِي الْفَضِيْلَةِ مَا كَانَ مِثْلَ الْفَاتِحَةِ فَمِنْ ذٰلِكَ يَعْرِفُ الْفَهِيْمُ اَنَّ قَوْلَهُمْ لِطِيْبِ خَوَاطِرِ الْمُتَكَاسِلِيْنَ مِنْ كَلِمَاتِ الْغَافِلِيْنَ۔

قرأت کا مسئلہ

قرأت سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کسی بھی سورۃ کے پڑھنے کا نام ہے جو صبح کی نماز کی دونوں رکعتوں اور تمام فرض

نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں واجب ہے۔ قرأت کے لیے با تجوید پڑھنا، ترتیب کا لحاظ رکھنا اور موالات واجب ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ قرأت بڑے بڑے ارکان میں سے ہے۔ اگر تندرست اور قرأت پر قدرت رکھنے والا شخص وقت کی فراخی کی صورت میں جان بوجھ کر قرأت کو چھوڑ دے یا اس کے کچھ حصّے کو چھوڑ دے تو اُس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر نادانی کی بنا پر چھوڑ دے تو اُس کی ناقص نماز باطل نہیں ہوگی۔ جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم کو سورۃ فاتحہ کا اور سورہ برات کے سوا ہر ایک سورہ کا حصہ نہ سمجھتا ہوا گر ایسا شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا بھی ہو تو اس کی نماز ناقص ہوگی اور اُسے آخرت کا کامل فائدہ نہیں دے گی۔ اگر عاجز آنے اور وقت کی تنگی کی صورت میں اکیلی سورہ فاتحہ کے کچھ حصّے یا کوئی دوسری سورہ پڑھے یا ایک لمبی آیت پڑھے یا تین چھوٹی چھوٹی آیتیں پڑھے یا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ پڑھے یا نماز کی قرأت کی مقدار ٹھہرے رہے تو کافی ہے۔ لیکن اگر اس کو سیکھنے کا موقع ملے اور وہ خود غفلت اور سستی کا مظاہرہ کرے تو گنہگار ہوگا۔ امام اور تمام اسلامی حاکموں کے ذمے اس کو ڈانٹ کر بطور سیاست سکھانا واجب ہے۔ گونگے کے حق میں یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کو ہلائے اور دل میں قرأت کا عقیدہ رکھے۔ بشرطیکہ اُس کیلیے یہ ممکن ہو۔ اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اس کو تکلیف نہیں دی جائے گی۔ مناسب یہ ہے کہ فرض نمازوں میں کوئی ایسی سورہ نہ پڑھے جس میں سجدہ تلاوت واجب ہو مثلاً الٓمّٓ السجدہ، حٰمٓ السجدہ، وَالنَّجْمِ اور اقراء بِاسْمِ رَبِّكَ نہ کوئی ایسی سورت جو وقت کو فوت کر دے اور نہ ہی سورۃ فاتحہ کے بعد ایک ہی رکعت میں دو سورتیں پڑھے، مگر سورۃ والضّحیٰ اور اَلَمْ نَشْرَحْ یا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ اور لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ مستثنٰی ہیں کیونکہ معنی کے مربوط ہونے کی وجہ سے دونوں مقام پر دونوں سورتیں ایک ہی سورہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ اگر کوئی ان سورتوں کو پڑھے تو اُن کے پڑھنے سے نماز باطل نہیں ہوتی باقی رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بدلے میں ایک مرتبہ یا کئی مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ کا پڑھنا جائز ہے۔ مردوں کے حق میں امامت کرنے اور اکیلے نماز پڑھنے دونوں صورتوں میں نماز صبح میں نیز مغرب اور عشاء کی پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت کو بلند آواز سے بجالانا واجب ہے اور باقی رکعتوں میں قرأت کو آہستہ بجالائے۔ امامت کرنے کی حالت کے سوا عورت کے لیے بلند آواز سے قرأت کا بجالانا جائز نہیں ہے۔ امام ہو یا مقتدی یا اکیلے نماز پڑھنے والا ہو سب صورتوں میں سورہ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ آمین پر سورۂ فاتحہ کا حصہ ہونے کا گمان کریں گے حالانکہ ایسا نہیں ہے، لہٰذا اس شک کو دور کرنے کی خاطر آمین کو چھوڑ دینا مستحب ہے۔ ایسا کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ لیکن جو آمین امام کے حق

میں باعث مغفرت ہے وہ امام کے، امین ہونے کی وجہ سے ہے۔ نمازی نماز سے کوئی چیز نہ چرائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ وَيْلٌ لِلسَّارِقِ مِنَ الصَّلٰوةِ نماز سے چرانے والے کے لیے افسوس ہے۔ اگر مقتدی امام کی تابعداری کرے اور تمام نقل وحرکت میں امام پر سبقت نہ لے جائے تو توقع کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی نماز قبول کرے اور ان کو بخش دے۔ لیکن آمین کہنے کے بارے میں فرقہ مرجیہ کا گمان واضح غلط ہے کیونکہ مغفرت کا وعدہ سورہ فاتحہ کی قرأت کی صورت میں وارد نہیں ہے تو آمین کہنے میں وعدہ مغفرت کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ فضیلت کے لحاظ سے آمین سورہ فاتحہ کی مانند نہیں ہے اسی سے سمجھدار آدمی خوب معلوم کرسکتا ہے کہ اہلِ مرجیہ کا قول غفلت میں پڑے رہنے والوں کی بات ہے جو کاہلوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے گھڑی گئی ہے۔

وَالسُّنَّةُ اَنْ يَّقْرَأَ بَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ دُعَاءَ الْاِسْتِفْتَاحِ وَهُوَ لِلْاَقْوِيَاءِ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱) قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ لَاشَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (۲) وَلِلضُّعَفَاءِ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ وَتَسْتَعِيْذَ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مُتَخَافِتًا فِي الدُّعَاءِ وَالْاِسْتِعَاذَةِ اَبَدًا فَتَشْرَعَ فِي الْقِرَاْةِ وَمَحَلُّهُمَا بَيْنَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ وَبَيْنَ الْقِرَاْةِ تَخْفِيْفًا كَمَا فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَوْ قَرَءَهُمَا قَبْلَ الْاِحْرَامِ جَازَ فِي الصُّبْحِ سُوْرَةٌ طَوِيْلَةٌ وَّفِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ قَصِيْرَةٌ وَّفِي الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ وَسِيْطَةٌ وَّفِي الْجُمُعَةِ سُوْرَتُهَا فِي الْاُوْلٰى وَالْمُنَافِقِيْنَ فِي الثَّانِيَةِ وَتَخْفِيْفُ الْقِرَاءَةِ اِنْ كَانَ اِمَامًا وَلٰكِنْ يُكْرَهُ اِتِّخَاذُ سُوْرَةٍ مُّعَيَّنَةٍ فِيْ صَلٰوةٍ مُّعَيَّنَةٍ بِحَيْثُ لَا يَتْرُكُ قَطُّ فَالْاَصْوَبُ اَنْ تَقْرَأَهَا مَرَّةً وَّتَقْرَأَ غَيْرَهَا مَرَّةً لِئَلَّا يَزْعُمَ

۱۔ سورۃ الانعام، الآیۃ ٧٩

۲۔ سورۃ الاحزاب، الآیۃ ١٦٢،١٦٣

النَّاسُ اَنَّهَا فِيهَا وَاجِبَةٌ كَاٰمِيْنَ فِيْ اٰخِرِ الْفَاتِحَةِ وَيَجُوْزُ فِي التَّخَافُتِ اَنْ يُّسْمِعَ الْاِمَامُ قِرَاْتَهُ وَالشَّهَادَتَيْنِ مَنْ قَرُبَ مِنْهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّجْهَرَ كَمَا يُسْمِعُ نَفْسَهُ مَهْمُوْسَةً۔

دُعائے استفتاح

نماز کی تکبیر احرام باندھنے کے بعد دُعائے استفتاح کا پڑھنا سنت ہے۔ دُعائے استفتاح (باطن کے لحاظ سے) قوی لوگوں کے لیے ان الفاظ میں زیادہ مناسب ہے اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الخ ''میں مائل بحق ہو کر اپنا رُخ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے کی طرف پھیر دیتا ہوں اور میں مشرک لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ میری نماز، میری عبادت، میری زندگی اور میرا مرنا سب ہی تمام جہانوں کے پالنے والے اللہ کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں مجھے تو صرف اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں''۔ دُعائے استفتاح (باطن کے لحاظ سے) کمزور لوگوں کے لیے ان الفاظ میں زیادہ مناسب ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ ''پروردگار! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری حمد بجالاتے ہیں۔ تیرا نام بابرکت ہے۔ تیری بزرگی بہت بلند ہے اور پرستش کے لائق تیرے سوا کوئی نہیں ہے''۔ نیز ان الفاظ میں پناہ مانگے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ''میں رحمت الٰہی سے ہٹائے گئے شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔ دُعائے استفتاح اور استعاذہ کا وقوع پذیر ہونے کا محل قرأت و تکبیر احرام کے درمیان ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے کر کے دکھایا اگر دونوں کو احرام نماز باندھنے سے پہلے پڑھے تو جائز ہے۔ صبح کی نماز میں کوئی لمبی سورۃ پڑھے ظہر، عصر اور مغرب کی نمازوں میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھے، عشا کی نماز میں درمیانی سورہ پڑھے اور نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ پڑھے، یہ سنت ہے۔ اگر کوئی امام ہو تو ہلکی قرأت مسنون ہے لیکن کسی معین نماز کے لیے کسی معین سورہ کو اس نہج پر اختیار کرنا کہ اُسے کبھی بھی نہ چھوڑے یہ مکروہ ہے۔ چنانچہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ کبھی کبھی اس سورہ کو پڑھے اور کبھی دوسری سورہ کو تاکہ لوگ اس نماز میں اسی سورہ کے پڑھنے پر واجب ہونے کا گمان نہ کر بیٹھیں جیسا کہ سورہ فاتحہ کے اختتام پر آمین کی صورت میں ہوتا ہے۔ سری نماز کی ادائیگی کے دوران امام کے لیے اپنی قرأت اور شہادتیں کو اپنے نزدیک والے مقتدی کو کسی بلند آواز کے بغیر سنا دینا جائز ہے جیسا کہ وہ

خود اپنے کو آہستگی سے سناتا ہے۔

وَمِنْهَا الرُّكُوْعُ وَهُوَ مِنَ الْأَرْكَانِ الْعِظَامِ الْوَاجِبَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ مَرَّةً إِلَّا فِي الْخُسُوْفَيْنِ وَ الزَّلَازِلِ وَصُوْرَتُهُ أَنْ يَنْحَنِيَ بِقَدْرِ أَنْ تَصِلَ كَفَّاهُ إِلَىٰ رُكْبَتَيْهِ وَلَوْ عَجَزَ عَنْ إِيْصَالِهِمَا إِلَىٰ رُكْبَتَيْهِ اكْتَفَىٰ بِالْمَقْدُوْرِ وَلَوْ كَانَ إِيْمَاءً وَيَجِبُ فِيْهِ الطُّمَأْنِيْنَةُ وَتَسْبِيْحَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّأَكْمَلُ الصِّيَغِ لَهَا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ أَوْ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ أَوْ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ أَوْ سُبْحَانَ اللهِ جَازَ كُلُّهَا وَ رَفْعُ الرَّأْسِ مِنْهُ إِلَىٰ حَدِّ الْقِيَامِ التَّامِّ وَ الطُّمَأْنِيْنَةُ فِيْ هٰذَا الْإِعْتِدَالِ وَالسَّمْعَلَةُ وَالتَّكْبِيْرُ لِهُوِيِّ الرُّكُوْعِ وَلِهُوِيِّ السُّجُوْدِ وَالسُّنَنُ أَنْ يَرْفَعَ الْيَدَيْنِ مَعَ هٰذَيْنِ التَّكْبِيْرَيْنِ كَرَفْعِهِمَا مَعَ تَكْبِيْرَةِ الْإِحْرَامِ وَأَنْ يُفَرِّجَ الْأَصَابِعَ عَلَىٰ رُكْبَتَيْهِ رَاكِعًا وَّأَنْ يُجَافِيَ الْمِرْفَقَيْنِ عَنِ الْجَنْبَيْنِ وَ لِلنِّسَاءِ ضَمُّهُمَا بِهِمَا وَأَنْ يُحَمِّدَ بَعْدَ السَّمْعَلَةِ إِمَّا بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أَهْلِ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ وَأَهْلِ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ أَوْ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا دَائِمًا مُّبَارَكًا فِيْهِ أَوْ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ حَقٌّ مَا قَالَ الْعَبْدُ كُلُّنَا لَكَ عَبِيْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔

رکوع کا مسئلہ

نماز کے واجب اُمور میں سے ایک امر رکوع ہے۔ رکوع بڑے بڑے ارکان میں سے ہے جو سورج گرہن، چاند گرہن اور زلزلوں کی نماز کے سوا دیگر نمازوں کی ہر ایک رکعت میں ایک مرتبہ واجب ہے رکوع کی شکل یہ ہے کہ نمازی اس قدر جھک جائے کہ اس کی ہتھیلیاں گھٹنوں تک پہنچیں۔ ہتھیلیاں گھٹنوں تک پہنچانے سے کوئی عاجز آ جائے تو اپنی مقدور بھر صورت پر اکتفا کرے اگرچہ اشارہ ہی کیوں نہ ہو۔ رکوع کی صورت میں اطمینان کا سانس لینا اور ایک مرتبہ تسبیح کا پڑھنا واجب ہے۔ رکوع کی تسبیح کے لیے کامل ترین الفاظ یہ ہیں۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ ’’میں اپنے با عظمت

پروردگار! کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اُس کی حمد بجالاتا ہوں'' یا سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ کہے ''میں باعظمت اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اُس کی حمد بجالاتا ہوں'' یا سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھے ''میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی حمد بجالاتا ہوں''۔ یا سُبْحَانَ اللهِ پڑھے ''میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں''۔ تمام صورتیں جائز ہیں۔ مکمل قیام کی حد تک سر کو اُٹھانا اسی اعتدالی حالت میں اطمینان کا سانس لینا، سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کا پڑھنا، رکوع کے لیے جھکتے وقت اور سجدے میں جاتے وقت تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔ سُنتیں یہ ہیں۔

۱۔ تکبیر احرام کے وقت ہاتھوں کو اُٹھانے کی مانند ان دونوں تکبیروں کے ساتھ ہاتھوں کو اُٹھانا۔

۲۔ رکوع کی حالت میں انگلیوں کو گھٹنوں پر کھلی کھلی حالت میں رکھنا۔

۳۔ کہنیوں کو پہلوؤں سے دُور رکھنا۔

۴۔ عورتوں کے لیے کہنیوں کو پہلوؤں سے ملا کر رکھنا۔

۵۔ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد ان الفاظ میں حمد کا بجالانا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَهْلِ الْكِبْرِيَاءِ الخ ''تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا، بڑائی اور عظمت والا اور سخاوت اور زبردست ہیبت والا ہے'' یا چاہے تو ان الفاظ میں بجالائے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ الخ ''اے ہمارے پروردگار! تمام زیادہ پاکیزہ ہمیشہ رہنے والی اور بابرکت تعریفیں صرف تیرے ہی واسطے ہیں'' یا ان الفاظ میں بجالائے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ الخ ''اے ہمارے پروردگار! تمام تعریفیں، آسمانوں بھر تعریفیں، زمین بھر تعریفیں، آسمانوں اور زمین کے درمیان بھر تعریفیں اور اس کے بعد تیری مشیت بھر تعریفیں صرف تیرے ہی واسطے ہیں۔ بندے کا کہنا حق ہے کہ ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ پروردگار! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں۔ تیرے روک کو کوئی دینے والا نہیں۔ تیری تقدیر کو کوئی لوٹانے والا نہیں اور بزرگی والے کو اس کی بزرگی تیرے عذاب سے بچاؤ کا فائدہ نہیں دے سکتی''۔ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ معنی یہ بھی ہے۔ ''مالدار کو اس کی مالداری تیرے عذاب سے بچاؤ کا فائدہ دے نہیں سکتی''۔

اَمَّا الْقُنُوْتُ فَيَجُوْزُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ ثَانِيَةٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ الْوَاجِبَةِ وَاِذَا وَقَعَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ كَانَ اَوْلٰى لِاَنَّ الْمُكْثَ الطَّوِيْلَ يَكْرَهُ فِي الْاِعْتِدَالِ الَّذِيْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ

وَعَلٰى كِلَا التَّقْدِيْرَيْنِ يَجُوْزُ اَنْ يَّقْرَأَ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا فَوْقَهُنَّ وَمَا تَحْتَهُنَّ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَوْ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَآ اَعْطَيْتَ وَقِنَا رَبَّنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ فَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَوْ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ فِي الصُّبْحِ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْ لَنَا قف وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○(۱) وَفِي الْمَغْرِبِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○(۲) اَوْ صِيْغَةٍ اُخْرٰى فِيْهَا الدُّعَاءُ وَالْعَظَمَةُ وَالْكِبْرِيَاءُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَاَنْ يُّكَرِّرَ التَّسْبِيْحَ فِي الرُّكُوْعِ ثَلَاثًا اَوْ سَبْعًا وَاِنْ وَقَعَ تِسْعًا اَوْ اِحْدٰى عَشْرَةَ لَا بَاْسَ بِهٖ وَاَنْ يَّدْعُوَ فِيْهِ قَبْلَ التَّسْبِيْحِ اَوْ بَعْدَهُ وَ الْاَوْلٰى فِي الْفَرَائِضِ الْاِكْتِفَاءُ بِالتَّسْبِيْحِ وَفِي النَّوَافِلِ ضَمُّهٗ بِهٖ وَصِيْغَةُ الدُّعَاءِ بِهٰذِهِ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَلَكَ خَشَعْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَمَا اسْتَقَلَّ بِهٖ قَدَمَيَّ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَوْ صِيَغٌ اُخْرٰى تَدُلُّ عَلَى الْخُشُوْعِ۔

۱۔ سورۃ البقرۃ الآیۃ ۲۸۶

۲۔ سورۃ آل عمران الآیۃ ۹

قنوت کا مسئلہ

پانچ فرض نمازوں کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں صورتوں میں قنوت پڑھنا جائز ہے۔ اگر رکوع سے پہلے قنوت وقوع پذیر ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ رکوع کے بعد والی حالت اعتدال میں زیادہ ٹھہرنا مکروہ ہے۔ دونوں صورتوں میں ان الفاظ میں قنوت پڑھنا جائز ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ الخ ''بردبار، کرم والے، اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ ساتوں آسمان کے اور ساتوں زمین، ان کے اندر کی چیزوں، ان کے اُوپر کی چیزوں اور ان کے نیچے کی چیزوں کے مالک اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ میرے پروردگار! تو مجھے بخش دے، مجھ پر ترس کھا اور جو کچھ میری حالت کا تجھے علم ہے اُس سے درگزر فرما۔ تحقیق تو ہی بڑا عزت اور فضل و کرم والا ہے''۔

یا ان الفاظ میں قنوت پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِیْمَنْ هَدَیْتَ الخ ''پروردگار! تو اپنے ہدایت یافتگان میں ہماری ہدایت فرما، اپنے آرام یافتگان میں ہم کو عافیت دے، اپنے دوستوں میں ہم کو دوست رکھ اور اپنی عطا کردہ چیزوں میں ہمارے لیے برکت نازل فرما۔ اے ہمارے پروردگار! ہم کو اپنی تقدیر کے شر سے بچالے کیونکہ تو ہی فیصلہ صادر فرماتا ہے اور تیری مرضی کے خلاف کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ تیرے دوست خوار نہیں ہو سکتے اور تیرے دُشمن باعزت نہیں ہو سکتے۔ اے ہمارے پروردگار! تو بابرکت ہے اور بلند ہے اور کرم والے تو اپنے پیغمبر محمد ﷺ اور اُن کی آل پر رحمت نازل کر''۔

چاہے تو صبح کی نماز میں ان الفاظ میں قنوت پڑھے۔

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الخ ''اللہ کسی بھی نفس کو صرف اُس کی طاقت کے مطابق تکلیف دیتا ہے۔ نفس کی نیک کمائی اس کے لیے مفید ہے اور اس کی خراب کمائی اس کے لیے نقصان دہ ہے۔ اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک یا غلطی سرزد ہو جائے تو تُو ہماری گرفت نہ فرما۔ اے ہمارے رب! ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے ہوئے بوجھ کی مانند ہم پر کوئی بھاری بوجھ نہ ڈال۔ اے ہمارے رب! ہم کو کسی ایسی چیز کے متحمل نہ بنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو ہمیں معاف فرما۔ ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہمارا کارساز ہے اور کافر قوموں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما''۔

مغرب کی نماز میں یہ قنوت پڑھے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا الخ ''اے ہمارے رب! اپنی ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بے شک تو خوب عطا کرنے والا ہے۔ اے پالنے والے! تو شک کی گنجائش نہ رکھنے والے دن لوگوں کو اکھٹا کرنے والا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا''۔

چاہے تو قنوت میں ان کے علاوہ دیگر الفاظ پڑھے جن میں دُعائیں ہوں۔ حمد الٰہی ہو اور تمام جہانوں کے مالک۔ اللہ کی عظمت اور بڑائی کا ذکر ہو۔

رکوع میں تسبیح کو تین مرتبہ یا سات مرتبہ مکرر پڑھنا سُنت ہے۔ اگر تسبیح نو یا گیارہ مرتبہ وقوع پذیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رکوع میں تسبیح سے پہلے یا تسبیح کے بعد دُعا پڑھنا سُنت ہے۔ فرض نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں صرف تسبیح پر اکتفا کرنا بہتر ہے اور نوافل کی ادائیگی کی صورت میں تسبیح کے ساتھ دُعا کو شامل کرنا سُنت ہے۔ دُعا کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ الخ ''پروردگار، صرف تیرے لیے ہی رکوع کرتا ہوں، صرف تیرے لیے عاجزی کرتا ہوں، صرف تیری بندگی کیلیے سر تسلیم خم کرتا ہوں اور صرف تجھ پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے کان، میری نگاہ، میری ہڈی، میری رگ و ریشے، میرے بال، میری کھال اور میرا پورا وجود یہ سب کچھ تمام جہانوں کے مالک اللہ کیلیے عاجزی کرتے ہیں''۔ ان کے علاوہ عاجزی پر دلالت کرنے والے دیگر الفاظ بھی دُعا میں پڑھے جا سکتے ہیں۔

وَمِنْهَا السُّجُوْدُ وَهُوَ مِنَ الْاَرْكَانِ الْعِظَامِ الْوَاجِبَةِ فِيْ رَكْعَةٍ مَرَّتَيْنِ وَصُوْرَتُهٗ اَنْ يَّضَعَ بَعْضَ جَبْهَتِهٖ اَوْ تَمَامَهَا عَلٰى مُصَلَّاهُ مَكْشُوْفًا وَّيَجِبُ فِيْهِ اَنْ يَّضَعَ كَفَّيْ يَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَاِبْهَامَيْ رِجْلَيْهِ عَلٰى مُصَلَّاهُ مُسْتَقِلًّا اَعَالِيَهٗ مِنْ اَسَافِلِهٖ وَمُسْتَثْقِلاً بِرَأْسِهٖ عَلٰى مَسْجِدِهٖ وَكَانَ مَوْضِعُ سُجُوْدِهٖ مُسَاوِيًا لِمَوْضِعِ قِيَامِهٖ اَوْ اَنْزَلَ وَاِنْ وَّقَعَ اَرْفَعَ بِقَدْرِ لِبْنَةٍ لَا بَاْسَ بِهٖ وَفِي الْعَجْزِ يَجُوْزُ اَنْ يَّرْفَعَ شَيْئًا فَيَسْجُدَ عَلَيْهِ اَوْ يُوْمِئَ وَيَجِبُ فِيْهِ الطُّمَانِيْنَةُ وَتَسْبِيْحَةٌ وَّاحِدَةٌ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ اَوْ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى اَوْ سُبْحَانَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ اَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَوِ اللّٰهُ وَرَفْعُ الرَّاْسِ مِنْهُ اِلٰى حَدِّ الْقُعُوْدِ وَالتَّكْبِيْرُ عِنْدَ الرَّفْعِ وَالطُّمَانِيْنَةُ فِيْ هٰذِهِ الْقَعْدَةِ الْخَفِيْفَةِ

وَالتَّكْبِيْرُ عِنْدَ الْهُوِيِّ لِلسَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ وَالطَّمَانِيْنَةُ وَتَسْبِيْحَةٌ وَّاحِدَةٌ كَمَا فِي الْأُوْلٰى وَالتَّكْبِيْرُ عِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنْهَا وَسُنَنُهَا وَضْعُ الْأَنْفِ عَلَى الْأَرْضِ وَزِيَادَةُ التَّسْبِيْحِ كَمَا فِي الرُّكُوْعِ وَالدُّعَاءُ فِيْهَا وَ صِيْغَتُهُ هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَالدُّعَاءُ بَيْنَهُمَا وَصِيْغَتُهُ هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَاعْفُ عَنِّيْ اَوْمَا قَرُبَ مِنْهُ وَتَجَافِي الْمِرْفَقَيْنِ مِنَ الْجَنْبَيْنِ وَ الْبَطْنِ عَنِ الْفَخِذَيْنِ لِلرِّجَالِ وَلِلنِّسَاءِ الْاِنْضِمَامُ وَ وَضْعُ الْيَدَيْنِ فِي السُّجُوْدِ حِذَاءَ الْأُذُنَيْنِ بَاسِطًا يَدَيْهِ غَيْرَ مُنْفَرِجِ الْأَصَابِعِ وَجَلْسَةٌ خَفِيْفَةٌ بَعْدَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ وَالْاِعْتِمَادُ عَلَى الْيَدَيْنِ اِذَا اَرَادَ الْقِيَامَ لِرَكْعَةٍ اُخْرٰى وَرَفْعُ الرُّكْبَتَيْنِ مِنَ الْأَرْضِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ لِاَنَّهُ اَقْرَبُ اِلَى التَّوَاضُعِ وَالْعِجْزِ -

سجدہ کا مسئلہ

سجدہ نماز کے بڑے بڑے واجب ارکان میں سے ہے۔ جو ہر ایک رکعت میں دو مرتبہ واجب ہے۔ سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی اپنی پیشانی کے کچھ حصے کو یا پوری پیشانی کو کھلی حالت میں جائے نماز پر رکھے۔ سجدہ کرنے کی صورت میں ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پیروں کے انگوٹھوں کو جائے نماز پر رکھے۔ اس طور پر رکھنا کہ نیچے کے اعضاء سے اُوپر کے اعضاء کو مستحکم کر کے رکھے اور سجدہ گاہ پر اپنے سر کو خوب جمائے یہ واجب ہے۔ سجدہ گاہ قیام گاہ کے برابر ہو یا اس سے کچھ پست ہو۔ اگر سجدہ گاہ ایک اینٹ کی مقدار بلند ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مجبوری کی صورت میں کسی چیز کو بلند کرے اور اُس پر سجدہ کرے یا اشارے سے کام لے۔ سجدہ میں جا کر اطمینان کا سانس لینا اور ان الفاظ میں ایک مرتبہ تسبیح کا پڑھنا واجب ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ۔ ''میں اپنے بلند رب کی پاکی بیان کرتا ہوں۔ اور اسی کی حمد کرتا ہوں''۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔ ''میں اپنے بلند رب کی پاکی بیان کرتا ہوں''۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ۔ ''میں بلند اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اُس کی حمد بیان کرتا ہوں'' یا صرف لفظ اَللّٰهُ پڑھے یا سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھے۔ ''میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں''۔

سجدے سے بیٹھنے کی حد تک سر کو اُٹھانا، سر اُٹھاتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا کہنا، اس خفیف سے وقفے میں اطمینان کا سانس لینا، دوسرے سجدے کیلیے جُھکتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا کہنا، پہلے سجدے کی مانند اطمینان کا سانس لینا، ایک مرتبہ تسبیح کا پڑھنا اور سجدے سے سر اُٹھاتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا واجب ہیں۔

سجدے کی سُنتیں

ناک کو زمین پر رکھنا۔ رکوع کی مانند تسبیح کا زیادہ پڑھنا۔ دونوں سجدوں میں دُعا کا پڑھنا۔ دُعا کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُ الخ ''پروردگارا میں صرف تیرے لیے سجدہ کرتا ہوں۔ صرف تیری تابعداری میں سرِ تسلیم خم کرتا ہوں۔ صرف تجھ پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اُسے پیدا کیا۔ اُس کی شکل بنائی اُس کے کان اور آنکھیں بنائیں۔ سب سے اچھا خالق اللہ بابرکت ہستی ہے''۔

دونوں سجدوں کے درمیان دُعا پڑھے۔ دُعا کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِی الخ ''پروردگارا تو مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے سیدھی راہ پر لگا دے، مجھے عافیت دے اور مجھے معاف فرما''۔ چاہے تو اُس کے علاوہ اس جیسی کوئی اور دُعا پڑھے۔ مردوں کے حق میں کہنیوں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے دُور رکھنا اور عورتوں کے حق میں مِلا کر رکھنا سُنت ہے۔ سجدہ کرنے کی حالت میں ہاتھوں کو کھول کر اُنگلیاں کُھلی نہ ہوں۔ کانوں کے برابر رکھنا، دوسرے سجدے کے بعد تھوڑا سا بیٹھنا، دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو ہاتھوں پر ٹیک لگانا اور زمین سے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے اُٹھانا۔ کیونکہ یہ حالت انکساری اور عاجزی کے زیادہ قریب ہے۔

وَمِنْهَا الْقُعُوْدُ لِلتَّشَهُّدِ وَهُوَ مِنَ الْاَرْكَانِ الْعِظَامِ الْوَاجِبَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ مَرَّةً وَفِي الزَّائِدِ عَلَيْهِمَا مَرَّتَيْنِ وَيَجِبُ فِيْهِ الشَّهَادَةُ بِوَحْدَانِيَّةِ اللهِ تَعَالٰى وَالشَّهَادَةُ بِرِسَالَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَكْمَلُ الصِّيَغِ فِيْهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَيَجُوْزُ اِعَادَةُ حَرْفِ الْجَرِّ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى اٰلِهٖ وَسُنَّتُهٗ اَنْ يَّثْنِيَ رِجْلَيْهِ كَجُلُوْسِ الْمُتَاَدِّبِيْنَ اِمَّا مُفْتَرِشًا وَاِمَّا مُتَوَرِّكًا كَيْفَ اتَّفَقَ وَاَنْ

يُلْحِقَ بِالشَّهَادَتَيْنِ وَالصَّلَوتَيْنِ مِنَ الدُّعَاءِ وَالْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ مَا شَاءَ إِمَّا بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ بِسْمِ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى كُلُّهَا لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ فِيْ أُمَّتِهِ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ وَقَرِّبْ وَسِيلَتَهُ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ وَ لَوْ أَلْحَقَ بِهِ طَلَبَ الْمَغْفِرَةِ لَهُ وَ لِوَالِدَيْهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ جَازَ كَمَا يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَارْحَمْنِي وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا وَإِمَّا بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الطَّيِّبَاتُ الزَّاكِيَاتُ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَسَلَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ وَإِمَّا بِصِيغَةٍ أُخْرٰى تَتَقَارَبُ إِلٰى هٰذِهِ الصِّيَغِ وَمَنْ عَجَزَ عَنْ هٰذِهِ الصِّيَغِ يَجُوْزُ لَهُ التَّرْجَمَةُ بِأَيِّ لِسَانٍ شَاءَ۔

تشہد کے لیے بیٹھنے کا مسئلہ

تشہد کے لیے بیٹھنا نماز کے بڑے بڑے ارکان میں سے ہے جو ہر دو رکعتوں میں ایک مرتبہ اور دو سے زائد رکعتوں میں دو مرتبہ واجب ہے۔ تشہد پڑھنے کی صورت میں خداوند عالم کی یکتائی کی شہادت محمد ﷺ کی رسالت کی شہادت، محمد ﷺ اور آل محمد پر درود واجب ہیں۔ اسی صورت کے لیے کامل ترین الفاظ یہ ہیں۔ "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الخ" میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے خدا کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں اُس کا کوئی شریک نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہے۔ پروردگار! تو محمد ﷺ اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل کر"۔ آل محمد پر دُرود پڑھنے کی صورت میں لفظ آل محمد پر حرف جر کا دوبارہ ذکر کرنا جائز ہے۔ (یعنی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ)

تشہد کے لیے بیٹھنے کی سُنّتیں

باادب بیٹھنے کی مانند پیروں کو دوبتہ کرنا چاہے بچھا کر رکھے یا تورک کی حالت میں جیسی صورت راس آئے کرے۔ دونوں شہادتوں اور دونوں درود کے ساتھ دعا اور حمد وثنائے الٰہی میں سے جو چاہے شامل کرنا یا تو تشہد ان الفاظ میں پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے ہے۔ سب تعریفیں خدا کے لیے ہیں۔ اچھے اچھے نام خدا کے لیے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے لاشریک خدا کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ نیز گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کا بندہ اور اُس کا وہ رسول ہے جس کو اُس نے قیامت برپا ہونے سے پہلے حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ پروردگار! تو محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اپنی رحمت نازل کر اُمت کے لیے اُن کی شفاعت قبول فرما، اُن کا وسیلہ نزدیک کردے اور اُن کا درجہ بلند فرما بے شک تو لائق حمد بزرگی والا ہے۔'' اگر نمازی تشہد کے ساتھ اپنے لیے اپنے والدین کے لیے اور تمام مومنوں کے لیے مغفرت مانگنے کی دُعا شامل کرے تو جائز ہے مثلاً وہ کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا الخ ''پروردگار! ہم کو بخش دے ہمارے والدین کو بخش دے۔ تمام مومن اور مومنہ کو نیز تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما اور میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے کمسنی میں میری پرورش کی'' یا تشہد ان الفاظ میں پڑھے۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الخ ''تمام بابرکت، پاک، ستھری عبادتیں خدا کے لیے ہیں۔ اے نبی ﷺ تجھ پر سلامتی، خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں نیز گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔ پروردگارا تو محمد ﷺ اور آلِ محمد پر اپنی رحمت، برکت اور سلامتی نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم علیہ السلام پر رحمت، برکت اور سلامتی نازل کی بیشک تو لائق حمد بزرگ ہستی ہے۔'' اس کے علاوہ ان الفاظ کے ہم معنی دیگر الفاظ تشہد میں پڑھے تو روا ہے۔ جو شخص ان الفاظ کی ادائیگی سے عاجز آجائے تو اُس کے لیے جس زبان میں چاہے ترجمہ پڑھنا جائز ہے۔

وَمِنْهَا السَّلَامُ وَهُوَ مِنَ الْاَرْكَانِ الْعِظَامِ الْوَاجِبَةِ مَرَّةً فِيْ اِخْتِتَامِ الصَّلٰوةِ وَالْخُرُوْجِ عَنْهَا وَاَكْمَلُ الصِّيَغِ فِيْهِ اَنْ يَّقُوْلَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ مُلْتَفِتًا اِلَى الْيَمِيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ مُلْتَفِتًا اِلَى الْيَسَارِ وَلَوْ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَسَلَامٌ

عَلَيْنَا بِغَيْرِ الْاَلِفِ وَاللَّامِ جَازَ وَلَوِاكْتَفٰى بِوَاحِدَةٍ مِّنْ هَاتَيْنِ الصِّيْغَتَيْنِ يَمِيْنًا وَّيَسَارًا جَازَ وَمِنْهَا التَّرْتِيْبُ فِي الْاَرْكَانِ الْمَذْكُوْرَةِ وَسُنَّتُهُ التَّكْرَارُ وَفِي الْجَمَاعَةِ اٰكَدُ وَالتَّرْتِيْبُ فِيْ تَقْدِيْمِ الْيَمِيْنِ عَلَى الْيَسَارِ وَالْاَدَبُ فِيْهِ اَنْ لَّا يُفْرِطَ وَلَا يُفَرِّطَ فِي الْاِلْتِفَاتِ كَالْجُهَّالِ وَيُرَاعِيَ فِيْهِ حَدَّ الْاِعْتِدَالِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مُقْمَحًا كَالْمَغْلُوْلِ وَلَا يُلَفِّقَ عُنُقَهٗ فَيَتَوَجَّعَ كَالْمَعْلُوْلِ -

سلام پھیرنے کا مسئلہ

سلام نماز کے بڑے ارکان میں سے ہے جو نماز کے اختتام پذیر ہونے اور نماز سے نکلنے کی صورت میں ایک مرتبہ واجب ہے۔ سلام کے لیے کامل ترین الفاظ یہ ہیں کہ دائیں طرف کو متوجہ ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ''تم پر سلامتی، خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں رہے''۔ بائیں طرف متوجہ ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ ''کہ ہم پر اور خدا کے تمام نیک بندوں پر سلامتی رہے''۔ اگر دائیں اور بائیں دونوں طرف کو متوجہ ہوتے ہوئے ان دونوں صیغوں میں سے کسی ایک صیغے کے پڑھنے پر اکتفا کرے تو جائز ہے۔

ترتیب کا لحاظ رکھنا

ترتیب کا لحاظ رکھنا نماز کے مذکورہ ارکان کی بجا آوری کی صورت میں واجب ہے۔ سلام پھیرنے کی صورت میں مکرر کہنا سنت ہے۔ جماعت کی صورت میں اس کی زیادہ تاکید ہے۔ سلام پھیرنے کی صورت میں دائیں طرف کو بائیں پر مقدم کرنا سنت ہے۔ اَدب سلام یہ ہے کہ دائیں اور بائیں کو متوجہ ہونے میں جاہلوں کی مانند نہ زیادتی کرے اور نہ کمی بلکہ اس میں اعتدال کو ملحوظ رکھے۔ چنانچہ مناسب ہے کہ نمازی سلام پھیرتے وقت نہ تو طوقِ گردن کے شکار آدمی کی طرح سر کو اوپر کئے ہوئے بن جائے اور نہ گردن کو اس طرح موڑ دے کہ بیمار آدمی کی مانند درد پیدا ہو جائے۔

وَالتَّعْقِيْبُ سُنَّةٌ شَرِيْفَةٌ مَّوْرُوْثَةٌ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا يَرِمُهَا اِلَّا الصَّالِحُوْنَ وَاَقَلُّهٗ اَنْ يُّسَبِّحَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيُحَمِّدَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ وَيُكَبِّرَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَلَا حَصْرَ لِاَكْثَرِهٖ فِيْ عَقِيْبِ كُلٍّ مِّنَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَكَانَ فِي الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ اَشَدَّ تَاكِيْدًا -

نماز کے بعد تعقیبات کا مسئلہ

تعقیب کا پڑھنا ایک ایسی شریف سنّت ہے جو نبی کریم ﷺ سے چلی آتی ہے۔ صرف نیک بندے ہی اس شریف سنّت کے وارث ہو سکتے ہیں۔ کم از کم تعقیب تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللہ کا پڑھنا۔ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا پڑھنا اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کا پڑھنا ہے۔ پانچوں فرض نمازوں میں سے ہر ایک نماز کے بعد اس کے زیادہ پڑھنے کے لیے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد تعقیب کا پڑھنا زیادہ تاکیدی حکم رکھتا ہے۔

اَمَّا مُبْطِلَاتُ الصَّلٰوةِ فَمِنْهَا نَوَاقِضُ الطَّهَارَتَيْنِ كُلُّهَا وَاِنْ كَانَ سَهْوًا اَوْ تَعَمُّدًا وَالْاِلْتِفَاتُ اِلٰى مَاوَرَاءَهُ وَالنُّطْقُ بِحَرْفٍ مَفْهُوْمٍ اَوْ حَرْفَيْنِ فَصَاعِدًا اِنْ فُهِمَ وَاِنْ لَّمْ يُفْهَمْ مِمَّا لَيْسَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْاَدْعِيَةِ وَالْفِعْلُ الْكَثِيْرُ الْخَارِجُ مِنْ اَفْعَالِ الصَّلٰوةِ كَثَلَاثِ خُطُوَاتٍ اَوْ ضَرَبَاتٍ اَوْ حَرَكَاتٍ مُتَوَالِيَاتٍ وَالْوَثْبَةُ الْفَاحِشَةُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً وَالْقَهْقَهَةُ وَالْبُكَاءُ اِنْ لَّمْ يَكُوْنَا مِنْ غَلَبَةِ ذَوْقِ الشَّرَابِ الطَّهُوْرِ فِيْ جَنَانِهٖ اَوْ سَطْوَةِ شَوْقِ مُشَاهَدَةِ النُّوْرِ مِنْ تَجَلِّيَاتِهٖ وَتَرْكُ رُكْنٍ عَمْدًا اَوْ زِيَادَةُ رُكْنٍ عَمْدًا اَوْ تَرْكُ التَّرْتِيْبِ عَمْدًا وَالْاَكْلُ وَالشُّرْبُ اَمَّا مَا بَقِيَ فِيْ فِيْهِ مِنَ الْاَطْعِمَةِ الْمَلْمُوْجَةِ فَيَسْتَرْخِيْ بِالتَّدْرِيْجِ وَيَبْتَلِعُ فِيْ اَثْنَاءِ الصَّلٰوةِ فَمَعْفُوٌّ وَكُلُّ مَا نُهِيَ عَنْهُ اَوْ اُمِرَ بِهٖ فِيْهَا لَوْ فَعَلَهُ اَوْ تَرَكَهُ عَمْدًا بَطَلَتْ صَلٰوتُهُ اَوْسَهْوًا فَوَجَبَ عَلَيْهِ التَّدَارُكُ وَسَجْدَتَا السَّهْوِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَهُمَا وَاجِبَتَانِ فِيْ سَهْوِ الْوَاجِبَاتِ وَسُنَّتَانِ فِيْ سَهْوِ الْمَسْنُوْنَاتِ وَيَجُوْزُ اَدَاءُ هُمَا قَبْلَ السَّلَامِ وَبَعْدَ السَّلَامِ وَالْاَوْلٰى فِيْ سَهْوِ الْوَاجِبَاتِ قَبْلَ السَّلَامِ وَفِيْ سَهْوِ الْمَسْنُوْنَاتِ بَعْدَ السَّلَامِ فَلَوْ وَقَعَتَا قَبْلَ السَّلَامِ يَنْبَغِيْ اَنْ يُّكَبِّرَ وَيَسْجُدَ سَجْدَتَيْنِ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ مَعَ قَعْدَةٍ بَيْنَهُمَا وَالطَّمَانِيْنَةُ فِيْهِمَا وَالتَّسْبِيْحُ وَالدُّعَا فِيْهِمَا كَمَا فِيْ سُجُوْدِ الصَّلٰوةِ وَلَوْ وَقَعَتَا بَعْدَ السَّلَامِ فَيَزِيْدُ بِاَنْ يَّنْوِيَ وَيَرْفَعَ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيْرِ وَيَتَشَهَّدَ خَفِيْفًا وَّيُسَلِّمَ ثَانِيًا -

نماز کو باطل کرنے والی چیزیں

۱۔ بھول چوک اور جان بوجھ کر دونوں صورتوں میں وضو اور غسل توڑنے والی تمام چیزیں نماز کو باطل کر دیتی ہیں۔

۲۔ اپنے آگے پیچھے کو مڑ کر دیکھنا۔

۳۔ ایک قابل فہم حرف سے بات کرنا یا ایسے دو حرفوں اور دو سے زیادہ حرفوں سے بات کرنا چاہے وہ قابل فہم ہوں یا نہ ہوں اور وہ قرآن اور دعاؤں میں سے نہ ہوں۔

۴۔ ایسا عمل کثیر جو افعال نماز سے باہر ہوں مثلاً تین قدم چلنا، تین ضربیں لگانا یا پے درپے کئی حرکتیں کرنا۔

۵۔ بری طرح سے کودنا اگرچہ ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو۔

۶۔ قہقہہ مار کر ہنسنا اور رونا بشرطیکہ یہ دونوں فعل نمازی کے دل میں پاک شراب کی لذت کے غالب آنے کی بناء پر تجلیاتِ الٰہی کے نور دیکھنے کے شوق کے غلبے کی وجہ سے نہ ہوں۔

۷۔ ایک رکن کو جان بوجھ کر چھوڑ دینا۔

۸۔ کسی رکن کا جان بوجھ کر اضافہ کرنا۔

۹۔ جان بوجھ کر ترتیب کا چھوڑ دینا۔

۱۰۔ کھانا پینا لیکن چبائے ہوئے کھانوں میں سے کوئی ریزہ منہ میں رہ جائے۔ آہستہ آہستہ وہ نرم پڑ جائے اور نماز کی ادیگی کے دوران اُسے نگل جائے تو یہ صورت معاف ہے۔

۱۱۔ نمازی کسی بھی ممنوع چیز کو کر بیٹھے یا کسی مامور چیز کو جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اُس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ بھول چوک کی صورت میں چھوڑ دے تو اُس کی تلافی کرنا اور تشہد کے بعد سہو کے دو سجدوں کا بجالانا واجب ہے۔ یہ دونوں سجدے نماز کے واجب افعال کے سہو کی صورت میں واجب اور مسنون افعال کے سہو کی صورت میں سُنّت ہیں۔ ان دونوں سجدوں کی ادائیگی سلام پھیرنے سے پہلے اور مسنون افعال کے سہو کی صورت میں سلام پھیرنے کے بعد بہتر ہے۔ اگر سہو کے دونوں سجدے سلام پھیرنے سے پہلے وقوع پذیر ہو جائے تو مناسب ہے کہ تکبیر کہے پھر نماز کی مانند دو سجدے بجالائے، دونوں سجدوں کے درمیان مختصر سا وقفہ ہو۔ دونوں سجدوں میں اطمینان کا سانس لینا اور سجدہ نماز کی مانند ان دونوں سجدوں

میں تسبیح اور دُعا کا پڑھنا چاہیئے اگر سہو کے دونوں سجدے سلام پھیرنے کے بعد وقوع پذیر ہو جائے تو مزید یہ افعال بجالائے، نیت کرے، تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اُٹھائے، خفیف سا تشہد پڑھے اور دوبارہ سلام پھیر دے۔

اَمَّا مَكْرُوْهَاتُ الصَّلٰوةِ فَمِنْهَا الْاِلْتِفَاتُ يَمِيْنًا وَّيَسَارًا اَوْنَفْخُ مَوْضِعِ السُّجُوْدِ وَالْعَبْثُ وَالْفَرْقَعَةُ وَعَقْصُ الشَّعْرِ وَتَنْقِيَةُ الْاَنْفِ وَالْبُصَاقُ اَوْ حَبْسُهُ فِيْ فِيْهِ وَالتَّنَحْنُحُ وَاِغْمَاضُ الْعَيْنَيْنِ لَوْ تَمَادٰى وَلُبْسُ الْخُفِّ الضَّيِّقِ وَالتَّمَطِّيْ وَمُدَافَعَةُ الْاَخْبَثَيْنِ وَالتَّاَوُّهُ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْ حَرَاقَةِ نِيْرَانِ الْمَحَبَّةِ الْاِلٰهِيَّةِ اَمَّا تَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ وَرَدُّ السَّلَامِ وَالدُّعَاءُ فِيْ غَيْرِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ لَا يَخْلُوْ عَنْ كَرَاهَةٍ وَّلَا يُبْطِلُ الصَّلٰوةُ وَ يَحْرُمُ قَطْعُ الصَّلٰوةِ بِغَيْرِ ضَرُوْرَةٍ عَظِيْمَةٍ وَّيَجِبُ لِدَفْعِ الْمَضَرَّةِ مِنْ نَفْسِهٖ اَوْمِنْ غَيْرِهٖ كَتَخْلِيْصِ اِنْسَانٍ وَحَيْوَانٍ مُّحْتَرَمٍ مِّنَ الْهَلَاكِ بِغَرَقٍ اَوِ احْتِرَاقٍ اَوْ سَبُعٍ اَوْ عَدُوٍّ وَغَيْرُهٗ غَافِلٌ عَنْهَا وَهُوَ مُطَّلِعٌ عَلَيْهَا وَلَا يَسَعُ التَّاخِيْرَ وَيُسَاوِيْ فِيْهِ ضَيْقُ الْوَقْتِ وَسِعَتُهٗ لِلصَّلٰوةِ وَيَجُوْزُ لِقَضَاءِ الدَّيْنِ وَرَدِّ الْمَظَالِمِ وَالْوَدَايِعِ مَعَ سِعَةِ الْوَقْتِ وَلَوْ عَدَّ رَكْعَاتَهٗ بِالْحَصٰى اَوْ بِعَقْدِ الْاَصَابِعِ اَوْ بِالْخَطِّ عَلَى الْاَرْضِ اَوْعَلَى الْجِدَارِ اَوْسَوّٰى عَمَامَتَهٗ وَلَوْ بِثَلَاثِ عَقَدَاتٍ اَوْدَفَعَ مَا يَشْغَلُهٗ بِغَيْرِ كَثِيْرٍ لَّا بَاْسَ بِهٖ۔

نماز کی حالت میں مکروہ چیزیں

۱۔ دائیں یا بائیں کو متوجہ ہونا۔
۲۔ سجدہ گاہ کو پھونک مارنا۔
۳۔ داڑھی سے کھیلنا۔
۴۔ اُنگلیاں چٹخانا۔
۵۔ بال کا گچھا بنانا۔
۶۔ ناک صاف کرنا۔
۷۔ تھوکنا یا اُسے منہ میں روکے رکھنا۔
۸۔ کھنکارنا۔
۹۔ آنکھوں کو دیر تک بند رکھنا۔
۱۰۔ تنگ موزہ پہننا ۔
۱۱۔ انگڑائی لینا۔
۱۲۔ بول وبراز کی حاجت کے ہوتے ہوئے اُسے روک کر نماز میں لگ جانا۔
۱۳۔ آہ آہ کرنا بشرطیکہ یہ آہ محبتِ الٰہی کی آگ میں جلنے کی وجہ سے نہ ہو۔

۱۴۔لیکن چھینکنے والے کو دُعا دینا، سلام کا جواب دینا اور غیر ممنوع صورتوں میں دُعا کرنا کسی حد تک مکروہ ہونے سے خالی نہیں اور یہ چیزیں نماز کو باطل نہیں کرتی ہیں۔ کسی بڑی ضرورت کے پڑے بغیر نماز کو توڑ دینا حرام ہے۔ اپنے کو پیش آمدہ یا دوسرے کو درپیش ضرر کو دُور کرنے کی خاطر نماز کا توڑنا واجب ہے مثلاً کسی آدمی یا عزیز جانور کو ڈوبنے کی وجہ سے یا جلنے کی وجہ سے یا درندے سے یا کسی دشمن کے ہاتھ ہلاک ہونے سے چھڑا دینا جبکہ دوسرا ان حالات سے غافل ہو اور نمازی کو پتہ چل جائے اور اسی کام میں دیر کی گنجائش نہ ہو۔ اس قسم کی صورت حال پیش آنے پر نماز کیلیے وقت کی تنگی اور فراخی دونوں برابر ہیں۔ وقت کی فراخی کے باوجود قرض کی ادائیگی کیلیے نیز ظلم سے حاصل کی ہوئی چیزوں اور امانتوں کی واپسی کے لیے نماز کا توڑ دینا جائز ہے۔ اگر نمازی کنکریوں کے ذریعے، انگلیوں کی گرہ بندی کے ذریعہ زمین یا دیوار پر لکیر کھینچنے کی صورت میں رکعتوں کو شمار کرے یا پگڑی کو درست کرے اگرچہ تین بندھنوں سے کیوں نہ ہو یا توجہ ہٹانے والی کسی چیز کو عمل کثیر کے بغیر دُور کرے تو ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اَمَّا السَّهْوُ وَلَوْ تَرَكَ وَاجِبًا مَتٰى يَذْكُرُ فِي الصَّلٰوةِ يَجُوْزُ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ وَيَتَدَارَكَهُ وَمِنْهُ عَلَى التَّرْتِيْبِ يُتِمَّ صَلٰوتَهُ وَيَسْجُدَ لِلسَّهْوِ وَلَوْ زَادَ وَاجِبًا فَيَذْكُرُ فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ يَّسْجُدَ لِلسَّهْوِ وَلَوْ سَهٰى عَنْ عَدَدِ الرَّكْعَاتِ اِنْ يَّذْكُرَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَعَلَيْهِ اَنْ يُّحَاسِبَ مَا تَيَقَّنَ بِهٖ وَيُتِمَّهَا وَيَسْجُدَ لِلسَّهْوِ وَفِيْ سَهْوِ السُّنَنِ زِيَادَةً اَوْ نُقْصَانًا اِنْ سَجَدَ فَمُسْتَحَبٌّ وَاِنْ لَّمْ يَسْجُدْ فَلَا بَاْسَ بِهٖ وَلَوْ سَهٰى فِي السَّهْوِ فَلَاحَاجَةَ اِلٰى تَلَافِيْهِ وَمَنْ كَثُرَ سَهْوُهٗ كَذٰلِكَ وَاَحْسَنُ الْوُجُوْهِ اِنِ اخْتَلَّتْ صَلٰوتُهُ الْوَاجِبَةُ بِخَلَلٍ مَّا اَنْ يُّعِيْدَهَا صَحِيْحَةً وَيُحَاسِبَ صَلٰوتَهُ الْمُخْتَلَّةَ بِالنَّوَافِلِ الرَّاتِبَةِ وَ غَيْرِهَا لِاَنَّ اَكْثَرَ الْمُصَلِّيْنَ وَيَتَثَبَّتُوْنَ بِالنَّوَافِلِ فَلَا كُلْفَةَ عَلَيْهِمْ بِاِعَادَةِ صَلٰوةٍ اَكْثَرُهَا اَرْبَعُ رَكْعَاتٍ وَفِيْ بَدْءِ الْاِسْلَامِ لَيْسَ كَذٰلِكَ فَالرَّسُوْلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُوَاسِيْهِمْ لِئَلَّا يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ فَاَمَّا فِيْ زَمَانِنَا هٰذَا لِقُوَّةِ اِسْلَامِهِمْ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ تَرْقِيْعِ مَدْرَعَةِ الصَّلٰوةِ بِالرُّقْعَاتِ السَّهْوِيَةِ وَعَلٰى كَثِيْرِ الْاِسْتِيْنَافُ اَسْهَلُ مِنْ هٰذِهِ الْحِيَلِ۔

نماز میں سہو ہونے کا مسئلہ

اگر بھولے سے کسی واجب فعل کو چھوڑ دے تو جب بھی نماز میں یاد آ جائے تو اُس فعل کی طرف لوٹنا اور اُس کی تلافی کرنا جائز ہے اور اُسی فعل سے شروع کر کے ترتیب کے مطابق نماز کو پورا کرے اور سجدہ سہو بجالائے۔ اگر نماز میں کسی واجب فعل کا اضافہ کرے پھر وہ یاد پڑے تو سجدہ سہو کے بجالانے کے سوا نمازی کے ذمے کوئی چیز لازم نہیں۔ اگر رکعتوں کی تعداد کے بارے میں سہو ہو جائے اور نماز کی حالت میں اُسے یاد آ جائے تو اُس کے ذمے یقینی حالت کا حساب کرنا، نماز کو پورا کرنا اور سجدہ سہو کو بجالانا لازمی ہے۔ سنتوں میں اضافہ یا کمی کی صورت میں سہو ہونے پر اگر سجدہ سہو بجالائے تو سنت ہے اگر سجدہ سہو بجانہ لائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کسی کو سہو ہونے میں سہو ہو جائے تو ایسی صورت میں اُس کی تلافی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور جو شخص کثرت سہو کا شکار ہو اُس کا بھی یہی حکم ہے۔ کسی فعل کے پڑنے کی بناء پر اگر کسی کی واجب نماز مجروح ہو جائے تو اُس خلل والی نماز کو صحیح طور پر دوبارہ بجالانا اور اُسے روزانہ پڑھی جانے والی نوافل میں شمار کرنا سب سے بہتر طریقہ ہے۔ کیونکہ بہت سے نمازی لوگ ثابت قدمی کے ساتھ نوافل کی ادائیگی میں لگے رہتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے لیے زیادہ سے زیادہ چار رکعتوں والی نماز کے دوبارہ پڑھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ اسلام کے ابتدائی دور میں معاملہ ایسا نہیں تھا چنانچہ رسول ﷺ مسلمانوں کے ساتھ انتہائی ہمدردی سے پیش آتے تھے تاکہ وہ لوگ آپ کے ارد گرد سے تتر بتر نہ ہو جائیں۔ ہمارے موجودہ دور میں مسلمانوں کی اسلامی قوت کو دیکھ کر وہ لوگ سہو کے ٹکڑوں کے ذریعہ سے عبائے نماز کی پیوند کاری پر تعجب کا اظہار کریں گے۔ اکثر نمازیوں کو از سر نو پڑھنا ان حیلوں کی نسبت زیادہ آسان ہے۔

وَكَانَ وَرَاءَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ سَجْدَتَانِ سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ وَسَجْدَةُ الشُّكْرِ أَمَّا سَجْدَةُ التِّلَاوَةِ فَسَجْدَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَهَا النِّيَّةُ وَالتَّكْبِيرُ وَرَفْعُ الْيَدَيْنِ مَعَهُ وَالتَّسْبِيحُ وَالدُّعَاءُ فِيهَا وَالتَّكْبِيرُ عِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهَا وَالسَّلَامُ فَهِيَ وَاجِبَةٌ فِي صِيَغِ الْأَمْرِ بِالسُّجُودِ دُونَ الرُّكُوعِ كَمَا فِي سُورَةِ حٰمٓ السَّجْدَةِ وَفِي سُورَةِ النَّجْمِ وَفِي سُورَةِ الْعَلَقِ أَوْ مَا فِي مَعْنَى الْأَمْرِ كَمَا فِي سُورَةِ الٓمٓ السَّجْدَةِ وَ مُسْتَحَبَّةٌ فِي صِيَغِ الْإِخْبَارِ مِنَ السَّاجِدِينَ كَمَا فِي سُورَةِ الْأَعْرَافِ وَسُورَةِ النَّحْلِ وَسُورَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَسُورَةِ مَرْيَمَ وَفِي مَوْضِعَيْنِ مِنْ سُورَةِ الْحَجِّ وَسُورَةِ الْفُرْقَانِ وَسُورَةِ النَّمْلِ وَسُورَةِ

صٓ وَسُوْرَةِ الْاِنْشِقَاقِ وَاَمَّا سَجْدَةُ الشُّكْرِ فَسَجْدَةٌ وَّاحِدَةٌ مُجَرَّدَةٌ عَنِ التَّكْبِيْرِ وَرَفْعِ الْيَدَيْنِ وَغَيْرِهِمَا وَهِيَ اِمَّا لِشُكْرِ نِعْمَةٍ تَصِلُ اِلَيْهِ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اَوْ لِدَفْعِ بَلِيَّةٍ مِّنْهَا يَجْتَنِبُ فَيَقُوْلُ مَا يَشَاءُ مِنَ الشُّكْرِ وَالدُّعَاءِ كَمَا يَلِيْقُ بِحَالِهٖ اَوْوَرَدَ فِيْ مَقَالِهٖ۔

سجدۂ تلاوت اور سجدہ شکر کا مسئلہ

سہو کے دو سجدوں کے علاوہ دو اور سجدے ہیں۔ سجدہ تلاوت اور سجدۂ شکر، سجدہ تلاوت صرف ایک ہی سجدہ کا نام ہے جس میں یہ چیزیں ہیں۔

۱۔ نیت کرنا۔ ۲۔ تکبیر پڑھنا۔ ۳۔ تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کا اُٹھانا۔

۴۔ سجدے میں تسبیح اور دُعا کا پڑھنا۔ ۵۔ سجدے سے سر اُٹھاتے وقت تکبیر کا پڑھنا۔ ۶۔ سلام پھیر دینا۔

سجدۂ تلاوت رکوع کے لیے نہیں بلکہ سجدہ کرنے کے لیے آئے ہوئے امر کے صیغوں کی تلاوت کی صورت میں واجب ہے جیسا کہ سورۂ حٰم السجدہ، سورۂ والنجم اور سورۂ علق میں ہیں۔ سجدۂ تلاوت یا تو اُن صیغوں کی تلاوت کی صورت میں بھی واجب ہے جو امر کے معنی میں ہوں جیسا کہ سورۂ الٓم السجدہ میں ہے۔ سجدہ کرنے والوں کے احوال کے بیان کرنے کے لیے آئے ہوئے صیغوں کی تلاوت کی صورت میں سجدۂ تلاوت سُنّت ہے۔ جیسا کہ سورۂ اعراف، سورۂ رعد، سورۂ فرقان، سورۂ نحل، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ مریم، سورۂ حج کے دو مقامات، سورۂ فرقان، سورۂ نمل، سورۂ صٓ اور سورۂ انشقاق میں ہیں۔

سجدۂ شکر صرف ایک ایسے سجدہ کا نام ہے جو تکبیر کے پڑھنے اور ہاتھوں کے اٹھانے وغیرہ سے خالی ہے۔ اس سجدہ کی بجا آوری کسی بے گمان طریقے سے ملنے والی نعمت کا شکریہ ادا کرنے کی غرض سے یا کسی قابل پرہیز بلائے ناگہانی کو دُور ہونے کی صورت میں ہوتی ہے۔ چنانچہ اس سجدہ میں جا کر اپنے لائق حال یا زبان پر آئے ہوئے کلمات کے مطابق شکر اور دُعائے خیر میں سے جو چاہے وہ کہے۔

اَمَّا الصَّلٰوتُ الْمَسْنُوْنَةُ الرَّاتِبَةُ فَكَانَتْ لِلصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْوَاجِبَةِ وَبَعْدَ طُلُوْعِ الصُّبْحِ الصَّادِقِ وَلَوْ وَقَعَتَا قَبْلَ الصُّبْحِ الصَّادِقِ لَابَأْسَ بِهٖ وَلِلظُّهْرِ اَكْثَرُهَا ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُهَا عَلَى الْوَاجِبَةِ وَتَأْخِيْرُهَا وَتَقْدِيْمُ بَعْضِهَا وَتَأْخِيْرُ بَعْضِهَا وَلِلْعَصْرِ مِثْلُهَا وَالْاَرْبَعُ

اٰكِدٌ وَلَا يَجُوْزُ تَأْخِيْرُهَا مِنَ الْوَاجِبَةِ وَلِلْمَغْرِبِ اَرْبَعًا وَّلِلْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهُمَا الْوِتْرُ وَالشَّفْعُ وَالتَّهَجُّدُ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً اِلٰى قُبَيْلِ الصُّبْحِ وَالْاَوْلٰى فِي السُّنَنِ وَالنَّوَافِلِ اَنْ يُّصَلّٰى كُلَّ رَكْعَتَيْنِ بِتَسْلِيْمَةٍ اِلَّا اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَبِالْقِيَامِ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ وَالْوِتْرُ وَاحِدَةٌ وَالشَّفْعُ رَكْعَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ بِتَسْلِيْمَةٍ وَّكُلُّهَا الْوِتْرُ وَبَقِيَ ثَمَانِ التَّهَجُّدِ وَالْقُنُوْتُ سُنَّةٌ فِي الرَّكْعَةِ الْاَخِيْرَةِ مِنَ الْوِتْرِ اِنْ شِئْتَ فِيْ جَمِيْعِ السَّنَةِ وَاِنْ شِئْتَ فِي النِّصْفِ الْاَخِيْرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِاَنَّهٗ اَشَدُّ تَاكِيْدًا فِيْهِ -

روزانہ پڑھی جانے والے سنن راتبہ

سنّت راتبہ صبح کی دو رکعتیں ہیں جو صبح صادق کے نکل آنے کے بعد فرض نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ اگر صبح صادق کے نکل آنے سے پہلے یہ دونوں رکعتیں وقوع پذیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ سنّت راتبہ ظہر کی زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں، ان آٹھ رکعتوں کو ظہر کی فرض نماز سے پہلے بجالانا اور فرض نماز کے بعد بجالانا نیز بعض رکعتوں کو فرض سے پہلے اور بعض رکعتوں کو فرض کے بعد بجالانا یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ سنت راتبہ عصر کی ظہر جیسی ہے ان میں چار رکعتیں تاکیدی پہلو رکھتی ہیں۔ عصر کی سنت راتبہ کو عصر کی فرض نماز کے بعد بجالانا جائز نہیں ہے مغرب کی سنت راتبہ چار رکعتیں ہیں۔ عشاء کی سنّت راتبہ دو رکعتیں ہیں۔ عشاء کی ان دو رکعتوں کے بعد وتر شفع اور تہجد کو ملا کر کل گیارہ رکعتیں ہیں۔ جو صبح صادق کے نکلنے سے کچھ پہلے پڑھی جا سکتی ہیں۔ فرض ظہر سے پہلے پڑھی جانے والی چار رکعتوں کے سوا سنتوں اور نوافل کی ہر دو رکعتوں کو ایک سلام کے ساتھ بجالانا اور عشاء کے بعد پڑھی جانے والی دو رکعتوں کے سوا سنتوں اور نوافل کو کھڑے ہو کر بجالانا سب سے بہتر ہے۔ سنّت راتبہ وتر ایک رکعت ہے اور شفع دو رکعتیں ہیں یا یہ صورت ہے کہ سنّت راتبہ وتر اور شفع کو ملا کر ایک ہی سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں۔ جو پوری کی پوری وتر کہلاتی ہیں اور اب نماز تہجد کی آٹھ رکعتیں رہ گئیں۔ وتر کی آخری رکعت میں قنوت پڑھنا سنّت ہے چاہے تو پورے سال پڑھتا رہے یا رمضان شریف کے دوسرے پندرھواڑے میں پڑھے کیونکہ اس میں قنوت پڑھنا زیادہ تاکیدی پہلو رکھتا ہے۔

وَاَمَّا نَوَافِلُ الشُّهُوْرِ وَالْاَيَّامِ وَاللَّيَالِيْ فِيْ تَمَامِ السَّنَةِ فَكَثِيْرَةٌ اَشْهَرُهَا نَافِلَةُ رَمَضَانَ فِيْ

كُلِّ لَيْلَةٍ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً وَالْجَمَاعَةُ فِيْهَا بِدْعَةٌ يَالَيْتَ كُلَّ بِدْعَةٍ كَانَتْ مِثْلَهَا فَاِنْ شِئْتَ تُصَلِّهَا مُنْفَرِدًا وَّاِنْ شِئْتَ بِالْمُوَافِقَةِ مَعَ الْمُصَلِّيْنَ وَاِنْ لَمْ تَنْوِ الْاِئْتِمَامَ لَابَأْسَ بِهٖ وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ فِعْلُهَا اَفْضَلُ مِنْ تَرْكِهَا لِاَنَّهَا شِعَارٌ فِي الْاِسْلَامِ وَتَعْظِيْمٌ لِّشَهْرِ الصِّيَامِ وَفِيْهَا حِكْمَةٌ لِّلْعَوَامِ فِيْ هَضْمِ الطَّعَامِ-

نافلۂ رمضان کا مسئلہ

پورے سال میں مہینوں، دِنوں اور راتوں کے نوافل بہت ہیں اُن میں سب سے زیادہ مشہور نافلۂ رمضان ہے جو ہر رات بیس رکعتوں کی شکل میں پڑھی جاتی ہے۔ اس نافلۂ رمضان کی ادائیگی میں جماعت بدعت ہو سکتی ہے؟ اے کاش! ہر ایک بدعت اس جیسی ہوتی۔ اگر چاہے تو اس نافلہ کو اکیلے طور پر ادا کرے، چاہے تو نمازیوں کے ساتھ موافقت کی شکل میں ادا کرے، اگرچہ جماعت کی نیت نہ بھی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بہر صورت اس کی بجا آوری اس کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ کیونکہ یہ نافلۂ رمضان اسلام کا ایک امتیازی نشان ہے۔ روزے کے مہینے کی عین تعظیم ہے اور معرکۂ نفس کے غازی بننے والے عوام کے لیے کھانے کے ہضم ہونے میں اس کی ادائیگی کے اندر ایک بڑی حکمت پنہاں ہے۔

اَمَّا صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ فَهِيَ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ لِلرِّجَالِ فَفِيْ كُلِّ سَوَادٍ مِّنَ الْبُلْدَانِ وَالْقُرٰى وَ الْاَخْشَامِ وَاَرْبَابِ الْخِيَامِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهَا اِقَامَةُ الْجَمَاعَةِ كُلُّهُمْ عَصَوْا وَاِنْ اَفْرَطُوْا فِيْ تَرْكِهَا وَجَبَ عَلَى الْاِمَامِ وَسَائِرِ الْحُكَّامِ فِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ اَنْ يُّقَاتِلُوْهُمْ فَاِنْ لَّمْ يَمْتَنِعُوْا فَيَقْتُلُوْهُمْ وَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَزِيْدُ بِفَضَائِلَ كَثِيْرَةٍ عَلٰى صَلٰوةِ الْمُنْفَرِدِ فَيَجِبُ عَلَى الْمَامُوْمِ اَنْ تَزِيْدَ فِيْ نِيَّةِ الصَّلٰوةِ الْاِئْتِمَامَ اَوِ الْاِقْتِدَاءَ اَوِ الْجَمَاعَةَ اَوْ مَامُوْمًا كَمَا اِذَا صَلَّى الظُّهْرَ يَقْصِدُ هٰذِهِ الصِّيْغَةَ اُصَلِّيْ فَرْضَ الظُّهْرِ بِالْجَمَاعَةِ اَوْ مَامُوْمًا اَوْ مُقْتَدِيًا اَدَاءً لِّوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَيَجُوْزُ لِلْاِمَامِ اَنْ يُّقَيِّدَ فِيْ نِيَّتِهٖ اِمَامًا وَاَنْ لَّا يُقَيِّدَ وَيَجِبُ اَنْ لَّا يَتَقَدَّمَ عَقِبُ رِجْلِهٖ عَلٰى عَقِبِ رِجْلِ الْاِمَامِ فِي الصَّفِّ بَلْ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّتَاَخَّرَ وَلَوْ تَسَاوَيَا لَمْ تَبْطُلِ الْجَمَاعَةُ وَيَجِبُ عَلَى الْمَامُوْمِ اَنْ يُّحِسَّ

انْتِقَالَاتِ الْاِمَامِ اَوِالْمَامُوْمِيْنَ اَوْ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ بِالْبَصَرِ اَوِ السَّمْعِ وَلَوْ كَانَ بَعِيْدًا بِحَيْثُ لَا يُحِسُّ الْاِنْتِقَالَاتِ اَوِالتَّكْبِيْرَاتِ لَمْ تَنْعَقِدِ الْجَمَاعَةُ وَيُسَاوِيْ فِي الْجَمَاعَةِ الْمَسْجِدُ الْجَامِعُ وَ سَائِرُ الْمَسَاجِدِ وَالصَّحَارِيْ لِاَنَّ الْاَرْضَ كُلَّهَا مَسْجِدٌ لِّلْمُسْلِمِيْنَ بِخِلَافِ الْمِلَلِ الْمَاضِيَةِ وَ يَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ الْاِمَامُ مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلٰوةِ صَالِحًا بِالظَّاهِرِ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا فِي الْبَاطِنِ وَلَا يَجُوْزُ الْاِقْتِدَاءُ بِالْفَاسِقِ الظَّاهِرِ فِسْقُهُ اِلَّا لِمِثْلِهٖ وَكَانَ ذٰلِكَ اَقَلَّ الْمَرَاتِبِ وَالْاَوْلٰى اَنْ يَّكُوْنَ الْاِمَامُ صَالِحًا ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا عَدْلًا وَلَوْ وُجِدَ اِمَامٌ وَّرِعٌ فَقِيْهٌ قَارِئٌ فَطُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَهٗ وَاِنْ لَّمْ يُوْجَدْ لَا يَجُوْزُ تَرْكُ الْجَمَاعَةِ اِلَّا لِعُذْرٍ كَالْمَرَضِ اَوْخِدْمَةِ الْمَرِيْضِ بِالضَّرُوْرَةِ اَوِالْمَطَرِ اَوِالْوَحْلِ وَ الْجَمَاعَةُ بَعِيْدٌ فِيْهِمَا اَوِالْجُوْعِ وَالْعَطَشِ الشَّدِيْدَيْنِ اَوِ الْحَرِّ وَالْبَرْدِ الشَّدِيْدَيْنِ اَوِالْخَوْفِ مِنْ عَدُوٍّ وَ مَنْ اَكَلَ مُنْتِنًا نَّيًّا كَالْفُوْمِ وَالْبَصَلِ وَغَيْرِهِمَا وَلَمْ يَقْدِرْ عَلٰى قَطْعِ رَائِحَتِهٖ بِاَكْلِ مَا يَمْحُوْهَا وَمَنْ لَهٗ عَرَقٌ مُنْتِنٌ وَلَمْ يَقْطَعْ رَائِحَتَهٗ فَيَحْرُمُ عَلَيْهِ الْحُضُوْرُ بِالْجَمَاعَةِ۔

نماز باجماعت کا مسئلہ

نماز باجماعت مردوں کے لیے فرض کفایہ ہے۔ شہر، دیہات، صحرائی باشندے اور خیمے والوں کی ہر ایک بستی جس میں جماعت کا قیام عمل میں نہ لایا جائے تو سب کے سب گنہگار رہوں گے۔ اگر یہ لوگ ترکِ جماعت میں حد سے تجاوز کر جائے تو امام اور اسلامی مملکت کے تمام حکام کے ذمے ان سے جنگ کرنا واجب ہے اگر وہ لوگ ترکِ جماعت سے باز نہ آئے تو اسلامی حکام اُنھیں مار ڈالیں۔ جماعت کی نماز کو اکیلے کی نماز پر بہت سی فضیلتوں میں زیادہ برتری حاصل ہے۔ چنانچہ ماموم کے ذمے نماز کی نیت میں لفظ ایتمام یا اقتداء یا جماعت یا مَاْمُوْمًا کا اضافہ کرنا واجب ہے۔ مثلاً کوئی شخص امام کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھے تو وہ ان الفاظ میں ظہر کی نیت کرے گا۔ اُصَلِّيْ فَرْضَ الظُّهْرِ بِالْجَمَاعَةِ اَدَاءً لِّوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ ''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر جماعت کے ساتھ ظہر کی فرض نماز پڑھتا ہوں''۔ اُصَلِّيْ فَرْضَ الظُّهْرِ مَاْمُوْمًا اَدَاءً لِّوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ ''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی

خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر مقتدی بن کر ظہر کی فرض نماز پڑھتا ہوں''۔ امام کے لیے اپنی نیت میں لفظ اِمَامًا کی قید کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں۔ صف میں ماموم کی ایڑیوں کا امام کی ایڑیوں سے آگے نہ ہونا واجب ہے۔ بلکہ ماموم کی ایڑیوں کا پیچھے کو ہونا زیادہ مناسب ہے۔ اگر امام اور ماموم دونوں کی ایڑیاں برابر ہوں تو جماعت اس سے باطل نہیں ہوتی۔ ماموم کے ذمّے امام کی نقل وحرکت یا مقتدیوں کی نقل وحرکت یا مقتدیوں میں سے کسی ایک کی نقل وحرکت کو دیکھنے یا سننے کی صورت میں محسوس کرنا واجب ہے۔ اگر ماموم اتنا دور ہو کہ وہ امام کی نقل وحرکت یا تکبیروں کو محسوس نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں جماعت منعقد نہیں ہوتی۔ نماز جماعت کے قائم کرنے کی صورت میں جامع مسجد اور دیگر تمام مسجدیں اور بیابان سب برابر ہیں کیونکہ گزشتہ مِلّتوں کے برخلاف مسلمانوں کے لیے پوری کی پوری زمین مسجد کا حکم رکھتی ہے۔ امام کا پابند نماز اور ظاہری طور پر نیک ہونا واجب ہے اگر چہ وہ اندرونی طور پر فاسق ہی کیوں نہ ہو۔ جس شخص کا فاسق ہونا ظاہر و باہر ہو اُس کا اقتداء کرنا صرف اُس جیسے فاسق شخص کے لیے جائز ہو سکتا ہے۔ ظاہری طور پر فاسق نہ ہونا امام کا سب سے پست درجہ ہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ امام ظاہر اور باطن دونوں کے لحاظ سے نیک اور عادل ہو۔ اگر کوئی پرہیز گار، مسائل کا جاننے والا اور بہترین قرأت والا امام مل جائے تو ایسے امام کو پانے والے کے لیے خوشی ہی خوشی ہے۔ اگر ایسا امام نہ مل سکے تو پھر بھی کسی خاص عذر کے بغیر جماعت کا چھوڑ دینا جائز نہیں ہے۔ مثلاً بیماری یا بیمار آدمی کی ضروری طور پر خدمت کرنا یا بارش ہو یا زبردست کیچڑ ہو اور ان صورتوں میں جماعت کی جگہ دُور ہو یا سخت بھوک اور سخت پیاس یا سخت گرمی اور سخت سردی اور یا دشمن کا خوف، جو شخص کوئی کچی بدبودار چیز کھالے مثلاً لہسن اور پیاز وغیرہ اور وہ شخص بدبو کو ختم کرنے والی چیز کھا کر بدبو کو دُور کرنے پر قادر نہ ہو نیز جس شخص کو بدبودار پسینہ آتا ہو اور وہ اُسے دور نہ کرے تو اس قسم کے ہر ایک شخص کے لیے نماز جماعت میں حاضر ہونا حرام ہے۔

وَيَجِبُ لِلْمَامُوْمِ اَنْ يَّقْرَأَ الْفَاتِحَةَ وَسُوْرَةً مَّعَهَا خَلْفَ الْإِمَامِ فِي التَّخَافُتِ وَيَجُوْزُ فِي الْجَهْرِيَّةِ اِمَّا مُتَابَعَتُهُ كَلِمَةً بَعْدَ كَلِمَةٍ بِغَيْرِ صَوْتٍ اَوْ بَعْدَ فَاتِحَةِ الْإِمَامِ اِنْ تَوَقَّفَ الْإِمَامُ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ وَالسُّوْرَةِ وَقَرَأَ دُعَاءً لِيَقْرَأَ الْمَامُوْمُ الْفَاتِحَةَ وَالسُّوْرَةَ وَيَجُوْزُ فِيْمَا يَجْهَرُ بِهِ الْاِمَامُ اَنْ لَّا يَقْرَأَ الْمَامُوْمُ الْفَاتِحَةَ وَالسُّوْرَةَ وَيَسْمَعَ قِرَأَةَ الْاِمَامِ بِالْاُذُنِ الْوَاعِيَةِ لَوْ كَانَ الْاِمَامُ صَالِحًا وَ

مُوَاظِبًا عَلَى الصَّلٰوةِ فِي الْمَلَاءِ وَالْخَلَوَاتِ فَالْوَيْلُ كُلُّ الْوَيْلِ لِمَنْ لَّمْ يَقْرءِ الْقَرَاءَةَ وَلَمْ يَكُنِ الْإِمَامُ صَالِحًا بَلْ ظَاهِرَ الْفِسْقِ فَحَبِطَتْ صَلٰوتُهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ وَلَوْ وَجَدَ الْمَامُوْمُ رُكُوْعَ الْإِمَامِ كَانَ كَمَنْ وَجَدَهُ فِيْ تَمَامِ الرَّكْعَةِ وَلَو وَجَدَهُ بَعْدَ الرُّكُوْعِ لَمْ تُحَاسَبْ هٰذِهِ الرَّكْعَةُ وَلَا يَجُوْزُ اِمَامَةُ النِّسَاءِ اِلَّا لِلنِّسَاءِ وَلَا اِمَامَةُ الْخُنْثٰى وَيَجُوْزُ اِمَامَةُ غَيْرِ الْبَالِغِ اِنْ كَانَ رَشِيْدًا مِّنْ اَوْلَادِ الصَّالِحِيْنَ وَلَا يُوْجَدُ اَحَقُّ مِنْهُ وَلَوِ اقْتَدٰى بِظَنٍّ اَنَّ صَلٰوتَهُ كَانَتْ صَلٰوتَهُ فِي الْوُجُوْبِ وَالْوَقْتِيَةِ فَيَظْهَرُ بَعْدَهُ اَنَّ صَلٰوتَهُ كَانَتْ غَيْرَ صَلٰوتِهِ لَاحَاجَةَ اِلَى الْاِعَادَةِ وَاَمَّا بِالْاِخْتِيَارِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ الصَّلٰوتَانِ مُوَافِقَتَيْنِ فِي الْوَقْتِ وَالْوُجُوْبِ اِلَّا لِمَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فَيَجُوْزُ فِيْهِ لِمَنْ يُّصَلِّي الظُّهْرَ الْاِقْتِدَاءُ بِمَنْ يُّصَلِّي الْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ بِمَنْ يُّصَلِّي الْعِشَاءَ كَالْمَسْبُوْقِ فَيُتِمُّ صَلٰوتَهُ كَمَا هِيَ وَيَجُوْزُ اقْتِدَاءُ الْمُتَنَفِّلِ بِالْمُفْتَرِضِ وَيُكْرَهُ بِالْعَكْسِ وَلَا يَجُوْزُ التَّقَدُّمُ وَلَا التَّاَخُّرُ عَنِ الْاِمَامِ بِرُكْنَيْنِ وَلَا يَجُوْزُ مُتَابَعَتُهُ فِي السَّهْوِ اِنْ كَانَ مُتَيَقِّنًا بِسَهْوِهِ وَيَجُوْزُ اِعَادَةُ الْفَرَائِضِ اِنْ صَلَّيْهَا مُنْفَرِدًا فَيَنَالُ جَمَاعَةً وَكُلَّمَا كَرَّرَ الصَّلٰوةَ كَرَّرَ الثَّوَابَ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِهِ وَمَنْ اَدْرَكَ الْاِمَامَ فِي التَّشَهُّدِ نَالَ مِنْ ثَوَابِ الْجَمَاعَةِ بِقَدْرِ مَا نَالَ مِنَ الْجَمَاعَةِ۔

نماز جماعت کی ادائیگی

سرّی نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ماموم کے لیے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کسی بھی سورہ کا پڑھنا واجب ہے۔ جہری نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں ماموم یا تو کسی آواز کے بغیر کے بعد دیگرے الفاظ قرأت امام کی تابعداری میں پڑھے یا یہ صورت ہے کہ اگر امام سورۂ فاتحہ اور کسی بھی سورت کو پڑھ کر وقفہ کرے اور آہستہ سے کوئی دُعا پڑھے تاکہ ماموم سورۂ فاتحہ اور سورہ کو مکمل پڑھ سکے تو یہ صورت روا ہے۔ جن نمازوں کی ادائیگی میں امام قرأت کو بلند آواز سے پڑھتا ہے اُن نمازوں میں ماموم کے لیے جائز ہے کہ وہ فاتحہ اور سورت کو نہ پڑھے بلکہ بغور یاد رکھنے والے کانوں سے

امام کی قرأت کو سُنتے رہے، بشرطیکہ امام جلوت اور خلوت دونوں میں نیک اور نماز کا پابند ہو۔ چنانچہ اُس شخص کے لیے افسوس ہی افسوس ہے کہ جو قرأت کو نہ پڑھے جبکہ امام نیک نہ ہو بلکہ وہ ظاہری طور پر فاسق ہو، لہٰذا اُس شخص کی نماز باطل ہو جائے گی اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں شمار ہوگا۔ اگر ماموم امام کے رکوع کو پالے تو گویا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے امام کو پوری پوری رکعت میں پالیا ہو۔ اگر رکوع کے کر چکنے کے بعد امام کو پالے تو اس رکعت کا شمار نہیں کیا جا سکے گا۔ عورتوں کے سوا کسی اور کے لیے عورتوں کی امامت جائز نہیں ہے اور نہ ہجڑے کی امامت جائز ہو سکتی ہے۔ نابالغ کی امامت جائز ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ سن رُشد کو پہنچا ہو اور نیکو کاروں کی اولاد میں سے ہو نیز اُس سے زیادہ بہتر حقدار امامت کے لیے نہ ملتا ہو۔ اگر کوئی شخص اس گمان پر کسی امام کی پیروی کرے کہ اُس کی نماز اور امام کی نماز واجب ہونے اور وقت کے لحاظ سے ایک ہی نماز ہے پھر پتہ چل جائے کہ اُس کی نماز اور تھی امام کی نماز اور تو ایسی صورت میں نماز کو دوبارہ پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن اختیاری صورت میں مناسب یہ ہے کہ دونوں نمازیں واجب ہونے اور وقت کے لحاظ سے بالکل موافق ہوں مگر جو شخص دو نمازوں کو ملا کر پڑھتا ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ اس صورت میں ظہر کی نماز پڑھنے والے کے لیے عصر کی نماز پڑھنے والے کی پیروی کرنا اور مغرب کی نماز پڑھنے والے کے لیے مسبوق کی مانند عشاء کی نماز پڑھنے والے کی پیروی کرنا جائز ہے۔ پس وہ اپنی نماز کو ایسے ہی مکمل کرے گا جیسی وہ ہے نفل نماز پڑھنے والے کیلیے فرض نماز پڑھنے والے کی پیروی کرنا جائز ہے اور اُس کی اُلٹی صورت مکروہ ہے۔ نماز میں امام سے آگے جانا جائز نہیں ہے اور نہ ہی دو رُکنوں کی مقدار پیچھے رہنا جائز ہے۔ سہو میں امام کی پیروی جائز نہیں بشرطیکہ ماموم کو امام کی اپنی بھول چُوک کا یقین ہو۔ اگر فرض نمازوں کو اکیلے ہی پڑھ چکا ہو پھر وہ کسی جماعت کو پالے تو ایسی صورت میں فرض نمازوں کا دوبارہ پڑھ لینا جائز ہے وہ جب بھی نماز کو بار بار پڑھے گا تو ثواب کو بار بار حاصل کرے گا بشرطیکہ وہ اس کا اہل ہو۔ جو شخص امام کو تشہد کی حالت میں پالے تو اُسے جماعت کا اتنا سا ثواب ملے گا جتنا حصہ اُس نے جماعت کا پالیا ہے۔

اَمَّا اٰدَابُ الْجَمَاعَةِ فَمِنْهَا تَسْوِيَةُ الصُّفُوْفِ وَلُصُوْقُهُمْ مِنْ غَيْرِ ضَيْقٍ وَلَوْ حَالَ بَيْنَ الْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ اَوْبَيْنَ الصَّفَّيْنِ شَارِعٌ اَوْ نَهْرٌ صَغِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ لَا بَاْسَ بِهٖ وَمِنْهَا اَنْ لَّمْ يَكُنْ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ اَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثَةِ اَذْرُعٍ وَمِنْهَا اَنْ لَّمْ يَكُنِ الْمَامُوْمُ فِي الطَّبَقَةِ السُّفْلٰى وَالْاِمَامُ فِيْ

الْعُلْيَا وَبِالْعَكْسِ لَابَأْسَ بِهٖ وَمِنْهَا اَنْ لَمْ يَجُزْ الْمَأْمُوْمُ الْمُنْفَرِدُ مَنْ فِيْ خِلَالِ الصُّفُوْفِ اِلٰى نَفْسِهٖ اِلَّا لِمَصْلَحَةٍ وَلَا يَكْرَهُ فِيْ اٰخِرِهَا وَلَا حَاجَةَ اِلٰى جَرِّ مَنْ فِي الصَّفِّ اِلٰى جَنْبِهٖ لِاَنَّ قُبْحَهٗ اَكْثَرُ مِنْ نَفْعِهٖ وَيَكْرَهُ الْقُعُوْدُ فِي الْاِمَامَةِ لِلْقَائِمِيْنَ وَاِمَامَةُ الْمُتَيَمِّمِ لِمُتَوَضِّئِيْنَ وَلَا يَكْرَهُ اِمَامَةُ الْاَعْمٰى وَلَا الْمَرِيْضِ اِنْ قَدَرَ عَلٰى اِسْتِيْفَاءِ الْاَرْكَانِ وَالْوَاجِبَاتِ وَيَكْرَهُ اِمَامَةُ مَنْ تَكْرَهُ الْجَمَاعَةُ اِمَامَتَهٗ وَالْمَظْنُوْنِ بِهٖ بِالْفِسْقِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ الْاِمَامُ مُؤْمِنًا عَاقِلًا عَادِلًا بَالِغًا وَّلَدَ النِّكَاحِ تَائِبًا وَّرَعًا قَارِيًّا فَقِيْهًا نَّسِيْبًا بَلْ هَاشِمِيًّا حَسَنَ الصَّوْتِ صَبِيْحَ الْوَجْهِ طَيِّبَ الْاَخْلَاقِ مَقْبُوْلَ الْخَلَائِقِ وَالْخَلَّاقِ فَاِنْ لَّمْ يُوْجَدْ فَلَااَقَلَّ اَنْ لَّايَكُوْنَ ظَاهِرَ الْفِسْقِ تَارِكَ الصَّلٰوةِ اَوْمُتَكَاسِلًا فِيْهَا فَمَنْ اَرَادَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مَغْضُوْبًا وَمَبْغُوْضًا عِنْدَ اللهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ فَعَلَيْهِ بِاِقَامَةِ الْجَمَاعَةِ بِاِمَامَةٍ كَيْفَ اتَّفَقَ وَلَا يَتْرُكُهَا بِالْحِيَلِ الْمَبْنِيَّةِ عَلٰى اَقَاوِيْلِ الْجُهَّالِ الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ هُمُ الْفُقَهَاءُ وَالْاَوْلٰى بِالْاِمَامَةِ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَوْلِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الْقُرَّاءُ وَمِنْ كُلٍّ مِّنْهُمْ اَكْمَلُهُمْ فَضِيْلَةً فَاَنْسَبُهُمْ قَبِيْلَةً فَاَحْسَنُهُمْ صَوْتًا فَاَصْبَحُهُمْ وَجْهًا فَاَسَنُّهُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ هِمًّا اَوْلَا سِنَّ لَهٗ وَلَا يَجُوْزُ اِمَامَةُ الْمَفْضُوْلِ اِلَّا بِاِرَادَةِ الْفَاضِلِ وَالْاُمِّيِّ لِلْقَارِيِّ وَالْاُمِّيُّ مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلٰى تَرْتِيْلِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ اِمَّا لِعَدَمِ التَّعَلُّمِ اَوْ عَدَمِ تَصَرُّفِ لِسَانِهٖ فِيْ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ وَتَجْوِيْدِهَا فَمَنْ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ مُرَتَّلَةً وَّاِنْ لَّمْ يَقْرَءِ الْخَطَّ وَلَمْ يَكْتُبْ لَيْسَ بِاُمِّيٍّ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ وَكَثْرَةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ قِلَّتِهَا وَتَكْرَهُ الصَّلٰوةُ خَلْفَ قَبِيْحِ الصَّوْتِ۔

نماز با جماعت کے آداب

۱۔ صفیں سیدھی کرنا۔

۳۔ بغیر کسی تنگی کے نمازیوں کا آپس میں ملے رہنا، اگر امام اور ماموم کے درمیان یا دو صفوں کے درمیان کوئی سڑک یا چھوٹی بڑی نہر حائل ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۳۔ دو صفوں کا درمیانی فاصلہ تین گز سے زیادہ نہ ہو۔

۴۔ ماموم پہلی منزل میں اور امام اوپر کی منزل میں نہ ہو۔ اُس کی الٹی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۵۔ تنہا کوئی ماموم صفوں کے بیچ میں سے کسی نمازی کو کسی خاص مصلحت کے سوا اپنی طرف کو نہ کھینچے، صفوں کے آخر میں ایسا کرنا مکروہ نہیں۔

۶۔ صف میں موجود کسی نمازی کو اپنے پہلو کی طرف کھینچنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اس قسم کے فعل کی خرابی فائدے کی نسبت زیادہ ہے۔ کھڑے رہنے والوں کے لیے امامت کے فرائض انجام دینے کی صورت میں امام کا بیٹھ کر نماز پڑھانا اور وضو کر کے نماز پڑھنے والوں کے لیے تیمم کرنے والے امام کی امامت مکروہ ہے۔ اندھے شخص کی امامت مکروہ نہیں ہوتی اور نہ بیمار شخص کی امامت مکروہ ہے بشرطیکہ بیمار آدمی نماز کے ارکان اور واجبات کو پوری طرح انجام دینے پر قادر ہو۔ جس شخص کی امامت لوگوں کو ناپسند ہو اُس کی امامت مکروہ ہے اور جس شخص کے فاسق ہونے کا گمان موجود ہو اُس کی امامت بھی مکروہ ہے۔ مناسب یہ ہے کہ امام مومن ہو، عقل مند ہو، صاحب عدل ہو، بالغ ہو، شرعی نکاح سے جنم لیا ہوا ہو، توبہ کرنے والا ہو، پرہیزگار ہو، قاری ہو، مسائل خوب سمجھنے والا ہو، اچھے نسب والا ہو بلکہ ہاشمی ہو، خوش آواز ہو، خوبصورت ہو، اچھے اخلاق کا حامل ہو نیز وہ خلاق کائنات اور لوگوں میں مقبول شخص ہو۔ اگر ایسا امام نہ مل سکے تو سب سے پست درجے کا امام یہ ہے کہ وہ ظاہری طور پر فاسق نہ ہو۔ نماز چھوڑنے والا نہ ہو یا نماز میں سُستی کرنے والا نہ ہو۔ چنانچہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ خُدا اور رسول خُدا کے ہاں غضب زدہ اور بغض زدہ نہ ہو جائے تو اُس کے ذمہ جیسی صورت راس آئے امامت کی صورت میں نماز با جماعت کا قائم کرنا لازم ہے اور وہ نماز جماعت کو اُن حیلہ سازیوں سے نہ چھوڑے جن کی بنیاد اُن جاہلوں کی باتوں پر ہے جو سمجھتے ہیں کہ صرف وہ ہی فقیہان حرم ہیں۔

امامت کی بہترین درجہ بندی

۱۔ انبیاء علیہم السلام۔	۲۔ اولیائے کرام۔
۳۔ علمائے کرام۔	۴۔ بہترین قرأت والے۔

ان درجہ بندیوں میں سے ہر ایک درجے میں امامت کا سب سے بڑا حقدار وہ ہے جو فضیلت میں سب سے

زیادہ باکمال ہو۔ اس کے بعد وہ زیادہ امامت کا حقدار ہے جو خاندانی لحاظ سے زیادہ اچھے نسب والا ہو، اس کے بعد امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش آواز ہو، اُس کے بعد امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو سب سے زیادہ خوبرو ہو، آخر میں سب سے زیادہ حقدارِ امامت کا وہ ہے جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہو بشرطیکہ وہ انتہائی کمزور بوڑھا نہ ہو یا ایسا شخص بھی نہ ہو جس کے کوئی دانت نہیں۔ اعلیٰ رتبے والے کی چاہت کے ساتھ ہی ادنیٰ رُتبے والے کی امامت جائز ہو سکتی ہے۔ قاری کے لیے اَن پڑھ کی امامت جائز نہیں ہوتی۔ اَن پڑھ وہ شخص ہے جو یا تو نہ سیکھنے کی وجہ سے یا حروف کے مخارج اور اُن کو عمدہ طریقے سے پڑھنے سے اُس کی زبان نہ چلنے کی وجہ سے سورۂ فاتحہ کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے پر قادر نہ ہو۔ لہٰذا جو شخص سورۂ فاتحہ کو با ترتیل پڑھتا ہو اگرچہ وہ تحریر کو نہ پڑھ سکتا ہو تو وہ اس مقام میں اَن پڑھ نہیں کہلائے گا۔ جماعت کی کثیر تعداد قلیل تعداد کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔ خراب آواز والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

اَمَّا صَلٰوۃُ الْمُسَافِرِیْنَ فَلَوْ کَانَ السَّفَرُ سِتَّۃَ عَشَرَ فَرْسَخًا کُلُّ فَرْسَخٍ ثَلَاثَۃُ اَمْیَالٍ وَکُلُّ مِیْلٍ اَرْبَعَۃُ اٰلَافِ خُطْوَۃٍ مُتَوَسِّطَۃٍ وَلَوْ کَانَ الْمُسَافِرُ یُرِیْدُ اَنْ یَّرْجِعَ بِلَا مُکْثٍ طَوِیْلٍ فَارْتِحَالُہٗ وَرُجُوْعُہٗ مَحْسُوْبٌ فِیْ مَسَافَۃِ الْقَصْرِ وَمِنْ شَرَائِطِہٖ اَنْ یَّکُوْنَ السَّفَرُ اِمَّا وَاجِبًا کَالْحَجِّ اَوْ مُسْتَحَبًّا کَزِیَارَۃِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ الْاَمْوَاتِ وَالْاَحْیَاءِ اَوْطَلَبِ الْعِلْمِ شَرِیْعَۃً اَوْ طَرِیْقَۃً اَوْ حَقِیْقَۃً اَوْ مُبَاحًا کَالتِّجَارَۃِ وَکَسْبِ الْمَعَاشِ وَمِثْلِہٖ یَجُوْزُ الْقَصْرُ وَمَا لَمْ یَکُنْ ھٰکَذَا بَلْ حَرَامًا کَقَطْعِ الطَّرِیْقِ اَوْجُنْدِ الظَّلَمَۃِ اَوْغَیْرِہٖ مِنَ الْمَعَاصِیْ الشَّرْعِیَّۃِ لَا یَجُوْزُ لَہُ الْقَصْرُ وَلَا لِمَنْ سَفَرُہٗ اَکْثَرُ مِنْ حَضَرِہٖ وَلَا لِمَنْ لَا یَتَعَیَّنُ مَقْصَدُہٗ فِی السَّفَرِ فَالَّذِیْ یَجُوْزُ لَہُ الْقَصْرُ یَجُوْزُ لَہُ الْاِتْمَامُ فَالْمُسَافِرُ مُخَیَّرٌ بَیْنَ الْاِتْمَامِ وَالْقَصْرِ وَالْجَمْعِ بَیْنَ الظُّھْرَیْنِ وَالْعِشَائَیْنِ اِمَّا تَقْدِیْمًا اَوْ تَاْخِیْرًا وَلَا حَاجَۃَ لِلْمُسَافِرِ اِلٰی نِیَّۃِ الْقَصْرِ اِنْ شَاءَ قَصَّرَ فِی الْاَوْقَاتِ الَّتِیْ یَلِیْقُ الْقَصْرُ بِھَا لِضَیْقِھَا وَاَتَمَّ فِی الْاَوْقَاتِ الْوَاسِعَۃِ وَاِنْ اَلْزَمَ الْقَصْرَ مُدَّۃً وَاَرَادَ الْاِتْمَامَ فَلَا بُدَّ لَہٗ مِنْ نِیَّۃِ الْاِقَامَۃِ فِیْ مَنْزِلٍ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ اَوْ اَکْثَرَ وَاِنْ لَّمْ یُلْزِمِ الْقَصْرَ فَلَا حَاجَۃَ اِلٰی نِیَّۃِ الْاِقَامَۃِ وَاَمَّا الْجَمْعُ بِلَا قَصْرٍ فَیَجُوْزُ فِیْ

مَوَاضِعَ كَثِيْرَةٍ كَالْمَرَضِ وَالْمَطَرِ وَالْوَحْلِ وَالشَّوَاغِلِ الضَّرُوْرِيَّةِ وَالسَّفَرِ الْبَعِيْدِ وَالْقَرِيْبِ وَ غَيْرِهٖ وَالْمُقْتَدِيْ اِنِ اقْتَدٰى بِمُتِمٍّ يَجُوْزُلَهُ الْاِتْمَامُ وَيَجُوْزُلَهُ الْقَصْرُوَالسَّلَامُ قَبْلَ الْاِمَامِ فِيْ اٰخِرِ رَكْعَتَيْهِ وَفِي الْجَمْعِ لَايَجُوْزُاَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا بِصَلٰوةٍ اَوْدُعَاءٍ كَثِيْرٍ اَوْ تِلَاوَةٍ كَثِيْرَةٍ وَلَايَجُوْزُ التَّكَلُّمُ بَيْنَهُمَا اِلَّا اِذَا اضْطُرَّ فِيْمَا يَفُوْتُ اِنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فَبِقَلِيْلٍ ضَرُوْرِيٍّ مِّنَ الْكَلَامِ بِكَلِمَةٍ اَوْ كَلِمَتَيْنِ مِنَ الْاَدْعِيَةِ لَابَأْسَ بِهٖ وَ لَوْ اَرَادَ مِنَ النَّوَافِلِ فَفِي الظُّهْرَيْنِ يَنْبَغِيْ اَنْ يُّقَدِّمَهَا وَفِي الْعِشَائَيْنِ اَنْ يُّؤَخِّرَهَا وَلَوْ اَرَادَ فِي السَّفَرِ الَّذِيْ يَجُوْزُ الْقَصْرُ فِيْهِ اَنْ يُّتِمَّ صَلٰوتَهٗ فِيْ اَوْقَاتِهَا مَعَ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ لَابَأْسَ بِهٖ اِنِ اقْتَضَى الْوَقْتُ۔

مسافروں کی نماز کا مسئلہ

اگر سفر سولہ فرسخ کا ہو۔ ہر ایک فرسخ تین میلوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ہر میل درمیانے درجے کے چار ہزار قدموں کا ہوتا ہے۔ اگر مُسافر کسی لیے ٹھہراؤ کے بغیر واپسی کا ارادہ رکھتا ہو تو اُس کا کوچ کرنا اور اُس کی واپسی دونوں کو قصر کی مُسافت میں شمار کیا جائے گا۔

قصر کی شرطیں

۱۔ سفر واجبی ہو مثلاً حج کرنا۔

۲۔ سفر سنّت کا ہو مثلاً انبیاء علیہم السلام کی زیارت اور اولیائے کرام کی زیارت چاہے رحلت کئے ہوں۔ چاہے موجود ہوں یا علم حاصل کرنا چاہے شریعت کا علم ہو چاہے طریقت کا علم ہو چاہے حقیقت کا علم ہو۔

۳۔ سفر اباحت کا درجہ رکھتا ہو مثلاً بیوپاری، مزدوری اور اس جیسا اور کوئی جائز کام۔ ان صورتوں میں قصر جائز ہے جو سفر اس قسم کا نہ ہو بلکہ وہ حرام کا سفر ہو مثلاً ڈاکہ زنی کے لیے سفر کرنا، ظالموں کی لشکر بندی کے لیے سفر کرنا یا دیگر شرعی گناہوں کے لیے سفر کرنا، ان صورتوں میں قصر جائز نہیں ہے۔ اسی طرح سے اُس شخص کے لیے قصر جائز نہیں جس کا سفر اس کے حضر سے زیادہ ہو اور نہ اُس شخص کے لیے قصر جائز ہے جس کے سفر میں کوئی مقصد متعیّن نہ ہو۔ پس جس شخص کے لیے قصر جائز

ہے اُس کے لیے نماز کا پوری طرح پڑھنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ مُسافر کو ان صورتوں میں اختیار حاصل ہے۔

۱۔ نماز کو پوری طرح پڑھنا اور قصر کرنا۔

۲۔ ظہر اور عصر کی نمازوں کو ملا کر پڑھنا، چاہے پہلی کے وقت میں ہو یا دوسری کے وقت میں۔

۳۔ مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ملا کر پڑھنا چاہے پہلی کے وقت میں ہو یا دوسری کے وقت میں۔

مسافر کے لیے قصر کی نیت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر وہ چاہے تو تنگی کی وجہ سے قصر کے قابل وقتوں میں قصر کرے اور فراخ وقتوں میں نمازوں کو پوری طرح پڑھے اگر کوئی شخص کسی ایک عرصے کے لیے قصر کو لازم کرے پھر پوری طرح نماز کی ادائیگی چاہے تو اس کے لیے کسی ایک جگہ میں تین دن یا اس سے زیادہ کے قیام کرنے کی نیت ضروری ہے اگر وہ قصر کو لازم قرار نہ دے چکا ہو تو اُس کے لیے اقامت پذیر ہونے کی نیت کی کوئی ضرورت نہیں۔ قصر کئے بغیر دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا بہت سی صورتوں میں جائز ہے مثلاً بیماری کی حالت، بارش کے دوران، کیچڑ، ضروری مشاغل دُور اور نزدیک کا سفر اور دیگر ضروری صورتیں قصر کرنے والا اگر اتمام کر کے نماز پڑھنے والے کی پیروی کرے تو اُس کے لیے نماز کا پوری طرح پڑھنا جائز ہے۔ نیز اُس کے لیے قصر کرنا اور امام سے پہلے اپنی دونوں رکعتوں کے آخر میں سلام پھیرنا دونوں جائز ہیں۔ دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کی صورت میں دونوں نمازوں کے درمیان کسی اور نماز کا یا زیادہ دُعا پڑھنے کا یا زیادہ تلاوت کرنے کا فاصلہ لانا جائز نہیں ہے اور نہ ہی دونوں نمازوں کے درمیان گفتگو کرنا جائز ہے۔ مگر نہ بولنے پر کسی چیز کی فوت ہونے والی صورت میں ضروری طور پر ایک لفظ یا دُعاؤں کے دو الفاظ میں تھوڑی سی گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے والا شخص نوافل کی ادائیگی چاہے تو ظہر اور عصر کی نمازوں سے پہلے نوافل پڑھنا اور مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد نوافل پڑھنا چاہیے اگر قصر جائز ہونے والے سفر میں نمازوں کا پوری طرح اپنے اپنے اوقات میں سنت ہائے راتبہ سمیت ادا کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ نماز کا وقت اُس کا تقاضا کرے۔

اَمَّا الْجُمُعَةُ فَكَانَتْ مِنْ اَعَاظِمِ شَعَائِرِ الْاِسْلَامِ وَهِيَ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ بَالِغٍ عَاقِلٍ حُرٍّ مُقِيْمٍ وَهِيَ خُطْبَتَانِ وَرَكْعَتَانِ تَقُوْمُ مَقَامَ الظُّهْرِ وَكَانَ وَقْتُهَا مِنْ اَوَّلِ الزَّوَالِ اِلٰى اَنْ يَّصِيْرَ ظِلُّ كُلِّ شَبَحٍ مِثْلَهٗ وَلَوْ صَارَ مِثْلَيْهِ لَمْ تَبْطُلِ الْجُمُعَةُ وَمَنْ اَدْرَكَ مَعَ الْاِمَامِ الرُّكُوْعَ

فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيْرَةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَإِنْ لَمْ يَسْمَعِ الْخُطْبَةَ فَيَنْبَغِي أَنْ يُتِمَّ رَكْعَتَيْهِ جُمُعَةً وَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ هٰذَا الْقَدْرَ مَعَ الْإِمَامِ وَجَبَ عَلَيْهِ الظُّهْرُ وَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ إِلَّا التَّشَهُّدَ وَأَتَمَّهَا جُمُعَةً وَجَبَ عَلَيْهِ الْإِعَادَةُ وَيَسْقُطُ وُجُوْبُهَا بِالْمَرَضِ وَالْعَمٰى وَالْعَرَجِ وَهٰؤُلَاءِ لَوْ حَضَرُوْا كَفَتْهُمُ الْجُمُعَةُ مِنَ الظُّهْرِ وَالْهِمُّ كَالْمَرِيْضِ وَيَسْقُطُ أَيْضًا بِخِدْمَةِ الْمَرِيْضِ وَحِفْظِ النَّفْسِ لِمَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَالْأَمْوَالِ وَالْأَمْلَاكِ وَالدَّوَابِّ وَالْمَوَاشِيْ وَالدَّكَاكِيْنِ وَالْبَسَاتِيْنِ وَكُلِّ شَيْءٍ إِنْ غَابَ عَنْهُ يُمْكِنُ أَنْ يَتْلَفَ فَلِذٰلِكَ لَا يَتَيَسَّرُ أَنْ يَجْتَمِعَ كُلُّ أَهْلِ بَلَدٍ لِلْجُمُعَةِ وَلَا تَجُوْزُ هٰذِهِ الصَّلٰوةُ إِلَّا بِالْجَمَاعَةِ فَمَنْ لَمْ يَحْضُرْ فِيْهَا فَعَلَيْهِ الظُّهْرُ وَلَا يَنْبَغِيْ لِمَنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ أَنْ يَأْكُلَ فِيْ لَيْلَتِهَا وَيَوْمِهَا مُنْتِنًا نَيًّا كَالْفُوْمِ وَالْبَصَلِ وَغَيْرِهِمَا وَلَوْ أَكَلَ لَمْ يَجُزْ أَنْ يَحْضُرَ فِي الْجُمُعَةِ وَمِنْ مُؤَكَّدَاتِ السُّنَنِ فِيْهَا الْغُسْلُ وَوَقْتُهُ مِنَ الصُّبْحِ الْأَوَّلِ إِلَى الزَّوَالِ وَإِنْ وَقَعَ فِيْ لَيْلَتِهَا كَفَاهُ وَقَطْعُ الرَّوَائِحِ الْكَرِيْهَةِ وَقَلْمُ الْأَظْفَارِ وَأَخْذُ الشَّارِبِ وَحَلْقُ الرَّأْسِ وَالْمَشْيُ بِسَكِيْنَةٍ وَّوَقَارٍ وَّالتَّنْظِيْفُ وَالتَّطْيِيْبُ وَلُبْسُ أَنْظَفِ ثِيَابِهٖ وَالْمُبَادَرَةُ إِلَيْهَا وَأَنْ يَمْشِيَ رَاجِلًا إِنْ لَمْ يَمْنَعْ مَانِعٌ كَالْوَحْلِ وَلَوْثِ الدَّرْبِ وَطُوْلِ الْمَسَافَةِ إِنْ كَانَ شَاقًّا عَلَيْهِ وَغَيْرِهَا وَالْمُبَادَرَةُ إِلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ مَعَ خُلُوِّ سَبِيْلِهٖ عَنِ الْإِزْدِحَامِ وَفِي الْإِزْدِحَامِ تُكْرَهُ وَيَجُوْزُ الْجُمُعَةُ فِيْ غَيْرِ الْمَسَاجِدِ فِيْ فِضَاءٍ فِيْ وَسْطِ الْمَعْمُوْرَةِ يُعَدُّ لِلْأَعْيَادِ۔

نماز جمعہ کے مسائل

جمعہ اسلام کے بڑے بڑے امتیازی نشانوں میں سے ہے۔ یہ نماز ہر اُس مسلمان پر واجب ہے جو مرد ہو، بالغ ہو، عقلمند ہو، آزاد ہو اور مقیم ہو۔ دو خطبوں اور دو رکعتوں پر مشتمل یہ نماز ظہر کی جگہ لیتی ہے۔ اس کا وقت ابتدائی زوال سے لے کر ہر چیز کے سایہ کا اُس کے برابر ہونے تک ہے اگر چیز کا سایہ اس سے دو چند ہو جائے تو جمعہ باطل نہیں ہوتا۔ جو شخص جمعہ کی آخری رکعت میں امام کے ساتھ رکوع پالے تو اس نے جمعہ کو پا ہی لیا ہے اگر چہ وہ خطبہ نہ سُن چکا ہو لہٰذا وہ شخص نماز

جمعہ کے طور پر اپنی دونوں رکعتوں کو پورا کرے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ نماز جمعہ کی اتنی مقدار کو نہ پا سکے تو اُس کے ذمے ظہر کی نماز واجب ہے۔ جو شخص سوائے تشہد کے نماز جمعہ کا کوئی حصہ نہ پا سکے اور وہ نماز کو پورا کرے تو اُس پر دوبارہ ظہر کی نماز کا پڑھنا واجب ہے۔ بیماری، اندھاپن اور لنگڑا پن کی وجہ سے جمعہ کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ نماز جمعہ کے لیے حاضر ہو جائیں تو ظہر کے بدلے میں اُن کے لیے جمعہ کافی ہے۔ انتہائی کمزور بوڑھا بیمار آدمی کے حکم میں ہے۔ بیمار کی تیمارداری اور جان کی حفاظت درپیش ہونے کی وجہ سے بھی جمعہ کا وجوب اُس شخص کے حق میں ساقط ہو جاتا ہے۔ جس کو اپنی جان کا خوف ہو، مال و اسباب کا خوف ہو، چوپائے جانور اور مویشیوں کا خوف ہو۔ دوکانوں اور باغات کا خوف ہو اور ہر اُس چیز کا خوف ہو کہ اگر وہ اس سے غائب ہو جائے تو اس کا ضائع ہو جانا ممکن ہے۔ اسی وجہ سے شہر کے تمام باشندوں کا جمعہ کے لیے جمع ہو جانا آسان کام نہیں ہوتا۔ یہ نماز تو صرف جماعت کی صورت میں ہی جائز ہو سکتی ہے لہٰذا جو شخص جمعہ کی جماعت میں حاضر نہ ہو اُس کے ذمہ ظہر کی نماز واجب ہے۔ جس شخص پر جمعہ واجب ہو اُس کے لیے جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کوئی بدبودار چیزیں نہ کھائیں جیسا کہ لہسن اور پیاز وغیرہ اگر وہ ایسی چیز کھا لے تو اُس کے لیے نماز جمعہ میں حاضر ہونا جائز نہیں ہے۔

جمعہ کے تاکیدی پہلو رکھنے والے مسنون افعال

۱۔ غسل کرنا۔ اس کا وقت پہلی صبح سے لے کر زوال تک ہے اگر جمعہ کی رات کو غسل وقوع پذیر ہو جائے تو کافی ہے۔

۲۔ ناپسندیدہ بو کا نابود کرنا۔ ۳۔ ناخن تراشنا۔ ۴۔ مونچھ کم کرنا۔ ۵۔ سر منڈنا۔

۶۔ بڑے سکون اور وقار سے چلنا۔ ۷۔ خوشبو لگانا۔ ۸۔ صفائی کرنا۔ ۹۔ صاف ترین کپڑا پہننا۔

۱۰۔ جمعہ کی طرف سبقت کرنا۔ ۱۱۔ پیدل چلنا بشرطیکہ کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو۔ مثلاً کیچڑ، راستے کی آلائش، فاصلے کی طوالت بشرطیکہ یہ دُوری آدمی کے لیے دُشوار ہو اور دیگر مانع صورتیں۔

۱۲۔ لوگوں کے ہجوم سے راستے خالی ہونے کی صورت میں پہلی صف میں جانے کے لیے سبقت سے کام لینا۔ ہجوم کی صورت میں ایسا کرنا مکروہ ہے۔ جمعہ کی نماز مسجدوں کے علاوہ عیدوں کی نمازوں کے لیے مقرر کردہ آبادی کے درمیان کسی بھی کھلے میدان میں جائز ہے۔

وَلَهَا شَرَائِطُ مِنْهَا الْاِمَامُ الْمُتَّصِفُ بِصِفَاتِ الْاِمَامَةِ وَهِيَ الذُّكُوْرَةُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالْاِسْلَامُ وَالْعِلْمُ وَالْوَرَعُ وَالشُّجَاعَةُ وَالسَّخَاوَةُ وَاَشْرَفُ الْاَنْسَابِ فِي الْمِلَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَهٰذِهِ الْخَصَائِلُ كَالشَّرَائِطِ وَالْاَرْكَانِ لِلْاِمَامَةِ وَلَوْ كَانَ مَعَ هٰذِهٖ وَلِيًّا مُرْشِدًا كَامِلًا مُكَمِّلًا مُتَبَحِّرًا فِيْ عُلُوْمِ الشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ جَامِعًا لِشُعَبِ الْوِلَايَةِ كَالْاَطْوَارِ الْقَلْبِيَّةِ وَالْاَنْوَارِ الْغَيْبِيَّةِ وَالْمُكَاشَفَاتِ الْمَلَكُوْتِيَّةِ وَالْمُشَاهَدَاتِ الْجَبَرُوْتِيَّةِ وَالتَّجَلِّيَاتِ اللَّاهُوْتِيَّةِ فَانِيًا فِي اللّٰهِ بَاقِيًا بِاللّٰهِ مَظْهَرًا لِجَمِيْعِ صِفَاتِهٖ وَاَسْمَائِهٖ كَاٰدَمِ اَوْلِيَائِهٖ كَانَ نُوْرًا عَلٰى نُوْرٍ وَاِنْ لَمْ يُوْجَدْ فَلَا بُدَّ مِنَ الْخَصَائِلِ الَّتِيْ كَانَتْ كَالشَّرَائِطِ وَالْاَرْكَانِ وَاِنْ لَمْ يُوْجَدْ فَلَا بُدَّ اَنْ يَّكُوْنَ مُسْلِمًا لَا يَمْنَعُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الصَّلٰوةِ فَكَانَ كَالتَّيَمُّمِ وَوَجَبَتِ الْجُمُعَةُ فِيْ كُلِّ بَلْدَةٍ اَوْ قَرْيَةٍ يُمْكِنُ فِيْهَا الصَّلٰوةُ بِالْجَمَاعَةِ فَتَنْعَقِدُ الْجُمُعَةُ فِيْهَا بِاَيِّ عَدَدٍ كَانُوْا اِمَّا ثَلَاثًا اَوْ اَكْثَرَ مَعَ الْاِمَامِ اَوْ مَعَ مَنْ نَصَبَهُ الْاِمَامُ لِجَمَاعَةٍ لِاَنَّ مَنْ لَا يَنْصِبُهُ الْاِمَامُ يُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ فَاسِقًا غَيْرَ ظَاهِرٍ فَصَلٰوتُهٗ بَاطِلَةٌ وَهِيَ الْمَبْنٰى اِنْ كَانَ بَاطِلًا فَالْمُبْتَنٰى عَلَيْهِ كَانَ بَاطِلًا وَكَانَ ذٰلِكَ حَقًّا وَاِنْ لَمْ يَتَطَيَّبْ خَوَاطِرَ الْفَسَقَةِ بِهَا وَمِنْهَا دَارُ الْاِقَامَةِ كَالْبُلْدَانِ وَالْقُرٰى فَلَا تَجِبُ عَلَى الظَّاعِنِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْخِيَامِ وَالْاَحْشَامِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ قَرْيَةٍ اِلٰى قَرْيَةٍ ذَاتِ اَبْنِيَةٍ وَبُيُوْتٍ لِلْحَرِّ اَوِ الْبَرْدِ فِيْ مُدَّةِ سَنَةٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ لَا يَسْقُطُ عَنْهُمُ الْجُمُعَةُ وَمِنْهَا الْجَمَاعَةُ لِاَنَّهَا لَا تَجُوْزُ اِلَّا بِالْجَمَاعَةِ وَمَنْ لَمْ يَحْضُرْ اِلَى الْجَمَاعَةِ فَلَا جُمُعَةَ لَهٗ وَيَحْرُمُ لِمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ السَّفَرُ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَيُكْرَهُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ تَفُوْتُ وَمِنْهَا الْوَقْتُ الْمُتَعَيَّنُ مِنْ اَوَّلِ فَيْئِ الزَّوَالِ اِلٰى صَيْرُوْرَةِ الظِّلِّ مِثْلَيْهِ وَاِنْ تَجَاوَزَ فَاتَ وَقْتُهَا وَالْجُمُعَةُ اِذَا اَقَامُوْهَا فِيْ سَوَادٍ ذِيْ اَبْنِيَةٍ فَمَنْ يَسْمَعُ النِّدَاءَ مِنْ جَوَانِبِهٖ يَجِبُ عَلَيْهِ الْحُضُوْرُ اِلٰى هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَفِي الْاَبْعَدِ مِنْ هٰذَا

الْقَدْرِ يَجُوْزُ اَنْ يُقِيْمُوْا جُمُعَةً اُخْرٰی وَفِي السَّوَادِ الْاَعْظَمِ يَجُوْزُ اِقَامَةُ جُمُعَتَيْنِ اَوْجُمُعَاتٍ لِلْاِزْدِحَامِ بِلَا فَاصِلَةِ نَهْرٍ اَوْ غَيْرِهٖ۔

نماز جمعہ کی شرائط

۱۔ صفات امامت کا حامل امام کا ہونا:۔ وہ صفات یہ ہیں۔ مرد ہونا، بالغ ہونا، صاحب عقل ہونا، مسلمان ہونا، عادل ہونا، علم والا ہونا، پرہیزگاری، بہادری، سخاوت اور ملّت محمدیہ ﷺ میں سب سے اعلیٰ حسب ونسب والا ہونا۔ یہ خصلتیں شرطوں اور ارکان کی مانند ہیں اگر ان اوصاف کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اگر امام کوئی ایسا ولی ہو جو صاحب ہدایت ہو، خود کامل ہو دوسروں کو کامل بنانے والا ہو، علمِ شریعت، علم طریقت اور علمِ حقیقت تینوں پر کافی عبور رکھنے والا ہو، ولایت کے شعبہ جات کا جامع ہو مثلاً دل کی کیفیتوں کے طور طریقے، غیبی رُوحانی روشنیاں، علم ملکوت کے حالاتِ کشف، عالمِ جبروت کے حالاتِ مشاہدہ اور عالمِ لاہوت کی تجلّیاں، وہ خدا کی یکتائی میں فنا ہونے والا ہو اور اسی حالتِ فنا میں بقا پانے والا ہو جیسا کہ آدم الاولیاء حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی طرح جملہ صفات واسمائے الٰہی کا مظہر ہو تو یہ نور پہ نور کا اضافہ ہے۔ اگر ان اوصاف کا حامل نہ مل سکے تو شرطوں اور ارکان کا درجہ رکھنے والی خصلتوں کا حامل امام کا ہونا جمعہ کے لیے ضروری ہے۔ اگر ایسا بھی نہ مل سکے تو امام کا کم از کم ایسا مسلمان ہونا ضروری ہے جو مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے نہ روکتا ہو۔ یہ حالت تیمم کی سی ہے۔ ہر اُس شہر یا بستی میں نماز جمعہ کا قائم کرنا واجب ہے۔ جہاں جماعت کے ساتھ نماز کا پڑھنا ممکن ہو چنانچہ ایسی جگہ جمعہ کی نماز منعقد ہو سکتی ہے۔ جتنی تعداد میں لوگ ہوں۔ امام سمیت یا امام کی طرف سے مقرر کردہ نائب امام سمیت تین افراد ہوں یا اس سے زیادہ تعداد میں لوگ ہوں۔ امام کی طرف سے تقرر کی شرط اس لیے ہے کہ جس کو امام نے مقرر نہ کیا ہو تو ممکن ہے کہ وہ اندرونی طور پر فاسق شخص ہو۔ ایسی صورت میں اُس کی نماز باطل ہو جائے گی جو کہ بنیاد پر رکھی گئی ہے اگر بنیاد باطل ہو جائے تو بنیاد پر رکھی جانے والی چیز خود بخود باطل ہو جاتی ہے یہ بالکل حق بجانب مسئلہ ہے اگرچہ فاسقوں کے دل اس پر ناخوش ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ اقامت پذیر ہونے کی جگہ کا ہونا:۔ مثلاً شہر اور بستیاں۔ چنانچہ کوچ کرتے رہنے والے خیموں کے باشندوں اور صحرا نشین لوگوں پر نماز جمعہ واجب نہیں ہے۔ جو لوگ گرمی یا سردی گذارنے کے لیے سال میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ عمارتوں اور

مکانات والی کسی بستی میں کسی بستی سے منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اُن سے نماز جمعہ ساقط نہیں ہوسکتی۔

۳۔ جماعت سے پڑھنا:۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی نماز صرف جماعت کی صورت میں ہی جائز ہوسکتی ہے۔ جو شخص جماعت میں حاضر نہ ہوجائے اُس کے لیے جمعہ نہیں ہے۔ جس شخص پر جمعہ کی نماز واجب ہے اُس کے لیے سورج نکل آنے کے بعد سفر کرنا حرام ہے۔ صبح صادق نکل آنے کے بعد فوت ہونے والی کسی ضرورت کے بغیر سفر کرنا مکروہ ہے۔

۴۔ وقت کا ہونا:۔ جمعہ کا مقررہ وقت زوال کے ابتدائی سایے سے لے کر ہر چیز کے سائے کا اس سے دو چند ہونے تک ہے، اگر اس سے وقت تجاوز کر جائے تو جمعہ کی نماز کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔

عمارتوں والی کسی بستی میں جب لوگ جمعہ کی نماز قائم کریں تو جو شخص اُس بستی کے اطراف سے جمعہ کی اذان سُن لیتا ہو اُس کے لیے اُسی جمعہ میں حاضر ہونا واجب ہے۔ اس اندازے سے زیادہ دُور والوں کے لیے ایک اور جمعے کا قائم کرنا جائز ہے۔ بڑے بڑے دیہاتوں میں لوگوں کے زبردست ہجوم کی وجہ سے کسی نہر وغیرہ کی آڑ موجود نہ ہونے کی صورت میں بھی دو جمعے یا کئی جمعے کا قائم کرنا جائز ہے۔

وَاَمَّا الْخُطْبَتَانِ فَفِيْهِمَا خَمْسَةُ اَرْكَانٍ حَمْدُ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْهُدَاةِ اِلٰى طَرِيْقِ النَّجَاةِ وَالْوَصِيَّةُ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الْمَوَاعِظِ اللَّائِقَةِ وَقِرَآءَةُ سُوْرَةٍ خَفِيْفَةٍ اَوْ اٰيَاتٍ وَالسُّوْرَةُ اَوْلٰى اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الْاٰيَةِ فَائِدَةٌ اُخْرٰى وَالدُّعَاءُ بِالْمَغْفِرَةِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فَلَابُدَّ اَنْ يَقَعَ لَفْظُ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ فِيْهِمَا وَالْوَصِيَّةُ فِي الْاُوْلٰى وَالْقِرَاءَةُ وَدُعَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَا فِيْهِمَا اَوْ فِيْ اِحْدٰهُمَا وَاِنْ وَقَعَ جَمِيْعُهَا فِيْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا لَاخِفَاءَ فِيْ فَضِيْلَتِهٖ وَيَجِبُ تَقْدِيْمُهَا عَلَى الصَّلٰوةِ وَاَنْ يَكُوْنَ الْخَطِيْبُ قَائِمًا مَعَ الْقُدْرَةِ وَاِنْ عَجَزَ يَجُوْزُ الْقُعُوْدُ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ وَاَنْ يَجْلِسَ بَيْنَهُمَا مُطْمَئِنًّا وَاِنْ وَقَعَتَا قَبْلَ الزَّوَالِ وَالصَّلٰوةُ بَعْدَ الزَّوَالِ لَا تَبْطُلُ الْجُمُعَةُ وَلَا يَشْتَرِطُ الطَّهَارَةُ فِيْهِمَا لِاَنَّ الْخَطِيْبَ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ غَيْرَ الْاِمَامِ وَلَا يَجُوْزُ الْفَصْلُ بَيْنَ الْخُطْبَةِ وَالصَّلٰوةِ اِلَّا بِالْاَقَامَةِ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ تَكُوْنَ الْخُطْبَةُ بَلِيْغَةً قَرِيْبَةً اِلَى الْاَفْهَامِ خَالِيَةً عَنِ

الْاَلْفَاظِ الْغَرِيْبَةِ مَائِلَةً اِلَى الْقَصْرِ وَاَنْ يَّكُوْنَ الْخَطِيْبُ مُسْتَقْبِلاً عَلَى النَّاسِ وَلَوْكَانَ مُسْتَدْبِرًا وَبَعْضُ الْجَمَاعَةِ يَسْمَعُ صَوْتَهُ مَفْهُوْمًا كَفَاهُ وَاَنْ لَّايَلْتَفِتَ يَمِيْنًاوَّيَسَارًا وَاَنْ يَّاْخُذَ بِيَدِهٖ سَيْفًااَوْعَنْزَةًاَوْقَوْسًاوَيَعْتَمِدَعَلَيْهِ وَاَنْ يَّكُوْنَ مُتَعَمِّمًامُرْتَدِيًاوَالْعِمَامَةُوَالرِّدَاءُ كِلْتَاهُمَااَوْاِحْدَاهُمَا سَوْدَاءُ اَوْ بَرْدَاءُ وَلَوْ سَلَّمَ يَنْبَغِيْ اَنْ يُسَلِّمَ مَهْمُوْسًاوَاَنْ يَّجْلِسَ بَعْدَ الْاِرْتِقَاءِ ثُمَّ يَقُوْمَ فَيَخْطُبَ مَجْهُوْرَةً وَاَنْ يَّدْعُوَ عَلَى الظَّالِمِ اِنْ قَدَرَ وَ اِلَّا فَلَهٗ لِدَفْعِ الضَّرَرِ وَيَجِبُ الْاِنْصَاتُ اِذَاصَعَدَ الْخَطِيْبُ الْمِنْبَرَاِنْ سَمِعَ الْخُطْبَةَ اَوْلَمْ يَسْمَعْ وَتُكْرَهُ الصَّلٰوةُفِيْ حَالِ الْخُطْبَةِ وَلَوْ خَطَبَ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِمِنَ الْاَلْسِنَةِ الْعَجَمِيَّةِ جَازَ -

جمعہ کے دوخطبوں کے مسائل

جمعہ کے ان دوخطبوں کے پانچ ارکان ہیں۔

۱۔ حمد وثنائے باری تعالیٰ۔ ۲۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دُرود پڑھنا اور آلِ نبی جو راہِ نجات کی ہدایت کرنے والے ائمہ علیہم السلام ہیں اُن پر دُرود پڑھنا۔

۳۔ خُدا سے ڈرنے اور دیگر مناسب وعظوں سے مُسلمانوں کونصیحت کرنا۔

۴۔ ایک چھوٹی سورہ یا چند آیتیں یا ایک آیت کا پڑھنا، سورت بہتر ہے بشرطیکہ آیت میں کوئی دوسرا فائدہ مدِ نظر نہ ہو

۵۔ تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے واسطے مغفرت کی دُعا کرنا چنانچہ یہ ضروری ہے کہ حمد وصلوٰۃ کے الفاظ دونوں خطبوں میں وقوع پذیر ہوں۔ نصیحت کے الفاظ پہلے خطبے میں ہوں قرأت اور مومنوں کے لیے دُعا دونوں کا دونوں ہی خطبوں میں وقوع پذیر ہونا اور ایک میں ہی وقوع پذیر ہونا دونوں صورتیں جائز ہیں اگر یہ تمام ارکان دونوں خطبوں میں سے ہر ایک خطبے میں وقوع پذیر ہوں تو اس کی فضیلت کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے۔

خطبہ کے واجبات

۱۔ خطبے کو نماز پر مقدم رکھنا

۲۔ خطیب کا اپنی طاقت سے کھڑے رہنے والا ہونا اگر کھڑے رہنے سے عاجز آ جائے تو بیٹھ کر خطبہ کو پڑھنا جائز ہے جیسا کہ نماز میں کھڑے ہونے سے عاجز آنے کی صورت میں بیٹھ جانا جائز ہے۔

۳۔ دونوں خطبوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔ اگر جمعہ کے خطبے زوال سے پہلے اور نماز زوال کے بعد وقوع پذیر ہو جائے تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی خطبہ پڑھنے کی صورت میں باوضو ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ جائز ہے کہ خطیب امام کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہو۔ خطبہ اور نماز کے درمیان اقامت پڑھنے کے سوا کسی اور کام کا وقفہ کرنا جائز نہیں ہے۔

خطبہ کے مسنونات

خطبہ کے بارے میں یہ چیزیں سُنّت ہیں۔

۱۔ خطبہ فصیح و بلیغ الفاظ میں ہو، لوگوں کی سُوجھ بوجھ کے مناسب و مطابق ہو، اجنبی الفاظ سے خالی ہو اور اختصار کی طرف مائل ہو۔

۲۔ خطیب لوگوں کی طرف رُخ کئے ہوئے ہو اگر وہ لوگوں کی طرف پیٹھ کئے ہو اور جماعت کے کچھ لوگ خطیب کی آواز سمجھ کر سُنتے ہوں تو یہ صورت کافی ہے۔

۳۔ خطیب دائیں اور بائیں کو نہ مُڑے۔

۴۔ خطیب اپنے ہاتھ میں کوئی تلوار یا نیزہ یا نیزہ نما لاٹھی یا کوئی کمان لے لے اور اُس کا سہارا لے لے۔

۵۔ خطیب پگڑی والا، چادر پوش ہو۔ پگڑی اور چادر دونوں کے دونوں یا اُن میں سے ایک سیاہ رنگ کی ہو یا اپنے اصلی بھڑکیلے رنگ میں ہو۔ اگر خطیب بعد از تمام خطبہ سلام کرنا چاہے تو آہستہ سے سلام کرے۔

۶۔ خطیب منبر پر چڑھنے سے پہلے بیٹھ جائے پھر کھڑے ہو اور بلند آواز میں خطبہ پڑھے۔

۷۔ خطیب ظالم کے خلاف بددُعا کرے بشرطیکہ اُس میں طاقت ہو اگر اُس میں بددُعا کی طاقت نہیں تو اُس کے لیے ضرر کو دُور کرنے کی مصلحت پر عمل کرنا ہے۔ خطیب جب منبر پر جلوہ افروز ہو تو خاموش رہنا حاضرین کے لیے واجب ہے چاہے خطبہ سُنے یا نہ سُنے۔ خطبہ پڑھنے کے دوران کسی کے لیے نماز کا پڑھنا مکروہ ہے اگر خطیب عربی زبان کے علاوہ دیگر عجمی زبانوں میں خطبہ پڑھے تو جائز ہے۔

وَاَمَّا صَلٰوةُ الْعِيْدَيْنِ فَهِيَ وَاجِبَةٌ بِشَرَائِطِ الْجُمُعَةِ اِلَّا دَارًا لَاَقَامَةِ وَوَقْتُهَا مِنْ طُلُوْعِ الشَّمْسِ قَدْرَ رُمْحٍ اِلَى الزَّوَالِ وَهِيَ رَكْعَتَانِ وَيَسْتَحِبُ فِيْهَا تَكْبِيْرَاتٌ اَقَلُّهَا سِتَّةٌ وَاَكْثَرُهَا اثْنَتَا عَشْرَةَ هِيَ تَجُوْزُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَتَجُوْزُ بَعْدَهَا وَفِي الْاُوْلٰى قَبْلَهَا وَفِي الثَّانِيَةِ بَعْدَهَا لٰكِنَّ الْاَصْوَبَ اَكْثَرُهَا وَهُوَ فِي الْاُوْلٰى بَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ سَبْعُ تَكْبِيْرَاتٍ وَبَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْقِيَامِ فِي الثَّانِيَةِ خَمْسُ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ فِيْهِمَا وَرَفْعُ الْيَدَيْنِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ وَاَنْ يَقُوْلَ بَيْنَ كُلِّ تَكْبِيْرَتَيْنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَلَوْ زَادَ عَلَيْهَا دُعَاءً لَا بَأْسَ بِهٖ وَاَنْ يَقْرَأَ فِي الْاُوْلٰى بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ قٓ اَوْ سُوْرَةَ الْاَعْلٰى اَوْ سُوْرَةَ الْغَاشِيَةِ وَفِي الثَّانِيَةِ سُوْرَةَ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ اَوْ سُوْرَةَ الشَّمْسِ وَلَوْ قَرَأَ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ غَيْرَ تِلْكَ السُّوْرَةِ لَا بَأْسَ بِهٖ وَلَوْ لَمْ يُدْرِكِ الْجَمَاعَةَ يَجُوْزُ اَنْ يُّصَلِّيَ هَاتَيْنِ الصَّلٰوتَيْنِ مُنْفَرِدًا كَمَا فِي الْجَمَاعَةِ بِعَيْنِهَا وَاِنْ فَاتَ الْوَقْتُ وَلَمْ يَقْضِ لَمْ يَعْصِ وَلَوْ اَرَادَ اَنْ يَّقْضِيَ جَازَ وَلَوْ تَرَكَ التَّكْبِيْرَاتِ لَمْ تَبْطُلِ الصَّلٰوةُ وَيَسْتَحِبُ فِيْهِمَا مَا يَسْتَحِبُ فِي الْجُمُعَةِ كَالْغُسْلِ وَقَطْعِ الرَّوَائِحِ الْكَرِيْهَةِ وَالتَّنْظِيْفِ وَالتَّطْيِيْبِ وَلُبْسِ اَنْظَفِ الثِّيَابِ وَاَشْرَفِهَا وَاَنْ تَمْشِيَ بِالسَّكِيْنَةِ وَ الْوَقَارِ وَاَنْ يَّخْرُجَ فِي الصَّحْرَاءِ وَيَسْتَحِبُ اَيْضًا اَنْ يَّطْعَمَ فِي الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَفِي الْاَضْحٰى بَعْدَهَا مِنَ الْاُضْحِيَةِ وَ تَاْخِيْرُ الْفِطْرِ لِاِخْرَاجِ الصَّدَقَةِ وَتَعْجِيْلُ الْاَضْحٰى لِذَبْحِ الْاُضْحِيَةِ وَاَنْ يُّكَبِّرَ فِي الْعِيْدَيْنِ مِنْ وَّقْتِ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فِي لَيْلَتِهِمَا فِي الْمَنَازِلِ الشَّرِيْفَةِ وَالْمَسَاجِدِ وَالطُّرُقِ وَالْاَسْوَاقِ مَعَ رَفْعِ الصَّوْتِ اِلٰى وَقْتِ اِحْرَامِ صَلٰوةِ الْعِيْدِ اِلَّا الْحُجَّاجَ فَلَهُمُ التَّلْبِيَةُ مَقَامَ التَّكْبِيْرِ وَفِي الْفِطْرِ عَقِيْبَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ وَالْعِيْدِ وَفِي الْاَضْحٰى عَقِيْبَ صُبْحِ يَوْمِ عَرَفَةَ اِلٰى عَصْرِ الثَّالِثِ مِنْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَهِيَ فِي خَمْسَ عَشْرَةَ اَشَدُّ تَاكِيْدًا لِمُوَافَقَةِ

الْحُجَّاجِ يَعْنِيْ مِنْ عَقِيْبِ ظُهْرِ يَوْمِ النَّحْرِ اِلٰى عَقِيْبِ صُبْحِ الثَّالِثِ مِنْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَصِيْغَةُ التَّكْبِيْرِ هٰذِهٖ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ فِي الْفِطْرِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ وَيَجُوْزُ فِي الْاَضْحٰى مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ وَلَوْ زَادَ كَبِيْرًا اَوِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً جَازَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَبَعْدَ هٰذِهٖ فِي الْفِطْرِ لَوْ زَادَ اَللهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا اَحْسَنُ وَفِي الْاَضْحٰى اَللهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا اَللهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ اَوْ اَحَلَّ لَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ

وَاَمَّا الْخُطْبَةُ فَهِيَ خُطْبَتَانِ كَالْجُمُعَةِ فِي الشَّرَائِطِ وَالْاَرْكَانِ لٰكِنْ يُسْتَحَبُّ فِيْ هَاتَيْنِ الْخُطْبَتَيْنِ اَنْ يُكَبِّرَ قَبْلَ الْاُوْلٰى تِسْعًا وَّقَبْلَ الثَّانِيَةِ سَبْعًا وَاَنْ يُعَلِّمَ النَّاسَ فِي الْفِطْرِ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَفِي الْاَضْحٰى الْاُضْحِيَّةَ وَتَكْبِيْرَاتِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَاَنْ يَّخْطُبَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَلَا يَجِبُ اسْتِمَاعُهُمَا وَلَا يَجُوْزُ السَّفَرُ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فِي الْعِيْدَيْنِ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَيُكْرَهُ بَعْدَ طُلُوْعِ الصُّبْحِ وَذٰلِكَ اِنْ لَّمْ يُمْكِنْ اَنْ يَّصِلَ اِلٰى صَلٰوةِ الْعِيْدِ فِيْ بُقْعَةٍ اُخْرٰى وَلَوْ سَافَرَ وَوَصَلَ اِلٰى صَلٰوةِ الْعِيْدِ لَا بَاْسَ بِهٖ وَلَوْ تَاَخَّرَتِ الصَّلٰوةُ لِمَانِعٍ يَجُوْزُ اَنْ يُّصَلِّيَ غَدًا فِي الْفِطْرِ وَفِي الْاَضْحٰى غَدًا اَوْ بَعْدَ الْغَدِ اِلٰى ثَلاَثَةِ اَيَّامٍ مَّعَ يَوْمِ الْعِيْدِ وَيُكْرَهُ اَنْ يَّتَنَفَّلَ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيْدِ وَبَعْدَهَا اِلَّا بِمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ خُرُوْجِهٖ ۔

عیدین کی نماز کا مسئلہ

عیدوں کی نماز اقامت گاہ ہونے کی شرط کو چھوڑ کر جمعہ کی شرطوں کے ساتھ واجب ہے۔ اس کا وقت ایک نیزے کے اندازے کے برابر سورج چڑھنے سے لے کر زوال تک ہے۔ عیدین کی نماز دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ اس نماز کی بجا آوری کی صورت میں کئی تکبیر پڑھنے کی ہیں۔ کم از کم چھ تکبیریں اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں۔ ان تکبیروں کا پڑھنا قرأت سے پہلے، قرأت کے بعد نیز پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد سب صورتیں جائز ہیں لیکن بہترین طریقہ عیدین کی نماز میں زیادہ سے زیادہ تکبیر پڑھنا ہے۔ پہلی رکعت میں احرام کی تکبیر کے بعد سات

تکبیروں کا پڑھنا اور دوسری رکعت میں قیام کی تکبیر کے بعد پانچ تکبیروں کا پڑھنا۔ ہر ایک تکبیر کے ساتھ ساتھ ہاتھوں کا اُٹھانا، ہر دو تکبیروں کے درمیان سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ کا پڑھنا۔ ''ہم اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ پروردگار تو محمد ﷺ اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما''۔ اگر اس پر کسی اور دُعا کا اضافہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قٓ یا سورہ اعلیٰ یا سورہ غاشیہ کا پڑھنا اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اقتربت الساعۃ یا سورہ شمس کا پڑھنا۔ اگر ان سورتوں کے علاوہ کوئی اور سورت پڑھے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر کوئی شخص جماعت کو نہ پاسکے تو اس کے لیے ان دونوں نمازوں کو اکیلے طور پر پڑھنا جائز ہے جیسا کہ عین جماعتوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ اگر نمازِ عید کا وقت گزر جائے اور اُس کی قضا بجا نہ لائے تو آدمی گنہگار نہیں ہوتا اگر وہ قضا بجالانا چاہے تو جائز ہے اگر کوئی شخص عیدین کی نمازوں کی تکبیروں کا پڑھنا چھوڑ دے تو اس سے عید کی نماز باطل نہیں ہوسکتی۔ عیدین کے موقعوں پر وہ افعال مسنون ہیں جو جمعہ کے موقع پر مسنون ہیں۔ مثلاً غسل کرنا، ناپسندیدہ بو کا ختم کرنا، صفائی کرنا، خوشبو لگانا، صاف ترین اور عمدہ ترین لباس پہننا، انتہائی سکون اور وقار کے ساتھ چلنا اور نمازِ عید کے لیے میدان میں نکلنا نیز یہ امور بھی مسنون ہیں۔ عید الفطر کے موقع پر عید کی نماز سے پہلے کچھ کھالینا۔ عید قربان کے موقع پر نماز عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانا۔ صدقہ فطر کے نکالنے کی غرض سے عید الفطر کی نماز میں تاخیر سے کام لینا اور قربانی کا جانور ذبح کرنے کی خاطر عید الاضحیٰ کی نماز کا جلدی سے پڑھنا۔ عیدین کے موقعوں پر اچھے مقامات، مساجد، راستوں اور بازاروں میں غروب آفتاب کے وقت سے لے کر نمازِ عید کی تکبیر احرام کے وقت تک بلند آواز سے تکبیر پڑھنا، مگر حاجیوں کے لیے تکبیر کے بجائے تلبیہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ عید الفطر کے دوران، مغرب، عشاء، صبح اور عید کی نمازوں کے بعد تکبیر کا پڑھنا، عید الضحیٰ کے موقع پر یوم عرفہ (ذی الحج کی نویں) کی نماز صبح کے بعد سے لے کر ایام تشریق کے تیسرے دن کی نماز عصر کے بعد تک تکبیر کا پڑھنا۔ ان تکبیروں کا پڑھنا پندرہ نمازوں تک کے بعد زیادہ تاکیدی پہلو رکھتا ہے تاکہ حاجیوں کی موافقت ہوجائے۔ مطلب یہ ہے کہ یوم نحر (ذی الحجہ کی دسویں) کی نماز ظہر کے بعد سے ایام تشریق کے تیسرے دن کی نماز صبح کے بعد تک تکبیروں کا پڑھنا سُنّتِ موکدہ ہے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ یہ عید الفطر کے موقعہ پر تین مرتبہ کہے۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر اس کا دو مرتبہ یا تین مرتبہ پڑھنا جائز ہے۔ اگر اسی تکبیر پر کَبِیْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا الخ کا اضافہ کرے تو جائز ہے صورت یہ ہوگی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. ''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا۔ بہت بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اللہ کی حمد کثیر بجالاتے ہیں اور ہم صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں صرف اللہ کے لیے ہیں''۔ اگر عید الفطر کے موقع پر مذکورہ تکبیر کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کرے تو اچھا ہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا ''اللہ سب سے بڑا ہے جیسا کہ اُس نے ہم کو اپنی راہ پر لگایا''۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر مذکورہ تکبیر کے الفاظ کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کرلے تو اچھا ہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ. ''اللہ سب سے بڑا ہے جیسا کہ اُس نے ہم کو اپنی راہ پر لگایا۔ اللہ سب سے بڑا ہے جیسا کہ اُس نے ہم کو چوپائے جانور عطا کئے'' یا ان الفاظ کو پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ. ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسا کہ اُس نے ہم کو اپنی راہ پر لگایا اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسا کہ اُس نے ہمیں چوپائے جانور عطا کئے''۔ یوں بھی چاہے تو پڑھے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَحَلَّ لَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ۔ ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسا کہ اس نے ہمارے لیے بعض چوپائے جانور حلال بنادیئے''۔

خطبہ عیدین کا مسئلہ

شرائط اور ارکان کی رُو سے جمعہ کی مانند عیدین میں سے ہر ایک عید کے دو خطبے ہیں۔ لیکن ان دونوں خطبوں کے پہلے خطبے میں نو مرتبہ اور دوسرے خطبے میں سات مرتبہ تکبیر کا پڑھنا، عید الفطر کے موقع پر لوگوں کو صدقہ فطر کے احکام کی تعلیم دینا اور عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے احکام اور ایام تشریق کی تکبیرات کی تعلیم دینا اور نماز کے بعد خطبہ کا پڑھنا یہ مسنون افعال ہیں۔ عیدین کے خطبوں کا سُننا واجب نہیں ہے۔ کسی ضروری صورت حال درپیش ہونے کے سوا عیدین کے موقعوں پر سورج نکلنے کے بعد سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ صبح صادق کے نکلنے کے بعد عیدین کے موقعوں پر سفر کرنا مکروہ ہے۔ یہ مکروہ اُس صورت میں ہے جبکہ کسی دوسری جگہ نماز کے لیے پہنچ جانا ناممکن ہو۔ اگر کوئی سفر کرے اور نماز کے لیے کسی دوسری جگہ وہ پہنچ سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے عید کی نماز میں تاخیر ہو جائے تو عید الفطر کی صورت میں دوسرے دن نماز کا پڑھنا اور عید الاضحیٰ کی صورت میں دوسرے دن یا عید کے دن سمیت تین دنوں تک اس نماز کا پڑھنا جائز

ہے۔ عید کی نماز سے پہلے اور عید کی نماز کے بعد دونوں صورتوں میں نفل کا پڑھنا مکروہ ہے۔ مگر مسجدِ نبوی ﷺ میں وہاں سے نکلنے سے پہلے نماز نفل کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

اَمَّا صَلوٰةُ الْخَوْفِ مِنَ الْاَعْدَاءِ الْمُحَارِبِيْنَ مِنَ الْكَفَرَةِ اَوِ الظَّلَمَةِ اَوْ قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ اَوِ السَّبُعِ اَوِ الْحَرْقِ اَوِ الْغَرَقِ اَوْ فِي الْفِرَارِ عَنْ هٰذِهِ الْمَخَاوِفِ فَيَجُوْزُ فِيْ هٰذِهِ الْمَحَالِّ اِنِ اشْتَدَّ الْخَوْفُ الصَّلوٰةُ بِالْاِيْمَاءِ رَاكِبًا كَانَ اَوْ رَاجِلاً وَّاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعِ الْاِيْمَاءَ لِغَايَةِ اشْتِدَادِ الْخَوْفِ لَوْ قَالَ عِوَضَ كُلِّ رَكْعَةٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ كَفَاهُ وَلَوْ اَعَادَ اَدَاءً اَوْ قَضَاءً كَانَ اَفْضَلَ وَاِنْ لَّمْ يَبْلُغْ اِلَى الشِّدَّةِ وَالْاِمَامُ حَاضِرٌ وَّهُوَ كَانَ مُتَوَسِّلاً اِلَيْهِ وَفَضَائِلُ الْاِمَامَةِ فِيْهِ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالْوِلَايَةِ وَالْكَمَالَاتِ وَالْكَشْفِ وَالْكَرَامَاتِ وَاضِحَةٌ يَّجُوْزُ اَنْ يَّؤُمَّ لِطَائِفَةٍ فَتَمْشِيْ هٰذِهِ الطَّائِفَةُ اِلٰى مُقَابَلَةِ الْاَعْدَاءِ وَتَجِيْئُ الْاُخْرٰى فَيُتِمُّوْنَ صَلوٰتَهُمْ فَالْاُخْرٰى يُتِمُّوْنَ صَلوٰتَهُمْ وَفِي الرُّبَاعِيَّةِ رَكْعَتَيْنِ لِطَائِفَةٍ وَّ رَكْعَتَيْنِ لِاُخْرٰى وَاِنْ كَانَتِ الصَّلوٰةُ مَغْرِبًا فَيُصَلِّيْ بِالْاُوْلٰى رَكْعَتَيْنِ وَبِالثَّانِيَةِ رَكْعَةً وَّبِالْعَكْسِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ حَضْرَةِ اِمَامٍ ذِيْ فَضَائِلَ اَوْ كَانَ وَهُوَ يَأْمُرُ طَائِفَةً اَنْ يُّصَلُّوْا خَلْفَ صَالِحٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ تَمَامَ صَلوٰتِهِمْ وَطَائِفَةً اُخْرٰى خَلْفَهٗ اَوْ خَلْفَ مَنْ نَّصَبَهٗ كَانَ اَوْلٰى وَكَانَ فِيْ بِدَايَةِ الْاِسْلَامِ حَمِيَّةُ الْجَاهِلِيَّةِ رَاسِخَةً فِيْ جِبِلَّةِ اَكْثَرِهِمْ فَلِذٰلِكَ احْتَاجُوْا اِلٰى مِثْلِ هٰذِهِ التَّكَلُّفَاتِ لِمَرْضَاةِ خَوَاطِرِ جَمِيْعِهِمْ وَلَا حَاجَةَ اِلَيْهَا فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ فَالْاَصْوَبُ فِيْ زَمَانِنَا اَنْ يُّصَلُّوْا اِمَّا دَفْعَةً اَوْ دَفْعَتَيْنِ اَوْ دَفْعَاتٍ كُلُّ طَائِفَةٍ قَلِيْلَةٍ بِاِمَامٍ لِئَلَّا تَتَشَوَّشَ الْقُلُوْبُ مِنْ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ وَلِيَعْلَمُوْا اَنَّ اَكْثَرَهُمْ مَّشْغُوْلُوْنَ بِدَفْعِ مَا يُخَافُ مِنْهُ۔

نمازِ خوف کا مسئلہ

دشمن کافروں کا خوف ہو، دشمن ظالموں کا خوف ہو، ڈاکوؤں کا خوف ہو، درندوں کا خوف ہو، جلنے کا خوف ہو، یا

ان خوفناکیوں سے بھاگنے کی صورت ہو تو ان حالات میں اگر خوف زیادہ سخت ہو جائے تو اشارے سے نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ چاہے آدمی سوار ہو یا پیدل۔ خوف کے بے حد شدید ہونے کی وجہ سے اگر اشارے سے کام نہ لے سکتا ہو تو اگر ہر ایک رکعت کے بدلے سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھے تو کافی ہے اگر ایسا شخص نماز کو ادا یا قضا کی صورت میں دوبارہ پڑھے تو بہتر ہے اگر وہ خوف کی شدت کو نہ پہنچے۔ کوئی امام موجود ہو اور وہ شخص امام کی قربت چاہتا ہو نیز امامت کے فضائل مثلاً علم، عمل، ولی ہونا، کمالات، کشف اسرار اور کرامات واضح طور پر اُس میں موجود ہوں تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ امام نماز کے بعض حصوں کی ادائیگی میں کسی ایک گروہ کی امامت کرے اور نماز کے دوسرے بعض حصوں کی ادائیگی میں دوسرے گروہ کی امامت کرے مطلب یہ ہے کہ دو رکعتوں والی نماز کی ادائیگی کی صورت میں ایک رکعت ایک گروہ کو پڑھائے اور پھر یہ گروہ دشمنوں کے مقابلے کے لیے چلا جائے۔ دوسرا گروہ آجائے اور اپنی نماز کو پورا کرے۔ چار رکعتوں والی نماز کی ادائیگی کی صورت میں امام دو رکعتیں ایک کو پڑھائے اور دو رکعتیں دوسرے گروہ کو پڑھائے اگر نماز مغرب کی ہو تو امام پہلے گروہ کو دو رکعتیں اور دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے۔ نیز اُس کی الٹی صورت میں پڑھائے سب درست ہیں اگر خوفزدہ شخص فضائل امامت کا حامل کسی امام کی موجودگی کے موقع پر نہ ہو یا موجود ہو مگر وہ امام کسی گروہ کو حکم دے کہ وہ اُس کے ساتھیوں میں سے کسی نیک آدمی کے پیچھے نماز پڑھے تو یہ صورت بہتر ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں اکثر لوگوں کی طبیعتوں میں جاہلیت کی عصبیت پختہ تھی۔ اس لیے سب کے دلوں کی رضاجوئی کی خاطر اُن کو اس قسم کے تکلفات کی ضرورت پڑی۔ اس زمانے میں ایسے تکلفات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے دور میں سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ لوگ ایک دفعہ میں، دو دفعوں میں یا کئی دفعات میں نماز پڑھائے ہر ایک چھوٹا گروہ ایک امام کی پیروی کرے تاکہ دشمن کے غلبے کی وجہ سے لوگوں کے دل تشویش میں نہ پڑے۔ نیز وہ یہ جان سکے کہ ان کی اکثریت پر خوف کی چیز کے دفع کرنے میں لگی ہوئی ہے۔

اَمَّا صَلٰوۃُ الْخُسُوْفِ وَالْکُسُوْفِ وَالزَّلَازِلِ وَسَائِرِ الْاَخَاوِیْفِ السَّمَاوِیَّۃِ فَھِیَ سُنَّۃٌ عَظِیْمَۃٌ قَرِیْبَۃٌ اِلَی الْوُجُوْبِ وَھِیَ رَکْعَتَانِ وَوَقْتُھَا مِنَ الْاِبْتِدَاءِ بِالْاَخْذِ اِلَی الْاِنْجِلَاءِ وَیَبْقٰی اِلٰی اٰخِرِ الْاِنْجِلَاءِ اَوْ اِلٰی غُرُوْبِھِمَا مُنْخَسِفَیْنِ اَنْ یَّشْتَغِلَ مِنَ ابْتِدَائِھِمَا اِلَی انْتِھَائِھِمَا بِھٰذِہِ الصَّلٰوۃِ یَعْنِیْ اَنْ یُّطَوِّلَ الْقِرَاءَۃَ وَیَرْکَعَ وَیَعْتَدِلَ مِنَ الرُّکُوْعِ بِالتَّکْبِیْرِ فَیَقْرَأُ الْفَاتِحَۃَ وَسُوْرَۃً طَوِیْلَۃً اَقَلَّ مِنَ الْاُوْلٰی فَیُکَبِّرُ وَیَرْکَعُ ثَانِیًا وَیَعْتَدِلُ بِالتَّکْبِیْرِ وَیَقْرَأُ الْفَاتِحَۃَ وَسُوْرَۃً اَقَلَّ مِنَ الثَّانِیَۃِ

وَيَرْكَعُ ثَالِثًا وَيَعْتَدِلُ بِالتَّكْبِيرِ وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَسُورَةً قَرِيبَةً إِلَى الْقِصَرِ وَيَرْكَعُ رَابِعًا وَيَعْتَدِلُ بِالتَّكْبِيرِ وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَسُورَةً قَصِيرَةً وَيَرْكَعُ خَامِسًا وَيَعْتَدِلُ بِالسَّمْعَلَةِ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ وَيَقُومُ وَيَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَيَتَشَهَّدُ وَيُسَلِّمُ وَالْجَهْرُ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْخُسُوفِ وَالتَّخَافُتُ فِي الْكُسُوفِ وَالْجَمَاعَةُ مُسْتَحَبَّةٌ وَيَجُوزُ فُرَادَى وَلَوْ خَطَبَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ خُطْبَتَيْنِ بِلِسَانِ أَكْثَرِ الْحَاضِرِينَ وَخَوَّفَهُمْ كَانَ أَكْمَلَ وَلَوِ اكْتَفَى فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِرُكُوعَيْنِ أَوْ رُكُوعٍ وَاحِدٍ كَسَائِرِ الصَّلَوَاتِ جَازَ وَلَوِ اكْتَفَى بِالصَّلٰوةِ وَلَمْ يَخْطُبْ جَازَ لٰكِنْ أَكْمَلُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا بِعَشْرِ رُكُوعَاتٍ كُلَّ رَكْعَةٍ بِخَمْسِ رُكُوعَاتٍ وَيَخْطُبَ بَعْدَهَا وَيُذَكِّرَ النَّاسَ وَيَنْصَحَهُمْ وَيُخَوِّفَهُمْ مِنْ أَهْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُفَسِّرَ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَيَجُوزُ هٰذِهِ الصَّلٰوةُ فِي الْمَشْيِ رَاكِبًا أَوْ رَاجِلًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ بِأَيِّ جِهَةٍ اتَّفَقَ -

چاند گرہن، سورج گرہن، زلزلے اور نمازِ خوف کے مسائل

یہ نماز ایک عظیم الشان سنت ہے جو واجب ہونے کے قریب ہے۔ یہ نماز دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ اس نماز کا وقت گرہن کی ابتدائی حالت کے طاری ہونے سے لے کر اس خاص حالت کے کھل جانے تک ہے نیز اس کا وقت خاص حالت کے کھلنے کے آخر تک بصورت دیگر گرہن کی حالت میں ہی چاند سورج دونوں کے غروب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ آدمی دونوں کی ابتدائی حالت کے نمودار ہونے سے لے کر انتہائی حالت عیاں ہونے تک اس نماز میں مصروف رہے۔ مطلب یہ ہے کہ قرأت کو طول دے کر رکوع کرے، رکوع سے تکبیر کے ساتھ حالت اعتدال پر آئے، پھر سورۂ فاتحہ اور ایک ایسی طویل سورت کو پڑھے جو پہلی کی نسبت چھوٹی ہو پھر تکبیر پڑھے اور دوسری دفعہ رکوع کرے۔ رکوع سے تکبیر کے ساتھ حالتِ اعتدال پر آئے۔ سورۂ فاتحہ اور ایک ایسی سورت کو پڑھے جو دوسری کی نسبت چھوٹی ہو وہ تیسری بار رکوع کرے اور رکوع سے حالتِ اعتدال پر آئے۔ سورۂ فاتحہ اور قریب قریب ایک مختصر سی سورت کو پڑھے اور چوتھی بار رکوع کرے۔ رکوع سے تکبیر کے ساتھ حالت اعتدال پر آئے۔ سورۂ فاتحہ اور ایک مختصر سی سورت کو پڑھے اور پانچویں دفعہ رکوع کرے حالتِ اعتدال پر آ کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھے، دو سجدے بجالائے، پھر کھڑے ہو جائے اور پہلی رکعت میں جو کچھ اس نے کیا

ہو وہی دوسری رکعت میں کرے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ چاند گرہن کی صورت میں قرأت کو بلند آواز سے پڑھنا ہے۔ سورج گرہن کی صورت میں قرأت کو آہستہ پڑھنا ہے اور جماعت کی صورت میں اس نماز کی بجا آوری سنت ہے۔ انفرادی طور پر اس نماز کی بجا آوری جائز ہے اگر نماز کے بعد اکثر حاضرین حضرات کی زبان میں دو خطبے پڑھے اور لوگوں کو خدا کا خوف دلائے تو یہ کامل ترین صورت ہے اگر ہر ایک رکعت میں دو رکوع کرنے پر یا دیگر تمام نمازوں کی مانند صرف ایک رکوع کرنے پر اکتفا کرے تو جائز ہے اگر نماز پڑھنے پر اکتفا کرے اور خطبہ نہ پڑھے تو جائز ہے لیکن کامل ترین صورت یہ ہے کہ اس نماز کو ہر ایک رکعت میں پانچ رکوع کی بجا آوری کے مطابق دس رکوع کے ساتھ پڑھے۔ نماز کے بعد خطبہ پڑھے۔ لوگوں کو احکام الٰہی کی یاد دہانی کرائے۔ لوگوں کو نصیحت کرے اور ان کو قیامت کی ہولناکیوں سے ڈرائے۔ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ کی تفسیر بیان کرے۔ اس نماز کی بجا آوری کسی بھی ضرورت کے بغیر جس جانب کو اتفاق ہو جائے چلنے کی صورت میں جائز ہے۔ چاہے سواری کی حالت میں ہو یا پیدل چل رہا ہو۔

وَاَمَّا صَلٰوةُ الْاِسْتِسْقَاءِ فَهِيَ سُنَّةٌ اِذَا قَحَطَ الْمَطَرُ وَقَلَّ مَاءُ الْعُيُوْنِ الَّتِيْ يَنْتَفِعُ بِهَا النَّاسُ وَاَجْدَبَتِ الْاَرْضُ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَاْمُرَ الْاِمَامُ اَوْمَنْ يَقُوْمُ مَقَامَهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ بِالتَّوْبَةِ وَرَدِّ الْمَظَالِمِ وَ اسْتِحْلَالِ بَعْضِهِمْ عَنِ الْبَعْضِ وَالْخَيْرَاتِ وَالصَّدَقَاتِ وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَالْخُرُوْجِ اِلَى الصَّحْرَاءِ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ اَوِ الرَّابِعِ صَائِمِيْنَ خَاشِعِيْنَ فِيْ ثِيَابٍ بَذْلَةٍ رِجَالًا حُفَاةً اِنْ كَانَ الطَّرِيْقُ طَاهِرًا مَعَ الْاَطْفَالِ الْمُفَرَّقِيْنَ عَنْ اُمَّهَاتِهِمْ وَالْبَهَائِمِ الْمُفَرَّقَةِ عَنْ نَتَائِجِهَا فَيَتَوَجَّهُ اِلَى الْقِبْلَةِ وَيُكَبِّرُ اللهَ مِائَةَ مَرَّةٍ بِرَفْعِ الصَّوْتِ وَيُوَافِقُهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاِلَى الْيَمِيْنِ يُسَبِّحُ كَذٰلِكَ وَاِلَى الْيَسَارِ يُهَلِّلُ كَذٰلِكَ وَاِلَى النَّاسِ يَحْمَدُ كَذٰلِكَ فَيُصَلِّيْ بِالْجَمَاعَةِ رَكْعَتَيْنِ كَصَلٰوةِ الْعِيْدِ بِعَيْنِهَا فِي التَّكْبِيْرَاتِ وَغَيْرِهَا اِلَّا الْوَقْتَ فَاِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ يَجُوْزُ فِيْ اَيِّ وَقْتٍ اتَّفَقَ سِوَى الْاَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ فَيَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ كَالْعِيْدِ اِلَّا اَنَّهُ يَسْتَغْفِرُ اللهَ تِسْعًا قَبْلَ الْخُطْبَةِ الْاُوْلٰى وَسَبْعًا قَبْلَ الثَّانِيَةِ مَقَامَ التَّكْبِيْرِ وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ فِي الثَّانِيَةِ وَيُحَوِّلُ رِدَاءَهُ يَعْنِيْ مَا عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْمَنِ اِلَى الْاَيْسَرِ فَيُوَافِقُهُ الْمُرْتَدُوْنَ وَيَدْعُوْا فِيْ اٰخِرِ الْخُطْبَةِ الْاُوْلٰى هٰكَذَا اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا

غَيْثًا مُغِيْثًا هَنِيْئًا مَرِيْئًا مُرْتِعًا غَدَقًا مُجَلِّلًا سَحَاءً مُطْبِقًا دَائِمًا اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ بِالْعِبَادِ وَالْبِلَادِ مِنَ اللَّاْوَاءِ وَالضَّنْكِ مَا لَا نَشْكُوْا اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ وَاَسْقِنَا الضَّرْعَ وَاَسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ اَللّٰهُمَّ ادْفَعْ عَنَّا الْجُهْدَ وَالْجُوْعَ وَاكْشِفْ عَنَّا مَا لَا يَكْشِفُهُ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا فَاَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا۔

وَفِيْ اٰخِرِ الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ يَدْعُوْا هٰكَذَا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَمَرْتَنَا بِدُعَائِكَ وَوَعَدْتَنَا اِجَابَتَكَ فَقَدْ دَعَوْنَاكَ كَمَا اَمَرْتَنَا فَاَجِبْنَا كَمَا وَعَدْتَنَا اَللّٰهُمَّ فَامْنُنْ عَلَيْنَا بِمَغْفِرَةِ مَا قَارَفْنَا وَاِجَابَتِكَ فِيْ سُقْيَانَا وَسِعَةِ رِزْقِنَا وَيَتَضَرَّعُ وَيَتَخَشَّعُ وَيُبَالِغُ فِي الدُّعَاءِ سِرًّا اَوْ جَهْرًا وَيَزِيْدُ عَلٰى هٰذِهِ الْاَدْعِيَةِ مَا يُرِيْدُ وَلَوْ تَاَخَّرَتِ الْاِجَابَةُ فَيُكَرِّرُ ثَانِيًا وَثَالِثًا مُتَوَالِيًا وَمُتَفَرِّقًا۔

نماز استسقاء کا مسئلہ

جب بارش کا قحط پڑ جائے، لوگوں کے فائدہ مند چشموں کا پانی کم ہو جائے اور زمین خشک اور ویران ہو جائے تو ایسی صورت میں یہ نماز سنت ہے۔ چنانچہ امام یا نائب امام کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کو توبہ کرنے، ظلم سے حاصل کردہ چیزوں کو واپس کرنے، بعض کی طرف سے بعض کو حلال سمجھنے سے رک جانے، خیرات کرنے، صدقات دینے، تین دنوں کے روزے رکھنے، تیسرے دن یا چوتھے دن روزہ دار ہو کر گڑگڑاتے ہوئے، پرانے کپڑوں میں، ننگے پیر پیدل چلتے ہوئے، بشرطیکہ راستہ پاک ہو، بچوں کو ماؤں سے الگ کر کے اور چوپائے جانوروں کو ان کے بچوں سے جدا کر کے میدان کی طرف نکل جانے کا حکم کرے پھر امام قبلہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور بلند آواز سے سو بار اللہ اکبر پڑھے۔ تمام مسلمان اللہ اکبر پڑھنے میں امام کی پیروی کرے۔ دائیں طرف امام اسی طرح سُبْحَانَ اللّٰه کہے۔ بائیں طرف اسی طرح لا الہ الا اللہ پڑھے اور اسی طرح لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر الحمد للہ کہے پھر امام جماعت کے تکبیرات وغیرہ میں بعینہٖ نماز عید کی مانند دو رکعت نماز پڑھائے۔ وقت کا استثناء اس لیے ہے کہ یہ نماز مکروہ وقتوں کے سوا جس وقت میں بھی اتفاق ہو جائے جائز ہے۔ امام عید کی طرح دو خطبے پڑھے مگر وہ تکبیر پڑھنے کی بجائے پہلے خطبے سے پہلے نو مرتبہ اور دوسرے خطبے سے پہلے سات

مرتبہ استغفار پڑھے۔ دوسرے خطبے کے دوران امام قبلہ کی طرف متوجہ ہوجائے اور اپنی چادر کی تحویل کرے۔ مطلب یہ ہے کہ چادر کا جو حصہ داہنے کندھے پر ہو وہ بائیں کندھے کی طرف لے جائے۔ چادر والے حاضرین تحویل کے فعل میں امام کی پیروی کرے پہلے خطبے کے آخر میں امام یوں دعا مانگے اللھم اسقنا غیثا الخ ''پروردگار! ہم کو ایسی بارش سے سیراب کرے جو سیری کرنے والی ہو، خوشگوار ہو، سازگار ہو، گھاس اُگانے والی ہو، ندی بہانے والی ہو، سبزوں کو بڑھانے والی ہو، نباتات اُگانے والی ہو اور ہمیشہ مفید صورت میں زمین کو ڈھانپنے والی ہو، ہم کو بارش سے سیر فرما، اور ہم کو ناامید ہونے والوں میں سے نہ کر، پروردگار! تحقیق بندوں اور شہروں پر ایسی سختی اور تنگی آپڑی ہیں کہ جن کا گلہ ہم صرف تجھ سے کرتے ہیں۔ پروردگار! ہمارے لیے کھیتی اگا دے۔ ہم کو پستان کے دودھ سے سیراب فرما۔ آسمانی برکتوں سے ہم کو سیراب کرا اور زمیں کی برکتوں سے ہمارے لیے نباتات اگا دے، مشقت اور بھوک کو ہم سے دُور کرا اور ہم سے اُس شدّت کو ہٹا لے جس کو صرف تو ہی ہٹا سکتا ہے پروردگار! ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ بے شک تو ہی بخشنے والا ہے۔ ہمارے لیے آسمان سے لگا تار برسنے والی بارش نازل فرما''۔ دوسرے خطبے کے آخر میں امام یوں دعا مانگے گا۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَمَرْتَنَا بِدُعَائِكَ الخ ''پروردگار! تو نے ہی ہم کو دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور قبول دعا کا ہم سے وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ ہم تیرے حکم کے مطابق تجھ سے دعا مانگتے ہیں تو اپنے وعدے کے مطابق ہماری دعا قبول فرما۔ پروردگار! ہمارے کرتوت کی مغفرت فرمانے کی صورت میں، ہماری سیرابی کی دعا قبول کرنے کی صورت میں اور ہمارے رزق کی فراخی کی صورت میں ہم پر احسان فرما''۔ امام ان دعاؤں کے ساتھ خوب آہ وزاری کرے۔ خوب عاجزی دکھائے اور چپکے سے اور بلند آواز سے دونوں صورتوں میں دعا کرنے میں مبالغہ سے کام لے اور ان دعاؤں پر اضافہ کرنا چاہے تو کرے۔ اگر قبولیت دعا میں تاخیر ہوجائے تو امام لگا تار اور متفرق صورتوں میں دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ بار بار یہ عمل کرے۔

اَمَّا صَلوٰةُ التَّسْبِيْحِ فَهِيَ اَرْبَعُ رَكْعَاتٍ بِتَسْلِيْمَةٍ اَوْ تَسْلِيْمَتَيْنِ سُنَّةٌ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مَرَّةً اَوْ فِيْ كُلِّ اُسْبُوْعٍ وَ فِي الْاُسْبُوْعِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَتُهَا اَوْلٰى مِنْ سَائِرِ الْاَيَّامِ وَلَيَالِيْهَا اَوْ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ اَوْفِيْ كُلِّ سَنَةٍ اَوْ فِيْ مُدَّةِ الْحَيَاةِ وَفِيْهَاثَلٰثُ مِائَةِ تَسْبِيْحٍ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّقُوْلَ فِي الْقِيَامِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ وَالسُّوْرَةِ مَعَهَا خَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً وَفِي الرُّكُوْعِ بَعْدَ تَسْبِيْحِهٖ عَشَرَ مَرَّاتٍ وَفِي الْاِعْتِدَالِ عَشَرَ مَرَّاتٍ وَفِي السُّجُوْدِ

بَعْدَ تَسْبِيْحِهٖ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَفِي الرَّفْعِ مِنْهُ قَاعِدًا عَشْرَ مَرَّاتٍ وَفِي السُّجُوْدِ الثَّانِي بَعْدَ تَسْبِيْحِهٖ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَفِي الرَّفْعِ مِنْهُ قَاعِدًا عَشْرَ مَرَّاتٍ فَيَقُوْمُ وَيَفْعَلُ فِي الثَّلَاثِ الْبَاقِيَةِ هٰكَذَا حَتّٰى يَصِيْرَ تَمَامُ التَّسْبِيْحَاتِ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَلِتِلْكَ الصَّلٰوةِ فَضِيْلَةٌ عَظِيْمَةٌ فَطُوْبٰى لِمَنْ وَفَّقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهَا۔

نماز تسبیح کا مسئلہ

ایک ہی سلام یا دو سلام کے ساتھ چار رکعتوں پر مشتمل یہ نماز ہر ایک دن اور رات میں ایک مرتبہ سنت ہے یہ نہ ہو سکے تو ہر ہفتے میں ایک مرتبہ پڑھے، ہفتے میں پڑھنے کی صورت میں جمعہ کا دن اور جمعہ کی رات باقی تمام دنوں اور راتوں کی نسبت زیادہ بہتر ہیں اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک مرتبہ پڑھے یہ نہ ہو سکے تو ہر سال ایک مرتبہ پڑھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پورے عرصۂ زندگی میں ایک مرتبہ پڑھے۔ اس نماز کے اندر ان الفاظ میں تین سو تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ پس چاہئے کہ نمازی حالت قیام میں سورت فاتحہ اور کسی سورت کے بعد یہی تسبیح پندرہ مرتبہ پڑھے، رکوع میں تسبیح رکوع کے بعد یہی تسبیح دس مرتبہ، حالت اعتدال میں آ کر سمعلہ کے بعد یہی تسبیح دس مرتبہ، سجدے میں جا کر تسبیح سجدہ کے بعد یہی تسبیح دس مرتبہ، سجدے سے سر اُٹھا کر بیٹھے ہوئے یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے۔ سجدہ ثانی میں تسبیح کے بعد دس مرتبہ اور قعدہ میں یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے، پھر اٹھ جائے اور باقی تینوں رکعتوں میں ایسا ہی طریقہ اختیار کر لے تا کہ پوری کی پوری تسبیح تین سو بن جائے۔ اس نماز کی بہت بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ اس شخص کے لیے بڑی خوشی کی بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس نماز کی بجا آوری کی توفیق بخشی۔

اَمَّا صَلٰوةُ الرَّغَائِبِ فَهِيَ سُنَّةٌ مَرْجُوَّةٌ فِيْهَا اِجَابَةُ الدُّعَاءِ وَكَانَتِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَفِي كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةُ الْقَدْرِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَسُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ مَرَّةً وَاِذَا سَلَّمَ وَفَرَغَ مِنْ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ كُلِّهَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَبْعِيْنَ مَرَّةً بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدَ وَيَقُوْلَ فِيْهِ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَيَرْفَعَ رَاْسَهٗ وَيَقُوْلَ رَبِّ اغْفِرْ

وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ سَبْعِيْنَ مَرَّةً ثُمَّ يَسْجُدُ ثَانِيًا وَيَقُوْلُ كَمَا فِي السَّجْدَةِ الْاُوْلٰى وَكَانَ وَقْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ الَّتِيْ كَانَتْ اَوَّلَ الْجُمَعِ مِنْ شَهْرِ رَجَبَ بَيْنَ الْعِشَائَيْنِ وَ الْاَوْلٰى اَنْ يَّصُوْمَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُصَلِّيَ هٰذِهٖ مَقْرُوْنَةً بِالصَّوْمِ فَيُفْطِرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ وَيَنَالَ فَضْلَهَا اِنْ شَآءَ اللهُ۔

نماز رغائب کا مسئلہ

یہ ایک ایسی سنت نماز ہے جس میں دُعا کی قبولیت کی اُمید رکھی جا سکتی ہے۔ یہ بارہ رکعتوں والی نماز ہے ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ قدر تین مرتبہ اور سورۃ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھے۔ جب سلام پھیر دے اور پوری کی پوری نماز سے فارغ ہو جائے تو نبی کریم ﷺ پر ان الفاظ میں ستر مرتبہ درود پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ الخ "پروردگار! نبی اُمّی محمد ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما اور سلامتی عطا کر"، پھر سجدہ کرے اور سجدے میں ستر مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَرَبُّ الخ "ہمارا پروردگار! فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے، پاک و پاکیزہ ہے"۔ سجدے سے سر اٹھا کر یہ دعا ستر مرتبہ پڑھے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ الخ "میرے پروردگار! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما۔ تیرے علم میں موجود میرے اعمال سے درگزر فرما۔ بیشک تو ہی غالب اور کرم والا ہے"۔ پھر دوسری دفعہ سجدہ کرے اور پہلے سجدے میں جو کچھ کیا ہو ہو بہو وہی کرے اس نماز کے پڑھنے کا وقت ماہ رجب کی سب سے پہلی شب جمعہ کو مغرب اور عشاء کے درمیان ہے۔ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جمعرات کو روزہ رکھے۔ اس نماز کو روزے سے متصل کر کے پڑھے۔ پھر عشاء کے بعد افطار کرے اور اس نماز کی فضیلت کو حاصل کرے۔

اَمَّا صَلٰوةُ لَيْلَةِ الْبَرَاتِ يَعْنِيْ لَيْلَةَ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَهِيَ كَانَتْ سُنَّةٌ وَّهِيَ مِائَةُ رَكْعَةٍ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ عَشَرَ مَرَّاتٍ لِّيَصِيْرَ فِيْ تَمَامِهَا اَلْفَ مَرَّةٍ وَ وَقْتُهَا بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ اِلٰى قُبَيْلِ الصُّبْحِ وَلَهَا فَضْلٌ كَثِيْرٌ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً لِّيَصِيْرَ تَمَامُهَا مِائَةَ مَرَّةٍ لِئَلَّا يُحْرَمَ مِنْ بَرَكَةِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ۔

نماز شب برات کا مسئلہ

شب برات کا مطلب ماہ شعبان کی پندرہویں شب ہے۔ اسی رات میں یہ نماز سنت ہے۔ یہ نماز سو رکعتوں پر مشتمل ہے ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس دس مرتبہ پڑھے تاکہ پوری کی پوری نماز میں یہ تعداد ہزار مرتبہ ہو جائے۔ اس نماز کے پڑھنے کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر صبح صادق سے کچھ پہلے تک ہے۔ اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت ہے جو شخص پوری پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ چار رکعتیں پڑھے۔ ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھے تاکہ پوری تعداد سو مرتبہ ہو جائے یہ اس لیے کہ آدمی اس رات کی برکت سے محروم نہ رہے۔

وَاَمَّا صَلٰوةُ الْاِسْتِخَارَةِ فَهِيَ سُنَّةٌ وَّفِيْهَا بَرَكَةٌ عَظِيْمَةٌ وَّوَقْتُهَا مَتٰى اِتَّفَقَ اَمْرٌ مُّهِمٌّ مِّنَ الْاُمُوْرِ الدِّيْنِيَّةِ اَوِ الدُّنْيَوِيَّةِ وَيُرِيْدُ اَنْ يَّعْلَمَ خَيْرَهٗ وَشَرَّهٗ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَ يَنْوِيَ هٰكَذَا اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْاِسْتِخَارَةِ رَكْعَتَيْنِ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَيُوْصِلَهَا اِلٰى تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ وَيَقْرَأُ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِي الْاُوْلٰى سُوْرَةَ الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّانِيَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ وَبَعْدَ السَّلَامِ يَدْعُوْ بِهٰذِهِ الصِّيْغَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ وَيُسَمِّيْهِ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ وَيُسَمِّيْهِ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ ارْضِنِيْ بِهٖ وَبَعْدَ ذٰلِكَ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْكَشْفِ وَتَصْفِيَةِ الْقُلُوْبِ فَيَتَوَجَّهُ اِلَى اللّٰهِ ذَاكِرَ الرُّؤْيٰ عَاقِبَةَ اَمْرِهِ الْمَنْوِيِّ حَالَةَ الصَّحْوِ الْغَيْبَةِ اَوِ النَّوْمِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنَ الْمُكَاشِفِيْنَ فَيَتَفَاَئَلُ بِالْاُمُوْرِ الْمَحْسُوْسَةِ الَّتِيْ سَنَحَتْ لَهٗ ظَاهِرَةً دَالَّةً عَلَى الْخَيْرِ وَغَيْرِهٖ۔

نماز استخارہ کا مسئلہ

یہ نماز سنت ہے۔ اس کی بجا آوری میں بڑی برکت ہے۔ اس نماز کے پڑھنے کا وقت وہ ہے جبکہ دینی یا دنیوی

معاملات میں سے کوئی معاملہ درپیش ہو اور آدمی اس معاملہ کی بھلائی یا برائی کو جاننا چاہے چنانچہ ایسی صورت میں چاہئے کہ آدمی دو رکعت نماز پڑھے اور یوں نیت کرے اُصَلِّیْ صَلٰوۃَ الْاِسْتِخَارَۃِ الخ "میں اس کا قرب حاصل کرنے کی خاطر دو رکعت استخارے کی نماز پڑھتا ہوں"۔ نیت کو تکبیر احرام سے ملا دے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون پڑھے۔ دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام پھیر دینے کے بعد ان الفاظ میں دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ الخ "پروردگار! میں تیرے علم سے بھلائی چاہتا ہوں۔ تیری قدرت کا ملہ سے طاقت چاہتا ہوں تجھ سے تیرے بڑے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ اس لیے کہ بیشک تو ہی قدرت والا ہے میرا کوئی بس نہیں، تو ہی جانتا ہے میں نہیں، اور تو ہی پوشیدگیوں کا علم رکھنے والا ہے۔ پروردگار! اگر تیرے علم میں یہ کام (کام کا نام لے) میرے حق میں دین، دنیا معیشت اور انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہو تو اسے میرے لیے مقدر فرما، میرے لیے اسے آسان کر پھر اس میں میرے لیے برکت نازل فرما اور اگر تیرے علم میں یہ کام (یہاں پر کام کا نام لے) میرے حق میں دین، دنیا، معیشت اور انجام کار کے اعتبار سے برا ہو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے، میرے لیے جہاں کہیں بھی بھلائی مقدر کر اور میرے لیے اسے آسان کر پھر مجھ کو بھلائی پر خوش رکھ"۔ صاحب استخارہ اگر کشف اور قلبی صفائی رکھنے والوں میں سے ہو تو وہ اس کے بعد ذکر خدا بجالاتے ہوئے اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے تا کہ وہ اپنے مقصود کام کے انجام کو ظہور، غیب یا نیند کی حالتوں میں دیکھ لے۔ اگر صاحب استخارہ اہل کشف میں سے نہ ہو تو وہ ان حسی معاملات سے تعبیر لے جو اس کے لیے بھلائی وغیرہ پر دلالت کرنے کی صورت میں ظاہری طور پر صادر ہوتے ہیں۔

وَ صَلٰوۃٌ تَقَعُ وَقْتَ الضَّحْوَۃِ اِنْ کَانَتْ رَکْعَتَیْنِ فَھٰذِہٖ وَاِنْ کَانَتْ ثَمَانِیَ رَکْعَاتٍ فَقَضَاءُ التَّھَجُّدِ الَّتِیْ فَاتَتْ فِی اللَّیْلَۃِ فَمَنْ رَاٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ وَقْتَ الضَّحْوَۃِ وَلَمْ یَعْرِفْ حَقِیْقَتَھَا سَمَّاھَا صَلٰوۃَ الضَّحْوَۃِ وَمَنْ عَرَفَھَا لَمْ یُسَمِّھَا صَلٰوۃَ الضَّحْوَۃِ لِاَنَّھَا لَا تَتَقَیَّدُ بِھٰذَا الْوَقْتِ اَوْ وَقْتٍ اٰخَرَ وَالنَّوَافِلُ الْمُؤَقَّتَۃُ بِالْاَوْقَاتِ الشَّرِیْفَۃِ وَالْمَقَامَاتِ الْمُتَبَرَّکَۃِ کَثِیْرَۃٌ کَلَیَالِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ وَلَیْلَۃِ الْفِطْرِ۔

نماز چاشت کے مسائل

یہ نماز اگر دو رکعتوں والی تھی (جو حضور ﷺ نے پڑھی) تو پھر وہ یہی چاشت والی نماز ہی ہے اگر یہ نماز آٹھ

رکعتوں کی تھی (جو حضور ﷺ نے ادا فرمائی) تو پھر رات کو فوت ہونے والی نماز تہجد کی قضاء ہے چنانچہ جس نے یہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ چاشت کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور اس نماز کی حقیقت کو وہ نہ سمجھ سکے تو اس نے اس نماز کو چاشت کی نماز کا نام دیا۔ جس کو اس نماز کی حقیقت کا علم تھا اور اس نے اس نماز کو چاشت کی نماز کا نام نہیں دیا۔ کیونکہ یہ نماز اس وقت چاشت یا کسی اور وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے باشرف وقتوں اور بابرکت مقامات میں مقررہ نوافل تو بہت ساری ہیں۔ مثلاً ماہ رمضان کی راتوں اور عید الفطر کی رات کی نوافل۔

وَاَمَّا الصَّلٰوةُ الرِّضْوَانِ فَهِيَ رَكْعَتَانِ فِي الْاُوْلٰى بَعْدَ الْفَاتِحَةِ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ اِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً وَّفِي الثَّانِيَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ اِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً وَبَعْدَ السَّلَامِ اَلصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَّغَيْرُهَا مِنَ النَّوَافِلِ وَلَا حَاجَةَ اِلٰى تَعْدَادِهَا لِاَنَّ سَاحَةَ النَّوَافِلِ مُوَسَّعَةٌ۔

نماز رضوان کا مسئلہ

یہ نماز دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی گیارہ مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور سلام پھیر دینے کے بعد نبی اکرم ﷺ پر دس مرتبہ درود پڑھے۔ نماز رضوان کے علاوہ دیگر نوافل بھی ہیں، جن کو شمار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ نوافل کا میدان بڑی وسعت کا حامل ہے۔

وَاَمَّا صَلٰوةُ الْجَنَائِزِ فَهِيَ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ وَلَهَا شَرْطَانِ وَاجِبَانِ اَلْاَوَّلُ الْغُسْلُ لِلْمَيِّتِ وَ الثَّانِي التَّكْفِيْنُ وَهٰذَانِ سَاقِطَانِ لِلشَّهِيْدِ وَبَعْدَهُمَا وَاجِبٌ اٰخَرُ وَهُوَ التَّدْفِيْنُ فَيَلْزَمُ اَرْبَعُ وَاجِبَاتٍ اَلْاَوَّلُ الْغُسْلُ وَاَدْنَاهُ اسْتِيْعَابُ بَدَنِهٖ كُلِّهٖ كَالْجُنُبِ بِالْمَاءِ بَعْدَ اِزَالَةِ النَّجَاسَةِ عَنْهُ وَ الثَّانِي التَّكْفِيْنُ وَاَدْنَاهُ سَتْرُ الْعَوْرَةِ لِلرِّجَالِ وَلِلنِّسَاءِ سَتْرُ جَمِيْعِ اَعْضَائِهَا وَالثَّالِثُ الصَّلٰوةُ وَ اَدْنَاهَا النِّيَّةُ وَاَرْبَعُ تَكْبِيْرَاتٍ وَاَعْلَاهَا خَمْسٌ وَبَيْنَ كُلِّ تَكْبِيْرَتَيْنِ دُعَاءٌ غَيْرُ مُتَعَيِّنٍ وَلَوْ وَقَعَتْ سَبْعُ تَكْبِيْرَاتٍ لَا بَاْسَ بِهٖ وَالرَّابِعُ التَّدْفِيْنُ وَاَدْنَاهُ اَنْ يَّحْفِرُوْا قَبْرًا يَكْتُمُ الرَّائِحَةَ وَيَحْرُسُ عَنِ السِّبَاعِ وَالسُّنَنُ اَنْ يَّدُلُّوْا الْمَرِيْضَ اِلَى التَّوْبَةِ وَاِلٰى تَجْدِيْدِهَا اِنْ كَانَ تَائِبًا بِالتَّعْرِيْضِ لَا

بِالتَّصْرِيحِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنَ الْفَسَقَةِ الْمُعْلِنِيْنَ لِفِسْقِهِمْ وَالْاَوْلٰى اَنْ يَّتُوْبُوْا بَيْنَ يَدَيْهِ لِيَذْكُرَ وَ يَقُوْلُوْا اِنْ حَضَرَ الْمَوْتُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَا اَنْ يَّاْمُرُوْهُ وَيَتْلُوْا سُوْرَةَ يٰسٓ اِنْ يَّرَوْا اَنْ يُّرِيْدَ اَوْ اَشَارَ وَاِلَّا فَلَا وَاِذَا فَارَقَتِ الرُّوْحُ فَيُغْمِضُوْا عَيْنَيْهِ وَيَشُدُّوْا حَنَكَهُ لِئَلَّا يَتَشَوَّهَ وَيُضْجِعُوْهُ مُتَوَجِّهَ الْقِبْلَةِ اِمَّا عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ اَوْ مُسْتَلْقِيًا وَّرِجْلَاهُ اِلَى الْقِبْلَةِ وَيُسَوُّوْا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ مَمْدُوْدَاتٍ وَلَا يَسْتُرُوْا عَلَيْهِ اِلَّا ثَوْبًا خَفِيْفًا غَيْرَ مُسْخِنٍ وَّيَضَعُوْا عَلٰى بَطْنِهٖ شَيْئًا ثَقِيْلًا اِنْ تَوَقَّفَ الْغُسْلُ وَيَنْزَعُوْا ثَوْبَهٗ بِشِقٍّ تَمَامِهٖ اَوْ بَعْضِهٖ مِنْ جَانِبِ رِجْلَيْهِ وَلَوْ نُزِعَ مِنْ جَانِبِ الرَّاْسِ بِعَادَةِ الْاَحْيَاءِ لَا بَاْسَ بِهٖ وَالْمَحْرَمُ اَوْلٰى بِنَزْعِهٖ وَاَنْ يُّبَادِرُوْا بِالْغُسْلِ مَعَ تَحَقُّقِ الْمُفَارَقَةِ وَفِي الْمَشْكُوْكِ فِيْهِ لَا يَجُوْزُ التَّعْجِيْلُ -

وَيَجِبُ فِيْ غُسْلِهِ النِّيَّةُ وَيَسْتَحِبُّ ثَلَاثُ غَسْلَاتٍ وَاَنْ يَّكُوْنَ الْاَوَّلُ بِمَاءٍ مُمْتَزِجٍ بِالسِّدْرِ وَالثَّانِيْ بِالْكَافُوْرِ اَوِ الْخِطْمِيِّ وَالْاٰخِرُ بِالْمَاءِ الْقَرَاحِ وَاَنْ يُّوَضِّؤُوْهُ قَبْلَ الْغُسْلِ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَاِنْ تُرِكَا لَا بَاْسَ بِهٖ وَلَوْ لُفَّتْ يَدُ الْغَاسِلِ بِلَفِيْفَةٍ فِيْ تَمَامِ الْغُسْلِ كَمَا فِي اسْتِنْجَائِهٖ كَانَ اَحْسَنَ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّغْسِلَ بَعْدَ غَسْلِ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ بِالْخِطْمِيِّ وَغَيْرِهٖ جَانِبَهُ الْاَيْسَرَ فَالْاَيْمَنَ لِيُتِمَّ عَلَى الْاَيْمَنِ وَ بِالْعَكْسِ لِيُبْتَدَأَ بِالْاَيْمَنِ كَالْاَحْيَاءِ وَاِجْلَاسُهٗ وَاِمْرَارُ الْيَدِ عَلٰى بَطْنِهٖ اِنْ وَّقَعَا اَوْ لَمْ يَقَعَا مُتَسَاوِيَانِ فِي الْجَوَازِ وَيَجُوْزُ الْغُسْلُ بِالْمَاءِ الْحَارِّ وَالْبَارِدِ وَلَوْ كَانَ الْاَوَّلُ بِالْحَارِّ وَ الْاَوْسَطُ بِالْفَاتِرِ وَالْاٰخِرُ بِالْبَارِدِ كَانَ اَصْوَبَ وَلَوْ تَيَسَّرَ الْغُسْلُ فِيْ مَكَانٍ خَالٍ مُّسَقَّفٍ كَانَ اَوْلٰى وَلَوْ خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ بَعْدَ الْغُسْلِ تَجِبُ اِزَالَتُهٗ لَا اِعَادَةُ الْغُسْلِ وَلَا الْوُضُوْءِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّغَسِّلَ الرِّجَالُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءُ النِّسَاءَ وَيَجُوْزُ اَنْ يُّغَسِّلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الزَّوْجَيْنِ الْاٰخَرَ وَالْاَمَةُ كَالزَّوْجَةِ لٰكِنْ بِتَلْفِيْفِ الْخِرْقَةِ عَلٰى اَيْدِيْهِمْ وَاِنْ لَّمْ يُوْجَدْ لِلرِّجَالِ اِلَّا النِّسَاءُ وَلِلنِّسَاءِ اِلَّا الرِّجَالُ وَلَا مَحْرَمِيَّةَ فَلَا يَجُوْزُ اِلَّا التَّيَمُّمُ وَ صِيْغَةُ النِّيَّةِ هٰذِهٖ اُيَمِّمُ هٰذَا الْمَيِّتَ اَوْ هٰذِهِ الْمَيِّتَةَ عِوَضًا عَنْ

مَّاءِ السِّدْرِ اَوِ الْكَافُوْرِ اَوِ الْقَرَاحِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ وَلَوِ ازْدَحَمَ كَثِيْرُوْنَ عَلٰى غُسْلٍ وَّاحِدٍ فَالْاَوْلَى الْوَلِيُّ اَوِ الْوَارِثُ الْاَقْرَبُ اَوْ مَنْ اَذِنَ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا لَهُ وَلَوِ اسْتُعْمِلَ عِطْرٌ فِي الْكَفَنِ قَبْلَ اَنْ يُّدْخَلَ فِيْهِ جَازَ اِلَّا لِمُحْرِمِ الْحَجِّ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يُّسْتَعْمَلَ الْكَافُوْرُ اِنْ وُّجِدَ عَلٰى مَسَاجِدِهٖ وَمَنَافِذِهٖ وَغَيْرِهَا وَلَاحَاجَةَ إِلٰى حَلْقِ الرَّأْسِ وَقَلْمِ الظُّفْرِ وَاَخْذِ الشَّارِبِ وَشَعْرِ الْاِبِطِ وَالْعَانَةِ وَاسْتِعْمَالِ الْمُشْطِ لِرَاسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَلَوْ وَقَعَ لَا بَأْسَ بِهٖ وَلَا يَجِبُ غَسْلُ الْغَرِيْقِ۔

وَيَسْتَحِبُّ لِلرَّجُلِ التَّكْفِيْنُ بِثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ اِمَّا ثَلَاثُ لَفَائِفَ وَاِمَّا عِمَامَةٌ وَّقَمِيْصٌ وَّلَفِيْفَةٌ وَّالْوَاجِبُ سَتْرُ الْعَوْرَةِ وَلِلْمَرْاَةِ بِخَمْسَةِ اَثْوَابٍ قَمِيْصٌ وَّ اِزَارٌ وَّخِمَارٌ وَّلَفِيْفَتَانِ وَ الْوَاجِبُ وَاحِدَةٌ وَّيَسْتَحِبُّ أَنْ يُّبَيَّضَ وَمِنْ اَطْيَبِ الْاَمْوَالِ وَهُوَ عَلٰى مَنْ عَلَيْهِ نَفَقَتُهٗ اَوْ مُؤْنَتُهٗ وَلَوْ كَانَ نَفْسُهٗ ذَامَالٍ فَمِنْ مَّالِهٖ وَاَنْ تُسَدَّ مَنَافِذُ الْبَدَنِ بِقُطْنَةٍ اَوْ خِرْقَةٍ وَيَسْتَحِبُّ فِي حَمْلِ الْجَنَائِزِ اَرْبَعَةُ رِجَالٍ فَاِنْ لَّمْ يُوْجَدْ فَمَا وُجِدَ وَاَنْ يَّمْشِيَ الْحَامِلُوْنَ بِالْمَشْيِ الْوَسَطِ لَا مُسْرِعِيْنَ وَلَا مُبْطِئِيْنَ وَالْمُشَايَعَةُ سُنَّةٌ وَالْاَوْلٰى لِمَنْ يَّقْدِرُ عَلَى الْحَمْلِ وَرَاءَهَا وَلِمَنْ لَّمْ يَقْدِرْ قُدَّامَهَا وَيَجُوْزُ عَلٰى يَمِيْنِهَا وَيَسَارِهَا مَعَ سِعَةِ الطَّرِيْقِ وَاِلَّا فَلَا۔

نماز جنازہ کا مسئلہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اس نماز کی دو واجب شرطیں ہیں۔ پہلی شرط میت کو غسل دینا ہے اور دوسری شرط اسے کفن پہنانا ہے۔ یہ دونوں واجب شرطیں شہید کے حق میں ساقط ہیں۔ ان دونوں واجب شرطوں کے بعد ایک اور واجب شرط ہے وہ میت کو دفنانے کا کام ہے چنانچہ اب میت کے لیے چار واجب امور لازم ہو جاتے ہیں۔ پہلی واجبی کام غسل ہے۔ اس کی ادنیٰ صورت میت کے جسم سے ناپاکی کو دور کرنے کے بعد جنبی کی مانند پورے جسم کو پانی سے گھیر لینا ہے۔ دوسرا واجبی کام میت کو کفن پہنانا ہے۔ اس کی ادنیٰ صورت مردوں کے حق میں قابل پردہ چیز کا چھپانا ہے اور عورتوں کے حق میں بدن کے تمام اعضاء کو چھپانا ہے۔ تیسرا واجبی کام نماز جنازہ ہے۔ اس کی ادنیٰ صورت نیت کرنا اور چار تکبیریں ہیں۔ اس کی اعلیٰ صورت پانچ تکبیریں ہیں۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان غیر متعین کسی دعا کا پڑھنا ہے اگر سات تکبیریں وقوع پذیر

ہوجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چوتھا واجبی کام میت کو دفنانے کا ہے۔ اس کی ادنیٰ صورت یہ ہے کہ لوگ ایک ایسی قبر کھودیں جو میت کی بو کو چھپائے اور درندوں سے اس کی حفاظت کر سکے۔

مسنون افعال یہ ہیں:۔

۱۔لوگ بیمار کی توبہ سے رہنمائی کریں۔ اگر وہ تائب ہو تو اشارے سے توبہ کی تجدید کرائیں صراحت سے نہ کہیں بشرطیکہ وہ علانیہ طور پر مشہور فاسق لوگوں میں سے نہ ہو۔ سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ لوگ بیمار کے سامنے خود توبہ کریں تا کہ اسے توبہ یاد آجائے۔

۲۔ جب موت کا وقت آجائے تو لوگ خود یہ دعا پڑھیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بیمار کو پڑھنے کا حکم نہ دیں۔

۳۔لوگ سورہ یٰسین کی تلاوت کریں۔ بشرطیکہ وہ بیمار کی چاہت دیکھے یا وہ اشارہ کرے، ورنہ نہیں۔

۴۔ روح جب پرواز کر جائے تو اس کی آنکھوں کو بند کریں۔

۵۔ جبڑے کو باندھ کر رکھیں تا کہ وہ بدنما معلوم نہ ہوجائے۔

۶۔ میت کو قبلہ کی طرف رُخ کر کے لٹائے رکھے یا تو دائیں پہلو پر رکھے یا چت لٹائے رکھے اور اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔

۷۔ ہاتھوں اور پیروں کو دراز کر کے برابر کریں۔

۸۔میت پر صرف کوئی ایسا ہلکا کپڑا ڈال دیں جو بدن میں گرمی پیدا نہ کرتا ہو۔

۹۔اس کے پیٹ پر کوئی بوجھل چیز رکھ دیں بشرطیکہ غسل میں وقفہ ہوجائے۔

۱۰۔میت کے کپڑوں کو پھاڑ کر یا بعض حصوں کو پھاڑ کر پیروں کی جانب سے اتاریں اگر زندوں کے طریقے کے مطابق میت کے کپڑے سر کی جانب سے اتارے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ محرم آدمی کپڑے اتارنے کا زیادہ حقدار ہے۔

۱۱۔ روح کا نکلنا ثابت ہونے کے ساتھ ہی اسے غسل دینے میں سبقت سے کام لینا۔ روح کے پرواز کر جانے میں شک کی صورت میں غسل دینے میں جلد بازی جائز نہیں ہے۔ میت کو غسل دیتے وقت نیت کرنا واجب ہے اور اسے دھونے کی تین دفعات تین قسم کے پانی مسنون ہیں۔ پہلا دھونا بیری کے پتے ملے ہوئے پانی سے ہو۔ دوسرا دھونا کافور یا خطمی ملے ہوئے پانی سے ہو اور آخری دھونا، خالص پانی سے ہو۔

غسل دینے سے پہلے میت کا وضو بجالائے، کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ ان دونوں کاموں کو اگر چہ چھوڑ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پورے غسل کے دوران دونوں ہاتھ کو کوئی کپڑا لپیٹ لیا جائے جیسا کہ میت کے استنجے

کی بجا آوری میں ہوتا ہے تو یہ بہت اچھا ہے۔ خطمی وغیرہ کے ساتھ میت کے سر اور داڑھی کو دھو لینے کے بعد اس کی بائیں جانب کو پھر دائیں جانب کو دھونا جائز ہے تاکہ غسل کو دائیں جانب پر پورا کیا جائے۔ اس کی الٹی صورت بھی درست ہے تاکہ غسل کی ابتداء زندوں کی مانند دائیں طرف سے ہو جائیں میت کو بٹھانا اور اس کے پیٹ پر ہاتھ پھرانا یہ کام چاہے وقوع پذیر ہو یا نہ ہو جائز ہونے میں دونوں صورتیں برابری کا درجہ رکھتی ہیں۔ گرم پانی اور ٹھنڈے پانی دونوں سے غسل دینا جائز ہے۔ اگر پہلا غسل گرم پانی سے ہو، درمیانہ غسل نیم گرم پانی سے اور آخری غسل ٹھنڈے پانی سے ہو تو یہ بڑی اچھی صورت ہے۔ اگر غسل کا کام کسی چھت والے خالی مکان میں واقع ہو جائے تو یہ بہتر ہے اگر غسل دے چکنے کے بعد میت کے اندر سے کوئی چیز نکل پڑے تو صرف اس کا دور کرنا واجب ہے اس صورت میں نہ غسل کا دوبارہ بجالانا واجب ہے نہ ہی وضو کا۔ مناسب یہ ہے کہ مرد کو مرد غسل دے اور عورت کو عورت۔ میاں بیوی میں ہر ایک کا دوسرے کو غسل دینا جائز ہے۔ لونڈی کا حکم بیوی کی مانند ہے مگر اس صورت میں ہاتھوں کو کپڑے کا ٹکڑے لپیٹ کر حکم بجالائیں۔ اگر مردوں کے لیے غسل دینے والا سوائے عورتوں کے کوئی نہ پاسکے اور عورتوں کے لیے غسل دینے والا سوائے مردوں کے کوئی نہ مل سکے اور وہاں کوئی محرم شخص بھی نہ ہو تو اس صورت میں صرف تیمم ہی جائز ہو سکتا ہے۔

صیغہ نیت تیمم یہ ہے۔ ''میں اس مردہ مرد یا مردہ عورت کا آب سدرہ کے بدلے میں یا آب کافور کے بدلے میں یا آب خالص کے بدلے میں تیمم اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کی خاطر کرتا ہوں/کرتی ہوں''۔ (۱)

اگر ایک میت کے غسل کی بجا آوری کے لیے بہت سے لوگ جمع ہو جائیں تو سب سے زیادہ حقدار غسل دینے کا میت کا سرپرست ہے یا اس کا سب سے قریبی وارث ہے یا وہ شخص زیادہ حقدار ہوگا جس کو ان دونوں میں کسی ایک نے

۱۔ آب سدرہ کے عوض تیمم

أُيَمِّمُ هٰذَا الْمَيِّتَ / الْمَيِّتَةَ عِوَضًا عَنْ مَاءِ السِّدْرِ لِنَدْبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں قرب الٰہی کی خاطر مسنون ہونے کی وجہ سے اس میت کو سدرہ کے عوض تیمم دیتا/دیتی ہوں۔

آب کافور کے عوض تیمم

أُيَمِّمُ هٰذَا الْمَيِّتَ / الْمَيِّتَةَ عِوَضًا عَنْ مَاءِ الْكَافُوْرِ لِنَدْبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں قرب الٰہی کی خاطر مسنون ہونے کی وجہ سے اس میت کو کافور کے عوض تیمم دیتا/دیتی ہوں۔

آب خالص کے عوض تیمم

أُيَمِّمُ هٰذَا الْمَيِّتَ / الْمَيِّتَةَ عِوَضًا عَنْ مَاءِ الْقَرَاحِ لِوُجُوْبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

میں قرب الٰہی کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے اس میت کو آب خالص کے عوض تیمم دیتا/دیتی ہوں۔

اجازت دی ہو اگر میت کو کفن پہنانے سے پہلے کفن میں کوئی خوشبو ڈال دی جائے تو یہ جائز ہے مگر حج کے احرام باندھنے والے کے حق میں جائز نہیں ہے اگر مل جائے میت کے سجدہ ریز ہونے والے مقامات اور بدن کے مسامات وغیرہ پہ کافور کا استعمال کرنا سنت ہے۔ میت کے سر مونڈنے، ناخن تراشنے، مونچھ لینے، بغل اور زیر ناف کے بال کاٹنے نیز اس کے سر اور ڈاڑھی میں کنگھی استعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ افعال وقوع پذیر ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پانی میں ڈوب کر مرنے والے کا غسل واجب نہیں ہے۔ مرد کے لیے تین کپڑوں کا کفن پہنانا سنت ہے۔ یا تو تین اوڑھنیاں ہوں یا ایک قمیض، ایک پگڑی اور ایک اوڑھنی۔ واجب حکم تو قابل پردہ مقام کا چھپا دینا ہے۔ عورت کے لیے پانچ کپڑوں کا کفن پہنانا سنت ہے۔ وہ پانچ کپڑے یہ ہیں۔ قمیض، پاجامہ، دوپٹہ اور دو اوڑھنیاں۔ واجب حکم تو ایک ہی اوڑھنی ہے۔ میت کو سفید کپڑوں کا کفن پہنانا اور بہترین مال میں سے ان کا ہونا سنت ہے۔ میت کا کفن اس شخص پر لازم ہے جس کے ذمے اس کے اخراجات اور ذمہ داریاں ہیں اگر خود میت مالدار شخص ہو تو پھر اسی کے مال سے کفن کا بندوبست کیا جائے۔ بدن کے مسامات کو کسی روئی یا کپڑے کے ٹکڑے سے بند کر دیا جائے۔ جنازے کو اٹھانے کیلیے چار آدمیوں کا ہونا سنت ہے۔ اگر چار آدمی نہ ہوں تو جتنی تعداد آدمیوں کی ملے میت کو اٹھانے والے درمیانی رفتار سے چلیں نہ زیادہ جلدی کریں اور نہ زیادہ دیر کریں۔ جنازے کے پیچھے پیچھے چلنا سنت ہے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ جنازے کو اٹھانے پر قدرت رکھنے والے جنازے کے پیچھے پیچھے چلیں اور اُٹھانے پر قدرت نہ رکھنے والے اس کے آگے آگے چلیں۔ راستے کی کشادگی کی صورت میں جنازے کے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے چلنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

وَتَجِبُ فِي الصَّلٰوةِ النِّيَّةُ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ أُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْمَيِّتِ أَوِ الْمَيِّتَةِ لِوُجُوبِهَا قُرْبَةً إِلَى اللهِ أَوْ صِيغَةٍ أُخْرٰى تَتَضَمَّنُ مَعْنَاهَا وَلَوْ حَضَرَتْ جَنَائِزُ مُتَعَدِّدَةٌ فَصَلٰوةٌ وَّاحِدَةٌ كَفَتْ بِجَمِيعِهِمْ لَوْ نَوَوْا هٰكَذَا أُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْأَمْوَاتِ الْحَاضِرَةِ جَمِيعًا لِوُجُوبِهَا قُرْبَةً إِلَى اللهِ أَوْ أُصَلِّيْ لِهٰؤُلَاءِ الْأَمْوَاتِ لِوُجُوبِهَا قُرْبَةً إِلَى اللهِ أَوْ مِثْلَهَا وَالتَّكْبِيرَاتُ وَالْأَدْعِيَةُ بَيْنَ كُلِّ تَكْبِيرَتَيْنِ فَبَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ يَجُوزُ الشَّهَادَتَانِ وَأَنْ يُحَمِّدَ بِأَيِّ صِيغَةٍ شَاءَ وَأَنْ يَقْرَأَ الْفَاتِحَةَ وَبَعْدَ الثَّانِيَةِ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهٖ وَبَعْدَ الثَّالِثَةِ وَ الرَّابِعَةِ دُعَاءٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَدُعَاءٌ لِّلْمَيِّتِ الْحَاضِرِ أَوِ الْأَمْوَاتِ الْحَاضِرِينَ وَيَجُوزُ تَقْدِيمُ أَيِّهِمَا شَاءَ وَلَوْ كَبَّرَ خَامِسًا وَّسَلَّمَ جَازَ

وَلَوِ اكْتَفٰى بِاَحَدِهِمَا جَازَ وَيَسْتَحِبُّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ وَّاِنْ لَّمْ يَرْفَعْ لَابَاْسَ بِهٖ وَالْاِسْرَارُ بِمَا يَقْرَاُ بَيْنَ التَّكْبِيْرَاتِ لَاغَيْرَ فَدُعَاءُ الْمَيِّتِ هٰكَذَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ خَرَجَ مِنْ رَّوْحِ الدُّنْيَا وَسِعَتِهَا اِلٰى ظُلْمَةِ الْقَبْرِ وَكَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ اَللّٰهُمَّ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ وَاَصْبَحَ فَقِيْرًا اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ وَقَدْ جِئْنَاكَ رَاغِبِيْنَ اِلَيْكَ شُفَعَاءَ لَهٗ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَاغْفِرْ لَهٗ وَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَلَقِّهٖ بِرَحْمَتِكَ وَرِضَاكَ وَقِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِهٖ وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ وَجَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبِهٖ وَلَقِّهٖ بِرَحْمَتِكَ الْاَمْنَ مِنْ عَذَابِكَ حَتّٰى تَبْعَثَهٗ اِلٰى جَنَّتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَحُرِّنَا وَعَبْدِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ وَيَزِيْدُ لِلطِّفْلِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطًا لِاَبَوَيْهِ وَسَلَفًا وَّذُخْرًا وَّعِظَةً وَّاعْتِبَارًا وَّشَفِيْعًا وَّثَقِّلْ بِهٖ مَوَازِيْنَهُمَا وَاَفْرِغِ الصَّبْرَ عَلٰى قُلُوْبِهِمَا اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ وَتَجُوْزُ هٰذِهِ الصَّلٰوةُ بِالْجَمَاعَةِ وَمُنْفَرِدًا وَلَوْ لَحِقَ الْمَسْبُوْقُ اِلٰى بَعْضِ تَكْبِيْرَاتِ الْاِمَامِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّتِمَّهَا وَلَوْ كَانَ بَعْدَ رَفْعِ الْجَنَازَةِ وَدَفْنِهَا وَمَعَ فَقْدِ الرِّجَالِ يَجُوْزُ اَنْ تُصَلِّيَهَا النِّسَاءُ وَيَجِبُ تَقْدِيْمُ الصَّلٰوةِ عَلَى الدَّفْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْمَيِّتُ عَارِيًا فَيَجِبُ تَقْدِيْمُ دَفْنِهٖ وَتَاْخِيْرُ الصَّلٰوةِ عَلٰى قَبْرِهٖ وَاِنْ لَّمْ يُصَلُّوْا وَدَفَنُوْهُ فَيَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلٰى قَبْرِهٖ بَعْدَ دَفْنِهٖ بِيَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَيَجُوْزُ اِلٰى ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مَّعَ الْكَرَاهَةِ وَبَعْدَ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الدُّعَاءُ خَيْرٌ مِّنَ الصَّلٰوةِ وَالْاَوْلٰى بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ الْاِمَامُ اَوْمَنْ نَصَبَهُ الْاِمَامُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فَالْوَلِيُّ اِنْ كَانَ صَالِحًا لِّلْاِمَامَةِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مُسْتَحِقًّا لَّهَا فَمَنْ اَذِنَ لَهٗ وَالْاَقْرَبُ اَوْلٰى مِنَ الْقَرِيْبِ وَالْقَرِيْبُ اَوْلٰى مِنَ الْبَعِيْدِ وَفِي الْجَمِيْعِ يُلَاحَظُ الصَّلَاحُ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّقِفَ الْاِمَامُ مُحَاذِيًا لِّوَسْطِ الرَّجُلِ وَصَدْرِ

اَلْمَرْاَةِ وَلَوِاجْتَمَعَتِ الْجَنَائِزُ فَالْاَوْلٰی اَنْ یَّکُوْنَ الْاَقْرَبُ اِلَی الْاِمَامِ الرَّجُلَ ثُمَّ الْمَرْاَةَ فِیْ قِبْلَتِهٖ بِحَیْثُ صَدْرُهَا یُحَاذِیْ وَسْطَهٗ وَفِیْ اجْتِمَاعِهَا جَازَ تَعْدِیْدُ الصَّلٰوةِ وَجَازَ الْاِقْتِصَارُ عَلٰی صَلٰوةٍ وَّاحِدَةٍ عَلَی الْجَمِیْعِ وَلَا یَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلَی الْکَافِرِ الْحَرْبِیِّ وَالذِّمِّیِّ وَالْمُبَاحِیِّ وَعَلٰی مُرْتَکِبِ الْکَبَائِرِ مُسْتَحِلًّا لَّهَا وَیَجُوْزُ عَلَی الْفَاسِقِ بِدُعَاءٍ یَلِیْقُ بِحَالِهٖ۔

نمازِ جنازہ کی بجا آوری

نمازِ جنازہ کی بجا آوری کی صورت میں ان الفاظ سے اس کی نیت کرنا واجب ہے اُصَلِّیْ صَلٰوةَ الْمَیِّتِ لِوُجُوْبِهَا قُرْبَةً اِلَی اللّٰهِ ''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے میت کی نماز پڑھتا ہوں''۔ عورت ہو تو یوں نیت کرے۔ اُصَلِّیْ صَلٰوةَ الْمَیِّتَةِ الخ'' میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے میت عورت کی نماز پڑھتا ہوں'' یا ان الفاظ کے علاوہ دیگر الفاظ استعمال کرے جو نیت کے الفاظ مذکورہ کے معانی کو متضمن ہوں۔ اگر کئی جنازے موجود ہوں تو ایسی صورت میں ایک ہی نماز سب کے لیے کافی ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ اس طرح نیت کریں۔ اُصَلِّیْ لِهٰؤُلَاءِ الْاَمْوَاتِ الخ'' میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ان میتوں کے لیے نماز پڑھتا ہوں'' یا ان الفاظ کی مانند دیگر الفاظ استعمال کرے۔ نمازِ جنازہ کی بجا آوری کے دوران تکبیریں اور دعائیں ہیں جو ہر دو تکبیروں کے دوران بجالائی جاتی ہیں پس تکبیر احرام کے بعد کلمہ شہادتین کا پڑھنا۔ جس زبان میں بھی حمد باری تعالیٰ کا بجالانا اور سورۂ فاتحہ کا پڑھنا جائز ہیں۔ دوسری تکبیر کے بعد نبی کریم ﷺ اور ان کی آل پر درود کا پڑھنا اور تیسری اور چوتھی تکبیر کے بعد مومنوں اور مومنات کے حق میں دعائے مغفرت کا مانگنا نیز موجودہ ایک میت یا کئی میتوں کے لیے دعا مانگنا۔ دعائے مومنین اور دعائے میت میں سے جس کو مقدم کرے جائز ہے۔ اگر پانچویں تکبیر پڑھے اور سلام پھیر دے تو یہ جائز ہے اگر دونوں میں سے ایک پر اکتفاء کرے تو بھی جائز ہے ہر ایک تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے۔ اگر ہاتھوں کو نہ اٹھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تکبیروں کے درمیان پڑھی جانی والی دعاؤں کا چپکے سے پڑھنا سنت ہے نہ کہ اونچی آواز سے چنانچہ میت کے لیے اس طرح دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا عَبْدُكَ الخ'' پروردگار! یہ تیرا بندہ ہے۔ تیرے بندے کا بیٹا ہے۔ یہ بندہ دنیا کی راحت اور وسعت سے قبر کی تاریکی کی طرف نکل پڑا ہے۔ یہ بندہ اس بات کی شہادت دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں اور محمد ﷺ تیرا بندہ اور رسول ہیں اور تو اس کو خوب جانتے

والا ہے۔ پروردگار! یہ بندہ تیرے ہی سہارے پر چھوڑا گیا ہے تو اس کے لیے بہترین جائے پناہ ہے۔ وہ تیری رحمت کا محتاج بن گیا ہے اور اس کو عذاب دینے سے تو بے نیاز ہے۔ ہم تیری رضامندی کی طرف میلان رکھتے ہوئے اس کے سفارشی بن کر تیرے حضور میں آئے ہیں۔ پروردگار! اگر یہ بندہ نیک ہو تو اس کی نیکی میں اضافہ فرما اور اگر یہ گنہگار ہو تو اسے بخش دے اس سے درگزر فرما۔ اپنی رحمت اور خوشنودی کا اس کے ساتھ مظاہرہ فرما۔ قبر کی کٹھن ابتلاء اور عذاب سے اس کو بچا۔ اس کیلیے قبر میں فراخی عطا کر۔ زمین کو اس کے پہلو سے دور رکھ لے، اور اس کو اپنی رحمت سے عذاب کے بدلے میں بے خوفی و آشتی عطا فرما۔ یہاں تک کہ، اے سب سے زیادہ رحم والے، تو اسے اپنی جنت کی طرف لے جائے۔ پروردگار! ہمارے زندوں کو، ہمارے رحلت یافتگان کو، ہمارے حاضرین کو، ہمارے غائبین کو، ہمارے چھوٹوں کو، ہمارے بڑوں کو، ہمارے آزاد لوگوں کو، ہمارے غلاموں کو، ہمارے مردوں کو اور ہمارے عورتوں کو تو بخش دے۔ پروردگار! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو وفات دے اس کو ایمان کی حالت پر موت دے''۔ بچے کے حق میں ان الفاظ کا اضافہ کرے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ فَرَطًا لِّاَبَوَیْہِ وَسَلَفًا الخ ''پروردگار! اس بچے کو اپنے والدین کیلیے پیشرو، فائدہ مند، ذخیرہ آخرت، باعثِ نصیحت، باعثِ عبرت اور شفیع بنا دے۔ اس کی بدولت اس کے والدین کے پلڑے کو بھاری کر دے اور ان کے دلوں میں صبر ڈال دے، پروردگار! ہم کو اس کے ثواب سے محروم نہ رکھ اس کے بعد ہم کو فتنے میں نہ ڈال اور ہمیں اور اسے بخش دے''۔ یہ نماز جماعت کے ساتھ اور انفرادی طور پر دونوں صورتوں میں جائز ہے اگر کوئی مسبوق شخص امام کی بعض تکبیروں میں شامل ہو جائے تو اس کے لیے چاہئے کہ وہ اس نماز کو پورا کر دے اگرچہ جنازہ کے اٹھائے جانے اور دفنانے کے بعد ہی کیوں نہ ہو، مردوں کے نہ ہونے کی صورت میں عورتوں کے لیے اس نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ نماز جنازے کو میت کے دفن پر مقدم رکھنا واجب ہے۔ مگر میت کے ننگا ہونے کی صورت میں نہیں، چنانچہ اس صورت میں دفن کے کام کو مقدم رکھنا اور نماز کو اس کی قبر پر پڑھنے کے لیے موخر کرنا واجب ہے اگر لوگ نماز میت نہ پڑھ چکے ہوں اور اس کو دفنا چکے ہوں تو بعد دفنانے کے ایک دن اور ایک رات تک اس کی قبر پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ مکروہ طور پر تین دنوں تک اس نماز کا پڑھنا جائز ہے۔ ان دنوں کے بعد نماز پڑھنے کی نسبت دعائے خیر ہی بہتر ہے۔ نماز میت پڑھانے کا زیادہ حقدار امام یا امام کا مقرر کردہ نائب ہے اگر ان دونوں میں سے کوئی نہ ہو تو میت کا سرپرست نماز جنازہ کا زیادہ حقدار ہے بشرطیکہ اس میں امامت کی صلاحیت موجود ہو اگر سرپرست امام کے قابل نہ ہو تو پھر وہ شخص زیادہ حقدار ہوگا جس کو سرپرست اجازت دے، زیادہ قریبی شخص صرف قریبی سے زیادہ حقدار ہے اور قریبی شخص دور کے رشتہ دار سے

زیادہ حقدار ہے۔ ان تمام صورتوں میں صلاحیت کو مدنظر رکھا جائے گا۔ مناسب ہے کہ امام مرد کے وسط بدن اور عورت کے سینے کے برابر کھڑے ہو، اگر کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں تو امام کی جانب سب سے زیادہ نزدیک مرد میت کا ہونا بہتر ہے اس کے بعد مرد کی جانب قبلہ میں میت عورت کو اس طرح رکھا جائے کہ اس کا سینہ مرد کے وسط بدن کے برابر ہو۔ کئی جنازوں کے اکٹھے ہونے کی صورت میں کئی نمازوں کا پڑھنا جائز ہے۔ نیز سب کیلیے ایک ہی نماز پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے، کافر حربی، کافر ذمی، مباحی اور حلال سمجھ کر گناہ کبیرہ کرنے والے کیلیے نماز جنازہ کا پڑھنا جائز نہیں ہے۔ فاسق شخص کے لیے اس کی حالت کے مناسب دعاؤں کے ساتھ اس نماز کا پڑھنا جائز ہے۔

وَالَّذِیْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَا ئِکَتِهٖ وَ کُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّکٰوةَ اِنْ کَانَ ذَامَالٍ وَصَامَ رَمَضَانَ وَحَجَّ الْبَیْتَ اِنْ کَانَ مُسْتَطِیْعًا فَلَا یَجُوْزُ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُّکَفِّرَهٗ بِسَبَبِ شَیْءٍ یَعْتَقِدُهٗ وَلَا یَعْلَمُ حَقِیْقَةَ الْاَمْرِ وَیَزْعُمُ اَنَّ مَنْ لَّا یَعْتَقِدُهٗ فَهُوَ کَافِرٌ هٰذِهٖ عَقِیْدَةُ الْجُهَّالِ.

جہالت کے شکار حضرات کا عقیدہ

جو شخص اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ کہتا ہو کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ نماز قائم کرتا ہو، مالدار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرتا ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہو اور استطاعت رکھنے کی صورت میں بیت اللہ شریف کا حج ادا کرتا ہو تو کسی بھی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسے شخص کو کسی ایسی چیز کی بناء پر کفر سے منسوب کرے جس کا وہ عقیدہ رکھتا ہو اور معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اور وہ یہ گمان کرتا ہو کہ جو شخص اس کا عقیدت نہ رکھے وہ کافر ہے۔ یہ جہالت کے شکار حضرات کا عقیدہ ہے۔

وَیَسْتَحِبُّ الصَّلٰوةُ عَلَی الطِّفْلِ الْمُسْتَهِلِّ وَلَا اسْتِحْبَابَ لِدُوْنِهٖ وَلِلْجَنِیْنِ وَالشَّهِیْدُ مَنْ قَتَلَهُ الْکَافِرُوْنَ فِی الْمَعْرِکَةِ وَغَیْرِهَا اَوْ قَتَلَهُ الْمُسْلِمُوْنَ ظُلْمًا اِذَا لَمْ یَشْرَبْ وَلَمْ یَاْکُلْ وَلَمْ یَبْقَ مِنْ وَّقْتِ صَلٰوةٍ اِلٰی اٰخَرَ لَا حَاجَةَ لَهٗ اِلَی الْغُسْلِ وَیَکْفِیْ لِکَفَنِهٖ ثَوْبُهُ الْمُلَطَّخُ فَلَا یَنْزَعُ عَنْهُ اِلَّا الْفَرْوُ وَ الْخُفُّ وَالسِّلَاحُ فَیُصَلِّیْ عَلَیْهِ وَیُدَفِّنُهٗ مَنْ حَضَرَ وَقَدَرَ عَلَی الصَّلٰوةِ وَالتَّدْفِیْنِ وَاِنْ لَّمْ

يَقْدِرْ عَلَى الصَّلٰوةِ فَالتَّدْفِيْنُ يَكْفِيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرِ التَّدْفِيْنُ رَفَعَ اللّٰهُ دَرَجَتَهٗ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَمَنْ قُتِلَ مِنَ الْبُغَاةِ وَقُطَّاعِ الطَّرِيْقِ لَا يَجُوْزُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ وَيَجِبُ تَدْفِيْنُ جَمِيْعِهِمْ لِدَفْعِ الْاَذٰى عَنِ النَّاسِ وَيَسْتَحِبُّ تَوْسِيْعُ الْقَبْرِ وَتَعْمِيْقُهٗ بِقَدْرِ قَامَةٍ وَّسِيْطَةٍ وَمَعَ صَلَابَةِ الْاَرْضِ كَفٰى اَقَلُّ مِنْهَا وَيَجُوْزُ الشَّقُّ وَاللَّحْدُ وَالشَّقُّ اَوْلٰى فِيْ مَوْضِعٍ وَاللَّحْدُ اَوْلٰى فِيْ مَوْضِعٍ لِصَلَابَةِ الْاَرْضِ وَرَخَاوَتِهَا اَوْ لِمَصْلَحَةٍ اُخْرٰى فَيَنْبَغِيْ اَنْ تُوْضَعَ الْجَنَازَةُ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ بِحَيْثُ رَاْسُهٗ عِنْدَ رِجْلِ الْقَبْرِ وَيُدْخِلَهٗ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ بِرِفْقٍ وَالَّذِيْ يُدْخِلُهٗ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلًا اِمَّا الْوَلِيُّ اَوْ مَنْ اَذِنَ لَهُ الْوَلِيُّ وَلِلنِّسَاءِ الْمَحَارِمُ اِنْ كَانُوْا وَاِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا فَرَجُلٌ صَالِحٌ وَلَا يَجُوْزُ لِلْفَسَقَةِ اَنْ يُدْخِلُوا النِّسَاءَ فِي الْقُبُوْرِ فَالْمَيِّتُ اِذَا اُدْخِلَ يَنْبَغِيْ اَنْ يُوْضَعَ عَلٰى جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيُسْنَدَ وَجْهُهٗ اِلٰى جِدَارِهٖ وَقَفَاهُ اِلٰى لِبْنَةٍ اَوْ حَجَرٍ فَبَعْدَ حَلِّ الْعَقْدِ مِنَ الْكَفَنِ وَاِسْنَادِ وَجْهِهٖ اِلٰى جِدَارِ الْقَبْرِ مُتَوَجِّهَ الْقِبْلَةِ يَنْبَغِيْ اَنْ يُّسَدَّ بِاللَّبِنِ اَوِ الْحَجَرِ اَوْ مَا يَقُوْمُ مَقَامَهُمَا وَاَنْ يُطَيَّنَ بِحَيْثُ لَا يَبْقٰى مَنْفَذٌ فَيَحْثِيْ مَنْ دَنَا ثُمَّ مَنْ دَنَا ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِّنَ التُّرَابِ عَلَيْهِ وَيُرْفَعَ مِنَ الْاَرْضِ بِقَدْرِ شِبْرٍ وَيَجُوْزُ لِلْقَبْرِ التَّسْطِيْحُ وَالتَّسْنِيْمُ وَالتَّسْطِيْحُ اَوْلٰى وَلَا يُدْفَنُ مَيِّتَانِ فِيْ قَبْرٍ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَاِنْ وَّقَعَ فَيُقَدَّمُ اَفْضَلُهُمَا وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُحْتَرَمَ الْقَبْرُ كَاحْتِرَامِ صَاحِبِهٖ اِنْ كَانَ حَيًّا.

آواز نکالنے والے بچے کے لیے نماز جنازہ کا پڑھنا سنت ہے۔اس سے کم درجے کے بچے اور پیٹ کے بچے کے لیے نماز جنازہ کا پڑھنا کوئی سنت نہیں ہے۔

شہید اور باغی کا مسئلہ

شہید وہ شخص ہے جس کو میدان جنگ وغیرہ میں کافروں نے مار ڈالا ہو یا مسلمانوں نے اس کو بطور ظلم قتل کر دیا ہو جبکہ وہ کچھ نہ پیئے، کچھ نہ کھائے اور ایک نماز کے وقت سے لے کر دوسرے وقتِ نماز تک وہ زندہ نہ رہ سکے تو اس کو غسل دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اس کا خون آلود کپڑا ہی اس کے کفن کے لیے کافی ہے چنانچہ اس کے بدن سے صرف

پوستین، موزہ اور ہتھیاروں کو اتار لیا جائے گا پھر موجود لوگ جو اس کی نماز جنازہ پڑھنے اور اس کو دفنانے پر قادر ہوں تو وہ لوگ اس کے لیے نماز پڑھیں اور اس کو دفنا دیں اگر نماز جنازہ پڑھنے کی قدرت نہ ہو تو دفنا دینا اس کے لیے کافی ہے اگر دفنانا بھی میسر نہ ہو سکے تو اللہ پاک اس کے درجے کو بلند کرتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ رحم والا ہے۔ باغیوں اور ڈاکوؤں میں جس کو قتل کیا جائے تو اس کے لیے نماز جنازہ جائز نہیں ہے اور لوگوں سے تکلیف دور کرنے کی خاطر ایسے سب مُردوں کا دفنانا واجب ہے۔

میت کی تدفین کا مسئلہ

قبر کو کشادہ کرنا اور کسی درمیانے قد کے اندازے کے مطابق اس کو گہرا بنانا سنت ہے۔ زمین کے سخت ہونے کی صورت میں اس سے کم اندازہ کافی ہے۔ اوپر سے سیدھا کھودنا اور لحد بنانا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ زمین کی سختی اور اس کی نرمی کے مدنظر یا کسی اور مصلحت کی بناء پر بعض جگہ اوپر سے سیدھا کھودنا اور بعض جگہ لحد کی شکل کا بنانا بہتر ہوا کرتا ہے۔ پس مناسب ہے کہ لاش کو قبر کے دھانے پر اس طرح رکھا جائے کہ اس کا سر قبر میں پیر رکھنے کی جگہ ہو۔ میت کو نہایت نرمی کے ساتھ سر کی طرف سے قبر میں اتار دے، قبر میں اتارنے والے کے حق میں مناسب ہے کہ وہ مرد ہو یا میت کا سرپرست ہو یا وہ شخص ہو جس کو سرپرست اجازت دے۔ عورتوں کو قبر میں اتارنے کیلیے ان کے محارم ہوں بشرطیکہ وہ موجود ہوں۔ اگر عورتوں کے محارم حضرات نہ ہوں تو کوئی نیک آدمی یہ کام انجام دے۔ فاسق لوگوں کے لیے عورتوں کا قبر میں اتارنا جائز نہیں ہے۔ جب میت کو قبر میں اتارا جائے تو مناسب ہے کہ اس کو قبلے کی طرف رخ کر کے اس کے دائیں پہلو پر رکھا جائے اس کے منہ کو قبر کی دیوار کے ساتھ اور اس کی گدی کو کسی لکڑی یا پتھر کے ساتھ ٹیک دے۔ چنانچہ کفن سے گرہ کھولنے اور اس کے منہ کو قبلہ کی طرف کر کے دیوار قبر کے ساتھ ٹیک لگوانے کے بعد مناسب ہے کہ قبر کو کسی لکڑی یا پتھر یا ان جیسی دیگر چیزوں سے بند کر دیا جائے اس طرح مٹی ڈال دی جائے کہ کوئی سوراخ نہ رہ جائے۔ پس ہر نزدیک سے نزدیک آدمی تین تین بار مٹھی میں مٹی بھر کر قبر پر ڈالے اور قبر کو زمین سے ایک بالشت کے اندازے کے برابر بلند کیا جائے۔ قبر کے حق میں اسے ہموار بنانا اور گنبد نما بنانا دونوں جائز ہیں۔ ہموار بنانا بہتر ہے۔ سوائے کسی ضرورت پڑنے کے دو میتوں کو ایک ہی قبر میں نہ دفنایا جائے اگر ایسی صورت وقوع پذیر ہو جائے تو دونوں میں افضل کو مقدم رکھا جائے۔ مناسب ہے کہ قبر کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح زندہ ہونے کی حالت میں صاحب قبر کا احترام کیا جاتا ہے۔

وَالتَّعْزِيَةُ مُسْتَحَبَّةٌ إِلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَيَحْرُمُ النَّدْبُ إِنْ كَانَ كِذْبًا وَهُوَ أَنْ يَعُدُّوا شَمَائِلَهُ وَالنِّيَاحَةُ وَالْجَزَعُ وَضَرْبُ الصَّدْرِ وَالرَّأْسِ وَشَقُّ الثَّوْبِ وَحَلْقُ اللِّحْيَةِ وَتَقْصِيْرُهَا وَسَائِرُ رُسُوْمِ الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا الْبُكَاءَ فَإِنَّهُ مِنْ رِقَّةِ الْقَلْبِ وَالتَّرَحُّمِ وَالْحُزْنِ الْغَالِبِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ كُلَّ قَلْبٍ حَزِيْنٍ وَيَسْتَحِبُّ لِلْأَقَارِبِ وَالْجِيْرَانِ تَهْيِئَةُ إِطْعَامِ الطَّعَامِ لِأَصْحَابِ التَّعْزِيَةِ وَأَنْ يُطْعِمُوْهُمْ وَيُلِحُّوْا إِلَيَا كُلُوْا وَيَشْرَبُوْا وَيُكْرَهُ النِّدَاءُ لِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ وَيَسْتَحِبُّ إِطْعَامُ الطَّعَامِ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْيَتَامٰى وَالْعُلَمَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَالْمُسْتَحِقِّيْنَ لِلْمُوْسِرِيْنَ ثَوَابًا لَّهُ فِيْ أَيِّ وَقْتٍ اتَّفَقَ إِمَّا فِي اللَّيْلَةِ الْأُوْلٰى أَوْبَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْسَبْعَةٍ أَوْ أَرْبَعِيْنَ أَوْ سَنَةٍ أَوْ سَنَتَيْنِ وَكَذَالِكَ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ وَالصَّلٰوةُ وَالدُّعَاءُ وَعِمَارَةُ الْمَسَاجِدِ وَالْمَدَارِسِ وَالْخَوَانِقِ وَالْقَنَاطِيْرِ وَالْحِيَاضِ وَوَقْفُ الْمَزَارِعِ وَالدَّكَاكِيْنِ وَسَائِرُ الْخَيْرَاتِ إِذَا كَانَتِ النِّيَّةُ إِيْصَالَ ثَوَابِهَا إِلٰى رُوْحِهِ أَوْصِلَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى إِنْ لَّمْ يَكُنْ رِيَاءً لِلنَّاسِ وَلَا يَلْزِمُ أَنْ تَكُوْنَ هٰذِهِ الْعِمَارَاتُ أَوِ الصَّدَقَاتُ عِنْدَ قَبْرِهٖ بَلْ يَصِلُ ثَوَابُهَا إِلَيْهِ بَعِيْدَةً كَانَتْ أَوْقَرِيْبَةً۔

سوگ منانے کا مسئلہ

سوگ منانا تین دنوں تک سنت ہے۔ ندب حرام ہے بشرطیکہ جھوٹ پر مشتمل ہو۔ ندب کا مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کے اوصاف اور خصائل شمار کرنے لگیں نیز نوحہ کرنا، بے صبری کا مظاہرہ کرنا، سینہ اور سر کا پیٹنا، کپڑے کا پھاڑنا، داڑھی کا مونڈنا اور اسے چھوٹی کرنا اور زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں حرام ہیں مگر رونا حرام نہیں کیونکہ رونے کا معاملہ دل کی نرمی، ترس کھانے اور کثرت غم کی وجہ سے ہوتا ہے اور اللہ پاک ہر غمگین دل کو پسند کرتا ہے۔ رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حق میں سوگ والوں کو کھانا کھلانے کا اہتمام کرنا، ان کو کھانا کھلانا اور انھیں خوب اصرار کرنا تا کہ وہ کچھ کھائیں اور پئیں۔ نماز جنازہ کی خاطر اذان دینا مکروہ ہے۔ فقیروں، مسکینوں، یتیموں، عالموں، نیکوکاروں اور دیگر حقداروں کو کھانا کھلانا میت کی ایصال ثواب کی خاطر جب بھی اتفاق ہوجائے مالداروں کے لیے سنت ہے۔ پہلی رات کو کھلائے، تین دنوں یا سات دنوں کے بعد کھلائے۔ چالیسویں کے موقع پر کھلائے۔ ایک سال کے بعد کھلائے یا دو سالوں کے بعد کھلائے۔ اسی طرح سے قرآن

کی تلاوت کرنا، نماز پڑھنا، دعائیں مانگنا، مسجدیں، مدرسے، خانقاہیں، پل اور تالابوں کا بنانا، کھیتوں اور دکانوں کا وقف کرنا اور دیگر تمام خیراتی کام اس سلسلے میں سنت ہیں۔ اگر نیت ان خیراتی کاموں کی میت کی روح کے لیے ثواب پہنچانے کی غرض سے ہو تو اللہ تعالیٰ ان کا ثواب میت تک پہنچاتا ہے بشرطیکہ یہ خیراتی معاملات لوگوں کی ریاکاری کے لیے نہ ہوں۔ ان تعمیرات اور خیراتی امور کا میت کے قبر کے پاس وقوع پذیر ہونا لازم نہیں ہے بلکہ ان کا ثواب میت کو پہنچ ہی جاتا ہے۔ چاہے دور ہوں یا نزدیک۔

اَمَّا تَارِكُ الصَّلٰوةِ فَهُوَ عَلٰى نَوْعَيْنِ عَاقِلٌ وَغَيْرُ عَاقِلٍ فَالْعَاقِلُ اِذَا تَرَكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ مُتَوَالِيَاتٍ مُتَعَمِّدًا بِلَا عُذْرٍ مَا وَجَبَ عَلَى الْاِمَامِ وَسَائِرِ حُكَّامِ الْاِسْلَامِ اَنْ يَّقْتُلُوْهُ اِنْ لَمْ يَتُبْ وَاِنْ تَابَ لَا يَجُوْزُ قَتْلُهٗ وَبَعْدَ التَّوْبَةِ اِنْ عَادَ اِلٰى تَرْكِ الصَّلٰوةِ فَيَقْتُلُوْهُ وَلَا يَسْمَعُوْا عُذْرَهٗ وَغَيْرُ الْعَاقِلِ عَلٰى نَوْعَيْنِ مَنْ لَّا يُفِيْقُ فِيْ وَقْتٍ مَّا وَمَنْ يُّفِيْقُ فِيْ بَعْضِ الْاَوْقَاتِ وَيَذْهَلُ فِي الْبَعْضِ وَكِلَا هُمَا لَا يُكَلَّفَانِ بِالصَّلٰوةِ وَسَائِرِ الْعِبَادَاتِ وَسَالِبُ الْعَقْلِ اِمَّا شِدَّةٌ دِمَاغِيَّةٌ مِّنْ غَلَبَةِ السَّوْدَاءِ اَوْ نُوْرٌ يُّشْرِقُ مِنْ سُبُحَاتِ جَمَالِ الْمَوْلٰى فَالْاَوَّلُ يُنْتِجُ الْجُنُوْنَ وَالثَّانِي الْجَذْبَةَ الَّتِيْ اَخْبَرَ مِنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ خَبَرِهٖ جَذْبَةٌ مِّنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ وَمِنْ هٰذِهِ الْجَذْبَةِ يَتَبَيَّنُ سُكْرٌ وَسَكْرَانُهٗ مَامُوْرٌ بِتَرْكِ الصَّلٰوةِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۝(۱) فَلِذٰلِكَ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّجْتَرِئَ فِي الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ اِلَّا الْاِمَامَ وَخُلَفَاءَهُ الَّذِيْنَ يُحِيْطُ عِلْمُهُمْ بِالشَّرِيْعَةِ وَالطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ لِاَنَّهُمْ يُمَيِّزُوْنَ بِالْكَشْفِ وَالشُّهُوْدِ بَيْنَ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ وَهُوَ عَاصٍ وَمَنْ تَرَكَهَا وَهُوَ مُطِيْعٌ -

تارک نماز کا مسئلہ

تارک نماز کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ سورۃ النساء ،الآیۃ ۴۳

۱۔ عاقل ۲۔ غیر عاقل

چنانچہ عاقل آدمی کسی بھی عذر کے بغیر لگاتار پانچ نمازوں کو ترک کرے تو امام اور تمام اسلامی حکام کے ذمہ اس کا قتل کر دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ توبہ نہ کرے اگر وہ توبہ کرے تو اس کا قتل کرنا جائز نہیں ہے اگر توبہ کر لینے کے بعد وہ دوبارہ ترک نماز کی طرف لوٹے تو اسلامی حکام اس کو قتل کر دیں گے اور اس کا عذر نہیں سنیں گے۔

غیر عاقل کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) وہ بے عقل شخص جو کسی بھی وقت ہوش میں نہیں آتا۔

(ب) وہ بے عقل آدمی جو بعض اوقات ہوش میں آتا ہے اور بعض اوقات بے ہوش ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں کے دونوں بے عقل اشخاص نماز اور دیگر تمام عبادتوں کے مکلف نہیں ہیں۔

عقل ضائع کرنے والی چیز کا مسئلہ

عقل کو سلب کرنے والی چیز یا تو سودا کی بیماری کے غلبے کی وجہ سے پیدا ہونے والی دماغی شدت ہوتی ہے یا ایک نور ہوتا ہے جو جمال الٰہی کے پرتو سے چمکتا ہے۔ پہلا سبب انسان میں دیوانگی پیدا کرتا ہے اور دوسرا سبب انسان میں وہ جذبہ پیدا کرتا ہے جس کے بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔ جَذْبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ الخ ''یہ حق تعالیٰ کے جذبات کی ایک کشش ہے جو انس وجن کے عمل کا ہم پلہ ہوتی ہے''۔ اس کشش کی بدولت ایک نشہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ نشہ والا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق نماز ترک کرنے پر مامور ہے۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ الخ ''ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب ہی مت جانا۔ یہاں تک کہ تم اپنی باتوں کو جان سکو''۔ اسی وجہ سے کسی بھی شخص کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے کام کی جسارت کر بیٹھے مگر امام اور اس کے وہ جانشین حضرات اس کی جسارت کر سکتے ہیں جن کا علم شریعت، طریقت اور حقیقت تینوں پر حاوی ہے کیونکہ ایسے حضرات کشف اسرار اور مشاہدہ کے ذریعہ نماز ترک کرکے گنہگار ہونے والے اور نماز ترک کرکے بھی فرمانبردار رہنے والے کے درمیان امتیاز کر سکتے ہیں۔

❀❀❀

بَابُ الزَّكٰوةِ

قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط[١] وَهِيَ عَلٰى نَوْعَيْنِ وَاجِبَةٌ وَّمُسْتَحَبَّةٌ وَالْوَاجِبَةُ تَكُوْنُ مِنَ الْحَيْوَانَاتِ وَ النَّبَاتَاتِ وَالْمَعْدَنِيَّاتِ فَمِنَ الْحَيْوَانِ لَاتَكُوْنُ اِلَّا فِي الْاَنْعَامِ الثَّلَاثِ وَهِيَ الْاِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ وَمِنَ النَّبَاتَاتِ لَاتَكُوْنُ اِلَّا فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَمِنَ الْمَعْدَنِيَّاتِ لَا تَكُوْنُ اِلَّا فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَفِيْ كُلِّ مَا وَجَبَتْ فِيْهِ الزَّكٰوةُ لَمْ تَجِبْ اِلَّا بِشَرَائِطَ وَعَلٰى كُلِّ مَنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ وَلِكُلِّ مَنْ وَّجَبَتْ لَهُ لَمْ تَجِبْ اِلَّا بِشَرَائِطَ وَاَمَّا مَنْ وَّجَبَتْ عَلَيْهِ فَهُوَ كُلُّ بَالِغٍ عَاقِلٍ حُرٍّ مُّسْلِمٍ مُّتَمَكِّنٍ فِيْ تَصَرُّفِ اَمْوَالِهٖ لِاَنَّ اللهَ خَاطَبَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَجَاهِدُوْا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ لا مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ج فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللهِ ط هُوَ مَوْلٰكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○[٢] فَمِنْ ذَالِكَ الْخِطَابِ يَلْزَمُ الْاِيْمَانُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ اَمَّا الْاِيْمَانُ فَلِصَرِيْحِ الْخِطَابِ وَاَمَّا الْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ فَلِاَنَّ الْاَمْرَ تَكْلِيْفٌ وَالتَّكْلِيْفُ لَا يَتَعَلَّقُ اِلَّا بِالْبَالِغِ الْعَاقِلِ وَاَمَّا الْحُرِّيَّةُ فَلِاَنَّ الزَّكٰوةَ لَاتَكُوْنُ اِلَّا عَلٰى ذِيْ مَالٍ وَالرَّقِيْقُ مَالٌ لَاذُوْمَالٍ لِاَنَّ الْعَبْدَ وَمَافِيْ يَدِهٖ لِمَوْلَاهُ وَاَمَّا الْمُتَمَكِّنُ فِيْ تَصَرُّفِ اَمْوَالِهٖ فَلِاَنَّ اللهَ لَايُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَغَيْرُ الْمُتَمَكِّنِ لَا يَقْدِرُ عَلٰى اِيْتَاءِ مَالَمْ يَكُنْ فِيْ تَصَرُّفِهٖ وَاَمَّا مَنْ وَجَبَتْ لَهٗ

١۔ سورة البقرة ،الآية ٨٣، سورة التوبة ،الآية ١١

٢۔ سورة الحج ،الآية ٧٧،٧٨

فَالْأَصْنَافُ الثَّمَانِيَةُ الْمَذْكُورَةُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ○[1] أَمَّا الْفُقَرَاءُ وَالْمَسَاكِيْنُ فَهُمَا الْمُفْلِسُوْنَ الَّذِيْنَ لَا يَكُوْنُ لَهُمْ شَيْءٌ أَوْ يَكُوْنُ وَلَا يَفِيْ بِمَئُوْنَتِهِمْ وَمَئُوْنَةِ عِيَالِهِمْ مُدَّةَ سَنَةٍ وَأَمَّا الْعَامِلُوْنَ فَهُمُ السَّاعُوْنَ فِيْ جَمْعِ الصَّدَقَاتِ وَحِفْظِهَا وَأَمَّا الْمُؤَلَّفَةُ قُلُوْبُهُمْ فَهُمُ الَّذِيْنَ بِرِعَايَتِهِمْ يَنْتَفِعُ الْمُسْلِمُوْنَ وَيُقَوَّى الْإِسْلَامُ وَبِتَرْكِ الرِّعَايَةِ الْعَكْسُ فَكُلُّ مَنْ كَانَ كَذَالِكَ فَهُوَ مِنْهُمْ كَافِرًا أَوْ غَيْرَهُ وَأَمَّا فِي الرِّقَابِ فَكُلُّ مَنْ يَشْرِيْ نَفْسَهُ أَوْ وَلَدَهُ أَوْ زَوْجَهُ أَوْ مَنْ بِالْمَشَقَّةِ ابْتُلِيَ مِنْ مَوْلَاهُ وَالثَّمَنُ فِيْ ذِمَّتِهٖ وَأَمَّا الْغَارِمُوْنَ فَكُلُّ ذِيْ قَرْضٍ لَا يَقْدِرُ عَلٰى أَدَائِهٖ لِقِلَّةِ الْمَالِ وَكَثْرَةِ الْعِيَالِ وَتَتَأَدَّى الزَّكٰوةُ إِنْ كَانَ لِلْمُتَصَدِّقِ عَلَيْهِ دَيْنٌ بِبَرَاءَةِ ذِمَّتِهٖ وَأَمَّا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمَنْ جَاهَدَ جِهَادًا كَبِيْرًا أَوْ صَغِيْرًا أَوْ بَنٰى مَسْجِدًا فِيْ قَرْيَةٍ لَا مَسْجِدَ فِيْهَا أَوْ حَوْضًا أَوْ رِبَاطًا فِي الْقِيْعَانِ أَوِ الْبُلْدَانِ وَ يَحْتَاجُ النَّاسُ إِلَيْهَا ضَرُوْرَةً وَأَمَّا ابْنُ السَّبِيْلِ فَكُلُّ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فِيْ سَفَرِهٖ وَلَوْ كَانَ غَنِيًّا فِيْ حَضَرِهٖ وَالضَّيْفُ أَيْضًا مِّنْهُمْ وَفِيْ كُلِّ هٰؤُلَاءِ الْمُسْتَحِقِّيْنَ لِلصَّدَقَةِ يُشْتَرَطُ أَنْ لَّا يَكُوْنُوْا مِنَ الْأَشْرَارِ وَلَوْ كَانُوْا مِنَ الْأَخْيَارِ فَطُوْبٰى لِلْمُتَصَدِّقِ الْمُوَفَّقِ لِذٰلِكَ الْخَيْرِ الْخَطِيْرِ وَلَوْ كَانَ يُوْجَدُ إِمَامٌ يُشْتَرَطُ بِشَرَائِطِ الْإِمَامَةِ فَالْأَحَقُّ أَنْ تُجْمَعَ الصَّدَقَةُ فِيْ حَضْرَتِهٖ لِيُوْصِلَهَا إِلٰى مَنِ اسْتَحَقَّ يَقِيْنًا لِأَنَّهٗ يَعْرِفُهُمْ وَإِنْ لَّمْ يُوْجَدْ يَجُوْزُ لِلْمُتَصَدِّقِ أَنْ يُّؤْتِيَهَا مَنْ يَّجِدُهٗ مِنَ الْمُسْتَحِقِّيْنَ وَلَا يَلْزَمُ أَنْ تُقْسَمَ الصَّدَقَةُ عَلٰى جَمِيْعِ الْأَصْنَافِ الْمَذْكُوْرَةِ بَلْ يَجُوْزُ أَنْ يُؤْتِيَهَا فَقِيْرًا وَّاحِدًا وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَّسْتَغْنِيَ الْفَقِيْرُ بِصَدَقَتِهٖ لٰكِنْ لَا يَجُوْزُ أَنْ يُّؤْتِيَهُ بَعْدَ الْغِنٰى وَلَوْ زَالَ غِنَاهُ يَجُوْزُ وَلَا يَجُوْزُ لِغَيْرِ السَّادَاتِ أَنْ يُّؤْتِيَ السَّادَاتِ أَعْنِي الْهَاشِمِيِّيْنَ وَالْمُطَّلِبِيِّيْنَ وَمَوَالِيَهُمُ الصَّدَقَةَ الْوَاجِبَةَ

١۔ سورۃ التوبہ ۔ الآیۃ ٦٠

لِشَرَفِهِمْ وَهٰذِهٖ وَتَخُّ الْمَالِ وَتَجِبُ النِّيَّةُ لِلزَّكٰوةِ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ اِمَّا وَقْتَ الْاِخْرَاجِ مِنْ مَّالِهٖ اَوْ وَقْتَ الْاِيْصَالِ اِلَى الْمُسْتَحِقِّ -

زکوۃ کا بیان

فرمان خداوندی ہے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ''تم زکوۃ دے دیا کرو''۔

زکوۃ کی اقسام

زکوۃ کی دو قسمیں ہیں۔ (الف) واجب (ب) سنّت

واجبی زکوۃ حیوانوں، نباتات اور معدنی چیزوں پر لازم ہو جاتی ہے۔ حیوانات میں سے صرف تین اقسام کے چوپائے جانوروں پر زکوۃ آتی ہے وہ یہ ہیں۔ اونٹ، گائے، بھیڑ۔ نباتات میں سے صرف گندم، جو، کھجور اور کشمش پر زکوۃ آتی ہے اور معدنی چیزوں میں سے صرف سونا اور چاندی پر یہ زکوۃ آتی ہے۔ زکوۃ آنے والی ہر چیز پر چند شرطوں کے ساتھ ہی زکوۃ واجب ہو جاتی ہے نیز ہر وہ شخص جو زکوۃ دینے والا ہو اور ہر وہ شخص جو زکوۃ لینے کا مستحق ہو۔ ان پہ چند شرطوں کے ساتھ ہی اس کا وجوب ہوتا ہے۔

جس کے ذمے زکوۃ واجب ہے وہ ہر وہ شخص ہے جو بالغ ہو، عقل والا ہو، آزاد ہو، مسلمان ہو اور اپنے مال میں تصرف کرنے پر قدرت رکھنے والا ہو کیونکہ خداوند عالم نے تمام مومنوں کو خطاب کر کے نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کا حکم صادر فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا (الایۃ) ''ایمان والو! تم رکوع کیا کرو، سجدے کیا کرو، اپنے ربّ کی پرستش کیا کرو، اچھے اچھے کام کیا کرو تا کہ کامیابی تمہارے قدم چومے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہارا انتخاب کیا ہے اور دین کے بارے میں تم پر کوئی مشقت نہیں ڈالی ہے۔ تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کو اپنا لو، انھوں نے اس سے پہلے تم کو مسلمان کا نام دیا ہے اور اس قرآن میں اس کا ذکر ہے۔ یہ حکم اس لیے ہے تا کہ رسول اللہ ﷺ تم پر گواہ بن جائے اور تم تمام لوگوں کے لیے گواہ بن سکو۔ پس تم نماز کو قائم رکھا کرو، زکوۃ دے دیا کرو اور خدا کی رضا مندی کو تھام لیا کرو، اللہ پاک تمہارا کارساز ہے پس اللہ ہی بہتر کارساز ہے اور وہ بہتر مددگار ہے''۔ خداوند عالم کے اس فرمان کی رو سے ادائیگی زکوۃ کے لیے ایمان کا ہونا، بالغ کا ہونا اور صاحب عقل کا ہونا

لازم آتا ہے۔ایمان کا ہونا اس لیے لازم ہے کہ خطاب خداوندی کی صراحت اس بارے میں واضح ہے۔ بالغ ہونا اور عقل والا ہونا یہ دونوں اس لیے لازم ہیں کہ حکم الٰہی ایک تکلیف ہے اور تکلیف کا تعلق صرف بالغ اور عاقل ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ آزاد ہونے کی شرط اس لیے لازم ہے کہ زکوٰۃ صرف صاحب مال پر آتی ہے۔غلام تو خود مال ہے وہ صاحب مال نہیں اس لیے کہ غلام اور اس کی پونجی دونوں کے دونوں اس کے آقا کی ملکیت ہیں۔ اپنے مال میں تصرُّف کرنے پر قادر ہونے کی شرط اس لیے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی نفس کو صرف اس کی طاقت کے مطابق ہی تکلیف دیتا ہے قدرت نہ رکھنے والا شخص اس چیز کے دینے پر قادر نہیں ہوتا جو اس کے تصرف میں نہ ہو۔

مستحقین زکوٰۃ

جو لوگ زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں، ان کی آٹھ اقسام ہیں جو اس فرمان خداوندی میں مذکور ہیں۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ الآیہ ’’صدقات تو صرف فقیروں کے لیے، مسکینوں کے لیے، صدقات کے کارکنوں کے لیے، اصحاب تالیف قلوب کے لیے، غلاموں کی آزادی کے لیے، مقروض حضرات کے لیے، راہ خدا میں صرف کرنے کے لیے اور مسافر شخص کیلیے سزاوار ہیں۔ یہ خداوند عالم کی طرف سے مقرر کردہ فریضہ ہے۔اور اللہ علم والا اور صاحب حکمت ہے‘‘۔

۱۔ فقیر اور مسکین کون؟

فقراء اور مساکین وہ لوگ ہیں جن کے پاس کوئی چیز نہ ہو یا کوئی چیز تو ہو مگر وہ چیز ایک سال کی مدت کے لیے ان کے اخراجات اور ان کے بچوں کے اخراجات کے لیے کافی نہ ہو۔

۲۔ کارکن کون؟

یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ جمع کرنے اور اس کی حفاظت کرنے میں جدوجہد کرنے والے ہوتے ہیں۔

۳۔ اصحاب تالیف قلوب کون ہیں؟

یہ وہ لوگ ہیں جن کی رعایت برتنے سے مسلمان فائدہ مند رہتے ہیں اور اسلام کو تقویت پہنچتی ہے اور ان کی رعایت برتنا ترک کرنے کی صورت میں معاملہ برعکس ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر وہ فرد بشر جو اس قسم کا ہو وہ اصحاب تالیف قلوب میں سے ہوگا۔ چاہے وہ کافر ہو یا کوئی اور۔

۴۔ غلاموں کی آزادی کی صورت

غلاموں کی آزادی میں زکوٰۃ دینے کی صورت یہ ہے کہ ہر وہ غلام شخص جو خود کو یا اپنے بیٹے کو یا بیوی کو خریدتا ہو یا وہ

غلام شخص ہے جو آقا کی طرف سے آزادی کے لیے کسی مشقت میں مبتلا کیا گیا ہو اور قیمت اس غلام کے ذمّے پر ہو۔

۵۔ مقروض کون؟

ہر وہ شخص مقروض ہے جو مال کی قلت اور بال بچوں کی کثرت کی وجہ سے قرضہ ادا کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ کسی شخص کو بری الذّمہ بنانے کی صورت میں زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس کے ذمّہ پر زکوۃ دینے والے کا قرض واجب الادا ہو۔

۶۔ خدا کی راہ میں صرف کرنے کی صورت

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر کی صورتوں میں راہ خدا میں جہاد کرتا ہو یا وہ کسی ایسی بستی میں کوئی مسجد بنائے جہاں کوئی مسجد نہ ہو یا بیابانوں اور شہروں میں تالاب اور مسافر خانے بنائے درآنحالیکہ لوگ ضرورت کی خاطر ان چیزوں کی حاجت رکھتے ہوں۔

۷۔ مسافر کون؟

مسافر شخص ہر وہ فرد ہے جو سفر میں تنگدست بن جائے اگر چہ وہ اپنے گھر میں تو انگر ہی کیوں نہ ہو۔ مہمان بھی ایسے افراد کی فہرست میں آتا ہے۔ زکوۃ لینے کے ان تمام حقداروں کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ بدکار لوگوں میں سے نہ ہوں اگر زکوۃ لینے کی مستحقین حضرات نیکوکاروں میں سے ہوں تو اس زکوۃ دینے والے کیلئے خوشی ہی خوشی ہے جس کو عظیم کارِ خیر کی توفیق عطا ہوئی ہے۔

اگر شرائط امامت کا حامل کوئی امام پایا جاتا ہو تو سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ وہ امام اپنے پاس زکوۃ جمع کرائے تاکہ وہ زکوۃ کو یقینی طور پر مستحق شخص تک پہنچا سکے کیونکہ امام ہی زکوۃ کے مستحق حضرات کو خوب پہچانتے ہیں اگر ایسا امام نہ پایا جاتا ہو تو زکوۃ دینے والے کے لیے زکوۃ کا مستحق جو بھی ملے اس کو زکوۃ دے دینا جائز ہے۔ یہ لازم نہیں کہ زکوۃ کو تمام مذکورہ اقسام مصرف میں بانٹ دیا جائے بلکہ اسے ایک فقیر کو دے دینا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ فقیر آدمی زکوۃ دینے والے کی زکوۃ کی بدولت تونگر بن جائے لیکن تو انگر بن جانے کے بعد اس کو زکوۃ دے دینا جائز نہیں ہے۔ اگر اس کی تونگری ختم ہو جائے تو پھر اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ غیر سادات کے لیے جائز نہیں کہ وہ سادات کو یعنی اولادِ ہاشم، اولادِ عبدالمطلب اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کو واجبی صدقے دے دے یہ ان کی شرافت کی بناء پر ہے۔ اور زکوۃ تو مال کا میل ہے۔ زکوۃ کی ادائیگی کی صورت میں نیت کرنا واجب ہے جس طرح سے نماز کی ادائیگی کی صورت میں نیت واجب ہے یا تو مال سے زکوۃ نکالتے وقت نیت کرے یا زکوۃ کو مستحق تک پہنچاتے وقت اس کی نیت کرے۔

اَمَّا الْاَنْعَامُ فَلَا زَکٰوۃَ فِیْہَا اِلَّا بِاَرْبَعَۃِ شَرَائِطَ اَلنِّصَابُ وَالْحَوْلُ وَالسَّوْمُ وَاَنْ لَّا یَکُوْنَ مِنَ الْعَوَامِلِ اَمَّا الْاِبِلُ فَفِیْہَا اثْنَا عَشَرَ نِصَابًا اَوَّلُ نِصَابِہَا اَنْ تَبْلُغَ اِلٰی خَمْسٍ فَفِیْہَا شَاۃٌ اِلٰی تِسْعٍ فَاِذَا بَلَغَتْ اِلٰی عَشْرٍ فَفِیْہَا شَاتَانِ اِلٰی اَرْبَعَۃَ عَشَرَ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ عَشَرَۃَ فَفِیْہَا ثَلٰثُ شِیَاہٍ اِلٰی تِسْعَ عَشَرَۃَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِلٰی عِشْرِیْنَ فَفِیْہَا اَرْبَعُ شِیَاہٍ اِلٰی اَرْبَعَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسَۃً وَّ عِشْرِیْنَ فَفِیْہَا خَمْسُ شِیَاہٍ وَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّعِشْرِیْنَ فَفِیْہَا بِنْتُ مَخَاضٍ اِلٰی خَمْسٍ وَّثَلَاثِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّ ثَلَاثِیْنَ فَفِیْہَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰی خَمْسٍ وَّاَرْبَعِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّاَرْبَعِیْنَ فَفِیْہَا حِقَّۃٌ اِلٰی سِتِّیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰی وَسِتِّیْنَ فَفِیْہَا جِذْعَۃٌ اِلٰی خَمْسٍ وَّسَبْعِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّسَبْعِیْنَ فَفِیْہَا بِنْتَا لَبُوْنٍ اِلٰی تِسْعِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰی وَتِسْعِیْنَ فَفِیْہَا حِقَّتَانِ اِلٰی مِائَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَۃً وَّاِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ فَفِیْہَا ثَلَاثُ بَنَاتِ لَبُوْنٍ وَیَسْتَقِرُّ بَعْدَ ذٰلِکَ فَفِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِیْ کُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّۃٌ وَکَانَتْ بِنْتُ الْمَخَاضِ ذَاتَ سَنَۃٍ وَبِنْتُ اللَّبُوْنِ ذَاتَ سَنَتَیْنِ وَالْحِقَّۃُ ذَاتَ ثَلَاثِ سِنِیْنَ وَالْجِذْعَۃُ ذَاتَ اَرْبَعِ سِنِیْنَ وَالْجِذْعَۃُ مِنَ الضَّانِ ذَاتَ سَنَۃٍ وَالثَّنِیَّۃُ مِنَ الْمَعْزِ ذَاتَ سَنَتَیْنِ وَمَنْ وَجَبَتْ عَلَیْہِ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَلَمْ یَجِدْہَا وَعِنْدَہٗ بِنْتُ مَخَاضٍ یَجُوْزُ اَنْ یُّخْرِجَہَا مَعَ عِشْرِیْنَ دِرْہَمًا وَلَوْ کَانَ بِالْعَکْسِ فَبِالْعَکْسِ اَخْرَجَہَا وَاَخَذَ عِشْرِیْنَ دِرْہَمًا وَالذَّکَرُ وَالْاُنْثٰی سَوَاءٌ فِی الْمُخْرَجِ وَالْمُخْرَجِ عَنْہُ اَیْضًا۔

جانوروں کی زکوٰۃ کے مسائل

جانوروں پر صرف چار شرطوں کے ساتھ ہی زکوٰۃ آتی ہے۔

۱۔نصاب کا پورا ہونا۔ ۲۔سال کا گزرنا۔ ۳۔چرنے پر گزر بسر ہونا۔ ۴۔جانوروں کا کارکن نہ ہونا۔

اونٹ کی زکوٰۃ کا مسئلہ

اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارہ نصاب ہیں۔ پہلا نصاب یہ ہے کہ اونٹوں کی تعداد پانچ ہوجائے تو ان پر ایک بکری

زکوٰۃ کے طور پر واجب ہے۔ نو اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد دس ہو جائے تو ان پر دو بکریاں زکوٰۃ کے طور واجب ہیں۔ چودہ اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد پندرہ ہو جائے تو ان پہ تین بکریاں بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ انیس اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد بیس ہو جائے تو ان پر چار بکریاں بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ چوبیس اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد پچیس کو پہنچے تو ان پر پانچ بکریاں بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ جب اونٹوں کی تعداد چھبیس کو پہنچے تو ان پر اونٹنی کی ایک سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ پینتیس اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد چھتیس کو پہنچے تو ان پر اونٹنی کی دو سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ پینتالیس اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد چھیالیس کو پہنچے تو ان پر اونٹنی کی تین سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ ساٹھ اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد اکسٹھ کو پہنچے تو ان پر اونٹنی کی چار سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ پچھتر اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد چھہتر ہو جائے تو ان پہ اونٹنی کی دو دو سال والی دو بچھڑیاں بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ نوے اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد اکیانوے کو پہنچے تو ان پر اونٹنی کی تین تین سال کی عمر والی دو بچھڑیاں بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ ایک سو بیس اونٹوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو اکیس کو پہنچ جائے تو ان پر اونٹنی کی دو دو سال کی عمر والی تین بچھڑیاں بطور زکوٰۃ واجب ہیں۔ اس کے بعد نصاب کی صورت اس طرح برقرار رہتی ہے کہ ہر چالیس اونٹوں پر اونٹنی کی دو سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ اور ہر پچاس اونٹوں پر اونٹنی کی تین سال کی عمر والی ایک بچھڑی بطور زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی۔ اونٹنی کی ایک سال کی عمر والی بچھڑی کا نام بنت مخاض ہے۔ اونٹنی کی دو سال کی عمر والی بچھڑی کا نام بنت لبون ہے۔ اونٹنی کی تین سال کی عمر والی بچھڑی کا نام حقّہ ہے اور چار سال کی عمر والی بچھڑی کا نام جذعہ ہے۔ بھیڑ کے ایک سال کی عمر والی بچے پر جذعہ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اور بکری کے دو سال کی عمر والے بچے کو ثنیہ کہتے ہیں۔ جس شخص پر ایک بنت لبون بطور زکوٰۃ واجب ہو اور وہ بنت لبون کو نہ پاسکے اور اس کے پاس بنت مخاض موجود ہو تو بیس درہموں کے ساتھ بنت مخاض ہی کو بطور زکوٰۃ نکالنا جائز ہے۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو حکم بھی اس کے برعکس صورت میں ہوگا یعنی وہ بنت لبون کو زکوٰۃ نکالے گا۔ اور بیس درہم واپس لے لے گا۔ بطور زکوٰۃ نکالے جانے والے جانور کے حق میں نر اور مادہ دونوں برابری کا حکم رکھتے ہیں اور جن جانوروں پر زکوٰۃ آتی ہے ان کا بھی یہی حکم ہے۔

وَاَمَّا الْبَقَرُ فَفِيْهَا نِصَابَانِ وَلَا زَكٰوةَ فِيْهَا حَتّٰى تَبْلُغَ ثَلَاثِيْنَ فَفِيْهَا تَبِيْعٌ اَوْ تَبِيْعَةٌ اِلٰى تِسْعٍ وَّثَلَاثِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا مُسِنٌّ اَوْ مُسِنَّةٌ وَالْاَوَّلُ ذُوْسَنَةٍ وَالثَّانِيْ ذُوْ سَنَتَيْنِ وَلَا زِيَادَةَ اِلٰى سِتِّيْنَ فَفِيْ سِتِّيْنَ تَبِيْعَانِ وَيَسْتَقِرُّ الْحِسَابُ فَفِيْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعٌ وَّ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنٌّ وَيَتَغَيَّرُ فِيْ كُلِّ عَشْرٍ عَشْرٍ وَالْجَوَامِيْسُ كَالْبَقَرِ۔

گائے کی زکوۃ کا مسئلہ

گائے کی زکوۃ کے دو نصاب ہیں۔گائے پہ کوئی زکوۃ اس وقت تک نہیں آتی جب تک کہ ان کی تعداد تیس نہ ہو جائیں۔تیس گائیوں پر ایک سال کا ایک بچھڑا یا ایک بچھڑی بطور زکوۃ واجب ہے۔انتالیس گائیوں تک یہی زکوۃ کافی ہے۔جب گائیوں کی تعداد چالیس کو پہنچ جائے تو ان پر دو سال کا ایک بچھڑا یا ایک بچھڑی بطور زکوۃ واجب ہے۔ایک سال کی عمر والے بچھڑے کو تبیع اور دو سال کی عمر والے بچھڑے کو مسن کہتے ہیں۔ساٹھ گائیوں تک کسی قسم کی مزید زکوۃ نہیں آتی۔جب گائیوں کی تعداد ساٹھ ہو جائے تو ان پہ ایک ایک سال کی عمر کے ایک بچھڑے بطور زکوۃ واجب ہیں۔پھر نصاب کا حساب اس طرح برقرار رہتا ہے کہ ہر تیس گائیوں پہ ایک ایک سال کی عمر کے دو بچھڑے بطور زکوۃ اور ہر چالیس گائیوں پر دو سال کی عمر کا ایک بچھڑا بطور زکوۃ واجب ہوتا رہے گا اور صورت حال ہر دس دس پہ بدلتی رہے گی۔وجوب زکوۃ کے سلسلے میں بھینسوں کا حکم گائیوں جیسا ہے۔

وَاَمَّا الْغَنَمُ فَلَا تَجِبُ فِيْهَا اِلَّا اِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا شَاةٌ اِلٰى مِائَةٍ وَّعِشْرِيْنَ فَاِنْ كَانَ الْمُخْرَجُ ضَأْنًا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ جِذْعَةً وَّاِنْ كَانَ مَعْزًا فَثَنِيَّةٌ فَلَا يَجُوْزُ اَنْ تُخْرَجَ الرُّبٰى وَلَا الْمَرِيْضَةُ وَلَا الْهَرِمَةُ وَلَا ذَاتُ الْعَوَارِ وَلَا اَنْ تُعَدَّ لِلْاُكُوْلَةِ وَفَحْلِ الضِّرَابِ وَاِذَا بَلَغَتْ مِائَةً وَّ اِحْدٰى وَّعِشْرِيْنَ فَفِيْهَا شَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ وَّوَاحِدَةً فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاةٍ اِلٰى اَرْبَعِ مِائَةٍ فَاِذَا بَلَغَتْ اَرْبَعَ مِائَةٍ فَفِيْهَا اَرْبَعُ شِيَاةٍ وَّيَسْتَقِرُّ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّ فِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ بَالِغًا مَّا بَلَغَ وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَعْلُوْفَةَ فِيْ بَعْضِ الْحَوْلِ لَيْسَتْ بِسَائِمَةٍ وَّيَجُوْزُ اَنْ تُخْرَجَ مِنَ الْاَنْعَامِ وَ غَيْرِهَا مِنْ غَيْرِ جِنْسٍ مَا وَجَبَتْ فِيْهِ بِالْقِيْمَةِ السُّوْقِيَّةِ لٰكِنَّ الْجِنْسَ اَفْضَلُ وَاِذَا كَانَتِ الْاَنْعَامُ

مَرَاضًا فَلَا يُطَالَبُ بِالصَّحِيحَةِ وَيَجُوزُ الْأَدَاءُ مِنْ غَيْرِ غَنَمِ الْبَلَدِ وَلَوْ كَانَتْ أَدْوَنَ وَلَوْ كَانَ شَرِيكَانِ خَلَطَا أَنْعَامَهُمَا فَكَمُلَ عَدَدُ النِّصَابِ فَلَا تَأْثِيرَ لَهَا فِي النِّصَابِ وَلَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ وَلَوْ فَرَّقَ لِلْفِرَارِ مِنَ النِّصَابِ ذُو حِيلَةٍ لَمْ تَسْقُطِ الزَّكٰوةُ.

بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ

بھیڑ بکریوں کی تعداد چالیس کو پہنچنے سے ہی ان پہ زکوٰۃ آتی ہے چنانچہ چالیس بھیڑ بکریوں پہ ایک بکری بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ ایک سو بیس بھیڑ بکریوں تک یہی زکوٰۃ کافی ہے۔ زکوٰۃ کے طور پر نکالا ہوا مویشی اگر بھیڑ دنبہ کے قبیل سے ہو تو ایک سال کا ہونا چاہئے اور اگر وہ بکری کے قبیل سے ہو تو دو سال کی عمر کا ہونا چاہئے۔ چنانچہ زکوٰۃ کے طور پر نوزائیدہ بچہ، بیمار مویشی، زیادہ عمر رسیدہ جانور اور کانا مویشی کا نکالنا جائز نہیں ہے اور نہ اس مویشی کو بطور زکوٰۃ نکالنا جائز ہے جو کھانے کی غرض سے اور افزائش نسل کے لیے پالا جاتا ہے۔ جب بھیڑ بکریوں کی تعداد ایک سو اکیس کو پہنچ جائے تو ان پہ دو بکری بطور زکوٰۃ واجب ہے۔ دو سو بھیڑ بکریوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب بھیڑ بکریوں کی تعداد دو سو ایک کو پہنچ جائے تو ان پر تین بکریاں بطور زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہیں۔ چار سو بھیڑ بکریوں تک یہی ایک زکوٰۃ کافی ہے۔ جب بھیڑ بکریوں کی تعداد چار سو ایک کو پہنچ جائے تو ان پر چار بکریاں بطور زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد بھیڑ بکریوں کے نصاب زکوٰۃ کی صورت اس طرح برقرار رہے گی کہ ہر سو کی تعداد پہ ایک بکری بطور زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی چاہے ان کی تعداد جہاں تک بھی پہنچ جائے۔ آگاہ رہے کہ ہر سال کے کچھ حصے میں گھاس کھلائے گئے مویشی چرنے والے مویشی نہیں بن سکتے۔ جن جانوروں پہ زکوٰۃ آتی ہے ان کے بدلے میں دوسری جنس سے بازاری قیمت کے مطابق زکوٰۃ نکالنا جائز ہے لیکن اسی جنس کا نکالنا افضل ہے اگر جانور بیمار ہو تو اخراج زکوٰۃ کی صورت میں مالک سے تندرست جانور کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ زکوٰۃ کی ادائیگی اپنے شہر کی بھیڑ بکریوں کے سوا کسی دوسری جگہ کی بھیڑ بکریوں سے جائز ہے اگرچہ دوسری جگہ کی بھیڑ بکریاں کمتر درجے کی کیوں نہ ہوں اگر دو شریک حضرات اپنے اپنے جانوروں کو آپس میں خلط ملط کرے تو اس کے نتیجے میں نصاب کا حساب پورا ہو جاتا ہو تو ایسا کرنا حقیقی نصاب کے بارے میں اپنا کوئی اثر نہیں رکھتا چنانچہ اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہو سکتی اگر کوئی بہانہ ساز شخص نصاب زکوٰۃ سے گریز کرنے کیلیے اپنے جانوروں کو الگ الگ کر دے تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہو سکتی۔

وَاَمَّا النَّبَاتُ مِنَ الْغَلَّاتِ فَالْحِنْطَةُ وَالشَّعِيْرُ وَمِنَ الثِّمَارِ التَّمَرُ وَالزَّبِيْبُ رَطْبُهُمَا وَيَابِسُهُمَا فَلَا زَكٰوةَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْهَا اِلَّا بَعْدَ النِّصَابِ وَهُوَ خَمْسَةُ اَوْسُقٍ وَهُوَ بِالْمَنِّ الصَّغِيْرِ ثَمَانَ مِائَةِ مَنٍّ وَّ بِالْمَنِّ الْكَبِيْرِ الَّذِيْ وَزْنُهُ سِتُّ مِأَةِ دِرْهَمٍ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّسِتَّةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ مَنًّا وَّ ثُلُثَا مَنٍّ تَقْرِيْبًا وَتَتَعَلَّقُ الزَّكٰوةُ بِهَا وَقْتَ حُصُوْلِهَا فَلِلْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ بَعْدَ تَنْقِيَتِهِمَا مِنَ التِّبْنِ وَلِلتَّمَرِ وَ الزَّبِيْبِ وَقْتَ الْاِحْمِرَارِ وَالْاِصْفِرَارِ يَعْنِيْ لَا تَاثِيْرَ لِحَوْلَانِ الْحَوْلِ فِي النَّبَاتَاتِ فَاِنَّهَا اِنْ حَصَلَتْ بِمَاءِ السَّمَاءِ اَوِ الْيَنَابِيْعِ وَالْقَنَوَاتِ فَفِيْهَا الْعُشْرُ وَاِنْ حَصَلَتْ بِالنَّوَاضِحِ اَوِ الدَّوَالِيْ وَ الدَّوَالِيْبِ فَفِيْهَا نِصْفُ الْعُشْرِ وَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ تُخْرَجَ الْعُشْرُ مِنْهَا اِلَّا بَعْدَ مُؤْنَةِ اَسْبَابِهَا۔

نباتاتی چیز پر زکوٰۃ کا مسئلہ

غلات میں نباتاتی چیزیں، گندم اور جو ہیں۔ پھلوں میں نباتی چیزیں کھجور اور کشمش ہیں۔ تر اور خشک دونوں مساوی ہیں۔ نصاب کو پہنچنے کے بعد ہی ان چیزوں پر زکوٰۃ آسکتی ہے۔ ان کا نصاب پانچ وسق کا ہے۔ پانچ وسق کی مقدار چھوٹے من کے لحاظ سے آٹھ سو من ہے اور چھ سو من وزن والے بڑے من کے لحاظ سے پانچ وسق کی مقدار تین سو چھیالیس اور دو تہائی من کے لگ بھگ ہے۔ ان چیزوں کی پیداواری حصول کے وقت ہی ان کے ساتھ زکوٰۃ کا تعلق بھوسے سے ان کو صاف کر کے نکالنے کے بعد ہوتا ہے۔ کھجور اور کشمش کے حق میں زکوٰۃ کا ان کے سرخ اور زرد پڑ جانے کے وقت ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نباتات کے حق میں سال کے گزرنے کو کوئی تاثیر حاصل نہیں ہے نباتات کا پیداواری حصول اگر بارش سے یا چشموں کے پانی سے یا نہروں کے پانی سے سیرابی سے ہو تو ان کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے اگر ان کا پیداواری حصول رہٹ کے ذریعے یا ڈھول استعمال کر کے یا مشین کے استعمال کی صورت میں پانی کی سیرابی سے ہو تو ان کا بیسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔ نباتات کے وسائل آمدنی کے اخراجات کو منہا کرنے کے بعد ہی ان کا دسواں حصہ وغیرہ بطور زکوٰۃ نکالنا چاہئے۔

وَاَمَّا الْمَعْدَنِيَّاتُ فَالذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَلَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْهِمَا اِلَّا بَعْدَ النِّصَابِ وَحَوَلَانِ الْحَوْلِ اَمَّا الذَّهَبُ فَنِصَابُهُ اَنْ يَّبْلُغَ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا فَاِذَا بَلَغَ اِلٰى هٰذَا الْقَدْرِ وَحَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ

وَجَبَ فِيهِ رُبْعُ الْعُشْرِ وَهُوَ نِصْفُ دِينَارٍ وَفِيمَا زَادَ عَلَيْهِ بَعْدَ النِّصَابِ فَفِي كُلِّ أَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ يَجِبُ قِيرَاطَانِ أَعْنِي رُبْعَ الْعُشْرِ وَلَا يَجِبُ شَيْءٌ فِيمَا نَقَصَ عَنْ أَرْبَعَةٍ.

وَأَمَّا الْفِضَّةُ فَنِصَابُهَا أَنْ تَبْلُغَ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ فَفِيهَا رُبْعُ الْعُشْرِ أَيْضًا وَهُوَ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَكَانَتْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ بِوَزْنِ سَبْعَةِ مَثَاقِيلَ وَمَا زَادَ عَلَيْهَا بَعْدَ النِّصَابِ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا يَجِبُ دِرْهَمٌ وَمَا نَقَصَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَا يَجِبُ فِيهِ وَلَا زَكٰوةَ فِي الْحُلِيِّ وَلَوْ كَانَ ذَهَبًا أَوْ فِضَّةً وَإِعَارَتُهُ تَقُومُ مَقَامَ الزَّكٰوةِ اِسْتِحْبَابًا وَلَا زَكٰوةَ أَيْضًا فِي سَائِرِ الْجَوَاهِرِ النَّفِيسَةِ كَاللَّآلِئِ وَالْيَوَاقِيتِ وَغَيْرِهَا وَالتَّحْلِيَةُ بِالذَّهَبِ حَرَامٌ لِلرِّجَالِ إِلَّا الْغُزَاةَ فَإِنَّ التَّحْلِيَةَ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَسَائِرِ الْجَوَاهِرِ يَجُوزُ لَهُمْ عَلَى الْأَكْسِيَةِ وَالْأَسْلِحَةِ كَلُبْسِ الْحَرِيرِ وَأَمَّا الْمُسْتَحَبَّةُ أَيْضًا مِنَ الْحَيَوَانِ وَالنَّبَاتِ وَالْمَعْدَنِ فَمِنَ الْحَيَوَانِ لَا يَكُونُ إِلَّا الْخَيْلَ يُشْتَرَطُ فِيهَا الْحَوْلَانِ

وَالسَّوْمُ وَأَنْ تَكُونَ إِنَاثًا فَيُخْرَجُ مِنْ شَرِيفِهَا دِينَارَانِ وَمِنْ سَافِلِهَا دِينَارٌ وَمِنَ النَّبَاتِ كُلُّ مَا يَنْبُتُ مِنَ الْأَقْوَاتِ مِمَّا يُكَالُ أَوْ يُوزَنُ وَلَيْسَ بِحِنْطَةٍ وَلَا شَعِيرٍ وَلَا تَمْرٍ وَلَا زَبِيبٍ فَإِذَا بَلَغَ مَبْلَغَ النِّصَابِ يَسْتَحِبُّ فِيهِ الْعُشْرُ أَوْ نِصْفُ الْعُشْرِ إِنْ كَانَ بِشِقِّ الْأَنْفُسِ.

معدنیات پر زکوٰۃ کا مسئلہ

معدنی چیزیں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ وہ سونا اور چاندی ہیں۔ ان دونوں چیزوں پہ نصاب کے پورے ہونے اور سال کے گزر جانے کے بعد ہی زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے۔

الف۔ سونے کا مسئلہ:

سونے کا نصاب یہ ہے کہ وہ بیس دیناروں کو پہنچ جائے۔ جب سونا اتنی مقدار کو پہنچے اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس کے دسویں حصے کا چوتھا حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔ زکوٰۃ کی یہ مقدار ایک دینار کا آدھا حصہ ہے۔ نصاب کے بعد جو زائد مقدار ہوگی اس کی زکوٰۃ کی صورت یہ ہے کہ ہر چار دیناروں پر دو قیراط کا بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔ دو قیراط کا

مطلب چار دیناروں کے دسویں حصے کا چوتھا حصہ ہے۔ چار دیناروں سے کم مقدار میں کوئی چیز بطور زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

ب۔ چاندی کا مسئلہ:

چاندی کا نصاب یہ ہے کہ وہ دوسو درہموں کی تعداد کو پہنچ جائے۔ جب چاندی دوسو درہموں کی تعداد کو پہنچ جائے اور اس پر ایک سال کی مدت گزر جائے تو اس کا بھی دسویں حصے کا چوتھا حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا واجب ہے۔ زکوٰۃ کی یہ مقدار پانچ درہموں کی ہے۔ دس درہموں کا حساب سات مثقالوں کے وزن کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ نصاب کے بعد چاندی کی جو مقدار زائد ہوگی اس کی زکوٰۃ کی صورت یہ ہے کہ ہر چالیس درہموں پر ایک درہم بطور زکوٰۃ واجب ہوگا۔ چالیس درہموں سے کم کی مقدار میں کوئی چیز بطور زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

زیورات پر کسی قسم کی زکوٰۃ نہیں آتی اگرچہ زیورات سونے یا چاندی کے ہی کیوں نہ ہوں۔ زیورات کا بطور عاریت (استعمال کے لیے) دے دینا سنت کے طور پر زکوٰۃ کا قائم مقام ہوا کرتا ہے۔ تمام بیش قیمت جواہرات پر بھی کسی قسم کی کوئی زکوٰۃ نہیں آتی مثلاً موتی اور یاقوت وغیرہ خدا کی راہ میں کافروں سے جنگ کرنے والے غازیوں کے سوا مردوں کیلیے سونے کی آرائش حرام ہے۔ غازیوں کے حق میں تو ان کے کپڑے اور ہتھیاروں پر ریشمی لباس پہننے کی مانند سونا، چاندی اور تمام جواہرات کی آرائش جائز ہے۔

جانوروں، نباتی چیزوں اور معدنی چیزوں پہ مسنون زکوٰۃ بھی آتی ہے چنانچہ جانوروں میں صرف گھوڑوں پہ یہ مسنون زکوٰۃ ہے۔ گھوڑوں کی زکوٰۃ کے لیے شرط ہے کہ ان پر سال گزر جائے وہ صرف چرنے پر گزر بسر کرنے والے ہوں اور وہ مادہ جانور ہوں۔ پس ان شرطوں کے مطابق عمدہ قسم پہ دو دینار اور ادنیٰ قسم پہ ایک دینار بطور زکوٰۃ نکالا جائے۔

نباتی چیزوں میں سے ہر اگنے والی خوردنی چیز جو مکیلی یا موزونی ہو نیز وہ گندم نہ ہو، جَو نہ ہو، کھجور نہ ہو اور نہ وہ کشمش ہو۔ جب وہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو اس کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ نکالنا سنت ہے یا اس کا بیسواں حصہ نکالا جائے۔ بشرطیکہ اس کا پیداواری حصول انسانی محنت ومشقت سے ہو۔

وَمِنَ الْمَعْدَنِيَّاتِ مَا كَانَ خَسِيْسًا كَالْمَغْرَةِ وَالْقِيْرِ وَالنِّفْطِ وَالزَّرْنِيْخِ وَالْكِبْرِيْتِ وَالشَّبِّ وَ الرَّصَاصِ وَالْقَلْعِيِّ وَالْحَدِيْدِ وَالنُّحَاسِ وَالزِّيْبَقِ وَمِثْلِهَا وَفِيْ صَيْدِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اِذَا بَلَغَ مَبْلَغَ النِّصَابِ بَعْدَ اِخْرَاجِ الْمَؤُنَاتِ يَسْتَحِبُّ فِيْهِ الْخُمُسُ عَلَى الْفَوْرِ وَمَا كَانَ شَرِيْفًا كَالْيَوَاقِيْتِ وَ

اَصْنَافِ اللَّعْلِ وَالزُّمُرُّدِ وَالْعَقِيْقِ وَالْفِيْرُوْزَجِ وَالْكَهْرُبَاءِ وَالْجَوَاهِرِ الْبَحْرِيَّةِ كَالدُّرِّ وَاللَّاٰلِيْ وَ الْعَنْبَرِ وَالْمِسْكِ وَالْمَرْجَانِ وَمِثْلِهَا وَجَوَاهِرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالرِّكَازِ وَهِيَ دَفَائِنُ الْكَفَرَةِ اِذَا بَلَغَ مَبْلَغَ النِّصَابِ بَعْدَ اِخْرَاجِ الْمَؤُنَاتِ فَفِيْهِ الْخُمُسُ وَاجِبٌ عَلَى الْفَوْرِ كَغَنَائِمِ دَارِ الْحَرْبِ

وَمَصَارِفُهَا كَمَا ذُكِرَ فِي الْقُرْاٰنِ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط[1] فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَمَصْرَفُهٗ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ وَهُمْ لَا يُوْجَدُوْنَ فِيْ كُلِّ بُقْعَةٍ مِّنَ الْقُرٰى وَالْبُلْدَانِ وَالنَّاسُ لَا يَعْرِفُوْنَهُمْ فَاِنْ اَرَدْتَ اَنْ تَعْرِفَهُمْ فَاعْرِفْهُمْ بِالْكَرَامَاتِ الَّتِيْ دَلَّ عَلٰى صِحَّتِهَا الْقُرْاٰنُ وَسِيْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَالْاِخْبَارِ مِنَ الْغَيْبِ لِاَنَّ الْغَيْبَ لَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا اَخْبَرَ اَحَدٌ مِّنَ الْغَيْبِ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ فَهُوَ وَلِيُّ اللّٰهِ وَاِنْ لَّمْ يُوْجَدْ هٰٓؤُلَاءِ الرِّجَالُ يَجُوْزُ صَرْفُ سَهْمِ اللّٰهِ فِيْ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَتَعْمِيْرِهَا وَسَائِرِ بِقَاعِ الْخَيْرِ وَالْحِيَاضِ وَالْقَنَوَاتِ وَالْقَنَاطِيْرِ وَسَائِرِ الْخَيْرَاتِ وَمَا كَانَ لِلرَّسُوْلِ فَمَصْرَفُهُ الْعُلَمَاءُ بِاللّٰهِ وَبِاَحْكَامِ اللّٰهِ وَبِطَرِيْقِ الْوُصُوْلِ اِلَى اللّٰهِ لِمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ لَا الْجُهَّالُ الْمُتَلَقِّطَةُ الْمُتَرَسِّمَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ اَلْسِنَتُهُمْ بِالْعُلَمَاءِ۔

وَمَا كَانَ لِذِي الْقُرْبٰى فَمَصْرَفُهُ السَّادَاتُ وَهُمْ بَنُوْ هَاشِمٍ وَفِيْ زَمَانِنَا هٰذَا لَا يُوْجَدُ مِنْهُمْ اِلَّا بَنُوْ عَلِيٍّ وَبَنُوْ جَعْفَرٍ وَبَنُوْ عَبَّاسٍ فَلَوْ وُجِدَ اِمَامٌ فِي الْعَالَمِ مُتَّصِفٌ بِصِفَاتِ الْكَمَالِ حَسَبًا وَّ نَسَبًا لَّا رَيْبَ اَنَّ هٰذِهِ السِّهَامَ الثَّلَاثَ تُصْرَفُ اِلَيْهِ لِاَنَّهٗ وَلِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ وَالْعَالِمُ بِاللّٰهِ وَبِاَحْكَامِهٖ وَبِطَرِيْقِ الْوُصُوْلِ اِلَيْهِ وَاَقْرَبُ الْاَقْرِبَاءِ لِرَسُوْلِهٖ وَمَا كَانَ لِلْيَتَامٰى فَمَصْرَفُهُ الْاَحَقُّ يَتَامٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنْ وُّجِدُوْا وَاِنْ لَّمْ يُوْجَدُوْا فَيَتَامٰى بَنِيْ هَاشِمٍ وَاِنْ لَّمْ

۱۔ سورۃ الانفال، الآیۃ ۴۱

يُوجَدُوا فَيَتَامٰى اَوْلَادِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاِنْ لَّمْ يُوجَدُوْا فَيَتَامٰى اَوْلَادِ الْاَنْصَارِ وَاِنْ لَّمْ يُوجَدُوْا فَيَتَامٰى سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَمَا كَانَ لِلْمَسَاكِيْنِ فَمَصْرَفُهُ مَسَاكِيْنُهُمُ الْاَحَقُّ فَالْاَحَقُّ كَالْيَتَامٰى وَابْنُ السَّبِيْلِ كَذَالِكَ لِاَنَّ الزَّكٰوةَ حَرَامٌ عَلَيْهِمْ فَلِذَالِكَ خَصَّهُمُ الرَّسُوْلُ بِالْخُمُسِ وَالْخُمُسُ لَايَتَكَرَّرُ بِتَكَرَارِ الْحَوْلِ بَلْ يَكُوْنُ مَرَّةً وَّاحِدَةً مِّنْ كُلِّ مَا يُخَمَّسُ۔

خمس کا مسئلہ

معدنیات میں جو چیزیں گھٹیا قسم کی ہیں مثلاً سرخ مٹی، سیاہ مٹی، تارکول، ہڑتال، گندھک، پھٹکڑی، سیسہ قلعی، لوہا، تانبہ، پارہ اوران جیسی چیزیں نیز خشکی اور پانی کے شکار۔ یہ چیزیں اخراجات کومنہا کرنے کے بعد مقدار زکوٰۃ کو جب پہنچے تو ان سے فوری طور پر خمس کا نکالنا سنت ہے۔ معدنیات میں جو چیزیں عمدہ قسم کی ہیں مثلاً یاقوت لعل کی قسمیں، زمرد، عقیق، فیروزہ، کہربا اور سمندری جواہرات مثلاً در، موتی، عنبر، کستوری، مرجان، سونے اور چاندی کے جواہرات اور رکاز۔ کافروں کے پوشیدہ خزانوں کا مطلب رکاز ہے جب یہ عمدہ قسم کی چیزیں زکوٰۃ کی مقدار کو پہنچ جائیں تو اخراجات کومنہا کرنے کے بعد ان سے خمس کا نکالنا فوری طور پر واجب ہے۔ جیسا کہ دارحرب سے حاصل شدہ اموال غنیمت سے ان کا نکالنا۔

اموال خمس کے مَصارف

خمس کے مصارف وہ ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے۔ فرمان خداوندی ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ الایہ۔ ''خوب جان لو کہ جب تم بعض چیزوں سے بہرہ مند ہو جاؤ تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے، رسول ﷺ کے لیے، رسول ﷺ کے قرابت داروں کے لیے، یتیموں کے لیے، مسکینوں کے لیے اور مسافر کے لیے ہے''۔

(الف) اللہ کا حصہ: خمس کا جو حصہ اللہ کے لیے ہے۔ اس کا مصرف اللہ کے اولیاء کرام ہیں۔ وہ قصبوں اور شہروں کے ہر ایک قطعہ زمین میں نہیں پائے جاتے اور لوگ ان کی پہچان بھی نہیں کر سکتے اگر آپ ان اولیاء کرام کو پہچاننا چاہتے ہیں تو ان کو ان کرامات کی روشنی میں پہچان لے۔ جس کی صحت پر قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام کی سیرت کی رہنمائی موجود ہے۔ مثلاً غیب کی خبر دینا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غیب کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جان سکتا۔ جب کوئی شخص غیب کی خبر دیتا ہو تو یقین جانئے کہ وہ خبر اللہ کی طرف سے ہے لہٰذا وہ مخبر ولی اللہ ہے اگر یہ لوگ نہ پائے جاتے ہوں تو خمس میں سے اللہ کے حصے کو مسجدوں کی

بنیاد ڈالنے، مسجدوں کی تعمیر کرنے، تمام نیکی کے مقامات کی تیاری، تالابوں کے بنانے، نہریں کھودنے، پلوں کو بنانے اور تمام خیراتی کاموں کی انجام دہی میں خرچ کرنا جائز ہے۔

(ب) رسول ﷺ کا حصہ: خمس کا جو حصہ رسول ﷺ کے لیے ہے۔ اس کا مصرف وہ علمائے کرام ہیں جو اللہ کی ذات وصفات کی معرفت رکھتے ہیں۔ احکام الٰہی کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تک رسائی حاصل کرنے کے طریقوں سے خوب واقف ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول ﷺ کا ارشاد ہے۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ ''علمائے کرام انبیاء علیہم السلام کے صحیح وارث ہیں''۔ انبیاء علیہم السلام کے وارث وہ جاہل لوگ نہیں ہیں جن کی صرف ظاہری رسمی طور پر علمائے کرام کی مشابہت میں بول اٹھتی ہیں۔

(ج) رسول ﷺ کے قرابت داروں کا حصہ: خمس کا جو حصہ رسول ﷺ کے قربت داروں کے لیے ہے۔ اس حصے کا مصرف سادات عظام ہیں۔ وہ سادات عظام بنی ہاشم ہیں۔ ہمارے اس دور میں ان سادات عظام میں سے صرف اولاد علی علیہ السلام، اولاد جعفر طیار اور اولاد عباس موجود ہیں۔ اگر کائنات میں کوئی ایسا امام پایا جاتا ہو جو حسب ونسب کے لحاظ سے صفاتِ کمال کا حامل ہو تو اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ خمس کے یہ تینوں مذکورہ حصے ایسے امام کی طرف پھیر دیئے جائیں گے کیونکہ ایسا امام درحقیقت ولی اللہ ہے، خلیفۃ اللہ ہے، اللہ کی ذات وصفات کی معرفت والا ہے۔ احکام الٰہی کا جاننے والا ہے، اللہ تک پہنچنے کے طریقے سے خوب واقف ہے اور وہ اللہ کے رسول کی سب سے زیادہ قریب شخصیت ہے۔

(د) یتیموں کا حصہ: خمس میں سے جو حصہ یتیموں کے لیے ہے اس کا سب سے زیادہ حقدار مصرف آل محمد کے یتیم بچے ہیں بشرطیکہ وہ پائے جاتے ہوں۔ اگر آل محمد کے یتیم بچے نہ پائے جاتے ہوں تو بنی ہاشم کے یتیم بچے زیادہ حقدار ہیں۔ اگر بنی ہاشم کے یتیم بچے نہ پائے جاتے ہوں تو مہاجرین کے یتیم بچے زیادہ حقدار ہیں اگر مہاجرین کے یتیم بچے نہ پائے جاتے ہوں تو انصار کے یتیم بچے زیادہ حقدار ہیں اگر انصار کے یتیم بچے نہ پائے جاتے ہوں تو پھر دیگر تمام مسلمانوں کے یتیم بچے اس حصے کے حقدار ہوں گے۔

(ہ) مسکینوں کا حصہ: خمس میں سے جو حصہ مسکینوں کے لیے ہے اس کا مصرف مسکینوں میں یکے بعد دیگرے سب سے زیادہ حقدار مسکین لوگ ہیں جیسا کہ یتیموں کے بارے میں اس کی تفصیل آئی ہے۔ مسافر کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سادات کے حق میں زکوٰۃ حرام ہے لہٰذا رسول ﷺ نے ان کو خمس کے حقدار ہونے کے ساتھ

مخصوص کر دیا۔ سال کی بار بار آمد سے خمس کی ادائیگی بار بار نہیں ہوا کرتی بلکہ خمس کی ادائیگی ہر اس چیز سے ایک ہی مرتبہ ہوا کرتی ہے جس سے خمس نکالا جاتا ہے۔

وَاَمَّا غَنَائِمُ دَارِ الْحَرْبِ فَمَا نُهِبَ مِنَ الْكَفَرَةِ اَوِ الْبُغَاةِ الْمُحَارِبِيْنَ مَعَ الْاِمَامِ اَوْمَعَ اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَمَا وُجِدَ مِنَ الْكَفَرَةِ فِي الْمَعْرِكَةِ اَوْ مِنْ بُيُوْتِهِمْ سَوَاءٌ فِي الْغَنِيْمَةِ و الْبُغَاةِ فِي الْمَعْرِكَةِ فَقَطْ -

وَاَمَّا الْجِزْيَةُ فَهِيَ مَا يُؤْخَذُ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَهُمُ الْكَفَرَةُ الْكِتَابِيُّوْنَ وَمَنْ لَّهُ شِبْهَةُ كِتَابٍ كَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالصَّابِئِيْنَ وَالْمَجُوْسِ وَشُقُوْقِهِمُ الَّذِيْنَ اَنْظَرَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلٰى ثَمَانِ مِائَةِ سَنَةٍ شَمْسِيَّةٍ تَمْضِيْ مِنَ الْهِجْرَةِ وَمَا اَنْظَرَهُمْ اِلَّا بِشَرَائِطَ مِنْهَا اَنْ لَّا يَعْمُرُوْا كَنَائِسَهُمْ وَبِيَعَهُمْ وَدُيُوْرَهُمْ اِذَا خَرِبَتْ وَ مِنْهَا اَنْ لَّا يَرْفَعُوْا جُدْرَانَ بُيُوْتِهِمْ اَرْفَعَ مِنْ بُيُوْتِ الْمُسْلِمِيْنَ وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَرْكَبُوْا عَلَى السُّرُجِ وَاِنْ رَكِبُوْا عَلَى الْخَيْلِ رَكِبُوْا بِالْبَرْذَعَةِ اَوِ الْاِكَافِ وَاَرْسَلُوْا كِلْتَيْ رِجْلَيْهِمْ مِّنْ جَانِبٍ وَّاحِدٍ وَمِنْهَا اَنْ يُّعْلِمُوْا عَلَامَةً تُمَيِّزُهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى لِبَاسِهِمْ وَ فِي الْحَمَّامَاتِ بِالْجَلَاجِلِ مِنَ الْجَرْسِ وَغَيْرِهٖ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ اَوْ عَلٰى اَرْجُلِهِمْ وَ مِنْهَا اَنْ لَّا يَبْعَثُوْا جَاسُوْسًا وَلَا صَحِيْفَةً وَّ لَا خَبَرًا اِلٰى دَارِ الْحَرْبِ وَ مِنْهَا اَنْ لَّا يُخَابِرُوْا الْمُسْلِمِيْنَ اِنْ يَّرَوْا كُفَّارًا مُّحَارِبِيْنَ وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَشْرَبُوْا الْخَمْرَ بِالْعَلَانِيَةِ وَ مِنْهَا اَنْ لَّا يَاْكُلُوْا لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ كَذَالِكَ وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَقْرَاُوْ كُتُبَهُمْ وَ صُحُفَهُمْ عَلٰى رُؤُوْسِ الْاَشْهَادِ جَهْرًا وَمِنْهَا اَنْ لَّا يُظْهِرُوْا عَقِيْدَتَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَشْتِمُوْا مُسْلِمًا وَ مِنْهَا اَنْ لَّا يَضْرِبُوْا مُسْلِمًا وَلَوْ اَهَانَهُمْ -

وَمَا يُؤْخَذُ مِنْهُمْ عَلٰى نَوْعَيْنِ اَحَدُهُمَا مَا يُؤْخَذُ مِنْ رُؤُوْسِهِمْ فَهُوَ مِنْ كُلِّ رَاْسٍ مِّنْ مُّوْسِرِيْهِمْ ثَمَانِيَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا وَمِنْ اَوْسَاطِهِمْ اَرْبَعَةٌ وَّ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا وَمِنْ مُعْسِرِيْهِمُ اثْنَا عَشَرَ دِرْهَمًا وَيَجُوْزُ اَنْ يُّؤْخَذَ مِنْهُمْ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ بِرَاْيِ الْاِمَامِ لِمَصْلَحَةِ الْاِسْلَامِ وَهٰذَا لَا

يُؤْخَذُ مِنَ الصِّبْيَانِ وَالْمَجَانِيْنِ وَالْمَمَالِيْكِ وَالْهِمِّ وَالزَّمِنِ وَيَجُوْزُ اَخْذُهَا فِيْ اَوَّلِ السَّنَةِ وَفِيْ الْاَوْسَطِ وَفِيْ اٰخِرِهَا وَلَا يَجُوْزُ فِيْ سَنَةٍ مَرَّتَيْنِ وَمَنْ اَسْلَمَ فِيْ اَيِّ وَقْتٍ مِّنَ السَّنَةِ وَلَوْ كَانَ فِيْ اٰخِرِهَا سَقَطَتْ جِزْيَةُ هٰذِهِ السَّنَةِ عَنْهُ وَاَمَّا مَا يُؤْخَذُ مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالْاِخْتِيَارُ لِلْاِمَامِ اِنْ شَاءَ اَخَذَ كَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنْ شَاءَ اَخَذَ بِمَصْلَحَةٍ اُخْرٰى اَمَّا فِيْ زَمَانِنَا هٰذَا فَالْحُكْمُ لَيْسَ كَذٰلِكَ لِانْقِضَاءِ مُدَّةِ اِنْظَارِهِمْ وَهِيَ ثَمَانُ مِائَةِ سَنَةٍ شَمْسِيَّةٍ وَعَاهَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ بِاَنَّ بَعْدَ انْقِضَاءِ هٰذِهِ الْمُدَّةِ اِمَّا الْاِسْلَامَ وَاِمَّا السَّيْفَ فَالْاٰنَ حُكْمُهُمْ حُكْمُ الْحَرْبِيِّيْنَ وَحَلَّتْ دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ بَعْدَ اَنْ يَّدْعُوْهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ مُجَدَّدَةً وَيُنْذِرُوْهُمْ بِالْقَتْلِ وَالنَّهْبِ فَاِنْ لَّمْ يُسْلِمُوْا وَجَبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ لَا غَيْرَ۔

دارحرب کے اموال غنیمت

دار الحرب کے اموال غنیمت وہ ہیں جو کافروں سے امام کے خلاف یا مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والے باغیوں سے لوٹ لیے جاتے ہیں۔ کافروں سے جو مال حاصل کیا جاتا ہے وہ چاہے میدان جنگ میں مل جائے یا ان کے گھروں سے حاصل کیا جائے، دونوں صورتیں اس مال کے غنیمت ہونے میں برابر ہیں۔ جو مال باغیوں سے حاصل کیا جاتا ہے وہ صرف میدان جنگ میں مال غنیمت ہے۔

جزیہ کا مسئلہ

جزیہ اس مال کا نام ہے جو ذمیوں سے لیا جاتا ہے ذمی اہل کتاب ہیں اور وہ کفار ہیں جن کے پاس آسمانی کتاب کی مانند کوئی کتاب ہے مثلاً یہودی، عیسائی، ستارہ پرست، آتش پرست اور ان کے ہمسر وہ کفار جن کو رسول ﷺ نے ہجرت کے بعد سے ۸۰۰ء تک کے لیے مہلت دی تھی رسول ﷺ نے ان کو صرف ان شرطوں پہ ہی مہلت دی تھی کہ

۱۔ بوسیدہ ہونے کی صورت میں وہ اپنی عبادت گاہوں، کلیساؤں اور مندروں کی تعمیر نہیں کریں گے۔

۲۔ وہ اپنے مکانات کی دیواروں کو مسلمانوں کے مکانوں سے زیادہ اونچی نہیں بنائیں گے۔

۳۔ وہ زین پر سوار نہیں ہوں گے اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو صرف برزعہ یا پالان پر سوار ہوں گے۔ نیز اپنے

دونوں پیروں کو گھوڑے کی ایک جانب کو چھوڑے رکھیں گے۔

۴۔ وہ غسل خانوں میں گھستے وقت اپنے کپڑوں پر کوئی ایسا نشان لگائیں گے جو ان کو مسلمانوں سے ممتاز کرے مثلاً وہ اپنے گلے اور پیروں میں جرس وغیرہ کے جلجلوں کو لگا کر پھریں گے۔

۵۔ وہ دار حرب کو کوئی اپنا جاسوس نہیں بھیجیں گے، اپنا کوئی چٹھی روانہ نہیں کریں گے اور نہ کوئی خبر ارسال کریں گے۔

۶۔ اگر وہ دوسرے کافروں کو جنگ کرتے ہوئے دیکھے تو مسلمانوں سے برسر پیکار نہیں ہوں گے۔

۷۔ وہ کھلم کھلا شراب نہیں پی سکیں گے۔

۸۔ وہ کھلم کھلا خنزیر کا گوشت نہیں کھا سکیں گے۔

۹۔ وہ اپنی کتابوں اور رسالوں کو برسر عام بلند آواز سے نہیں پڑھیں گے۔

۱۰۔ وہ مسلمانوں کے درمیان اپنے عقیدے کا اظہار نہیں کریں گے۔

۱۱۔ وہ کسی بھی مسلمان آدمی کو گالی نہیں دیں گے۔

۱۲۔ وہ کسی بھی مسلمان شخص کو نہیں ماریں گے، اگرچہ وہ ان کی اہانت ہی کیوں نہ کرے۔

جو کچھ ان کافروں سے لیا جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ ان کے افراد پہ لیا جائے مطلب یہ ہے کہ ان کے مالداروں میں سے ہر ایک فرد سے اڑتالیس درہم لیے جائیں گے، درمیانے طبقے سے فی کس چوبیس درہم لیے جائیں گے اور ان کے مفلس لوگوں سے فی کس بارہ درہم لیے جائیں گے۔ مفاد اسلام کی خاطر امام کی رائے کے مطابق ان سے اس مقدار سے کم یا زیادہ کا لینا جائز ہے۔ مال کی یہ مقدار کافروں کے بچوں، پاگلوں، غلاموں، انتہائی کمزور بوڑھوں اور اپاہج افراد سے نہیں لی جائے گی۔ اس مال کا سال کی ابتداء میں لینا، درمیان میں لینا اور سال کے آخر میں لینا ،تینوں صورتیں روا ہیں۔ ایک سال کی مدت میں مال کی یہ مقدار دو مرتبہ نہیں لی جائے گی۔ ان کافروں میں سے جو کوئی بھی اسلام قبول کرے اگرچہ سال کے آخر میں ہی کیوں نہ ہو اس سے اس سال کا جزیہ ساقط ہو جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جو ان کے مال پہ بطور ٹیکس لیا جائے اس کا اختیار امام کو حاصل ہے اگر امام چاہے تو ان سے اس انداز سے لے لیں جو مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اور اگر چاہے تو کسی اور مصلحت کے پیش نظر ان سے لیا جائے۔ لیکن ہمارے اس دور میں ان کو دی گئی مہلت کی مدت کے گزر جانے کی وجہ سے حکم ایسا نہیں ہے مہلت کی مدت ۸۰۰ ھ تک تھی اور رسول ﷺ نے ان سے باقاعدہ معاہدہ کیا تھا کہ اس مدت کے گزر جانے کے بعد یا تو اسلام لانا ہوگا یا پھر تلوار ہوگی، چنانچہ اب ان کا حکم جنگجو کافروں

کا حکم جیسا ہے۔ مسلمانوں کیلیے ان کا خون کرنا اوران کے مال واسباب مباح ہیں، بعداس کے کہ مسلمان ان کافروں کو نئے سرے سے اسلام کی دعوت دیں۔ اوران کو قتل وغارتگری سے ڈرائیں، پس اگر وہ اسلام کو قبول نہ کرے تو ان کا قتل کرنا ہی واجب ہے نہ کوئی دوسری صورت۔

وَمِمَّا يَتَعَلَّقُ بِبَيْتِ مَالِ الْاِسْلَامِ وَكَانَ اِخْتِيَارُهُ لِلْاِمَامِ قَطَائِعُ مُلُوكِ الْكَفَرَةِ وَاَمْوَالُهُمْ وَخَزَائِنُهُمْ وَمَالٌ لَا وَارِثَ لَهُ وَمِنَ الْاَرَاضِيِ وَالْاَوْدِيَةِ وَرُؤُوْسِ الْجِبَالِ الَّتِيْ لَا مَالِكَ لَهَا. اَمَّا مَالُ التِّجَارَةِ اِنْ كَانَ رِبْحُهُ اَكْثَرَ مِنْ مُؤْنَةِ الْعِيَالِ وَبَلَغَ النِّصَابَ وَحَالَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ وَكَانَ صَاحِبُهُ مِنَ الْمُتَمَوِّلِيْنَ فَفِيْهِ الزَّكٰوةُ وَاجِبَةٌ وَاِلَّا فَمُسْتَحَبَّةٌ.

بیت المال سے متعلق چیزیں

اسلام کے بیت المال سے جن چیزوں کا تعلق ہے اوراس کا اختیار امام کو حاصل ہے وہ چیزیں یہ ہیں۔

۱۔ شاہانِ کفار کے بھیڑوں بکریوں کے ریوڑ۔ ۲۔ ان کے مال واسباب۔ ۳۔ ان کے خزانے۔

۴۔ وہ مال جس کا کوئی وارث نہ ہو۔ ۵۔ زمینیں، وادیاں اور پہاڑوں کی وہ چوٹیاں جن کا کوئی مالک نہ ہو۔

تجارتی مال کا نفع اگر اہل وعیال کے اخراجات سے زیادہ ہو۔ وہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے اوراس پر ایک سال گزر جائے نیز مال تجارت کا مالک مالداروں میں سے ہو تو ایسی صورت میں زکوۃ واجب ہے ورنہ سنت ہے۔

وَاَمَّا زَكٰوةُ الْفِطْرِ فَوَجَبَتْ عَلٰى كُلِّ بَالِغٍ عَاقِلٍ مُسْلِمٍ حُرٍّ غَنِيٍّ غِنَاهُ يَكْفِيْهِ لِنَفْسِهٖ وَلِعِيَالِهٖ سَنَةً اَنْ يُخْرِجَهَا عَنْ نَفْسِهٖ وَعَنْ عِيَالِهٖ مُسْلِمًا كَانَ اَوْ كَافِرًا حُرًّا كَانَ اَوْ عَبْدًا صَغِيْرًا كَانَ اَوْ كَبِيْرًا وَلَوْ كَانَ فَقِيْرًا يُخْرِجُهَا كَانَ تَبَرُّعًا وَتَجِبُ النِّيَّةُ عِنْدَ اِخْرَاجِهَا اَوْ اِيْصَالِهَا اِلَى الْمُسْتَحِقِّ وَهِيَ وَجَبَتْ حِيْنَ رُؤْيَةِ هِلَالِ شَوَّالٍ فَلَوْ اَسْلَمَ كَافِرٌ اَوْبَلَغَ صَبِيٌّ اَوِاسْتَغْنٰى فَقِيْرٌ قَبْلَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَجَبَتْ هٰذِهِ الزَّكٰوةُ عَلَيْهِمْ وَلَوْ وُلِدَ وَلَدٌ اَوْتَمَلَّكَ عَبْدًا فَعَلٰى مَنْ وَجَبَتْ نَفَقَتُهُمَا عَلَيْهِ وَجَبَتْ زَكٰوتُهُمَا عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ بَعْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ لَمْ تَجِبْ لٰكِنِ اسْتُحِبَّتْ اِنْ كَانَ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيْدِ وَيُسْتَحَبُّ لِلْفَقِيْرِ اِخْرَاجُهَا عَنْ نَفْسِهٖ وَعَنْ عِيَالِهٖ مِمَّا قَبِلَهَا وَمَعَ الْحَاجَةِ

اَنْ يُّدِيْرَ عَلٰى عِيَالِهٖ صَاعًا ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِهٖ عَلٰى غَيْرِهِمْ. وَهٰذِهِ الصَّدَقَةُ يَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْاَقْوَاتِ الْغَالِبَةِ فِي الْبَلَدِ كَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالْاَرُزِّ وَالْاَقِطِ وَاللَّبَنِ وَالتَّمْرُ اَفْضَلُ ثُمَّ الزَّبِيْبُ ثُمَّ مَا يَغْلِبُ عَلٰى قُوْتِ الْبَلَدِ وَهِيَ مِنْ جَمِيْعِ مَا يُخْرَجُ صَاعٌ تَامٌّ وَاَتَمُّ مَقَادِيْرِهٖ تِسْعَةُ اَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِيِّ وَيَجُوْزُ ثَمَانِيَةٌ اَوْ اَقَلُّ اِلٰى خَمْسَةِ اَرْطَالٍ وَّ ثُلُثٍ وَّهُوَ بِالْوَزْنِ سِتُّ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَّثَلَاثَةٌ وَّتِسْعُوْنَ دِرْهَمًا وَّثُلُثُ دِرْهَمٍ تَقْرِيْبًا وَيَجُوْزُ اَدَاءُ قِيْمَتِهَا السُّوْقِيَّةِ وَاِخْرَاجُ الْجِنْسِ اَفْضَلُ وَاَنَّ مُسْتَحِقِّيْهَا الْاَصْنَافُ الثَّمَانِيَةُ الْمَذْكُوْرَةُ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّؤْتِيَهَا مَنْ وَّجَبَتْ نَفَقَتُهٗ عَلَيْهِ كَالْوَالِدَيْنِ وَالْاَجْدَادِ وَالْاَوْلَادِ وَالْاَحْفَادِ وَلَوْ تَوَغَّلُوْا فِي الْعِلْوِ وَالسِّفْلِ. وَلَا يَجُوْزُ نَقْلُ الصَّدَقَةِ مِنَ الْعُشْرِ وَالْخُمُسِ وَسَائِرِهَا اِلٰى بَلَدٍ اٰخَرَ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ كَفَقْدِ الْمُسْتَحِقِّ اَوْ مَصْلَحَةٍ قَرَابَةٍ اَوْ حَقِيَّةٍ اُخْرٰى وَكَانَ وَقْتُ اِخْرَاجِهَا مِنْ اَوَّلِ لَيْلَةِ الْعِيْدِ اِلٰى صَلٰوتِهٖ وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُهَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَا يَجُوْزُ تَاخِيْرُهَا عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ كَانْتِظَارِ الْمُسْتَحِقِّ وَغَيْرِهٖ وَلَوْ تَاَخَّرَتْ وَجَبَ الْقَضَاءُ وَلَا يُعْطَى الْفَقِيْرُ اَقَلَّ مِنْ صَاعٍ اِلَّا اَنْ يَّجْتَمِعَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْفُقَرَاءِ وَلَا يَتَّسِعَ لَهُمْ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يَّخُصَّ بِهَا الْاَقَارِبُ ثُمَّ الْجِيْرَانُ اِنْ كَانُوْا مُسْتَحِقِّيْنَ.

زکوٰۃ فطر کا مسئلہ

زکوٰۃ فطر ہر اس بالغ، عقلمند، مسلمان، آزاد، مالدار شخص کے حق میں واجب ہے جس کی مالداری ایک سال کے لیے اس کی اور اس کے بال بچوں کی کفالت کرسکتی ہو۔ وہ اس زکوٰۃ فطر کو اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے نکالے چاہے اس کے اہل وعیال مسلمان ہوں یا کافر، آزاد ہوں یا غلام، چھوٹے ہوں یا بڑے اگر کوئی شخص خود فقیر ہو کر زکوٰۃ فطر نکالے تو ایسا کرنا اس کی طرف سے ایک نیکی کا کام ہوگا۔ زکوٰۃ فطر کے نکالتے وقت یا اس کو مستحق تک پہنچاتے وقت نیت کرنا واجب ہے یہ زکوٰۃ فطر ماہ شوال کا چاند دکھائی دیتے ہی واجب ہوجاتی ہے اگر رویت ہلال سے پہلے کوئی کافر اسلام کو قبول کرے یا کوئی بچہ بالغ ہوجائے یا کوئی تنگدست آدمی تونگر بن جائے تو ان پہ یہ زکوٰۃ فطر واجب ہوجاتی ہے اگر کوئی بچہ جنم لے یا کوئی کسی غلام کا مالک بن جائے تو جس شخص پر ان دونوں کے اخراجات واجب ہوتے ہیں اس پر ہی ان

کی زکوۃ واجب ہوجاتی ہے اگر ایسے اتفاقات رویت ہلال کے بعد ہوں تو فطرہ واجب نہیں لیکن سنت ہے بشرطیکہ نماز عید سے پہلے ایسے واقعات رونما ہوں۔فقیر کے حق میں سنت ہے کہ وہ بھیک کے مال میں سے اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے زکوۃ فطر نکالے نیز ضرورت کے پیش نظر وہ ایک صاع کی مقدار کو اپنے اہل وعیال پر پھیرا دے پھر اس کو دوسروں پر صدقہ کرے۔ یہ صدقہ رائج البلد کھانے کی اجناس میں سے دے تو زیادہ مناسب ہے جیسے گندم، جَو، کھجور، کشمش، چاول، پنیر اور دودھ، کھجور کا دینا سب سے بہتر ہے پھر کشمس پھر شہر میں کثیر الرواج کھانے کی چیزوں کا دینا بہتر ہے۔

زکوۃ فطر کن چیزوں سے ادائیگی

اور تمام وہ چیزیں جن سے یہ زکوۃ فطر نکالی جاتی ہے اس کی مقدار پورا ایک صاع ہے۔صاع کی پوری مقدار نو عراقی رطل ہے آٹھ رطل یا اس سے ۳۳.۵ رطل کی مقدار تک فطرہ جائز ہے وزن کے لحاظ سے یہ مقدار ۶۹۵.۳۳ درہم کے لگ بھگ ہے۔فطرے کی بازاری قیمت کا ادا کرنا جائز ہے اور جنس کا نکالنا افضل صورت ہے۔فطرہ کے مستحق لوگ وہ آٹھ اقسام مصارف ہیں۔جن کا ذکر کیا گیا ہے،ان افراد کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے جن کے اخراجات فطرہ دینے والے کے ذمے واجب ہوں مثلاً ماں، باپ، دادا، اولاد اور نبیرے حضرات، اگر چہ یہ لوگ رشتہ کی بلندی اور پستی میں کافی دور تک کیوں نہ چلے جائیں۔زکوۃ یعنی عشر خمس اور تمام دیگر صدقات کا کسی دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں ہے مگر ضرورت کے وقت رَوا ہے مثلاً مستحق کا نہ ملنا، رشتہ داری کی مصلحت خیز صورت یا کوئی اور حقیقت۔

زکوۃ فطرہ نکالنے کا وقت

زکوۃ فطر کے نکالنے کا وقت عید کی رات کے آغاز سے لے کر نماز عید تک ہے۔عید سے پیشتر رمضان کے مہینے میں ہی فطرہ کی ادائیگی جائز ہے۔نماز عید سے بھی فطرے کو موخر کرنا جائز نہیں ہے مگر ضرورت پڑنے پر جائز ہے مثلاً مستحق آدمی کا انتظار کرنا وغیرہ، اگر زکوۃ فطر کی ادائیگی نماز سے موخر ہوجائے تو اس کی قضا واجب ہوجاتی ہے۔کسی فقیر کو ایک صاع کی مقدار سے کم نہ دیا جائے مگر اس صورت میں جبکہ بہت سے فقیر لوگ یکجا ہوں اور ان کے لیے ایک ایک کی گنجائش نہ ہو زکوۃ فطر کی ادائیگی کے لیے رشتہ داروں کو پھر ہمسایوں کو مخصوص کرنا سنت ہے بشرطیکہ یہ لوگ فطرہ کے مستحق ہوں۔

بَابُ الصَّوْمِ

قَالَ اللهُ تَعَالٰی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (۱)

روزہ کا بیان

ارشاد خداوندی ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (الآیہ) ''اے ایمان والو! تم پہ گنے گئے چند دنوں کے روزے اس طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ سو تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو اس کے لیے دوسرے دنوں کی گنتی معتبر ہے، جو لوگ روزے کی بجا آوری کی طاقت نہیں رکھتے ان کے حق میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دینا معتبر ہے۔ جو کوئی نیکی کا کام بجالائے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور تمھارا روزہ رکھ لینا بہتر ہے بشرطیکہ تم اس کو جان سکو، رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں وہ قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے سراپا راہنما ہے اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی واضح ہدایت کی دلیل ہے۔ چنانچہ تم میں سے جو کوئی اس مہینے میں حاضر موجود ہو تو اس کو اس ماہ کا روزہ بجالانا چاہئے۔ جو کوئی بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو تو اس کے لیے روزے کی بجا آوری میں دوسرے دنوں کی گنتی معتبر ہے۔ اللہ پاک تمھاری سہولت چاہتا ہے

۱۔ سورۃ البقرۃ ،الآیۃ ۱۸۳ تا ۱۸۵

وہ تمھارے ساتھ کوئی سختی کرنا نہیں چاہتا یا اس لیے، تا کہ تم اس مقررہ گنتی کو پورا کرسکو اور اللہ پاک کی بڑائی بیان کرو جیسا کہ اس نے تم کو اپنی راہ پر لگایا ہے نیز توقع ہے کہ تم اللہ کا شکر بجالاؤ''۔

اَلصَّوْمُ الْمَرْضِيُّ عَلٰى نَوْعَيْنِ وَاجِبٌ وَّ مُسْتَحَبٌّ وَّغَيْرُ الْمَرْضِيِّ اَيْضًا عَلٰى نَوْعَيْنِ حَرَامٌ وَّمَكْرُوْهٌ فَالْوَاجِبُ سِتَّةٌ اَدَاءُ رَمَضَانَ وَقَضَاءُ هٗ وَالنَّذْرُ وَمَا فِيْ مَعْنَاهُ وَالْكَفَّارَاتُ وَ الْاِعْتِكَافُ وَدَمُ الْمُتْعَةِ وَالْمُسْتَحَبُّ جَمِيْعُ الْاَيَّامِ اِلَّا مَا يَحْرُمُ اَوْيَكْرَهُ وَالْحَرَامُ صَوْمُ الْعِيْدَيْنِ وَصَوْمُ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَصَوْمُ يَوْمِ الشَّكِّ بِنِيَّةِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَصَوْمُ النَّذْرِ لِمَعْصِيَةٍ وَالْمَكْرُوْهُ صَوْمُ الْمُتَنَفِّلِ فِي السَّفَرِ كُلْفَةً وَّ صَوْمُ مَنْ دُعِيَ اِلٰى طَعَامٍ وَّ هُوَمُتَنَفِّلٌ وَّصَوْمُ الضَّيْفِ تَطَوُّعًا بِغَيْرِ اِذْنِ الْمُضِيْفِ وَالْمَرْاَةِ بِغَيْرِ اِذْنِ الزَّوْجِ وَالرَّقِيْقِ بِغَيْرِ اِذْنِ مَوْلَاهُ.

وَالصَّوْمُ هُوَ الْكَفُّ عَنِ الْمُفْطِرَاتِ وَهِيَ الْاَكْلُ وَالشُّرْبُ وَمَا فِيْ حُكْمِهِمَا يَعْنِيْ كُلَّ شَيْءٍ يُوْصَلُ اِلَى الْحَلْقِ مُتَعَمِّدًا اِنْ اَمْكَنَ تَعْدِيَتُهُ مِنَ الْحَلْقِ وَكُلَّ شَيْءٍ يُوْصَلُ اِلَى الْجَوْفِ اِنْ اَمْكَنَ تَعْدِيَتُهُ مِنَ الْبَطْنِ كَالْحُقْنَةِ مِنَ الْمَائِعَاتِ وَالْجِمَاعُ وَمَا فِيْ حُكْمِهٖ يَعْنِيْ كُلَّ فِعْلٍ يُسْتَمْنٰى بِهٖ وَالْقَيْءُ مُتَعَمِّدًا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مُتَعَمِّدًا اَوْلَمْ يَرْجِعْ مِنَ الْحَلْقِ اِلَى الْمِعْدَةِ لَا بَاْسَ بِهٖ وَكُلُّ مُفْطِرٍ اِنِ ارْتَكَبَهُ مُتَعَمِّدًا وَهُوَصَائِمٌ فِيْ رَمَضَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَتَسْتَحِبُّ الْكَفَّارَةُ اَكْلًا كَانَ اَوْشُرْبًا اَوْجِمَاعًا اَوْ مَافِيْ مَعْنَاهَا وَلَاتَسْتَحِبُّ الْكَفَّارَةُ فِيْ غَيْرِهٖ لٰكِنْ تَجِبُ الْقَضَاءُ فِيْ سَائِرِ الْوَاجِبَاتِ.

روزے کی قسمیں

(۱)۔ پسندیدہ روزے کی دو قسمیں ہیں۔ (الف) واجبی روزہ۔ (ب) مسنون روزہ۔

(۲)۔ ناپسندیدہ روزے کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (الف) حرام روزہ۔ (ب) مکروہ روزہ۔

(الف) واجبی روزے چھ ہیں:۔

۱۔ رمضان کے روزے۔ ۲۔ رمضان کے روزوں کی قضا۔

۳۔ نذر اور نذر جیسی صورتوں کے روزے۔ ۴۔ کفارات کے روزے۔

۵۔ اعتکاف کے روزے۔ ۶۔ حج تمتع کی قربانی کے عوض کے روزے۔

(ب) مستون روزے تمام دنوں کے روزے ہیں مگر ان ایام کے روزے مسنون نہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے یا مکروہ

۱۔ حرام روزے یہ ہیں۔

۱۔ دونوں عیدوں کے روزے۔ ۲۔ ایام تشریق کے روزے۔

۳۔ رمضان کی نیت سے یوم شک کا روزہ۔ ۴۔ کسی گناہ کی خاطر مانی گئی نذر کا روزہ۔

۲۔ مکروہ روزے یہ ہیں۔

۱۔ سفر کی حالت میں مشقت کے باوجود نفل کا روزہ رکھنا۔ ۲۔ کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ نفل کا روزہ رکھے۔

۳۔ میزبان کی اجازت کے بغیر مہمان کا نفلی روزہ رکھنا۔ ۴۔ شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا نفلی روزہ رکھنا۔

۵۔ آقا کی اجازت کے بغیر غلام کا نفلی روزہ رکھنا۔

روزے کی تعریف

مفطرات سے باز رہنے کا نام روزہ ہے۔ مفطرات یہ ہیں۔

۱۔ کھانا پینا اور وہ افعال جو ان کے حکم میں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ہر چیز جس کو حلق تک پہنچایا جائے بشرطیکہ حلق سے اس چیز کا گزار دینا ممکن ہو اور وہ ہر چیز جس کو پیٹ کے اندر پہنچایا جائے بشرطیکہ پیٹ سے اس چیز کا گزار دینا ممکن ہو مثلاً بہنے والی چیز سے حقنہ کراونا۔

۲۔ ازدواجی رابطہ قائم کرنا اور جو افعال اس رابطے کے حکم میں ہیں۔ وہ مفطرات روزہ میں داخل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر وہ حرکت جس کے ذریعے منی نکالی جائے۔

۳۔ جان بوجھ کر قے کرنا اگر جان بوجھ کر قے نہ کرے یا قے حلق سے معدہ کی طرف واپس نہ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مفطرات میں سے ہر وہ چیز جس کا آدمی اگر جان بوجھ کر ارتکاب کر بیٹھے اور درانحالیکہ وہ ماہ رمضان میں روزے رکھ رہا ہو تو ایسی صورت میں اس آدمی کے ذمے روزے کی قضا واجب اور کفارہ مسنون ہیں۔ چاہے کھانے کی صورت میں ہو یا پینے کی صورت میں، جنسی میلان کی صورت میں ہوں یا جنسی میلان جیسی حرکتوں کے ارتکاب کی صورت میں یا رمضان کے روزے کے سوا دیگر روزوں میں کفارہ مسنون نہیں ہوا کرتا لیکن تمام واجب روزوں کے توڑنے کی صورت

میں قضا کا بجالانا واجب ہوجاتا ہے۔

أَمَّا مُوجِبَاتُهُ فَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَالْإِسْلَامُ وَإِحَاطَةُ الْعِلْمِ بِهِلَالِ رَمَضَانَ وَهِيَ تَحْصُلُ إِمَّا بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ أَوْ بِشَهَادَةِ عَدْلٍ أَوْ بِإِكْمَالِ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا أَوْ بِمَعْرِفَةِ بُعْدِ مَا بَيْنَ النَّيِّرَيْنِ وَقْتَ غُرُوبِ الشَّمْسِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ دَرَجَةً أَوْ أَكْثَرَ وَالنَّقَاءُ مِنَ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الصَّوْمِ لَا لِوُجُوبِهِ۔

أَمَّا وَاجِبَاتُهُ فَالنِّيَّةُ وَالْإِمْسَاكُ عَنِ الْمُفَطِّرَاتِ مِنْ طُلُوعِ الصُّبْحِ الصَّادِقِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ وَالنِّيَّةُ يَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ أَصُومُ غَدًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ أَوْ نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ أَوْ بِصِيغَةٍ أُخْرَى تُفِيدُ هٰذَا الْمَعْنَى يَعْنِي الْوُجُوبَ وَالْقُرْبَةَ وَالتَّعْيِينَ إِنْ كَانَتْ لِلْحَاضِرِ وَإِنْ كَانَتْ لِلْغَائِبِ فَبِهٰذِهِ الصِّيغَةِ! أَصُومُ غَدًا قَضَاءَ شَهْرِ رَمَضَانَ لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ وَلِلنَّذْرِ أَصُومُ غَدًا نَذْرًا لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ وَلِلْكَفَّارَةِ أَصُومُ غَدًا كَفَّارَةً تَعَمُّدًا لِلْإِفْطَارِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ أَوْ كَفَّارَةَ الظِّهَارِ لِوُجُوبِهَا قُرْبَةً إِلَى اللهِ وَلِلْإِعْتِكَافِ أَصُومُ غَدًا مُعْتَكِفًا أَوْ مُخْتَلِيًا أَوْ مُعْتَزِلًا أَدَاءً لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ وَلِلْبَاقِي أَصُومُ غَدًا سُنَّةً أَوْ مُسْتَحَبًّا أَوْ نَفْلًا أَوْ تَطَوُّعًا قُرْبَةً إِلَى اللهِ - وَوَقْتُهَا الْمُخْتَارُ مِنْ غُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى طُلُوعِ الصُّبْحِ الصَّادِقِ وَلَوْ نَسِيَ يَجُوزُ إِلَى الزَّوَالِ وَيَجُوزُ أَنْ يَنْوِيَ فِي اللَّيْلَةِ الْأُوْلَى بِنِيَّةٍ وَاحِدَةٍ لِتَمَامِ الشَّهْرِ وَمَعَ هٰذَا لَوْ جَدَّدَهَا فِي كُلِّ لَيْلَةٍ كَانَ أَفْضَلَ وَلَا يَجُوزُ يَوْمَ الشَّكِّ بِنِيَّةِ الصَّوْمِ الْوَاجِبِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَوْ نَوَى نَفْلًا وَبَانَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَفَاهُ وَفِي كُلِّ يَوْمٍ إِنْ لَمْ يَنْوِ لَا فِي لَيْلِهِ وَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْأُوْلَى مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نِيَّةً وَاحِدَةً وَهُوَ عَلَى صِفَاتِ الصَّائِمِينَ وَزَالَتِ الشَّمْسُ يَجُوزُ لَهُ النِّيَّةُ إِلَى قُبَيْلِ الْغُرُوبِ عَلَى الْكَرَاهَةِ وَيَنْبَغِي أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ مِنَ الْغِيبَةِ وَالْكِذْبِ وَالْبُهْتَانِ وَالْإِفْتِرَاءِ وَعَيْنَيْهِ مِنْ غَيْرِ الْمَحْرَمِ وَسَائِرَ الْجَوَارِحِ مِنَ الْقَبَائِحِ لِأَنَّ هٰذِهِ الْأَفْعَالَ تُحْبِطُ الْأَعْمَالَ وَإِنْ

لَمْ تُفْسِدْهَا ظَاهِرًا -

روزے کے موجبات (وہ اسباب جو روزے کو واجب کر دیتے ہیں)

۱۔ بالغ ہونا۔ ۲۔ صاحبِ عقل ہونا۔ ۳۔ مسلمان ہونا۔ ۴۔ ماہ رمضان کے چاند دیکھنے کا پوری طرح علم ہونا۔ یہ معلوماتی صورت یا تو چاند کے دیکھنے سے یا ایک عادل آدمی کی گواہی دینے سے یا ماہِ شعبان کے تیس دن مکمل کرنے سے یا غروبِ آفتاب کے وقت سورج اور چاند کے درمیان بارہ یا اس سے زائد درجے کے فاصلے کی پہچان کرنے سے حاصل ہوجاتی ہے۔ حیض اور نفاس سے پاک ہونا روزے کے درست ہونے کے لیے شرط ہے۔ واجب کیلیے شرط نہیں۔

روزے کے واجبات

الف۔ نیت کرنا۔ ب۔ پَو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک تمام مفطرات سے باز رہنا۔

مناسب ہے کہ نیت ان الفاظ میں کی جائے:۔

اَصُوْمُ غَدًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ الخ ''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر کل کو ماہ رمضان کا روزہ رکھتا/رکھتی ہوں'' یا یوں نیت کرے۔

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللهِ.

''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے ادا کے طور پر کل کو ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کی نیت کرتا/کرتی ہوں''۔ چاہے وہ دیگر الفاظ میں نیت کرے جو نیت کے ان معنوں کا فائدہ دیتے ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ نیت کے وہ الفاظ وجوب قربت اور ماہ کی تعین کا معنی ادا کرے۔ بشرطیکہ نیت حاضر مقیم کے لیے ہو۔

اگر نیت گھر سے غائب مسافر کے لیے ہو (جو وہ بعد میں روزے کی بجا آوری کے لیے باندھے) تو ان الفاظ میں کرے

اَصُوْمُ غَدًا قَضَاءَ شَهْرِ رَمَضَانَ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللهِ.

''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے کل کو ماہ رمضان کی قضا کا روزہ رکھتا/رکھتی ہوں''۔

نذر کے روزے کی نیت یوں کرے۔

اَصُوْمُ غَدًا نَذْرًا لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللهِ.

''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے کل کو نذر طور پر روزہ رکھتا/رکھتی ہوں''۔

کفارہ کے لیے روزے کی نیت یوں کرے۔

أَصُوْمُ غَدًا كَفَّارَةً تَعَمُّدِ الْإِفْطَارِ لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر جان بوجھ کر روزہ توڑنے کی وجہ سے کفارہ کے طور پر کل کو روزہ رکھتا/رکھتی ہوں''۔

کفارہ ظہار کے لیے روزے کی نیت یوں کرے۔

أَصُوْمُ غَدًا كَفَّارَةَ الظِّهَارِ لِوُجُوْبِهَا قُرْبَةً إِلَى اللهِ

''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے کفارہ ظہار کے طور پر کل کو روزہ رکھتا/رکھتی ہوں۔

اعتکاف کی صورت میں روزے کی نیت ان الفاظ میں سے کسی ایک شکل سے کرے''۔

أَصُوْمُ غَدًا مُعْتَكِفًا أَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر اعتکاف کرتے ہوئے ادا کے طور پر واجب ہونے کی وجہ سے کل کا روزہ رکھتا ہوں''

أَصُوْمُ غَدًا مُخْتَلِيًا أَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر خلوت نشیں ہوتے ہوئے ادا کے طور پر واجب ہونے کی وجہ سے کل کو روزہ رکھتا ہوں''۔

أَصُوْمُ غَدًا مُعْتَزِلًا أَدَاءً لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً إِلَى اللهِ

''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر الگ تھلگ رہتے ہوئے ادا کے طور واجب ہونے کی وجہ سے کل کو روزہ رکھتا ہوں''۔

ان کے سوا دیگر روزوں کے لیے یوں نیت کرے۔

أَصُوْمُ غَدًا سُنَّةً قُرْبَةً إِلَى اللهِ

''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر سنت کے طور پر کل کو روزہ رکھتا/رکھتی ہوں''۔

أَصُوْمُ غَدًا تَطَوُّعًا قُرْبَةً إِلَى اللهِ

''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر خالص نیکی کے طور پر کل کو روزہ رکھتا/رکھتی ہوں''۔

نیت کا مستحب وقت غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک ہے اگر کوئی شخص نیت کرنا بھول جائے تو دن ڈھلے تک نیت کرنا جائز ہے۔ پورے مہینے کے لیے پہلی رات کو ایک ہی نیت کا باندھنا جائز ہے۔ اس کے باوجود ہر رات کو اگر نیت کی تجدید کرے تو یہ افضل ہے۔ ماہ رمضان کے واجب روزے کی نیت سے یوم شک کو روزے کی

نیت کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص یوم شک کو نفلی روزے کی نیت کرے اور وہ دن ماہ رمضان کا ہی عیاں ہو جائے تو یہی اس کے لیے کافی ہے ہر وہ روز جس میں کوئی شخص رات کو روزے کی نیت نہ کرے، تو وہ پہلی رات کو پورے ماہ رمضان کے لیے ایک ہی نیت باندھ چکا ہو وہ شخص روزہ داروں کی خصلتوں کا حامل ہو اور سورج ڈھل جائے تو ایسی صورت میں اس کے لیے مکروہ طور پر غروب آفتاب سے کچھ پہلے تک نیت کرنا جائز ہے۔ مناسب ہے کہ وہ روزہ دار اپنی زبان کو غیبت کرنے، جھوٹ بولنے، تہمت باندھنے اور بے بنیاد باتیں گھڑنے سے، اپنی آنکھوں کو نامحرم سے اور اپنے تمام اعضاء بدن کو برے افعال سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ یہ افعال تمام اعمال کو برباد کر دیتے ہیں۔ اگر چہ ظاہری طور پر یہ برے افعال اعمال کو فاسد نہ بھی کرتے ہوں۔

وَيُكْرَهُ اَنْ يَّطْلُعَ الصُّبْحُ وَهُوَ جُنُبٌ وَاَنْ يَّحْتَقِنَ بِالْجَامِدِ وَاَنْ يُّدْخِلَ الدُّهْنَ اَوْ شَيْئًا مِّنَ الْاَدْوِيَةِ فِي الْاُذُنِ اَوِ الْاَنْفِ مَعَ اَنَّهَا لَمْ تَتَعَدَّ مِنَ الْحَلْقِ وَاَنْ يَّمْضَغَ طَعَامًا لِّلطِّفْلِ وَاَنْ يُّبَاشِرَ النِّسْوَانَ تَقْبِيْلًا اَوْ لَمْسًا اَوْ مُلَاعَبَةً وَاَنْ يَّكْتَحِلَ بِمَا فِيْهِ مِسْكٌ اَوْ شَيْءٌ نَافِذٌ وَاَنْ يُّخْرِجَ مِنْ جَسَدِهٖ دَمًا بِالْفَصْدِ وَغَيْرِهٖ لَوْ كَانَ مُضْعِفًا وَدُخُوْلُ الْحَمَّامِ كَذٰلِكَ وَلَا بَأْسَ بِشَمِّ النَّرْجِسِ وَ الرَّيَاحِيْنِ وَالْوَرْدِ وَسَائِرِ الْعِطْرِيَّاتِ وَلَا بِالْجُلُوْسِ فِي الْمَاءِ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى وَلَا بِبَلِّ الثَّوْبِ عَلَى الْجَسَدِ۔

وَاَمَّا الْكَفَّارَةُ فَهِيَ عِتْقُ رَقَبَةٍ اَوْصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ وَفِي الصِّيَامِ لَوْ اَفْطَرَ مُتَعَمِّدًا بِلَا عُذْرٍ وَجَبَ الْاِسْتِيْنَافُ وَلَوْ اَفْطَرَ لِعُذْرٍ ضَرُوْرَةً فَعَلَيْهِ صَوْمُ مَابَقِيَ كَمَا كَانَ مُتَوَالِيًا وَ لَا حَاجَةَ اِلَى الْاِسْتِيْنَافِ اَوْ اِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا كُلَّ مِسْكِيْنٍ بِمُدٍّ مِّنَ الطَّعَامِ وَهُوَ رَطْلٌ وَ ثُلُثُ رَطْلٍ وَالرَّطْلُ وَزْنُهٗ مِائَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ دِرْهَمًا وَكُلُّ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ كَانَتْ سَبْعَةَ مَثَاقِيْلَ وَ كُلُّ تِلْكَ الْاَوْزَانِ كَانَتْ بِوَزْنِ دِرْهَمِ مَكَّةَ وَمِثْقَالِهَا فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَفِي زَمَانِنَا هٰذَا لَا يَخْلُوْ عَنْ تَغَيُّرٍ مَّا فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّرَاعَى الْاَزْيَدَ فِي الْمُدِّ وَالرَّطْلِ لِئَلَّا يَفُوْتَ مَاشَرَعَهُ الشَّارِعُ وَلَوْ صَارَ زَائِدًا صَارَ الْبِرُّ زَائِدًا۔

روزے کے دوران مکروہ افعال

روزہ دار کے حق میں یہ افعال مکروہ ہیں۔

۱۔ پو پھٹ جائے اور روزہ دار جنابت کی حالت پہ رہے۔

۲۔ جامد چیز سے حقنہ کرانا۔

۳۔ یہ کہ روزہ دار کان اور ناک میں تیل یا دواؤں میں سے کوئی چیز ڈالے باجودیکہ یہ چیزیں حلق سے پار نہیں کرجاتیں۔

۴۔ بچے کی خاطر کسی کھانے کو چبانا۔

۵۔ عورتوں سے بوسہ بازی، ہاتھ لگانے یا دل لگی کرنے کی صورتوں میں خصوصی رابطہ رکھنا۔

۶۔ ایسی چیز کا سرمہ لگانا جس میں کستوری یا کوئی اثر کن چیز موجود ہو۔

۷۔ بدن سے فصد وغیرہ کے ذریعہ خون کا نکالنا بشرطیکہ یہ صورت انسان کو کمزور کردیتی ہو۔

۸۔ حمام میں گھسنے کا حکم بھی فصد کی مانند ہے۔

ان افعال کے ارتکاب کی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے:

۱۔ نرگس، ریحان اور گلاب کے پھولوں اور تمام خوشبوؤں کا سونگھنا۔

۲۔ پانی میں بیٹھ جانا چاہے مرد ہو یا عورت۔

۳۔ بدن کے کپڑے کا گیلا کردینا۔

کفارہ کی ادائیگی کا مسئلہ

کفارہ کی صورتیں یہ ہیں کہ ایک غلام آزاد کرنا یا لگاتار دو مہینوں کے روزے رکھنا۔ روزے رکھنے کی صورت میں کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر اگر روزہ توڑ دے تو از سر نو روزہ بجالانا واجب ہے۔ اگر ضرورت کے پیش نظر کسی عذر کی بناء پر روزہ توڑے تو ایسی صورت میں اس کے ذمہ بقیہ روزے اس طرح واجب ہیں جس طرح وہ لگاتار کی صورت میں ہیں اور اسے روزوں کو نئے سرے سے بجالانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ چاہے کفارہ کے طور پر ساٹھ مسکینوں کو اس طرح کھانا کھلائے کہ ہر ایک مسکین کو مد کی مقدار کا کھانا ملے۔ مد کی مقدار ایک تہائی رطل ہے۔ ایک رطل کا وزن ایک سو تیس درہموں کا ہوتا ہے۔ ہر دس درہموں کی مالیت سات مثقالوں کے برابر ہوا کرتی تھی۔ یہ تمام اوزان رسول ﷺ کے زمانے

میں مکہ کے درہم اور مثقال کے اوزان کے برابر ہیں۔ ہمارے اس دور میں کسی نہ کسی تبدیلی کے وقوع پذیر ہونے سے معاملہ خالی نہیں ہے چنانچہ مناسب یہ ہے کہ مد اور رطل کے بارے میں زیادہ سے زیادہ مقدار کا لحاظ رکھا جائے تاکہ شارع علیہ السّلام کی مقررہ مقدار فوت نہ ہونے پائے۔ اگر کہیں اس مقدار میں اضافہ ہو جائے تو نیکی میں ہی اضافہ ہو جائے گا۔

وَاَمَّا الْمَسْنُوْنَاتُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمِنْهَا التَّسَحُّرُ وَتَعْجِيْلُ الْفِطْرِ بَعْدَ التَّيَقُّنِ بِالْغُرُوْبِ وَ فِي الْغَيْمِ وَالْاٰفَاقِ الْمُحْتَجِبَةِ التَّاخِيْرُ وَاَنْ يُّفْطِرَ بِالتَّمْرِ اَوِ الْمَاءِ وَاَنْ تَقُوْلَ عِنْدَ الْفِطْرِ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَبِرِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ اَكْثَرُ مِنْ سَائِرِ الشُّهُوْرِ وَ كَثْرَةُ الذِّكْرِ وَالْاَدْعِيَةِ وَالْاِعْتِكَافُ اِنْ كَانَ فِي الْاَيَّامِ الْبَارِدَةِ فِيْ تَمَامِهٖ وَفِي الْعَشْرِ الْاَخِيْرِ اٰكَدُ وَالسِّوَاكُ وَلَوْ كَانَ بِالرَّطْبِ اَمَّا الْهِمُّ الَّذِيْ لَا يُطِيْقُهُ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّفْطِرَ وَيَتَصَدَّقَ لِكُلِّ يَوْمٍ بِمُدٍّ مِّنَ الطَّعَامِ اِنْ كَانَ غَنِيًّا وَاِنْ كَانَ فَقِيْرًا اَلَا مُدَّ عَلَيْهِ فِيْ مُدَّةِ فَقْرِهٖ۔

اَمَّا الْمَرِيْضُ فَاِنْ كَانَ مَرَضُهٗ مُزْمِنًا اَوْ مِنَ الرَّطُوْبَةِ وَالْبُرُوْدَةِ وَلَمْ يَكُنْ مِّنَ الشُّبَّانِ وَ فِي الزَّمَانِ الْبَارِدِ اَوِ الْمَكَانِ الْبَارِدِ وَاَطَاقَهٗ يَجُوْزُ لَهُ الصَّوْمُ وَاِنْ كَانَ مِنَ الْحَرَارَةِ اَوِ الْيُبُوْسَةِ اَوْ فِي الصَّيْفِ اَوْ فِي الْبِلَادِ الْحَارَّةِ وَهُوَ شَابٌّ لَّا يَجُوْزُ لَهُ الصَّوْمُ اَلْبَتَّةَ وَلَوْ صَامَ عَصٰى وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّؤْمَرَ الصَّبِيُّ الْبَعِيْدُ مِنَ الْبُلُوْغِ بِالصَّوْمِ وَلَوْ قَرُبَ بُلُوْغُهٗ وَهُوَ قَوِيٌّ فِيْ بَدَنِهٖ وَالْاَيَّامُ قَصِيْرَةٌ بَارِدَةٌ يَجُوْزُ اَنْ يُّؤْمَرَ بِالصَّوْمِ مَرَّةً مَّرَّةً وَالْحَامِلُ وَالْمُرْضِعُ لَوْ خَافَتَا عَلَى الْجَنِيْنِ وَالطِّفْلِ يَجُوْزُ لَهُمَا الْاِفْطَارُ وَتَاخِيْرُ الصَّوْمِ اِلَى انْقِضَاءِ مُدَّةِ الْخَوْفِ وَلَوْ تَكَاسَلَتَا مَعَ دَفْعِ مَا يَخَافُ مِنْهُ مِنَ الضَّرَرِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ تُطْعِمَا لِكُلِّ يَوْمٍ تَقْضِيَانِهٖ بِمُدٍّ مِّنَ الطَّعَامِ مِسْكِيْنًا اِنْ كَانَتَا مُوْسِرَتَيْنِ اَوْ تَحْتَ مُوْسِرَيْنِ وَمَعَ الْعُسْرِ لَا وَالْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ لَا يَجُوْزُ لَهُمَا الصَّوْمُ فَاِذَا طَهُرَتَا وَجَبَ الْقَضَاءُ. وَاَمَّا الْمُسَافِرُ الْمُتَّصِفُ بِصِفَاتِ الْقَصْرِ لِلصَّلٰوةِ فَمُخَيَّرٌ بَيْنَ الصَّوْمِ وَالْاِفْطَارِ وَالصَّوْمُ اَوْلٰى لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ سَفَرُهٗ بِالْمَشَقَّةِ كَمَنْ كَانَ رَاكِبًا صَحِيْحًا قَوِيًّا فِيْ بَدَنِهٖ مُوْسِرًا غَيْرَ مُتَضَرِّرٍ مِّنَ الْحَرِّ وَالْعَطَشِ اَوْ بُعْدِ الْمَنَازِلِ وَالْاِفْطَارُ اَوْلٰى لِلْمُنْعَكِسِ فِي الْجَمِيْعِ اَوِ الْبَعْضِ۔

وَاَمَّا الصَّوْمُ الَّذِيْ فِي الْاِسْتِحْبَابِ فَفِي الْاُسْبُوْعِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ وَفِي الشَّهْرِ الْاَيَّامَ الْبِيْضَ وَهِيَ يَوْمُ الثَّالِثِ عَشَرَ وَالرَّابِعِ عَشَرَ وَالْخَامِسِ عَشَرَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَفِي السَّنَةِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَيَوْمَ تَاسُوْعَاءَ وَيَوْمَ عَرَفَةَ وَسِتَّةُ اَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ وَتَوَالٍ وَالتَّوَالِيْ اَفْضَلُ وَلَا يَجِبُ الصَّوْمُ الْمُسْتَحَبُّ بِالشُّرُوْعِ وَيُكْرَهُ الْاِفْطَارُ فِيْهِ بَعْدَ الزَّوَالِ بِغَيْرِ سَبَبٍ وَلَوْ دُعِيَ اِلٰى طَعَامٍ فَالْاِفْطَارُ اَفْضَلُ فَالْمُسَافِرُ وَالْمَرِيْضُ الْمُطِيْقَانِ لِلصَّوْمِ اِذَا اَفْطَرَا فِي السَّفَرِ وَالْمَرَضِ فَعَلَيْهِمَا الْقَضَاءُ وَاجِبٌ وَلِكُلِّ يَوْمٍ يَقْضِيَانِهِ يَسْتَحِبُّ لِكُلٍّ مِنْهُمَا فِدْيَةٌ بِمُدٍّ مِنَ الطَّعَامِ لِمِسْكِيْنٍ وَيُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْوِصَالُ بَيْنَ يَوْمَيْنِ وَلَا يَجُوْزُ التَّسَحُّرُ وَهُوَ شَاكٌّ فِي طُلُوْعِ الصُّبْحِ. وَاَمَّا قَضَاءُ صَوْمِ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَجُوْزُ مُتَوَالِيًا وَمُتَفَرِّقًا وَالتَّوَالِيْ اَفْضَلُ اِنْ لَمْ يَكُنْ مُضْعِفًا وَمَعَ الضُّعْفِ التَّفَرُّقُ اَوْلٰى وَكُلُّ مَا فَاتَ مِنَ الصَّوْمِ اِنْ كَانَ وَاجِبًا كَانَ قَضَاءُهُ وَاجِبًا وَاِنْ كَانَ تَطَوُّعًا كَانَ قَضَاءُهُ تَطَوُّعًا وَاِنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ لَا بَاْسَ بِهِ۔

رمضان کے روزے کے مسنونات

۱۔ سحری کھانا۔

۲۔ غروب آفتاب کے یقین ہو جانے کے بعد افطار کرنے میں جلدی کرنا۔

۳۔ بادل چھا جانے اور پہاڑوں سے ڈھکے ہوئے آفاق والے مقامات میں افطار میں تاخیر سے کام لینا۔

۴۔ کھجور یا پانی سے روزہ افطار کرنا۔

۵۔ افطار کرتے وقت اس دعا کا پڑھنا۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَبِرِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ۔
''پروردگار! میں تیری رضامندی کی خاطر روزہ رکھ چکا ہوں، صرف تجھ پر ایمان لا چکا ہوں، تیرے رزق سے افطار کرتا ہوں اور صرف تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں''۔

۶۔ دیگر تمام مہینوں کی نسبت قرآن مجید کی تلاوت زیادہ سے زیادہ کرنا۔

۷۔ ذکر الٰہی اور دعاؤں کا زیادہ ورد زبان رکھنا۔

۸۔ اعتکاف کرنا، یہ عمل ٹھنڈے ایام میں تمام مہینے میں کرے، آخری دس دنوں میں اعتکاف کرنا زیادہ تاکیدی پہلو رکھتا ہے۔

۹۔ مسواک کرنا، اگر چہ تر چھڑی سے ہی کیوں نہ ہو۔

بوڑھے کا مسئلہ

روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھنے والے انتہائی کمزور بوڑھے شخص کو چاہیے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر ایک دن کے عوض میں ایک مد کی مقدار کا کھانا صدقہ کرے بشرطیکہ وہ تونگر شخص ہو، اگر وہ تنگدست شخص ہو تو اس کی تنگدستی کے عرصے میں کوئی مد لازم نہیں۔

بیمار کا مسئلہ

بیمار شخص کی بیماری اگر پرانی ہو یا رطوبت بڑھنے اور سردی کے اثر انداز ہونے سے ہو۔ مریض آدمی جوانوں میں سے نہ ہو۔ ٹھنڈے وقت یا سرد جگہ میں ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو۔ تو ایسی صورت میں اس کے لیے روزہ رکھنا جائز ہے اگر اس کی بیماری گرمی یا خشکی کی وجہ سے ہو یا گرمی کے موسم میں ایسا ہو جائے یا گرم شہروں میں ہو اور وہ بیمار خود جوان آدمی ہو تو ایسی صورت میں اس کے لیے روزہ رکھنا بالکل جائز نہیں اگر وہ ایسی حالت میں روزہ رکھے تو گنہگار ہوگا۔

جو بچہ بالغ ہونے کی حد کو پہنچنے سے ابھی دور ہو اس کو روزہ رکھنے کا حکم دینا جائز نہیں ہے اگر وہ بالغ ہونے کے قریب ہو، بدن کے لحاظ سے طاقتور ہو اور دن چھوٹے چھوٹے اور ٹھنڈے ہوں تو ایسی صورت میں بچے کو باری باری سے آہستہ آہستہ روزہ رکھنے کا حکم دینا جائز ہے۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کا مسئلہ

اگر حاملہ عورت کو پیٹ کے بچے کا اور دودھ پلانے والی عورت کو شیر خوار بچے کا خطرہ لاحق ہو تو ان دونوں کے لیے روزہ افطار کرنا اور خطرے کی مدت گزر جانے تک روزے کو موخر کرنا جائز ہے اگر یہ دونوں ضرر کے خطرات کو دور کرنے کے باوجود روزہ رکھنے میں سستی کا مظاہرہ کرے تو مناسب یہ ہے کہ وہ دونوں قضا کا بجالانے کے ہر دن کے عوض میں ایک ایک مسکین کو ایک ایک مد کی مقدار کا کھانا کھلائے بشرطیکہ دونوں عورتیں مالدار ہوں یا مالداروں کے ماتحت ہوں۔ تنگدستی کی صورت میں کوئی چیز لازم نہیں۔

حیض اور نفاس والی عورتوں کا حکم

حیض اور نفاس والی عورتوں کے لیے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے ایسی عورتیں جب پاک ہوجائیں تو ان کے ذمہ روزے کی قضاء کا بجالانا واجب ہے۔

مسافر کا مسئلہ

نماز کو قصر کے ساتھ پڑھنے کی شرطوں کے حامل مسافر کو روزہ رکھنے اور روزہ افطار کرنے میں اختیار حاصل ہے۔ اس مسافر کے لیے روزہ رکھنا ہی بہتر ہے جس کا سفر کسی مشقت کے ساتھ نہ ہو۔ مثلاً وہ سوار ہو، تندرست ہو، جسم کے لحاظ سے طاقتور ہو، مالدار شخص ہو اور وہ گرمی، پیاس یا منزلوں کی دوری کی بناء پر ضرر رسیدہ نہ ہو۔ مذکورہ تمام صورتوں میں یا بعض صورتوں میں اس کے برعکس مسافر کے لیے روزہ افطار کرنا ہی بہتر ہے۔

مسنون روزے

ہفتے میں پیر اور جمعرات کے روزے مسنون ہیں۔ مہینے میں ایام بیض کے روزے مسنون ہیں ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں کو ایام بیض کہتے ہیں۔ سال میں عاشورا کے دن نویں محرم کے دن اور عرفہ کے دن روزے نیز بغیر کسی تعین کے اور لگا تار کی صورت میں شوال کے چھ دنوں کے روزے مسنون ہیں۔ ان چھ دنوں کے روزوں کا پے در پے رکھنا بہتر ہے۔ مسنون روزہ شروع کرنے کی بناء پر واجب نہیں ہوا کرتا۔ ایسی صورت میں بغیر کسی وجہ کے زوال کے بعد روزہ کا توڑنا مکروہ ہے۔ اگر اسے کھانے کی دعوت دی جائے تو ایسی صورت میں روزہ کا توڑنا بہتر ہے۔

روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والا مسافر سفر کی حالت میں اور روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والا بیمار آدمی بیماری کی حالت میں اگر روزہ کو توڑ دے تو ان دونوں پر روزے کی قضاء کا بجالانا واجب ہے۔ قضا بجالانے کے ہر ہر دن کے عوض میں ان دونوں کے لیے ایک ایک مسکین کو ایک ایک مد کی مقدار کے کھانے کا فدیہ دینا مسنون ہے۔ روزہ دار کے لیے افطار کئے بغیر دو دنوں کو ملا کر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ پو پھٹنے میں شک رکھنے والے کے لیے سحری کھانا جائز نہیں ہے۔

ماہ رمضان کے روزوں کی قضا بجالانے کا مسئلہ

رمضان کے روزوں کی قضا بجالانا پے در پے اور متفرق طور پر دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ لگا تار روزہ رکھنا بہتر ہے بشرطیکہ یہ صورت اسے کمزور نہ کرے۔ کمزوری لاحق ہونے کی صورت میں قضاء کے روزوں کا متفرق طور پر بجالانا

بہتر ہے۔فوت ہونے والا ہر ایک روزہ اگر واجب ہو تو اس کی قضاء کا بجالانا واجب ہوگا اور اگر وہ روزہ مسنون ہو تو اس کی قضاء کا بجالانا بھی مسنون ہی ہوگا۔اگر مسنون طور پر یہ نیک کام بجا نہ لائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وَاَمَّا الْمَعْفُوَّاتُ فَمِنْهَا وُصُوْلُ مَاءٍ اِلٰى جَوْفِهٖ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ وَهُوَ غَيْرُ مُبَالِغٍ وَّلَمْ يَقْدِرْ عَلٰى رَجْعِهٖ وَمِنْهَا مَابَقِيَ مِنَ الطَّعَامِ بَيْنَ الْاَسْنَانِ فَيَبْتَلِعُ مَعَ الرِّيْقِ وَهُوَ ذَاهِلٌ عَنْهُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلٰى مَنْعِهٖ وَمِنْهَا اَنْ يُّدْخِلَ عَدُوٌّ اَوْ ذُوْ شَوْكَةٍ بِالْعُنْفِ طَعَامًا فِيْ فِيْهِ فَيَدْخَلَ فِيْ جَوْفِهٖ وَهُوَ مُكْرَهٌ وَمِنْهَا الْاَكْلُ وَالشُّرْبُ اَوْ مُفْطِرٌ اٰخَرُ بِالنِّسْيَانِ وَمِنْهَا لَوْ طَلَعَ الصُّبْحُ وَفِيْ فِيْهِ طَعَامٌ فَلَفَظَهُ عَلَى الْفَوْرِ وَمِنْهَا اَنْ يُّطِيْرَ ذُبَابٌ اَوْ بَقٌّ اِلٰى حَلْقِهٖ وَهُوَ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى مَنْعِهٖ وَمِنْهَا الْاَكْلُ وَالشُّرْبُ سَحَرًا اَوْعَشَاءً بِغَلَبَةِ الظَّنِّ عَلٰى اَنَّ الصُّبْحَ لَمْ يَطْلَعْ اَوِالشَّمْسَ غَرَبَتْ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ وَمِنْهَا ذَوْقُ الطَّعَامِ لِتَحَرِّيْ مِلْحِهٖ اَوْحُمُوْضَتِهٖ اَوْ حَلَاوَتِهٖ مَالَمْ يَتَعَدَّ مِنَ الْحَلْقِ وَمِنْهَا الْاِحْتِلَامُ فِي النَّهَارِ وَهُوَ نَائِمٌ وَمِنْهَا الْاِحْتِلَامُ بِنَظْرَةٍ اَوْخَطْرَةٍ وَهُوَ لَمْ يُبَالِغْ فِيْهِمَا وَمِنْهَا وُصُوْلُ الْغُبَارِ اِلَى الْحَلْقِ وَهُوَ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى دَفْعِهٖ وَمِنْهَا بَلْعُ الرِّيْقِ مُتَعَمِّدًا وَمِنْهَا تَعَدِّيْ الْبَلْغَمِ الْغَلِيْظِ مِنْ حَلْقِهٖ وَهُوَ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى لَفْظِهٖ اَوْ غَفَلَ عَنْ لَفْظِهٖ وَمِنْهَا النَّوْمُ فِي النَّهَارِ قَلِيْلًا كَانَ اَوْ كَثِيْرًا وَمِنْهَا امْرَاَةٌ لَوْجُوْمِعَتْ وَهِيَ نَائِمَةٌ وَّلَمْ تَتَيَقَّظْ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهَا اِلَّا الْغُسْلُ مَتٰى تَعْلَمُ وَوَجَبَ عَلٰى هٰذَا الْمُجَامِعِ الْغُسْلُ وَالتَّوْبَةُ وَالتَّعْزِيْرُ وَالْقَضَاءُ وَ لَوْكَانَ مُسْتَحِلًّا الْقَتْلُ لِاَنَّ مِثْلَ هٰذِهِ السَّيِّئَةِ لَمْ يَقَعْ مِنَ الْمُسْلِمِ اِلَّا عَلَى النُّدْرَةِ۔

روزے کی حالت میں معاف چیزیں

۱۔ کلّی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے دوران تھوڑے سے پانی کا پیٹ میں پہنچ جانا جبکہ روزہ دار اس کام میں مبالغہ نہ کرے اور وہ پانی کو لوٹانے پر قادر نہ ہو۔

۲۔ کھانے کے ریزے دانتوں کے درمیان رہ جائے،روزہ دار ان ریزوں کو آبِ دہن کے ساتھ نگل جائے دراںحالیکہ وہ خود اس سے غافل ہو اور ان کو روک لینے پر قادر نہ ہو۔

۳۔ کوئی دشمن یا صاحب اقتدار شخص روزہ دار کے منہ میں زبردستی کوئی کھانا ڈال دے اور کھانا اس کے پیٹ میں پہنچے جبکہ وہ اس صورت میں مجبور محض ہو۔

۴۔ بھول چوک کی بناء پر کھانا پینا یا روزے کو توڑنے والی کوئی چیز کھالے۔

۵۔ پو پھٹ جائے، روزہ دار کے منہ میں کچھ کھانا ہو اور اسے فوری طور پر نکال پھینکے۔

۶۔ کوئی مچھر یا مکھی اڑ کر روزے دار کے حلق تک پہنچے اور وہ ان کے روکنے پر قادر نہ ہو۔

۷۔ روزہ دار پو نہ پھٹنے کے گمان پر سحری کے طور پر کچھ کھالے یا غروب آفتاب کے گمان پر شام کے کھانے کے طور پر کچھ کھالے جبکہ واقعہ ایسا نہ ہو۔

۸۔ کھانے کی نمکینی، کھٹاس یا مٹھاس کا جائزہ لینے کی غرض سے تھوڑا سا چکھ لینا جبکہ وہ حلق سے گزر نہ جائے۔

۹۔ دن کو سونے کی حالت میں روزہ دار احتلام کا شکار ہو جائے۔

۱۰۔ ایک ہی نگاہ کے ساتھ یا کسی خیال کے آنے سے روزہ دار احتلام کا شکار ہو جائے جبکہ وہ ان صورتوں میں مبالغہ سے کام نہ لے۔

۱۱۔ حلق تک گرد کا پہنچ جانا جبکہ روزہ دار اسے ہٹانے پر قادر نہ ہو۔

۱۲۔ جان بوجھ کر آب دہن کا نگل جانا۔

۱۳۔ گاڑھے بلغم کا حلق سے گزر جانا جبکہ روزہ دار اسے نکال پھینکنے پر قادر نہ ہو یا وہ اسے نکال پھینکنے سے غفلت کرے۔

۱۴۔ دن کے وقت سو جانا چاہیے کم سوئے یا زیادہ۔

۱۵۔ اگر کسی عورت کے ساتھ نیند کی حالت میں جنسی رابطہ قائم کیا جائے اور وہ بیدار نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں عورت کے حق میں جب بھی اسے پتہ چل جائے، ایک غسل کرنا ہی واجب ہے اور جنسی رابطہ قائم کرنے والے مرد کے حق میں غسل کرنا، توبہ کرنا، اس کو سزا دینا اور روزے کی قضاء کا بجالانا واجب ہیں۔ اگر وہ اس فعل کو حلال سمجھنے والا ہو تو ایسی صورت میں اسے قتل کر دینا واجب ہے کیونکہ اس قسم کی بری حرکت مسلمان سے تو شاذ و نادر ہی وقوع پذیر ہو سکتی ہے۔

❀❀❀

بَابُ الِاعْتِكَافِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ط وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ط وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝[1]

اَلِاعْتِكَافُ عَلَى نَوْعَيْنِ وَاجِبٌ وَمُسْتَحَبٌّ فَالْوَاجِبُ هُوَ الْمَنْذُورُ بِهِ وَالْمُسْتَحَبُّ غَيْرُهُ وَالِاعْتِكَافُ الَّذِي كَانَ لِلْأَنْبِيَاءِ الْمُتَقَدِّمِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ الْمُتَأَخِّرِينَ لَهُ شَرَائِطُ وَأَرْكَانٌ فَمِنْ شَرَائِطِهِ التَّوْبَةُ لِمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ط[2] وَهِيَ الْعِلْمُ بِأَنَّ مُخَالَفَةَ أَحْكَامِ اللهِ أَمْرًا كَانَ أَوْ نَهْيًا سَمٌّ مُهْلِكٌ لِقَلْبِهِ وَالنَّدَمُ عَلَى مَا صَدَرَ مِنْهُ مِنَ الْمَنَاهِي وَالْمَلَاهِي جَهْلًا أَوْ غَفْلَةً وَالْعَزْمُ عَلَى أَنْ لَّا يَرْتَكِبَهَا مَا دَامَتْ حَيٰوتُهُ وَعَلَى هٰذِهِ التَّوْبَةِ يَدْخُلُ فِي الْقَبْرِ وَمِنْهَا تَطْهِيرُ أَثْوَابِهِ وَبَدَنِهِ بِالْغُسْلِ وَمِنْهَا التَّجْرِيدُ عَنْ حُطَامِ الدُّنْيَا وَمِنْ أَرْكَانِهِ الثَّوَاءُ فِي مَسْجِدٍ وَالْأَوْلَى الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ ثُمَّ مَسْجِدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ ثُمَّ مَسْجِدُ الْكُوفَةِ ثُمَّ مَسْجِدُ الْبَصْرَةِ فَإِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ فَمَسْجِدٌ يُصَلَّى فِيهِ الْجُمُعَةُ وَإِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ يَجُوزُ عَلَى الْكَرَاهَةِ فِي أَيِّ مَسْجِدٍ نِ اتَّفَقَ غَيْرَ تِلْكَ الْمَسَاجِدِ وَمِنْهَا النِّيَّةُ وَيَنْبَغِي أَنْ تَكُونَ بِهٰذِهِ الصِّيغَةِ أَعْتَكِفُ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ عَشَرَةَ أَيَّامٍ أَوْ ثَلَاثِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِنْ كَانَ نَذْرًا لِوُجُوبِهِ قُرْبَةً إِلَى اللهِ وَهٰذَا أَتَمُّ فَضِيلَةً وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ نَذْرًا قُرْبَةً إِلَى اللهِ بِغَيْرِ قَيْدِ الْوُجُوبِ وَيَجُوزُ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ وَلَا يَجُوزُ أَقَلَّ مِنْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ

وَمِنْهَا الصَّوْمُ مَعَ شَرَائِطِ صِحَّتِهِ وَيَنْبَغِي أَنْ لَّا يَشْتَغِلَ بَيْنَ الْعِشَائَيْنِ إِلَّا بِالذِّكْرِ أَوِ

۱۔ سورۃ البقرۃ ،الآیۃ ۱۲۵

۲۔ سورۃ التحریم ،الآیۃ ۸

الصَّلٰوةِ اَوِالتِّلَاوَةِ وَيَشْتَغِلَ بِالطَّعَامِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ وَاِذَا اَفْطَرَاجْتَنَبَ عَنْ كَثْرَةِ الطَّعَامِ وَاجْتَهَدَ فِي الْاِعْتِيَادِ بِقِلَّةِ الطَّعَامِ لِيُنْتِجَ قِلَّةَ الْمَنَامِ لِمَا قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَثُرَ اَكْلُهٗ كَثُرَ شُرْبُهٗ وَمَنْ كَثُرَ شُرْبُهٗ كَثُرَ نَوْمُهٗ وَمَنْ كَثُرَ نَوْمُهٗ كُتِبَ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَ مَنْ قَلَّ اَكْلُهٗ قَلَّ شُرْبُهٗ وَمَنْ قَلَّ شُرْبُهٗ قَلَّ نَوْمُهٗ وَمَنْ قَلَّ نَوْمُهٗ كُتِبَ مِنَ التَّائِبِيْنَ وَ مِنْهَا الْاِجْتِنَابُ عَنِ الْجِمَاعِ نَهَارًا كَانَ اَوْ لَيْلًا وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلَّا لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ وَتَجْدِيْدِ الْوُضُوْءِ اَوِ الْغُسْلِ اِنِ احْتَاجَ اِلَيْهِ وَمِنْهَا دَوَامُ الْوُضُوْءِ لِيَصِيْرَ بِدَوَامِ التَّوْبَةِ وَهِيَ طَهَارَةُ الْبَاطِنِ وَدَوَامِ الْوُضُوْءِ وَهُوَ طَهَارَةُ الظَّاهِرِ مَحْبُوْبًا عِنْدَ اللهِ كَمَا بَشَّرَ بِقَوْلِهٖ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○[1] وَمِنْهَا دَوَامُ الْعُزْلَةِ عَنِ النَّاسِ يَعْنِيْ اَنْ لَّا يُجَالِسَهُمْ وَلَا يُحَاكِيَهُمْ اِلَّا اٰمِرًا بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهْيًا عَنْ مُّنْكَرٍ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ كَلَامُ ابْنِ اٰدَمَ كُلُّهٗ عَلَيْهِ لَا لَهٗ اِلَّا اٰمِرًا بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهْيًا عَنْ مُّنْكَرٍ اَوْ ذِكْرَ اللهِ تَعَالٰى وَمِنْهَا دَوَامُ الذِّكْرِ اَوْ كَثْرَتُهٗ لِمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○[2] وَمِنْهَا دَوَامُ الصَّمْتِ مَعَ النَّاسِ لِمَا قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْحِكْمَةُ عَشَرَةُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةٌ مِّنْهَا فِي الصَّمْتِ وَوَاحِدٌ فِي الْعُزْلَةِ عَنِ النَّاسِ وَمِنْهَا اِسْتِغْرَاقُ اَوْقَاتِهٖ فِي الذِّكْرِ وَالتِّلَاوَةِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَكَثْرَةِ النَّوَافِلِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَهٰذِهٖ كُلُّهَا بَعْدَ اَدَاءِ الْفَرَائِضِ وَمِنْهَا نَفْيُ الْخَوَاطِرِ الَّتِيْ تَتَعَلَّقُ بِمَا سِوَى اللهِ وَمِنْهَا تَرْكُ الْاِعْتِرَاضِ عَلٰى مَا فَعَلَهُ اللهُ وَعَلٰى مَا قَدَّرَهُ اللهُ بِالْحِكْمَةِ الْبَالِغَةِ وَعُقُوْلُ الْبَشَرِ لِاِنْغِمَاسِهَا فِي الْعَلَائِقِ السِّفْلِيَّةِ قَاصِرَةٌ عَنْ كُنْهِ حِكْمَتِهٖ وَهُوَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔

فَمَنِ اعْتَكَفَ اعْتِكَافًا مَّشْرُوْطًا بِالشَّرَائِطِ مَبْنِيًّا عَلٰى تِلْكَ الْاَرْكَانِ خَالِصًا مِّنَ الرِّيَاءِ

۱۔ سورۃ البقرۃ ،الآیۃ ۲۲۲

۲۔ سورۃ الاحزاب ،الآیۃ ۴۲

وَالسُّمْعَةِ اسْتَفَادَ مِنْ ثَوَابِهٖ وَمَعَ تِلْكَ الشَّرَائِطِ وَالْاَرْكَانِ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ كَالْمُحْرِمِ لِلْحَجِّ فِيْ تَرْكِ مَا لَا يَلِيْقُ بِحَالِهٖ كَحَلْقِ الرَّاْسِ وَقَلْمِ الظُّفْرِ وَغَيْرِهِمَا لِاَنَّ الْمُعْتَكِفَ مُحْرِمٌ لِلْوُصُوْلِ اِلَى الْكَعْبَةِ الْحَقِيْقِيَّةِ۔

فَفِي الْاِعْتِكَافِ لَوْ خَرَجَ وَكَسَرَ اِعْتِكَافَهٗ وَجَبَ الْقَضَاءُ فِي الْمَنْذُوْرِ بِهٖ وَاسْتُحِبَّ فِيْ غَيْرِهٖ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ وَجَبَ عَلَيْهِ اَنْ يَّتَعَلَّمَ شَرَائِطَهٗ وَاَرْكَانَهٗ وَسُنَنَهٗ وَاٰدَابَهٗ مِنْ عَالِمٍ رَبَّانِيٍّ اعْتَكَفَ كَثِيْرًا اَوِ انْتَفَعَ بِهٖ وَلَوْ جَلَسَ فِيْ جِوَارِ ذَالِكَ الْعَالِمِ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا وَلَوْ خَرَجَ الْمُعْتَكِفُ الَّذِيْ فِيْ غَيْرِ الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ لِصَلٰوةِ الْجُمُعَةِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّلْتَفِتَ اِلَى الْجَوَانِبِ وَكَانَ يَحْفَظُ حَوَاسَّهٗ اَوْ لِصَلٰوةِ مَيِّتٍ اَوْ لِعِيَادَةِ مَرِيْضٍ اَوْ لِمَصْلَحَةٍ دِيْنِيَّةٍ اَوْ غَيْرِهَا كَمُشَايَعَةِ عَالِمٍ رَبَّانِيٍّ اَوْ مُعَاوَنَةِ مُسْلِمٍ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ وَلَمْ يَتَوَقَّفْ اَكْثَرَ مِنَ الْقَدْرِ الضَّرُوْرِيِّ لَمْ يَبْطُلْ اِعْتِكَافُهٗ۔

اَمَّا تَارِكُ الصَّوْمِ فَهُوَ عَلٰى نَوْعَيْنِ مُرَخَّصٌ وَغَيْرُ مُرَخَّصٍ فَالْمُرَخَّصُ كَالْمُسَافِرِ وَالْمَرِيْضِ وَالْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ وَغَيْرِهِمْ وَاَمَّا غَيْرُ الْمُرَخَّصِ فَمِنْهُمْ مَنْ اَفْطَرَ فِيْ نَهَارِ شَهْرِ رَمَضَانَ شُهْرَةً مُتَعَمِّدًا بِلَا عُذْرٍ وَّلَا ضَرُوْرَةٍ وَجَبَ عَلَى الْاِمَامِ وَحُكَّامِ الْاِسْلَامِ اَنْ يَّقْتُلُوْهُ لِاَنَّ مِثْلَ هٰذَا الْفِعْلِ لَا يَصْدُرُ اِلَّا عَنْ عَنِيْدٍ مُسْتَحِلٍّ يَّسْتَهْزِءُ بِالشَّرِيْعَةِ۔

اعتکاف کا بیان

اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا (الایہ) ''اے میرے نبی ﷺ اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے کعبہ مکرمہ کو لوگوں کے لیے مرجع اور باعث آشتی بنایا۔ تم مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بناؤ۔ ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف یہ عہد و پیمان بھیجا کہ تم دونوں میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے پاک بناؤ''۔

اعتکاف کی اقسام

(الف) واجب۔ (ب) سنت۔

الف۔ واجب اعتکاف۔ واجبی اعتکاف وہ ہے جس کی نذر مانی جائے۔

ب۔ سنت اعتکاف۔ سنت اعتکاف وہ ہے جو اس واجبی اعتکاف کے سوا ہو۔

اعتکاف کے شرائط

انبیاء سابقین علیہم السلام اور اولیائے متاخرین کے حق میں جو اعتکاف مشروع تھا اس کی کئی شرطیں اور کئی ارکان ہیں۔شرطوں میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ توبہ کرنا۔اس لیے کہ فرمان خداوندی ہے۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (الایہ) ''ایمان والو!تم توبہ کرنے کی صورت میں اللہ کی طرف رجوع کرو''۔توبہ کرنا ان باتوں سے رجوع کرنے کا نام ہے کہ

(الف)۔احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرنا۔چاہے وہ احکام امر کی صورت میں ہوں یا نہی کی صورت میں،انسانی دل کے لیے زہر ہلاہل ہے۔

(ب)۔ نادانی یا غفلت کی بناء پر انسان سے جو ممنوع کام اور بے ہودہ حرکات سرزد ہوئی ہوں ان پہ از تہہ دل نادم ہوں۔

(ج)۔جب تک زندگی کی رمق باقی ہو۔ان ممنوع حرکتوں کے ارتکاب نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا اور اسی توبہ کی حالت میں قبر میں پہنچنا۔

۲۔ کپڑے اور بدن کا غسل کے ساتھ بالکل پاک رکھنا۔

۳۔ خالص دنیاوی مال واسباب کی حرص سے دل کو خالی رکھنا۔

اعتکاف کے ارکان

۱۔کسی مسجد میں ٹھہراؤ اختیار کرنا:۔ اعتکاف کے لیے سب سے بہتر مسجد حرام ہے۔اس کے بعد مسجد نبوی ﷺ ہے۔اس کے بعد مسجد کوفہ ہے اور اس کے بعد مسجد بصرہ ہے۔اگر یہ بہتر صورتیں میسر نہ ہو سکے تو اعتکاف کے لیے کوئی ایسی مسجد مناسب ہے جس میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہو اگر یہ صورت بھی میسر نہ ہو سکے تو ان مسجدوں کے سوا کسی بھی مسجد میں اتفاق ہو جائے اعتکاف کرنا مکروہ طور پر جائز ہے۔

۲۔نیت کرنا:۔ مناسب ہے کہ ان الفاظ میں اعتکاف کی نیت کی جائے۔ چنانچہ اعتکاف کی نذر ماننے کی صورت میں کہے۔ اَعْتَكِفُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْعَشْرَةَ اَيَّامٍ اَوْثَلَاثِيْنَ يَوْمًا اَوْاَرْبَعِيْنَ يَوْمًا لِوُجُوْبِهٖ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ۔ ''میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر واجب ہونے کی وجہ سے اس مسجد میں تین دنوں کا، دس دنوں کا، تیس دنوں کا یا چالیس دنوں کا اعتکاف کرتا ہوں''۔ اگر نذر کا اعتکاف نہ ہو تو نیت میں لِوُجُوْبِهٖ کی قید نہ لائے۔ اعتکاف کرنا مذکورہ دنوں سے کم یا ان سے زیادہ کی صورتوں میں جائز ہے۔ البتہ ایک دن اور ایک رات سے کم کا اعتکاف جائز نہیں ہے۔

۳۔درست ہونے کی شرطوں کے ساتھ روزہ رکھنا:۔ مناسب یہ ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان معتکف شخص صرف ذکر الٰہی، نماز یا تلاوت قرآن میں لگے رہے اور عشاء کے بعد کھانا کھالے۔ جب اعتکاف کرنے والا روزہ افطار کرے تو وہ زیادہ کھانے سے پرہیز کرے اور کم کھانے کی عادت پیدا کرنے کی کوشش کرے تاکہ اس کا نتیجہ نیند کی کمی کی صورت میں برآمد ہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے مَنْ كَثُرَ اَكْلُهٗ كَثُرَ شُرْبُهٗ الخ ''جس کا کھانا زیادہ ہو اس کے پینے میں اضافہ ہو جاتا ہے جس کے پینے میں اضافہ ہو جائے تو اس کی نیند میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جس کی نیند میں اضافہ ہو جائے تو ایسی صورتوں میں اس کو غافلوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے جس کا کھانا کم ہو اس کا پینا کم ہو جاتا ہے جس کا پینا کم ہو جائے اس کی نیند میں کمی آجاتی ہے اور جس کی نیند میں کمی آجائے تو ایسی صورت میں وہ توبہ کرنے والوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے''۔

۴۔ جنسی رابطہ قائم کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے دن میں ہو یا رات کو۔

۵۔ مسجد سے باہر نہ نکلے مگر رفع حاجت کے لیے، وضو کرنے کے لیے یا ضرورت پڑنے پر غسل کرنے کیلیے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔

۶۔ہمیشہ وضو کی حالت میں رہنا۔ ہمیشہ وضو کی حالت میں رہنا تاکہ ہمیشہ توبہ کی حالت میں رہنا نصیب ہو تو یہ باطن کی پاکی کا نام ہے، ہمیشہ باوضو رہنا ظاہر کی پاکی ہے دونوں کے دونوں پاکی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہیں جیسا کہ خداوند عالم نے دونوں پاکیوں کے حامل لوگوں کو اس آیت میں بشارت دی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (الآیہ) ''بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو چاہتا ہے اور وہ پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے''۔

۷۔لوگوں سے ہمیشہ الگ تھلگ رہنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھے اور ان سے نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کے سوا کوئی اور بات نہ کرے جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے كَلَامُ ابْنِ اٰدَمَ كُلُّهٗ عَلَيْهِ لَا لَهٗ اِلَّا الخ

''کسی نیکی کا حکم کرنے، کسی برائی سے روکنے یا ذکر الٰہی بجالانے کے سوا ابن آدم کی تمام باتیں اس کے لیے نقصان دہ ہیں اس کے لیے سودمند نہیں''۔

۸۔ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہنا یا ذکر الٰہی کا کثرت سے بجالانا۔ اس لیے کہ اللہ پاک کا فرمان ہے یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا (الایہ) ''ایمان والو! کثرت سے ذکر الٰہی بجالانے کی صورت میں اللہ کو یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرو''۔

۹۔ لوگوں کے ساتھ ہمیشہ خاموشی اختیار کرنا۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ اَلْحِكْمَةُ عَشَرَةُ اَجْزَاءٍ الخ ''حکمت کے کل دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے خاموشی اختیار کرنے میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے الگ تھلگ رہنے میں''۔

۱۰۔ اپنے تمام وقتوں کو ذکر الٰہی بجالانے، تلاوت قرآن کرنے، تسبیح پڑھنے، حمد بجالانے، تہلیل پڑھنے، تکبیر پڑھنے اور کثرت سے نفل نمازیں پڑھنے میں محیط رکھے یہ تمام فرائض کی ادائیگی کے بعد بجالائے۔

۱۱۔ غیر اللہ سے تعلق رکھنے والے تمام خیالات کو ختم کرنا۔

۱۲۔ افعال خداوندی اور انتہائی مصلحت آمیز حکمت والی تقدیر الٰہی پر اعتراض کرنا چھوڑ دینا۔ پست چیزوں کے تعلقات میں محو رہنے کی وجہ سے انسانی عقلیں حکمت خداوندی کی حقیقت کو سمجھنے سے کوتاہ رہتی ہیں۔ خداوند عالم اپنے ارادے کے مطابق کرنے والا ہے۔

پس جو شخص ایسا اعتکاف کرے جو مذکورہ شرطوں کا حامل ہو، ان ارکان پر مبنی ہو نیز ریاکاری اور شہرت پسندی سے پاک خالص ہو، تو وہ اعتکاف کے ثواب سے بہرہ مند ہوسکتا ہے۔ ان شرطوں اور ارکان کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ مناسب یہ ہے کہ معتکف آدمی اپنی حالت کے نامناسب کاموں کو چھوڑ دینے میں حج کے احرام باندھنے والے کی مانند ہو۔ مثلاً سر کا مونڈنا اور ناخن تراشنا وغیرہ یہ اس لیے ہے کہ معتکف آدمی حقیقی کعبہ کو پہنچنے کی وجہ سے ایک قسم کا مُحرِم ہے۔ چنانچہ اعتکاف کرنے کی صورت میں اگر کوئی شخص باہر نکل جائے اور اعتکاف کو توڑ دے تو نذر ماننے کی صورت میں اس کی قضا کا بجالانا واجب ہے اور مسنون اعتکاف کی صورت میں قضا کا بجالانا سنت ہے۔ پس جو شخص اعتکاف کرنا چاہتا ہو تو اس کیلیے واجب ہے کہ وہ اعتکاف کی شرطوں، ارکان، مسنون افعال اور آداب اعتکاف کو کسی ایسے عالم ربانی سے سیکھ لے جو بکثرت اعتکاف کر چکا ہو اور اعتکاف کے فوائد سے سرفراز ہو چکا ہو اگر ایسے عالم کے پڑوس میں کوئی اعتکاف

کیلیے بیٹھ جائے تو اسے بڑی کامیابی حاصل ہو سکے گی۔ جامع مسجد کے سوا کسی اور مسجد میں اعتکاف کرنے والا شخص ادھر اُدھر کو توجہ پھیرے بغیر نماز جمعہ کے لیے جائے جبکہ وہ اپنے تمام حواس کو محفوظ رکھ رہا ہو، یا کسی نماز جنازہ کے لیے جائے، کسی بیمار کی عیادت کو چلا جائے یا کسی دینی مفاد کی خاطر جائے یا کسی اور کام کے لیے جائے مثلاً کسی عالم ربانی کو رخصت کرنا یا کسی ضرورتمند مسلمان کی مدد کرنا نیز وہ ان صورتوں میں ضرورت کے اندازے سے زیادہ نہ ٹھہرے تو اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوگا۔

روزہ ترک کرنے والے کا مسئلہ

روزے کو چھوڑ دینے والے کی دو قسمیں ہیں:۔

(الف) ترک روزہ کا اجازت یافتہ

(ب) ترک روزہ کا غیر اجازت یافتہ

(الف) ترک روزہ کے اجازت یافتگان یہ ہیں۔ مثلاً مسافر، بیمار آدمی، حاملہ عورت، دودھ پلانے والی عورت اور مشقت میں ان کی مانند لوگ۔

(ب) ترک روزہ کا غیر اجازت یافتہ۔ جن کو ترک روزہ کی اجازت نہیں ان میں سے جو شخص ماہ رمضان کے دن دھاڑے کسی عذر اور ضرورت کے بغیر جان بوجھ کر اعلانیہ طور پر روزہ نہ رکھتا ہو تو امام اور اسلامی حاکموں کے ذمّے ایسے شخص کا قتل کر دینا واجب ہے کیونکہ اس قسم کا فعل تو صرف ایسے سرکش آدمی سے سرزد ہو سکتا ہے۔ جو حرام کو حلال سمجھے اور شریعت کا مذاق اڑائے۔

❁❁❁

بَابُ الْحَجِّ

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۚ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝[1]

اَلْحَجُّ الْمَرْضِيُّ عَلٰى نَوْعَيْنِ وَاجِبٌ وَّمُسْتَحَبٌّ وَغَيْرُ الْمَرْضِيِّ عَلٰى نَوْعَيْنِ حَرَامٌ وَّمَكْرُوْهٌ. اَمَّا مُوْجِبَاتُهٗ فَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالْاِسْلَامُ وَالْحُرِّيَّةُ وَاَمْنُ الدَّرْبِ وَالْوَقْتُ الْمُعَيَّنُ لَهٗ وَ الْاِسْتِطَاعَةُ كَالزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ وَنَفَقَةِ الْعِيَالِ ذِهَابًا وَّاِيَابًا وَلْقُدْرَةُ عَلَى السَّفَرِ كَالصِّحَّةِ وَعَدَمِ الْمَوَانِعِ فَهُوَ وَاجِبٌ عَلٰى مَنْ حَصَلَ لَهٗ هٰذِهِ الْاَشْيَاءُ وَمُسْتَحَبٌّ لِمَنْ كَانَ فِىْ سَفَرِهٖ قُرْبٌ اِلَى الْكَعْبَةِ اَوْوَصَلَ اِلَيْهَا وَهُوَ مِنَ الْفُقَرَاءِ الْاَتْقِيَاءِ وَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ لِعَدَمِ التَّمَوُّلِ وَحَرَامٌ عَلٰى تَارِكِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ اِلَّا شُهْرَةً بَيْنَ النَّاسِ وَمَكْرُوْهٌ لِمَنْ لَّمْ يَحْصُلْ لَهٗ اَسْبَابُ الْوُجُوْبِ كَالزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ وَغَيْرِهِمَا وَهُوَ يَتَوَكَّلُ عَلٰى اَطْعِمَةِ الْقَافِلَةِ وَيَمْشِىْ۔

وَلَا يَجُوْزُ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَحُجَّ بِلَا زَوْجٍ وَلَا مَحْرَمٍ وَكَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَكَّةَ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا اِذَا كَانَتْ فِىْ صُحْبَتِهَا النِّسْوَانُ الصَّالِحَاتُ مُتَكَثِّرَاتٍ وَهِىَ اٰمِنَةٌ بِصُحْبَتِهِنَّ وَالْمَوَاقِيْتُ الَّتِىْ لَا يَجُوْزُ التَّجَاوُزُ عَنْهَا اِلَّا مُحْرِمًا لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذُوْ الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتُ عِرْقٍ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةُ وَلِاَهْلِ النَّجْدِ قَرْنُ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ وَاِنْ اَحْرَمَ قَبْلَ تِلْكَ الْمَوَاقِيْتِ يَعْنِىْ الْعِرَاقِىَّ مِنَ الْعَقِيْقِ وَاَفْضَلُهُ الْمَسْلَخُ وَاَوْسَطُهٗ غَمْرَةُ وَ اٰخِرُهٗ ذَاتُ عِرْقٍ

۱۔ سورۃ آل عمران ،الآیۃ ۹۶ ،۹۷

وَالْمَدَنِيُّ مِنْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ كَانَ أَفْضَلَ وَإِنْ أَحْرَمَ قَبْلَ هٰذِهِ الْمَوَاقِيْتِ جَازَ أَيْضًا إِنْ وَقَعَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَأَشْهُرُهُ شَوَّالٌ وَذُوالْقَعْدَةِ وَمِنْ ذِي الْحَجَّةِ مَا يَلِيْقُ بِهٖ وَمِيْقَاتُ مَنْ كَانَ بِمَكَّةَ فِي الْحَجِّ الْحَرَمُ وَفِي الْعُمْرَةِ الْحِلُّ وَمَنْ كَانَ مَوْطِنُهُ أَقْرَبَ مِنَ الْمَوَاقِيْتِ فَمِيْقَاتُهُ بَيْتُهُ وَمَنْ أَحْرَمَ مِنْ هٰذِهِ الْمَوَاقِيْتِ لِلْعُمْرَةِ وَاعْتَمَرَ فَمِيْقَاتُ حَجِّهٖ مَكَّةُ لَا حَاجَةَ لَهُ فِيْ إِحْرَامِهٖ لِلْحَجِّ إِلَى الرُّجُوْعِ إِلَى مِيْقَاتٍ فِيْ إِحْرَامِهٖ لِلْحَجِّ إِلَى الرُّجُوْعِ إِلَى مِيْقَاتٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَوَاقِيْتِ وَمِيْقَاتُ الْعُمْرَةِ الْحِلُّ كَأَهْلِ مَكَّةَ إِنْ أَرَادَ الْعُمْرَةَ مَرَّةً أُخْرٰى وَمِيْقَاتُ الصِّبْيَانِ مِنْ فَخٍّ۔

حج کا بیان

اللہ کا فرمان ہے:۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ (الخ الآیہ) ''تحقیق صفحہ ہستی میں لوگوں کے لیے سب سے پہلا جو گھر بنایا گیا وہ البتہ وہی گھر ہے جو مکہ مکرمہ میں واقع ہے جو بابرکت اور کائنات کے لیے باعث ہدایت ہے۔ اس گھر میں واضح نشانات ہیں۔ ایک نشان ان میں سے مقام ابراہیم علیہ السلام ہے۔ جو شخص اس گھر میں داخل ہو وہ بے خوف ہو جاتا ہے۔ اللہ کے لیے ان لوگوں کے ذمے اس گھر کا حج کرنا لازم ہے جو اس گھر تک راہ چلتے ہوئے رسائی کی طاقت رکھتے ہوں اور جو کوئی اس حکم کی نافرمانی کر بیٹھے تو وہ کر لے۔ کیونکہ اللہ پاک تمام جہانوں سے بے نیاز ہستی ہے''۔

حج کی قسمیں

(الف)۔ پسندیدہ حج کی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) واجب (۲) سنت

(ب)۔ ناپسندیدہ حج کی بھی دو قسمیں ہیں:۔ (۱) حرام (۲) مکروہ

حج کے اسباب وجوب

حج کو واجب کرنے والی چیزیں یہ ہیں۔

۱۔ بالغ ہونا۔ ۲۔ عاقل ہونا۔ ۳۔ مسلمان ہونا۔ ۴۔ آزاد ہونا۔

۵۔ راستے کا پرامن ہونا۔ ۶۔ حج کا مقررہ وقت میسر ہونا۔ ۷۔ حج کرنے کی استطاعت کا حاصل ہونا۔ مثلاً زادِ راہ، سواری نیز حج کو جانے سے لے کر واپس آنے تک بچوں کے اخراجات کا ہونا۔

۸۔ سفر کرنے پر قادر ہونا مثلاً تندرست ہونا اور رکاوٹوں کا نہ ہونا۔

چنانچہ حج کرنا اس شخص کے لیے واجب ہے جس کو سہولت کی یہ چیزیں حاصل ہوں۔ حج کرنا اس شخص کے لیے سنت ہے جو سفر کے دوران کعبہ کے قریب پہنچے یا وہ کعبہ تک پہنچ جائے۔ جبکہ وہ شخص حقیقی معنوں میں پرہیز گار فقیروں میں سے ہو۔ تو انگری کے فقدان کی وجہ سے اس کے ذمے اس صورت میں حج کرنا واجب نہیں ہوگا۔ حج کرنا نماز اور روزے کے ترک کرنے والے پر حرام ہے ان کے علاوہ ان لوگوں کے لیے بھی حج کرنا حرام ہے جو حج کر کے لوگوں میں صرف شہرت چاہتے ہیں۔

حج کرنا اس شخص کے لیے مکروہ ہے۔ جس کے لیے حج کے اسباب وجوب حاصل نہ ہوں، مثلاً زادراہ اور سواری وغیرہ۔ وہ کاروان حج کے کھانوں پر بھروسہ کرتا ہو اور پیدل چلتا ہو۔ عورت کے لیے شوہر اور اپنے کسی محرم شخص کے بغیر حج کرنا جائز نہیں ہے جبکہ اس کے اور مکہ کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہو۔ مگر اس حالت میں وہ حج کر سکتی ہے جبکہ اس کے ہمراہ بڑی تعداد میں نیک چلن عورتیں موجود ہوں اور وہ ان کی مصاحبت میں پوری طرح پر امن ہو۔

میقات کا مسئلہ

وہ مقررہ مقامات جن سے گزرنا صرف احرام باندھنے کی صورت میں ہی جائز ہوسکتا ہے:۔

۱۔ مدینہ والوں کے لیے مقام ذُوالحلیفہ　　۲۔ عراق والوں کیلئے مقام ذات عرق

۳۔ شام والوں کے لیے مقام جحفہ　　۴۔ نجد والوں کے لیے مقام قرن المنازل

۵۔ یمن والوں کے لیے مقام یلملم

اگر کوئی ان مقامات سے پہلے ہی احرام باندھے مطلب یہ ہے کہ عراقی مقام عقیق سے احرام باندھے۔ افضل صورت مقام مسلخ سے احرام باندھنا ہے۔ اوسط صورت مقام غمرہ سے احرام باندھنا اور آخری صورت مقام ذات عرق سے احرام باندھنا، مدینے والے مسجد شجرہ سے احرام باندھے تو یہ صورت افضل ہے اگر ان میقاتوں سے بھی پہلے حج کا احرام باندھے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ یہ کام حج کے مہینوں میں وقوع پذیر ہوجائے۔ حج کے مہینے یہ ہیں۔

(۱) شوال (۲) ذوالقعدہ (۳) ذی الحج کے وہ ایام جو حج کے لیے سزاوار ہیں یعنی پہلا عشرہ

جو شخص مکے میں ہو اس کے حق میں حج کی صورت میں حرم شریف میقات ہے اور عمرہ کی صورت میں حل میقات ہے۔ جس شخص کی رہائش گاہ ان میقاتوں سے بھی زیادہ مکے کے نزدیک ہو تو اس کا گھر اس کے لیے میقات ہے۔ جو شخص

ان میقاتوں سے عمرہ کی ادائیگی کے لیے احرام باندھے اور عمرہ بجالائے تو اس کے لئے میقات حج مکہ مکرمہ ہے۔ حج کے لیے احرام باندھنے کی خاطر اس کو ان میقاتوں میں سے کسی ایک میقات کی طرف واپس آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مکہ والوں کے مانند میقات عمرہ حل ہے بشرطیکہ وہ دوسری دفعہ پھر عمرہ کی بجا آوری کا ارادہ کرے۔ مقام فخ سے احرام باندھنا بچوں کیلئے میقات ہے۔

فَإِذَا أَرَادَ الْإِحْرَامَ اِغْتَسَلَ اسْتِحْبَابًا أَوْ تَوَضَّأَ وُجُوْبًا وَلَبِسَ إِزَارًا وَرِدَاءً وُجُوْبًا إِمَّا جَدِيْدَيْنِ أَوْ غَسِيْلَيْنِ أَبْيَضَيْنِ وَيَسْتَحِبُّ التَّنْظِيْفُ وَالتَّطْيِيْبُ وَقَلْمُ الظُّفْرِ وَحَلْقُ الرَّأْسِ وَ قَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْإِبْطَيْنِ أَوْ حَلْقُهُمَا وَتَنْظِيْفُهُمَا قَبْلَ الْإِحْرَامِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَلَوْ صَلّٰى فَرْضَ وَقْتِهٖ كَفَاهُ وَالنِّيَّةُ مَا قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْحَجَّ إِنْ كَانَ مُفْرِدًا وَّإِنْ كَانَ مُتَمَتِّعًا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ ثُمَّ الْحَجَّ وَإِنْ كَانَ قَارِنًا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ ثُمَّ يُلَبِّيْ عَقِيْبَ صَلٰوتِهٖ۔

وَالتَّلْبِيَةُ أَنْ يَّقُوْلَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَيَنْبَغِيْ أَنْ لَّا يُخِلَّ بِشَيْئٍ مِّنْ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ وَلَوْ زَادَ فِيْهَا جَازَ وَبَعْدَ النِّيَّةِ وَ التَّلْبِيَةِ صَارَ مُحْرِمًا فَيَحْرُمُ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ مِنْهَا صَيْدُ الْبَرِّ إِمْسَاكًا وَّأَكْلًا وَّلَوْ صَادَهُ مُحِلٌّ أَيْضًا وَّإِشَارَةً وَّدَلَالَةً وَّإِغْلَاقًا وَّذَبْحًا وَّلَوْ ذَبَحَهُ كَانَ حَرَامًا عَلَى الْمُحِلِّ وَالْمُحْرِمِ وَمِنْهَا النِّسَاءُ وَطْيًا وَّتَقْبِيْلًا وَّلَمْسًا وَّنَظَرًا بِشَهْوَةٍ وَّعَقْدًا لَهٗ وَلِغَيْرِهٖ وَشَهَادَةً عَلَى الْعَقْدِ وَمِنْهَا لُبْسُ الْمَخِيْطِ لِلرِّجَالِ إِلَّا السَّيْرَوَالَ لِمَنْ لَّمْ يَجِدْ إِزَارًا أَوْ فِيْ مَعْنَاهُ وَلُبْسُ مَا سَتَرَ ظَهْرَ الْقَدَمِ كَالْخُفَّيْنِ وَغَيْرِ هِمَا وَإِنْ لَّمْ يَجِدْ شَيْئًا آخَرَ يَجُوْزُ لُبْسُ الْخُفَّيْنِ مَعَ قَطْعِ سَاقَيْهِمَا وَشَقِّ ظَهْرِ قَدَمَيْهِمَا وَمِنْهَا الرَّفَثُ وَهُوَ الْجِمَاعُ وَمِنْهَا الْفُسُوْقُ وَهُوَ الْكَذِبُ وَمِنْهَا الْجِدَالُ وَهُوَ الْحَلْفُ وَمِنْهَا قَتْلُ هَوَامِّ الْجَسَدِ وَيَجُوْزُ نَقْلُهَا وَلَا بَأْسَ بِإِلْقَاءِ الْقِرَادِ وَالْبَرَاغِيْثِ وَغَيْرِهِمَا وَمِنْهَا اسْتِعْمَالُ دُهْنٍ فِيْهِ طِيْبٌ وَلَا بَأْسَ بِغَيْرِ الطِّيْبِ ضَرُوْرَةً وَمِنْهَا إِزَالَةُ الشَّعْرِ قَلِيْلَةً وَّكَثِيْرَةً وَّلَا بَأْسَ بِهٖ إِذَا اضْطُرَّ وَ

مِنْهَا تَغْطِيَةُ الرَّاسِ لِلرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ غَطّٰى نَاسِيًا اَلْقَاهُ وَاجِبًا عَلَى الْفَوْرِ وَجَدَّدَ التَّلْبِيَةَ اسْتِحْبَابًا وَمِنْهَا اَنْ تَسْفِرَ النِّسَاءُ عَنْ وُجُوْهِهِنَّ وَيَجُوْزُ اَنْ يَسْدُلْنَ خِمَارَهُنَّ اِلٰى اَنْفِهِنَّ وَمِنْهَا تَظْلِيْلُ الْمُحْرِمِ وَهُوَ طَائِفٌ وَلَا بَأْسَ بِهٖ فِيْ غَيْرِ الطَّوَافِ وَمِنْهَا قَلْمُ الْاَظْفَارِ وَمِنْهَا قَطْعُ الْاَشْجَارِ وَالْحَشِيْشِ اِلَّا مَا زَرَعَهُ النَّاسُ وَيَجُوْزُ قَلْعُ الْاِذْخِرِ وَالْاَشْجَارِ الْمُثْمِرَةِ وَالْاَثْمَارِ وَيُكْرَهُ الْاِحْرَامُ فِيْ غَيْرِ الْاَبْيَضِ وَفِي الثِّيَابِ الْوَسِخَةِ وَفِي الْمُعْلَمَةِ وَالْحِنَّاءُ لِلزِّيْنَةِ وَالنِّقَابُ لِلْمَرْاَةِ وَدُخُوْلُ الْحَمَّامِ وَاسْتِعْمَالُ الرِّيَاحِيْنِ وَالْاِكْتِحَالُ بِالسَّوَادِ وَالنَّظْرُ فِي الْمِرْاٰةِ وَلُبْسُ الْخَاتَمِ لِلزِّيْنَةِ وَلِلْمَرْاَةِ لُبْسُ الْحُلِيِّ وَالْحِجَامَةُ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَلَا بَاْسَ بِحَكِّ الْجَسَدِ وَالسِّوَاكِ مَا لَمْ يُدْمِيَا وَيَنْبَغِيْ اَنْ يُكْثِرَ مِنَ التَّلْبِيَةِ عَقِيْبَ الصَّلَوَاتِ وَفِي الصُّعُوْدِ عَلَى الْعُلُوِّ وَالْهُبُوْطِ اِلَى السِّفْلِ وَفِيْ تَلَاقِي الْقَوَافِلِ وَبِالْاَسْحَارِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ اغْتَسَلَ اسْتِحْبَابًا فَدَخَلَ مَكَّةَ وَابْتَدَأَ بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِذَا عَايَنَ الْبَيْتَ قَالَ اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّبِرًّا وَّتَكْرِيْمًا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ اَوْ كَبَّرَ وَهَلَّلَ وَقَصَدَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الدُّعَاءِ فَدَخَلَ مِنْ بَابِ بَنِيْ شَيْبَةَ وَ افْتَتَحَ بِطَوَافِ الْقُدُوْمِ وَلَا يَجُوْزُ الطَّوَافُ اِلَّا بِسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَالطَّهَارَةِ مِنَ الْحَدَثِ وَالْخَبَثِ۔

احرام باندھنے کا طریقہ

جب آدمی احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو وہ سنت کے طور پر غسل کرے یا واجبی طور پر وضو کرے۔ نیز واجبی طور پر ایک تہ بند اور ایک چادر پہن لے جبکہ دونوں کپڑے یا تو نئے ہوں یا دُھلے ہوئے ہوں۔

احرام سے پہلے مسنون افعال

احرام باندھنے سے پہلے یہ افعال مسنون ہیں:۔

۱۔صفائی کرنا　　۲۔خوشبو لگانا　　۳۔ناخن تراشنا　　۴۔سر مونڈنا

۵۔مونچھ لینا　　۶۔بغلوں کے بال اکھاڑنا یا مونڈی ڈالنا اور صاف کرنا

۷۔دو رکعتوں کی نماز پڑھنا اگر وہ وقتی فرض نماز پڑھ لے تو یہی اس کے لیے کافی ہے۔

اگر وہ حج افراد بجالانے والا ہو تو یوں نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ''پروردگار! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو میرے لئے حج کی بجا آوری کو آسان بنادے اور میری طرف سے حج کو قبول فرما''۔ اگر کوئی حج تمتع بجالانے والا ہو تو وہ یوں نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ ثُمَّ الْحَجَّ فَیَسِّرْ ھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ ''پروردگار! میں عمرہ ادا کرنے پھر حج کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو ان کو میرے لئے آسان کر اور ان کو مجھ سے قبول فرما''۔اگر کوئی شخص حج قران بجالانے والا ہو تو وہ یوں نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْ ھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ ''پروردگار! میں حج اور عمرہ کی ادائیگی کا ارادہ کرتا ہوں۔تو میرے لئے دونوں کی بجا آوری کو آسان کر اور مجھ سے ان کو قبول فرما''۔اس کے بعد اپنی نماز سے فراغت پاکر آدمی تلبیہ پڑھے۔تلبیہ ان الفاظ کے پڑھنے کا نام ہے۔لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔''میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔پروردگار! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔پروردگار! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔بے شک تمام تعریفیں،نعمت اور سلطنت صرف تیرے لئے ہیں تیرا کوئی شریک نہیں''۔تلبیہ کے ان کلمات میں کسی قسم کی خلل اندازی نہیں کرنا چاہئے۔اگر ان میں اضافہ کرے تو جائز ہے۔

احرام کے دوران حرام افعال

نیت کرنے اور تلبیہ پڑھنے کے بعد آدمی محرم بن جاتا ہے چنانچہ چودہ افعال اس کے حق میں حرام ہو جاتے ہیں۔

۱۔روک لینے،کھا لینے،اشارہ کرنے،رہنمائی کرنے،بند کرنے اور ذبح کرنے کی صورتوں میں خشکی کا شکار کھیلنا اگر احرام سے خالی شخص شکار کھیلے تو وہ شکار بھی محرم کے لیے حرام ہے اگر محرم شخص شکار کو ذبح کرے تو وہ احرام سے خالی اور احرام والا دونوں کے حق میں حرام ہو جائے گا۔

۲۔　جنسی خواہش کو پورا کرنے،بوسہ لینے،چھونے،شہوت سے دیکھنے،اپنے حق میں اور دوسرے کے حق میں نکاح

کرنے اور کسی کے نکاح کی گواہی دینے کی صورتوں میں عورتیں۔

۳۔ مردوں کیلئے سلے ہوئے کپڑے کا پہننا مگر وہ شخص شلوار پہن سکتا ہے جو کسی تہہ بند اور تہہ بند کی شکل میں کوئی کپڑا نہ پا سکے۔

۴۔ پشتِ قدم کو ڈھکنے والا کوئی پاپوش پہننا مثلاً موزے وغیرہ اگر پہننے کے لیے کوئی دوسرا پاپوش نہ ملے تو پنڈلیوں کے برابر والے حصے کو کاٹ کر اور پشت قدم پر رہنے والے حصے کو چیر کر موزوں کا پہن لینا جائز ہے۔

۵۔ رفث میں پڑنا۔ جس کا مطلب جنسی رابطہ قائم کرنا ہے۔

۶۔ فسوق کا شکار ہونا۔ فسوق اس مقام میں جھوٹ بولنے کا نام ہے۔ جدال کرنا۔ جدال اس مقام میں قسم کھانے کا نام ہے۔

۷۔ جسم میں موجود حشرات کا مار ڈالنا۔ ان حشرات کا ایک جگہ سے دوسری جگہ کو ہٹا دینا جائز ہے چیچڑے اور پسو وغیرہ کو پھینک دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۔ ایسا تیل کا استعمال کرنا جس میں کوئی خوشبو ملی ہوئی ہو۔ کسی ضرورت کی بناء پر خوشبو سے خالی تیل کا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۹۔ قلیل اور کثیر مقداروں میں بالوں کا نوچنا۔ اگر ایسا کرنے پر مجبور ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۰۔ عورتوں کے سوا مردوں کے لیے سر کو ڈھانپ لینا اگر بھولے سے کوئی سر ڈھانپے تو واجبی طور پر فوراً اسے ہٹا دے اور مسنون طور پر تلبیہ کی تجدید کرے۔

۱۱۔ عورتوں کا اپنے چہروں سے نقاب ہٹانا، دوپٹے کا ناک تک چھوڑے رکھنا جائز ہے۔

۱۲۔ طواف کرتے وقت احرام والے کا اپنے کو سایہ کرنا، طواف کرنے کی صورت کے سوا دیگر حالتوں میں سایہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۳۔ ناخنوں کا تراشنا۔

۱۴۔ درختوں اور گھاس پھوس کا کاٹنا، مگر لوگوں کے خود کاشتہ درختوں اور گھاس پھوس کا کاٹنا حرام نہیں اذفر نامی گھاس کا اکھاڑنا، پھلدار درخت اور میوہ جات کا توڑنا جائز ہے۔

احرام کے دوران مکروہات

یہ افعال مکروہ ہیں :۔

۱۔ سفید کپڑوں کے سوا دیگر رنگوں والے کپڑوں، میلے کپڑوں اور منقش کپڑوں کا احرام باندھنا

۲۔ زینت کی خاطر مہندی لگانا ۳۔ عورت کے حق میں نقاب پوشی ۴۔ غسل خانے میں گھسنا

۵۔ خوشبوؤں کا استعمال کرنا ۶۔ کالا سرمہ لگانا ۷۔ آئینہ دیکھنا

۸۔ زینت کی خاطر انگوٹھی پہننا ۹۔ عورت کے حق میں زیور پہننا

۱۰۔ بلا کسی ضرورت کے پچھنے لگانا۔ جسم کو کھجانے اور مسواک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب تک یہ دونوں افعال خون نہ نکالیں۔

مناسب ہے کہ آدمی نمازوں سے فراغت پا کر، اوپر کو چڑھتے ہوئے، نیچے کو اترتے ہوئے، قافلوں کے ملنے کے موقعوں پر اور صبح کے وقتوں میں کثرت سے تلبیہ پڑھے۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے آداب

جب آدمی مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو مسنون طور پر غسل کرے پھر مکہ میں داخل ہو جائے۔ مسجد حرام سے پہل کرے اور جب خانہ کعبہ کو دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّبِرًّا وَّتَكْرِيْمًا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ ''پروردگار! اس گھر کے سراپا شرف، اس کی سراپا عظمت، اس کی ہیبت، اس کے باعث نیکوکاری ہونے اور اس کی سراپا کرامت میں مزید اضافہ فرما۔ پروردگار! تو ہی سلامتی کا باعث ہے۔ تجھ سے ہی سلامتی عطا ہوتی ہے اور تیری طرف کو ہی سلامتی لوٹتی ہے۔ اے ہمارے پالنہار ہم کو سلامتی لا دے اور ہم کو سلامتی کے گھر میں داخل فرما''۔ یا آدمی اللہ اکبر کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے، دعا سے فراغت پانے کے بعد مسجد احرام کا قصد کرے، باب بنی شیبہ سے داخل ہو جائے اور طواف قدوم کی بجا آوری کے ساتھ احکام حج کا آغاز کرے۔ طواف کرنا قابل پردہ مقام کو چھپا کر نیز حکمی اور عینی ناپاکیوں سے پاک ہونے کی صورت میں ہی جائز ہو سکتا ہے۔

وَلَا يَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مُحْرِمًا اِلَّا الْمَرِيْضَ اَوْ مَنْ يَّتَكَرَّرَ دُخُوْلُهٗ كَثِيْرًا كَالْحَطَّابِيْنَ وَالْحَشَّاشِيْنَ وَغَيْرِهِمْ وَمَنْ اَحْرَمَ وَخَرَجَ بَعْدَ الْاِحْرَامِ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ رَجَعَ

فِي الشَّهْرِ الَّذِيْ اَحْرَمَ فِيْهِ لَا بَأْسَ بِهٖ وَاِنْ رَجَعَ فِيْ شَهْرٍ اٰخَرَ اَحْرَمَ ثَانِيًا فَفِي الطَّوَافِ يَضْطَبِعُ وَ يَبْتَدِئُ بِالْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَيَسْتَقْبِلُهٗ وَيَسْتَعْمِلُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ اِنِ اسْتَطَاعَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّؤْذِيَ مُسْلِمًا وَّ اِلَّا فَيُشِيْرُ ثُمَّ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَالْبَيْتُ عَلٰى يَسَارِهٖ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَيَرْمُلُ فِي الْاَشْوَاطِ الثَّلَاثِ الْاُوَلِ وَيَمْشِيْ فِيْمَا بَقِيَ عَلٰى هَيْئَتِهٖ وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ فِيْ اَوَّلِ كُلِّ شَوْطٍ اِنِ اسْتَطَاعَ وَيَخْتِمُ الطَّوَافَ بِاسْتِلَامِهٖ ثُمَّ يَأْتِي الْمَقَامَ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فِيْهِ اَوْ عِنْدَهٗ اَوْ حَيْثُ تَيَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَ هٰذَا الطَّوَافُ طَوَافُ الْقُدُوْمِ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ لِّمَنْ قَدِمَ لَا لِاَهْلِ مَكَّةَ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ وَيَشْرَبَ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَيَخْرُجَ اِلَى الصَّفَا وَلْيَصْعَدْ عَلَيْهِ بِقَدْرِ قَامَةٍ اَوْ اَكْثَرَ وَيَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَيُكَبِّرَ وَيُهَلِّلَ وَيُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَيَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰى لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ يَنْحَدِرَ نَحْوَ الْمَرْوَةِ وَيَمْشِيْ عَلٰى هَيْئَتِهٖ فَاِذَا بَلَغَ اِلٰى جَوْفِ الْوَادِيْ سَعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ سَعْيًا حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَرْوَةَ فَيَصْعَدَ عَلَيْهَا كَمَا صَعِدَ عَلَى الصَّفَا وَيَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ وَهٰذَا شَوْطٌ فَيَسْعٰى سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ الْاِفْتِتَاحُ مِنَ الصَّفَا وَالْاِخْتِتَامُ عَلَى الْمَرْوَةِ لَا غَيْرَ ثُمَّ اِنْ كَانَ مُتَمَتِّعًا يُقَصِّرُ مِنْ شَعْرِ رَاْسِهٖ وَيَخْرُجُ مِنْ اِحْرَامِ عُمْرَتِهٖ فَيَحِلُّ لَهٗ كُلُّ مَا حُرِّمَ بِالْاِحْرَامِ ثُمَّ يُحْرِمُ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ لِلْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ وَمِنَ الْمَسْجِدِ كَانَ اَفْضَلَ وَمِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ اَوْ تَحْتَ الْمِيْزَابِ اَفْضَلُ فَيَخْرُجُ مُلَبِّيًا مُتَوَجِّهًا اِلٰى مِنًى فَيَبِيْتُ بِهَا لَيْلَةَ عَرَفَةَ وَيُصَلِّيْ بِهَا الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَوْمَ عَرَفَةَ كَبَّرَ عَقِيْبَهَا اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ اٰخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَعْنِيْ عَقِيْبَ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ صَلٰوةً۔

وَصِيْغَةُ التَّكْبِيْرِ هٰذِهٖ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى مَا هَدَانَا وَاَحَلَّ لَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَوْلَانَا۔ ثُمَّ اَفَاضَ اِلٰى عَرَفَاتٍ وَهِيَ كُلُّهَا مَوْقِفٌ اِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِهَا جَمْعًا وَوَقَفَ بِهَا اِلٰى غُرُوْبِ

الشَّمْسِ ذَاكِرًا مُهَلِّلًا وَإِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ لَمْ يُصَلِّ الْمَغْرِبَ وَأَخَّرَهَا لِلْجَمْعِ مَعَ الْعِشَاءِ وَمَشَىٰ إِلَىٰ مُزْدَلِفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَإِذَا وَصَلَ إِلَيْهَا صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمْعًا بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَبَاتَ بِهَا لَيْلَةَ النَّحْرِ فَإِذَا طَلَعَ الصُّبْحُ بِهَا صَلَّىٰ وَبَعْدَ أَدَاءِ الْفَرَائِضِ أَخَذَ سَبْعِيْنَ حَصَاةً مِّنَ الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ صَارَ إِلَى الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فَإِذَا وَصَلَ إِلَى الْمَشْعَرِ اشْتَغَلَ بِالذِّكْرِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالْمُنَاجَاتِ بِمَا شَاءَ ثُمَّ يَغْدُوْ حَتّٰى يَصِلَ إِلَىٰ بَطْنِ مُحَسِّرٍ فَيُسْرِعَ فِي السَّيْرِ فِيْهَا حَتّٰى يَصِلَ إِلَىٰ مِنًى فَيَحُطَّ بِهَا رَحْلَهُ إِنْ كَانَ لَهُ رَحْلٌ ثُمَّ يَأْخُذَ سَبْعَ حَصَيَاتٍ وَيَأْتِيَ إِلَىٰ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ وَهِيَ تَلِيْ مَكَّةَ وَيَرْمِيْ بِهَا وَيُكَبِّرَ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ وَيَنْبَغِيْ أَنْ تَكُوْنَ الْحَصَيَاتُ كَالْأَنْمُلَةِ ثُمَّ يَنْصَرِفَ إِلَىٰ رَحْلِهِ بِمِنًى وَيَنْحَرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ وَاجِبًا كَدَمِ التَّمَتُّعِ أَوْ مُسْتَحَبًّا كَدَمِ الْقِرَانِ وَلَا دَمَ لِلْإِفْرَادِ وَالْمُفْرِدُ إِذَا أَرَادَ دَمًا ضَحّٰى۔

کسی بھی شخص کے لیے احرام باندھے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز نہیں ہے مگر بیمار آدمی اس حکم سے مستثنیٰ ہے یا وہ شخص بلا احرام باندھے مکہ میں داخل ہوسکتا ہے جس کا داخلہ مکہ بکثرت ہو مثلاً لکڑ ہارے اور گھاس لانے والے حضرات وغیرہ، جو شخص احرام باندھے اور احرام باندھنے کے بعد حرم شریف سے نکل جائے پھر وہ اسی مہینے میں واپس آئے جس میں اس نے احرام باندھا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر وہ کسی دوسرے مہینے میں واپس آئے تو ایسی صورت میں وہ دوسری دفعہ احرام باندھے۔

طواف کرنے کا طریقہ

طواف کرنے کی صورت میں آدمی چادر کے ایک حصے کو کندھے پر رکھے اور دوسری حصے کو دوسرے بغل کے نیچے رکھے۔ حجر اسود سے ابتداء کرے، حجر اسود کا رخ کرے اسی سے اپنا عمل شروع کرے اور حجر اسود کو بوسہ دے بشرطیکہ کسی مسلمان کو اذیت دیئے بغیر یہ کام کر سکے ورنہ اشارے سے کام لے۔ اس کے بعد خانہ کعبہ کو اپنی بائیں طرف رکھنے کی حالت میں اس کا طواف کرے۔ پہلے تین چکروں میں تیز تیز چلے باقی چکروں میں اپنی اصلی حالت پر چلے اگر ہو سکے تو ہر چکر کے شروع میں حجر اسود کو بوسہ دے اور حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے طواف کو اختتام تک پہنچائے پھر مقام ابراہیم علیہ

السلام پر آئے۔ وہاں دو رکعت نماز ادا کرے یا مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس کہیں نماز پڑھے یا مسجد کی جو جگہ میسر ہو وہاں دو رکعت نماز ادا کریں یہ طواف ''طواف قدوم'' کہلاتا ہے۔ باہر سے آنے والوں کے لیے یہ طواف قدوم سنت ہے۔ مکہ والوں کے لیے سنت نہیں۔ حجر اسود کا بوسہ لینا اور زمزم کا پانی پینا سنت ہے۔

سعی کرنے کا طریقہ

پھر آدمی صفا کی طرف نکل جائے اور صفا پہ آدمی کے قد کے برابر یا اس سے زیادہ اندازے کے مطابق چڑھے، قبلہ کی طرف منہ کرے۔ تکبیر پڑھے تہلیل پڑھے، پیغمبر ﷺ پر درود پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کی دعا مانگے۔ اس کے بعد مروہ کی طرف اترے۔ اپنی اصلی حالت پر جب وادی کے بیچ میں پہنچے میلین خضرین کے درمیان خوب دوڑ لگائے یہاں تک کہ آدمی مروہ پہ آئے اور مروہ پہ اس انداز سے چڑھے جس انداز سے صفا پر چڑھا ہو اور صفا پہ جو عمل بجالایا ہو وہی یہاں بھی بجالائے۔ یہ ایک چکر ہے چنانچہ آدمی ایسے سات چکر لگائے۔ صفا سے عمل شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے کسی اور جگہ نہیں۔ اس کے بعد اگر آدمی حج تمتع بجالانے والا ہو تو وہ بالوں کو کچھ کم کرے اور عمرہ کے احرام سے نکل جائے چنانچہ احرام باندھنے کی وجہ سے جو جو چیز اس کے لیے حرام تھی وہ اب حلال ہو جائے گی۔ پھر حج کی ادائیگی کے لیے وہ ذی الحج کی آٹھویں کو مکہ سے احرام باندھے۔ مسجد حرام سے احرام باندھنا افضل ہے۔ مقام ابراہیمؑ سے یا خانہ کعبہ کے پرنالے کے نیچے سے احرام باندھنا زیادہ افضل ہے۔ پھر وہ پوری توجہ کے ساتھ تلبیہ پڑھتا ہوا منیٰ کی طرف نکل جائے۔ نویں ذی الحج کی رات منیٰ میں گزارے اور منیٰ ہی میں پانچوں وقت کی نمازوں کو پڑھے۔ نویں ذی الحجہ کو جب آدمی صبح کی نماز سے فراغت پائے تو وہ نماز صبح کے بعد سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن کی نماز عصر تک تکبیر پڑھے۔ مطلب یہ ہے کہ تیئیس نمازوں میں سے ہر ہر نماز سے فارغ ہو کر تکبیر پڑھے۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى مَا هَدَانَا وَأَحَلَّ لَنَا مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا أَوْلَانَا۔ ''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جیسا کہ اس نے ہم کو اپنی راہ پر لگایا اور ہمارے لئے چوپائے جانور حلال کردیئے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جیسا کہ اس نے ہم کو نعمت عطا کی'' اس کے بعد آدمی عرفات کی طرف چلا جائے۔ مقام بطن عرنہ کے سوا تمام مقامات عرفات قابل ٹھہراؤ ہیں۔ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازوں کو ملا کر پڑھے، ذکر الٰہی کرتے اور تہلیل پڑھتے ہوئے غروب آفتاب تک

عرفات میں ٹھہرے رہے، جب سورج غروب ہوجائے تو مغرب کی نماز پڑھے، بلکہ اس کو عشاء کی نماز سے ملا کر پڑھنے کے لیے مؤخر کرے اور مزدلفہ کو چلا یا جائے۔ مقام بطن محسّر کے سوا پورے کا پورا مزدلفہ قابل ٹھہراؤ ہے۔ جب مزدلفہ پہنچے تو وہاں پر ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ملا کر پڑھے، دسویں کی رات مزدلفہ میں گزار دے، جب پو پھٹ جائے تو نماز صبح ادا کرے، فرائض کی ادائیگی کے بعد مزدلفہ سے ستر کنکریاں اٹھالے اور مشعر حرام کی طرف روانہ ہوجائے، جب مشعر حرام میں پہنچے تو ذکر الٰہی تہلیل، تسبیح اور اپنی چاہت کے مطابق مناجات الٰہی میں مصروف رہے پھر وہاں سے روانہ ہوجائے یہاں تک آدمی بطن محسّر پہنچ جائے۔ منٰی پہنچنے تک بطن محسّر سے جلدی جلدی چلے اگر کوئی سامان ہو تو سامان کو منٰی میں اتارے۔ پھر سات کنکریاں لے اور جمرۂ عقبہ کی طرف آئے جمرۂ عقبہ مکہ کے قریب ہے۔ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے مارتے ہوئے تکبیر پڑھے۔ مناسب ہے کہ کنکریاں انگلیوں کے سرے کے برابر ہوں۔ پھر آدمی منٰی میں اپنے سامان کے پاس آئے اور وہاں اپنے ذمے واجبی قربانی کرے مثلاً حج تمتع کی قربانی یا مسنون قربانی کرے مثلاً حج قران کی قربانی۔ حج افراد کی کوئی قربانی نہیں، اگر حج افراد بجالانے والا شخص قربانی کرنا چاہے تو وہ قربانی کرے۔

وَالْأُضْحِيَّةُ مُسْتَحَبَّةٌ أَيْضًا لِلْحُجَّاجِ وَلِغَيْرِهِمْ مَعَ الْيُسْرِ فَيَنْبَغِيْ أَنْ يَّأْكُلَ ثُلُثَهَا وَيُهْدِيَ ثُلُثَهَا وَيَتَصَدَّقَ ثُلُثَهَا ثُمَّ يَحْلِقَ رَأْسَهُ أَوْ يُقَصِّرَ وَالْحَلْقُ أَفْضَلُ لِلرِّجَالِ وَالتَّقْصِيْرُ لِلنِّسَاءِ فَإِذَا نَحَرَ وَحَلَقَ وَقَطَعَ التَّلْبِيَةَ حَلَّ لَهُ مَا حُرِّمَ عَلَيْهِ بِالْإِحْرَامِ إِلَّا النِّسَاءَ ثُمَّ يَعُوْدُ إِلَى مَكَّةَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَهُوَ يَوْمُ النَّحْرِ أَوْمِنَ الْغَدِ أَوْمِنْ بَعْدِ الْغَدِ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ فَإِنْ كَانَ سَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقِيْبَ طَوَافِ الْقُدُوْمِ لَمْ يَرْمُلْ فِيْ هٰذَا الطَّوَافِ وَلَاسَعْيَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَّمْ يُقَدِّمِ السَّعْيَ رَمَلَ فِيْ طَوَافِهٖ هٰذَا وَسَعٰى بَعْدَهُ عَلٰى مَا تَقَدَّمَ فَيَعُوْدُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَيَطُوْفُ طَوَافَ النِّسَاءِ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَقَدْ حَلَّ لَهُ النِّسَاءُ فَلِذٰلِكَ يُسَمُّوْنَهُ طَوَافَ النِّسَاءِ وَهٰذَا الطَّوَافُ هُوَ الْوَاجِبُ فِي الْحَجِّ وَيُكْرَهُ تَأْخِيْرُهُ عَنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ فَإِذَا طَافَ هٰذَا الطَّوَافَ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ إِلَّا رَمْيُ الْجَمَرَاتِ فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَيَنْبَغِيْ أَنْ يَّرْجِعَ إِلٰى مِنًى وَيُقِيْمَ بِهَا فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِيْ مِنَ النَّحْرِ وَهُوَ أَوَّلُ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ أَخَذَ إِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ

حَصَاةً وَاَتٰى اِلَى الْجَمْرَةِ الَّتِىْ هِىَ فِىْ وَسْطِ مِنًى وَرَمٰى بِهَا سَبْعَ حَصَيَاتٍ مُتَطَهِّرًا مَعَ التَّكْبِيْرِ وَالدُّعَاءِ كَمَا فِىْ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ مِنْ قَبْلُ وَتَوَقَّفَ ثُمَّ اَتَى الْجَمْرَةِ الْوُسْطٰى وَرَمٰى بِهَا بِسَبْعٍ وَتَوَقَّفَ ثُمَّ اَتٰى اِلَى الْجَمْرَةِ الْعَقَبَةِ وَرَمٰى بِهَا سَبْعًا وَلَا يَتَوَقَّفُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ اِلٰى رَحْلِهٖ وَمِنَ الْغَدِ هٰكَذَا يَاْخُذُ اِحْدٰى وَّعِشْرِيْنَ حَصَاةً وَيَرْمِىْ كَمَا فِى الْاَمْسِ ثُمَّ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنْفِرَ فِىْ هٰذَا الْيَوْمِ نَفَرَ فَلَاحَرَجَ عَلَيْهِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآاِثْمَ عَلَيْهِ ج [1] وَيَعُوْدُ اِلٰى مَكَّةَ وَهُوَ النَّفَرُ الْاَوَّلُ وَيَتْرُكُ مَابَقِىَ مِنَ الْحَصَيَاتِ بِمِنًى وَهِىَ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ حَصَاةً وَّاِنْ اَرَادَ اَنْ يُتِمَّ رَمْىَ الْحَصَيَاتِ الْبَاقِيَةِ اَقَامَ بِمِنًى اِلٰى غَدٍ وَهُوَ اَفْضَلُ وَرَمْىُ الْحَصَيَاتِ الْبَاقِيَةِ اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ قَدْرَرُمْحٍ اَوْرُمْحَيْنِ اَوْ زَالَتْ وَيَجُوْزُ رَمْيُهَا مِنْ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اِلٰى غُرُوْبِهَا وَالْاَوْلٰى بَعْدَالزَّوَالِ وَيَجُوْزُ فِى الْيَوْمَيْنِ الْاَوَّلَيْنِ وَيَجُوْزُ رَمْيُهَا مُتَخَافِتًا مِّنْهَا فِىْ لَيَالِىْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ضَرُوْرَةً لِلرُّعَاةِ وَالْعَبِيْدِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْعَاجِزِيْنَ وَالْخَائِفِيْنَ مِنَ الْاَعَادِىْ وَغَيْرِهِمْ فَيَعُوْدُاِلٰى مَكَّةَ لِطَوَافِ الْوِدَاعِ وَلَمْ يَبْقَ مِنَ الْمَنَاسِكِ عَلَيْهِ شَيْءٌ بَعْدَ هٰذَا الطَّوَافِ۔

قربانی کرنا

قربانی کرنا حاجیوں لیئے اور غیر حاجیوں کے لیے اقتصادی سہولت میسّر ہونے کی صورت میں سنت ہے چنانچہ مناسب ہے کہ قربانی کا تہائی حصّہ خود کھائے، تہائی حصّہ ہدیہ کے طور پر دے دے اور تہائی حصّہ خیرات کرے۔ پھر حاجی سر مونڈ ڈالے یا چھوٹے کرائے۔ مردوں کے حق میں سر کا مونڈنا اور عورتوں کے حق میں چند بالوں کا چھوٹا کرانا بہتر صورت ہے۔ جب آدمی قربانی کرے، سر مونڈے اور تلبیہ پڑھنا بند کرے تو اس کے لیے بیوی کو چھوڑ کر احرام کی وجہ سے حرام شدہ چیزیں حلال ہوجاتی ہیں اس کے بعد وہ اسی دن یعنی قربانی کے دن مکے کو واپس آئے یا قربانی کے دوسرے دن یا پھر تیسرے دن واپس آئے اور خانہ کعبہ کا طواف زیارت سات چکروں میں کرے، اگر وہ طواف قدوم کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر چکا ہو تو اس طواف زیارت کی بجا آوری کے دوران وہ پہلے تین چکروں میں رمل نہ چلے اور اس کے ذمے

۱۔ سورۃ البقرۃ : آیات ۲۰۳

کوئی سعی بھی نہیں اگر وہ پہلے سے سعی نہ کر چکا ہو تو اس طواف زیارت کے دوران پہلے تین چکروں میں جلدی چلے اور گزشتہ طریقے کے مطابق اس طواف کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پھر مسجد حرام میں آئے طواف النساء بجالائے اور دو رکعت نماز ادا کرے چنانچہ اب اس کے لیے بیوی کے پاس جانا حلال ہو جائے گا۔ اس وجہ سے اس طواف کو طواف النساء کہتے ہیں۔ حج کے دوران یہ طواف النساء واجب ہے۔ اس طواف کا ان دنوں سے موخر کرنا مکروہ ہے۔ جب وہ یہ طواف کر چکے تو اس کے ذمے ایام تشریق میں جمرات کو کنکر مارنے کے سوا اور کوئی کام باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا مناسب ہے کہ وہ منٰی کو واپس آئے اور منٰی میں قیام کرے جب قربانی کے دوسرے دن یعنی ایام تشریق کے پہلے دن کو جب سورج ڈھل جائے تو اکیس کنکریاں اٹھائے اور اس جمرۂ کے پاس آئے جو منٰی کے بیچ میں واقع ہے۔ اس جمرۂ کو باوضو ہو کر تکبیر پڑھتے اور دعا مانگتے ہوئے سات کنکریاں مارے جیسا کہ اس نے اس سے پہلے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کی صورت میں عمل کیا اور اس جگہ کچھ ٹھہر جائے پھر جمرۂ وسطٰی کے پاس آئے اس کو سات کنکریاں مارے اور اس جگہ کچھ ٹھہر جائے پھر جمرۂ عقبہ کے پاس آئے اس کو سات کنکریاں مارے اور اس جگہ کچھ نہ ٹھہرے۔ پھر وہ اپنے سامان کے پاس آئے۔ دوسرے دن اسی طرح سے وہ اکیس کنکریاں اٹھائے اور پہلے دن کے عمل کی مانند جمرات کو کنکریاں مارے۔ اس کے بعد اگر وہ اسی دن مکے کو روانگی چاہے تو روانہ ہو جائے اس میں اس کے لیے کوئی حرج نہیں کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔ فَمَنۡ تَعَجَّلَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡهِ ''جو شخص دو دنوں میں ہی روانگی میں جلدی کرے تو اس پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوگا''۔ وہ مکہ کو واپس آئے۔ یہ پہلی روانگی ہے۔ بقیہ کنکریاں منٰی میں چھوڑے رکھے یعنی اکیس کنکریاں اگر وہ بقیہ کنکریاں مارنے کا کام مکمل کرنا چاہے تو منٰی میں دوسرے دن تک ٹھہرا رہے یہی افضل ہے۔ جب سورج ایک نیزے کی مقدار یا دو نیزوں کی مقدار میں بلند ہو جائے یا سورج ڈھل جائے تو باقی کنکریاں مارے۔ کنکریاں مارنا طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک جائز ہے۔ بہتر صورت زوال کے بعد کنکریاں مارنا ہے۔ پہلے دو دنوں میں کنکریاں مارنا جائز ہے۔ چرواہوں، غلاموں، کمزور لوگوں، عاجز آنے والوں اور دشمنوں وغیرہ سے ڈرنے والوں کی خاطر ضرورت کے پیش نظر ایام تشریق کی راتوں کو چپکے چپکے سے جمرات کو کنکریاں مارنا جائز ہے۔ پھر طواف وداع کی بجا آوری کے لیے مکہ کو لوٹ آئے۔ اس طواف کے کر چکنے کے بعد حاجی کے ذمہ حج کے احکام میں سے کوئی کام باقی نہیں رہے گا۔

وَاَمَّا الۡعُمۡرَةُ فَهِیَ تَابِعَةٌ لِلۡحَجِّ اِنۡ كَانَ الۡحَجُّ وَاجِبًا فَوَاجِبَةٌ وَاِنۡ كَانَ مُسۡتَحَبًّا فَمُسۡتَحَبَّةٌ فَمَنۡ اَرَادَ الۡعُمۡرَةَ مِنَ الۡاَقَاصِیۡ فَمِیۡقَاتُهَا مِیۡقَاتُ الۡحَجِّ مِنَ الۡجَوَانِبِ كَمَا ذَكَرۡنَا وَمِنۡ مَكَّةَ الۡحِلُّ

وَالنِّيَّةُ فِيْهَا اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْ هَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ فَيَاْتِيْ مُلَبِّيًا اِلَى الْكَعْبَةِ فَيَطُوْفُ بِهَا كَمَا طَافَ بِحَجَّتِهٖ وَيَسْعٰى بَعْدَ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ كَمَا ذُكِرَ وَيُحَلِّلُ بِتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَحَلْقِ الرَّاْسِ وَغَيْرِهٖ وَقَدْ تَمَّتْ عُمْرَتُهٗ وَاَمَّا الْمَرْاَةُ فَكَانَ حَجُّهَا كَحَجِّ الرَّجُلِ اِلَّا اَنْ يَّجُوْزَ لَهَا لُبْسُ الْمَخِيْطِ كَالسِّرْوَالِ وَالْقَمِيْصِ مَعَ الْخِمَارِ وَاَنْ تَسْتُرَ رَاْسَهَا وَاَنْ لَا تَرْفَعَ صَوْتَهَا فِي التَّلْبِيَةِ وَاَنْ لَّا تَرْمَلَ فِي الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ كَالرَّجُلِ سَرِيْعًا وَاَنَّهَا اِذَا حَاضَتْ قَبْلَ الْاِحْرَامِ يَنْبَغِيْ اَنْ تَغْتَسِلَ وَتَنْوِيَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَتُلَبِّيَ وَتَتَعَرَّضَ لِمَا تَعَرَّضَهُ الْمُحْرِمُوْنَ اِلَّا الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ وَتُؤَخِّرَهُمَا حَتّٰى تَطْهُرَ فَتَطُوْفَ وَ تَسْعٰى بَعْدَ الطُّهْرِ لِاَنَّهُمَا لَا يَجُوْزَانِ اِلَّا بِالطَّهَارَةِ كَالصَّلٰوةِ۔

عمرہ کا مسئلہ

عمرہ حج کا تابع ہے اگر حج واجب ہو تو عمرہ واجب ہے اور اگر حج مسنون ہو تو اس صورت میں عمرہ مسنون ہوگا تو جو شخص دور دراز مقامات سے عمرہ کی بجا آوری کا ارادہ کرے تو عمرہ کے لیے میقات چاروں اطراف میں میقات حج ہی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ مکہ سے عمرہ کے لیے جائے تو میقات عمرہ حل ہے۔ عمرہ ادا کرنے کی صورت میں عمرہ کے لیے نیت ان الفاظ میں کرے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْ هَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ. ''پروردگار! میں عمرہ کی بجا آوری چاہتا ہوں۔ تو میرے لئے عمرہ کو آسان کر اور مجھ سے عمرہ قبول فرما'' چنانچہ آدمی تلبیہ پڑھتے ہوئے کعبہ کے پاس آئے اور طواف حج کی مانند عمرہ کا طواف کرے۔ خانہ کعبہ کا طواف کر چکنے کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ جیسا کہ اس کا بیان کیا گیا ہے ناخنوں کو تراشے اور سر کے بال مونڈے اور دیگر امور بجا لا کر آدمی احرام کھولے۔ یہیں سے عمرہ کے افعال پورے ہو گئے۔

عورت کے حج کا مسئلہ

عورت کا حج کرنا مرد کے حج کرنے کی مانند ہے مگر عورت کے حق میں یہ چیزیں روا ہیں۔

۱۔ سلے ہوئے کپڑے پہننا مثلاً شلوار اور دوپٹہ سمیت قمیض ۲۔ اپنے سر کو پردہ میں رکھنا

۳۔ تلبیہ پڑھنے کی صورت میں آواز کو بلند نہ کرنا ۴۔ مرد کے جلدی جلدی چلنے کی مانند طواف اور سعی کرنے کی صورتوں میں جلدی جلدی نہ چلنا

احرام باندھنے سے پہلے اگر عورت کو حیض آجائے تو مناسب ہے کہ وہ غسل کرے۔ حج اور عمرہ کی نیت کرے، تلبیہ پڑھے، طواف اور سعی کو چھوڑ کر عورت وہ افعال بجالائے جو احرام باندھنے والے بجالاتے ہیں۔ طواف اور سعی کو موخر کرے، یہاں تک کہ پاک ہوجائے۔ پاک ہونے کے بعد وہ طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ پاک ہونے کی شرط اس لئے ہے کہ طواف اور سعی دونوں کے دونوں نماز کی طرح پاک ہونے کی حالت میں ہی جائز ہوسکتے ہیں۔

وَاَنْوَاعُ الْحَجِّ ثَلَاثَةٌ اَلْاِفْرَادُ وَالْقِرَانُ وَالتَّمَتُّعُ اَمَّا الْاِفْرَادُ فَنِيَّتُهُ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَقَطْ اَوْ مُفْرِدًا وَيُلَبِّيْ كَمَا مَضٰى وَلَا هَدْىَ عَلَيْهِ وَاَمَّا الْقِرَانُ فَنِيَّتُهُ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَعًا اَوْ مُقَارِنَيْنِ وَيُلَبِّيْ فَيَدْخُلَ مَكَّةَ فَيَطُوْفَ وَيَسْعٰى لِعُمْرَتِهٖ وَلَا يُحَلِّلَ وَ يَمْشِيْ اِلٰى مِنًى وَيَقِفُ بِعَرَفَاتٍ وَيَرْجِعُ يَوْمَ النَّحْرِ اِلٰى مَكَّةَ وَيَطُوْفُ طَوَافَ الزِّيَارَةِ وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثَانِيًا لِحَجَّتِهٖ وَيَسْتَحِبُّ لَهٗ هَدْيٌ يَذْبَحُهٗ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى اِمَّا بَدَنَةٌ اَوْ بَقَرَةٌ اَوْ شَاةٌ مِنَ الضَّاْنِ جِذْعَةٌ اَوْ مِنَ الْمَعْزِ ثَنِيَّةٌ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ (تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)۔

وَلِلْقَارِنِ يَجُوْزُ اَنْ يُّقَدِّمَ عُمْرَتَهٗ عَلٰى حَجِّهٖ كَمَا ذَكَرْتُهُ الْاٰنَ اَوْ حَجَّهٗ عَلٰى عُمْرَتِهٖ فَلَوْ قَدَّمَ حَجَّتَهٗ عَلٰى عُمْرَتِهٖ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّمْشِيَ مِنَ الْمِيْقَاتِ اِلٰى مِنًى وَمِنْهَا اِلٰى عَرَفَاتٍ وَيَقِفُ بِهَا وَمِنْهَا اِلٰى مُزْدَلِفَةَ وَيَقِفُ بِهَا ثُمَّ يَعُوْدَ اِلٰى مِنًى وَرَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الْاِحْرَامِ فَيَمْشِيْ اِلٰى مَكَّةَ وَيَطُوْفَ وَيَسْعٰى لِحَجَّتِهٖ وَيَرْجِعَ مِنَ الْمَرْوَةِ اِلَى الْبَيْتِ فَيَطُوْفَ وَيَسْعٰى ثَانِيًا لِلْعُمْرَةِ فَيَرْجِعَ اِلٰى مِنًى ثُمَّ يَحْلِقَ اَوْ يُقَصِّرَ وَلِمَنْ لَا شَعْرَ عَلٰى رَاْسِهٖ يَسْتَحِبُّ اِمْرَارُ الْمُوْسٰى عَلٰى رَاْسِهٖ وَهُوَ بِمَثَابَةِ الْحَلْقِ لَهٗ وَيَسْتَحِبُّ لِلْقَارِنِ اَنْ يَّسُوْقَ الْهَدْىَ مِنَ الْمِيْقَاتِ بِالْاِشْعَارِ وَهُوَ اَنْ يَشُقَّ

سَنَامِهَا مِنَ الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ وَيُلَطِّخَ صَفْحَتَهَا وَيُقَلِّدَهَا بِنَعْلٍ وَهُوَ اَنْ يُعَلِّقَ مِنْ رَقَبَتِهَا نَعْلًا وَاحِدًا اِنْ كَانَ الْهَدْىُ بُدْنَةً وَلِغَيْرِهَا مِنَ الْبَقَرِ وَالضَّانِ التَّقْلِيْدُ فَقَطْ لَا اِشْعَارَ لَهُمَا وَبَعْدَ الذَّبْحِ بِمِنٰى وَكَانَ وَقْتُهُ وَقْتَ الْاُضْحِيَّةِ فَيَعُوْدُ اِلٰى مَكَّةَ وَيَطُوْفُ طَوَافَ النِّسَاءِ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فِيْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ اِنْ تَيَسَّرَ اَوْ فِي الْمَسْجِدِ حَيْثُ تَيَسَّرَ فَتَمَّتْ حَجَّتُهُ الْمَقْرُوْنَةُ بِالْعُمْرَةِ۔

وَاَمَّا التَّمَتُّعُ فَنِيَّتُهُ اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ ثُمَّ الْحَجَّ فَيُحْرِمُ مِنَ الْمِيْقَاتِ لِلْعُمْرَةِ وَ يَجِبُ عَلَيْهِ الْهَدْىُ فَيَسُوْقُ الْهَدْىَ مِنَ الْمِيْقَاتِ وَيُشْعِرُهُ وَيُقَلِّدُهُ وَيَدْخُلُ مَكَّةَ وَ يَطُوْفُ وَيَسْعٰى لِعُمْرَتِهٖ وَيَحْلِقُ اَوْ يُقَصِّرُ لِلتَّحْلِيْلِ مِنْ عُمْرَتِهٖ وَيُحْرِمُ ثَانِيًا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ مِنْ مَكَّةَ لَا مِنَ الْمَوَاقِيْتِ الْخَارِجَةِ وَيَمْشِيْ اِلٰى مِنٰى وَيُفِيْضُ اِلٰى عَرَفَاتٍ وَيَفْعَلُ مَا فَعَلَهُ الْمُفْرِدُ وَ الْقَارِنُ وَيَذْبَحُ هَدْيَهٗ بِمِنٰى اِنْ كَانَ لَهٗ هَدْىٌ وَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ فَيَحْلِقُ اَوْ يُقَصِّرُ بَعْدَ الذَّبْحِ فَيَعُوْدُ اِلٰى مَكَّةَ وَيَطُوْفُ طَوَافَ الزِّيَارَةِ وَهُوَ رُكْنٌ عَظِيْمٌ فَلَا يَتِمُّ الْحَجُّ اِلَّا بِهٖ فَيَسْعٰى فَيَعُوْدُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيَطُوْفُ طَوَافَ النِّسَاءِ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَلَا حَاجَةَ اِلَى السَّعْيِ فَيَعُوْدُ اِلٰى مِنٰى لِاِتْمَامِ سَائِرِ الْمَنَاسِكِ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ مِنَ الْجَمَرَاتِ۔

اقسام حج

حج کی تین قسمیں ہیں:۔ (الف) حج افراد (ب) حج قران (ج) حج تمتع

(الف) حج افراد کا مسئلہ

حج افراد کی بجا آوری کے لیے ان الفاظ میں نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَقَطْ۔ ”پروردگار! میں صرف حج کی ادائیگی چاہتا ہوں“ یا یوں نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ مُفْرِدًا ”پروردگار! میں حج افراد بجالانے والا بن کر حج کی ادائیگی کا ارادہ کرتا ہوں“ پھر گزشتہ طریقوں کے مطابق تلبیہ پڑھے۔ حج افراد بجالانے والے کے ذمے کوئی قربانی لازم نہیں ہے۔

(ب) حج قران کا مسئلہ

حج قران کی بجا آوری کے لیے یوں نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ مَعًا ''پروردگار! میں حج اور عمرہ دونوں کو ایک ساتھ بجالانے کا ارادہ کرتا ہوں'' یا یوں نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ مُقَارَنَیْنِ ''پروردگار! میں حج اور عمرہ دونوں کو آپس میں ملانے کی صورت میں ان کی بجا آوری کا ارادہ کرتا ہوں''۔ حج قران بجالانے والا تلبیہ پڑھے، مکہ میں داخل ہوجائے، خانۂ کعبہ کا طواف کرے، عمرہ کیلئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے اور احرام نہ کھولے بلکہ منٰی کو چلا جائے۔ میدان عرفات میں ٹھہرے، قربانی کے دن مکے کو واپس لوٹے، طواف زیارت بجالائے اور صفا و مروہ کے درمیان دوسری دفعہ حج کے لیے سعی کرے۔ حج قران بجالانے والے کے حق میں قربانی کے روز ایک قربانی کا جانور ذبح کرنا سنت ہے خواہ ایک اونٹ ہو یا ایک گائے ہو یا بھیڑ کا ایک سالہ بچہ ہو یا بکری کا دو سالہ بچہ۔ جو شخص قربانی کا جانور نہ پا سکے تو وہ حج کے ایام میں تین دنوں کے اور واپس آکر سات دنوں کے روزے رکھے (یہ مکمل طور پر دس روزے ہوں گے)۔

حج قران بجالانے والے کے لیے عمرہ کو حج پر مقدم رکھنا جیسا کہ ابھی میں نے اس کا بیان کیا یا حج کو عمرہ پر مقدم رکھنا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اگر وہ حج کو عمرہ سے پہلے ہی بجالائے تو مناسب ہے کہ میقات سے منٰی کو چلا جائے، منٰی سے میدان عرفات میں آئے اور وہاں ٹھہرے۔ میدان عرفات سے مزدلفہ میں آئے اور مزدلفہ میں ٹھہراؤ کرے اس کے بعد منٰی کو واپس لوٹے۔ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارے اور احرام حج کو نہ کھولے چنانچہ وہ مکہ آئے، خانۂ کعبہ کا طواف کرے، حج کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے، مروہ سے خانۂ کعبہ کو واپس آئے، خانۂ کعبہ کا طواف کرے اور عمرہ کی ادئیگی کے لیے دوسری دفعہ سعی کرے، منٰی کو واپس چلا جائے اس کے بعد سر مونڈے یا بالوں کو چھوٹا کرے۔ جس شخص کے سر پر کوئی بال نہ ہو اس کے لیے اپنے سر پر استرا پھیرنا سنت ہے۔ سر پر استرا پھیرنا اس کے حق میں سر مونڈنے کا درجہ رکھتا ہے۔

حج قران بجالانے والے کے لیے میقات سے اشعار کر کے قربانی کے جانور کا ساتھ لے جانا سنت ہے۔ اشعار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان کو دائیں طرف سے زخمی کرے، اس کی پیٹھ کو خون سے لت پت کرے اور اس کے گلے میں ایک جوتے کا قلادہ ڈالے بشرطیکہ قربانی کا جانور اونٹ ہو۔ اونٹ کے سوا دیگر جانوروں مثلاً گائے اور بھیڑ بکریوں کے لیے صرف گلے میں قلادہ ڈالنا ہے ان جانوروں کے حق میں اشعار کرنے کا حکم نہیں ہے۔ اس کے بعد منٰی میں

ان جانوروں کا ذبح کردینا حکم ہے۔ذبح کرنے کا وقت وہی ہے جو قربانی کرنے کا وقت ہے پھر وہ مکہ کو واپس لوٹے۔طواف نساء بجالائے۔ہوسکے تو مقام ابراہیم یا مسجد حرام میں جس جگہ آسانی ہو دو رکعت نماز ادا کرے۔یہیں سے آدمی کا حج پورا ہوگا۔جو عمرہ سے ملایا گیا ہے۔

(ج) حج تمتع کا مسئلہ

حج تمتع کی بجا آوری کی صورت میں یوں نیت کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ ثُمَّ الْحَجَّ ''پروردگار! میں عمرہ ادا کرنے پھر حج کرنے کا ارادہ کرتا ہوں'' چنانچہ حج تمتع بجالانے والا میقات سے عمرہ کی ادائیگی کے لیے احرام باندھے۔اس کے حق میں قربانی کا ایک جانور واجب ہے۔چنانچہ وہ میقات سے جانور ساتھ لے جائے،جانور کا اشعار کرے،اس کے گلے میں قلادہ ڈالے،مکہ میں داخل ہو جائے،خانہ کعبہ کا طواف کرے،عمرہ کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے،احرام عمرہ کھولنے کی غرض سے سر مونڈے یا بالوں کو چھوٹا کرے،ذی الحج کی آٹھویں تاریخ کو باہر کے مقامات میقات سے نہیں بلکہ مکہ ہی سے دوسری دفعہ احرام باندھے،منیٰ کو چلا جائے،میدان عرفات میں آئے اور وہ افعال بجالائے جو حج افراد اور حج قران والے بجالاتے ہیں۔اگر اس کے پاس قربانی کا کوئی جانور ہو تو اسے منیٰ میں ذبح کرے،اگر قربانی کا جانور وہ نہ پاسکے تو حج کے دنوں میں تین دنوں کے اور حج سے واپس آکر سات دنوں کے روزے رکھے۔جانور ذبح کرنے کے بعد سر مونڈے یا بالوں کو چھوٹا کرے،پھر مکہ کو واپس آئے اور طواف زیارت بجالائے۔طواف زیارت ایک بہت بڑا رکن ہے لہٰذا اس کی بجا آوری ہی کے ساتھ حج پورا ہو جاتا ہے۔پس وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے،مسجد حرام کو واپس لوٹ آئے،طواف نسا بجالائے اور دو رکعت نماز ادا کرے۔سعی کرنے کی کوئی ضرورت اس کے لیے نہیں۔چنانچہ وہ (طواف نسا کرکے) منیٰ کو لوٹ آئے تاکہ جمرات کو کنکریاں مارنا سمیت ایام تشریق میں تمام احکام حج پورا کیا جاسکے۔

اَمَّا الْاِحْصَارُ فَهُوَ الْاِمْتِنَاعُ لِلْمُحْرِمِ مِنْ اَدَاءِ مَنَاسِكِهٖ بِاَيِّ سَبَبٍ كَانَ اِمَّا مِنْ عَدُوٍّ اَوْ مَرَضٍ اَوْ مِثْلِهِمَا فَيَجُوْزُ التَّحْلِيْلُ لِلْمُحْصَرِ مِنْ اِحْرَامِهٖ وَاَمَّا اِذَا تَحَلَّلَ الْمُحْصَرُ فَعَلَيْهِ دَمٌ فَلَوْ قَدَرَ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ هَدْيَهٗ اِلٰى مِنٰى وَيُؤَخِّرَ تَحَلُّلَهٗ حَتّٰى يَصِلَ هَدْيُهٗ فَيَذْبَحُوْهُ كَانَ اَفْضَلَ وَاِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى ذٰلِكَ يَجُوْزُ ذَبْحُ هَدْيِهٖ حَيْثُ اُحْصِرَ اَوْ حَيْثُ اتَّفَقَ فَيَنْبَغِيْ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اَنْ يَّتَحَلَّلَ

بَعْدَ ذَبْحِهِ وَيَجُوْزُ لِلْمُحْصَرِ وَلِغَيْرِهِ اِنْ يَّقْدِرَ اَنْ يُّبَاشِرَ الْمَنَاسِكَ بِنَفْسِهِ اَوْ اَنْ يَّسْتَنِيْبَ مُسْلِمًا عَدْلاً رَجُلًا كَانَ اَوِامْرَاَةً اِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّسْتَاجِرَهُ لِيَحُجَّ لَهُ وَالْاَجِيْرُ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ صَرُوْرَةً وَّلَوْ كَانَ صَرُوْرَةً وَّلَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَجُّ لَا بَاسَ بِهِ وَيَجِبُ ذَالِكَ عَلٰى مَنْ وَّجَبَ عَلَيْهِ الْحَجُّ وَعَلِمَ اَنَّ مَوَانِعَهُ لَا تُرْفَعُ فِيْ مُدَّةِ عُمْرِهِ قَطُّ وَعَلٰى مَنْ مَّاتَ وَاَوْصٰى اَنْ يُّحَجَّ عَنْهُ فَوَجَبَ اَنْ يُّخْرِجَ الْوَرَثَةُ اُجْرَةَ الْحَجِّ مِنْ مَّالِهِ اَوَّلًا كَالدَّيْنِ فَيَقْسِمُوْا مَا بَقِيَ وَاِنْ لَّمْ يُوْصِ يَسْتَحِبُّ لِلْوَرَثَةِ اَنْ يَّسْتَاجِرُوْا مَنْ يَّحُجُّ عَنْهُ وَاَمَّا اَفْضَلِيَّةُ اَنْوَاعِ الْحَجِّ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ فَيَتَعَلَّقُ بِقَبُوْلِهِ عِنْدَ اللهِ فَمَا يَقْبَلُهُ اللهُ فَهُوَ اَفْضَلُ وَقُبُوْلُهُ فِي الْغَيْبِ فَلَا يَعْلَمُهُ اِلَّا اللهُ وَ اَمَّا بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْاَشْخَاصِ فَبَعْضُهَا اَنْسَبُ مِنْ بَعْضٍ وَّهٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ مَعَ اَنَّهَا لَا طَائِلَ تَحْتَهَا كَانَتْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَلَمْ يُكَلِّفِ اللهُ اَحَدًا بِهٰذِهٖ -

وَاِذَا دَخَلَ الْحُجَّاجُ مَكَّةَ قَبْلَ الْوُقُوْفِ اسْتَحَبَّ لِلْاِمَامِ اَوْ لِمَنْ نَصَبَهُ الْاِمَامُ اَنْ يَّخْطُبَ بِمَكَّةَ فِي السَّابِعِ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ بَعْدَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ خُطْبَةً وَّاحِدَةً يَامُرُهُمْ فِي الْخُطْبَةِ بِالْخُرُوْجِ اِلٰى مِنًى وَيُعَلِّمُهُمْ مَا لَا بُدَّ لَهُمْ مِنَ الْمَنَاسِكِ وَخُرُوْجِهِمْ مِنَ الْغَدِ وَهُوَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ اِلٰى مِنًى وَيَبِيْتُوْنَ بِهَا لَيْلَةَ عَرَفَةَ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مَشَوْا اِلٰى عَرَفَاتٍ وَيَخْطُبُ الْاِمَامُ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ خُطْبَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمْعًا كَمَا ذَكَرْتُهُ مِنْ قَبْلُ -

احصار کا مسئلہ

کسی بھی سبب سے ہو احرام حج باندھنے والے کے لیے احکام حج کی ادائیگی کے لیے رکاوٹیں پیدا ہونے کا نام احصار ہے۔ خواہ یہ رکاوٹ کسی دشمن کے آڑے آنے کی وجہ سے ہو یا کسی بیماری کی وجہ سے ہو یا ان جیسی کوئی صورت حال درپیش ہونے پر ہو چنانچہ ایسی صورت میں احرام باندھنے والے کے لیے احرام کا کھولنا جائز ہے مگر جب وہ احرام کھولے تو اس کے ذمے تاوانِ احرام کے طور پر ایک جانور کا ذبح کرنا لازم ہے اگر وہ قربانی کے جانور کو منیٰ بھیجے اور جانور کو منیٰ پہنچ کر لوگ اسے ذبح کرنے تک احرام کھولنے کو موخر کرنے پر قادر ہو تو یہ صورت بہتر ہے اگر وہ ایسا کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کے

لیے قربانی کے جانور کا ذبح کر دینا اسی جگہ جہاں وہ احصار کا شکار ہوا ہو یا جہاں بھی اتفاق ہو جائے جائز ہے لہٰذا یہ مناسب ہے کہ بہر صورت جانور کو ذبح کرنے کے بعد ہی وہ احرام کو کھولے اگر قدرت حاصل ہو تو احصار کا شکار ہونے والے اور اس کے علاوہ دوسروں کے لیے احکام حج کا براہ راست خود ہی بجالانا جائز ہے نیز یہ بھی جائز ہے کہ اپنی طرف سے حج کرنے کے واسطے کسی عادل مسلمان کو اپنا نائب بنادے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ اس میں کسی کو اجرت پر لینے کی استطاعت ہو۔ جس کو اجرت پر لے اس کے حق میں مناسب یہ ہے کہ وہ ضرورت کے تحت ہو۔ اگر وہ ضرورت کے تحت ہو اور خود اس پر کوئی حج واجب نہ ہو تو اسے نائب بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، نیابت کا معاملہ کرنا احصار کا شکار ہونے والے اس فرد پر واجب ہے جس پر حج واجب ہو چکا ہو اور اسے یقینی طور پر علم ہو کہ اس کی رکاوٹیں اس کی عمر بھر میں کبھی دور نہیں کی جاسکتی۔ نیابت کا معاملہ کرنا اس شخص کے حق میں بھی لازم ہے جو خود فوت ہو چکا ہو جو اپنی طرف سے حج کرنے کی وصیت کر گیا ہو۔ چنانچہ اس کے وارثوں کے ذمہ پہلے پہل قرض کی مانند اس کے مال سے حج کی اجرت نکالنا واجب ہے چنانچہ اس کے بعد بچے ہوئے مال کو وارث لوگ بانٹیں گے اگر وہ وصیت نہ کر گیا ہو تو ایسی صورت میں وارثوں کے لیے کسی شخص کو اس کی طرف سے حج کرنے کی خاطر اجرت پر لینا سنت ہے۔

اقسام حج کی افضلیت کا مسئلہ

بعض اقسام حج کا بعض سے افضل ہونے کا مسئلہ درگاہ الٰہی میں قبول ہونے سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ جس حج کو اللہ قبول کرے وہی افضل حج ہے۔ اللہ کا اسے قبول کرنا غیبی معاملہ ہے لہٰذا اللہ کے سوا کوئی بھی اس کو نہیں جان سکتا، رہا شخصی نسبت کا مسئلہ، تو بعض نسبتیں دوسری بعض نسبتوں کے مقابلے میں قبولیت کی زیادہ مناسبت رکھتی ہیں۔ یہ مسئلہ باوجود یہ کہ اس کے ذیل میں کوئی فائدہ نہیں ایک غیبی اٹکل پچو ہے۔ اللہ نے کسی کو بھی اس مسئلے کے کھوج لگانے کا مکلف نہیں بنایا۔

امام کا فریضہ

حاجی لوگ عرفات کے ٹھہراؤ سے پہلے جب مکے میں داخل ہوں تو امام یا نائب امام کے لیے ذی الحجہ کی ساتویں ظہر کی نماز کے بعد مکہ مکرمہ میں ایک خطبہ کا پڑھنا مسنون ہے۔ خطبے میں امام لوگوں کو منیٰ کی طرف نکل جانے کا حکم بیان کرے، حج کے ضروری ضروی احکام کی ان کو تعلیم دے، دوسرے دن یعنی ذی الحج کی آٹھویں کو منیٰ کی طرف نکل جانے کا حکم دے اور لوگ نویں کی رات منیٰ میں گزاریں گے۔ جب سورج نکل آئے تو لوگ میدان عرفات کی طرف چلیں، دن ڈھلنے کے بعد

امام دو خطبے پڑھے پھر لوگوں کو ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر پڑھائے جیسا کہ اس سے پہلے میں نے بیان کیا ہے۔

اَمَّا اَرْكَانُ الْحَجِّ فَهِيَ خَمْسَةٌ اَلْاِحْرَامُ وَالْوُقُوْفُ وَالطَّوَافُ وَالسَّعْيُ وَالْحَلْقُ اَوِالتَّقْصِيْرُ فَاَرْكَانُ الْعُمْرَةِ اَرْبَعَةٌ لِاَنَّهُ لَا وُقُوْفَ فِيْهَا وَفِيْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَرْكَانِ وَاجِبَاتٌ وَسُنَنٌ وَاٰدَابٌ فَفِيْ اِفْسَادِ الْاَرْكَانِ يَجِبُ الْقَضَاءُ مِنْ قَابِلٍ وَّيَسْتَحِبُّ اَنْ يُّبَاشِرَ سَائِرَ الْمَنَاسِكِ اَوْ يُقِيْمَ بِمِنٰى اِلٰى اٰخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَفِيْ اِفْسَادِ سَائِرِ الْوَاجِبَاتِ تَجِبُ الْفِدْيَةُ كَمَا سَنَذْكُرُهَا وَفِيْ اِفْسَادِ السُّنَنِ تُسَنُّ الْفِدْيَةُ وَفِيْ لُبْسِ الْمَخِيْطِ وَتَغْطِيَةِ الرَّاسِ لِلرَّجُلِ اَوْ تَغْطِيَةِ الْوَجْهِ لِلْمَرْاَةِ وَالتَّطِيْبِ وَحَلْقِ الرَّاسِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ دَمُ شَاةٍ اَوْاِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ كُلَّ مِسْكِيْنٍ نِصْفَ صَاعٍ اَوْ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَفِي الْجِمَاعِ بَعْدَ التَّحَلُّلِ الْاَوَّلِ بَدَنَةٌ لِلْغَنِيِّ وَبَقَرَةٌ لِلْمُتَوَسِّطِ وَ شَاةٌ لِلْفَقِيْرِ وَلَا شَيْئَ لِمَنْ لَّمْ يَجِدْ شَيْئًا وَاَمَّا الْجِمَاعُ قَبْلَ التَّحَلُّلِ الْاَوَّلِ فَمُفْسِدٌ لِحَجَّتِهٖ وَ لِعُمْرَتِهٖ فَفِي الْوَاجِبِ يَجِبُ الْقَضَاءُ مِنْ قَابِلٍ وَفِي الْمُسْتَحَبِّ يَسْتَحِبُّ وَيَنْبَغِيْ اَنْ لَّا يَنْفَرِدَ فِيْ قَضَاءِ الْمَنَاسِكِ حَتّٰى يَتَحَلَّلَ وَفِيْ سَائِرِ مُقَدَّمَاتِهٖ كَالْقُبْلَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُلَاعَبَةِ وَغَيْرِهَا دَمُ شَاةٍ وَفِيْ سَائِرِ الْمُحَرَّمَاتِ الْمَذْكُوْرَةِ مِنْ قَبْلُ فَفِيْهَا الْفِدْيَةُ وَهِيَ مُتَفَاوِتَةٌ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى مَا حُرِّمَ وَبِالنِّسْبَةِ اِلٰى مَنْ فَعَلَ اَوْ تَرَكَ مَثَلًا فِيْ قَطْعِ الشَّجَرِ الْكَبِيْرِ بَقَرَةٌ وَّفِي الصَّغِيْرِ شَاةٌ وَّلَا بَأْسَ بِقَطْعِ الشَّوْكِ وَمَا يُنَاسِبُهُ فِي الْاِيْذَاءِ۔

وَفِيْ صَيْدِ الْبَرِّ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ فَفِي النَّعَامَةِ بَدَنَةٌ وَفِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ وَالْبَقَرِ الْوَحْشِيِّ بَقَرَةٌ وَفِي الْغَزَالِ مَعْزٌ وَفِي الْاَرْنَبِ عَنَاقٌ وَفِي الْيَرْبُوْعِ جَفَرَةٌ وَمَا قَتَلَهُ الْمُحْرِمُ مِنَ الصَّيْدِ فَهُوَ حَرَامٌ كَالْمَيْتَةِ وَفِيْ جَمِيْعِ الْوُحُوْشِ وَالطُّيُوْرِ وَنَتَائِجِهَا يَرْجِعُ اِلٰى قَوْلِ عَدْلَيْنِ فِيْ قِيْمَتِهَا وَفِدْيَتِهَا لَا فِدْيَةَ فِيْ قَتْلِ السِّبَاعِ الْمُؤْذِيَةِ كَالذِّئْبِ وَغَيْرِهٖ وَلَا فِيْ قَتْلِ الْحَشَرَاتِ الْمُؤْذِيَةِ كَالْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْفَارَةِ وَالْغُرَابِ وَالْحِدَاَةِ وَالْبُرْغُوْثِ وَالْبَقِّ وَ

الزَّنْبُورِ اِنْ خَشِيَ مِنْ لَدْغِهَا وَفِيْ قَتْلِ الْقَمْلَةِ فِدْيَةٌ بِكَفِّ طَعَامٍ لِاَنَّ الْاِشْتِغَالَ بِقَتْلِهَا قَبِيْحٌ خُصُوْصًا فِي الْاَوْقَاتِ الشَّرِيْفَةِ وَفِي الْجَرَادِ وَالْقُرَادِ كَفُّ طَعَامٍ اَوْ تَمْرَةٌ وَفِي الثَّعْلَبِ وَالضَّبُعِ اِنْ عَدَّهُمَا مِمَّا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ فَعَنَاقٌ اَوْ شَاةٌ وَاِنْ عَدَّهُمَا مِنَ السِّبَاعِ الْمُؤْذِيَةِ فَلَا فِدْيَةَ لَهُمَا وَلَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَنْ يَّتَعَرَّضَ لِلْوُحُوْشِ وَاِنِ اسْتَأْنَسَتْ اَيْضًا وَلَا بَأْسَ بِذَبْحِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَ الدَّجَاجِ وَالْبَطِّ وَغَيْرِهَا مِنَ الْاَهْلِيَّةِ وَاِنْ تَوَحَّشَتْ اَيْضًا وَعَلَى الْمُعْتَمِرِ اَوِ الْحَاجِّ الْمُفْرِدِ اِنْ لَزِمَ دَمٌ اَوْ صَدَقَةٌ فَعَلَى الْقَارِنِ ضِعْفُهَا لِحَجَّتِهٖ وَاحِدٌ لِعُمْرَتِهٖ وَاحِدٌ وَاِنْ قَتَلَ مُحْرِمَانِ صَيْدًا وَاحِدًا فَعَلٰى كُلٍّ مِّنْهُمَا فِدْيَةٌ كَامِلَةٌ وَبَيْعُ الصَّيْدِ وَابْتِيَاعُهُ مَعَ الْاِحْرَامِ بَاطِلٌ

وَاَمَّا الْهَدْيُ لِلْمُتَمَتِّعِ وَالْقَارِنِ وَالْمُتَطَوِّعِ فَلَا يَجُوْزُ ذَبْحُهُ وَنَحْرُهُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ النَّحْرِ بِمِنًى وَ لِلْمُعْتَمِرِ بِمَرْوَةَ اَوْ بِمَكَّةَ وَاَمَّا الْاُضْحِيَّةُ فَهِيَ مُسْتَحَبَّةٌ وَمَكَانُهَا مِنًى وَزَمَانُهَا يَوْمُ النَّحْرِ وَثَلَاثَةٌ بَعْدَهُ وَهُوَ لِمَنْ كَانَ بِمِنًى وَفِي الْاَمْصَارِ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ وَاَمَّا سَائِرُ الدِّمَاءِ فَلَا تَتَقَيَّدُ بِيَوْمِ النَّحْرِ وَلَا بِاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ بَلْ حَيْثُ اتَّفَقَ وَلٰكِنْ لَا يَجُوْزُ اِلَّا فِي الْحَرَمِ وَلَا التَّصَدُّقُ بِمَالٍ اِلَّا فِيْهِ وَيُكْرَهُ اَنْ تُخْرِجَ مِنْ اُضْحِيَّتِهٖ شَيْئًا مِّنْ مِنًى وَلَا بَأْسَ بِالسَّنَامِ وَمِمَّا يُضَحِّيْهِ غَيْرُهُ وَيَكْفِيْ هَدْيُ التَّمَتُّعِ عَنِ الْاُضْحِيَّةِ وَلَوْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا كَانَ اَفْضَلَ وَلَوْ لَمْ يَجِدِ الْاُضْحِيَّةَ تَصَدَّقَ بِثَمَنِهَا وَلَا يَجُوْزُ الْمَعِيْبُ لِلْهَدْيِ وَالْاُضْحِيَّةِ كَمَقْطُوْعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ وَالْاُذُنِ وَالشَّفَةِ وَ الذَّاهِبَةِ الْعَيْنِ وَ الْعَجْفَا وَالْعَرْجَاءِ الَّتِيْ لَا تَمْشِيْ اِلَى الْمَنْسَكِ وَكُرِهَ اَنْ يُّعْطِيَ اُجْرَةُ الْجَزَّارِ مِنْهَا

حج کے ارکان

حج کے پانچ ارکان ہیں۔ ۱۔احرام باندھنا ۲۔میدان عرفات میں ٹھہراؤ کرنا ۳۔ طواف کعبہ ۴۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ۵۔ سر مونڈنا یا بالوں کو چھوٹا کرنا۔

عمرہ کے ارکان تو چار ہیں۔ کیونکہ عمرہ کی ادائیگی کی صورت میں وقوف عرفہ کا حکم نہیں ہے۔ ان ارکان میں ہر ہر رکن کے کچھ واجب افعال، کچھ مسنون افعال اور کچھ آداب ہیں چنانچہ ارکان میں بگاڑ پیدا کرنے کی صورت میں آئندہ

سال اس کی قضا کا بجالانا واجب ہے۔ تمام احکام حج کو بجالانا یا ایام تشریق کے آخری دن تک منیٰ میں اقامت پذیر ہونا مسنون ہے۔ جملہ واجبات میں بگاڑ پیدا کرنے کی صورت میں فدیہ دینا واجب ہوتا ہے۔

جیسا کہ ہم عنقریب فدیہ کا بیان کریں گے۔ مسنون افعال میں بگاڑ پیدا کرنے کی صورت میں سلے ہوئے کپڑے پہننے، مرد کے حق میں سر کو ڈھانپ لینے یا عورت کے حق میں چہرے کو ڈھانپنے، خوشبو لگانے، سر مونڈنے اور ناخنوں کو تراشنے کی صورت میں ایک بکری کا ذبح کرنا ہے یا چھ مسکینوں کو اسی طرح کھانا کھلانا کہ ہر مسکین کو نصف صاع کی مقدار کا کھانا ملے یا تین دنوں کے روزے رکھے۔ تحلل اول کے بعد جنسی رابطہ قائم کرنے کی صورت میں مالدار کے ذمے ایک اونٹ، درمیانے طبقے کے ذمہ ایک گائے اور تنگدست فرد کے ذمے ایک بکری کا دینا لازم ہے۔ جو کوئی کچھ نہ پا سکے اس کے ذمے کوئی چیز لازم نہیں۔ تحلل اول سے پہلے جنسی رابطہ قائم کرنا حج اور عمرہ دونوں میں بگاڑ پیدا کرنے کا باعث ہے لہٰذا واجب حج وغیرہ میں بگاڑ پیدا کرنے کی صورت میں آئندہ سال قضا کا بجالانا واجب ہے اور مسنون حج میں بگاڑ پیدا کرنے کی صورت میں قضا کی بجا آوری مسنون ہے مناسب یہ ہے کہ آدمی احرام کھولنے تک احکام حج کی بجا آوری کے دوران تنہا نہ رہے۔ جنسی رابطہ کے ابتدائی مراحل طے کرنے کی صورت میں ایک بکری کا دینا لازم ہے۔ مثلاً بوسہ بازی کرنا، ہاتھ لگانا اور دل لگی کرنا وغیرہ۔ اس سے پہلے بیان کردہ حرام امور کے ارتکاب کی صورت میں فدیہ دینا لازم ہو جاتا ہے۔ فدیہ کا مسئلہ نفس فعل حرام اور اس کے فاعل یا تارک کی نسبتوں کے لحاظ سے مختلف ہوا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر بڑے درخت کے کاٹنے کی صورت میں ایک گائے کا فدیہ دینا اور چھوٹے درخت کے کاٹنے کی صورت میں ایک بکری کا فدیہ دینا لازم ہے۔ کانٹا اور ضرر رسانی میں کانٹے کی ہم شکل چیزوں کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خشکی کے حلال گوشت والے جانوروں کا شکار کرنے کی صورت میں شکار کے ہم شکل چوپایوں کا فدیہ دینا ہے چنانچہ شتر مرغ کو مارنے کی صورت میں ایک اونٹ کا فدیہ دینا، جنگلی گدھے اور نیل گائے کو مارنے کی صورتوں میں ایک گائے کا فدیہ دینا، ہرن کو مارنے کی صورت میں ایک بکری کا فدیہ دینا، خرگوش کو مارنے کی صورت میں بکری کے ایک سال کے بچے کا فدیہ دینا اور جنگلی چوہے کو مارنے کی صورت میں بکری کے چار ماہ کے بچے کا فدیہ دینا لازم ہیں۔

حج کے احرام والے شخص کا مارا ہوا شکار مردار کی مانند حرام ہے۔ تمام وحشی جانور، پرندے اور ان کے بچوں کا شکار کرنے کی صورتوں میں ان کی قیمتوں کا تخمینہ لگانے اور فدیہ کا معاملہ طے کرنے کے لیے دو عادل آدمیوں کی طرف رجوع

کیا جائے گا۔ضرر رساں درندوں کو مار ڈالنے کی صورت میں کوئی فدیہ لازم نہیں ہے۔مثلاً سانپ ،بچھو،چوہا ،چیل،پِسّو، مچھر اور بھڑ بشرطیکہ اس کے ڈنگ مارنے کا خطرہ ہو۔جوں مارنے کی صورت میں ایک مٹھی بھر کھانے کا فدیہ لازم ہے، کیونکہ جوں مارنے میں لگے رہنا انتہائی ناپسندیدہ حرکت ہے خاص کر شریف وقتوں میں یہ حرکت زیادہ بری ہے۔ٹڈی اور جھینگڑے کو مارنے کی صورتوں میں ایک مٹھی بھر کھانا یا ایک دانہ کھجور کا فدیہ دے۔لومڑی اور بجو کو مارنے کی صورتوں میں اگر آدمی اپنے عقیدہ کے لحاظ سے ان دونوں جانوروں کو حلال گوشت والے جانوروں میں شمار کرے تو ایسی صورت میں بکری کے ایک سال کے بچے کا فدیہ دینا ہیں۔اگر آدمی اپنے عقیدے کے لحاظ سے ان دونوں جانوروں کو ضرر رساں درندوں میں شمار کرے تو ایسی صورت میں ان دونوں کے حق میں کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔محرم حج کیلئے شکار کی صورت میں وحشی جانوروں سے چھیڑ چھاڑ کرنا جائز نہیں ہے۔اگر چہ وہ انسانی ماحول سے مانوس ہی کیوں نہ ہوں۔اونٹ ،گائے ،بھیڑ ،بکری ،مرغ ،بطخ اور دیگر گھریلو جانداروں کو ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر چہ یہ گھریلو جانور وحشی ہی کیوں نہ بن جائے۔عمرہ ادا کرنے والے یا حج افراد بجالانے والے حضرات کے ذمے اگر ایک ایک جانور کا فدیہ لازم ہوجائے تو حج قران ادا کرنے والے کے ذمے ان صورتوں میں ان کا دوگنا فدیہ لازم ہوجاتا ہے یعنی ایک فدیہ حج کی وجہ سے اور ایک فدیہ عمرہ کی وجہ سے اگر دو محرم حج مل کر ایک ہی شکار کو مارے تو ہر ایک کے ذمے پورا پورا فدیہ دینا لازم ہے احرام باندھنے کی حالت میں شکار کا فروخت کرنا اور خریدنا دونوں صورتیں باطل ہیں۔

حج تمتع بجالانے والے۔ حج قران بجالانے والے اور حج نفل ادا کرنے والے حضرات کے لیے قربانی کا جانور ذبح کرنا اور اس کا نحر کرنا صرف قربانی کے دن منٰی میں ہی جائز ہوسکتا ہے۔عمرہ ادا کرنے والے کے لیے قربانی کا جانور ذبح کرنا مروہ یا مکہ میں جائز ہے۔

قربانی کا مسئلہ

قربانی سنت ہے۔قربانی کی جگہ منٰی ہے اور اس کا وقت ذی الحج کی دسویں اور اسی کے بعد تین دنوں کا عرصہ ہے۔وقت کی یہ صورت ان لوگوں کے حق میں ہے جو منٰی میں ہوں، دیگر شہروں کے باشندوں کے حق میں قربانی کا وقت ذی الحج کی دسویں اور اس کے بعد دو دنوں کا عرصہ ہے۔

جانور ذبح کرنے کی دیگر تمام صورتیں

قربانی کے سوا دیگر جانوروں کا ذبح کرنا ذی الحج کی دسویں کے ساتھ مقید نہیں ہیں اور نہ ہی ایام تشریق کے ساتھ بلکہ جہاں کہیں اتفاق صورت پیش آئے وہاں ذبح کرے لیکن قربانی کا جانور کے ذبح کرنا صرف حرم ہی میں جائز ہے اور کسی قربانی کے بدلے مال کو خیرات کرنا حرم ہی میں جائز ہے۔ منیٰ سے اپنی قربانی سے کسی چیز کو نکال کر باہر لے جانا جائز نہیں ہے البتہ جانور کی کوہان کو لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حج تمتع کے لیے ذبح کئے جانے والے جانور عام قربانی کے لیے کافی ہے اگر دونوں قربانیوں کو جمع کرے تو یہ افضل ہے اگر کسی کو قربانی کے لیے جانور نہ مل سکے تو وہ قیمت کو خیرات کرے۔

قربانی کا جانور کیسا؟

بطور شکرانہ قربانی پیش کرنے اور عام قربانی کے لیے عیب دار جانور جائز نہیں ہے۔ مثلاً ہاتھ، پیر کٹے ہوئے جانور ،کان کٹا جانور، ہونٹ پھٹا جانور، وہ جانور جس کی آنکھیں نہیں، کمزور جانور، لنگڑا جانور اور خارش کے شکار وہ کمزور جانور جو قربان گاہ تک چل کر نہ جا سکے۔ قربانی ہی سے قصائی کو اجرت دینا مکروہ ہے۔

وَ يَسْتَحِبُّ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْحَجِّ زِيَارَةُ قَبْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهِيَ حَرَمٌ اَيْضًا وَ يَسْتَحِبُّ اَنْ لَّا يَقْطَعَ شَجَرَهَا وَلَا حَشِيْشَهَا وَلَا يَقْتُلَ صَيْدَهَا وَ يَسْتَحِبُّ الْغُسْلُ وَقْتَ دُخُوْلِهَا وَلُبْسُ اَنْظَفِ ثِيَابِهٖ وَاَنْ يَّدْخُلَ الْمَسْجِدَ مُتَوَاضِعًا مُّتَضَرِّعًا وَ اَنْ يَّقُوْلَ عِنْدَ الدُّخُوْلِ بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا۔ وَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَيَقْصِدُ تُرْبَتَهٗ وَيَقِفُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَظَهْرُهٗ اِلَى الْقِبْلَةِ وَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَيْرَ خَلْقِ اللهِ وَهٰكَذَا وَاِنْ اَوْصٰى لَهٗ اَحَدٌ السَّلَامَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ فُلَانٍ ثُمَّ يَدْعُوْ بِمَا شَاءَ وَيُلَازِمُ حَضْرَتَهٗ مَادَامَ فِي الْمَدِيْنَةِ وَيَتَصَدَّقُ مَا اَمْكَنَ۔

رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک کی زیارت

حج سے فراغت پانے کے بعد مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا سنت ہے مدینۂ منورہ بھی حرم ہے۔سنت ہے کہ مدینۂ منورہ کے کسی درخت کو نہ کاٹے ،گھاس نہ کاٹے اور نہ ہی مدینہ طیبہ کے شکار کو مارے، مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا،صاف ترین کپڑے پہننا، عاجزی اور انکساری سے گڑگڑاتے ہوئے مسجد نبوی میں داخل ہونا اور مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت اس دعا کا پڑھنا مسنون افعال ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ۔

''اللہ کے نام سے ہر چیز کا آغاز ہوتا ہے۔اللہ کی توفیق سے مجھے داخلہ مدینہ نصیب ہوا۔اللہ کے رسول ﷺ پر میرا سلام ہو۔پروردگار! میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ پروردگار! سچائی کی جائے ورود میں مجھے داخل فرما۔صداقت وراست بازی کی جائے صدور پہ مجھے نکال اور اپنی طرف سے میرے لئے ایک مددگار قوت پیدا فرما''۔

زائر منبر رسول ﷺ کے پاس دو رکعت نماز ادا کرے۔تربت پاک کا عزم زیارت کرے۔قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے حضور اکرم ﷺ کے روبرو کھڑے ہوجائے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ اے اللہ کے حبیب ﷺ! آپ پر میرا سلام ہو۔اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ پر میرا سلام ہو۔اَلسَّلَامُ عَلٰى يَاخَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اے مخلوقات خدا میں سب سے افضل ہستی! آپ پر میرا سلام ہو۔

اگر کسی نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سلام پہنچانے کی وصیت کی ہو تو اس صورت میں زائر یوں کہے۔اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ فُلَانٍ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر فلاں آدمی کی طرف سے سلام ہو۔اس سلام کے بعد جو کچھ چاہے دعا مانگے۔جب تک مدینہ منورہ میں مقیم ہو۔حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درگاہ شریف میں بار بار حاضری دینے کو لازم رکھے اور ہر ممکن صورت سے مال کی خیرات کرے۔

بَابُ الْجِهَادِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى - يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○[1] وَقَالَ اَيْضًا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○[2] وَقَالَ اَيْضًا وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○[3] وَقَالَ اَيْضًا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ لا اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ط[4] وَاَمْثَالُهَا فِي الْقُرْاٰنِ اَكْثَرُ مِنْ سَائِرِ الْعِبَادَاتِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْجِهَادَ عَلٰى نَوْعَيْنِ الْاَكْبَرُ وَالْاَصْغَرُ لِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قِيْلَ وَمَا هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ جِهَادُ النَّفْسِ اَعْدٰى عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِيْ بَيْنَ جَنْبَيْكَ وَكِلَاهُمَا حِرْفَةُ الرِّجَالِ اَمَّا الْاَكْبَرُ وَهُوَ حِرْفَةُ رِجَالِ الْبَاطِنِ وَاَمَّا الْاَصْغَرُ فَهُوَ حِرْفَةُ رِجَالِ الظَّاهِرِ فَمَنْ كَانَ رَجُلًا بِالظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ كِلَاهُمَا حِرْفَتُهُ لِمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِيْ حِرْفَتَيْنِ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ اَلْفَقْرُ وَالْجِهَادُ يَعْنِي الْاَكْبَرَ وَالْاَصْغَرَ -

وَلَابُدَّ فِيْ كُلِّ مِّنْهُمَا مِنْ اِمَامٍ ذَكَرٍ حُرٍّ بَالِغٍ عَاقِلٍ مُسْلِمٍ عَادِلٍ عَالِمٍ شُجَاعٍ سَخِيٍّ تَقِيٍّ قُرَشِيٍّ بَلْ هَاشِمِيٍّ بَلْ عَلَوِيٍّ بَلْ فَاطِمِيٍّ فَلِلْجِهَادِ الْاَصْغَرِ يَكْفِيْ هٰذَا الْقَدْرُ فِيْ صِفَاتِ الْاِمَامِ وَلِلْجِهَادِ الْاَكْبَرِ يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ الْاِمَامُ وَلِيًّا كَامِلًا فِيْ مَقَامَاتِ الْوِلَايَةِ مِنَ الْاَطْوَارِ السَّبْعِ

---

١. سورة التوبة ، الآية ۷۳

٢. سورة العنكبوت ، الآية ۶۹

٣. سورة العنكبوت ، الآية ۶

٤. سورة التوبة ، الآية ۲۰

الْقَلْبِيَّةِ وَالْأَنْوَارِ الْمُتَنَوِّعَةِ الْغَيْبِيَّةِ وَالْمُكَاشَفَاتِ وَالْمُشَاهَدَاتِ وَالْمُعَايَنَاتِ وَالتَّجَلِّيَاتِ مِنَ الْآثَارِ وَالْأَفْعَالِ وَالصِّفَاتِ وَالذَّاتِ فَانِيًا فِي اللَّاهُوْتِ بَاقِيًا فِي الْجَبَرُوْتِ مُتَّصِفًا بِالْمَظْهَرِيَّةِ الْكُلِّيَّةِ عَارِفًا مُوَحِّدًا مُحَقِّقًا بِحَقَائِقِ الْأَشْيَاءِ عَيَانًا لَا قَانِعًا بِاسْتِرَاقِ السَّمْعِ مُرْشِدًا مُكَمِّلًا لِلسَّالِكِيْنَ بِالْخِدْمَةِ وَالْعُزْلَةِ وَالْخَلْوَةِ وَالصُّحْبَةِ وَبِمَا يَلِيْقُ بِأَحْوَالِهِمْ مِنْ سَائِرِ السِّيَاسَاتِ وَ الرِّيَاضَاتِ حَكِيْمًا لِخُلُقِهِمْ طَبِيْبًا لِخَلْقِهِمْ مُجْتَهِدًا فِي الشَّرِيْعَةِ مُجَاهِدًا فِي الطَّرِيْقَةِ وَاصِلًا إِلَى الْحَقِيْقَةِ بِعِلْمِ الْيَقِيْنِ وَعَيْنِ الْيَقِيْنِ وَحَقِّ الْيَقِيْنِ مُوْقِنًا فِي أُصُوْلِهَا وَفُرُوعِهَا وَكُلِّيَاتِهَا وَ جُزْئِيَاتِهَا مُجِدًّا فِي تَزْكِيَةِ نُفُوْسِهِمْ مُمِدًّا فِي تَصْفِيَةِ قُلُوْبِهِمْ وَإِنْ لَّمْ يُوْجَدْ إِمَامٌ جَامِعٌ لِّهٰذِهِ الصِّفَاتِ لَابُدَّ أَنْ يَّكُوْنَ تَقِيًّا مُرْتَاضًا مُكَاشِفًا سَيَّارًا فِي الْمَلَكُوْتِ مُشَاهِدًا طَيَّارًا فِي الْجَبَرُوْتِ فَانِيًا فِي اللّٰهِ بَاقِيًا بِاللّٰهِ عَالِمًا بِآدَابِ الطَّرِيْقَةِ وَ قَوَانِيْنِ الْأَرْبَعِيْنَ وَتَرْبِيَةِ السَّالِكِيْنَ وَتَعْبِيْرَاتِ الْوَاقِعَاتِ مُجَازًا فِي أَخْذِ الْبَيْعَةِ وَتَلْقِيْنِ الذِّكْرِ وَإِرْشَادِ الطَّالِبِيْنَ مِنْ مُّرْشِدٍ كَامِلٍ وَهُوَ أَيْضًا مِنْ مُّرْشِدٍ كَامِلٍ هٰكَذَا يَجِبُ أَنْ يَّكُوْنَ مُسَلْسِلًا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِلَا اِنْفِصَامٍ وَلَوْ كَانَ ذَالِكَ الْإِمَامُ أُمِّيًّا وَّلَمْ يَكُنْ قُرَشِيًّا أَوْ هَاشِمِيًّا أَوْ عَلَوِيًّا لَا بَأْسَ بِهٖ لِأَنَّ نِسْبَتَهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَاطِنَةٌ وَهُوَ وَلَدُهُ مِنَ النُّطْفَةِ الْقَلْبِيَّةِ وَالْحَقِيْقِيَّةِ لَا الصُّلْبِيَّةِ. وَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَكُلُّ تَقِيٍّ آلِيْ إِشَارَةٌ إِلٰى هٰذَا التَّقِيِّ-

وَ كَمَا أَنَّ شَرَائِطَ وُجُوْبِ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ الْإِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالذُّكُوْرَةُ وَ أَنْ لَّا يَكُوْنَ هِمًّا وَلَا مُقْعَدًا وَلَا أَعْمٰى وَلَا أَشَلَّ وَلَا مَرِيْضًا يَعْجِزُ عَنْهُ فَكَذَا شَرَائِطُ وُجُوْبِ الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ الْإِرَادَةُ وَ بُلُوْغُ السِّنِّ إِلٰى عِشْرِيْنَ سَنَةً وَمَعْرِفَةُ إِمَامٍ مُرْشِدٍ وَالْإِنَابَةُ وَعُلُوُّ الْهِمَّةِ وَأَنْ لَّا يَكُوْنَ كَبِيْرَ السِّنِّ بِحَيْثُ لَا يُطِيْقُ الْمُجَاهَدَةَ وَ لَا مُقَيَّدًا بِتَقْلِيْدٍ بِعَيْنِهٖ وَلَا مُنْكِرَ

طَرِيْقَةِ السَّالِكِيْنَ وَلَا مُخْتَلَّ الدِّمَاغِ وَلَا مُعْتَرِضًا عَلَى الْمُرْشِدِيْنَ وَفِي الْجِهَادَيْنِ مَنِ اجْتَمَعَتْ شَرَائِطُ الْوُجُوْبِ فِيْهِ وَوَجَدَ إِمَامًا وَدَعَاهُ وَلَمْ يُجَاهِدْ بِنَفْسِهِ أَوْ بِمَالِهِ أَوْ بِكِلَيْهِمَا أَوْ بِنَائِبِهِ فَقَدْ عَصَى إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَوْكَةٌ وَبَغَى إِنْ كَانَ لَهُ شَوْكَةٌ وَالنَّائِبُ مَنِ اسْتَنَابَهُ وَهَيَّأَلَهُ الْمَاكُوْلَ وَالْمَلْبُوْسَ وَالْأَسْلِحَةَ وَالْمَرْكُوْبَ إِنْ كَانَ فَارِسًا وَمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ وَيَجُوْزُ ذٰلِكَ فِي الْعِجْزِ أَبَدًا وَفِي الْقُدْرَةِ إِنْ قَبِلَهُ الْإِمَامُ أَوْ مَنْ يَنُوْبُ مَنَابَهُ فَيَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ أَوْ مَنْ يَنُوْبُ مَنَابَهُ دَعْوَتُهُ إِنْ قَبِلَ فَقَدْ فَازَ وَإِنْ لَمْ يَقْبَلْ فَوَجَبَ عَلَى الْإِمَامِ مَنْعُهُ بِالْحَبْسِ أَوْ بِالْقَتْلِ أَوْ بِغَيْرِهِمَا فَيَخْتَارُ الْإِمَامُ فِيْمَا فِيْهِ مَصْلَحَةُ الْإِسْلَامِ وَلَا يُفْضِيْ إِلَى مَفْسَدَةٍ وَإِنْ لَمْ يُوْجَدْ إِمَامٌ وَلٰكِنْ مَلِكٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُرِيْدُ مُحَارَبَةَ الْكُفَّارِ يَجُوْزُ بَلْ يَسْتَحِبُّ الْجِهَادُ لِمَنِ اتَّصَفَ بِشَرَائِطِ الْوُجُوْبِ مَعَ وُجُوْدِ الْإِمَامِ۔ وَأَمَّا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ فَلَا يَجُوْزُ إِلَّا فِي حَضْرَةِ مُرْشِدٍ وَ مَنِ ارْتَكَبَ الْمُجَاهَدَةَ بِلَا مُرْشِدٍ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى۔ وَالْجِهَادُ الْأَصْغَرُ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ يَعْنِيْ إِنِ اشْتَغَلَتْ طَائِفَةٌ بِهٖ اسْتَغْنَى الْبَاقِيْ عَنِ الْجِهَادِ۔

جہاد کا بیان

فرمان الٰہی ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (الخ الآیہ) ''اے نبی ﷺ! کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کرو۔ ان کے خلاف سخت رویہ اختیار کرو۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور دوزخ تو بہت بڑا بُرا ٹھکانہ ہے''۔ نیز ارشاد خداوندی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (الخ الآیہ) ''جو لوگ ہماری رضا جوئی کی خاطر جہاد کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنی راہوں پہ لگا دیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ پاک نیکوکاروں کے ساتھ ہے''۔ نیز ارشاد رب العزت ہے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ (الخ الآیہ) ''اور جن لوگوں نے جہاد کیا انہوں نے اپنے فائدے کے لیے کیا ہے بیشک اللہ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے''۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ (الخ الآیہ) ''جو لوگ ایمان لائے، انھوں نے ہجرت

کی، خدا کی راہ میں اپنے مال واسباب اور جانیں دے کر جہاد کیا وہ خداوندِ عالم کے ہاں بہت بڑے درجے کے حامل لوگ ہیں اور صرف وہی لوگ کامیاب ہیں''۔ قرآن پاک میں اس قسم کی آیات تمام دیگر عبادتوں کی نسبت زیادہ ہیں۔

اقسام جہاد کے مسائل

آگاہ رہے کہ جہاد کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ جہادِ اکبر ۲۔ جہادِ اصغر

اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر سے واپسی کے موقع پر ارشاد فرمایا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ الخ ''ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ آئے''۔ حضورِ اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ! جہادِ اکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نفس سے جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔ تیرا سب سے خطرناک دشمن تیرا نفس امارہ ہے جو تیرے پہلوؤں کے درمیان پوشیدہ ہے۔ دونوں کے دونوں جہاد مردوں کا فن ہے۔ جہادِ اکبر باطنی احوال کے حامل مردوں کا فن ہے اور جہادِ اصغر ظاہری احوال کے حامل مردوں کا فن ہے۔ جو مرد احوال ظاہر اور احوال باطن دونوں کا حامل ہو تو پھر دونوں جہاد اس کے حق میں فن ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ اِنَّ لِيْ حِرْفَتَيْنِ مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ اَلْفَقْرُ وَالْجِهَادُ ''تحقیق میرے دو فن ہیں۔ جو ان دونوں سے محبت رکھے تو گویا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے عداوت کی تو گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ ایک فن فقر حقیقی ہے دوسرا جہاد، مطلب یہ ہے کہ جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر''۔ دونوں کے دونوں جہاد کے لیے ایک ایسے امام کا ہونا ضروری ہے جو مرد ہو، آزاد ہو، بالغ ہو، عقلمند ہو، مسلمان ہو، صاحب عدل ہو، علم والا ہو، بہادر ہو، سخاوت والا ہو، پرہیزگار ہو، قریشی بلکہ ہاشمی بلکہ علوی بلکہ فاطمی ہو۔ جہادِ اصغر کی انجام دہی کے لیے اوصاف امام کی یہی صورتیں ہیں۔

جہادِ اکبر کے لیے امام

جہادِ اکبر کی انجام دہی کے لیے چاہیے کہ امام کوئی ایسا ولی ہو جو ولایت کے مقامات میں کمال درجے پر فائز ہو جیسے اطوار سبعیہ قلبیہ، انوار متنوعۂ غیبیہ، احوال کشف، احوال مشاہدہ، احوال معائنہ اور روحانی تجلیاں جو آثار وافعال، صفات الہیہ اور مظاہر ذاتِ حق، جُملہ تجلیات سے وابستہ ہیں۔ اور وہ امام عالم لاہوت میں فنا ہونے والا ہو۔ عالم جبروت میں باقی رہنے والا ہو۔ جملہ مظاہر کلیہ کا حامل ہو۔ معرفت والا ہو۔ پکا موحد ہو۔ جملہ اشیاء کی حقیقتوں کی تحقیق کرنے والا ہو۔ صرف کانوں سے سننے پر قناعت کرنے والا نہ ہو۔ ہدایت کرنے والا ہو۔ روحانی راہوں پر چلنے والوں کو صحیح خدمت، صحیح

عزلت، صحیح خلوت نشینی، صحیح صحبت اور ان کے احوال کے مناسب جملہ سیاسی مصلحتوں اور ریاضتوں کے ذریعے سے درجہ کمال کو پہنچانے والا ہو۔ سالکین کے اخلاق کو پاکیزہ رکھنے میں ان کا حکیم ہو۔ سالکین کو اور خلقت کو درست رکھنے کے لیے وہ ان کا ڈاکٹر ہو۔ شریعت کا مجتہد ہو۔ طریقت کا مجاہد ہو، علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کی صورتوں میں حقیقت تک رسائی پانے والا ہو۔ ان علوم کے اصول، فروغ، کلیات اور جزئیات پر یقین رکھنے والا ہو۔ سالکین کے تزکیہ نفوس کے لیے کوشاں رہنے والا ہو اور ان کی قلبی صفائی کے معاملے میں ان کا مددگار ہو۔ اگر ان تمام اوصاف کا جامع امام نہ پایا جاتا ہو تو (جہاد اکبر کی انجام دہی کے لیے) ضروری ہے کہ امام پرہیزگار ہو، ریاضت کرنے والا ہو، عالم جبروت میں پرواز کرنے والا ہو، خدا کی یکتائی میں فنا ہونے والا ہو، خدا ہی کے تصور کے ساتھ باقی رہنے والا ہو، طریقت کے آداب، چلّہ کشی کے قوانین، سالکین کی تربیت اور واقعات کی تعبیروں کا خوب جاننے والا ہو اور کسی کامل مرشد کی طرف سے بیعت لینے، ذکر الٰہی کی تلقین کرنے اور طالبانِ راہ حق کو ہدایت کرنے کا اجازت یافتہ ہو۔ اسی طرح سے واجب ہے کہ اس امام کا سلسلہ کسی قسم کے انقطاع کے بغیر رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہو اگر ایسا امام کوئی امتی ہو، قریشی، ہاشمی یا علوی وغیرہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کی نسبت باطنی ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے صلبی نطفے سے نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں دل کے نطفے سے جنا ہوا فرزند ہے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ کُلُّ تَقِیٍّ آلِی "ہر پرہیزگار شخص میری آل میں داخل ہے۔ وہ اسی پرہیزگار کی طرف اشارہ ہے۔

شرائط کے مسائل

جس طرح سے جہاد اصغر کے واجب ہونے کی شرطیں مسلمان ہونا، بالغ ہونا، عاقل ہونا، آزاد ہونا، مرد کا ہونا، انتہائی کمزور بوڑھا نہ ہونا، اپاہج نہ ہونا، اندھا نہ ہونا، شل شدہ اعضاء والا نہ ہونا اور جہاد کرنے سے عاجز آنے والے بیمار کا نہ ہونا ہیں۔ اسی طرح سے جہاد اکبر کے واجب ہونے کی شرطیں پکا ارادہ کرنا، عمر کا بیس سال کو پہنچنا، کسی مرشد امام کی پہچان، توبہ کرنا، ہمت کی بلندی، ایسا عمر رسیدہ نہ ہو جو ریاضت و مجاہدہ کی طاقت نہ رکھے، کسی معین فرد کی تقلید میں بند نہ ہونا، طریقت سالکین کا منکر نہ ہونا، دماغ کا مختل نہ ہونا اور مرشدین پر اعتراض کرنے والا نہ ہونا ہیں۔

دونوں جہاد کی بجا آوری کے لیے جس شخص کے اندر ان کے واجب ہونے کی شرطیں یکجا ہوں وہ کسی امام کو پالے، وہ امام اس کو جہاد کی دعوت دے اور وہ خود اپنے طور یا مال دے کر یا دونوں صورتوں میں یا اپنا کوئی جانشین بھیج کر جہاد نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا بشرطیکہ اس کے پاس کچھ اقتدار نہ ہو۔ اس کے پاس اگر اقتدار ہو تو اس صورت میں وہ باغی بن

جائے گا۔ نائب وہ شخص ہے جس کو کوئی اپنا جانشین بنائے۔ اس کے لیے کھانے کی چیزیں، پہننے کے کپڑے، ہتھیار اور سواری فراہم کرے بشرطیکہ نائب سوار ہونے والا ہو نیز ضرورت کی ہر چیز مہیا کرے۔ کسی کو نائب بنانا کسی کے خود عاجز آنے کی صورت میں ہمیشہ جائز ہے۔ خود کو جہاد کی قدرت حاصل ہونے کی صورت میں بھی نائب بنانا جائز ہے بشرطیکہ امام یا نائب امام کسی کی جانشینی کو قبول کرے۔ چنانچہ امام کے لیے ایسے آدمی کو جہاد کی دعوت دینا واجب ہے۔ اگر وہ اس دعوت کو قبول کرے تو کامیاب ہے اگر وہ دعوت جہاد کو قبول نہ کرے تو امام کے ذمے اس کو محبوس کرنے یا قتل کرنے یا ان کے علاوہ کسی اور صورت سے باز رکھنا واجب ہے۔ چنانچہ امام کو ان صورتوں میں کاروائی کرنے کا اختیار حاصل ہے جن میں اسلام کا مفاد ہو اور وہ کاروائی لوگوں کو کسی فساد خیزی کی طرف نہ لے جائے۔

مسلمان بادشاہ کے حکم سے جہاد کا مسئلہ

اگر امام نہ پایا جاتا ہو لیکن مسلمانوں کا کوئی ایسا بادشاہ موجود ہو جو کافروں سے برسر پیکار ہونا چاہتا ہو تو اس کے لیے جہاد کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ ایسے بادشاہ کے ساتھ مل کر کافروں سے جنگ کرنا ہر اس فرد کے لیے لازماً مسنون ہے جو امام کی موجودگی میں جہاد واجب ہونے کی شرطوں کا حامل ہو۔

جہاد اکبر کا مسئلہ

جہاد اکبر کا معاملہ صرف کسی مرشد کامل کی حضوری ہی میں جائز ہوسکتا ہے۔ جو کوئی بھی کسی مرشد کامل کی حضوری کے بغیر ریاضت و مجاہدہ کا ارتکاب کرے وہ گمراہ ہوگا اور مقصد سے بھٹک جائے گا۔

جہاد اصغر کا مسئلہ

جہاد اصغر فرض کفایہ ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر ایک گروہ اس جہاد کے کام میں لگ جائے تو دوسرے لوگ اس سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

اَمَّا الَّذِیْنَ یَجِبُ جِهَادُهُمْ فَهُمْ عَبَدَةُ الْاَصْنَامِ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَالْمَجُوْسُ وَالْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی وَالصَّابِئُوْنَ مِنَ الْكَافِرِیْنَ وَ الْبُغَاةُ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَمَّا عَبَدَةُ الْاَصْنَامِ فَوَجَبَتْ دَعْوَتُهُمْ اَوَّلاً اِلَی الْاِسْلَامِ فَاِنِ امْتَنَعُوْا مِنَ الشِّرْكِ حَصَلَ الْمُرَامُ وَاِنْ لَّمْ یَمْتَنِعُوْا وَجَبَ

قَتْلُهُمْ وَقِتَالُهُمْ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّبْدَاَ الْقِتَالُ بِالْاَشَدِّ ضَرَرًا لِّلْمُسْلِمِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اَبْعَدَهُمْ وَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِيْعُوْا اَجَازَ الْمُدَاهَنَةَ عَلٰى طِبْقِ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۝[1]

حَتّٰى تَسْتَطِيْعُوْا فَاِذَنْ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً وَلَا تَكُوْنُ مُهْلَتُهُمْ لِلْاِمَامِ اِلَّا فِيْ اَيَّامٍ مُّعَيَّنَةٍ لِمَصْلَحَةِ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا اَهْلُ الْكِتَابِ اَوْمَنْ لَهٗ شِبْهَةُ كِتَابٍ فَوَجَبَتْ دَعْوَتُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ اَوْ اِلٰى قُبُوْلِ الْجِزْيَةِ قَبْلَ ثَمَانِ مِائَةِ سَنَةٍ شَمْسِيَّةٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ وَاَمَّا بَعْدَ هٰذَا التَّارِيْخِ فَحُكْمُهُمْ حُكْمُ الْمُشْرِكِيْنَ فَيَجِبُ قَتْلُهُمْ وَمُقَاتَلَتُهُمْ اِنْ كَانُوْا عَلٰى ضِعْفٍ اَوْ اَقَلَّ مِنَ الضِّعْفِ وَلَوِ ازْدَادُوْا بِنَفَرٍ يَّجُوْزُ الْفِرَارُ وَاِنْ لَّمْ يَزْدَادُوْا فَيَحْرُمُ غَيْرَ الْمُصَابَرَةِ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ وَلَوْ ظَنَّ اَنَّهُمْ غَالِبِيْنَ فَلَا يَجُوْزُ قَتْلُ الصِّبْيَانِ وَالنِّسْوَانِ وَالْخُنْثٰى وَالْمَجْنُوْنِ وَالْهِمِّ وَ الْاَعْمٰى وَالزَّمِنِ وَالرَّاهِبِ مَتٰى لَمْ يُقَاتِلُوْا وَلَمْ يُدَبِّرُوْا فِيْ اُمُوْرِ الْاَعْدَاءِ وَيَجُوْزُ مُحَاصَرَتُهُمْ فِي الْقِلَاعِ وَالْبِلَادِ الْمُتَحَصَّنَةِ وَاِحْرَاقُ اَبْنِيَتِهِمْ وَرَمْيُ الْمَنْجَنِيْقِ وَقَطْعُ مَجَارِيْ مِيَاهِهِمْ وَ اَشْجَارِهِمْ وَتَسْلِيْطُ الْمَاءِ عَلَيْهِمْ وَ كَمِيْنُهُمْ فِي اللَّيَالِيْ وَاَيُّ شَيْءٍ يُّرْجٰى مِنْهُ الْفَتْحُ وَالظَّفَرُ۔

وَلَوْ كَانَ فِيْهِمْ مُسْلِمٌ اَسِيْرٌ اَوْ تَاجِرٌ فَلَا تُتْرَكُ هٰذِهِ الْمُهْلِكَاتُ اِنْ لَّمْ يُرْجَ الظَّفَرُ اِلَّا بِهَا وَلَوْ تَتَرَّسُوْا بِالنِّسْوَانِ وَالصِّبْيَانِ وَلَمْ يُمْكِنِ الظَّفَرُ اِلَّا بِقَتْلِهِمْ لَا بَأْسَ بِقَتْلِهِمْ وَلَوْ اَمْكَنَ بِوَجْهٍ اٰخَرَ فَالْاِعْرَاضُ عَنْ قَتْلِهِمْ اَوْلٰى۔

وَيَجُوْزُ الْمُبَارَزَةُ وَاللَّعِبُ بِالرِّمَاحِ وَالسُّيُوْفِ وَعَرْقَبَةِ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا بَيْنَ الصَّفَّيْنِ بِاِذْنِ الْاِمَامِ وَبِغَيْرِ اِذْنِهٖ لَا يُبَارَكُ وَلَوْ اَسْلَمَ كَافِرٌ قَبْلَ الظَّفَرِ يُعْصَمُ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَاَوْلَادُهُ الصِّغَارُ لِاَنَّ غَيْرَ الْبَالِغِ تَابِعٌ لِّمَنْ اٰمَنَ مِنْ اَبَوَيْهِ وَلَوْ اٰمَنَ رَقِيْقٌ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ صَارَ حُرًّا وَتُرَقُّ النِّسْوَانُ وَالصِّبْيَانُ بِالسَّبْيِ وَاَمَّا الرِّجَالُ الْبَالِغُوْنَ فَيَخْتَارُ الْاِمَامُ فِيْ قَتْلِهِمْ وَ اسْتِرْقَاقِهِمْ

۱۔ سورۃ الکافرون، الآیۃ ٦

وَاِطْلَاقِهِمْ بِالْمَنِّ وَفِدَائِهِمْ بِالرِّجَالِ اِنْ كَانَ رَجُلٌ اَسِيْرٌ فِيْ اَيْدِيْهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ بِالْمَالِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّفْعَلَ مَا فِيْهِ مَصْلَحَةُ الْاِسْلَامِ وَيَسْتَوِيْ فِي السَّبْيِ الْوَثَنِيْ وَالْكِتَابِيْ۔

وَلَا يَجُوْزُ الْمُقَاتَلَةُ فِي الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ مَعَ مَنْ عَرَفَ حُرْمَتَهَا وَمَعَ مَنْ لَا يَعْرِفُ حُرْمَتَهَا لَا بَاْسَ بِهَا وَيَصِحُّ الْاَمَانُ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنْ كَانَ بَالِغًا عَاقِلًا مُّخْتَارًا لِّوَاحِدٍ مِّنْ اَهْلِ الْحَرْبِ اَوِ الْجَمَاعَةِ لَا لِاَهْلِ نَاحِيَةٍ اَوْ بَلْدَةٍ فَاِنَّهٗ يُخْتَصُّ بِالْاِمَامِ اَوْ بِنَائِبِهٖ وَلَوْ دَخَلَ حَرْبِيٌّ بِظَنِّ الْاَمَانِ وَلَمْ يُأْمِنْهُ اَحَدٌ وَجَبَ اِيْصَالُهٗ اِلٰى مَاْمَنِهٖ مِنْ غَيْرِ تَعَرُّضٍ لِّنَفْسِهٖ اَوْ لِمَالِهٖ اَوْ غَيْرِهِمَا فَلَا يَصِحُّ الْاَمَانُ مِنَ الْكَافِرِ وَلَوْ كَانَ ذِمِّيًّا وَّلَا مِنَ الْمَجْنُوْنِ وَالْبَلَهِ وَلَا مِنَ الصَّبِيِّ وَلَوْ كَانَ مُرَاهِقًا وَلَا مِمَّنْ لَا اخْتِيَارَ لَهٗ كَالْمُسْلِمِ الْاَسِيْرِ فِيْ اَيْدِي الْكَفَرَةِ اَمَّا اِذَا خَلَصَ مِنَ الْاَسْرِ فَيَصِحُّ اَمَانُهٗ وَلَا يَجُوْزُ الْاَمَانُ مَعَ اِمْكَانِ ضَرَرٍ كَالْجَوَاسِيْسِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْخَائِنِيْنَ وَيَنْبَغِيْ لِلْاِمَامِ اَنْ لَا يَرُدَّ اَمَانَ الْاٰمِنِ اِنْ لَّمْ يَسْتَعْوِزْ[1] خِيَانَةً اَوْ مَضَرَّةً۔

کن لوگوں سے جہاد کرنا واجب ہے؟

جن لوگوں سے جہاد کرنا واجب ہے وہ یہ ہیں۔ ۱۔ مشرکین میں سے بت پرست لوگ ۲۔ کفار میں سے آتش پرست لوگ، یہودی، عیسائی، ستارہ پرست اور ۳۔ باغی مسلمان لوگ۔

بت پرستوں کا مسئلہ

بت پرست لوگوں کو پہلے اسلام کی دعوت دینا واجب ہے۔ اگر وہ لوگ شرک سے باز آ جائے تو مقصد حاصل ہو گیا اور اگر وہ لوگ شرک سے باز نہ آئے تو اُن کو مارنا اور اُن سے برسر پیکار ہونا واجب ہے بشرطیکہ تم میں طاقت ہو۔ چنانچہ مناسب ہے کہ جنگ کی ابتداء اُن لوگوں سے کی جائے جو مسلمانوں کے لیے زیادہ ضرر رساں ہوں۔ اگرچہ ایسے لوگ زیادہ دُور ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر تم میں جنگ کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ کے اصول کے مطابق اُن سے

۱۔ اکثر قلمی نسخوں میں یَسْتَعْوِزْ کی بجائے یَسْتَقْوِر کا لفظ آیا ہے معنی یکساں ہے۔

صلح کرنا جائز ہے یہاں تک کہ تم میں جنگ کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے۔ جب ایسا ہو تو تمام مشرکوں سے جنگ کیا کرو۔ امام کے لیے ان کافروں کو مہلت دینے کا معاملہ مفادِ اسلام کی خاطر چند معین دنوں کے واسطے ہو سکتا ہے۔

اہلِ کتاب کا مسئلہ

اہل کتاب اور وہ لوگ جن کے پاس آسمانی کتاب کی مانند کوئی کتاب ہے اُن کو پہلے اسلام کی دعوت دینا یا جزیہ قبول کرنے کا اختیار دینا ہجرت کے بعد سے لے کر ۸۰۰ء سے پہلے تک کے لیے واجب تھا۔ لیکن اس تاریخ کے گذر جانے کے بعد اَب اُن اہلِ کتاب کا حکم اور مشرکین کا حکم یکساں ہے۔ چنانچہ اُن کو مار ڈالنا اور اُن سے خوب جنگ کرنا واجب ہے بشرطیکہ وہ تعداد میں مسلمانوں سے دوگنا ہوں یا دوگنے سے کم ہوں اگر وہ لوگ کسی ایک نفر کی وجہ سے تعداد میں دوگنے سے بڑھ جاتے ہوں تو ایسی صورت میں میدانِ جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا جائز ہے اگر وہ لوگ دوگنے سے نہ بڑھ گئے ہوں تو جنگ ہی کرنے کے لیے حکمتی پسپائی اختیار کرنے یا اپنے کسی گروہ میں پناہ گیر ہونے کی صورتوں کے سوا دشمنوں کے مقابلے میں بے صبر ہو کر راہِ فرار اختیار کرنا حرام ہے۔

دشمن پر غلبہ کا مسئلہ

اگر تم کو دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو تو اس صورت میں بچوں، عورتوں، ہجڑے، پاگل، کمزور، بوڑھے، اندھے، اپاہج اور راہب حضرات کا قتل کرنا جائز نہیں ہے جبکہ یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں حصہ نہ لیتے ہوں اور نہ ہی دشمنوں کے معاملات کی تدابیر سوچتے ہوں۔ قلعوں اور محفوظ شہروں میں دشمنوں کا گھیراؤ کرنا، اُن کے مکانات کو نذرِ آتش کرنا، منجنیق سے پتھر وغیرہ برسانا، پانی کے ذرائع اور درختوں کو کاٹ ڈالنا اُن پر سیلاب چھوڑنا، راتوں کو اُن کے خلاف گھات لگانا اور فتح مندی کی اُمید رکھنے والی ہر ہر کاروائی کو عمل میں لانا جائز ہے۔ اگر دشمنوں میں کوئی مسلمان قیدی یا کوئی تاجر موجود ہو تو پھر بھی ان ہلاکت خیزیوں کو نہیں چھوڑا جائے گا بشرطیکہ ان کاروائیوں کے بغیر فتح کی اُمید نہ کی جا سکتی ہو۔ اگر دشمن عورتوں اور بچوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کرے اور فتح حاصل کرنا ان کو قتل کئے بغیر ممکن نہ ہو تو اُس صورت میں اُن کو قتل کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کسی دوسرے طریقے سے فتح کا حصول ممکن ہو تو ان کے قتل سے گریز کرنا بہتر ہے۔

جنگی مشق کرنا

امام کی اجازت سے دو گروہوں کے درمیان جنگی مشق کرنا، نیزہ بازی کرنا، تلوار چلانے کی مشق کرنا، گھڑ دوڑ کا

مقابلہ کرنا اور ان کے علاوہ دیگر مشقتیں جائز ہیں۔ امام کی اجازت کے بغیر ان مشقتیہ کاموں میں برکت نہیں ہوتی۔ اگر فتح پانے سے پہلے کوئی کافر اسلام قبول کرے تو اُس کا خون، اُس کا مال اور اُس کے چھوٹے چھوٹے بچے محفوظ ہو جائیں گے کیونکہ نابالغ افرادو والدین میں سے ایمان لانے والے کے تابع ہوا کرتے ہیں۔ اگر دارالحرب میں کوئی غلام ایمان قبول کرے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور گرفتاری کی وجہ سے عورتیں اور بچے غلام رہیں گے۔

بالغ مردوں کا مسئلہ

بالغ مردوں کے بارے میں امام کو اُن کے قتل کرنے، اُن کو غلام بنانے، اُن کو بطور احسان آزاد کرتے اور مسلمان مردوں سے اُن کا تبادلہ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی مسلمان قیدی مرد دشمنوں کے قبضے میں ہو یا امام مال کے بدلے میں اُن کو چھوڑ دے۔ چنانچہ مناسب ہے کہ امام اُن کے ساتھ وہ کاروائی کرے جس میں اسلام کا مفاد ہو۔ گرفتار کرنے کے حکم میں بت پرست اور اہل کتاب دونوں برابر برابر ہیں۔ حرمت والے مہینوں میں اُن افراد سے جنگ کرنا جائز نہیں جو ان مہینوں کی حرمت کو خوب پہچانتے ہوں۔ جن افراد کو ان مہینوں کی حرمت کی پہچان نہ ہو، ان سے ان با حرمت مہینوں میں جنگ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

امن دینے کا مسئلہ

ہر ایک مسلمان کی طرف سے جنگجو کافروں کے یا ایک گروہ کے کسی بھی فرد کو امن دینا درست ہے بشرطیکہ امن دینے والا مسلمان خود عقلمند ہو، بالغ ہو اور خود مختار ہو۔ دیہات والوں یا کسی شہر والوں کو ہر ایک مسلمان کی طرف سے امن دینا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کام تو امام یا نائب امام کے ساتھ خاص ہے۔

اگر کوئی جنگجو کافر امن ملنے کے گمان سے مسلمانوں کے علاقے میں داخل ہو جائے حالانکہ اُس کو کسی نے بھی امن نہ دیا ہو تو اُس کی جان، اُس کے مال یا کسی اور چیز کے ہاتھ لگائے بغیر اُس کو اپنی محفوظ جگہ تک پہنچانا واجب ہے۔ پس کسی کافر کی طرف سے امن دینا درست نہیں اگر چہ وہ ذمّی ہی کیوں نہ ہو اور نہ پاگل اور بیوقوف کی طرف سے امن دینا درست ہے، بچے کی طرف سے امن دینا درست نہیں اگر چہ وہ قریب البلوغ ہی کیوں نہ ہو اور نہ اُس شخص کی طرف سے امن دینا درست ہے جس کو کوئی اختیار حاصل نہ ہو مثلاً کافروں کے قبضے میں گرفتار مسلمان قیدی لیکن اگر وہ مسلمان قیدی قید سے چھوٹ جائے تو پھر اُس کی طرف سے بھی امن دینا درست ہو جائے گا۔ کوئی نقصان پہنچنے کے امکانات کے ہوتے ہوئے

کسی کو امن دینا درست نہیں۔ مثلاً جاسوسی کرنے والے اور اُن کے علاوہ دیگر خیانت کرنے والے لوگ۔ امام کے لیے مناسب ہے کہ وہ کسی امن دینے والے مسلمان کے امن کو مسترد نہ کرے جب تک خیانت یا بڑے نقصان کا پتہ نہ چلے۔

أَمَّا تَقْسِيمُ الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ فَيَجِبُ أَوَّلاً إِخْرَاجُ مَا شَرَطَهُ الْإِمَامُ لِمَنْ رَأَى فِي إِعْطَائِهِ مَصْلَحَةً مِنَ الظَّفَرِ وَغَيْرِهِ وَأُجْرَةِ الْحَافِظِ وَالرَّاعِي وَمَا يُرْضَخُ لِمَنْ لَا قِسْمَةَ لَهُ كَالصِّبْيَانِ وَ النِّسْوَانِ وَالْمَجَانِينِ وَالْكُفَّارِ الْمُعَاوِنِينَ لَكُمْ ثُمَّ إِخْرَاجُ الْخُمُسِ فَيُقَسِّمُ أَرْبَعَةَ أَخْمَاسِهَا بَيْنَ الْمُقَاتِلَةِ وَمَنْ حَضَرَ الْقِتَالَ لِمُعَاضَدَتِكُمْ وَإِنْ لَمْ يُقَاتِلْ بَلْ يُعَاضِدُ بِأَمْرٍ آخَرَ يَدْخُلُ فِي الْمُقَاتِلَةِ فَلِلرَّاجِلِ سَهْمٌ وَلِلْفَارِسِ سَهْمَانِ إِنْ كَانَ ذَا فَرَسٍ وَثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ إِنْ كَانَ ذَا فَرَسَيْنِ وَلَا يَجُوزُ إِنْ كَانَ لَهُ أَفْرَاسٌ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ لِأَنَّ الْأَفْرَاسَ إِنْ كَانَتْ بِلَا رُكْبَانٍ فَإِسْرَافٌ وَإِنْ كَانَتْ بِالرُّكْبَانِ فَكُلُّ رَاكِبٍ يَأْخُذُ قِسْمَهُ وَهُوَ سَهْمَانِ وَيَنْبَغِي لِلْإِمَامِ أَنْ يُعْطِيَ سَلَبَ كُلِّ مَقْتُولٍ لِقَاتِلِهِ مِنَ الْمَلْبُوسِ وَالْأَسْلِحَةِ وَالْخَيْلِ الْمُسْرَجِ وَغَيْرِهَا قَبْلَ الْقِسْمَةِ فَيُقَسِّمَ الْبَاقِيَ وَلَوْ قَاتَلُوا فِي السُّفُنِ لَتَسَاوَتِ الْمُقَاتِلَةُ فِي الْقِسْمَةِ

وَلَوْ تَبَادَرَتْ سَرِيَّةٌ فَاغْتَنَمُوا فَالْجَيْشُ يُشَارِكُهُمْ فِي الْغَنَائِمِ وَلَا يُشَارِكُهُمْ مَنْ فِي الْبَلَدِ مِنَ الْعَسَاكِرِ وَأَمْوَالُ الْمُسْلِمِينَ وَأَطْفَالُهُمُ الْمَنْهُوبَةُ مِنْ قَبْلُ لَا تَدْخُلُ فِي الْغَنِيمَةِ وَ لَوْ عَرَفَهَا أَوْ وَجَدَهَا مُسْلِمٌ فَوَجَبَ رَدُّهَا إِنْ كَانَ قَبْلَ الْقِسْمَةِ فَكَانَ كَسَائِرِ الْجَعَائِلِ وَإِنْ كَانَ بَعْدَ الْقِسْمَةِ فَيَرْجِعُ الْغَانِمُ عَلَى الْإِمَامِ بِقِيمَتِهَا وَلَوْ تَصَرَّفَ الْغَانِمُونَ فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ الْقِسْمَةِ لِمَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ مِنَ الْأَطْعِمَةِ وَالْأَشْرِبَةِ وَالْفَوَاكِهِ وَالتِّبْنِ وَالشَّعِيرِ وَمَا فِي يُسْرِ الْمَعِيشَةِ يَدْخُلُ فَمَعْفُوٌّ عَنْهُمْ لَا حَاجَةَ أَنْ يَرُدُّوهَا إِلَى الْمَغْنَمِ وَلَا ضَمَانَ وَأَمَّا قِسْمَةُ الْخُمُسِ فَقَدْ ذَكَرْتُهُ مَعَ الْعُشْرِ فِي بَابِ الزَّكٰوةِ۔

أَمَّا الْأَرَضُونَ فَمَا فُتِحَتْ مِنْهَا عَنْوَةً وَلَمْ تَكُنْ مَيْتَةً فَهِيَ لِلْمُسْلِمِينَ كَافَّةً فَيَنْبَغِي أَنْ

لَا تُبَاعُ وَلَا تُوهَبُ وَلَا تُمَلَّكُ لِأَحَدٍ عَلَى الْخُصُوصِ وَلَا تُوقَفُ مُعَيَّنَةً وَعَلَى الْإِمَامِ أَنْ يَصْرِفَ مَا حَصَلَ مِنْهَا فِي مَصَالِحِ الْإِسْلَامِ وَمَا كَانَ مِنْهَا مَيِّتَةً وَقْتَ فَتْحِهَا فَهُوَ يَخْتَصُّ لِلْإِمَامِ فَلَا يُتَصَرَّفُ فِيهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا فُتِحَتْ صُلْحًا عَلَى أَنَّهَا لِأَهْلِهَا وَالْجِزْيَةُ فِيهَا فَكَانَتْ لِمَالِكِيهَا وَلَوِ انْتَقَلَتْ بِالْبَيْعِ أَوْ بِالْهِبَةِ أَوْ غَيْرِهِمَا انْتَقَلَتْ مَا عَلَيْهَا إِلَى مَنْ نُقِلَتْ إِلَيْهِ وَلَوْ أَسْلَمَ أَحَدٌ مَّا عَلَى أَرْضِهِ إِلَّا مَا عَلَى أَرْضِ الْمُسْلِمِينَ وَمَا فُتِحَتْ إِسْلَامًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَلَى أَرَاضِيهِمْ إِلَّا مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَأَرَاضِيهِمْ وَكُلُّ أَرْضٍ مُحْيَاةٍ فَخَرِبَتْ فَأَحْيَاهَا غَيْرُ مَالِكِهَا فَعَلَى الْعَامِرِ طِسْقُهَا لَهُ وَأَمَّا الْبُغَاةُ فَيَجِبُ قِتَالُهُمْ عَلَى مَنِ اجْتَمَعَتْ شَرَائِطُ الْوُجُوبِ فِيهِ إِنْ دَعَاهُ الْإِمَامُ أَوْ مَنْ أَمَرَهُ الْإِمَامُ وَيَسْتَحِبُّ الْإِلْحَاحُ فِي دَعْوَتِهِمْ إِلَى الْإِمَامِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا فَيَجِبُ مُصَابَرَتُهُمْ حَتَّى يَفِيئُوا أَوْ يُقْتَلُوا وَإِنْ كَانُوا أُولِي فِئَةٍ فَأَجْهِزُوا عَلَى جَرِيحِهِمْ وَاتْبَعُوا مُدْبِرِيهِمْ وَاقْتُلُوا أُسَارَيهِمْ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ فِئَةٌ فَاقْتَصِرُوا عَلَى كَسْرِهِمْ وَتَفْرِيقِهِمْ وَلَا تَقْتُلُوا جَرِيحَهُمْ وَأُسَارَيهِم وَلَا تَتْبَعُوا مُدْبِرِيهِمْ وَلَا يَجُوزُ اسْتِرْقَاقُ ذُرِّيَّاتِهِمْ وَلَا نِسَائِهِمْ وَلَا أَخْذُ أَمْوَالِهِمُ الَّتِي لَيْسَتْ فِي الْعَسْكَرِ.

مالِ غنیمت کی تقسیم کا مسئلہ

مالِ غنیمت اور مالِ فیٔ کے تقسیم کی صورت میں پہلے پہل اس مال کو نکال دینا واجب ہے جس پر امام نے اُس شخص کو دینے کی شرط رکھی ہو جس کو مال دینے میں فتح مندی وغیرہ کا کوئی فائدہ دیکھے، گارڈ اور چرواہے کی اُجرتیں نیز مالِ غنیمت میں جن کے لیے کوئی حصہ نہیں اُن کو دی جانے والی تھوڑی سی چیز کا نکال دینا واجب ہے مثلاً بچے، عورتیں، پاگل لوگ، تمہارے مددگار کافر لوگ۔ اس کے بعد مالِ غنیمت سے خمس کا نکال دینا واجب ہے چنانچہ اب مالِ غنیمت کا ۵ / ۴ حصہ دشمنوں سے جنگ لڑنے والے مجاہدین میں امام تقسیم کرے گا۔ جو کوئی جنگ کے دوران تم کو طاقت پہنچانے کی خاطر موجود رہے اگرچہ وہ جنگ نہ کرے بلکہ کسی اور طریقہ سے مسلمانوں کو تقویت پہنچاتا رہے تو ایسا شخص مالِ غنیمت کے حقدار مجاہدین

میں داخل ہوگا۔ پس پیدل جنگ کرنے والے مجاہد کو ایک حصہ ملے گا اور سوار مجاہد کو دو حصے ملیں گے بشرطیکہ وہ گھوڑے کا مالک ہو اگر وہ دو گھوڑوں کا مالک ہو تو اُس صورت میں اُس کو تین حصے ملیں گے۔ اگر کسی کے پاس کئی گھوڑے ہوں تو اُس صورت میں تین حصوں سے زیادہ دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ شہسواروں کے بغیر صرف گھوڑے ہی گھوڑے اسراف کی فہرست میں آتے ہیں۔ اگر گھوڑے سوار سمیت ہوں تو اُس صورت میں ہر ایک سوار اپنا اپنا حصہ لیا کرے گا یعنی دو دو حصے۔ امام کے لیے مناسب ہے کہ وہ مال غنیمت کے بٹوارے سے پہلے ہر مقتول کے سامان کو اُس کے قاتل کو دے دے۔ جیسے کپڑے، ہتھیار، زین دار گھوڑے وغیرہ چنانچہ پھر بقیہ مال کو مجاہدین میں بانٹ دے۔ اگر مجاہدین جنگی کشتیوں میں بیٹھ کر دشمن سے برسرِ پیکار ہوں تو اُس صورت میں تمام مجاہدین مالِ غنیمت میں برابر برابر کے حقدار ہوں گے۔ اگر کوئی چھوٹا لشکر دشمن کی طرف پیش قدمی کرے اور اموال غنیمت سے بہرہ مند ہو تو پورا لشکر اموال غنیمت میں اُس چھوٹے سے لشکر کے ساتھ شریک ہوگا۔ اس چھوٹے لشکر میں وہ مجاہدین فوجی لشکر والے شریک نہیں ہوسکیں گے جو شہروں میں ہوتے ہیں۔ فتح حاصل ہونے سے پہلے مسلمانوں کے لٹے ہوئے اسباب، مال اور بچے مال غنیمت میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی مسلمان ان لٹے ہوئے مال وغیرہ کو پہچان لے یا خود اُن کو پالے تو اُس صورت میں اُس کے ذمے اُن اموال کو واپس کر دینا واجب ہے بشرطیکہ یہ کام مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے ہو۔ چنانچہ واپسی کی صورت میں یہ اموال دیگر تمام فاضل انعامات کے حکم میں ہوں گے۔ اگر واپسی کا معاملہ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد ہو تو اس صورت میں غنیمت یافتہ مجاہد اس مال کی قیمت لینے کے لیے امام کی طرف رجوع کرے گا۔

اگر غنیمت پانے والے مجاہدین حضرات مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اپنی ضروریات کے مطابق کھانے پینے کی چیزیں، میوہ جات، گھاس، جو اور معاشی سہولت میں داخل دیگر چیزیں لینے کی صورت میں اموال غنیمت میں تصرف کرے تو اُن کے لیے ایسا کرنا معاف ہے۔ تصرف میں لائی گئی چیزوں کو مال غنیمت کی جگہ واپس کرنے کی اُن کو کوئی ضرورت نہیں اور اس بارے میں اُن مجاہدین پہ کوئی تاوان عائد نہیں ہوگا۔ خمس کی تقسیم کے مسئلے کو تو باب الزکوۃ میں عشر کے ساتھ ساتھ میں نے بیان کیا ہے۔

دشمن کی اراضی کا مسئلہ

دشمن کی اراضی میں سے جو جو قطعۂ زمین بزورِ طاقت فتح کیا جائے اور وہ بنجر نہ ہو تو وہ زمین تمام مسلمانوں کی ملکیت ہوگی۔ چنانچہ مناسب یہ ہے کہ ایسی زمین کو نہ فروخت کیا جائے، نہ کسی کے لیے ہبہ کیا جائے، نہ خصوصی طور پر اُسے

کسی ایک فرد کی ملکیت بنائی جائے اور نہ اُس زمین کو معین طور پر وقف کیا جائے۔ امام کے ذمے لازم ہے کہ وہ اس زمین کی پیداوار کو اسلام کے مفادات کی خاطر خرچ کرتا رہے جو زمین فتح حاصل کرتے وقت بنجر ہو تو وہ زمین خاص کر امام کی ملکیت ہوگی لہٰذا امام کی اجازت کے بغیر کوئی فرد اس زمین میں تصرف نہیں کر سکے گا۔ جو زمین اس صلح پر فتح کی جائے کہ وہ زمین والوں کے پاس رہے گی اور زمین والوں پر اُس زمین کا ٹیکس عائد ہوگا تو اُس صورت میں وہ زمین اُس کے مالکوں کی ملکیت ہوگی۔ اگر اُس زمین کی ملکیت فروخت کرنے یا کسی کو ہبہ کرنے یا دیگر طریقے اختیار کرنے کی صورتوں میں منتقل ہو جائے تو اُس زمین کا ٹیکس اُس شخص کی طرف منتقل ہو جائے گا جس کی طرف وہ زمین منتقل ہوگی۔ اگر کوئی اسلام قبول کرے تو اُس صورت میں اُس کی زمین پر صرف وہی ٹیکس لگے گا جو مسلمانوں اور مسلمانوں کی زمین پر لگایا گیا ہو۔

جو زمین کافروں کے مسلمان ہونے کی حالت میں فتح کی جائے تو نہ اُن پر کوئی چیز عائد ہوگی اور نہ اُن کی زمینوں پہ کوئی ٹیکس عائد ہوگا مگر صرف وہ چیز عائد ہوگی جو مسلمانوں کی زمینوں پر عائد ہوا کرتی ہے۔ آباد کی ہوئی جو زمین ویران ہو جائے اور اُس زمین کے مالک کے سوا کوئی دوسرا اُسے پھر آباد کرے تو اُس صورت میں آباد کرنے والے کے ذمے مالک سابق کے لیے زمین کا مروجہ حصہ دینا لازم ہوگا۔

باغیوں کا مسئلہ

باغیوں سے برسرِ پیکار ہونا اُس شخص پر واجب ہے جو جہاد واجب ہونے کی شرطوں کا حامل ہو۔ بشرطیکہ امام اُس کو باغیوں سے جنگ کرنے کے لیے بلائے یا امام کا کوئی مامور شخص باغیوں سے جنگ کرنے کے لیے اُس کو بلائے، باغیوں کو امام کی وفاداری کی طرف بلانے کے لیے انتہائی اصرار اور مبالغے سے کام لینا مسنون ہے۔ اگر باغی لوگ اس دعوت کو قبول نہ کرے تو اُن سے برسرِ پیکار رہنے پر صابر رہنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ باغی لوگ امام کی طرف رجوع کریں یا اُن کو قتل کر دیا جائے۔ اگر باغی لوگ کسی گروہ کی شکل میں ہوں تو اُن کے زخمیوں کا کام تمام کرو، اُن کے پسپا ہونے والوں کا تعاقب جاری رکھو اور اُن کے قیدیوں کو مار ڈالو۔ اگر باغیوں کا کوئی گروہ نہ ہو تو اُس صورت میں اُن کی جمعیت توڑنے اور اُن کو تتر بتر کرنے پر اکتفا کرو۔ اُن کے زخمی افراد اور اُن کے قیدیوں کو قتل نہ کرو اور نہ ہی اُن کے پسپا ہونے والوں کا تعاقب کرو۔ باغیوں کے بچوں کو غلام بنانا جائز نہیں نہ اُن کی عورتوں کو کنیز بنانا جائز ہے اور نہ ہی اُن کے اُن اموال کو لے لینا جائز ہے جو میدانِ جنگ میں موجود نہ ہو۔

بَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط[1] وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ: مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذَالِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ وَالْاِحْتِسَابُ عِبَارَةٌ عَنْهُمَا وَهُوَمِنْ اَعَاظِمِ اُصُوْلِ الدِّيْنِ لِاَنَّ دَعْوَةَ الْاَنْبِيَاءِ نَوْعٌ تَحْتَ جِنْسِهٖ وَاِرْشَادُ الْاَوْلِيَاءِ نَوْعٌ مِّنْهُ وَالْجِهَادُ نَوْعٌ مِّنْهُ بَلْ جِنْسُهُ يَعُمُّ الْاُمُوْرَ كُلَّهَا خَيْرًا كَانَ اَوْ شَرًّا وَ هُوَ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ لِمَنْ يُمَيِّزُ الْمَعْرُوفَ مِنَ الْمُنْكَرِ وَيَرْتَكِبُ الْمَعْرُوْفَ وَيَجْتَنِبُ عَنِ الْمُنْكَرِ عَلٰى مَنْ يَّرْتَكِبُ الْمُنْكَرَ وَيَجْتَنِبُ عَنِ الْمَعْرُوْفِ فَيَنْبَغِيْ لِلْمُسْلِمِ الْمُمَيِّزِ اَنْ لَّا يُقَصِّرَ فِيْهِ وَاَنْ يَّجْتَنِبَ عَنِ الشَّوَائِبِ النَّفْسَانِيَّةِ فِيْهِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ غَرَضُهُ اِلَّا تَعْظِيْمًا لِّاَمْرِ اللّٰهِ وَشَفْقَةً عَلٰى خَلْقِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّا يَجْتَرِئَ فِيْمَا لَا يَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ الْاِسْلَامِيَّةُ وَفِيْمَا لَا يَعْرِفُ حَقِيْقَتَهُ بِالْيَقِيْنِ بَلْ يَرْجِعُ فِيْ تَحْقِيْقِهٖ اِلٰى عَالِمٍ رَّبَّانِيٍّ عَامِلٍ صَمَدَانِيٍّ مُتَخَلِّقٍ بِالْاَخْلَاقِ الْحَمِيْدَةِ مُتَبَرِّيٍّ عَنِ الْاَخْلَاقِ الذَّمِيْمَةِ لَاجَاهِلٍ نَفْسَانِيٍّ عَاطِلٍ غَضْبَانِيٍّ مُتَقَيِّدٍ بِتَقْيِيْدِ الْقِشْرِيَّةِ مُتَعَصِّبٍ بِتَقْلِيْدِ الرَّسْمِيَّةِ -

وَلَا يَجُوْزُ ذَالِكَ لِلْعَامَّةِ اِلَّا عَلَى الْعَامَّةِ فِي الْاُمُوْرِ الْعَامَّةِ اَمَّا مِنَ الْاَوَامِرِ فَكَالْجُمُعِ وَ الْجَمَاعَاتِ فِي الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَمِنَ النَّوَاهِيْ كَشُرْبِ الْخَمْرِ وَسَائِرِ الْمُسْكِرَاتِ وَمِنَ الْبِدَعِ كَالْمُوَلَّهَةِ وَالْقَلَنْدَرِيَّةِ وَالْحَيْدَرِيَّةِ وَسَائِرِ الْفَاحِشَاتِ اَمَّا مَسْلُوْبُ الْعَقْلِ فَلَوْ وُجِدَ

---

۱. سورۃ آل عمران ، الآیۃ ۱۱۰

فِيْهِمْ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ بَلْ يَنْبَغِيْ اَنْ يُحْذَرَ مِنْ كَسْرِ قَلْبِهٖ وَيَجِبُ اَنْ تُرَاعَى الرِّفْقَ وَالْحِكْمَةَ مَعَ مَنْ لَّهٗ حَيَاءٌ وَتَسْتُرُ حَالَهٗ كَمَا يَسْتُرُ حَالَهٗ وَمَعَ مَنْ لَا حَيَاءَ لَهٗ فَبِالْعَكْسِ سُوْقِيًّا كَانَ اَوْ عَاطِلًا وَكُلُّ سَوَادٍ مِّنَ الْبُلْدَانِ وَ الْقُرٰى وَالْاَحْشَامِ وَاَرْبَابِ الْخِيَامِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مُحْتَسِبٌ يَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ عَصٰى جَمِيْعُ الْمُكَلَّفِيْنَ فِيْهِ لِاَنَّهٗ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ عَلَى الْمُمَيِّزِيْنَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ كَمَا مَضٰى ذِكْرُهٗ۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا بیان

ارشاد باری ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (الآیہ) "تم لوگوں کے واسطے وہ بہترین اُمت ہو جو نیکی کا حکم دیتے ہو۔ برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ الخ تم میں سے جو کوئی بھی کسی برائی کو دیکھے تو چاہیے کہ اُس برائی کو قوتِ بازو سے نابود کرے۔ اگر ایسا کرنا اُس کی استطاعت سے باہر ہو تو قوت گویائی کے ذریعہ اُسے نابود کرے، اگر یہ بھی اُس کی طاقت سے باہر ہو تو اس صورت میں اپنے دل ہی دل میں اُس کی عداوت باقی رکھا کرے یہ ایمان کا کمزور ترین پہلو ہے"۔

احتساب کیا ہیں؟

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا نام احتساب ہے۔ احتساب دین کے بڑے بڑے اصولوں میں سے ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ جنس احتساب کی ایک ذیلی نوع ہے۔ اولیاء کرام کا ارشاد اسی کی ایک قسم ہے اور جہاد کرنا اسی احتساب کی ایک قسم ہے بلکہ جنس احتساب تو تمام معاملات کو شامل ہے خواہ کوئی نیکی ہو یا بدی۔

احتسابی کام بُرائی سے نیکی کا امتیاز کرنے والے، نیکی کرنے والے اور بُرائی سے پرہیز کرنے والے کے ذمے بُرے افعال کا ارتکاب کرنے والے اور نیکی سے پرہیز کرنے والے کے حق میں فرض کفایہ ہے۔ چنانچہ صاحب تمیز مسلمان کے لیے مناسب ہے کہ وہ احتسابی فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہ کرے۔ اس کام میں تمام نفسی آلائشوں سے

پرہیز کرے۔ یہاں تک کہ اُس کا مقصد صرف اور صرف حکمِ خدا کی عظمت برقرار رکھنا اور خدا کی مخلوقات پر شفقت کرنا بن جائے۔ وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں (رائے زنی کی) جسارت نہ کرے جس پر اُمّتِ اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں (لب کشائی کی) جسارت کرے جس کی حقیقت کو وہ یقینی طور پر نہیں پہچان سکتا بلکہ وہ ایسے معاملے کی تحقیق کے سلسلے میں کسی ایسی شخصیت کی طرف رجوع کرے جو عالم ربانی ہو، بے لوث عمل کرنے والا ہو، قابل تعریف اخلاق کا حامل ہو اور قابل مذمت اخلاق سے بری ہو۔ وہ شخصیت ایسی نہ ہو جو نفسی رجحان کا شکار جاہل ہو کام چور غصبانی ہو ظاہری احوال کی قید میں بند ہو اور رسمی معاملات کی تقلید کرنے کی وجہ سے عصبیت کا شکار ہو۔

عام لوگوں کے ذمے احتسابی فریضہ انجام دینا عام معاملات میں صرف عام لوگوں کے حق میں جائز ہو سکتا ہے۔ عام معاملات میں احکامات کی مثالیں جیسے جمعہ اور تمام فرض نمازوں کی جماعتوں کا قائم کرنا، عام معاملات میں ممنوعات کی مثالیں جیسے شراب نوشی اور دیگر تمام نشہ آور چیزیں، عام معاملات میں بدعتوں کی مثالیں جیسے حیرت زدہ بیوقوف کی شکل میں پھرنا، قلندر حیدری بن کے پھرنا اور دیگر تمام حیا سوز افعال۔

محروم عقل آدمی کا مسئلہ

بُرے افعال اور بدعتوں کے شکار افراد میں کوئی بے عقل آدمی پایا جائے تو اُس پر کوئی چیز عائد نہیں ہو گی بلکہ مناسب یہ ہے کہ انسان ایسے بے عقل آدمی کی دل شکنی کرنے سے باز رہے۔ با حیا آدمی کے ساتھ نرمی اور حکمت عملی کی رعایت برتنا اور اپنی حالت پر پردہ ڈالنے کی طرح اُس کی حالت پر پردہ ڈالنا واجب ہے۔ بے حیا آدمی کے ساتھ اس کے برعکس معاملہ کرنا واجب ہے۔ خواہ وہ بے حیا بازاری آدمی ہو یا کوئی کام چور۔ شہروں، دیہاتوں، صحرائی باشندوں اور خانہ بدوشوں کی جس جس آبادی میں کوئی احتسابی فریضہ انجام دینے والا نہ ہو جو لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے تو ایسی صورت میں آبادی کے تمام کے تمام بندے گنہگار ہوں گے کیونکہ حق اور باطل کے درمیان امتیاز کرنے والے کے ذمے احتسابی فریضہ کی انجام دہی فرض کفایہ ہے۔ جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا۔

❀❀❀

بَابُ النِّكَاحِ

قَالَ اللهُ جَلَّ ثَنَاءُ هُ: وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ط ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُوْلُوْا ○ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا ○[1] وَقَالَ أَيْضًا وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ ط إِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ط[2] قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ: اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَيْضًا: تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا تَكَثَّرُوْا فَإِنِّيْ أُبَاهِيْ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَوْ بِالسَّقْطِ۔

اَلنِّكَاحُ الْمَرْضِيُّ عَلٰى نَوْعَيْنِ وَاجِبٌ وَّمُسْتَحَبٌّ وَغَيْرُ الْمَرْضِيِّ عَلٰى نَوْعَيْنِ حَرَامٌ وَّمَكْرُوْهٌ. أَمَّا الْوَاجِبُ فَلِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ تَوَقَانًا عَظِيْمًا فَخَافَ أَنْ يُّفْضِيَ إِلَى الْعَنَتِ وَأَمَّا الْمُسْتَحَبُّ فَلِمَنْ أَرَادَ التَّنَاسُلَ وَلَمْ يَكُنْ بِالْاِضْطِرَارِ بَلْ يَقْدِرُ عَلَى الْاِصْطِبَارِ. وَأَمَّا الْحَرَامُ فَلِمَنْ لَّا يَقْدِرُ عَلٰى دُخُوْلِ الْبِكْرِ بَلِ الثَّيِّبِ وَالنَّاسُ يَظُنُّوْنَهُ عِنِّيْنًا فَتَزَوَّجَ حِيْلَةً لِّدَفْعِ ظَنِّهِمْ وَأَمَّا الْمَكْرُوْهُ فَلِمَنْ يَقْدِرُ عَلَى الْعُزُوْبَةِ وَالنِّكَاحُ يَمْنَعُهُ مِنْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَةِ وَصُحْبَةِ مَنْ يُّزَكِّيْ نَفْسَهُ مِنْ رَّذَائِلِ الْأَخْلَاقِ وَيُعِيْنُهُ عَلَى اسْتِغْرَاقِ الْأَوْقَاتِ فِي الْعِبَادَاتِ فَمَنْ أَرَادَ النِّكَاحَ وَلَمْ يَكُنْ مُّضْطَرًّا يَّنْبَغِيْ أَنْ يَّطْلُبَ كُفُوَهُ۔

أَمَّا صِفَاتُ الْكَفَاءَةِ فَمِنْهَا السَّلَامَةُ مِنَ الْعُيُوْبِ الَّتِيْ تُثْبِتُ الْخِيَارَ لَهُمَا فِيْ فَسْخِ

۱۔ سورۃ النسآء ۔ الآیۃ ۳،۴

۲۔ سورۃ النور ۔ الآیۃ ۳۲

النِّكَاحِ كَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ فِيْهِمَا وَالْعُنَّةُ وَالْجَبُّ فِيْهِ وَالْقَرْنُ وَالرَّتْقُ فِيْهَا وَكُلُّ عَيْبٍ يَّسْتَقْبِحُهُ السَّالِمُ مِنْهُ وَمِنْهَا الْحُرِّيَّةُ وَالرِّقُّ وَمِنْهَا النَّسَبُ فِي الشَّرَفِ وَالْحَسَبِ فَغَيْرُ الْقُرَشِيِّ لَيْسَ كُفُوًا لِلْقُرَشِيَّةِ وَلَا غَيْرُ الْهَاشِمِيِّ لِلْهَاشِمِيَّةِ وَلَا غَيْرُ الْعَلَوِيِّ لِلْعَلَوِيَّةِ وَمِنْهَا الدِّيْنُ فَالْوَثَنِيُّ لَيْسَ كُفُوًا لِلْمَجُوْسِيَّةِ وَلَا الْمَجُوْسِيُّ لِلْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا الْيَهُوْدِيُّ لِلنَّصْرَانِيَّةِ وَلَا النَّصْرَانِيُّ لِلْإِسْلَامِيَّةِ وَمِنْهَا الْعِفَّةُ فَالْفَاسِقُ لَيْسَ كُفُوًا لِلصَّالِحَةِ وَمِنْهَا الْحِرْفَةُ لِأَنَّ بَعْضَهَا أَخَسُّ مِنْ بَعْضٍ كَالْكَنَّاسَةِ وَالْحِجَامَةِ وَخِدْمَةِ الْحَمَّامِ فَإِنَّهَا أَخَسُّ مِنْ حِرَاسَةِ الْمَزْرُوْعَاتِ وَرَعْيِ الْبَهَائِمِ وَهُمَا أَخَسُّ مِنَ الْحِيَاكَةِ وَالْحِيَاكَةُ مِنَ الْخِيَاطَةِ وَهِيَ مِنَ التِّجَارَةِ وَالزِّرَاعَةِ وَهُمَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْقَضَاءِ وَأَمَّا الْمَالُ فَإِنْ تَحَصَّلَ مِنَ الْمَكَاسِبِ الْخَسِيْسَةِ لَا مَدْخَلَ لَهُ فِي الْكَفَاءَةِ وَإِنْ كَانَ مُضْطَرًّا فِيْمَا تَيَسَّرَ وَلَمْ يَكُنْ مَمْنُوْعًا فِي الشَّرْعِ۔

نکاح کا بیان

اللہ جل ثناءٗ کا فرمان ہے! وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا (الآیۃ) ''اگر تم کو یہ اندیشہ لاحق ہو کہ تم یتیموں کے بارے میں عدل و انصاف سے کام نہیں لے سکتے، تو پھر اپنی اپنی پسند کی عورتوں میں سے دو دو، تین تین یا چار چار سے نکاح کیا کرو۔ اگر تم کو یہ اندیشہ لاحق ہو کہ بیویوں سے مساوات کے طور پر عدل و انصاف قائم نہ رکھ سکو گے تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کر دیا کرو یا اپنی کنیزوں سے یہ خصوصی رابطہ قائم کرو۔ یہ صورت تمہارے ظلم نہ کرنے کا قریب ترین پہلو ثابت ہوگی۔ عورتوں کو اُن کا مہر بطور عطیہ دے دیا کرو۔ اگر عورتیں ذاتی طور پر بخوشی مہر کا کچھ حصّہ تمہارے حق میں بخش دیں تو تم اُسے بڑی سازگاری اور خوشگواری سے کھا لیا کرو''۔

نیز ارشاد باری ہے! وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ (الآیۃ) ''تم بیواؤں سے اپنا اپنا نکاح کرو نیز اپنے نیک غلاموں اور کنیزوں کی شادیوں کا انتظام کیا کرو۔ اگر یہ لوگ تنگدست ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اُن کو تونگری بخشے گا۔ اللہ فراخی عطا کرنے والا اور تمہارے احوال کو خوب جاننے والا ہے''۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ''نکاح کرنا میرا مسنون طریقہ ہے جو کوئی میرے مسنون طریقہ سے روگردانی کرے وہ مجھ سے نہیں''۔ نیز فرمان نبوی ہے۔ تَنَاكَحُوْا تَنَاسَلُوْا ''لوگو! تم آپس میں نکاح کیا کرو۔ خوب اولاد پیدا کیا کرو اور کثیر تعداد والے بن جاؤ۔ کیونکہ میں قیامت کے دن دیگر تمام اُمتوں کے آگے تمہاری تعداد پر فخر کروں گا۔ اگر چہ کوئی حمل گرا بچہ ہی کیوں نہ ہو''۔

اقسامِ نکاح کا مسئلہ

نکاح کی دو اقسام ہیں۔ ۱۔ پسندیدہ نکاح ۲۔ ناپسندیدہ نکاح

۱۔ پسندیدہ نکاح پسندیدہ نکاح کی دو قسمیں ہیں۔ (الف) واجبی نکاح (ب) مسنون نکاح

۲۔ ناپسندیدہ نکاح ناپسندیدہ نکاح کی بھی دو قسمیں ہیں۔ (الف) نکاح حرام (ب) نکاح مکروہ

۱۔ پسندیدہ نکاح

(الف) واجبی نکاح کا مسئلہ: نکاح کرنا اُس شخص کے لئے واجب ہے جس کا نفس خطرناک حد تک جنسی ہیجان کا شکار ہو اور اُسے اندیشہ ہو کہ کہیں یہ صورت حال اُس کو بدکاری کی طرف نہ لے جائے۔

(ب) مسنون نکاح کا مسئلہ: نکاح کرنا اُس شخص کے لئے مسنون ہے جو اولاد پیدا کرنا چاہتا ہو اُس پر اضطراری حالت طاری نہ ہو بلکہ وہ صبر سے کام لینے پر قدرت رکھتا ہو۔

۲۔ ناپسندیدہ نکاح

(الف) نکاح حرام کا مسئلہ: نکاح کرنا اُس شخص کے لئے حرام ہے جو محفوظ کنواری دوشیزہ سے جنسی رابطہ قائم کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، بلکہ وہ بیوہ سے بھی رابطہ قائم نہ کر سکتا ہو، لوگ اُسے نامرد خیال کرتے ہوں اور وہ شخص لوگوں کے اس گمان کو دور کرنے کے لئے نکاح کرتا ہو۔

(ب) نکاح مکروہ کا مسئلہ: نکاح کرنا اُس شخص کے لئے مکروہ ہے جو کنوارے کی حالت میں رہنے پر قادر ہو اور نکاح کرنا اُس کے لئے علم و عرفان کے حصول میں رکاوٹ بن جاتا ہو نیز اُس شخص کی صحبت حاصل کرنے میں بھی اُس کے لئے نکاح رکاوٹ بن جاتا ہو جو اُس کے نفس کو اخلاق کی برائی سے پاکیزہ بناتا ہو اور تمام اوقات کو عبادتوں میں مصروف رکھنے میں اُس کا مددگار بن جاتا ہو۔

نکاح میں کفو کا مسئلہ

پس جو شخص نکاح کرنا چاہتا ہو اور وہ اضطراری حالت کا شکار نہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ وہ اپنے لئے کفو (ہمسر) تلاش کرے۔ ہمسری کی صورتیں یہ ہیں:۔

۱۔ سلامتی اُن عیبوں سے صحیح سالم ہونا جو دونوں کے لئے نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار دیتے ہیں۔ مثلاً جذام کی بیماری، برص کی بیماری اور دیوانگی دونوں کے عیوب ہیں۔ نامرد ہونا اور سر بریدہ آلہ مرد کے عیوب ہیں۔ محل انتقاع میں ہڈی کا نمودار ہونا اور اُس میں کسی پردے کی رکاوٹ عورت کے عیوب ہیں۔ نیز وہ عیب جس سے صحیح سالم آدمی قباحت محسوس کرتا ہو دونوں میں عیب شمار ہوگا۔

۲۔ آزادی اور غلامی

۳۔ خاندانی شرافتِ نسبی چنانچہ غیر قریشی مرد قریشی عورت کا ہمسر نہیں، غیر ہاشمی مرد ہاشمی عورت کا ہمسر نہیں اور غیر علوی مرد علوی عورت کا ہمسر نہیں۔

۴۔ دین چنانچہ بت پرست مرد مجوسی عورت کا ہمسر نہیں، مجوسی مرد یہودی عورت کا ہمسر نہیں، یہودی مرد نصرانی عورت کا ہمسر نہیں اور نصرانی مرد مسلمان عورت کا ہمسر نہیں۔

۵۔ پاکدامنی چنانچہ فاسق مرد نیکوکار عورت کا ہمسر نہیں۔

۶۔ ہنر اور پیشہ یہ اس لئے کہ بعض صنعت وحرفت دوسری بعض کی نسبت گھٹیا درجے کی ہوتی ہیں۔ مثلاً جھاڑو دینا، پچھنے لگانا اور غسل خانے کی نوکری یہ تینوں پیشے کھیتوں کی نگہبانی کرنے اور مویشیاں چرانے کی نسبت گھٹیا درجے کے ہیں، جو لاہے کا پیشہ درزی کے پیشے سے گھٹیا درجے کا ہے، درزی کا پیشہ بیوپار اور زراعت کی نسبت گھٹیا درجے کا ہے اور بیوپارا ور زراعت علمی کام کرنے اور قاضی بننے کی نسبت گھٹیا درجے کے پیشے ہیں۔

سرمایہ کا مسئلہ

اگر سرمایہ کمائی کے گھٹیا اور پست ذرائع سے حاصل ہوا ہو تو ایسے سرمایہ کو ہمسری کے معاملات میں کسی قسم کا عمل دخل حاصل نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص اضطراری حالت کا شکار ہو تو جیسی بھی صورت حال اُس کو میسر ہو جائے اور شریعت میں وہ ممنوع نہ ہو تو

وہ اس سے نکاح کرے۔

وَيَنْبَغِيْ اَيْضًا اَنْ يُحَافِظَ اٰدَابَهُ الْمَسْنُوْنَةَ مِنْهَا اَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوَ بِمَا يَلِيْقُ بِهٖ وَمِنْهَا الْخُطْبَةُ وَمِنْهَا اَنْ يَقَعَ فِي اللَّيْلِ وَمِنْهَا التَّنْظِيْفُ وَالتَّطْيِيْبُ لَهُمَا بَعْدَ اِزَالَةِ النَّتْنِ وَمِنْهَا تَرْكُ اَكْلِ الْمُنْتِنِ وَمِنْهَا اخْتِيَارُ وَقْتٍ مُبَارَكٍ لِلنِّكَاحِ مِنَ الْاَنْظَارِ الْمَسْعُوْدَةِ وَالْبُرُوْجِ الثَّابِتَةِ وَالْبُيُوْتِ الثَّابِتَةِ اِلَّا الْعَقْرَبَ وَاَنْ تُقَوَّى الزُّهْرَةُ بِقُوَّةٍ ذَاتِيَّةٍ اَوْ عَرَضِيَّةٍ وَخُلُوُّ الْاَوْتَادِ مِنَ النَّحْسَيْنِ سِيَّمَا الطَّالِعِ وَالسَّابِعِ وَمَا تَيَسَّرَ فِيْ رِعَايَةِ السُّعُوْدَةِ وَيَقْدِرُ عَلٰى اخْتِيَارِهٖ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُقَصِّرَ فِيْهِ لِاَنَّ النِّكَاحَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ فِيْهِ يَنْدَرِجُ ظُهُوْرُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالْمُلُوْكِ وَالْحُكَمَاءِ فَلَا بُدَّ فِيْهِ مِنِ اخْتِيَارِ السُّعُوْدَةِ وَالْاِجْتِنَابِ عَنِ النُّحُوْسَةِ بِقَدْرِ الْوُسْعِ وَمِنْهَا وَضْعُ يَدِهٖ عَلٰى نَاصِيَتِهَا فِيْ بَدْءِ الْمُلَاقَاةِ بَعْدَ النِّكَاحِ وَمِنْهَا اَنْ يَنْظُرَ الرَّجُلُ قَبْلَ النِّكَاحِ اِلٰى وَجْهِ امْرَاَةٍ يُرِيْدُ نِكَاحَهَا وَكَفَّيْهَا وَلَوْ نَظَرَ اِلٰى شَعْرِهَا وَهُوَ مِنْ اَرْبَابِ الدِّيَانَةِ وَالْعِفَّةِ وَالتَّقْوٰى وَلَمْ يَكُنْ مِنَ السُّفَهَاءِ اَوِ الْفَسَقَةِ لَا بَاْسَ بِهٖ

وَيَجُوْزُ لِلرَّجُلِ النَّظَرُ اِلٰى جَمِيْعِ اَعْضَاءِ زَوْجَتِهٖ حَتَّى الْعَوْرَةَ وَاِلٰى اَعْضَاءِ مَحَارِمِهٖ اِلَّا الْعَوْرَةَ وَيَجُوْزُ لِلْمَرْاَةِ النَّظَرُ اِلٰى اَعْضَاءِ زَوْجِهَا حَتَّى الْعَوْرَةَ وَاِلٰى اَعْضَاءِ مَحَارِمِهَا اِلَّا الْعَوْرَةَ وَلَا يَجُوْزُ لِلْمَرْءِ النَّظَرُ اِلَى الْاَجْنَبِيَّةِ اِلَّا لِحَاجَةٍ فَلِلطَّبِيْبِ وَالْجَرَّاحِ الْمُعَالِجِيْنَ يَجُوْزُ النَّظَرُ اِلٰى عَوْرَةِ الْاَجْنَبِيَّةِ اِنْ كَانَ ضَرُوْرَةً وَلَا يَجُوْزُ لِلْمَرْاَةِ النَّظَرُ اِلَى الْاَجْنَبِيِّ وَاِنْ كَانَ اَعْمٰى اَوْ خَصِيًّا وَلَا يَجُوْزُ لِلْخَصِيِّ النَّظَرُ اِلَى الْاَجْنَبِيَّةِ وَلَا لِلْاَعْمٰى سِمَاعُ صَوْتِ الْاَجْنَبِيَّةِ اِلَّا ضَرُوْرَةً وَمِنْهَا الْوَلِيْمَةُ عِنْدَ الزِّفَافِ وَيَجُوْزُ النِّثَارُ فِي النِّكَاحِ وَالزِّفَافِ وَيَجُوْزُ اَخْذُ مَا يُنْثَرُ اِنْ كَانَ النَّاثِرُ مِنْ اَرْبَابِ الْهِمَمِ وَاَصْحَابِ الْكَرَمِ وَاِنْ كَانَ بِالْعَكْسِ فَكَانَ بِالْعَكْسِ وَيَمْلِكُ بِلَا اَخْذٍ

وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّجْتَنِبَ مِنَ الْمَكْرُوْهَاتِ فَمِنْهَا اَنْ يَّقَعَ وَالْقَمَرُ كَانَ فِي الْعَقْرَبِ اَوْ مَنْحُوْسًا بِاجْتِمَاعٍ اَوِاسْتِقْبَالٍ اَوْمُقَابَلَةِ النَّحْسَيْنِ اَوْمُقَارَنَتِهِمَا اَوْ تَرْبِيْعِهِمَا وَاَنْ تَكُوْنَ الزُّهْرَةُ ضَعِيْفَةً مِّنْ وَّبَالٍ اَوْرَجْعَةٍ اَوْ اِقَامَةٍ قُبَيْلَ الرَّجْعَةِ اَوِاحْتِرَاقٍ اَوْ هُبُوْطٍ وَاَنْ يَّكُوْنَ تَحْتَ شُعَاعٍ وَاَنْ يَّكُوْنَ الطَّالِعُ بُرْجًا مُنْقَلِبًا سِيَّمَا الْحَمَلَ وَالْجِمَاعُ لَيْلَةَ الْخُسُوْفِ وَيَوْمَ الْكُسُوْفِ وَعِنْدَ الْاِسْتِوَاءِ وَالْغُرُوْبِ قَبْلَ اَنْ يَّذْهَبَ الشَّفَقُ الْاَحْمَرُ وَبَعْدَ طُلُوْعِ الصُّبْحِ الصَّادِقِ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَارْتِفَاعِهَا قَدْرَرُمْحٍ وَفِي اللَّيْلَةِ الْاُوْلٰى مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَفِي السَّفَرِ اِنْ لَّمْ يَكُنِ الْمَاءُ يَحْصُلُ بِالسُّهُوْلَةِ وَ فِي الرِّيَاحِ الْعَاصِفَةِ وَاَنْ يُّجَامِعَ عَارِيًا وَبَعْدَ الْاِحْتِلَامِ مِنْ غَيْرِ غُسْلٍ اَوْ وُضُوْءٍ وَاَنْ يَّنْظُرَاِلَيْهِمَاغَيْرُهُمَاوَاَنْ يَّنْظُرَاِلَى الْفَرْجِ وَقْتَ الْجِمَاعِ واسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَ اسْتِدْبَارُهَا فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ وَالْكَلَامُ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ

نکاح کے مسنون آداب

مناسب یہ ہے کہ آدمی نکاح کے مسنون آداب کی پابندی کرے، نکاح کے مسنون آداب یہ ہیں۔

۱۔ دو رکعت نماز ادا کرے اور اپنی حالت کی سزاواری کے مطابق خدا سے دُعا مانگے۔

۲۔ خطبۂ نکاح پڑھے۔

۳۔ نکاح کا رات کو وقوع پذیر ہونا۔

۴۔ بدبو کو دور کرنے کے بعد دونوں کی صفائی کرنا اور اُن کو خوشبو لگانا۔

۵۔ بدبودار چیز کا کھانا ترک کرنا۔

۶۔ نکاح کے لئے کسی بابرکت وقت کا انتخاب کرنا مثلاً باسعادت مواقع اور بابرکت نظریں، برج عقرب کے سوا دیگر ثابت خانے والے برجوں میں حلول قمر، زہرہ کو ذاتی یا عرضی قوتوں سے تقویت ملی ہوئی ہو، اوتاد کا دو نحس کے حامل سیاروں سے خالی ہونا خاص کر طالع اور سابع کا ان سے خالی ہونا۔ جہاں تک میسر ہو باسعادت مواقع کا لحاظ رکھنا اور اُس کو اختیار

کرنے پر آدمی قادر ہو تو اُس صورت میں مناسب نہیں ہے کہ اس معاملہ میں کوتاہی کرے۔ کیونکہ نکاح ایک عظیم الشان کام ہے جس میں انبیاء علیہم السلام، اولیائے کرام، بادشاہوں اور حکماء کا ظہور پذیر ہونا مندرج ہے۔ لہٰذا اس معاملے میں کسی با سعادت موقع کا اختیار کرنا اور باعث نحوست موقع سے اجتناب کرنا جہاں تک ہو سکے ضروری ہے۔

۷۔ نکاح کے بعد ابتدائی ملاقات کے موقع پر شوہر کا اپنی بیوی کی پیشانی پر ہاتھ رکھنا۔

۸۔ جس عورت سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہو، نکاح سے پہلے آدمی کا اُس عورت کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا۔ اگر آدمی عورت کے بالوں کو دیکھے جبکہ وہ دیندار، پاکدامن اور پرہیزگار لوگوں میں سے ہو اور وہ بیوقوف اور فاسق لوگوں میں سے نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نکاح کے بعد مرد کے لئے اپنی بیوی کے قابل ستر مقام سمیت تمام اعضاء کو دیکھ لینا اور اپنی محرم عورتوں کے قابل ستر مقام کے سوا دیگر اعضاء کو دیکھنا جائز ہے۔ عورت کے لئے اپنے شوہر کے قابل ستر مقام سمیت تمام اعضاء کو دیکھنا اور اپنے محرم لوگوں کے قابل ستر مقام کے سوا دیگر تمام اعضاء کو دیکھ لینا جائز ہے۔ مرد کے لئے کسی خاص ضرورت کے بغیر اجنبی عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اگر ضرورت پڑ جائے تو علاج کرنے والے ڈاکٹر اور سرجن کے لئے عورت کے مخصوص مقام کو دیکھ لینا جائز ہے۔

عورت کے لئے کسی اجنبی مرد کو دیکھنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ اندھا یا خصی مرد ہی کیوں نہ ہو۔ خصی کے لئے اجنبی عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اندھے کے لئے کسی ضرورت کے پڑے بغیر اجنبی عورت کی آواز سننا جائز ہے۔

۹۔ رخصتی کے موقع پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کرنا، مال نچھاور کرنا، نکاح اور رخصتی کے موقعوں پر جائز ہے۔ نچھاور کئے جانے والے مال کا لے لینا جائز ہے بشرطیکہ مال نچھاور کرنے والا شخص باہمت اور سخی لوگوں میں سے ہو۔ اگر نچھاور کرنے والا اس کے برعکس فرد ہو تو نچھاور کئے ہوئے مال کے لینے کا حکم بھی اس کے برعکس صورت میں ہوگا۔ لے لینے کی وجہ سے آدمی نچھاور کئے گئے مال کا مالک بن جاتا ہے۔

نکاح کے مکروہ اُمور

مناسب یہ ہے کہ آدمی نکاح کے بارے میں مکروہ صورتوں سے پرہیز کرے، مکروہ صورتیں یہ ہیں۔

(الف) نکاح کا اُس وقت وقوع پذیر ہونا جبکہ

۱۔ چاند برج عقرب میں ہو،

۲۔ یا چاند حالتِ اجتماع یا حالتِ استقبال یا حالتِ مقابلہ نحسین یا حالتِ مقارنہ نحسین یا حالتِ تربیع کی صورتوں کے طاری ہونے کی وجہ سے منحوس حالت پہ ہو۔

۳۔ زہرہ سیارہ کا حالتِ وبال یا حالتِ رجعت یا حالتِ رجعت سے کچھ پہلے حالت اقامت یا حالت احتراق یا حالت ہبوط کے طاری ہونے کی وجہ سے کمزور پہلو میں ہونا۔

۴۔ چاند کا شعاع آفتاب کے نیچے ہونا۔

۵۔ طالع کا برج منقلب ہونا خاص کر برج حمل کا ہونا۔

(ب) حسب ذیل مواقع میں بیوی سے جنسی رابطہ قائم کرنا۔

۱۔ چاند گرہن کی رات۔ ۲۔ سورج گرہن کا دن۔ ۳۔ استوا کا وقت۔

۴۔ سُرخ شفق کے دُور ہونے سے پہلے غروب آفتاب کا وقت۔

۵۔ پو پھٹنے سے لے کر سورج نکلنے اور اس کے ایک نیزے کی مقدار بلند ہونے تک کا وقت۔

۶۔ ہر مہینے کی پہلی رات۔

۷۔ سفر کی حالت میں ازدواجی رابطہ بشرطیکہ پانی آسانی سے حاصل نہ ہوتا ہو۔

۸۔ ننگے ہو کر جنسی رابطہ قائم کرنا۔

۹۔ احتلام کا شکار ہونے کے بعد غسل یا وضو کے بغیر جنسی رابطہ قائم کرنا۔

۱۰۔ کسی تیسرے شخص کا جنسی رابطہ قائم کرنے والے دونوں کو دیکھنا۔

۱۱۔ جنسی رابطہ قائم کرتے وقت شرمگاہ کو دیکھ لینا۔

۱۲۔ جنسی رابطہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا۔

۱۳۔ کسی ضرورت کے بغیر خواہش پورا کرتے وقت بات چیت کرنا۔

وَالنِّكَاحُ يَنْعَقِدُ بِالْاِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ وَهُمَا لَفْظَانِ يَدُلَّانِ عَلٰى رِضَاهُمَا وَاَصْوَبُ الصِّيَغِ فِيْهِمَا النِّكَاحُ وَالتَّزَوُّجُ وَالْاِنْكَاحُ وَالتَّزْوِيْجُ وَلَوْ وَقَعَا بِلَفْظٍ اٰخَرَ يَدُلُّ عَلٰى رِضَاهُمَا كَالتَّمَتُّعِ وَ

التَّمْلِيْكِ وَالْهِبَةِ وَالصَّدَقَةِ صَحَّ وَمَعَانِيْ هٰذِهِ الْاَلْفَاظِ بِاَيِّ لُغَةٍ اتَّفَقَ عَرَبِيًّا كَانَ اَوْفَارِسِيًّا اَوْ تُرْكِيًّا اَوْ هِنْدِيًّا اَوْ فَهْلَوِيًّا صَحَّ وَلٰكِنْ لَفْظُ الْاِجَارَةِ وَالْاِعَارَةِ مُفْسِدٌ هُمَا وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُ كُلٍّ مِّنْهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ بِصِيْغَةِ الْمَاضِيْ وَالْمُسْتَقْبِلِ مَعَ الْاِسْتِفْهَامِ وَالْاَمْرِ مُلْتَمِسًا اَمَّا صِيْغَةُ الْمَاضِيْ فَاَصْوَبُ لِلتَّحْقِيْقِ -

وَتُكْرَهُ الْخِطْبَةُ عَلٰى خِطْبَةِ مُسْلِمٍ بَعْدَ الْاِجَابَةِ اِنْ كَانَ كُفُوًا بَرِيْئًا مِّنَ الْعُيُوْبِ الْبَاعِثَةِ لِلْفَسْخِ وَلَمْ يَكُنْ فَاسِقًا اَوْ مُتَكَاسِلًا فِي الصَّلٰوةِ وَالْاَصْوَبُ تَعْيِيْنُ مَهْرٍ وَبِغَيْرِ تَعْيِيْنِ الْمَهْرِ صَحَّ النِّكَاحُ وَلَا يَنْحَصِرُ الْمَهْرُ فِي الْقِلَّةِ وَالْكَثْرَةِ عَلٰى مِقْدَارٍ وَمَنْ نَكَحَ امْرَأَةً وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا مَهْرًا فَطَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ اِلَّا الْمُتْعَةَ وَهِيَ غَيْرُ مُعَيَّنَةٍ فَاِنْ عَيَّنَهَا الْاِمَامُ اَوِ الْحَاكِمُ بِقَدْرِ حَالِهَا فَهِيَ الْمَطْلُوْبُ وَاِنْ لَّمْ تُعَيَّنْ يَنْبَغِيْ اَنْ لَّا يَنْقُصَ مِنْ ثَلَاثِيْنَ دِرْهَمًا -

وَالْمَهْرُ عَلٰى نَوْعَيْنِ مُؤَجَّلٌ وَمُعَجَّلٌ اَمَّا الْمُعَجَّلُ فَلَا حَاجَةَ فِيْهِ اِلَى اسْتِشْهَادِ اَحَدٍ وَاَمَّا الْمُؤَجَّلُ فَالْوَاجِبُ فِيْهِ اسْتِشْهَادُ شَاهِدَيْنِ مِنَ الرِّجَالِ اَوْ رَجُلٍ وَامْرَاَتَيْنِ لِاَنَّهُ كَالدَّيْنِ وَفِيْهِ قَالَ اللهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ط وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ص وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللهُ فَلْيَكْتُبْ ج وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ط فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ط وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ج فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ط وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط وَلَا تَسْئَمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ط ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ط وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَایَعْتُمْ ص وَلَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِیْدٌ ط وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ بِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط وَیُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ط فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ط وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ○ (۱)

وَفِی النِّكَاحِ مَا ذُكِرَ مِنَ الشُّهُوْدِ شَیْءٌ فَمِنْ ذٰلِكَ یُعْلَمُ اَنَّ النِّكَاحَ یَنْعَقِدُ بِلَا شُهُوْدٍ وَلَا وَلِیٍّ لِاَنَّ الْعَاقِلَةَ الْبَالِغَةَ وَلِیُّ نَفْسِهَا وَاَمَّا الْجُنُوْنُ وَالصِّغَرُ فَیُوْجِبَانِ وَلِیًّا مُّسْلِمًا عَاقِلًا بَالِغًا

اَمَّا الْاَصْوَبُ فَفِی الْاَكْثَرِ حُضُوْرُ وَلِیٍّ وَّشَاهِدَیْنِ وَالْاِعْلَانُ وَالْاِطْعَامُ وَرُبَّ مَقَامٍ یَّقْتَضِی الْاِخْفَاءَ كَثَیِّبٍ مِّنْ نِّسَاءِ الْمُلُوْكِ وَالْاُمَرَاءِ وَاَكَابِرِ الْاَقْوَامِ تُرِیْدُ نِكَاحًا وَّلَا تَجِدُ كُفُوًا وَّتَسْتَحْیِیْ مِنَ النَّاسِ اَوْ تَخَافُ مِنَ الْاِخْوَةِ اَوِ الْبَنِیْنَ اَوْ غَیْرِهِمْ فَوَجَبَ لَهَا الْاِخْفَاءُ فِی النِّكَاحِ مِنَ الْوَلِیِّ وَالشُّهُوْدِ لِتَحْفَظَ مِنَ الْعَنَتِ۔ وَمَنْ اَفْرَطَ فِی الْاِعْلَانِ وَحُضُوْرِ وَلِیٍّ وَّشَاهِدَیْنِ غَفَلَ اَنْ لَّا یَلْتَبِسَ بِالزِّنَاءِ وَغَفَلَ عَنْ شُوْمِیَّةِ هٰذِهِ الْمُبَالَغَةِ فَكَثُرَ الزِّنَاءُ وَالْفُجُوْرُ وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا وَلَا شَكَّ اَنَّ النِّكَاحَ اِذَا تَیَسَّرَ بِالْوَجْهِ الْاَسْهَلِ كَثُرَ النِّكَاحُ وَقَلَّ السِّفَاحُ وَاِذَا كَانَ بِعَكْسِهٖ كَانَ بِالْعَكْسِ۔

نکاح کی انعقاد پذیری

ایجاب اور قبول سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ ایجاب اور قبول اُن دو لفظوں کے نام ہیں جو مرد اور عورت کی رضامندی پر دلالت کرتے ہیں۔ ایجاب اور قبول کے لئے صحیح ترین صیغے نکاح، تزوج، اِنکاح اور تزویج کے الفاظ ہیں۔ اگر ایجاب اور قبول مرد اور عورت کی رضامندی پر دلالت کرنے والے دیگر کسی لفظ سے وقوع پذیر ہو جائے تو درست ہے جیسے،

۱۔ سورۃ البقرۃ الآیۃ ۲۸۲۔۲۸۳

تملیک، ہبہ اور صدقہ کے الفاظ کسی بھی اتفاقی زبان میں ان الفاظ کے معنوں کا استعمال کرنا درست ہے۔ خواہ وہ زبان عربی ہو یا فارسی یا ترکی یا ہندی یا پہلوی۔ لیکن اجارہ اور اعارہ کے الفاظ ایجاب اور قبول کو فاسد کر دیتے ہیں۔

التماس کرتے ہوئے صیغۂ امر، استفہام کی شکل میں صیغہ مستقبل اور صیغہ ماضی، ان صورتوں میں ایجاب اور قبول میں سے ہر ایک کو دوسرے پر مقدم کرنا جائز ہے۔

منگنی قبول کئے جانے کے بعد کسی مسلمان آدمی کے پیغام نکاح کے خلاف نکاح کا پیغام روانہ کرنا مکروہ ہے۔ بشرطیکہ وہ مسلمان منگیتر ہمسری کا حامل ہو، فسخ نکاح کے باعث بننے والے عیبوں سے پاک ہو اور وہ فاسق نہ ہو یا وہ نماز پڑھنے میں سُستی کا مظاہرہ کرنے والا نہ ہو۔

مہر کا مسئلہ

صحیح ترین صورت کسی مہر کا معیّن کرنا ہے۔ مہر معیّن کئے بغیر نکاح درست ہو جاتا ہے۔ کم اور زیادہ کے لحاظ سے مہر کا معاملہ کسی مقررہ مقدار پر منحصر نہیں ہے جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے جبکہ اُس کے لئے کوئی مہر مقرر نہ کیا ہو اور وہ شخص ازدواجی رابطہ قائم کرنے سے پہلے عورت کو طلاق دے تو اُس صورت میں اُس شخص کے ذمّے عورت کو مال متعہ دینے کے سوا اور کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ مال متعہ کی مقدار متعین نہیں ہے۔ اگر عورت کی حالت کے مطابق امام یا حاکم مال متعہ کی مقدار معین کرے تو یہی مطلوب ہے اگر مال متعہ کو معین نہ کیا گیا ہو تو مناسب ہے کہ وہ تیس درہموں سے کم کر کے نہ دے۔

اقسام مہر

مہر کی دو قسمیں ہیں (الف) معجّل (ب) مؤجّل

(الف) معجّل مہر معجّل (موقع پر دیا جانے والے) کی صورت میں کسی کو گواہ بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔

(ب) مؤجّل مہر مؤجّل (موقع کی بجائے بعد میں دیا جانے والے) کی صورت میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنانا واجب ہے کیونکہ مہر مؤجّل قرض کی مانند ہے اور قرض کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ (الآیہ) ''ایمان والو! جب تم ایک مقررہ مدت تک کے لئے کسی قرض کا معاملہ کرو تو اُسے لکھ لیا کرو''۔ چاہیے کہ تمہارے درمیان ایک کاتب عدل و انصاف سے لکھے، کوئی کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو علم عطا کیا ہے۔ چاہیے کہ واجب الاداحق کا حامل

شخص معاملے کولکھوائے اپنے پالنہار اللہ سے ڈرے اور اُس حق سے کسی چیز کو کم نہ کرے۔ اگر واجب الاداحق کا حامل شخص بیوقوف ہو یا وہ کمزور ہو یا وہ معاملے کولکھوانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اُس کے سرپرست کو عدل وانصاف سے لکھوانا چاہیے۔ تم اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بناؤ اگر گواہ دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں تمہارے پسندیدہ افراد میں سے قابل گواہ ہیں تاکہ ایک عورت معاملے کو بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا سکے۔ گواہوں کو جب بھی بلایا جائے اُن کو انکار نہیں کرنا چاہیے۔ خواہ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا، ایک مدت تک کے لئے اُسے لکھ لینے سے مت اکتا جانا۔ معاملے کا لکھ رکھنا خدا کے ہاں زیادہ انصاف پسندی ہے گواہی کے حق میں زیادہ صوابدید کا باعث ہے اور تمہارے شک وشبہ نہ کرنے کا نزدیک ترین پہلو ہے۔ الا یہ کہ معاملہ کوئی حاضر لین دین کا ہو جس کو تم اپنے آپس میں چلاتے ہو اس صورت میں اُس معاملے کے نہ لکھنے کا تم پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوگا۔ جب تم خرید وفروخت کا معاملہ کرو تو اس پہ گواہ قائم کیا کرو چاہیے کہ کسی کاتب کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اور نہ کسی گواہ کو ضرر پہنچایا جائے اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہارے بڑی نافرمانی ہوگی۔ اللہ سے ڈرا کرو۔ اللہ تم کو ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے اور اللہ پاک ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اگر تم سفر کی حالت میں ہوں اور تم کسی کاتب کو نہ پاسکو تو قبضہ کیا گیا مال رہن باعث وثیقہ ہے اگر تم میں سے کچھ افراد کچھ کے بارے میں بالکل بے خوف ہوں تو امانت دار مرتہن کے لئے دُوسرے کی امانت کا ادا کر دینا چاہیے۔ نیز چاہیے کہ وہ اپنے رب سے ڈرے۔ تم گواہی کو مت چھپاؤ۔ جو شخص گواہی کو چھپائے وہ دل کا گنہگار ہے۔ اللہ تعالیٰ اعمال کو خوب جاننے والا ہے۔

نکاح والی آیت میں گواہوں کا کچھ بھی تذکرہ نہیں کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح بلا گواہ اور بلا سرپرست منعقد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عقلمند بالغ عورت کو اپنے نفس کی خودسرپرستی حاصل ہے۔

دیوانہ اور کم سن کا مسئلہ

دیوانگی اور کمسنی، یہ دونوں حالتیں (ہر معاملے میں) کسی ایسے سرپرست کے موجب بنتی ہیں جو مسلمان ہو۔ عقلمند اور بالغ ہو۔ صحیح ترین صورت اکثر حالات میں ایک سرپرست اور دو گواہوں کا موجود ہونا، نکاح کا اعلان کرنا اور کھانا کھلانا ہے۔ بعض حالات نکاح کو پوشیدہ رکھنے کے متقاضی ہوتے ہیں مثلاً بادشاہوں، امیروں اور اکابرین اقوام کی عورتوں میں کوئی بیوہ کسی سے نکاح کا ارادہ کرتی ہو، وہ کسی ہمسر کو نہ پاتی ہو یا اس کو اپنے بھائیوں، بیٹوں یا دیگر لوگوں سے خوف لاحق

ہوتو اُس کے لئے نکاح کے معاملے کو سرپرست اور گواہوں سے پوشیدہ رکھنا واجب ہے تاکہ وہ بدکاری سے محفوظ رہ سکے۔

جو لوگ نکاح کا اعلان کرنے اور ایک سرپرست اور دو گواہوں کے حاضر رہنے کے معاملے میں حد سے زیادہ گزر جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ نکاح بدکاری کا مشابہ نہ ہوجائے اور وہ اس مبالغہ آمیز حرکت کی شومیت سے غفلت میں پڑے رہتے ہیں تو بدکاری اور خرابیاں بڑھ جاتی ہیں حالانکہ وہ تو یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ کوئی اچھا کام کر رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب نکاح آسان طریقے سے میسر ہو تو نکاح بڑھ جاتا ہے اور بدکاری کم ہوجاتی ہے۔ اگر معاملہ اس کے برعکس صورت میں ہو تو نتیجہ بھی اس کے برعکس صورت میں نکل آتا ہے۔

اَمَّا اللَّوَاتِیْ یَحْرُمُ نِکَاحُهُنَّ فَالْاُمَّهَاتُ وَالْجَدَّاتُ وَاِنِ ارْتَفَعْنَ وَالْبِنْتُ وَبَنَاتُهَا وَاِنْ سَفَلْنَ وَبَنَاتُ الْاِبْنِ کَذٰلِكَ وَالْاُخْتُ وَبَنَاتُهَا وَاِنْ سَفَلْنَ وَالْعَمَّةُ وَاِنْ عَلَتْ وَالْخَالَةُ کَذٰلِكَ وَ بَنَاتُ الْاَخِ وَاِنْ سَفَلْنَ وَالْاُمَّهَاتُ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَالْاَخَوَاتُ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَالرَّبَائِبُ بَعْدَ الدُّخُوْلِ بِاُمَّهَاتِهِنَّ فَلَا یَجُوْزُ نِکَاحُهُنَّ اِنْ وَقَعَ الْفِرَاقُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ اُمِّهِنَّ اَمَّا اُمُّ الزَّوْجَةِ فَلَا یَجُوْزُ نِکَاحُهَا اِنْ دَخَلَ بِهَا وَاِنْ لَمْ یَدْخُلْ وَحَلَائِلُ الْاَبْنَاءِ لِلْاٰبَاءِ وَابْنُ الْاِبْنِ کَالْاِبْنِ وَ حَلَائِلُ الْاٰبَاءِ لِلْاَبْنَاءِ وَاَبُو الْاَبِ کَالْاَبِ اَزْوَاجًا کَانَتْ اَوْ اِمَاءً وَالْجَمْعُ بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ لَا یَجُوْزُ فِی الْحَرَائِرِ وَالْاِمَاءِ وَ کَمَا لَا یَجُوْزُ الْجَمْعُ بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ لَا یَجُوْزُ بَیْنَ امْرَاَةٍ وَعَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا وَبَیْنَ کُلِّ اثْنَتَیْنِ لَوْ فُرِضَتْ وَاحِدَةٌ مِنْهُمَا ذَکَرًا لَمْ یَجُزِ النِّکَاحُ بَیْنَهُمَا ۔ وَمَنْ عَلَّقَ الْجَوَازَ فِی الْجَمْعِ بَیْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا بِرِضَاهَا عَلَّقَ بِالْمُحَالِ اِلَّا مَا شَاءَ اللهُ ۔ وَالَّتِیْ کَانَتْ فِیْ عِدَّةِ غَیْرِهٖ وَ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ وَالزَّائِدَةُ عَلٰی اَرْبَعِ حَرَائِرَ لِلْاَحْرَارِ وَلِلْعَبِیْدِ الزَّائِدَةُ عَلَی اثْنَتَیْنِ وَاَمَّا مِلْكُ الْیَمِیْنِ فَلَا یَنْحَصِرُ عَلٰی عَدَدٍ وَلٰکِنْ لَا یَجُوْزُ فِی الْاِمَاءِ اَیْضًا الْجَمْعُ بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ وَطْیًا لَا مِلْکًا فَاِنْ اَرَادَ الْمَالِكُ وَطْیَ اُخْتِ الْمَوْطُوْءَةِ وَجَبَ اَنْ یُّخْرِجَ الْمَوْطُوْءَةَ مِنْ مِلْکِهٖ بِبَیْعٍ اَوْ هِبَةٍ اَوْ عِتْقٍ لِیَحِلَّ لَهٗ وَطْیُهَا وَیَحْرُمُ وَطْیُ اُمِّهَا وَبِنْتِهَا اَبَدًا مَعَ اَنَّهُمَا فِیْ مِلْکِهٖ وَلَا یَجُوْزُ وَطْیُ اَمَةِ الْاَبِ لِلْاِبْنِ وَ اَمَةِ الْاِبْنِ لِلْاَبِ وَلٰکِنْ اِنْ کَانَ الْاِبْنُ صَغِیْرًا یَجُوْزُ لِلْاَبِ اَنْ یُّقَوِّمَ اَمَةَ وَلَدِهِ الصَّغِیْرِ

ثُمَّ يَطِيئَهَا بِالْمِلْكِ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّنْكِحَ اَمَتَهُ مِنْ نَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ يُّعْتِقَهَا فَيَنْكِحَهَا وَيَجُوْزُ اَنْ يُّنْكِحَهَا مِنْ غَيْرِهٖ۔ وَلَا يَجُوْزُ نِكَاحُ الرَّقِيْقِ اِلَّا بِاِذْنِ سَيِّدِهٖ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى وَلَا يَجُوْزُ وَطْئُ اَمَةٍ مُشْتَرَكَةٍ بَيْنَ اِثْنَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ وَلَا يَجُوْزُ عَقْدُ اَمَةٍ عَلٰى حُرَّةٍ وَيَجُوْزُ بِالْعَكْسِ وَلَا يَجُوْزُ نِكَاحُ مُسْلِمَةٍ مِّنْ غَيْرِ مُسْلِمٍ وَكَانَ قَبْلَ انْقِضَاءِ مُدَّةِ مُهْلَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ جَوَازُ نِكَاحِ نِسَائِهِمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ لَا بِالْعَكْسِ اَمَّا الْاٰنَ فَلَا يَجُوْزُ نِكَاحُهُنَّ لِاَنَّهُمْ فِيْ عَدَمِ الْمُهْلَةِ الْيَوْمَ كَالْمُشْرِكِيْنَ فَلَا تُقْبَلُ مِنْهُمُ الْجِزْيَةُ وَيُدْعَوْنَ مُتَجَدِّدَةً اِلَى الْاِسْلَامِ اِنْ قَبِلُوْا فَهُوَ الْمَطْلُوْبُ وَاِنْ لَّمْ يَقْبَلُوْا فَتَقْتُلُوْهُمْ وَاَمَّا الزَّنَادِقَةُ فَحُكْمُهُمْ حُكْمُ الْمُشْرِكِيْنَ۔

وَيَجُوْزُ اَنْ يَتَزَوَّجَ الزَّانِيْ بِالزَّانِيَةِ بَعْدَ اَنْ يَّتُوْبَا لِاَنَّ الْحَرَامَ لَا يُحَرِّمُ الْحَلَالَ فِي الْمُصَاهَرَةِ وَ مَا يَحْرُمُ بِالنَّسَبِ يَحْرُمُ بِالرَّضَاعِ اِلَّا فِيْ مَوَاضِعَ مِنْهَا لِلرَّجُلِ تَحِلُّ اُخْتُ ابْنِهٖ مِنَ الرَّضَاعِ وَ لَا تَحِلُّ بِالنَّسَبِ مِنْهَا لِلرَّجُلِ تَحِلُّ اُمُّ اُخْتِهٖ وَاَخِيْهِ مِنَ الرِّضَاعِ وَلَا تَحِلُّ بِالنَّسَبِ وَمِنْهَا لِلرَّجُلِ تَحِلُّ اُمُّ عَمِّهٖ وَعَمَّتِهٖ مِنَ الرَّضَاعِ وَلَا تَحِلُّ بِالنَّسَبِ وَمِنْهَا لِلرَّجُلِ تَحِلُّ اُمُّ خَالِهٖ وَخَالَتِهٖ مِنَ الرَّضَاعِ وَلَا تَحِلُّ بِالنَّسَبِ وَيَجُوْزُ نِكَاحُ اُخْتِ الْاَخِ نَسَبًا وَرَضَاعًا اِنْ كَانَ الْاَخُ لِاَبٍ وَالْاُخْتُ لِاُمٍّ وَفِي الرِّضَاعِ مَثَلًا مُرْضِعَتُكَ اِنْ اَرْضَعَتْ اَجْنَبِيَّةً يَجُوْزُ نِكَاحُ هٰذِهِ الْاَجْنَبِيَّةِ لِاَخِيْكَ۔ وَ الرَّضَاعُ لَا يَثْبُتُ اِلَّا بِخَمْسٍ اَوْ ثَلَاثِ رَضَعَاتٍ مُتَفَرِّقَاتٍ مُشْبِعَاتٍ وَعَلَامَةُ الشَّبْعِ اَنْ يَّتْرُكَ الْمُرْتَضِعُ ثَدْيَ الْمُرْضِعَةِ وَلَا يَلْتَفِتَ اِلَيْهَا سَرِيْعًا وَّلَا يَاْخُذَ الْاُخْرٰى۔

کن کن سے نکاح حرام؟

جن عورتوں سے نکاح کرنا آدمی کے لئے حرام ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ مائیں اور دادیاں، اگرچہ درجے کے لحاظ سے جتنے اوپر کو چلی جائیں۔

۲۔ بیٹی اور بیٹی کی بیٹیاں (نواسیاں) اگرچہ درجے کے لحاظ سے جتنے نیچے کو آئیں۔

۳۔ بیٹے کی بیٹیاں (پوتیاں) اگرچہ درجے کے لحاظ سے جتنے نیچے کو آئیں۔

۴۔ بہن اور بہن کی بیٹیاں (بھانجیاں) اگرچہ جتنے درجے نیچے کو ہوں۔

۵۔ پھوپھی اگرچہ جتنے درجے اوپر کو چلی جائے۔

۶۔ خالہ اگرچہ جتنے درجے اوپر کو ہو۔

۷۔ بھائی کی بیٹیاں (بھتیجیاں) اگرچہ درجے کے لحاظ سے جتنے نیچے کو ہوں۔

۸۔ رضاعی مائیں۔

۹۔ رضاعی بہنیں۔

۱۰۔ بیویوں کی بیٹیاں جو دوسرے شوہروں سے ہوں اُن کی ماؤں سے جنسی رابطہ قائم کرنے کے بعد زیر پرورش بیٹیاں اُن کی ماؤں کے شوہروں کے حق میں حرام ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ اگر زیر پرورش بیٹیوں کی ماں اور اُس کے شوہر کے درمیان جدائی وقوع پذیر ہو جائے تو اُن کے لئے اُن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۱۔ بیوی کی ماں (ساس) سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ خواہ بیوی سے جنسی رابطہ قائم کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

۱۲۔ بیٹوں کی بیویاں (بہو) باپ کے لئے حرام ہیں۔ بیٹے کا بیٹا (پوتا) بیٹے کے حکم میں ہے۔

۱۳۔ باپ کی بیویاں (سوتیلی مائیں) بیٹوں کے حق میں حرام ہیں۔ باپ کا باپ (دادا) باپ کے حکم میں ہے۔ ان حرام صورتوں میں عورتیں خواہ بیویوں کی شکل میں ہوں یا کنیزوں کی شکل میں (حرام ہونے میں دونوں صورتیں مساوی ہیں)

۱۴۔ آزاد عورتیں اور لونڈیاں، دونوں صورتوں میں دو بہنوں کو نکاح میں یکجا کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۵۔ جس طرح سے دو بہنوں کو نکاح میں یکجا کرنا جائز نہیں اسی طرح سے کسی عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو نکاح میں یکجا کرنا جائز نہیں ہے۔

۱۶۔ جن دو عورتوں میں سے ایک کو مرد فرض کیا جائے تو اُن کے آپس میں نکاح جائز نہ ہوتا ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں یکجا کرنا جائز نہیں ہے۔ جو شخص کسی عورت اور اُس کی پھوپھی یا خالہ کو نکاح میں یکجا کرنے کے جائز ہونے کو عورت کی رضامندی سے معلق کرے تو الّا ماشاءاللہ اُس شخص نے اُس معاملے کو ایک ناممکن چیز سے معلق کیا ہے۔

۱۷۔ وہ عورت جو کسی دوسرے کی عدت میں ہو۔

۱۸۔ آزاد مردوں کے حق میں چار بیویوں سے زیادہ بیویاں اور غلاموں کے حق میں دو بیویوں سے زیادہ بیویاں۔

۱۹۔ شوہر والیاں

کنیزوں کا مسئلہ

مملوکہ کنیزوں کا معاملہ کسی تعداد پر منحصر نہیں ہے لیکن ملکیت میں رکھنے کے لئے نہیں بلکہ جنسی رابطہ قائم کرنے کے لئے دو کنیز بہنوں کو بھی یکجا رکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اگر آقا اپنی مدخولہ کنیز کی بہن سے جنسی خواہش پوری کرنا چاہے تو اُس کے ذمے فروخت کرنے، یا ہبہ کرنے یا آزاد کرنے کی صورتوں میں مدخولہ کنیز کو اپنی ملکیت سے نکال دینا واجب ہے تاکہ اس کے لئے اُس کی بہن سے جنسی رابطہ قائم کرنا حلال ہو جائے۔ اپنی ہی ملکیت ہونے کے باوجود مدخولہ کنیز کی ماں اور بیٹی سے جنسی رابطہ قائم کرنا آقا کے لئے ہمیشہ حرام ہے۔ بیٹے کے لئے اپنے باپ کی لونڈی سے اور باپ کے لئے اپنے بیٹے کی لونڈی سے جنسی رابطہ قائم کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر بیٹا کمسن ہو تو باپ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے کمسن بیٹے کی لونڈی کی قیمت لگائے پھر اپنی ہی ملکیت کے طور پر اُس لونڈی سے فطری خواہش کو پورا کرے۔ کسی کا اپنی لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ الاّ یہ کہ وہ لونڈی کو آزاد کردے پھر اُس سے نکاح کرے اپنی لونڈی کا کسی دوسرے سے نکاح کرانا جائز ہے۔

آقا کی اجازت کے بغیر فردِ مملوک کے لئے نکاح کا معاملہ جائز نہیں ہے خواہ وہ غلام ہو یا کنیز۔ دو یا دو سے زیادہ افراد کے درمیان مشترک لونڈی سے فطری خواہش کو پورا کرنا جائز نہیں ہے۔ آزاد بیوی کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور اُس کی الٹی صورت جائز ہے، کسی غیر مسلمان سے مسلمان عورت کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ اہل کتاب کو دی گئی مہلت کی مدت کے گزر جانے سے پہلے مسلمانوں کے لئے اُن کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز تھا اور مسلمان عورتوں کا اُن سے نکاح جائز نہیں تھا۔

اب اس زمانے میں اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مہلت کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ مشرکین کے حکم میں ہیں۔ چنانچہ اُن سے جزیہ قبول نہیں کیا جاسکے گا اُن کو نئے سرے سے اسلام کی طرف بلایا جائے گا۔ اگر وہ اسلام قبول کریں تو یہی ہمارا مقصد ہے۔ اگر وہ اسلام کو قبول نہ کرتے ہوں تو پھر اُن کو موت کی نیند سلا دیں۔

زندیقوں کا مسئلہ

زندیق لوگوں کا حکم وہی ہے جو مشرکین کا حکم ہے۔

زانی اور زانیہ کا مسئلہ

زانی کا زانیہ سے نکاح کرنا حقیقی معنوں میں دونوں کے توبہ کر لینے کے بعد جائز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سسرالی معاملہ میں حرامکاری حلال کو حرام نہیں بناتی۔

نسبتی اور رضاعی رشتے کا باہمی فرق

نکاح کی جو صورتیں نسبی رشتے کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں وہی صورتیں رضاعت (دودھ پینے) کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتی ہیں مگر رضاعت کی یہ چند صورتیں حرمت سے مستثنیٰ ہیں۔

۱۔ آدمی کے حق میں اپنے بیٹے کی رضاعی بہن بطور نکاح حلال ہے اور نسب کے لحاظ سے یہ صورت حلال نہیں ہو سکتی۔

۲۔ آدمی کے حق میں اپنی بہن اور بھائی کی رضاعی ماں بطور نکاح حلال ہے۔ نسب کے لحاظ سے یہ صورت حلال نہیں ہو سکتی۔

۳۔ آدمی کے حق میں اپنے چچا اور اپنی پھوپھی کی رضاعی ماں بطور نکاح حلال ہے اور نسب کے لحاظ سے یہ صورت حلال نہیں ہو سکتی۔

۴۔ آدمی کے حق میں اپنے ماموں اور خالہ کی رضاعی ماں بطور نکاح حلال ہے اور نسب کے لحاظ سے یہ صورت حلال نہیں ہو سکتی۔

جہت شرکت کا تفاوت

بھائی کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ بھائی صرف شریک صلبی ہو (ماں دونوں کی الگ الگ ہو) اور بہن صرف شریک رحمی ہو (باپ دونوں کا الگ الگ ہو)۔

دودھ پینے کے دوران تجھے دودھ دینے والی عورت کسی اجنبی لڑکی کو دودھ پلا دے تو اُس صورت میں تیرے بھائی کا اس اجنبی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔

ثبوت رضاعت

سیر ہو کر مختلف نشستوں میں پانچ یا تین مرتبہ دودھ پینے کی صورت میں حرمت رضاع ثابت ہو جاتی ہے۔ سیر ہونے کی نشانی یہ ہے کہ شیر خوار بچہ دودھ پلانے والی کی پستان کو چھوڑے، جلدی سے اُس کی طرف توجہ نہ دے اور وہ

دوسری پستان کو نہ پکڑے۔

وَلَا يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ اِلَّا بِرِضَاءِ الزَّوْجَيْنِ اِنْ كَانَا بَالِغَيْنِ عَاقِلَيْنِ وَالْوَلِيُّ الْمُجْبِرُ هُوَ الْاَبُ وَاِنْ عَلَا وَ يَجُوْزُ لَهُ اِجْبَارُ الصَّغِيْرَيْنِ اَوِ الْمَجْنُوْنَيْنِ وَفِيْ غَيْرِهِمَا الْاِجْبَارُ ظُلْمٌ بِكْرًا كَانَتْ اَوْ ثَيِّبًا وَتَزُوْلُ الْوَلَايَةُ عَلَى الْمُسْلِمَةِ عَنِ الْاٰبَاءِ وَالْاَجْدَادِ بِالْكُفْرِ وَهُوَ عَلٰى نَوْعَيْنِ اِمَّا زَنْدَقَةٌ وَاِمَّا ارْتِدَادٌ وَالْمَالِكُ وَالْمُوْصِيُّ وَالْحَاكِمُ كَانُوْا اَوْلِيَاءَ الْمَرْاَةِ اَيْضًا وَلَا وِلَايَةَ اَمْرِهِمْ لِغَيْرِهِمْ فَالْعَاقِلَةُ الْبَالِغَةُ وَلِيُّ نَفْسِهَا فَيَنْبَغِيْ اَنْ تُسْاَلَ لِيُعْلَمَ رِضَاهَا - اِمَّا بِنُطْقِهَا اِنْ كَانَتْ ثَيِّبًا اَوْ ضِحْكِهَا اَوْ سُكُوْتِهَا مِنْ غَيْرِ حُزْنٍ اَوْ بُكَاءٍ اِنْ كَانَتْ بِكْرًا - فَلَا يَجُوْزُ لِاَحَدٍ اِنْكَاحُ الْبِكْرِ الْبَالِغَةِ الْعَاقِلَةِ اِلَّا بِرِضَاهَا وَلَوْ كَانَ اَبًا مُجْبِرًا ۔ وَكُلُّ صَغِيْرَةٍ اَنْكَحَهَا اَبُوْهَا اِذَا بَلَغَتْ وَلَمْ تَرْضَ فَلَهَا الْخِيَارُ فِي الْفَسْخِ قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَبَعْدَ الدُّخُوْلِ لَا اخْتِيَارَ لَهَا لِاَنَّ النِّكَاحَ يَتِمُّ بِالدُّخُوْلِ فَلِذَالِكَ اِنْ وَقَعَ الطَّلَاقُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَجَبَ نِصْفُ الْمَهْرِ فَعُلِمَ مِنْ ذَالِكَ اَنَّ مُجَرَّدَ الْاِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ كَانَ نِصْفَ النِّكَاحِ وَفِي الْمُطَلَّقَةِ الثَّلَاثِ الَّتِيْ لَا تَحِلُّ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لَا يَكْفِيْ مُجَرَّدُ الْاِيْجَابِ وَالْقَبُوْلِ بِلَا دُخُوْلٍ فَعُلِمَ مِنَ الدَّلِيْلَيْنِ اَنَّ النِّكَاحَ الْكَامِلَ هُوَ الْاِيْجَابُ وَالْقَبُوْلُ وَالدُّخُوْلُ۔

وَفِي الصَّدَاقِ يَجُوْزُ اَنْ يُّصْدِقَهَا بِتَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ اَوْ خِدْمَتِهَا مُدَّةً مُعَيَّنَةً وَلَوْ اَصْدَقَهَا عَلٰى خَمْرٍ اَوْ نَجِسٍ اٰخَرَ فَالنِّكَاحُ صَحِيْحٌ وَلَهَا اَنْ تُطَالِبَ قِيْمَتَهُ اَوْ مَهْرَ الْمِثْلِ وَنِكَاحُ الشِّغَارِ بَاطِلٌ وَ هُوَ اَنْ يُجْعَلَ مَهْرُ كُلٍّ مِّنَ الْمَرْاَتَيْنِ بُضْعَ الْاُخْرٰى وَلَوْ جُعِلَ مَهْرُ اِحْدَى امْرَاَتَيْنِ بُضْعَ الْاُخْرٰى وَلِلْاُخْرٰى عُيِّنَ مَهْرٌ اٰخَرُ فَنِكَاحُ الَّتِيْ عُيِّنَ لَهَا شَيْئٌ اٰخَرُ صَحِيْحٌ وَيَجُوْزُ لِلْمَالِكِ اِجْبَارُ رَقِيْقِهٖ فِي النِّكَاحِ وَيُكْرَهُ فِي الطَّلَاقِ وَيُكْرَهُ الْعَزْلُ عَنِ الْحُرَّةِ اِلَّا بِرِضَاهَا وَلَوْ عَزَلَ عَنِ الْاَمَةِ لَمْ يَحْتَجْ اِلٰى رِضَاهَا وَالْاَمَةُ عَلٰى نِصْفٍ مِّنَ الْحُرَّةِ فِي الْقِسْمَةِ وَالنِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَالْعِدَّةِ وَاِنْ كَانَ

الزَّوْجُ ذَا حُرَّةٍ لَمْ يَجُزْ لَهُ نِكَاحُ اَمَةٍ وَاِنْ كَانَ ذَا اَمَةٍ مَنْكُوحَةٍ جَازَلَهُ نِكَاحُ حُرَّةٍ فَاِذَا اجْتَمَعَتَا فَمَا كَانَ لِلْحُرَّةِ كَانَ لِلْاَمَةِ نِصْفُهُ مِنَ النَّفَقَةِ وَقِسْمَةِ اللَّيَالِيْ وَلِلْاَمَةِ تَطْلِيْقَتَانِ وَلِلْحُرَّةِ ثَلَاثٌ وَعِدَّتُهَا نِصْفُ عِدَّتِهَا اِلَّا فِي الْحَمْلِ فَفِيْهِ لَا فَرْقَ بَيْنَهُمَا وَلَا يَجُوْزُ لِلْعَبْدِ اِلَّا نِكَاحُ حُرَّتَيْنِ اَوْحُرَّةٍ وَاَمَتَيْنِ۔

رضامندی کی تاثیر اور سرپرستی

مرد اور عورت دونوں کی آپس کی رضامندی ہی سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے بشرطیکہ دونوں کے دونوں بالغ اور عقلمند افراد ہوں۔ اختیار جبر کا حامل سرپرست باپ ہی ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ وہ درجے کے لحاظ سے جتنے بھی اوپر کا ہو۔ باپ کے لئے دو کمسنوں یا دو پاگلوں کا زبردستی سے نکاح کرانا جائز ہے۔ اِن دونوں صورتوں کے سوا دیگر صورتوں میں زبردستی کرنا ظلم و زیادتی ہے خواہ کوئی محفوظ کنواری دوشیزہ ہو یا کوئی بیوہ۔

سرپرستی کا خاتمہ

کافر بننے کی وجہ سے باپ اور دادوں سے مسلمان عورت کی سرپرستی ختم ہو جاتی ہے۔ کافر بننے کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ (الف) یا تو آدمی کا زندیق بن جانا (لامذہب) (ب) یا آدمی کا مرتد ہو جانا۔

آقا، وصی اور حاکم بھی عورت کے سرپرست ہوا کرتے ہیں۔ ان کے کاموں کی سرپرستی ان کے بغیر اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔ پس عقلمند بالغ عورت کو اپنے نفس کی خود سرپرستی حاصل ہے۔ چنانچہ مناسب ہے کہ اُس سے پوچھ لیا جائے تاکہ اُس کی رضامندی معلوم کی جا سکے۔ ایسی عورت کی رضامندی یا تو اُس کے بولنے سے معلوم ہوگی۔ بشرطیکہ وہ عورت کوئی بیوہ ہو۔ اگر وہ کنواری دوشیزہ ہو تو اُس صورت میں اُس کی رضامندی اُس کے ہنس پڑنے یا بغیر کسی رنج و غم رونے کے یا اُس کی خاموشی اختیار کرنے سے حاصل ہوگی۔ پس کسی شخص کے لئے بھی عقلمند بالغ کنواری دوشیزہ کا اُس کی رضامندی کے بغیر نکاح کرانا بالکل جائز نہیں ہے اگرچہ نکاح کرانے والا شخص اختیار جبر کا حامل باپ ہی کیوں نہ ہو۔

کمسن لڑکی کے نکاح کے مسائل

جس کمسن لڑکی کا اس کے باپ نے کسی سے نکاح کرایا ہو جب وہ لڑکی بالغ ہو جائے اور وہ اس نکاح پر راضی و

خوشنودنہ ہوتو اُس صورت میں اُس لڑکی کو اپنے ساتھ جنسی رابطہ قائم ہونے سے پہلے نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔جنسی رابطہ قائم ہوجانے کے بعد اُس لڑکی کو کسی قسم کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔کیونکہ جنسی رابطہ کے قائم ہوتے ہی نکاح مکمل ہوجاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اگر جنسی رابطہ قائم ہوجانے سے پہلے طلاق پڑ جائے تو شوہر کے ذمّے عورت کے مہر کا نصف حصّہ واجب ہوجاتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ صرف ایجاب اور قبول کا معاملہ نکاح کا نصف حصہ ہے۔ہونے والے کسی دوسرے شوہر سے اپنا نکاح کرنے کے بغیر پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہونے والی تین طلاقیں پڑی ہوئی عورت کے بارے میں جنسی رابطہ قائم کئے بغیر صرف ایجاب اور قبول کا معاملہ کافی نہیں ہوا کرتا۔لہٰذا دونوں دلیلوں سے معلوم ہوا کہ کامل نکاح تو ایجاب،قبول اور جنسی رابطہ قائم کرنا تینوں کا نام ہے۔

مہر کے بارے میں جائز ہے کہ عورت کو قرآن پڑھانے یا ایک مقررہ مدّت تک اُس کی خدمت کرنے کو مہر ٹھہرائے۔اگر عورت کو شراب یا کسی اور ناپاک چیز کا مہر دے دے تو اُس صورت میں نکاح تو درست ہے اور عورت کو ایسی چیز کی قیمت یا مہرِ مثل کے مطالبے کا حق حاصل ہوگا۔

نکاحِ شِغار کا مسئلہ

نکاحِ شغار باطل ہے۔نکاح شغار کی صورت یہ ہے کہ دو عورتوں میں سے ہر ایک کا مہر دوسری کے محلِ انتفاع کو ٹھہرایا جائے۔اگر دونوں میں سے ایک کا مہر تو دوسری کے محلِ انتفاع کو ٹھہرایا جائے اور دوسری کے لئے کوئی اور چیز مہر مقرر کی گئی ہو تو اُس عورت کا نکاح درست ہوگا۔جس کے لئے کوئی اور چیز مقرر کی گئی ہو۔

آقا کے لئے اپنے فردِ مملوک کو نکاح کے معاملے میں مجبور کرنا جائز ہے اور طلاق کے بارے میں اُس کو مجبور کرنا آقا کے لئے مکروہ ہے۔

نامکمل جنسی ملاپ کا مسئلہ

آزاد عورت سے اُس کی رضامندی کے بغیر نامکمل جنسی رابطہ قائم کرنا مکروہ ہے۔اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے نامکمل جنسی ملاپ رکھے تو اس کے لئے لونڈی کی رضامندی کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

آزادی اور غلامی کی تاثیرات

آزاد عورت کے مقابلے میں لونڈی کا معاملہ راتوں کی باریوں،نکاح،طلاق اور عدّت گزارنے کی صورتوں میں

نصف نصف ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی شوہر آزاد عورت والا ہو تو اُس کے لئے کسی لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اگر وہ منکوحہ لونڈی والا ہو تو اُس کے لئے کسی آزاد عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔ جب آزاد عورت اور لونڈی کسی کے عقد میں یکجا ہوں تو اخراجات اور راتوں کی باری کا جو حصّہ آزاد عورت کو ملے گا۔ لونڈی کو اُس کا آدھا حصّہ ملے گا۔

لونڈی پہ کل دو طلاقیں پڑ سکتی ہیں اور آزاد عورت پہ کل تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں۔ لونڈی کی عدت آزاد عورت کی عدت کا نصف حصہ ہے مگر حمل کے معاملے میں آزاد عورت اور لونڈی میں کوئی فرق نہیں۔ غلام کے لئے تو صرف دو آزاد عورتوں سے یا ایک آزاد عورت اور دو لونڈیوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔

اَمَّا الْمُعَاشَرَةُ فِي الْاَزْوَاجِ فَلِلزَّوْجِ يَنْبَغِي اَنْ يُعَاشِرَهَا بِحُسْنِ الْخُلْقِ وَتَرْكِ الْغَلْظَةِ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَالْاِنْفَاقُ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاْكُوْلِ وَالْمَلْبُوْسِ بِقَدْرِ الْاِسْتِطَاعَةِ وَاَنْ لَّا يَبْخَلَ وَلَا يَرْتَكِبَ الشَّتْمَ وَالضَّرْبَ فِيْ صَغَائِرِ الْاُمُوْرِ كَالسُّفَهَاءِ وَاَنْ لَّا يُقَصِّرَ فِيْ تَعَهُّدِ مُرَاعَاتِ الْبَيْتِ وَفِي الْمُضَاجَعَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ اَوْ ضَرُوْرَةٍ وَفِيْ رِعَايَةِ السَّوِيَّةِ بَيْنَ الْاَزْوَاجِ اِنْ كَانَ ذَا اَزْوَاجٍ حَرَائِرَ وَفِي التَّنْظِيْفِ وَالتَّطْيِيْبِ وَلَا يَلِيْقُ اَنْ يَّاْمُرَهَا بِالْكَسْبِ لِنَفْسِهٖ وَيَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يُعَلِّمَهَا مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَيَسْتَحِبُّ لَهٗ اَنْ يُعَلِّمَهَا السَّتْرَ وَالْاٰدَابَ وَلِلزَّوْجَةِ يَنْبَغِيْ اَنْ تُطِيْعَهٗ فِيْ غَيْرِ الْمَعْصِيَةِ وَلَا تُعَارِضَهٗ فِي الْمُحَاكَاةِ كَالسَّلِيْطَةِ وَلَا تَمْنَعَهٗ مَتٰى اَرَادَ مَا اَرَادَ اِلَّا لِعُذْرٍ مَسْمُوْعٍ مَشْرُوْعٍ كَالْحَيْضِ وَالْمَرَضِ وَالْاَوْجَاعِ وَالْاَوْقَاتِ الْمُضِيْقَةِ لِلصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا وَلَا تَخْرُجَ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنَ الدَّارِ وَمَا كَانَ فِيْ حُكْمِ الدَّارِ مِنَ الْخِيَامِ وَالْقُبَّةِ التُّرْكِيَّةِ وَحَوَاشِيْهَا مِنَ الْبُسْتَانِ وَالْمَيْدَانِ اِنْ لَّمْ تَكُنْ مِمَّا اطَّلَعَ عَلَيْهَا غَيْرُ الْمَحَارِمِ وَلَا تُقَصِّرَ فِي التَّنْظِيْفِ وَالتَّطْيِيْبِ وَلَا تُطَالِبَ مِنْهُ بَعْدَ النَّفَقَةِ الشَّرْعِيَّةِ مَا لَمْ يَسْتَطِعْ وَلَا تَرْتَكِبَ النُّشُوْزَ اِنْ لَّمْ تَكُنْ مَظْلُوْمَةً وَلَا تُكَاسِلَ فِي الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ وَفِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَاِنِ ارْتَكَبَتْ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ شَرْعِيَّةٍ لَوَجَبَ عَلَى الزَّوْجِ سِيَاسَتُهَا وَهَجْرُهَا وَضَرْبُهَا تَاْدِيْبًا لَهَا وَلَا يَلِيْقُ مِنْهَا اَنْ تَقْعُدَ مُعَطَّلَةً

فَارِغَةً وَتَشْتَغِلَ بِأَمْرٍ يَلِيقُ بِهَا مِنَ الْأُمُورِ الدِّينِيَّةِ أَوِ الدُّنْيَوِيَّةِ لِأَنَّهَا إِنْ لَمْ تَشْتَغِلْ بِأَمْرٍ ابْتُلِيَتْ بِالْوَسَاوِسِ الشَّيْطَانِيَّةِ وَالْهَوَاجِسِ النَّفْسَانِيَّةِ فَلِذٰلِكَ لَا يَنْبَغِي أَنْ تُعَطِّلَ جَوَارِحَهَا مِنَ الْأُمُورِ إِلَّا لِضَرُورَةٍ كَالْأَمْرَاضِ وَالْأَوْجَاعِ وَغَيْرِهَا ۔ وَيَجُوزُ لِلزَّوْجِ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى بُيُوتِ نِسَائِهِ أَوْ يَدْعُوَ نِسَاءَهُ إِلَى بَيْتِهِ وَالْمَشْيُ إِلَى بُيُوتِهِنَّ سُنَّةٌ فَلِذٰلِكَ الْمَشْيُ أَوْلَى وَلِلْمَرْأَةِ وَلَايَةُ أَنْ تَهَبَ لَيْلَهَا لِزَوْجِهَا أَوْ لِوَاحِدَةٍ مِنْ نِسَائِهِ وَيَجُوزُ لَهَا الرُّجُوعُ مِنْ هِبَتِهَا هٰذِهِ ۔

وَمَنْ تَزَوَّجَ يُسَنُّ الْإِقَامَةُ عِنْدَهَا سَبْعَ لَيَالٍ إِنْ كَانَتْ بِكْرًا أَوْ ثَلَاثًا إِنْ كَانَتْ ثَيِّبًا وَبَعْدَ هٰذِهِ اللَّيَالِي يُرَاعِي النَّوْبَةَ إِلَّا فِي مَرَضِهِ وَلَوْ تَسَافَرَ مَعَ وَاحِدَةٍ مِنْ نِسَائِهِ لَا قَضَاءَ عَلَيْهِ لِلْبَوَاقِي بَعْدَ أَنْ يُرَاجِعَ مِنْ سَفَرِهِ وَلَهُ الْاِخْتِيَارُ فِي سَفَرِهِ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ يُرِيدُهَا وَلَوْ كَانَ بِالْقُرْعَةِ أَوْ بِالنَّوْبَةِ أَوْلَى ۔

وَلَوْ دَلَّسَ الزَّوْجُ أَوْ مَنْ قِبَلِهِ فَلِلزَّوْجَةِ خِيَارُ الْفَسْخِ وَمُطَالَبَةِ الْمَهْرِ وَقْتَ الْاِطِّلَاعِ عَلَى التَّدْلِيسِ إِنْ دَخَلَ بِهَا وَإِنْ لَمْ يَدْخُلْ وَلَوْ دَلَّسَتِ الزَّوْجَةُ أَوْ مَنْ قِبَلِهَا فَلِلزَّوْجِ خِيَارُ الْفَسْخِ وَالْإِمْسَاكِ وَأَنْ يُنْقِصَ مِنَ الْمَهْرِ مَا زَادَ عَلَى أَكْفَائِهَا وَلَوْ شُرِطَ فِي نِكَاحِ الصَّغِيرَةِ أَوِ الضَّعِيفَةِ أَنْ لَا يَفْتَضَّهَا لَزِمَ الشَّرْطُ وَلَوْ أَذِنَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ جَازَ وَمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى مَهْرٍ مُعَيَّنٍ وَهِيَ قَبَضَتْ مَهْرَهَا ثُمَّ وَقَعَ الْفِرَاقُ قَبْلَ الدُّخُولِ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهَا بِنِصْفِ الْمَهْرِ وَإِنْ لَمْ تَقْبِضْ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهَا بِشَيْءٍ مِنَ الْمَهْرِ ۔

وَمَنْ قَالَ إِنْ وَهَبَتِ الْمَهْرَ قَبْلَ الدُّخُولِ وَوَقَعَ الْفِرَاقُ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهَا بِنِصْفِ الْمَهْرِ كَانَتْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ بَاطِلَةً لِأَنَّهَا وَهَبَتْ مَا فِي ذِمَّتِهِ وَهُوَ الْآنَ نِصْفُ الْمَهْرِ وَلَوْ أَعْطَاهَا قَدْرَ مَهْرِهَا فَقَالَتْ أَعْطَيْتَهُ هِبَةً وَقَالَ أَعْطَيْتُهُ صَدَاقًا فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ لِأَنَّهُ أَعْلَمُ بِنِيَّتِهِ

وَاِذَاخَلَا وَلَا مَانِعَ لِلْمُبَاشَرَةِ فَعَلَيْهِ تَمَامُ الصَّدَاقِ.

میاں کے فرائض

بیویوں کے ساتھ زندگی گزارنے کی صورت میں شوہر کے ذمے یہ اُمور مناسب ہیں۔

(الف) بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق سے زندگی گزارنا۔

(ب) کسی خاص ضرورت کے بغیر سخت رویہ کا چھوڑ دینا۔

(ج) اپنی حسب طاقت بیوی کو کھانے کی چیزوں اور کپڑوں کا خرچ دینا۔

(د) بُخل نہ کرنا۔

(ہ) بیوقوف لوگوں کی طرح معمولی معمولی کاموں پر بیوی کو گالی دینے اور اُسے پیٹنے کا ارتکاب نہ کرنا۔

(و) گھریلو معاملات کی دیکھ بھال کرنے میں کوتاہی نہ کرنا۔

(ز) کسی عذر یا ضرورت کے بغیر ہم خوابی میں کوتاہی نہ کرنا۔

(ق) اگر شوہر چند آزاد بیویوں والا ہو تو اُن کے درمیان مساوات کا لحاظ رکھنے میں کوتاہی نہ کرنا۔

(ر) صفائی کرنے اور خوشبو لگانے میں کوتاہی نہ کرنا۔

شوہر کے لئے یہ سزاوار نہیں ہے کہ وہ خود اپنے لئے بیوی کو کمائی کرنے کا حکم دے۔ شوہر کے ذمے واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اُن احکامات کی تعلیم دے جن کو اللہ پاک نے اُس پر فرض کیا ہے۔ شوہر کے ذمے مسنون ہے کہ وہ بیوی کو پردے میں رہنا اور آداب بجالانا سکھادے۔

بیوی کے فرائض

بیوی کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ غیر نافرمانی کی صورتوں میں شوہر کی تابعداری کرے۔ باتیں کرنے میں زبان دراز عورت کی مانند شوہر سے سخت مقابلہ نہ کرے۔ شوہر کسی بھی وقت جو کچھ چاہے اُسے روکنے کی کوشش نہ کرے۔ مگر کسی قابل سماعت شرعی عذر کی وجہ سے وہ شوہر کو روک سکتی ہے مثلاً حیض، بیماری، درد، نماز کے تنگ اوقات اور دیگر صورتیں، بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر اور گھر کا حکم رکھنے والے مقامات مثلاً خیمے، ترکی قبہ اور اس کے آس پاس کے باغ اور میدان سے باہر نہ نکل جائے بشرطیکہ وہ اُن عورتوں میں سے نہ ہو جن کی خبر غیر محرم لوگوں کو ہوتی ہو۔ وہ صفائی کرنے اور خوشبو لگانے

میں کوتاہی نہ کرے۔ شرعی خرچہ مل جانے کے بعد وہ کسی ایسی چیز کا شوہر سے مطالبہ نہ کرے جس کی شوہر میں استطاعت نہ ہو، وہ شوہر کے ساتھ ناسازگار فضا میں رہنے کا ارتکاب نہ کرے بشرطیکہ وہ مظلوم نہ ہو، وہ غسل، وضو، نماز اور خدا کی طرف سے اُس پر فرض کئے گئے دیگر واجبات کی بجا آوری میں سستی کا مظاہرہ نہ کرے۔

اگر کسی شرعی ضرورت کے بغیر بیوی کسی ناشائستہ حرکت کا ارتکاب کرے تو شوہر کے ذمے اس کے ساتھ تادیبی کاروائی کرنے کی خاطر اُسے دانائی سے سمجھانا پھر اُس کو خواب گاہ سے الگ کرنا اور پھر اُسے پیٹنا واجب ہے۔ بیوی کے لئے سزاوار نہیں کہ وہ بالکل بیکار اور فارغ ہو کر بیٹھی رہے، بلکہ وہ اپنے لائق حال دینی اور دنیوی کاموں میں لگی رہے۔ کیونکہ اگر وہ کسی کام میں مشغول نہ رہے تو اُس صورت میں وہ شیطانی وسوسوں اور نفسانی خیالات میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے اعضائے بدن کو کاموں کی انجام دہی سے بیکاری میں رکھے مگر ضرورت کے وقت وہ بیکار رہ سکتی ہے۔ مثلاً بیماری، درد اور اُن کے علاوہ دیگر صورتیں۔

خصوصی رابطہ کا مسئلہ

شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے حُجروں کو چل کے جائے یا بیویوں کو اپنے حُجرے میں بلائے۔ بیویوں کے حُجروں کو چل کے جانا سنّت ہے۔ لہٰذا خود شوہر کا اُن کی طرف چل کر جانا بہتر ہے۔ کسی عورت کے لئے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی باری والی رات اپنے شوہر کو یا اُس کی بیویوں میں سے ایک کو بخش دے اُس کے لئے اپنے اس ہبہ سے رجوع کرنا جائز ہے۔

جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے تو اُس کے پاس سات راتوں کا قیام کرنا سنت ہے بشرطیکہ وہ محفوظ کنواری دوشیزہ ہو یا تین راتوں کا قیام کرے بشرطیکہ وہ ثیبہ ہو۔ ان راتوں کے بعد بیماری کی حالت کے سوا شوہر باری کا لحاظ رکھے۔

اگر شوہر اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کو ساتھ لے کر سفر کو چلا جائے تو سفر سے اُس کی واپسی کے بعد دوسری بیویوں کو اُس پر کسی قسم کا فیصلہ عائد کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ شوہر کو اختیار حاصل ہے کہ وہ جس کو بھی چاہے سفر میں اُسے ساتھ لے جائے اگر یہ کام قرعہ اندازی یا باری مقرر کرنے کی صورت میں ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

شادی کے لئے فریب کاری سے کام لینے کا مسئلہ

اگر شوہر خود فریب کاری سے کام لے یا شوہر کی طرف سے کوئی شخص فریب کاری سے کام لے تو اُس صورت میں

فریب کاری کا پتہ چلنے کے وقت بیوی کو نکاح کے فسخ کرنے اور مہر کے مطالبہ کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ خواہ اُس کے ساتھ جنسی رابطہ قائم کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اگر بیوی خود فریب کاری سے کام لے یا اُس کی طرف سے کوئی شخص فریب کاری کرے تو اُس صورت میں شوہر کو نکاح کے فسخ کرنے اُس کو روک رکھنے اور اُس کی ہمسر عورتوں کے مہروں سے زائد مقدار کو اُس کے مہر سے کم کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

چند متفرق مسائل

۱۔ اگر کسی کمسن لڑکی یا کمزور عورت کے نکاح کی صورت میں یہ شرط لگائی جائے کہ شوہر اس کے محل انتفاع (شرم گاہ) کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ تو یہ شرط لازم ہو جائے گی اگر اس شرط کے بعد بیوی اس کام کی اجازت دے تو شوہر کے لیے ایسا کرنا جائز ہو جائے گا۔

۲۔ جو شخص ایک مقررہ مہر معیّن کے عوض کسی عورت سے نکاح کرے اور وہ عورت اپنے مہر کو قبضے میں لے لے پھر جنسی رابطہ قائم ہونے سے پہلے دونوں میں جُدائی واقع ہو جائے تو شوہر کو نصف مہر کے لیے اُس عورت سے رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا، اگر وہ مہر پر قبضہ نہ کر چکی ہو تو مہر سے کسی چیز کے لیے اُس عورت سے رجوع کرنا اُس کے لیے جائز نہیں ہوگا۔

۳۔ جو شخص کہے اگر عورت جنسی رابطہ قائم ہونے سے پہلے مہر کو ہبہ کر چکی ہو اور دونوں میں جُدائی واقع ہو جائے تو شوہر کو نصف مہر کے لیے عورت سے رجوع کرنے کا حق ہوگا۔ تو یہ مسئلہ باطل ہے کیونکہ عورت نے اُس چیز کو بخش دی جو شوہر کے ذمے واجب تھی وہ مال اس وقت مہر کا نصف حصہ ہے۔

۴۔ اگر شوہر بیوی کو مہر کی مقدار کی کوئی چیز دے دے۔ اس پر بیوی کہہ بیٹھے کہ تو نے مجھے یہ چیز ہبہ کے طور پر دی ہے۔ شوہر کہے میں نے یہ چیز تجھے مہر میں دی ہے تو اس صورت میں بات شوہر کی مانی جائے گی کیونکہ شوہر ہی اپنے ارادے کو خوب جاننے والا ہے۔

۵۔ اگر شوہر بیوی کے ساتھ خلوت میں پہنچے اور جنسی رابطہ قائم کرنے کے لیے وہاں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو تو اس صورت میں شوہر کے ذمّے پورا پورا مہر لازم ہو جائے گا۔

وَاَمَّا نِكَاحُ الْمُتْعَةِ فَهُوَ نِكَاحٌ مُوَقَّتٌ بِمَهْرٍ حَاضِرٍ بِلَا شَاهِدٍ صَحِيحٌ شَايِعٌ سَايِغٌ شَائِعٌ فِيْ دِيْنِ الْاِسْلَامِ وَلَاخِلَافَ لِاَحَدٍ فِيْ تَحَقُّقِهٖ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ

قُبِضَ وَلَمْ يُغَيِّرْهُ وَالتَّغْيِيْرُ كَانَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَنْ قَالَ تَغْيِيْرُهٗ كَانَ بِالْإِجْمَاعِ أَخْطَأَ لِأَنَّ كَثِيْرًا مِنْ أَكَابِرِ الْأُمَّةِ أَثْبَتُوْهُ وَالْإِجْمَاعُ حَقِيْقَةً مَا كَانَ بَرِيْئًا مِنَ الْخِلَافِ فَإِذَا حَكَمَ حَاكِمٌ ذُوْشَوْكَةٍ بِأَمْرٍ وَ لَمْ يَقْدِرْ أَحَدٌ عَلٰى خِلَافِهٖ خَوْفًا مِنَ الْقَتْلِ أَوِ الْعِرْضِ لَمْ يَكُنْ إِجْمَاعًا وَأَنَا مَأْمُوْرٌ بِرَفْعِ الْبِدَعِ عَنِ الشَّرِيْعَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَإِحْيَاءِ مَا فِيْ زَمَانِهٖ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْمُدَّةِ الْمُعَيَّنَةِ كَعِدَّةِ الْإِمَاءِ وَهِيَ نِصْفُ عِدَّةِ الْحَرَائِرِ -

نکاح متعہ کا مسئلہ

نکاح متعہ حاضر مہر کے عوض کسی گواہ کے بغیر منعقد ہونے والا دین اسلام کا ایک مشہور، جائز، کامل، درست اور وقتی نکاح کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عقد متعہ کے متحقق ہونے میں کوئی بھی اس کے برخلاف نہیں۔ اس حالت میں حضور اکرم ﷺ دُنیا سے رحلت فرما گئے اور آپ نے عقد متعہ میں کوئی ردّ و بدل نہیں کیا۔ عقد متعہ میں رد و بدل کی صورت حال رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد رونما ہوئی تھی۔ جو شخص یہ کہتا ہو کہ عقد متعہ میں رد و بدل کی صورت حال اجماع اُمت سے پیدا ہوئی تھی تو یہ اُس کی سب سے بڑی غلطی ہے کیونکہ بہت سے بزرگان اُمت اسلامیہ نے عقد متعہ کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اجماع اُمت حقیقی معنوں میں وہ معتبر ہے جو کسی کے برخلاف ہونے سے بالکل خالی ہو۔ جب کوئی صاحب اقتدار حاکم کسی معاملے کا حکم دے بیٹھا ہو اور کسی شخص کو بھی اپنے قتل اور عزت کے خوف سے اس کے برخلاف چلنے کی قدرت نہ ہوئی ہو تو اس کا نام اجماع اُمت نہیں ہے۔ میں شریعت محمدیہ ﷺ سے بدعتوں کو ختم کرنے اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں رائج احکام کو زندہ کرنے پر مامور ہوں۔

ممتوعہ کی عدّت کا مسئلہ

ممتوعہ عورت کے ذمے مقررہ مدت کے گذر جانے کے بعد لونڈی کی عدّت کی مانند عدّت کا گزارنا لازم ہے۔ لونڈیوں کی عدّت آزاد عورتوں کی عدّت کا نصف حصہ ہے۔

وَلَوْ كَانَ لِرَجُلٍ زَوْجَتَانِ كَبِيْرَةٌ وَصَغِيْرَةٌ فَأَرْضَعَتِ الْكَبِيْرَةُ الصَّغِيْرَةَ حَرُمَتَا عَلَيْهِ أَبَدًا إِنْ كَانَ دَخَلَ بِالْكَبِيْرَةِ وَإِنْ لَمْ يَدْخُلْ حَرُمَتِ الْكَبِيْرَةُ فَقَطْ وَلَوْ كَانَتْ عَالِمَةً بِالْحُرْمَةِ فَلَا

مَهْرَ لَهَا وَلَوْ كَانَتْ جَاهِلَةً فَلَهَا الْمَهْرُ وَفِيْ جَمِيْعِ هٰذِهِ الصُّوَرِ مَهْرُ الصَّغِيْرَةِ لَا يَسْقُطُ وَلَوْ كَانَتِ الْمُطَلَّقَةُ الْمَدْخُوْلُ بِهَا اَرْضَعَتْ زَوْجَتَهُ الرَّضِيْعَةَ هٰكَذَا حَرُمَتَا عَلَيْهِ۔

وَاَمَّا الْوِلَادَةُ فَالْوَاجِبُ فِيْهَا اَنْ تَسْتَبِدَّ النِّسَاءُ بِالْوَالِدَةِ عِنْدَ الْوِلَادَةِ دُوْنَ الرِّجَالِ اِلاَّ الزَّوْجَ فَاِنَّهُ لَاَ بَاْسَ بِهٖ مَعَ اَنْ تُوْجَدَ النِّسَاءُ وَاِنْ لَمْ تُوْجَدِ النِّسَاءُ فَمِنَ الرِّجَالِ مَنْ كَانَ مَحْرَمًا فَعَلَيْهِ اَنْ يُعِيْنَهَا بِمَا يَجُوْزُ شَرْعًا وَالسُّنَّةُ غَسْلُ الْمَوْلُوْدِ وَالْاَذَانُ فِيْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَالْاِقَامَةُ فِي الْيُسْرٰى وَ تَحْنِيْكُهُ بِمَاءٍ عَذْبٍ اَوْ شَيْءٍ فِيْهِ حَلَاوَةٌ وَتَسْمِيَتُهُ بِاَسْمَاءِ الْمُسْتَحْسَنَةِ مِنْ حِيْنِ تَوَلُّدِهٖ اِلَى الْيَوْمِ السَّابِعِ وَيَكْرَهُ التَّسْمِيَةُ بِاَسْمَاءِ الْكَفَرَةِ وَالظَّلَمَةِ وَاَعْدَاءِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَعْدَاءِ اٰلِهٖ وَحَلْقُ رَاْسِهٖ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ وَثَقْبُ اُذُنِهٖ وَخِتَانُهُ وَالْعَقِيْقَةُ لَهٗ۔

اَمَّا الْعَقِيْقَةُ فَيَسْتَحِبُّ اَنْ يَعُقَّ عَنِ الذَّكَرِ ذَكَرًا وَعَنِ الْاُنْثٰى اُنْثٰى وَلَوْ تَاَخَّرَتْ لِضَرُوْرَةٍ اَوْ عَجْزٍ اِلٰى وَقْتٍ تَيَسَّرَ لِاَبَوَيْهِ اَوْ لِلْوَلَدِ لَمْ يَقْدَحْ فِي الْاِسْتِحْبَابِ وَفِي الْعَقِيْقَةِ شَرَائِطُ الْاُضْحِيَّةِ وَتَخْصِيْصُ الْقَابِلَةِ بِالرِّجْلِ وَالْوَرِكِ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ قَابِلَةٌ فَلِلْاُمِّ التَّصَدُّقُ بِهَا وَيَكْرَهُ كَسْرُ عَظْمِهَا وَيَكْرَهُ لِلْوَالِدَيْنِ اَكْلُهَا وَيَسْتَحِبُّ التَّصَدُّقُ بِوَزْنِ شَعْرِهٖ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَيَكْرَهُ اَنْ يُحْلَقَ بَعْضُ رَاْسِهٖ وَيُتْرَكَ بَعْضُهٗ۔ وَيَكْرَهُ اَنْ يُجْمَعَ اسْمُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَعَ كُنْيَتِهٖ اَبِي الْقَاسِمِ اِلَّا لِمَنْ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ وَ كُنْيَتُهٗ كُنْيَتِيْ اَمَّا الْخِتَانُ فَوَاجِبٌ لِلذُّكُوْرِ وَالسُّنَّةُ فِيْهِ اَنْ يَقَعَ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ وَيَجُوْزُ تَاخِيْرُهٗ اِلٰى قُبَيْلِ الْبُلُوْغِ وَاِنْ لَمْ يَتَّفِقْ فَلَا بُدَّ مِنْهُ اَنْ يُقْضٰى بَعْدَ الْبُلُوْغِ۔

وَلَوْ اَسْلَمَ كَافِرٌ وَجَبَ خِتَانُهٗ وَلَوْ كَانَ مُسِنًّا وَاَمَّا الرَّضَاعُ فَلَا يَجِبُ اِرْضَاعُ الْمَوْلُوْدِ عَلٰى اُمِّهٖ وَيَجُوْزُ لَهَا اَنْ تُطَالِبَ اُجْرَةَ الرَّضَاعِ مِنْ مَالِهٖ اَوْ مِنْ مَالِ اَبِيْهِ وَالْاُمُّ اَحَقُّ بِاَنْ تُرْضِعَهٗ

وَكَانَ حَدُّ الْإِرْضَاعِ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ وَلَوِ اقْتَصَرَ عَلَى أَحَدٍ وَعِشْرِيْنَ شَهْرًا لَا بَأْسَ بِهِ وَلَوْزَادَ شَهْرًا أَوْ شَهْرَيْنِ لِمَصْلَحَةٍ جَازَ وَلَوْ نَقَصَ مِنْ أَحَدٍ وَعِشْرِيْنَ شَهْرًا كَانَ جَوْرًا وَلَوْ تَبَرَّعَتْ أَجْنَبِيَّةٌ بِإِرْضَاعِهِ وَرَضِيَتِ الْأُمُّ جَازَ تَسْلِيْمُهُ إِلَى الْمُتَبَرِّعَةِ وَالْأُمُّ أَوْلَى بِإِرْضَاعِهِ مُتَبَرِّعَةً أَوْمُسْتَجَارَةً۔

وَأَمَّا الْحِضَانَةُ فَالْأُمُّ إِنْ كَانَ لَهَا لَبَنٌ لَا يَضُرُّ وَهِيَ حُرَّةٌ مُسْلِمَةٌ غَيْرُ مَعِيْبَةٍ فَهِيَ أَحَقُّ بِالْوَلَدِ فِي الْحَوْلَيْنِ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى وَإِذَا انْقَضَتْ مُدَّةُ الرَّضَاعِ فَالْأَبُ أَحَقُّ بِالذَّكَرِ وَالْأُمُّ بِالْأُنْثَى إِلَى سَبْعِ سِنِيْنَ أَوْ إِلَى تِسْعِ سِنِيْنَ إِنْ لَمْ تَتَزَوَّجْ فَإِنْ تَزَوَّجَتْ سَقَطَتْ حِضَانَتُهَا وَ تَرْجِعُ حِضَانَتُهَا إِلَى الْأَبِ وَلَوْ كَانَ وَاحِدٌ مِنَ الْأَبَوَيْنِ حُرًّا فَالْحِضَانَةُ لَهُ وَمَعَ فَقْدِ الْأَبَوَيْنِ فَلِأَبِ الْأَبِ وَمَعَ فَقْدِهِ فَلِلْأَقَارِبِ لِمَنْ كَانَ مِنْهُمْ أَكْثَرَ شَفْقَةً وَحَمِيَّةً وَصَلَاحًا۔

أَمَّا النَّفَقَةُ فَلَا تَجِبُ إِلَّا بِالزَّوْجِيَّةِ وَالْأُبُوَّةِ وَالْأُمُوَّةِ وَالْبُنُوَّةِ وَالْمِلْكِ وَالْإِطِّلَاعِ عَلَى حَالِ مُضْطَرٍّ۔ أَمَّا نَفَقَةُ الزَّوْجَةِ فَلَا تَجِبُ إِلَّا بِتَسْلِيْمِهَا إِلَيْهِ وَلَاتَسْقُطُ إِلَّا بِالنُّشُوْزِ مِنْهَا وَ الْمُطَلَّقَةُ الرَّجْعِيَّةُ فِي النَّفَقَةِ كَالزَّوْجَةِ۔ وَأَمَّا النَّفَقَةُ فَالْمَأْكُوْلُ وَالْمَلْبُوْسُ وَالْمَسْكَنُ وَ الْخَادِمَةُ أَيْضًا لِذَاتِ الْقَدْرِ وَتَقْدِيْرُهَا بِعَادَةِ الْبَلَدِ فِي أَبْنَاءِ جِنْسِهَا وَأَمَّا نَفَقَةُ الْآبَاءِ وَالْأَجْدَادِ وَ الْأَوْلَادِ وَالْأَحْفَادِ فَتَجِبُ عَلَى الْقَادِرِ عَلَيْهَا مَعَ فَقْرِهِمْ وَعَجْزِهِمْ وَأَمَّا نَفَقَةُ الْعَبِيْدِ وَالْإِمَاءِ فَيَجِبُ أَنْ لَا يَظْلِمَ فِي حَقِّهِمْ وَيَسْتَوْفِيَ بِقَدْرِ طَاقَتِهِ وَاسْتِطَاعَتِهِ مِنَ الْمَأْكُوْلِ وَالْمَلْبُوْسِ وَالْمَضْجَعِ وَيُرَغِّبَهُمْ إِلَى الْعِبَادَاتِ وَيُحَافِظَهُمْ عَنِ الْمَعْصِيَةِ الْكَبِيْرَةِ وَلَا يَظْلِمَ عَلَيْهِمْ بِكَثْرَةِ الضَّرْبِ وَالشَّتْمِ وَيَتَفَكَّرَ فِي حَالِهِ أَنَّهُ أَيْضًا عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللهِ وَيَعْصِي وَيَرْجُو الْعَفْوَ وَالرَّحْمَةَ مِنْ عِنْدِهِ۔

وَأَمَّا نَفَقَةُ الْبَهَائِمِ الْمَمْلُوْكَةِ فَتَجِبُ بِمَا يَلِيْقُ وَجَرَتِ الْعَادَةُ بِهِ وَإِنْ كَانَ لَهَا وَلَدٌ

فَلَا يُنْقِصُ مِنْ لَبَنِهِ مِنْ قَدْرِ كِفَايَتِهِ حَتّٰى اكْتَفٰى بِغَيْرِ اللَّبَنِ مِنَ الرَّعْيِ وَالْعَلْفِ فَيَجُوْزُ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ اَخْذُ بَعْضِ اللَّبَنِ اَوْ اَكْثَرِهٖ اَوْ تَمَامِهٖ بِالتَّدْرِيْجِ وَلَوْ قَصَّرَ الْمُنْفِقُ فِيْ تَوْفِيْرِ هٰذِهِ النَّفَقَاتِ مَعَ الْاِسْتِطَاعَةِ وَجَبَ عَلَى الْحَاكِمِ اِجْبَارُهٗ عَلٰى اِكْمَالِهَا وَاَمَّا نَفَقَةُ الْمُضْطَرِّ الْمُشْرِفِ عَلَى الْهَلَاكِ مِنَ الْجُوْعِ اَوِ الْعَطَشِ اَوِ الْبَرْدِ الشَّدِيْدِ فَيَجِبُ اِطْعَامُهٗ اَوْسَقْيُهٗ اَوْ اِلْبَاسُهٗ عَلٰى مَنْ يَطَّلِعُ عَلٰى حَالِهٖ وَكَانَ يَنْحَصِرُ عَلَيْهِ هٰذَا الْاِطِّلَاعُ۔

حرمتِ زوجتین کا مسئلہ

اگر ایک شخص کی دو بیویاں ہوں، ایک بڑی ہو اور دُوسری کمسن پس بڑی بیوی کمسن بیوی کو اپنا دُودھ پلا دے تو اُس صورت میں دونوں بیویاں اُس شخص کے حق میں ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائیں گی۔ بشرطیکہ وہ بڑی بیوی سے جنسی رابطہ قائم کر چکا ہو۔ اگر وہ شخص بڑی بیوی سے جنسی رابطہ قائم نہ کر چکا ہو تو پھر صرف بڑی بیوی اُس کے حق میں حرام ہو جائے گی۔ اگر بڑی بیوی اس معاملے کی حرمت کو جاننے والی ہو تو اُس کو مہر نہیں ملے گا اور اگر وہ اس معاملہ کی حرمت سے جہالت میں ہو تو اُس کو اپنا مہر مل جائے گا۔ ان تمام صورتوں میں کمسن بیوی کا مہر ساقط نہیں ہوگا۔ اگر کسی شخص کی جنسی ملاپ والی طلاق شدہ عورت اُس کی شیر خوار بیوی کو دودھ پلا دے تو اُس صورت میں دونوں کی دونوں اُس شخص کے حق میں ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائیں گی۔

ولادت کا مسئلہ

ولادت کے بارے میں واجب یہ ہے کہ زچگی کے دوران مستقل طور پر عورتیں ہی زچہ کے لیے خدمت انجام دیں مرد نہیں مگر شوہر اس حکم سے مستثنٰی ہے کیونکہ شوہر کے حق میں عورتوں کے ہوتے ہوئے بھی زچگی کے دوران خدمت انجام دینے میں کوئی حرج نہیں اگر خدمت کی انجام دہی کے لیے عورتیں نہ پائی جاتی ہوں تو مردوں میں سے جو شخص محرم ہو اس کے ذمّے شرعی لحاظ سے جائز صورتوں میں زچہ کی اعانت کرنا لازم ہے۔

ولادت کے مسنون اعمال

ولادت کی صورت میں مسنون اعمال یہ ہیں۔

(۱) بچے کو نہلانا۔

(۲) دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھنا۔

(۳) بچے کے منہ میں شیریں پانی یا کوئی مٹھاس والی چیز ڈالنا ۔

(۴) بچے کی پیدائش سے لے کر ساتویں تک اچھے اچھے ناموں سے انتخاب کر کے اس کا نام رکھنا، کافروں، ظالموں، رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں اور آپ ﷺ کی آل اطہار کے دشمنوں کے ناموں سے انتخاب کر کے نام رکھنا مکروہ ہے۔

(۵) ساتویں کو یہ اُمور بجالائیں۔

(الف) بچے کا سر مونڈنا۔ (ب) کان کی لَو میں سوراخ کرنا۔

(ج) ختنہ کرنا۔ (د) عقیقہ کرنا۔

عقیقہ کا مسئلہ

مسنون طریقہ یہ ہے کہ لڑکے کے نام کا عقیقہ کوئی نرینہ جانور اور لڑکی کے نام کا عقیقہ کوئی مادہ جانور کرے۔ اگر کسی ضرورت یا عاجزی کی وجہ سے ماں باپ یا بچے کے لیے سہولت فراہم ہونے کے وقت تک عقیقہ کرنے میں تاخیر ہو جائے تو اس سے اس کے مسنون طریقہ ہونے میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ عقیقہ کی صورت میں قربانی کی شرطوں کا لحاظ رکھنا اور دائی کو مخصوص کر کے عقیقے کے جانور کے پیر اور ران کا دینا مسنون ہیں۔ اگر کوئی دائی نہ ہو تو ماں کے لیے ان کو خیرات کرنا مسنون ہے۔ عقیقہ کے جانور کی ہڈیوں کا توڑنا مکروہ ہے اور والدین کے لیے عقیقہ کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔ بچے کے بال کے وزن کے برابر سونا اور چاندی کا صدقہ دینا مسنون ہے بچے کے سر کے کچھ حصہ کا مونڈنا اور کچھ حصے کا چھوڑے رکھنا مکروہ ہے۔ نیز یہ بھی مکروہ ہے کہ محمد ﷺ کے اسمِ مبارک کو آپ کی کنیت ابوالقاسم سمیت ایک فرد کے نام میں یکجا کیا جائے مگر اُس شخص کے لیے یہ مکروہ نہیں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اِسْمُهُ اِسْمِی الخ ''اُس کا نام میرا نام ہوگا اور اُس کی کنیت میری کنیت ہوگی''۔

ختنہ کرنے کا مسئلہ

ختنہ کا کام مردوں کے حق میں واجب ہے۔ ختنہ کے بارے میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ یہ کام ساتویں کو وقوع پذیر ہو جائے۔ بالغ ہونے سے کچھ پہلے تک ختنے کے کام کو مؤخر کرنا جائز ہے۔ اگر اتفاقی طور پر کسی کی ختنہ نہ ہوئی ہو تو بالغ ہونے کے بعد بھی اس کام کو پورا کرنا ضروری ہے اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اُس کی ختنہ کرنا واجب ہے۔ اگر چہ وہ کافی

حد عمر رسیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

بچوں کو دودھ پلانے کا مسئلہ

ماں کے ذمے بچے کو دودھ پلانا واجب نہیں ہے۔ ماں کے لیے جائز ہے کہ وہ بچے کے مال سے یا بچہ کے باپ کے مال سے دودھ پلانے کی اُجرت کا مطالبہ کرے۔ بچے کو دودھ پلانے کا سب سے زیادہ حقدار فرد بچے کی ماں ہے۔ دودھ پلانے کی مُدّت مکمل دو سال ہے اگر دودھ پلانے میں اکیس مہینوں پر بس کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر کسی خاص مصلحت کے پیش نظر دودھ پلانے کی مدت میں ایک ماہ یا دو مہینوں کا اضافہ کرے تو جائز ہے۔ اگر دودھ پلانے کی مدت کو اکیس مہینوں سے کم کر دیا جائے تو ایسا کرنا ظلم ہوگا۔ اگر کوئی اجنبی عورت بچے کو دودھ پلانے کے لیے بے لوث احسان کا مظاہرہ کرے اور بچے کی ماں اس پر راضی ہو جائے تو اس صورت میں بچے کو بطور احسان دودھ پلانے والی اجنبی عورت کے سُپرد کر دینا جائز ہے۔ بے لوث احسان کرنے والی ہو یا اُجرت پر لائی ہوئی ہو۔ دونوں صورتوں میں بچے کو دودھ پلانے کے لیے اُس کی ماں سب سے زیادہ بہتر ہے۔

بچوں کی پرورش کا مسئلہ

اگر ماں کا دودھ بے ضرر ہو، نیز وہ آزاد، مسلمان اور بے عیب ہو تو دو سالوں کی مدّت میں بچے کی پرورش کا سب سے زیادہ حقدار ہی ماں ہے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ جب دودھ پلانے کی مدت گزر جائے تو لڑکے کی پرورش کا زیادہ حقدار باپ ہے اور سات سال یا نو سال تک کی لڑکی کی پرورش کے لیے زیادہ حقدار ماں ہے بشرطیکہ لڑکی کا نکاح نہ ہو جائے۔ اگر لڑکی کا نکاح ہو جائے تو اُس صورت میں لڑکی کی پرورش کا معاملہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اور لڑکی کی پرورش کا معاملہ باپ کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک آزاد ہو تو بچے کی پرورش کا حق اُسی آزاد فرد کو ملے گا۔ ماں باپ کے نہ ہونے کی صورت میں دادا کو پرورش کا حق ملے گا۔ دادا موجود نہ ہونے کی صورت میں رشتہ داروں میں سے اس فرد کے لیے پرورش کا حق ہوگا۔ جو اُن میں سب سے زیادہ با شفقت، غیر تمند اور نیک ہو۔

بیوی کے اخراجات کا مسئلہ

ضروری خرچ و خوراک دینا صرف شوہر ہونے، باپ ہونے، ماں ہونے، بیٹا ہونے۔ فرد مملوک ہونے اور اضطراری صورت حال کا شکار ہونے والے کسی فرد کی حالت کا پتہ چل جانے کے اسباب ہی کی وجہ سے آدمی کے لیے

واجب ہو جاتا ہے۔

بیوی کا خرچ بیوی کا صرف اُس کے شوہر کے سپرد کرنے کی وجہ سے ہی واجب ہو جاتا ہے۔ بیوی کی طرف سے کسی شدید نافرمانی صادر ہونے کی وجہ سے ہی اس کا خرچ شوہر سے ساقط ہو سکتا ہے۔ خرچ وخوراک لازم ہونے کے سلسلے میں طلاق رجعی والی عورت حکم میں بیوی کی مانند ہے۔ خرچ وخوراک کی چیزیں یہ ہیں:

(۱) کھانے کی چیزیں

(۲) پہننے کے کپڑے

(۳) رہائش گاہ

(۴) قدر ومنزلت والی بیوی کے لیے کسی نوکرانی کا بھی فراہم کرنا، اخراجات کا تخمینہ بیوی کی ہمسر عورتوں کے لیے علاقائی رسم ورواج کے مطابق جو کچھ ملتا ہو وہی ہوگا۔

باپ، دادا، اولاد اور نبیروں کا خرچ

باپ، دادا، اولاد اور نبیرے حضرات کے اخراجات ان کے تنگدست ہونے اور عاجز آ جانے کی صورت میں ان کے اخراجات برداشت کرنے کی قدرت رکھنے والے کے ذمے واجب ہو جاتے ہیں۔

غلاموں اور لونڈیوں کا خرچ

واجب یہ ہے کہ آقا ان کے حق میں ظلم نہ کرے۔ اُن کو اپنی طاقت اور گنجائش کے مطابق کھانا، کپڑا اور سونے کا کمرہ پورے پورے طور پر فراہم کرے۔ ان کو عبادت کرنے کی ترغیب دے اور گناہ کبیرہ میں ملوث ہونے سے ان کی حفاظت کرے۔ زیادہ پٹائی کر کے اور گالی دے کے اُن پر ظلم وزیادتی نہ کرے۔ غلاموں کی حالت کے بارے میں خود غور وفکر کرے کہ آخر وہ بھی تو بندگان خدا میں سے ایک بندہ ہے، وہ نافرمانی کا مرتکب ہو سکتا ہے اور خدا کی طرف سے بخشش اور مہربانی کی امید رکھتا ہے۔

پالتو جانوروں کا خرچ

مالک کے ذمے پالتو جانوروں کے لیے اس چیز کا خرچ کرنا واجب ہے۔ جو جانوروں کے لیے سزاوار ہو اور رسم و رواج اسی کے مطابق جاری ہو۔ اگر جانور کا کوئی بچہ ہو تو مالک اس کے دودھ میں اس کی کفایت کی مقدار سے کمی نہ کرے

یہاں تک کہ وہ بچہ دودھ کے بغیر چرنے اور گھاس کھانے پر اکتفا کر سکے۔ چنانچہ اس وقت مالک کے لیے آہستہ آہستہ دودھ کا کچھ حصہ اور اکثر حصہ یا پورے کا پورا دودھ دوھ لینا جائز ہے۔ اگر اخراجات کا ذمہ دار کوئی مالک گنجائش ہونے کے باوجود جانوروں کے ان اخراجات کو پورا کرنے میں کوتاہی کرے تو حاکم کے ذمّے ان اخراجات کو پورا کرنے کے لیے مالک کو مجبور کرنا واجب ہے۔

بھوک یا پیاس یا سخت سردی کی وجہ سے مرنے کے قریب پہنچنے والے اضطراری حالت کے شکار شخص کا خرچ

ان حالات سے دوچار ہونے والے شخص کو کھانا کھلانا یا پانی پلانا یا کپڑے پہنانا اُس شخص کے ذمّے واجب ہے، جس کو اُس کی حالت کا پتہ چل جائے یہی پتہ چل جانا ہی اُس کے ذمّے اخراجات لازم ہونے کا دارومدار ہے۔

۞۞۞

بَابُ الطَّلَاقِ

اَمَّا الْمُطَلِّقُ فَيُشْتَرَطُ فِيْهِ الْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالْاِخْتِيَارُ وَ الْقَصْدُ فَلَا اعْتِبَارَ بِتَطْلِيْقِ الصَّبِيِّ وَلَا الْمَجْنُوْنِ وَيُطَلِّقُ مِنْ قِبَلِهِمَا الْوَلِيُّ اَوِالْحَاكِمُ وَلَا مَنْ زَالَ عَقْلُهُ بِمُسْكِرٍ اَوْ مُجَنِّنٍ اَوْ مُرْقِدٍ اَوْ اِغْمَاءٍ وَلَا الْمُكْرَهِ وَعَلَامَةُ الْاِكْرَاهِ خَوْفُ الْقَتْلِ اَوِ الْمَالِ اَوِ الْعِرْضِ لَهُ اَوْ لِمَنْ قَرُبَ اِلَيْهِ كَالْاَبِ وَالْاِبْنِ اَوْ شَيْءٍ اٰخَرَ يَدُلُّ عَلَى الْاِكْرَاهِ ۔ وَاَمَّا الْمُطَلَّقَةُ فَيُشْتَرَطُ فِيْهَا اَنْ تَكُوْنَ زَوْجَةَ الْمُطَلِّقِ فَاِنْ كَانَتْ مِلْكَ الْيَمِيْنِ لَا يَتَعَلَّقُ الطَّلَاقُ بِهَا وَالَّتِيْ لَمْ يُزَوِّجْهَا كَذٰلِكَ وَاَنْ تَكُوْنَ طَاهِرَةً مِّنَ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَاَنْ لَّمْ يُجَامِعْهَا فِيْ هٰذَا الطُّهْرِ ۔ وَاللَّوَاتِيْ لَا يَحْتَجْنَ اِلٰى هٰذِهِ الشَّرَائِطِ فِيْ طَلَاقِهِنَّ الْحَامِلُ وَالْيَائِسَةُ مِنَ الْحَيْضِ وَالْجَارِيَةُ الَّتِيْ لَمْ تَحِضْ وَالْغَائِبُ عَنْهَا زَوْجُهَا فَالطَّلَاقُ الْمَشْرُوْعُ مَا اتَّصَفَ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ مِنَ الْمُطَلِّقِ وَالْمُطَلَّقَةِ وَكُلُّ طَلَاقٍ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ فَهُوَ بِدْعَةٌ وَطَلَاقُ الْبِدْعَةِ لَغْوٌ

وَاِنْ كَانَ دَلِيْلٌ وَاضِحٌ عَلَى النُّشُوْزِ فَيَجِبُ عَلَى الْحَاكِمِ اَنْ يُفَتِّشَ حَالَهُمَا وَيُحَقِّقَ اَنَّ النُّشُوْزَ مِنْهُ اَوْ مِنْهَا وَيُصْلِحَ نُشُوْزَهُمَا ۔ وَاِنْ لَّمْ يُقْبَلِ الْاِصْلَاحُ يُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا ۔ وَاَمَّا الطَّلَاقُ بِالتَّعْلِيْقِ بِاَمْرٍ فَلَيْسَ بِطَلَاقٍ وَّلٰكِنَّهُ تَغْلِيْظٌ فِي الْيَمِيْنِ بَيْنَ الْعَوَامِ فَيَجِبُ عَلَيْهِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ

وَاَمَّا صِيْغَتُهُ فَعَلٰى نَوْعَيْنِ صَرِيْحٌ وَ كِنَايَةٌ اَمَّا الصَّرِيْحُ فَكَمَا يَقُوْلُ اَنْتِ طَالِقٌ لِامْرَأَتِهِ الْحَاضِرَةِ اَوْ يَذْكُرُهَا بِاسْمِهَا اَوْ يَقُوْلُ هٰذِهِ وَاَشَارَ اِلَيْهَا وَ مِثْلُ هٰذِهِ الْاَلْفَاظِ صَرِيْحَةٌ وَاَمَّا الْكِنَايَةُ فَكَمَا يَقُوْلُ حَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ اَوْ اَنْتِ خَلِيَّةٌ اَوْ بَرِيْئَةٌ اَوْ بَائِنَةٌ اَوْ حَرَامٌ اَوْ اَبْرَأْتُكِ اَوْ اَنْتِ حُرَّةٌ اَوْ مِثْلُهَا كُلَّمَا يَدُلُّ عَلَى الْمُفَارَقَةِ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ لَفْظُ الطَّلَاقِ اِنْ كَانَتْ بِنِيَّةِ الطَّلَاقِ

كَانَ طَلَاقًا وَإِلَّا فَلَا۔

وَيَجُوزُ اَنْ يُوَكِّلَ غَيْرَهُ لِيُطَلِّقَ بِوَكَالَتِهٖ وَيَجُوزُ اَنْ يُوَكِّلَ زَوْجَتَهُ فِيْ تَطْلِيْقِ نَفْسِهَا وَ الطَّلَاقُ يَصِحُّ بِاَيِّ لِسَانٍ وَقَعَ وَبِاَيَّةِ عِبَارَةٍ كَانَتْ بِنِيَّةِ الطَّلَاقِ فَطَلَاقٌ فَالزَّوْجُ اِنْ قَالَ مَا اَرَدْتُ بِهٰذِهِ الْعِبَارَاتِ طَلَاقًا فَلَا تَبِيْنُ وَطَلَاقُ الْاَخْرَسِ يَقَعُ بِالْاِشَارَةِ وَلَا يَقَعُ الطَّلَاقُ بِغَيْرِ النِّيَّةِ فِي الْعَجَمِ صَرِيْحًا كَانَ لَفْظُهُ اَوْ كِنَايَةً لِاَنَّ عَوَامَّ الْعَجَمِ لَا يَتَلَفَّظُوْنَ بِالطَّلَاقِ بِالطَّاءِ بَلْ يَقُوْلُوْنَ التَّلَاقَ بِالتَّاءِ فَمَتٰى لَمْ يَنْوِلَمْ يَقَعْ لِاَنَّ مِنْ لَفْظِ التَّلَاقِ لَا يَلْزَمُ الطَّلَاقُ مَالَمْ يَكُنْ لَهُ نِيَّةٌ اَمَّا اِنْ كَانَ لَهُ نِيَّةُ الطَّلَاقِ فَبِلَفْظِهِ السَّقِيْمِ وَقَعَ لِاَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ۔

طلاق کا بیان

طلاق دینے والے کا مسئلہ

طلاق دینے والے کے لئے بالغ ہونا، عاقل ہونا، اختیار کا ہونا اور ارادہ کا ہونا شرط ہیں۔ لہٰذا بچے اور پاگل آدمی کے طلاق دینے کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ بچے اور پاگل آدمی کی طرف سے ان کا سرپرست یا حاکم طلاق دے سکتے ہیں۔ اُس شخص کی طلاق کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوتا جس کی عقل کسی نشہ آور چیز یا کسی پاگل کُن چیز یا کسی خواب آور چیز یا بے ہوشی کی وجہ سے زائل ہو چکی ہو اور نہ ہی مجبور کئے گئے کی طلاق کا کوئی اعتبار ہے۔ کسی کے مجبور کئے جانے کی علامت کسی کے قتل کا، مال کا، اپنی عزت آبرو کا یا اپنے کسی قریبی رشتہ دار کی عزت وآبرو کا خوف ہوتا ہے جیسے باپ اور بیٹا یا حالت جبر واکراہ میں دلالت کرنے والی کوئی اور صورت حال کا خوف ہونا۔

طلاق پڑ جانے والی کا مسئلہ

طلاق پڑ جانے والی عورت کی شرط یہ ہے کہ وہ طلاق دینے والے مرد کی بیوی ہو۔ اگر وہ کسی کے فرد مملوک کی حیثیت رکھتی ہو تو اس کے ساتھ طلاق کا تعلق نہ ہوگا۔ جس عورت سے کسی نے نکاح نہ کیا ہو اُس کا بھی یہی حکم ہے۔ نیز شرط ہے کہ وہ حیض ونفاس سے پاک ہو اور اُسی حالت پاکی میں شوہر اُس کے ساتھ جنسی رابطہ قائم نہ کر چکا ہو۔

جن عورتوں کو طلاق دینے کی صورت میں ان شرطوں کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی وہ عورتیں یہ ہیں:

۱۔ حاملہ عورت ۲۔ حیض آنے سے ناامید ہونے والی عورت ۳۔ وہ دوشیزہ جسے ماہواری نہ آتی ہو۔

۴۔ وہ عورت جس کا شوہر غائب ہو۔

پس شرعی طور پر درست طلاق وہ ہوگی جو طلاق دینے والے اور طلاق پڑ جانے والی، دونوں کی طرف سے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہو۔ جو بھی طلاق ان اوصاف و خصائل کی حامل نہ ہوگی وہ بدعت ہوگی اور طلاق بدعت بالکل باطل چیز ہے۔ اگر میاں بیوی کے آپس میں شدید ناسازگار فضا پیدا ہونے کی کوئی واضح دلیل موجود ہو تو حاکم کے ذمے واجب ہے کہ دونوں کی حالت دریافت کرے اور یہ تحقیق کرے کہ شدید ناسازگار فضا پیدا ہونے کا ذمہ دار مرد ہے یا عورت۔ نیز حاکم دونوں کی ناسازگاری درست کرنے کیلئے اصلاحی کاروائی کرے۔ اگر اصلاحی کاروائی قبول نہ کی گئی تو حاکم دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کرے۔

مشروط طلاق کا مسئلہ

کسی کام کے ساتھ معلق کر کے دی جانے والی طلاق تو طلاق ہی نہیں ہے بلکہ وہ عوام کے آپس میں قسم کھانے کی ایک سنگین صورت ہے۔ چنانچہ مشروط طلاق دینے والے کے ذمے قسم کا کفارہ دینا واجب ہو جائے گا۔

طلاق کے صیغے

صیغۂ طلاق کی دو قسمیں ہیں: (۱) صریح (۲) کنایہ

(۱) صریح۔ طلاق کے صیغۂ صریح کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی حاضر موجود بیوی سے یوں کہے أَنْتِ طَالِقٌ ''تجھے طلاق ہے'' یا وہ اپنی بیوی کا نام لے کر طَالِقٌ کہے یا وہ اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے هٰذِهٖ طَالِقٌ کہے یعنی ''اس کو طلاق ہے'' اس قسم کے الفاظ طلاق کے صریح صیغے ہیں۔

(۲) کنایہ۔ طلاق کے صیغۂ کنایہ کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے حَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ ''تیری رسی تیری گردن میں'' یا یوں کہے أَنْتِ بَرِيَّةٌ۔ ''تو مجھ سے بیزار ہو'' یا یوں کہے أَنْتِ بَائِنَةٌ۔ ''تو مجھ سے جدا ہو'' یا یوں کہے أَنْتِ حَرَامٌ ''تو مجھ پر حرام ہو'' یا بیوی سے یوں کہے۔ أَبْرَأْتُكِ۔ ''میں نے تجھ کو بری کر دیا'' یا یوں کہے أَنْتِ حُرَّةٌ۔ ''تو آزاد ہو'' یا شوہر ان الفاظ کی مانند دیگر وہ الفاظ استعمال کرے جو آپس کی جدائی پر دلالت کرتے ہوں اور اُن

میں طلاق کا لفظ موجود نہ ہو۔ اگر ان صورتوں میں ان الفاظ کا کہنا طلاق کی نیت سے ہو تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

وکالت کا مسئلہ

کسی دوسرے کو وکیل بنانا جائز ہے تا کہ وہ اس کی وکالت سے طلاق دے نیز اپنی بیوی کو بھی خود اُسی کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنانا جائز ہے طلاق جس زبان میں وقوع پذیر ہو درست ہے اور طلاق کی نیت کے ساتھ جس لفظ سے طلاق دے وہ طلاق ہوگی۔ لہٰذا اگر شوہر کہے کہ میں نے ان الفاظ کے استعمال سے طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا تو اُس صورت میں اُس کی بیوی اُس سے جُدا نہیں ہو سکے گی۔ گونگے کی طلاق اشارے سے پڑ جاتی ہے۔

ممالک عجم میں نیت کے بغیر طلاق وقوع پذیر ہو ہی نہیں سکتی خواہ صیغہ طلاق صریح ہو یا کنایہ، کیونکہ عجمی عوام ''طا'' کے ساتھ طلاق کا تلفظ ادا نہیں کرتے بلکہ وہ ''تا'' کے ساتھ تلاق بولتے ہیں لہٰذا جب تک نیت نہیں کرتے تب تک طلاق نہیں پڑ سکتی کیونکہ جب تک نیت نہ ہو لفظ تلاق سے طلاق لازم نہیں آتی لیکن اگر طلاق کی نیت ہو تو آدمی کے غلط لفظ سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پہ ہوتا ہے۔

وَالطَّلَاقُ بَائِنٌ وَّرَجْعِيٌّ فَالْبَائِنُ مَالَا يَصِحُّ مَعَهُ الرَّجْعَةُ وَهُوَ طَلَاقُ غَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا وَالْيَائِسَةِ الَّتِيْ لَمْ تَحِضْ وَالْمُخْتَلَعَةِ وَالْمُبَارَاةِ وَالْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا الْحَرَائِرِ وَثِنْتَيْنِ فِي الْإِمَاءِ وَمَعَ الْبَائِنِ يَجُوْزُ اَنْ يَّنْكِحَهَا نِكَاحًا مُجَدَّدًا فِي الْعِدَّةِ وَبَعْدَ انْقِضَاءِ الْعِدَّةِ اِلَّا الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا فَاِنَّهَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَيَقَعَ الدُّخُوْلُ فَاِنْ طَلَّقَهَا الثَّانِيْ اَوْ يُفَارِقُهَا بِاَيِّ وَجْهٍ اتَّفَقَ اعْتَدَّتْ عَنْهُ وَانْقَضَتِ الْعِدَّةُ فَيَجُوْزُ لِلْاَوَّلِ اَنْ يَّنْكِحَهَا وَغَيْرُ تِلْكَ التَّطْلِيْقَاتِ رَجْعِيٌّ.

وَفِي الطَّلَاقِ الرَّجْعِيِّ كَفٰى اَنْ يَّقُوْلَ رَجَعْتُكِ اَوْ رَاجَعْتُكِ اَوْ يُقَبِّلَهَا اَوْ يُلَامِسَهَا اَوْ يُجَامِعَهَا لِاَنَّ الطَّلَاقَ الرَّجْعِيَّ لَا يُحَرِّمُ الْوَطْيَ وَغَيْرَهٗ مِنَ الْمُبَاشَرَاتِ وَلَا حَاجَةَ فِيْهِ اِلٰى تَجْدِيْدِ النِّكَاحِ وَلَا تَجُوْزُ الرَّجْعَةُ لِمَنْعِ تَزْوِيْجِهَا وَلَا رَغْبَةَ لَهٗ فِيْهَا. وَيَجُوْزُ لِلْمُطَلَّقَةِ الرَّجْعِيَّةِ اَنْ تَتَشَوَّقَ وَتَتَزَيَّنَ فِيْ هٰذِهِ الْعِدَّةِ لِيُرَاجِعَهَا زَوْجُهَا فَلَوْ لَمْ يُرَاجِعْ وَانْقَضَتْ عِدَّتُهَا صَارَ طَلَاقُهَا بَائِنًا فَاِنْ اَرَادَهَا زَوْجُهَا احْتَاجَ اِلٰى نِكَاحٍ مُجَدَّدٍ وَفِي الْعِدَّةِ بِالطَّلَاقِ الْبَائِنِ بِتَطْلِيْقَةٍ اَوْ تَطْلِيْقَتَيْنِ

هٰكَذَا يَحْتَاجُ إِلَى تَجْدِيْدِ النِّكَاحِ إِنْ رَضِيَتِ الْمَرْأَةُ وَإِنْ لَّمْ تَرْضَ فَلَا وَ فِي الرَّجْعِيَّةِ لَا يُلْتَفَتُ إِلَى رِضَاهَا وَلَوْ مَاتَ اَحَدُهُمَا فِي اَيَّامِ الْعِدَّةِ الرَّجْعِيَّةِ يَتَوَارَثَانِ وَكَانَتْ نَفَقَتُهَا كَمَا كَانَتْ قَبْلَ الطَّلَاقِ وَلَا يَجُوْزُ إِخْرَاجُ الْمُطَلَّقَةِ الرَّجْعِيَّةِ مِنْ بَيْتِهٖ إِلَّا اَنْ تَاْتِيَ بِفَاحِشَةٍ وَيَحْرُمُ لَهَا الْخُرُوْجُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ كَانَتْ فِيْهِ إِلَّا إِذَا اضْطُرَّتْ فَتَخْرُجَ وَتَرْجِعَ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ تَبِيْتَ غَيْرَ بَيْتِهَا وَفِي الْعِدَّةِ الْبَائِنَةِ يَجُوْزُ لَهَا الْخُرُوْجُ اَيْنَ شَاءَتْ اَمَّا إِنْ كَانَتْ حَامِلًا فَوَجَبَتْ لَهَا النَّفَقَةُ مِنَ الْمَاكُوْلِ وَالْمَلْبُوْسِ وَالسُّكْنٰى حَتّٰى تَضَعَ حَمْلَهَا وَلَوْ قَالَتِ الْمُطَلَّقَةُ الثَّلَاثُ إِنَّ عِدَّتِيْ انْقَضَتْ وَتَزَوَّجْتُ وَوَقَعَ الدُّخُوْلُ وَطَلَّقَنِيْ وَانْقَضَتْ عِدَّتِيَ الثَّانِيَةُ وَالْمُدَّةُ الْمُنْقَضِيَةُ مِنْ طَلَاقِهَا تَفِيْ بِمَا قَالَتْ يَنْبَغِيْ اَنْ يُصَدِّقَهَا بِلَا شَاهِدٍ وَيَمِيْنٍ مَّعَ غَلَبَةِ الظَّنِّ بِصِدْقِهَا۔ وَإِنْ وَقَعَتِ الْمُفَارَقَةُ بِثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ وَوَقَعَ التَّحْلِيْلُ وَنَكَحَهَا ثَانِيًا وَوَقَعَتِ الْمُفَارَقَةُ بِثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ ثَانِيَةً وَوَقَعَ التَّحْلِيْلُ وَنَكَحَهَا ثَالِثًا وَوَقَعَتِ الْمُفَارَقَةُ بِثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ ثَالِثَةً حَرُمَتْ هٰذِهِ الزَّوْجَةُ عَلٰى هٰذَا الزَّوْجِ مُؤَبَّدًا وَلَوْ تَزَوَّجَهَا بِشَرْطِ التَّحْلِيْلِ كُرِهَ النِّكَاحُ وَنِكَاحُ الْبَالِغِ وَالْمُرَاهِقِ يَسْتَوِيَانِ فِي التَّحْلِيْلِ وَبِوَطْيِ الْمَوْلٰى لَا تُحَلَّلُ لِاَنَّ النَّصَّ عَلَى النِّكَاحِ فَإِنْ تَزَوَّجَهَا الْاَوَّلُ بَعْدَ الثَّانِيْ عَادَتْ إِلَيْهِ بِالتَّطْلِيْقَاتِ لِاَنَّ الثَّانِيْ يَهْدِمُ تَطْلِيْقَاتِهَا وَاحِدَةً كَانَتْ اَوْ ثِنْتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَصَارَتْ كَمَا كَانَتْ۔

اقسامِ طلاق کا مسئلہ

طلاق کبھی بائن ہوتی ہے اور کبھی رجعی۔ طلاق بائن اُس طلاق کا نام ہے جس کے ہوتے ہوئے رجوع کرنا درست نہیں ہوتا۔ طلاق بائین کی صورتیں یہ ہیں۔

۱۔ جنسی رابطہ قائم نہ کی ہوئی بیوی کی طلاق

۲۔ حیض سے نا اُمید ہونے والی عورت کی طلاق

۳۔ خلع کردہ عورت کی طلاق

۴۔ مبارات کی صورت میں دی گئی طلاق

۵۔ وہ طلاق جو تین مرتبہ کسی عورت پہ پڑگئی ہو جبکہ وہ آزاد عورتوں میں سے ہو۔

۶۔ وہ طلاق جو کسی عورت پہ دومرتبہ پڑگئی ہو جبکہ وہ لونڈیوں میں سے ہو۔

طلاق بائین کی صورت میں جائز ہے کہ شوہر اُس کے ساتھ عدت ہی میں اور عدت کے گزر جانے کے بعد دونوں صورتوں میں تجدیدی طور پر نکاح کرے۔ مگر تین طلاقیں پڑی ہوئی عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے کیونکہ ایسی عورت شوہر کے حق میں حرام ہے یہاں تک کہ وہ عورت کسی دوسرے سے نکاح کرے اور جنسی رابطہ وقوع پذیر ہو جائے۔ پس اگر دوسرا شوہر اُسے طلاق دے یا کسی بھی اتفاقی صورت حال کی وجہ سے شوہر اُسے جدا کردے۔ بیوی اُس کی طرف سے عدت گزار دے اور اُس کی عدت گزر جائے تو پھر پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہو جائے گا۔

طلاق دینے کی ان صورتوں کے سوا دیگر صورتیں طلاق رجعی کہلاتی ہیں۔ طلاق رجعی کی صورت میں کافی ہے کہ شوہر بیوی سے یوں کہے رَجَعْتُكِ۔ ''میں نے تجھ سے رجوع کیا'' یا یوں کہے رَاجَعْتُكِ۔ ''میں نے تجھے واپس لوٹا دیا'' یا وہ بیوی سے بوسہ بازی کرے یا اُسے ہاتھ لگائے یا اُس سے جنسی ملاپ کرے کیونکہ طلاق رجعی بیوی سے جنسی رابطہ قائم کرنے اور دیگر ازدواجی تعلقات کو حرام نہیں کرتی۔ طلاق رجعی کی صورت میں تجدیدی طور پر نکاح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ بیوی کو شادی کرنے سے روکنے کی خاطر رجوع کرنا جائز ہی نہیں جبکہ اُسے اُس کے ساتھ کوئی رغبت نہ ہو۔ طلاق رجعی والی عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ عدت کے دوران شوہر کو شوق دلائے اور خوب آراستہ ہو کر رہے تا کہ اُس کا شوہر اُس سے رجوع کر سکے۔ اگر شوہر اُس سے رجوع نہ کرے اور عورت کی عدت گزر جائے تو اُس صورت میں اُس کی طلاق بائن بن جاتی ہے۔ چنانچہ اب اگر اُس کا شوہر اُسے چاہے تو اُس کے لئے تجدید نکاح کی ضرورت پڑے گی۔

ایک ہی طلاق دینے یا دو طلاقیں دینے کی وجہ سے ہونے والی طلاق بائن کی عدت کے دوران بھی اسی طرح سے شوہر کو تجدید نکاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ بشرطیکہ عورت راضی ہو جائے۔ اگر عورت رضا مند نہ ہو تو پھر نکاح نہیں ہو سکتا۔ طلاق رجعی کی صورت میں عورت کی رضامندی کو نہیں دیکھا جاتا۔

اگر عدّت رجعی گزارنے کے دوران میں سے ایک مر جائے تو دونوں میں وراثت چل جاتی ہے۔ بیوی کے اخراجات کا معاملہ ایسا ہوگا جیسا کہ وہ طلاق پڑنے سے پہلے تھا۔

طلاق رجعی پڑی ہوئی عورت کو گھر سے نکال دینا جائز نہیں ہے۔ اِلاّ یہ کہ وہ کوئی حیا سوز حرکت کا ارتکاب کرے، اُس کے لئے اُس گھر سے باہر نکل جانا حرام ہے جس گھر میں وہ رہا کرتی تھی مگر اُس کی اضطراری حالت مستثنیٰ ہے

چنانچہ ایسی حالت میں وہ باہر نکل جائے اور پو پھٹنے سے پہلے پہلے اُسی رات کو واپس آجائے اپنے گھر کے سوا کسی دوسرے گھر میں رات کا گزارنا اُس کے لئے جائز نہیں ہے۔طلاق بائن کی عدت گزارنے کی مدت میں عورت کے لئے جہاں کہیں وہ چاہے نکل جانا جائز ہے۔ہاں اگر طلاق بائن والی عورت حاملہ ہو تو وضع حمل تک شوہر کے ذمے اُس کے لئے اخراجات کا دینا واجب ہے۔مثلاً کھانے کی چیزیں پہننے کے کپڑے اور رہائش گاہ۔

اگر طلاق بائن والی عورت کہے کہ یقیناً میری عدت گزر گئی، میں نے کسی سے نکاح کیا اور جنسی رابطہ قائم ہو گیا، دوسرے نے مجھے طلاق دے دی اور میری دوسری عدت بھی گزر گئی درانحالیکہ اُسکی طلاق کے وقت سے گزری ہوئی مدّت اُسکی بات سے میل کھاجاتی ہو تو مناسب ہے کہ اُسکی سچائی کے غالب گمان کی صورت میں کسی گواہ یا قسم کے بغیر آدمی اُسکی تصدیق کرے۔

اگر تین طلاقیں پڑ جانے کی وجہ سے میاں بیوی کے آپس میں جُدائی آگئی ہو، حلالہ وقوع پذیر ہو جائے اور شوہر اوّل اُس سے دوسری دفعہ نکاح کرے پھر تین طلاقیں پڑ جانے کی وجہ سے دونوں میں دوسری دفعہ جدائی آگئی ہو پھر حلالہ واقع ہو جائے اور شوہر اوّل تیسری دفعہ اُس سے نکاح کرے پھر تین طلاقیں پڑ جانے کی وجہ سے تیسری دفعہ دونوں میں جدائی آجائے تو اس صورت میں یہ بیوی اُس شوہر کے حق میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔

اگر حلالہ کرنے کی شرط پر عورت سے نکاح کرے تو ایسا نکاح کرنا مکروہ ہے۔حلالہ کرنے کے بارے میں بالغ آدمی کا نکاح اور بالغ ہونے کے قریب پہنچنے والے کا نکاح دونوں برابر ہیں۔آقا کے جنسی رابطہ کی وجہ سے عورت کا حلالہ نہیں ہو سکتا کیونکہ نصِ قرآنی نکاح کی صورت میں وارد ہے۔

پس دوسرے شوہر کے بعد پہلا شوہر عورت سے نکاح کرے تو وہ عورت پہلے شوہر کے پاس طلاق پڑنے کی تمام صورتوں کو لے کر واپس آجائے گی کیونکہ دُوسرا شوہر اُس عورت پر پڑی ہوئی تمام طلاقوں کو ختم کر دیتا ہے خواہ ایک طلاق ہو یا دو طلاقیں ہوں یا تین طلاقیں وہ عورت پہلے شوہر کے پاس ایسی ہو جاتی ہے جیسی وہ پہلے پہل تھی۔

وَاَمَّا الْعِدَّةُ فَلَاعِدَّةَ عَلٰى مَنْ لَّمْ يَدْخُلْ بِهَا فِيْ جَمِيْعِ التَّطْلِيْقَاتِ وَالْمُفَارَقَاتِ اِلَّا الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَاِنَّ عِدَّةَ الْوَفَاةِ تَجِبُ عَلَى الزَّوْجَةِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا وَغَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا بِاَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ وَّعَشْرَةِ اَيَّامٍ وَاِنْ كَانَتِ الزَّوْجَةُ اَمَةً فَبِشَهْرَيْنِ وَخَمْسَةِ اَيَّامٍ وَاِنْ كَانَتْ حَامِلَةً

فَبِوَضْعِ حَمْلِهَا وَلَوْ كَانَتْ يَوْمًا اَوْ اَقَلَّ اَمَّا اِنْ كَانَتْ مُتَوَفًّى عَنْهَا زَوْجُهَا فَبِاَبْعَدِ الْاَجَلَيْنِ وَعِدَّةُ غَيْرِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا بِثَلَاثَةِ قُرُوْءٍ لِّلْحُرَّةِ اِنْ كَانَتْ مِنْ ذَوَاتِ الْحَيْضِ وَالْقَرْءُ عِبَارَةٌ عَنْ حَيْضٍ وَّطُهْرٍ مَعًا لَا عَنْ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَابْتِدَاءُ الْعِدَّةِ مِنْ وَقْتِ الطَّلَاقِ وَوَقْتِ الْوَفَاةِ لَا مِنْ وَقْتِ وُصُوْلِ الْخَبَرِ اِلَيْهَا فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمْ بِالطَّلَاقِ اَوِالْوَفَاةِ لِغَيْبَتِهٖ وَمَضَتْ مُدَّةُ الْعِدَّةِ فَقَدِ انْقَضَتِ الْعِدَّةُ۔

وَلَا حِدَادَ عَلَيْهَا اِلَّا فِيْ اَيَّامِ التَّعْزِيَةِ وَلَا حِدَادَ عَلَى الْمُطَلَّقَاتِ رَجْعِيَّةً كَانَتْ اَوْبَائِنَةً وَ يَجِبُ الْحِدَادُ عَلَى الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهُوَ اَنْ لَّا تَتَزَيَّنَ وَلَا تَلْبَسَ لِبَاسًا فِيْهِ زِيْنَةٌ اَوْ رَعُوْنَةٌ وَّلَا تَخْتَضِبَ بِالْحِنَّاءِ وَتَجْتَنِبَ عَنِ التَّدْهِيْنِ عَلٰى رَأْسِهَا وَمِنَ الْاِكْتِحَالِ وَمِنَ الْخُرُوْجِ مِنْ بَيْتِهٖ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ عَظِيْمَةٍ وَّمِنَ التَّطْيِيْبِ وَيَجُوْزُ التَّنْظِيْفُ وَالتَّطْهِيْرُ بِالْغُسْلِ وَغَسْلِ الثِّيَابِ وَاَمَّا الْيَائِسَةُ مِنَ الْحَيْضِ لِكِبَرِ سِنِّهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَحِضْ لِصِغَرِ سِنِّهَا فَعِدَّتُهُمَا بِثَلَاثَةِ اَشْهُرٍ اِنِ احْتُمِلَ الْحَمْلُ مِنْهُمَا وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِمَا شُبْهَةُ حَمْلٍ وَّهُمَا تَتَيَقَّنَانِ بِعَدَمِ حَمْلِهِمَا فَلَا عِدَّةَ عَلَيْهِمَا كَغَيْرِ الْمَدْخُوْلِ بِهَا فَيَجِبُ عَلَيْهِمَا الْاِسْتِبْرَاءُ بِشَهْرٍ وَمَنِ اشْتَرٰى اَمَةً وَجَبَ عَلَيْهِ اَنْ يَّسْتَبْرِئَهَا بِقَرْءٍ وَيَجُوْزُ لَهٗ اَنْ يَّسْتَمْتِعَ فِيْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ

وَاَمَّا الْخُلْعُ فَطَلَاقٌ بَائِنٌ عَلٰى عِوَضٍ كَمَا قَالَتْ خَالِعْنِيْ عَلٰى مَهْرِيْ اَوْ عَلٰى مَا حَضَرَ عِنْدِيْ مِنَ الْمَالِ اَوْ عَلٰى اَلْفٍ اَوْ عَلٰى مِائَةٍ اَوْ عَلٰى فِيْ ذِمَّتِكَ مِنْ صَدَاقِيْ اَوْ دَيْنِيْ اَوْ مِثْلِ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ خَالَعْتُكِ تَمَّتِ الْمُخَالَعَةُ فَلَا يَجُوْزُ الرَّجْعَةُ اَمَّا اِنْ اَرَادَهَا بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ فِي الْعِدَّةِ وَبَعْدَهَا جَازَ وَفِي الْعِوَضِ اِنْ اَخَذَ اَكْثَرَ مِمَّا اَمْهَرَهَا بِهٖ لَمْ يَجُزْ لِاَنَّهٗ سُحْتٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ مَنْ لَّهٗ دِيْنٌ وَّدِيَانَةٌ۔ وَاَمَّا الْمُبَارَأَةُ فَهِيَ كَالْمُخَالَعَةِ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا اَنَّ فِي الْمُخَالَعَةِ الْكَرَاهِيَةَ مِنْ قِبَلِ الزَّوْجَةِ وَفِي الْمُبَارَأَةِ الْكَرَاهِيَةُ مِنْهُمَا وَهِيَ اَيْضًا عَلٰى عِوَضٍ وَالنِّيَّةُ تُعْتَبَرُ فِيْهِمَا۔

عدت گزارنے کا مسئلہ

جس عورت سے جنسی رابطہ قائم نہ کیا ہو اس کے ذمہ طلاق اور جدائی کی تمام صورتوں میں کوئی عدت لازم نہیں ہے مگر وہ عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے جس کا شوہر انتقال کر گیا ہو کیونکہ چار مہینے اور دس دنوں کی عدت وفات کا گزارنا جنسی ملاپ والی اور جنسی ملاپ سے خالی دونوں عورتوں کے ذمے واجب ہے۔ اگر ایسی عورت کوئی لونڈی ہو تو اس کے ذمے دو ماہ اور پانچ دنوں کی عدت واجب ہوگی۔ اگر ایسی عورت کوئی حاملہ ہو تو وضع حمل تک وہ عدت گزارے گی اگر چہ ایک دن یا اس سے کم عدت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر حاملہ عورت ایسی ہو جس کا شوہر انتقال کر گیا ہو تو اس صورت میں وہ وضع حمل کی مدت چار ماہ اور دس دنوں کی مدت میں سے جو مدت زیادہ طویل ہو، وہ اس مدت کی عدت گزارے گی۔ وہ عورت جس کا شوہر انتقال نہ کر گیا ہو اس کی عدت آزاد عورت کے حق میں تین طہر کا گزارنا ہے بشرطیکہ وہ ماہواری آنے والی عورتوں میں سے ہو۔ قرء مجموعی طور پر حیض اور طہر دونوں کا نام ہے نہ کہ ان میں ایک کا۔

عدت کے آغاز کا مسئلہ

عورت کے پاس خبر کے پہنچنے کے وقت سے نہیں بلکہ طلاق دینے کے وقت اور وفات پانے کے وقت سے عدت کی ابتداء ہوتی ہے اگر شوہر کی غیر حاضری کی وجہ سے بیوی کو طلاق یا وفات کا علم نہ ہو جائے اور اسی حالت میں عدت گزارنے کی مدت پوری ہو جائے تو یقینی طور پر اس کی عدت گزر گئی۔

حداد کا مسئلہ (سوگ منانا)

سوگ منانے کے دنوں کے سوا عورت کے حق میں کوئی حداد نہیں ہے۔ طلاق شدہ عورتوں کے ذمے کوئی حداد نہیں ہے۔ خواہ رجعی طلاق پڑ چکی ہو یا طلاق بائن۔ اسی عورت کے ذمے حداد واجب ہے جس کا شوہر انتقال کر گیا ہو۔ حداد کا مطلب یہ ہے کہ عورت آرائش و زیبائش نہ کرے۔ وہ کوئی ایسا لباس نہ پہنے جس میں زیب و زینت اور رعنائی ہو۔ وہ مہندی کا خضاب نہ لگائے، وہ سر پر تیل لگانے، سرمہ لگانے، کسی بڑی ضرورت کے بغیر شوہر کے گھر سے نکل جانے اور خوشبو لگانے سے پرہیز کرے۔ غسل کرنے اور کپڑوں کو دھونے کی صورت میں اس کے صفائی کرنا اور پاکی حاصل کرنا جائز ہے۔ عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے ماہواری آنے سے ناامید ہونے والی عورت اور کمسنی کی وجہ سے ماہواری نہ آنے والی عورت دونوں کی عدت تین ماہ کا گزارنا ہے بشرطیکہ دونوں میں حمل ٹھہرنے کا احتمال ہو۔ اگر ان دونوں میں حمل کا کوئی شبہ نہ

ہو نیز دونوں کو اپنے اپنے غیر حاملہ ہونے کا یقین ہو تو اس صورت میں ان دونوں کے ذمّے پر ایک ماہ عرصہ گزارنے کی صورت میں استبرائے رحم کرنا واجب ہوگا۔ جو شخص کوئی لونڈی خریدے تو اس کے ذمّے ایک قرء سے اس لونڈی کا استبرائے رحم کرنا واجب ہے اس کے لئے جائز ہے کہ وہ شرم گاہ کو چھوڑ کر دیگر مقامات سے فطری خواہش کو پورا کرے۔

خلع کا مسئلہ

خلع کسی چیز کے عوض میں پڑ جانے والی طلاق بائن کا نام ہے مثلاً کوئی عورت اپنے شوہر سے یوں کہے۔ خَالِعْنِیْ عَلٰی مَهْرِیْ ''تم میرے مہر کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کرو'' یا یوں کہے خَالِعْنِیْ عَلٰی مَا حَضَرَ عِنْدِیْ مِنَ الْمَالِ ''تم میرے پاس موجود مال کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کرو'' یا یوں کہے خَالِعْنِیْ عَلٰی اَلْفٍ ''تم ایک ہزار روپے کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کرو'' یا یوں کہے خَالِعْنِیْ عَلٰی مِائَةٍ ''تم ایک سو روپے کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کرو'' یا یوں کہی خَالِعْنِیْ عَلٰی مَا فِیْ ذِمَّتِكَ مِنْ صَدَاقِیْ ''تیرے ذمّے میرے مہر کا جو حصہ لازم ہے اس کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کرو'' یا بیوی یوں کہی خَالِعْنِیْ عَلٰی دَیْنِیْ۔ ''تم میرے قرض کے بدلے میں مجھ سے خلع کا معاملہ کرو'' یا بیوی اس قسم کے دیگر الفاظ اس بارے میں استعمال کرے اس پر شوہر کہی خَالَعْتُكِ۔ ''میں نے تجھ سے خلع کا معاملہ کیا'' اس صورت میں خلع کا معاملہ مکمل ہوجاتا ہے چنانچہ اب شوہر کے لئے رجوع کرنا جائز نہیں ہوتا ہاں اگر شوہر عدت کے دوران اور عدت کے بعد نکاح جدید کی صورت میں عورت کو چاہے تو جائز ہے۔ عوض لینے کی صورت میں اگر شوہر اس مقدار سے زیادہ وصول کرے جس کی مقدار کا اس نے بیوی کو مہر دیا ہو تو یہ صورت جائز نہیں ہوگی۔ کیونکہ ایسا کرنا خداوند عالم کے نزدیک اور دین و دیانت کے حامل لوگوں کے ہاں حرام ہے۔

مبارات کا مسئلہ

مبارات کا معاملہ خلع کے معاملے کی مانند ہے۔ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ خلع کے معاملے کی صورت میں ناپسندیدگی عورت کی طرف سے ہوتی ہے۔ مبارات کی صورت میں ناپسندیدگی دونوں کی طرف سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ مبارات کا معاملہ بھی کسی چیز کے عوض میں ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں نیت کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

❀❀❀

بَابُ الظِّهَار

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ط اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِيْ وَلَدْنَهُمْ ط وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ط ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ج فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ط ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○(۱)

اَمَّا الظِّهَارُ فَهُوَ فِي الْعَرَبِ يَكُوْنُ بِهٰذِهِ الْعِبَارَةِ اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ اَوْ اُخْتِيْ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ وَفِي الْعَجَمِ مَا يَقُوْلُ اَحَدٌ هٰكَذَا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلٰكِنْ يَقُوْلُوْنَ لِامْرَأَتِهِمْ اَنْتِ اُمِّيْ اَوْ اُخْتِيْ اَوْ اَنْتِ عَلَيَّ كَاُمِّيْ اَوْ اُخْتِيْ فَاِنَّ مِثْلَ هٰذِهِ الْعِبَارَاتِ يَقَعُ مِنَ الزَّوْجِ وَكَانَتْ بِنِيَّةِ الطَّلَاقِ فَطَلَاقٌ اِنِ اتَّصَفَ الْمُطَلِّقُ بِالْبُلُوْغِ وَالْعَقْلِ وَالْاِخْتِيَارِ وَالْقَصْدِ وَالْمُطَلَّقَةُ بِالطُّهْرِ الْمَشْرُوْطِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ فَظِهَارٌ فَيَجِبُ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ اِنْ اَرَادَهَا كَمَا كَانَتْ زَوْجَةً لَّهٗ مِنْ قَبْلُ فَهِيَ عِتْقُ رَقَبَةٍ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى كَبِيْرًا كَانَ اَوْ صَغِيْرًا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ وَلَا اِسْتِطَاعَةَ لَهٗ بِالْعِتْقِ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ لِلْحُرِّ وَلِلْعَبْدِ شَهْرٍ وَلَوْ مَرِضَ اَوْ وَقَعَ لَهٗ اِغْمَاءٌ اَوْ جُنُوْنٌ اَوْ سَفَرٌ اِضْطِرَارِيٌّ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى الصَّوْمِ وَاَفْطَرَ لَمْ يَقْدَحْ فِي التَّتَابُعِ فَاِذَا قَوِيَ اَتَمَّ مَا بَقِيَ مِنْ شَهْرَيْهِ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مُضْطَرًّا وَاَفْطَرَ فَعَلَيْهِ اَنْ يَّسْتَاْنِفَ لِبُطْلَانِ التَّتَابُعِ الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ فَاِنْ لَّمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّوْمِ الْمُتَّصِفِ بِتَتَابُعِ شَهْرَيْنِ كَامِلَيْنِ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا بِغَالِبِ

۱۔ سورۃ المجادلۃ ، الآیۃ ۲،۳

قُوْتِ الْبَلَدِ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ بِالْغَدَاةِ وَ الْعَشِيِّ مَا يُشْبِعُهُ وَيَجُوْزُ فِي الْكَفَّارَةِ بِالْإِطْعَامِ الطَّعَامُ الْمَطْبُوْخُ وَالْخُبْزُ وَالدَّقِيْقُ وَالْحِنْطَةُ وَالشَّعِيْرُ وَالْاَرُزُّ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِمَّا يَأْكُلُهُ اَهْلُ الْبَلَدِ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يُّطْعِمَهُمْ طَعَامَ الْمُتَنَعِّمِيْنَ جَازَ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ اَمَّا الْوَاجِبُ فَالْحَدُّ الْوَسَطُ وَ يُعْتَبَرُ فِي الْمِسْكِيْنِ الْاِيْمَانُ وَالْاِفْلَاسُ وَاَنْ لَّا يَكُوْنَ مِمَّنْ وَّجَبَ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا جَازَ اَنْ يُّكَرِّرَ الْاِطْعَامَ عَلَى الْمَعْدُوْدِ الْمَوْجُوْدِ حَتّٰى يَبْلُغَ اِلٰى سِتِّيْنَ وَالْعَاجِزُ عَنِ الْعِتْقِ اِنِ اشْتَغَلَ بِالصَّوْمِ ثُمَّ قَدَرَ عَلَى الْعِتْقِ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الْعَوْدُ اِلَى الْعِتْقِ وَاِنْ عَادَ كَانَ اَفْضَلَ وَالْعَاجِزُ عَنِ الصَّوْمِ اِنْ شَرَعَ فِي الْاِطْعَامِ فَحَصَلَتْ لَهُ قُوَّةُ الصَّوْمِ هٰكَذَا اَيْضًا وَلَوْ شَبَّهَ الزَّوْجُ عُضْوًا مِنْ اَعْضَاءِ زَوْجَتِهٖ اَوْ خُلُقًا مِنْ اَخْلَاقِهَا اَوْ فِعْلًا مِنْ اَفْعَالِهَا اَوْ صِفَةً مِّنْ صِفَاتِهَا بِاُمِّهٖ اَوْ اُخْتِهٖ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ مُحَرَّمَاتِهٖ عَلٰى سَبِيْلِ الْمَدْحِ وَالْكَرَامَةِ لَمْ يَكُنْ ظِهَارًا وَالظِّهَارُ يُخْتَصُّ بِالْاَوْقَاتِ الْاِضْرَارِ۔

ظہار کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ الخ (الآیۃ) ''تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کا معاملہ کرتے ہیں، وہ اُن کی مائیں نہیں ہوسکتیں اُن کی مائیں تو صرف وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اُن کو جنم دیا ہے۔ یقیناً یہ لوگ بڑی خراب بات کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ بے شک اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے''۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کا معاملہ کرتے ہیں پھر اپنی باتوں کو توڑ کر راہِ راست پر لوٹ آتے ہیں تو اُن کے ذمے آپس کی جنسی وابستگی سے پہلے ایک غلام کا آزاد کرنا لازم ہے۔ اُس حکم کے عائد کرنے کی صورت میں تم کو نصیحت کی جاتی ہے اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

جو شخص کسی غلام کو نہ پا سکے تو اُس کے ذمے آپس کی جنسی وابستگی سے پہلے پے در پے دو ماہ کے روزے لازم

ہیں۔ جو کوئی روزے رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اُس کے ذمّے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا لازم ہے۔ یہ حکم اس لئے ہے تا کہ تم حقیقی معنوں میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ۔ احکام خدا کے منکر لوگوں کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

ظہار کا معاملہ عرب ممالک میں اِن الفاظ میں ہوا کرتا ہے۔

اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ۔	تو میرے حق میں میری ماں کی پشت کی مانند ہو۔
اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُخْتِيْ۔	تو میرے حق میں میری بہن کی پشت کی مانند ہو یا ان کے علاوہ محرمات میں سے

کسی اور کا نام لے کر ظہار کا معاملہ کرنا۔

ممالک عجم میں اِلاّ ما شاء اللہ کوئی بھی اس طرح سے نہیں کہتا۔ بلکہ عجمی لوگ اپنی بیویوں سے یوں کہتے ہیں۔

اَنْتِ اُمِّيْ۔	تو میری ماں ہو۔
اَنْتِ اُخْتِيْ۔	تو میری بہن ہو۔
اَنْتِ عَلَيَّ كَاُمِّيْ۔	تو میرے حق میں میری ماں جیسی ہو۔
اَنْتِ عَلَيَّ كَاُخْتِيْ۔	تو میرے حق میں میری بہن جیسی ہو۔

چنانچہ اِن الفاظ کے مانند کوئی لفظ شوہر کی طرف سے وقوع پذیر ہو اور وہ طلاق کی نیت سے بولا گیا ہو تو طلاق ہو گی بشرطیکہ طلاق دہندہ بالغ ہونے، عاقل ہونے، بااختیار ہونے اور قصد و ارادہ والا ہونے کی شرطوں کا حامل ہو اور طلاق پڑنے والی عورت اُس پاکی کی حامل ہو جو طلاق کی شرط ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ ظہار کا معاملہ ہوگا لہٰذا اُس شخص کے ذمّے کفارہ دینا واجب ہو جائے گا۔ بشرطیکہ وہ عورت کو ایسی چاہے جیسی کہ وہ ظہار کے معاملے سے پہلے اُس کی بیوی کی صورت میں تھی۔

کفارۂ ظہار کا مسئلہ

ظہار کا کفارہ ایک فردِ مملوک کا آزاد کردینا ہے خواہ وہ غلام ہو یا کنیز، بڑا ہو یا چھوٹا۔ اگر کوئی فردِ مملوک نہ ملے اور نہ اُس کے لئے غلام آزاد کرنے کی استطاعت ہو تو آزاد آدمی کے حق میں پے در پے دو ماہ کے روزے اور غلام کے حق میں پے در پے ایک ماہ کا روزہ رکھنا لازم ہیں۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے یا اُس پر بیہوشی طاری ہو یا دیوانگی آجائے یا اضطراری طور پر کوئی سفر لاحق ہو جائے اُسے روزہ رکھنے کی قدرت ہو اور وہ روزہ افطار کرے تو یہ صورتِ حال روزے کے لگاتار ہونے

کے حق میں باعثِ قباحت نہیں۔ جب وہ طاقتور ہو جائے تو اپنے دو ماہ کے بقیہ روزے کو پورا کرے۔ جو شخص اضطراری حالت کا شکار نہ ہو اور وہ روزہ افطار کرے تو اُس کے ذمے نص قرآنی کے لگا تار والے حکم کے باطل ہونے کی وجہ سے از سر نو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اگر کوئی شخص مکمل دو ماہ کے پے در پے انجام پذیر ہونے والے روزے رکھنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے ذمے شہر کی پر غلبہ اشیائے خوردنی سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا لازم ہے۔ ہر ہر مسکین فرد کو صبح و شام اتنا کھانا کھلائے جو اسے سیر کر دے۔ کھانا کھلا کر کفارہ دینے کی صورت میں پکا ہوا کھانا، روٹی، آٹا، گندم، جو، چاول اور ان کے علاوہ دیگر وہ چیزیں جائز ہیں جو شہر والے کھاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص مسکینوں کو خوشحال لوگوں کا سا کھانا کھلانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ ایسا کرنا جائز ہے اور واجب نہیں۔ واجب حکم تو میانہ روی والی حد ہے۔

مسکین فرد کون؟

مسکین کے حق میں معتبر حکم یہ ہے کہ وہ ایمان والا ہو، تنگدستی کا شکار ہو اور وہ مسکین ایسا شخص نہ ہو، جس کے اخراجات کفارہ دینے والے کے ذمے واجب ہو۔ اگر کوئی شخص مسکینوں کو نہ پا سکے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ گنتی کے چند موجود مسکینوں کو بار بار کھانا کھلائے تا کہ یہ تعداد ساٹھ مسکینوں کو پہنچ جائے۔

غلام آزاد کرنے سے عاجز آنے والا شخص اگر روزہ رکھنے میں لگ جائے پھر وہ غلام آزاد کرنے پر قادر ہو جائے تو اس کے ذمے غلام آزاد کرنے کے حکم کی طرف لوٹ آنا واجب نہیں ہے۔ اگر وہ اس حکم کی طرف لوٹ آئے تو ایسا کرنا بہتر صورت ہے۔ روزے رکھنے سے عاجز آ جانے والا شخص اگر مسکینوں کو کھانا کھلانا شروع کرے۔ پھر اسے روزہ رکھنے کی قوت حاصل ہو جائے تو یہاں بھی یہی حکم ہے۔

مدح سرائی اور مہربانی کا کرشمہ

اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے اعضائے بدن میں سے کسی عضو کو یا اس کے اخلاق و عادات میں سے کسی عادت کو یا اس کے افعال میں سے کسی فعل کو یا اس کے اوصاف میں سے کسی وصف کو مدح اور عزت کے طور پر اپنی ماں یا بہن یا محرومات میں سے کسی ایک کے ساتھ تشبیہ دے تو ایسا کرنا ظہار کا معاملہ نہیں ہوگا۔ ظہار کا معاملہ کرنا تو ضرر رساں لحات کے ساتھ مخصوص ہوا کرتا ہے۔

❁ ❁ ❁

بَابُ الْاِيْلَاءِ

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ج فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○[1]

اَلْاِيْلَاءُ اَنْ يَّحْلِفَ بِاللهِ اَوْ صِفَاتِهٖ اَنْ لَّا يَنِيْكَ زَوْجَتَهُ الْمَدْخُوْلَ بِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَاَوْفٰى بِيَمِيْنِهٖ وَلَمْ يَنِكْهَا فِيْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ فَاِذَا اَتَمَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَفَاءَ اِلَى امْرَاَتِهٖ لَمْ يَحْنَثْ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَاِنْ نَاكَهَا قَبْلَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ وَلَوْ حَلَفَ فَوْقَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ اَوْ اَبَدًا اَوْ مُطْلَقًا فَاِذَا انْقَضَتْ مُدَّةُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ وَجَبَ عَلَى الْحَاكِمِ اَنْ يُّجْبِرَهٗ عَلَى الْفَيْءِ اَوِ الطَّلَاقِ فَاِنْ لَّمْ يَحْضُرْ حَاكِمٌ فَلِلْمَرْاَةِ اَنْ تُطَالِبَهٗ بِالْفَيْءِ اَوِ الطَّلَاقِ فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ اَحَدًا مِّنْهُمَا فَلِلْمَرْاَةِ اَنْ تَفْسَخَ نِكَاحَهَا وَلَا يَجُوْزُ لَهُ التَّاخِيْرُ فِيْ اَحَدِهِمَا اِمَّا الْفَيْءُ وَاِمَّا الطَّلَاقُ وَلَا ثَالِثَ لَهُمَا اِلَّا الْمَوْتُ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَاِنْ فَاءَ اِلَيْهَا وَجَبَتِ الْكَفَّارَةُ لِاَنَّهٗ حَنِثَ۔

وَكَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ عَلَى التَّخْيِيْرِ بَيْنَ الْاِطْعَامِ وَالْاِكْسَاءِ وَالْعِتْقِ وَالْاِطْعَامُ وَالْاِكْسَاءُ كِلَاهُمَا لِعَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ فَاِنْ لَّمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ لَوَجَبَ عَلَيْهِ الصَّوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَالْفَيْءُ هُوَ بِالنَّيْكِ اِنْ لَّمْ يَمْنَعْ مَانِعٌ ضَرُوْرِيٌّ كَالْمَرَضِ وَبُعْدِ الْمَسَافَةِ بَيْنَهُمَا وَمَا يُشَابِهُهُمَا مِنَ الْمَوَانِعِ الْمُتَبَيِّنَةِ فَاِنْ مَنَعَهٗ اَمْرٌ هٰكَذَا وَجَبَ عَلَيْهِ اَنْ يَّفِيْءَ بِقَلْبِهٖ وَاَظْهَرَ بِلِسَانِهٖ وَقَالَ رَجَعْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ بِاَيِّ لُغَةٍ اَدَّاهَا جَازَ وَلَوْ حَلَفَ وَعَيَّنَ مُدَّةً اَقَلَّ مِنْ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ لَيْسَ بِاِيْلَاءٍ وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ اَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلِذٰلِكَ تَعَرَّضَهُ الشَّرْعُ وَلَوْ حَلَفَ بِعِتَاقٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ صَلٰوةٍ اَوْ صَوْمٍ لَزِمَهٗ اَدَاءُ مَا اَلْزَمَهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَقْدِرْ وَجَبَتِ الْكَفَّارَةُ فَاِنْ لَّمْ يَقْدِرْ عَلٰى

۱۔ سورۃ البقرۃ ، الآیۃ ۲۲۵۔۲۲۶

مَا اَلْزَمَ وَلَا عَلٰی كَفَّارَتِهٖ وَجَبَتِ التَّوْبَةُ وَالْاِسْتِغْفَارُ وَلَا حَاجَةَ لَهٗ فِیْ حَلْفِهٖ بِغَيْرِ اَسْمَاءِ اللّٰهِ اَنْ يَّنْتَظِرَ اِلٰی اسْتِطَاعَةِ الْكَفَّارَةِ۔

ایلاء کا بیان

فرمان خداوندی ہے:۔لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ الخ(الایہ) ”جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلا کا معاملہ کرتے ہیں ان کے لئے چار ماہ کا انتظار کرنا لازم ہے“۔اگر ایلاء کرنے والے لوگ (اپنی باتوں سے) رجوع کرے تو اللہ پاک سب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ایلاء کیا ہے؟

ایلاء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شوہر اللہ کی یا اللہ کی صفات کی یوں قسم کھائے کہ وہ اپنی بیوی سے چار مہینے جنسی رابطہ قائم نہیں کریگا۔وہ اپنی قسم کو پورا کرے اور اس عرصہ میں بیوی سے فطری خواہش کو پورا نہ کرے چنانچہ جب وہ چار ماہ کا عرصہ پورا کرے اور اپنی بیوی کی طرف لوٹ آئے تو اس صورت میں وہ حانث نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کے ذمے قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔اگر وہ چار ماہ سے پہلے ہی بیوی سے جنسی رابطہ قائم کرے تو اس کے ذمہ قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔اگر کوئی مولی شخص چار ماہ سے زیادہ عرصے کی قسم کھائے یا ہمیشہ کے لئے قسم کھائے یا مطلق طور پر قسم کھائے تو اس صورت میں جب چار ماہ کا عرصہ گزر جائے تو حاکم کے ذمے واجب ہے کہ وہ مولی کو بیوی سے رجوع کرنے یا طلاق دینے پر مجبور کرے،اگر کوئی حاکم موجود نہ ہو تو اس صورت میں عورت کو حق ہوگا کہ وہ شوہر سے رجوع کرنے یا طلاق دینے کا مطالبہ کرے۔اگر مولی شوہر دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کو کرنہ گزرے تو عورت کو حق ہوگا کہ وہ اپنا نکاح فسخ کرے۔مولی شوہر کو ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے میں تاخیر سے کام لینا جائز نہیں ہے یا تو وہ بیوی سے رجوع کرنے کو اختیار کرے یا اسے طلاق دینے کو موت کے سوا اس کے لئے کوئی تیسری صورت نہیں ہے۔اگر وہ بیوی کو طلاق دے تو اس کے ذمے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔اگر وہ رجوع کرے تو اس پر کفارہ واجب ہوگا کیونکہ وہ حانث ہوگیا۔

کفارۂ قسم کا مسئلہ

قسم کا کفارہ کھانا کھلانے،کپڑے پہنانے اور غلام آزاد کرنے کی صورتوں میں سے ایک صورت کے اختیار

کرنے پر منحصر ہے۔ کھانا کھلانا اور کپڑے پہنانا یہ دونوں صورتیں دس مسکینوں کے لئے ہیں۔ اگر ان تینوں صورتوں میں سے کسی ایک پر عمل کرنے پر کوئی قادر نہ ہوتو اس کے ذمے تین دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

ایلاء سے رجوع

رجوع کرنا جنسی رابطہ قائم کرنے کی صورت میں ہوتا ہے بشرطیکہ کوئی ضروری رکاوٹ مانع نہ ہو مثلاً بیماری، فاصلے کی دوری اور ان کی مانند دیگر واضح رکاوٹیں اگر اس قسم کی کوئی رکاوٹ مولی شخص کے لئے مانع ہوتو اس کے ذمے اپنے دل میں بیوی سے رجوع کرنا اور زبان سے اس کا اظہار کرنا واجب ہے وہ کہے گا کہ میں نے اپنی قسم سے رجوع کیا۔ یہ بات وہ جس زبان میں ادا کرے جائز ہے۔ اگر کوئی شخص قسم کھائے اور چار ماہ سے کم عرصہ معین کرے تو یہ ایلاء والا معاملہ نہیں ہوگا۔ ایسا کام ایام جاہلیت میں ہوا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے شریعت نے اس معاملے میں اصلاحی تصرف کیا۔ اگر کوئی شخص کسی غلام کے آزاد کرنے یا حج کرنے یا کوئی نماز پڑھنے یا کوئی روزہ رکھنے کی قسمیں کھائے تو اس کے ذمے اپنے اوپر لازم کردہ کام کا ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔ اگر وہ اس کام کی انجام دہی کی قدرت نہ رکھتا ہوتو اس پر کفارہ واجب ہوگا اگر وہ اپنے اوپر لازم کردہ کام کی انجام دہی پر قادر نہ ہو اور نہ اس کا کفارہ دینے پر قادر ہوتو اس کے ذمے توبہ کرنا اور استغفار پڑھنا واجب ہوگا۔ اللہ کے ناموں کے سوا کسی اور نام کی قسم کھانے کی صورت میں آدمی کے لئے کفارہ ادا کرنے کی استطاعت حاصل ہونے تک انتظار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

❀❀❀

بَابُ اللِّعَانِ

قَالَ اللهُ تَعَالٰى: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ ۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ ۢ بِاللهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ ۢ بِاللهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ○[۱]

وَلَوْ قَذَفَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ بِالزِّنَا وَجَبَ عَلَيْهِ حَدُّ الْقَذْفِ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ اَرْبَعَةٌ مِّنَ الشُّهَدَاءِ وَ اِنْ لَاعَنَ سَقَطَ الْحَدُّ وَ هُوَ اَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْحَاكِمِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْاَشْهَادِ وَ زَوْجَتُهُ حَاضِرَةٌ مُوَاجِهَةٌ لَّهُ وَ الْوَلَدُ فِيْ حِجْرِهَا اِنْ كَانَ لَهَا وَلَدٌ وَيَقُوْلُ اَشْهَدُ بِاللهِ اَوْ اَشْهَدُ بِاللهِ الْعَظِيْمِ لَابُدَّ مِنْ لَفْظِ الشَّهَادَةِ مَعَ الْيَمِيْنِ لَصَادِقٌ فِيْمَا رَمَيْتُكِ بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِكِ هٰذَا وَيُكَرِّرُهَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ وَيَقُوْلُ فِي الْخَامِسَةِ لَعْنَةُ اللهِ عَلَيَّ اِنْ كُنْتُ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَيْتُكِ بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ الْوَلَدِ هٰذَا فَالْمَرْأَةُ اِنْ اَقَرَّتْ بِقَوْلِهٖ وَجَبَ رَجْمُهَا وَاِنْ لَاعَنَتْ تَقُوْلُ اَشْهَدُ بِاللهِ الْعَظِيْمِ اَوْ اَشْهَدُ بِاللهِ اَوْ مِثْلَ ذٰلِكَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِيْ هٰذَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ وَتَقُوْلُ فِي الْخَامِسَةِ غَضَبُ اللهِ عَلَيَّ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِيْ هٰذَا سَقَطَ الرَّجْمُ عَنْهَا وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يُّعَظِّمَهُمَا الْحَاكِمُ قَبْلَ اللِّعَانِ

۱۔ سورۃ النور ، الآیۃ ۶۔۱۰

وَيُخَوِّفُهُمَا فَإِنْ لَّمْ يَنْدَمَا وَكَانَا مُصِرَّيْنِ عَلَى اللِّعَانِ فَالْحَاكِمُ يُلَقِّنُهُمَا أَلْفَاظَ اللِّعَانِ عَرَبِيًّا كَانَ أَوْ عَجَمِيًّا أَوْ تُرْكِيًّا أَوْ فَهْلَوِيًّا كَمَا يَلِيقُ بِحَالِهِمَا وَلِسَانِهِمَا۔

وَيَنْبَغِي أَنْ يَقَعَ اللِّعَانُ فِي الْبِقَاعِ الْمُتَبَرَّكَةِ كَالْمَسْجِدِ الْجَامِعِ أَوْ مَشْهَدٍ مُتَبَرَّكٍ كَمَشَاهِدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ لِيُؤَثِّرَ فِي قُلُوبِهِمَا هَيْبَةً وَخَشْيَةً وَيَمْنَعَهُمَا مِنَ الْكِذْبِ وَالْبُهْتَانِ فَإِنْ لَّمْ يَرْجِعَا وَلَاعَنَا كَمَا ذُكِرَتْ فَرَّقَ الْحَاكِمُ بَيْنَهُمَا لِأَنَّهَا حَرُمَتْ عَلَيْهِ مُؤَبَّدًا۔

لعان کا بیان

فرمان خداوندی ہے:۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ الخ (الآیہ) ”جو لوگ پاکدامن عورتوں پر الزام تراشی کرتے ہیں۔ پھر وہ چار گواہوں کو نہیں لاتے تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ وہ پکے فاسق لوگ ہیں مگر جو لوگ اس حرکت کے بعد توبہ کریں اور اپنی حالت کی اصلاح کریں۔ تو اللہ تعالیٰ خوب بخشنے والا مہربان ہے“۔

جو لوگ اپنی بیویوں پہ تہمت زنی کرتے ہیں اور ان کے پاس خود اپنے نفسوں کے سوا گواہ لوگ نہیں ہوتے تو ان میں سے ایک گواہی چار شہادتوں کی شکل میں یوں ہوگی۔

بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ”خدا کی قسم وہ یقینا سچے لوگوں میں سے ہے“۔ پانچویں دفعہ وہ یوں شہادت دے لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ”اگر وہ جھوٹے لوگوں میں سے ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو“۔

بیوی کی طرف سے ان الفاظ میں چار مرتبہ شہادت کا دینا اس سے سزا کو ہٹا دیتا ہے۔

بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ. ”اللہ کی قسم وہ (شوہر) یقینا جھوٹے لوگوں میں سے ہے“۔ پانچویں مرتبہ بیوی یوں شہادت دے۔ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ”اگر وہ (شوہر) سچے لوگوں میں سے ہو تو اس (بیوی) پر خدا کا غضب ہو“ اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم عذاب میں مبتلا ہو جاتے) اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا صاحب حکمت ہے۔

الزام تراشی کا مسئلہ

اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگائے تو اس کے حق میں اسی کوڑوں کے لگانے کی صورت میں تہمت کی حد واجب ہوجاتی ہے بشرطیکہ اس شخص کے پاس ثبوت تہمت کے لئے چار گواہ نہ ہوں۔ اگر وہ لعان کرے تو اس سے تہمت کی حد ساقط ہوجاتی ہے۔ لعان کرنے کی صورت یہ ہے کہ شوہر بر سرعام حاکم کی عدالت میں کھڑے ہو جبکہ اس کی بیوی وہاں موجود ہو اور شوہر کے آمنے سامنے بیٹھی ہوئی ہو۔ اپنی گود میں بچہ کو اٹھا رکھی ہو بشرطیکہ اس کا کوئی بچہ بھی ہو اور شوہر یوں کہے!

أَشْهَدُ بِاللهِ يَا أَشْهَدُ بِاللهِ الْعَظِيمِ إِنِّي لَصَادِقٌ فِيمَا رَمَيْتُكِ بِهِ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِكِ هٰذَا -

''اللہ کی قسم بڑی عظمت والے اللہ کی قسم۔ میں تجھ پر بدکاری کی تہمت لگانے میں نیز تیرے بچے کے انکار کرنے میں بالکل سچا ہوں۔ قسم کے ساتھ لفظ شہادت کا ہونا ضروری ہے۔ شوہر قسم کے ان الفاظ کو چار مرتبہ لگاتار زبان پر جاری کرے''۔

پانچویں دفعہ وہ یوں کہے!

لَعْنَتُ اللهِ عَلَيَّ إِنْ كُنْتُ مِنَ الْكَاذِبِينَ فِيمَا رَمَيْتُكِ بِهِ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ الْوَلَدِ هٰذَا -

''اگر میں تجھ پر بدکاری کی تہمت لگانے اور اس بچے کے انکار کرنے میں جھوٹے لوگوں میں سے ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پس اگر بیوی شوہر کی باتوں کا اقرار کرے تو اس کا سنگسار کرنا واجب ہوجائے گا''۔

اگر بیوی لعان کرے۔

تو وہ چار مرتبہ یوں کہے!

أَشْهَدُ بِاللهِ الْعَظِيمِ يَا أَشْهَدُ بِاللهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ فِيمَا رَمَانِي بِهِ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِي هٰذَا -

''بڑے عظمت والے اللہ کی قسم۔ اللہ کی قسم وہ (شوہر) مجھ پر بدکاری کی تہمت لگانے اور میرے اس بچہ کے انکار کرنے میں یقیناً جھوٹوں میں سے ہے''۔

پانچویں مرتبہ بیوی یوں کہے!

غَضَبُ اللهِ عَلَيَّ إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ فِيمَا رَمَانِي بِهِ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ وَلَدِي هٰذَا -

''اگر وہ (شوہر) مجھ پر بدکاری کی تہمت لگانے اور میرے اس بچے کے انکار کرنے میں سچے لوگوں میں سے ہو تو مجھ

پر اللہ کا غضب ہو۔اس پر اس سے سنگساری کی حد ساقط ہو جائے گی‘‘۔

مسنون طریقہ یہ ہے کہ حاکم لعان کا معاملہ ہونے سے پہلے دونوں میاں بیوی کو اس معاملے کی عظمت بیان کرے اور ان کو خوف دلائے۔اگر وہ دونوں پشیمان نہ ہوتے ہوں اور آپس میں لعان کرنے پر اصرار کرنے والے ہوں تو حاکم ان دونوں کی حالت اور ان کی زبان کے موافق ان کو لعان کرنے کے الفاظ بتادے گا۔خواہ عربی زبان ہو یا عجمی،ترکی ہو یا پہلوی۔

لعان کرنے کی جگہ

مناسب یہ ہے کہ لعان کا معاملہ بابرکت مقامات میں وقوع پذیر ہو جیسے جامع مسجد یا کوئی بابرکت درگاہ مثلاً انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی درگاہیں۔یہ اس لئے ہے کہ مقام کی عظمت ان کے دلوں کو مرعوب اور خوف زدہ کرے اور جھوٹ اور الزام تراشی سے انہیں روک سکے۔اگر وہ دونوں باز نہ آئے اور آپس میں لعان کا معاملہ پھر کر گزرے جیسا کہ اس کا بیان کیا گیا تو حاکم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کرے گا۔کیونکہ اس صورت میں وہ عورت اس شوہر کے حق میں ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔

بَابُ الْعِتَاقِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ: مَنْ أَعْتَقَ مُؤْمِنًا أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا لَّهُ مِنَ النَّارِ. وَلَا خِلَافَ لِأَحَدٍ فِيْ فَضِيْلَةِ الْإِعْتَاقِ. أَمَّا الْمُعْتِقُ فَتُشْتَرَطُ فِيْهِ الْحُرِّيَّةُ وَ الْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالْإِخْتِيَارُ فَإِذَا قَصَدَ الْمَوْصُوْفُ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ إِعْتَاقَ رَقِيْقِهٖ نَالَ ثَوَابًا جَزِيْلًا إِنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ التَّقَرُّبَ إِلٰى رَحْمَةِ رَبِّهٖ وَإِنْ كَانَ إِعْتَاقُهُ رِئَاءَ النَّاسِ أَوْ غَرَضًا دُنْيَوِيًّا كَانَ بِالْعَكْسِ۔

وَأَمَّا الْمُعْتَقُ فَيُشْتَرَطُ فِيْهِ الْإِسْلَامُ وَالْمِلْكُ وَيُكْرَهُ إِعْتَاقُ مَنْ لَّا يَقْدِرُ عَلٰى كَسْبٍ يَّعِيْشُ بِهٖ مَعَ عِيَالِهٖ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ نِيَّةُ إِعْتَاقِ رَقِيْقِهٖ فَبِأَيِّ صِيْغَةٍ اتَّفَقَ وَبِأَيِّ لِسَانٍ تَلَفَّظَ ثَبَتَ الْإِعْتَاقُ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ نِيَّةُ الْإِعْتَاقِ فَبِأَيَّةِ عِبَارَةٍ صَدَرَ عَنْهُ لَمْ يَثْبُتِ الْعِتَاقُ وَيَشْهَدُ عَلٰى مَا قُلْتُ مَا قَالَ مَوْلَايَ فِيْ عِتَاقِ قَنْبَرَ يَا قَنْبَرُ كُنْتَ الْأَمْسِ لِيْ وَصِرْتَ الْيَوْمَ مِثْلِيْ وَوَهَبْتُكَ لِمَنْ وَهَبَكَ لِيْ كَتَبَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيْ هٰذِهِ الْعِبَارَةِ لَيْسَ لَفْظُ التَّحْرِيْرِ وَلَا الْإِعْتَاقِ وَ لَا الْعِتْقِ وَلَا الْعِتَاقِ وَلَا الْعِتَاقَةِ وَلَا الْإِنْعِتَاقِ وَصَارَ قَنْبَرُ مُعْتَقًا فَيُعْلَمُ أَنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ لَا بِالْعِبَارَاتِ لِأَنَّ اللِّسَانَ لَغْوٌ وَّلَا سَهْوَ فِي النِّيَّةِ وَمَنْ قَالَ بِلَفْظٍ وَّيَزْعُمُ أَنَّهُ نِيَّتُهُ وَقَلْبُهُ غَافِلٌ عَنْهُ فَلَيْسَ بِنِيَّةٍ بَلْ سَهْوُ لِسَانٍ۔

وَمَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مُّحَرَّمًا عَلَيْهِ كَالْآبَاءِ وَالْأَجْدَادِ وَالْأُمَّهَاتِ وَالْجَدَّاتِ وَالْبَنِيْنَ وَالْبَنَاتِ وَ الْعَمَّاتِ وَالْخَالَاتِ وَغَيْرِهِمْ مِّنَ الْمُحَرَّمَاتِ يَنْعَتِقُ بِلَا إِعْتَاقٍ وَلَوْ أَعْتَقَ وَشَرَطَ عَلَى الْمُعْتَقِ أَنْ يَّخْدِمَهُ بِخِدْمَةٍ مُدَّةٍ مُّعَيَّنَةٍ كَشَهْرٍ أَوْ سَنَةٍ أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ صَحَّ وَلَوْ كَانَ مَمْلُوْكٌ بِالشِّرْكَةِ فَأَعْتَقَ وَاحِدٌ حِصَّتَهُ انْعَتَقَ شِقْصُهُ فَقَطْ وَيَسْتَحِبُّ أَنْ يُّعْتِقَهُ الشَّرِيْكُ إِنْ كَانَ مُوْسِرًا وَإِنْ كَانَ

مُعْسِرًا فَيَسْعَى الْعَبْدُ فِي فَكِّ بَاقِيهِ إِمَّا بِالْكَسْبِ أَوْ مَالِ الصَّدَقَةِ لِأَنَّ لَهُ نَصِيبًا فِي الرِّقَابِ وَإِنْ لَمْ يُعْتِقْهُ الشَّرِيكُ وَهُوَ لَمْ يَسْعَ فِي فَكِّهِ ذٰلِكَ فَحِصَّةُ الْمُعْتِقِ حُرٌّ وَحِصَّةُ الشَّرِيكِ رَقِيقٌ وَكُلُّ شَيْءٍ يَقْبَلُهُ الشَّرِيكُ يَقْبَلُ الْحُرِّيَّةَ وَالرِّقَّ مَعًا وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ التَّجَزِّي مَعَ أَنَّهُ ذُو أَجْزَاءٍ۔ وَيَجُوزُ أَنْ يُعْتِقَ الْحَامِلَةَ وَلَا يُعْتِقَ حَمْلَهَا وَأَنْ يُعْتِقَ الْحَمْلَ وَلَا يَعْتِقَ الْحَامِلَةَ۔ وَالرَّقِيقُ إِنِ ابْتُلِيَ بِالْجُنُونِ أَوِ الْجُذَامِ أَوِ الْبَرَصِ أَوْ مَرَضٍ آخَرَ مِنْ مُعَطِّلٍ وَالْبُرْءُ مِنْهُ قَلِيلُ الْوُقُوعِ انْعَتَقَ۔

غلام آزاد کرنے کا بیان

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔مَنْ أَعْتَقَ مُؤْمِنًا أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا لَهُ مِنَ النَّارِ (الحدیث) ''جو شخص کسی مومن کو آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس آزاد کردہ مومن کے ہر ہر عضو کے بدلے میں آزاد کنندہ کے ایک ایک عضو کو آگ سے آزاد کر دیتا ہے''۔فرد مملوک کو آزاد کرنے کی فضیلت کا کوئی بھی برخلاف نہیں ہے۔

آزاد کنندہ کا مالک

آزاد کنندہ کے لیے خود اس کا آزاد ہونا، بالغ ہونا، عقلمند ہونا، اور با اختیار فرد کا ہونا شرط ہیں۔ جب ان اوصاف وخصائل کا مصداق کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کرنے کا ارادہ کرتا ہو تو وہ بہت بڑا ثواب حاصل کر لیتا ہے۔ بشرطیکہ اسکی نیت رحمت الٰہی کے قریب ہونے کی ہو۔اگر اس کا غلام آزاد کرنا لوگوں کی ریاکاری یا کسی دنیاوی مقصد کے پیش نظر ہو تو اس کا نتیجہ بھی اسکے برعکس برآمد ہوگا۔

آزادی کا امیدوار غلام

آزاد کیے جانے والے غلام کی شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو اور کسی کی ملکیت ہو۔اس شخص کے لیے غلام کا آزاد کرنا مکروہ ہے جو کسی ایسی کمائی کی قدرت نہ رکھتا ہو جس کے ذریعے وہ اپنے بال بچوں سمیت زندگی گزار سکے۔جس شخص کو اپنے غلام کے آزاد کرنے کی نیت ہو تو کسی بھی اتفاقی لفظ سے اور کسی بھی زبان میں آزادی کی بات کرے تو اس سے غلام کا آزاد کرنا ثابت ہو جاتا ہے۔اگر اس کے ہاں غلام کے آزاد کرنے کی کوئی نیت نہ ہو تو کسی بھی لفظ سے آزادی کی بات اس سے صادر ہو جائے اس سے غلام کا آزاد کرنا ثابت نہیں ہو سکتا۔جناب قنبرؓ کو آزاد کرنے کے سلسلے میں میرے مولا علی علیہ السلام کا

فرمان میری بات کی شہادت دیتا ہے۔ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ یَاقَنْبَرُ کُنْتَ الْاَمْسِ لِیْ الخ ''اے قنبرؓ! کل تو میرے فردمملوک کی حیثیت رکھتے تھے اور آج آپ مجھ جیسے ہوگئے''۔ میں نے آپ کو اس ذات کے لیے بخش دیا جس نے آپ کو مجھے عطا کیا تھا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اس واقعہ کو معرضِ تحریر میں لایا۔ جناب امیر علیہ السلام کے اس فرمان میں نہ تحریر کا لفظ ہے، نہ عتاق کا لفظ ہے، نہ عتق کا لفظ ہے، نہ عتاق کا لفظ ہے، نہ عتاقہ کا لفظ ہے اور نہ ہی انعتاق کا لفظ ہے اور جناب قنبرؓ تو اسی فرمان سے آزاد ہوگئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اعمال کے نتیجہ خیز ہونے کا مدار نیتوں پر ہے نہ کہ عبارتوں پر، کیونکہ زبان لغو ہوسکتی ہے اور نیت میں کسی قسم کی بھول چوک نہیں ہوسکتی۔

جو شخص کوئی ایسا لفظ کہے جس کو وہ اپنی نیت سمجھتا ہو اور اس کا دل اس سے غافل ہو تو وہ بات اس کی نیت نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ اس کی زبان کی بھول چوک ہوگی، جو شخص کسی ایسے رشتہ دار کا مالک بن جائے جو اس کے حق میں حرام ہو تو وہ آزاد کیے بغیر خود بخود آزاد ہوجاتا ہے۔ مثلاً باپ، دادا، مائیں، دادیاں، بیٹے، بیٹیاں، پھوپھیاں، خالائیں اور ان کے علاوہ دیگر محرمات۔

جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے اور آزادی کے امیدوار پر یہ شرط رکھے کہ وہ ایک معین عرصہ اس کی خدمت بجالائے گا تو ایسا کرنا صحیح ہے۔ مثلاً ایک ماہ یا ایک سال یا اس سے کم یا زیادہ عرصہ۔ اگر کوئی فردمملوک مشترک ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کردے تو صرف اسی کا حصہ آزاد ہوجائے گا۔ مسنون طریقہ یہ ہے کہ دوسرا شریک بھی اسے آزاد کردے بشرطیکہ وہ مالدار آدمی ہو۔ اگر وہ تنگدست آدمی ہو تو غلام اپنے باقی حصہ کو چھڑانے کے لیے محنت سے کام لے گا یا تو وہ کمائی کرے یا مالِ زکوٰۃ حاصل کرے۔ کیونکہ قرآن میں موجود مصرف "وَفِي الرِّقَابِ" میں اس کا بھی حصہ ہے اگر دوسرا شریک اسے آزاد نہ کرے اور نہ ہی غلام اپنے باقی حصہ کو چھڑانے کے لیے محنت کرے تو اس صورت میں غلام کا آزادکنندہ کا حصہ آزاد ہوگا اور دوسرے شریک کا حصہ مملوک کی حیثیت سے رہے گا۔ شریک شخص جس جس معاملہ کو قبول کرے گا تو اسے آزادی اور غلامی دونوں حیثیتوں کو اکٹھے طور پر قبول کرنا ہوگا۔ اس بات سے فردمملوک کی حسّی تقسیم لازم نہیں آسکتی۔ باوجود یہ کہ وہ اس وقت حصے والا ہے۔ جائز ہے کہ حاملہ عورت کو مالک آزاد کرے اور اس کے جنین کو آزاد نہ کرے۔ نیز یہ بھی روا ہے کہ جنین کو تو آزاد کردے اور حاملہ عورت کو آزاد نہ کرے۔

اگر کوئی شخص دیوانگی، جزام کی بیماری، برص کی بیماری یا کسی اور پریشان کن بیماری میں مبتلا ہوجائے اور اس قسم کی بیماری سے صحت یاب ہونے کا معاملہ بہت کم وقوع پذیر ہو تو وہ غلام خود بخود آزاد ہوجائے گا۔

بَابُ التَّدْبِيرِ

اَلْمُدَبَّرُ الَّذِي اَعْتَقَهُ الْمَوْلٰى اِعْتَاقًا مُعَلَّقًا بِوَفَاتِ نَفْسِهٖ كَمَا قَالَ اَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ وَفَاتِيْ اَوْعَتِيْقٌ اَوْمُعْتَقٌ وَيُشْتَرَطُ فِي الْمُدَبِّرِ اَنْ يَكُوْنَ حُرًّا بَالِغًا عَاقِلًا ذَا تَصَرُّفٍ فِيْ مَالِهٖ وَرَقِيْقِهٖ مُخْتَارًا فِيْ اُمُوْرِهٖ فَالرَّقِيْقُ وَالصَّبِيُّ وَالْمَجْنُوْنُ وَالْمَحْجُوْرُ عَلَيْهِ وَالْمَبْهُوْتُ عَقْلُهٗ بِمُسْكِرٍ اَوْمُرْقِدٍ اَوْمُجْلِبٍ لَا يَصِحُّ مِنْهُمُ التَّدْبِيْرُ وَيُشْتَرَطُ فِي الْمُدَبَّرِ الرِّقِّيَّةُ لِلْمُدَبِّرِ وَالْاِسْلَامُ فَلَوْدَبَّرَهٗ فِيْ زَمَانِ الصِّحَّةِ اَوْفِيْ مَرَضِهِ الْعِتْقُ مِنْ ثُلُثِ مَالِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَتْرُكْ مَالًا غَيْرَهٗ يَنْعَتِقُ ثُلُثُهٗ وَلَوْكَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ اَكْثَرُ مِمَّا تَرَكَ فَلَاتَدْبِيْرَ لَهٗ اِلَّا الْبَيْعَ وَالتَّدْبِيْرُ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُتَمَادِيَةِ فَلَا شَكَّ اَنَّ نِيَّةَ التَّدْبِيْرِ تُقَارِنُ قَوْلَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ نِيَّةٌ كَانَ لَغْوًا اَوْسَهْوًا وَالنِّيَّةُ عَزِيْمَةٌ بَاعِثَةٌ فِي الْقَلْبِ لَاحَاجَةَ فِيْهَا اِلٰى اَنْ يَّقُوْلَ نَوَيْتُ اَنْ اُدَبِّرَ عَبْدِيْ هٰذَا قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ وَلَوْ قَالَ فَحَسَنٌ وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْمُدَبَّرِ وَلَاهِبَتُهٗ وَلَوْكَانَ الْمُدَبَّرُ اَمَةً حُبْلٰى لَا يَلْزَمُ مِنْ تَدْبِيْرِهَا تَدْبِيْرُ مَنْ فِيْ بَطْنِهَا اَمَّا لَوْمَاتَ الْمَوْلٰى فَوَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِ الْمَوْلٰى كَانَ الْحَمْلُ حُرًّا وَالْمُدَبَّرُ اِنْ اَبَقَ بَطَلَ تَدْبِيْرُهٗ وَالْمُدَبَّرُ رَقِيْقٌ فِيْ مُدَّةِ حَيَاةِ الْمَوْلٰى وَحُرٌّ بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَاِذَا كَانَ اَمَةً يَجُوْزُ وَطْيُهَا وَاسْتِخْدَامُهَا

تدبیر غلام کا بیان

مدبَّر کون؟

مدبَّر وہ فرد مملوک ہے جس کو اس کا آقا اپنی وفات کے ساتھ معلق کر کے آزاد کر دے مثلاً آقا غلام سے کہے اَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ وَفَاتِیْ ''تو میری وفات کے بعد آزاد ہو'' غلام کو مدبر بنانے والے آقا کے لیے شرط ہے کہ وہ خود آزاد ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، اپنے مال میں اور غلام میں تصرف والا ہو اور اپنے کاموں کی انجام دہی میں خود مختار ہو۔ چنانچہ فرد مملوک، بچے، پاگل، پابندی کا شکار آدمی، کسی نشہ آور چیز یا کسی خواب آور چیز یا کسی پاگل کن چیز کی وجہ سے عقل کا زائل ہونے والا، ان

حضرات کی طرف سے تدبیر غلام درست نہیں ہو سکتی۔

تدبیر کے امیدوار غلام کے لیے شرط ہے کہ وہ مدبر بنانے والے آقا کی غلامی میں ہو اور مسلمان ہو، اگر کوئی آقا غلام کو اپنی تندرستی کے دوران یا اپنی بیماری کی حالت میں مدبر بنا دے تو وہ غلام آقا کے تہائی مال سے آزاد ہوگا۔ اگر آقا کے ذمے اپنے ترکہ کی نسبت قرض زیادہ ہو تو غلام کے حق میں فروخت کیے جانے کے سوا کوئی تدبیری معاملہ نہیں ہوگا۔

تدبیر غلام کا کام دیر آئند معاملات میں سے ہے لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ تدبیر کی نیت آقا کی بات سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر تدبیر غلام کے لیے کوئی نیت ساتھ نہ ہو تو وہ معاملہ لغو ہوگا یا کوئی بھول چوک، نیت دل میں اٹھنے والے ایک مصمم ارادے کا نام ہے۔ اسی لیے کوئی ضرورت نہیں کہ آقا زبان سے یوں کہے نَوَيْتُ اَنْ اُدَبِّرَ عَبْدِيْ هٰذَا قُرْبَةً اِلَى اللهِ. ”میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنے اس غلام کو مدبر بنانے کی نیت کرتا ہوں“ اگر وہ زبان سے ایسا کہے تو اچھا ہے۔

مدبر غلام کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس کا ہبہ کرنا جائز ہے۔ اگر مدبر مملوک کوئی حاملہ کنیز ہو تو اس کو مدبر بنانے سے اس کے پیٹ میں موجود بچے کا مدبر بنانا لازم نہیں ہوتا لیکن اگر آقا انتقال کر جائے اور آقا کے انتقال کر جانے کے بعد لونڈی کا وضع حمل ہو جائے تو پیٹ کا بچہ آزاد ہو جائے گا۔ اگر کوئی مدبر غلام بھاگ جائے تو اس کا تدبیری معاملہ باطل ہو جائے گا۔ مدبر غلام اپنے آقا کے عرصۂ زندگی میں فرد مملوک ہوتا اور آقا کے انتقال کر جانے کے بعد آزاد ہوتا ہے۔ اگر مملوک مدبر لونڈی ہو تو اس سے جنسی رابطہ قائم کرنا اور اس سے خدمت لینا جائز ہیں۔

بَابُ الْمُكَاتَبَةِ

اَلْمُكَاتَبُ الَّذِيْ يَقُوْلُ الْمَوْلٰى لَهٗ مَتٰى تُوْصِلُ اِلَيَّ مِائَةَ دِرْهَمٍ اَوْ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ مَا قَدَّرَهُ الْمَوْلٰى وَقَبِلَهُ الرَّقِيْقُ فِيْ مُدَّةٍ مُعَيَّنَةٍ اَوْ لَمْ يُعَيِّنْ مُدَّةً فَاَنْتَ حُرٌّ فَمَتٰى اَدَّاهُ صَارَ حُرًّا وَاَمَّا الْمُكَاتَبُ فَاِنْ كَانَ اَمَةً لَمْ يَجُزْ وَطْيُهَا اِنْ اَدَّتْ دِرْهَمًا لِاَنَّهَا تَصِيْرُ حُرَّةً بِقَدْرِ مَا تُؤَدِّيْ مِمَّا قَبِلَتْ اَدَاءَهُ فَامْتَزَجَ فِيْهَا الْحُرِّيَّةُ وَالرِّقِّيَّةُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ تَمَامُهَا رِقًّا لَمْ يَجُزْ وَطْيُهَا لِمَوْلَاهَا لِمَا فِيْهَا مِنَ الْحُرِّيَّةِ شَيْءٌ وَلَا نِكَاحُهَا لِمَا فِيْهَا مِنَ الرِّقِّيَّةِ شَيْءٌ فَبَعْدَ اَدَاءِ تَمَامِ مَا فِيْ ذِمَّتِهَا يَجُوْزُ تَزَوُّجُهَا لِمَوْلَاهَا اَمَّا حِيْنَ اَنْ تَمْتَزِجَ الْحُرِّيَّةُ وَالرِّقِّيَّةُ فَيَجُوْزُ تَزَوُّجُهَا مِنْ غَيْرِ مَوْلَاهَا بِاِذْنِ مَوْلَاهَا

اَمَّا عَقْدُ الْمُكَاتَبَةِ فَاِنْ لَمْ يَتَقَيَّدْ بِوَقْتٍ مُعَيَّنٍ جَازَ اَدَاءُ مَا عُقِدَ عَلَيْهِ اِلٰى اٰخِرِ عُمْرِ الْمُكَاتَبِ وَاِنْ يَتَقَيَّدْ بِوَقْتٍ مُعَيَّنٍ وَلَمْ يُؤَدِّهٖ وَصَارَ عَاجِزًا فَلِلْمَوْلَى الْخِيَارُ فِيْ اِعَادَتِهٖ اِلَى الرِّقِّ وَلٰكِنْ يُسْتَحَبُّ لِلْمَالِكِ مُكَاتَبَةُ مَمْلُوْكٍ يَطْلُبُ الْمُكَاتَبَةَ وَيُكْرَهُ اَنْ يَاْخُذَ فِيْ عِوَضِ الْمُكَاتَبَةِ اَكْثَرَ مِنْ قِيْمَةِ الْمُكَاتَبِ وَيُسْتَحَبُّ لِلْمَوْلٰى اِعَانَةُ الْمُكَاتَبِ مِنَ الصَّدَقَاتِ الْوَاجِبَةِ اَوِ الْمُتَبَرَّعَةِ اَمَّا الْاِسْتِيْلَادُ فَيَتَحَقَّقُ بِعُلُوْقِ الْاَمَةِ مِنْهُ وَهِيَ فِيْ مِلْكِهٖ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ فِيْ مِلْكِهٖ لَمْ تَصِرْ اُمَّ وَلَدِهٖ وَهِيَ لَا تَتَحَرَّرُ بِالْوِلَادَةِ وَلَا بِمَوْتِ مَوْلَاهَا بَلْ مِنْ نَصِيْبِ وَلَدِهَا وَفِيْ حَيَاةِ اَبِيْهِ صَارَتْ جَائِزَ الْبَيْعِ وَاِنْ تَبْقَ بَعْدَ اَبِيْهِ تَحَرَّرَتْ مِمَّا يَرِثُهُ الْوَلَدُ اَوْ مِمَّا اَوْصٰى لَهَا الْمَوْلٰى مِنْ ثُلُثِ مَالِهٖ اِنْ اَوْصٰى وَاِنْ لَمْ يُوْصِ تَحَرَّرَتْ مِنْ مَوْرُوْثِ وَلَدِهٖ وَاَمَّا الْوِلَايَةُ عَلَى الْمُعْتَقِ وَالْمُكَاتَبِ وَالْمُدَبَّرِ وَاُمِّ الْوَلَدِ لِمَوْلَاهُمْ وَلِاَوْلَادِ الْمَوْلٰى بَعْدَ اَبِيْهِمْ۔

غلام کو مکاتب بنانے کا بیان

مکاتب کون؟

مکاتب وہ غلام ہے جس سے اس کا آقا یوں کہے مَتٰی تُوْصِلْ اِلَیَّ مِائَۃَ دِرْھِمٍ فَاَنْتَ حُرٌّ "جب بھی تو مجھ کو سو درہم پہنچا دے تو تُو آزاد ہوگا" یا اس مال کی مقدار سے کم یا زیادہ کا ذکر کرے جس کو آقا نے مقرر کیا ہو اور غلام نے ایک مقرر مدت کے لئے اسے قبول کیا ہو یا آقا نے کوئی مدت مقرر نہ کی ہو۔ چنانچہ جب بھی غلام اس مقدار مال کو ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ اگر مملوک مکاتب کوئی لونڈی ہو تو آقا کے لئے اس سے جنسی رابطہ رکھنا جائز نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ مال کتابت سے ایک درہم سی ادا کر چکی ہو۔ کیونکہ جس قدر مال کی ادائیگی وہ قبول کر چکی ہے۔ اس میں سے اپنی بقدر ادائیگی وہ لونڈی آزاد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس میں آزادی اور غلامی کی آمیزش ہوگی جس لونڈی کا پورا وجود مملوک نہ ہو تو آقا کے لئے اس سے جنسی تعلق رکھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں آزادی کا کچھ حصہ پایا جاتا ہے اور آقا کے لئے اس کا نکاح بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں غلامی کا بھی کچھ حصہ موجود ہے۔ چنانچہ اپنے ذمے موجود تمام مال کی ادائیگی کے بعد ہی آقا کیلئے اس سے شادی کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ لیکن جس وقت اس لونڈی میں آزادی اور غلامی کی آمیزش موجود ہو تو اس صورت میں آقا کی اجازت سے اس لونڈی کا نکاح کسی دوسرے شخص سے جائز ہو جاتا ہے۔ مکاتبہ کا معاملہ اگر کسی مقررہ مدت کے ساتھ مقید نہ ہو تو جس چیز پر معاملہ کیا گیا ہو اس کی ادائیگی مملوک مکاتب کی عمر کے آخری لمحات تک جائز ہے۔ اگر مکاتبہ کا معاملہ کسی مقررہ وقت کے ساتھ مقید ہو۔ مملوک مکاتب اس کو ادا نہ کرے اور وہ ادائیگی سے عاجز آ جائے تو آقا کو اس کے دوبارہ غلامی کی طرف لوٹانے کا اختیار ہوگا۔ لیکن آقا کیلئے اس غلام کو مکاتب بنا دینا مسنون طریقہ ہے جو آقا سے اپنے کو مکاتب بنانے کا مطالبہ کرے۔ معاملہ مکاتبہ کے عوض میں مملوک مکاتب کی قیمت سے زیادہ مال لینا مکروہ ہے۔ آقا کیلئے واجب اور مسنون صدقات کے دینے کی صورت میں مملوک مکاتب کی اعانت کرنا مسنون ہے۔

لونڈی کو اُم ولد بنانے کا مسئلہ

اُم ولد کا معاملہ آقا کی وجہ سے لونڈی کے حاملہ ہونے کی صورت میں ثابت ہو جاتا ہے جبکہ وہ لونڈی آقا کی ملکیت اور تصرف میں ہو۔ اگر لونڈی آقا کی اپنی ملکیت میں نہ ہو تو وہ اس کی اُم ولد نہیں بن سکتی۔ اُم ولد لونڈی نہ کسی بچے کو

جنم دینے سے آزاد ہو جاتی ہے اور نہ ہی آقا کی وفات سے آزاد ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ اپنے بچے کے حصے سے آزاد ہو سکتی ہے اپنے بچے کے باپ کی زندگی میں اُم ولد لونڈی قابل فروخت رہتی ہے۔ اگر وہ اپنے بچے کے باپ کے انتقال کر جانے کے بعد باقی رہ جائے تو وہ اس مال سے آزاد ہو سکتی ہے جس کا اس کا بچہ وارث بنتا ہے یا وہ آقا کی وصیت کے مطابق اس کے تہائی مال سے آزاد ہو جائے گی۔ بشرط یہ کہ آقا نے کوئی وصیت کی ہو اگر آقا نے اس کے لئے کوئی وصیت نہ کی ہو تو اس صورت میں اُم ولد لونڈی اپنے بیٹے کی موروثی سے آزاد ہو جائے گی۔

سرپرستی کا مسئلہ

آزاد کردہ فرد، مملوک مکاتب، مملوک مدبرّ اور اُم ولد کی سرپرستی ان کے باپوں کے بعد ان کے سابق آقاؤں کی اولاد کو حاصل ہو جاتی ہے۔

بَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ وَالْعُهُوْدِ

قَالَ اللهُ تَعَالٰى جَلَّ ثَنَاءُهُ: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ج فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ط فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ط ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ط وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝(١)

اَمَّا الْكِسْوَةُ فَاَقَلُّهَا قَمِيْصٌ وَاَكْثَرُهَا ثَوْبٌ يَدْفَعُ الْبَرْدَ اَمَّا الْيَمِيْنُ فَعَلٰى نَوْعَيْنِ مُنْعَقِدَةٌ وَغَيْرُ مُنْعَقِدَةٍ فَالْمُنْعَقِدَةُ اَنْ يُّعْقِدَ الْيَمِيْنَ فِيْ قَلْبِهٖ عَلٰى اَمْرٍ مُّمْكِنٍ مَّقْدُوْرٍ لَّهٗ فِعْلُهٗ اَوْ تَرْكُهٗ فِي الْحَالِ اَوِ الْاِسْتِقْبَالِ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ الْفِعْلُ اَوِ التَّرْكُ مُخَالِفًا لِّلشَّرِيْعَةِ وَكَانَتْ بِهٰذِهِ الصِّيَغِ بِاللهِ اَوْ تَاللهِ اَوْ وَاللهِ اَوْ هَيْمُ اللهِ اَوْ اَيْمُ اللهِ اَوْ لَعَمْرُ اللهِ اَوْ بِحَقِّ اللهِ اَوْ بِحَقِّ الرَّحْمٰنِ اَوْ بِحَقِّ الرَّحِيْمِ اَوْ بِاسْمٍ اٰخَرَ مِنْ اَسْمَائِهٖ اَوْ بِصِفَةٍ مِّنْ صِفَاتِهٖ كَجَلَالِهٖ اَوْ عَظَمَتِهٖ اَوْ كِبْرِيَائِهٖ اَوْ بِشَيْءٍ يَلْزَمُ مِنْ تَعْظِيْمِهٖ تَعْظِيْمُ اللهِ كَالنَّبِيِّ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالْكَعْبَةِ اَوْ يَقُوْلَ يَمِيْنُ اللهِ اَوْ يَمِيْنًا بِاللهِ اَوْ اَحْلِفُ بِاللهِ اَوْ اُقْسِمُ بِاللهِ اَوْ اَشْهَدُ بِاللهِ اَوْ مِيْثَاقُ اللهِ اَوْ عَهْدُ اللهِ اَوْ بِكِتَابِ اللهِ اَوْ بِكَلَامِ اللهِ اَوْ بِالْقُرْاٰنِ وَفِيْ تَغْلِيْظِهَا يَقُوْلُ اَنَا بَرِيْءٌ مِّنَ اللهِ اَوِ اللهُ بَرِيْءٌ مِّنِّيْ وَاَنَا بَرِيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ مِنَ النَّبِيِّ اَوْ مِنَ الْاِسْلَامِ اَوْ يَقُوْلُ اَنَا كَافِرٌ اَوْ عَابِدُ الصَّنَمِ اَوْ مَجُوْسِيٌّ اَوْ يَهُوْدِيٌّ اَوْ نَصْرَانِيٌّ فَاِنْ اَوْفٰى بِمَا عَاهَدَ جَزَاءُهُ اللهُ خَيْرًا وَاِنْ لَّمْ يُوْفِ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ كَمَا ذَكَرْتُهٗ مِنْ قَبْلُ وَالتَّوْبَةُ عَمَّا حَنِثَ فِيْهِ۔

وَغَيْرُ الْمُنْعَقِدَةِ وَهِيَ عَلٰى نَوْعَيْنِ حَرَامٌ وَمَكْرُوْهٌ اَمَّا الْحَرَامُ فَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ وَهِيَ اَنْ

١۔ سورة المائدة ، الآية ٨٩

يَحْلِفَ عَلىٰ اَمْرٍ مِّنَ الْاُمُوْرِ الْمَاضِيَةِ كَاذِبًا اَمَّا الْمَكْرُوْهُ فَالْيَمِيْنُ بِاللَّغْوِ وَاللَّغْوُ اَنْ يَّقُوْلَ فِي الْمُحَاكَاتِ بِلَا ضَرُوْرَةٍ لَا وَاللهِ اَوْ اِيْ وَاللهِ اَوْ يَحْلِفَ بِالظَّنِّ عَلىٰ شَيْءٍ يَّزْعُمُ اَنَّهُ وَاقِعٌ وَلَيْسَ بِوَاقِعٍ فَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمَاضِيْ اِنْ طَابَقَ الْوَاقِعَ كَانَ بِرًّا وَ اِنْ لَّمْ يُطَابِقِ الْوَاقِعَ كَانَ غَمُوْسًا وَيَمِيْنُ الْمُكْرَهِ لَغْوٌ وَ كَذَا الْمَجْنُوْنِ وَالصَّبِيِّ وَزَائِلِ الْعَقْلِ بِالْمُسْكِرِ اَوِ الْمُجْنِيْ اَوِ الْمُرْقِدِ وَالْحَالِفُ بِاللهِ لِيُنْجِيَ مُؤْمِنًا مِّنْ وَرْطَةٍ مُهْلِكَةٍ اَوْ مَضَرَّةٍ اَوْ مِنْ ظَالِمٍ وَّاِنْ لَّمْ يَكُنْ مُطَابِقًا لِلْوَاقِعِ لَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ اِلَّا النَّجَاةُ بَلِ الدَّرَجَاتُ۔

وَاَمَّا النَّذْرُ فَهُوَ عَلىٰ نَوْعَيْنِ مَرْضِيٌّ وَغَيْرُ مَرْضِيٍّ وَالْمَرْضِيُّ عَلىٰ اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ بِرًّا اَوْ شُكْرًا اَوْ زَجْرًا اَوْ تَبَرُّعًا وَغَيْرُ الْمَرْضِيِّ عَلىٰ نَوْعَيْنِ اِمَّا يَكُوْنُ مُحَرَّمًا اَوْ مَكْرُوْهًا وَالنَّذْرُ وَالْعَهْدُ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يُّوْفِيَ بِمَا عَاهَدَ اَوْ نَذَرَ وَاِنْ لَّمْ يَقَعْ لِمَانِعٍ كَالضُّعْفِ اَوِ الْعِجْزِ اَوْ اَنْ يَّفُوْتَ وَقْتُهُ لِمَصْلَحَةٍ اَنْفَعَ فَحَنِثَ فَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ وَالنَّذْرُ شَيْءٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ وَلَا حَاجَةَ فِيْهِ اِلَى تَلَفُّظٍ وَلَوْ تَلَفَّظَ اَوْ كَتَبَ فَصِيْغَةُ النَّذْرِ هٰذِهٖ فِي الْبِرِّ اِنْ رُزِقْتُ وَلَدًا فَلِلّٰهِ عَلَيَّ كَذَا وَفِي الشُّكْرِ اِنْ بَرِئَ الْمَرِيْضُ فَلِلّٰهِ عَلَيَّ كَذَا وَفِي الزَّجْرِ لِنَفْسِهٖ اِنْ فَعَلْتُ مُحَرَّمًا فَلِلّٰهِ عَلَيَّ كَذَا وَفِي التَّبَرُّعِ لِلّٰهِ عَلَيَّ كَذَا وَاَمَّا النَّذْرُ الْمُحَرَّمُ فَفِي الْمُحَرَّمَاتِ كَالْقَتْلِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اَوِ الزِّنَا اَوْ شُرْبِ الْخَمْرِ اَوِ الظُّلْمِ عَلىٰ مُؤْمِنٍ اَوْ غَيْرِهَا مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ فَلَيْسَ عَلىٰ نَاذِرِهٖ اِلَّا التَّوْبَةُ وَالرُّجُوْعُ عَمَّا اَمَرَهُ الشَّيْطَانُ وَاَمَّا الْمَكْرُوْهُ فَفِيْ مَا لَا يَعْنِيْهِ كَالسَّفَرِ اِلىٰ بَلَدٍ لِلتَّفَرُّجِ اَوْ اِلىٰ مَيْدَانٍ اَوْ بُسْتَانٍ لَا طَائِلَ تَحْتَهُ اِلَّا تَضْيِيْعُ الْاَوْقَاتِ وَقَسَاوَةُ الْقَلْبِ وَيَجُوْزُ لِمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَالِهٖ وَخَافَ مِنْ مَشَقَّةِ الْاِفْلَاسِ اَنْ يُّقَوِّمَ مَالَهُ وَمَا فِيْ مِلْكِهٖ وَيَتَصَدَّقَ بِالتَّدْرِيْجِ لِيُوْفِيَ مَا نَذَرَ وَلَمْ يَتَضَرَّرْ۔

وَاَمَّا الْعَهْدُ فَكَالْيَمِيْنِ وَصِيْغَتُهُ اَنْ يَّقُوْلَ عَاهَدْتُ اللهَ اَوْ عَلَيَّ عَهْدُ اللهِ اَنَّهُ مَتىٰ كَانَ

كَذَا فَعَلَ كَذَا فَيَلْزَمُهُ كَالْيَمِيْنِ وَاِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ وَحَنِثَ فَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ فَمَنْ نَذَرَ فَرَسًا اَوْ اِبِلًا هَدْيًا لِّبَيْتِ اللّٰهِ جَازَ اَنْ يَّبِيْعَهُ وَيَصْرِفَ ثَمَنَهُ فِيْ مُؤْنَةِ الْحَاجِّ وَلِكُلِّ مَشْهَدٍ مِّنَ الْمَشَاهِدِ الْمُتَبَرِّكَةِ هٰكَذَا يَصْرِفُ فِيْ مُؤْنَةِ الزَّائِرِيْنَ لَهَا۔

قسم کھانے، نذر اور وعدے کرنے کا بیان

اللہ جل ثناءٗ کا ارشاد ہے: لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ (الخ الآیہ) ''اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں کی لغو صورتوں میں تمہاری گرفت نہیں فرماتا۔ لیکن تمہاری طرف سے قسموں کو منعقد کرنے کی صورتوں میں اللہ تمہاری گرفت فرماتا ہے''۔ چنانچہ ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو ایسے اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے بچوں کو کھلاتے ہو یا اُن کو کپڑے پہنانا یا پھر ایک فرد مملوک کو آزاد کرنا ہے۔ جو شخص اُن صورتوں کو نہ پا سکے تو تین دنوں کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ جب کہ تم قسم کھاؤ۔ اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح سے اللہ پاک تمہارے لئے احکامات بیان کرتا ہے تا کہ تم اس کا شکر کرو۔ کپڑے کی کم از کم صورت ایک قمیص ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایسا کپڑا جو سردی سے بچائے۔

اقسام قسم کا مسئلہ

قسم کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ منعقدہ ۲۔ غیر منعقدہ

۱۔ منعقدہ : منعقدہ وہ ہے کہ آدمی اپنے دل میں قسم کو ایسے کام پر منعقد کرے جو ممکن ہو اور اس کام کا کر گزرنا اور اُسے چھوڑ دینا فی الحال یا آئندہ کے لیے اس کے بس کا ہو نیز وہ کام کرنا یا اُس کا چھوڑ دینا شریعت کے خلاف نہ ہو اور وہ قسم ان الفاظ میں ہو۔

بِاللّٰهِ تَاللّٰهِ	اللہ کی قسم۔
وَاللّٰهِ	اللہ کی قسم۔
هَيْمُ اللّٰهِ اَيْمُ اللّٰهِ	میری قسم ہے۔

لَعَمْرُ اللهِ	عمر اللہ میری قسم ہے۔
بِحَقِّ اللهِ	حق اللہ کی قسم۔
بِحَقِّ الرَّحْمٰنِ	حق رحمان کی قسم۔
بِحَقِّ الرَّحِیْمِ	حق رحیم کی قسم۔

یا اللہ کے ناموں میں سے کسی اور نام کی یا اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھائے یا جس کی تعظیم سے خدا کی تعظیم لازم آتی ہو۔ مثلاً نبی کی قسم، فرشتوں کی قسم، کتاب کی قسم، کعبہ کی قسم، یا آدمی یوں کہے،

یَمِیْنُ اللهِ	خدا کی قسم میری قسم ہے۔
یَمِیْنًا بِاللهِ	میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں۔
اَحْلِفُ بِاللهِ اُقْسِمُ بِاللهِ	میں خدا کی قسم کھاتا ہوں
اَشْهَدُ بِاللهِ	میں خدا کو گواہ بناتا ہوں۔
مِیْثَاقُ اللهِ عَهْدُ اللهِ	خدا کا وعدہ میری قسم ہے۔
بِكِتَابِ اللهِ	کتاب اللہ کی قسم
بِكَلَامِ اللهِ	کلام اللہ کی قسم
بِالْقُرْاٰنِ	قرآن کی قسم۔

قسم کو نہایت سنگین بنانے کی صورت میں آدمی یوں کہے اَنَا بَرِیْءٌ مِّنَ اللهِ میں خدا سے بیزار ہوں، خُدا مجھ سے بیزار ہے، میں قرآن سے بیزار ہوں، میں نبی ﷺ سے بیزار ہوں، میں اسلام سے بیزار ہوں یا آدمی یوں کہے میں کافر ہوں، میں بت پرست ہوں، میں آتش پرست ہوں، میں یہودی ہوں، میں نصرانی ہوں، اگر قسم کھانے والا اپنے وعدے کو پورا کرے تو اللہ پاک اُس کو اچھا صلہ عطا کرے گا۔ اگر وہ اپنے وعدے کو پورا نہ کرے تو اُس کے ذمے قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔ جیسا کہ میں نے اُسے اس سے پہلے بیان کیا۔ نیز جس قسم میں وہ حانث ہوا ہو اُس سے توبہ کرنا لازم ہوگا۔

۲۔ غیر منعقدہ: غیر منعقدہ قسم کی دو قسمیں ہیں: (الف) حرام (ب) مکروہ

(الف) حرام: حرام قسم کا نام یمین غموس ہے۔ یمین غموس کی صورت یہ ہے کہ آدمی دروغ گو بن کر گزرے ہوئے کاموں میں سے کسی کام کی قسم کھائے۔

(ب) مکروہ: مکروہ قسم لغو قسم کا نام ہے۔ بطور لغو قسم کھانے کی صورت یہ ہے کہ آدمی داستان گوئی کے موقعوں پر کسی ضرورت کے بغیر یوں کہے۔ لَا وَاللّٰہِ خدا کی قسم ایسا نہیں اِیْ وَاللّٰہِ خدا کی قسم ہاں یا آدمی اپنے گمان سے کسی چیز کی قسم کھائے۔ اور یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ چیز واقع ہوئی ہے حالانکہ وہ وقوع پذیر نہ ہوئی ہو۔

پس کسی گئے گزرے کام پر قسم کھانا اگر واقعے کے مطابق ہو تو یہ نیکوکاری ہے اگر وہ واقعے کے مطابق نہ ہو تو وہ غموس نامی قسم ہے۔ مجبور کئے گئے کا قسم کھانا لغو ہے۔ اسی طرح سے پاگل آدمی کا قسم کھانا، بچے کا قسم کھانا اور نشہ آور چیز یا دیوانہ خیز چیز یا خواب آور چیز کی وجہ سے عقل زائل ہونے والے شخص کا قسم کھانا سب لغو ہیں۔

کسی مومن کو کسی تباہ کن موقع یا نقصان یا کسی ظالم سے چھڑانے کے لیے حلف اُٹھانے والے کا قسم کھانا اگرچہ واقع کے مطابق نہ ہو پھر بھی اس پر صرف نجات ہی مرتب ہوتی ہے بلکہ بڑے بڑے درجات مرتب ہوتے ہیں۔

اقسامِ نذر کا مسئلہ

نذر کی دو قسمیں ہیں: (۱) پسندیدہ نذر (۲) ناپسندیدہ نذر

(۱) پسندیدہ نذر: پسندیدہ نذر کی چار قسمیں ہیں۔

(الف) نذر بطور نیکی ہو (ب) نذر شکر کے طور پر مانی گئی ہو

(ج) نذر خود اپنے کو ڈانٹنے کی غرض سے ہو۔ (د) نذر بے لوث احسان کے طور پر ہو

(۲) ناپسندیدہ نذر: ناپسندیدہ نذر کی دو قسمیں ہیں:

(الف) حرام کی نذر ہو (ب) مکروہ نذر ہو

نذر ماننے اور وعدہ کرنے کی صورت میں آدمی کے ذمے اپنے وعدے اور اپنی نذر کو پورا پورا کرنا واجب ہے بشرطیکہ اس کے لیے کوئی رکاوٹ وقوع پذیر نہ ہو مثلاً کمزوری یا آدمی کا عاجز آجانا یا کسی مفید ترین مصلحت کی وجہ سے نذر وغیرہ کا وقت گزر جانا اور آدمی اپنی قسم میں حانث ہو جائے تو اس کے ذمے قسم کا کفارہ دینا لازم ہو جائے گا۔

نذر ماننا آدمی اور خدا کے آپس کی چیز ہے اس کے لیے زبان سے کچھ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر نذر

ماننے والا زبان سے بھی کچھ بولے یا وہ لکھے تو نذر کے صیغے یہ ہیں۔ نیکی کی صورت میں کہے اِنۡ رُزِقۡتُ وَلَدًا الخ اگر مجھ کو فرزند عطا کیا گیا تو میرے ذمّے اللہ کے واسطے فلاں چیز لازم ہوگی۔ شکر کی صورت میں کہے۔ اگر یہ بیمار شخص ٹھیک ہو جائے تو میرے ذمّے اللہ کے لیے فلاں چیز لازم ہوگی۔

اپنے آپ کو ڈانٹنے کی صورت میں کہے۔ اگر میں نے کوئی حرام کام کیا تو میرے ذمے اللہ کے واسطے فلاں چیز لازم ہوگی۔

بے لوث احسان کی صورت میں کہے۔ اللہ کے واسطے میرے ذمّے فلاں چیز لازم ہے۔

حرام نذر وہ ہے جو حرام کاموں کے لیے مانی جائے۔ مثلاً ناحق قتل کرنا، بدکاری کرنا، شراب پینا، کسی مومن آدمی پر ظلم کرنا یا ان کے علاوہ دیگر حرام کاموں کا کرنا۔ پس حرام نذر ماننے والے کے ذمّے صرف توبہ کرنا اور اُس کام سے رجوع کرنا جس کا شیطان نے حکم دیا ہو لازم ہے۔

مکروہ نذر کی صورت یہ ہے کہ آدمی اُس کام کی نذر مانے جس کا کوئی مقصد نہ ہو مثلاً صرف سیر وتفریح کے لیے کسی شہر کا سفر کرنا۔ کسی میدان یا کسی باغ کی سیر کو جانا جہاں وقتوں کو ضائع کرنے اور سنگدلی پیدا ہونے کے سوا کوئی بھی فائدہ نہ ہو۔

جو شخص اپنے تمام مال کو خیرات کرنے کی نذر مان چکا ہو اور اُسے تنگدستی کی مشقت کا خوف ہو اُس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے مال اور اپنی ملکیت کی قیمت لگائے۔ اور آہستہ آہستہ ان کی خیرات کرتا جائے تا کہ وہ اپنی نذر کو پورا کر سکے اور اُسے ضرر نہ پہنچے۔

عہد و پیمان کا مسئلہ

وعدہ کرنا قسم کی مانند ہے۔ وعدے کے صیغے یہ ہیں کہ کوئی شخص کہے عَاهَدۡتُ اللّٰهَ الخ میں نے اللہ سے وعدہ کیا یا وہ یوں کہے میرے ذمّے اللہ کا وعدہ ہے کہ جب کوئی ایسا معاملہ ہو جائے تو میرے ذمے فلاں چیز لازم ہوگی۔ چنانچہ قسم کی طرح یہ کام بھی اُس کو لازم ہوگا۔ اگر اُسے وہ چیز میسر نہ ہو جائے اور وہ اپنے وعدے میں حانث ہو جائے تو اُس کے قسم کا کفارہ دینا لازم ہو جائے گا۔

جو شخص بیت اللہ شریف کے لیے ہدیہ کے طور پر کسی گھوڑے یا اونٹ کی نذر مانے تو جائز ہے کہ وہ اُسے فروخت کرے اور اُس کی قیمت کو حاجیوں کے اخراجات میں لگا دے بابرکت درگاہوں میں سے ہر ایک درگاہ کے لئے اُس کا صرف کرنا درست ہے۔ اس طرح سے ان بابرکت درگاہوں کی زیارت کرنے والوں کے اخراجات میں اُسے صرف کرنا بھی درست ہے۔

بَابُ الْحُدُوْدِ

كُلُّ ذَنْبٍ لَهُ عُقُوْبَةٌ مُقَدَّرَةٌ فِي الشَّرْعِ يُسَمّٰى حَدًّا وَ مَا لَيْسَ لَهُ مِقْدَارٌ مُعَيَّنٌ فِي الْعُقُوْبَةِ يُسَمّٰى تَعْزِيْرًا وَ الْغَرَضُ مِنْهُ إِطْفَاءُ نِيْرَانِ الْقَبَائِحِ الْمُنْتِجَةِ لِلْفَوَاحِشِ فَكُلُّ ذَنْبٍ يَتَعَدّٰى يَنْبَغِيْ اَنَّ الْعُقُوْبَةَ فِيْهِ اَقْوٰى اَمَّا حَدُّ الزِّنَا فَعَلَى الْحُرِّ الْبَالِغِ الْعَاقِلِ الْمُحْصِنِ الرَّجْمُ وَعَلٰى غَيْرِ الْمُحْصِنِ مِائَةُ جَلْدَةٍ وَجَزُّ لِحْيَتِهٖ وَتَغْرِيْبُ سَنَةٍ اِنْ كَانَ رَجُلًا وَاِنْ كَانَتِ امْرَأَةً فَمِائَةُ جَلْدَةٍ بِلَا تَغْرِيْبٍ وَلَا جَزٍّ۔

اَمَّا مُوْجِبُ الْحَدِّ فَهُوَ اِيْلَاجُ الْاِنْسَانِ ذَكَرَهُ فِيْ فَرْجِ امْرَأَةٍ بِلَا عَقْدٍ وَلَا مِلْكٍ وَلَا شُبْهَةٍ وَ غَيْبُوْبَةُ حَشْفَتِهٖ فِيْ فَرْجِهَا وَهُوَ عَالِمٌ بِالتَّحْرِيْمِ وَيَثْبُتُ الزِّنَا بِالْبَيِّنَةِ اَوِ الْاِقْرَارِ فَالْبَيِّنَةُ لَا بُدَّ فِيْهَا مِنْ اَرْبَعَةِ شُهُوْدٍ عُدُوْلٍ يَشْهَدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ بِاَنْ رَاٰى ذَكَرَهُ فِيْ فَرْجِهَا كَالْمِيْلِ فِي الْمُكْحَلَةِ وَ هٰذِهِ الرُّؤْيَةُ فِيْ غَايَةِ الصُّعُوْبَةِ وَمَعَ هٰذَا يَجِبُ عَلَى الْحَاكِمِ تَزْكِيَةُ الشُّهُوْدِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً۔

وَالْاِقْرَارُ يُشْتَرَطُ فِيْهِ بُلُوْغُ الْمُقِرِّ وَعَقْلُهُ وَحُرِّيَّتُهُ وَاَنْ يُكَرِّرَ الْاِقْرَارَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فِيْ اَرْبَعَةِ مَجَالِسَ فَلَوْ اَقَرَّ اَقَلَّ مِنْ اَرْبَعٍ لَمْ يَجِبِ الرَّجْمُ وَوَجَبَ التَّعْزِيْرُ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَوْ حُمِلَتِ امْرَأَةٌ وَلَا بَعْلَ لَهَا ظَاهِرًا لَمْ تُحَدَّ اِنْ لَّمْ تُقِرَّ بِالزِّنَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ. وَتَعْزِيْرُ الرَّقِيْقِ خَمْسُوْنَ جَلْدَةً بِلَا جَزٍّ وَلَا تَغْرِيْبٍ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى مُحْصِنًا كَانَ اَوْ غَيْرَ مُحْصِنٍ وَلَوْ تَكَرَّرَ الزِّنَا مِنَ الْحُرِّ وَاُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ مَرَّتَيْنِ قُتِلَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ كَمَا رَاٰهُ الْاِمَامُ وَلَوْ تَكَرَّرَ الزِّنَا مِنَ الْمَمْلُوْكِ وَحُدَّ مِرَارًا قُتِلَ فِي الثَّامِنَةِ اَوِ التَّاسِعَةِ بِرَأْيِ الْاِمَامِ وَلَا تُحَدُّ الْحَامِلَةُ اِلَّا بَعْدَ وَضْعِ الْحَمْلِ وَالْخُرُوْجِ

مِنْ نِفَاسِهَا وَإِنْ لَّمْ تُوْجَدْ مُرْضِعَةٌ لِّوَلَدِهَا فَيُؤَخَّرُ الْحَدُّ إِلَى تَكْمِيْلِ الْإِرْضَاعِ۔

وَأَمَّا الْجَمْعُ بَيْنَ الْجَلْدِ وَالرَّجْمِ فَيَنُوْطُ إِلَى مَصْلَحَةِ الْإِمَامِ وَأَمَّا الْمَرِيْضُ فَإِنْ ثَبَتَ عَلَيْهِ الرَّجْمُ رُجِمَ وَإِنْ ثَبَتَ عَلَيْهِ التَّعْزِيْرُ يَنْبَغِيْ أَنْ يُؤَخَّرَ حَتّٰى يَصِحَّ وَإِنِ اقْتَضَتِ الْمَصْلَحَةُ تَعْجِيْلَ الْحَدِّ ضُرِبَ بِالضِّغْثِ الَّذِيْ يَشْتَمِلُ عَلَى عَدَدِ حَدِّهِ أَيِ الضِّغْثِ الَّذِيْ يَشْتَمِلُ عَلَى فُرُوْعٍ إِنْ كَانَتِ الْفُرُوْعُ مِائَةٌ فَكَفٰى مَرَّةٌ وَإِنْ كَانَتْ خَمْسِيْنَ فَمَرَّتَيْنِ وَلَا يَلْزَمُ أَنْ يَّصِلَ إِلَيْهِ كُلُّ شِمْرَاخٍ أَيْ رَأْسِ كُلِّ فَرْعٍ۔

وَيَنْبَغِيْ أَنَّ إِقَامَةَ التَّعْزِيْرِ لَا يَكُوْنُ فِي الْبَرْدِ الشَّدِيْدِ وَلَا فِي الْحَرِّ الشَّدِيْدِ وَإِنْ لَّمْ يَحْتَمِلِ التَّأْخِيْرَ فَفِي الصَّيْفِ يَلِيْقُ فِيْ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَفِي الشِّتَاءِ فِيْ وَسَطِ النَّهَارِ وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يُّقَامَ الْحَدُّ فِيْ أَرْضِ الْأَعْدَاءِ۔

وَمَنِ الْتَجَأَ إِلَى الْحَرَمِ يَنْبَغِيْ أَنْ يُّضَيَّقَ عَلَيْهِ فِي الطَّعَامِ وَالْمَاءِ لِيَخْرُجَ فَيُقَامَ عَلَيْهِ الْحَدُّ أَمَّا مَنِ ارْتَكَبَ مَعْصِيَةً فِي الْحَرَمِ فَيُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ أَوِ التَّعْزِيْرُ فِي الْحَرَمِ وَلَا حَاجَةَ إِلَى خُرُوْجِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِإِقَامَةِ الْحَدِّ وَيَجِبُ عَلَى الْحَاكِمِ إِقَامَةُ حُدُوْدِ اللهِ بِعِلْمِهِ كَحَدِّ الزِّنَا وَأَمَّا حُقُوْقُ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَقِفُ عَلَى مُطَالَبَةِ الْإِقَامَةِ فِي الْحُدُوْدِ وَالتَّعْزِيْرَاتِ وَمَنْ وَجَدَ مَعَ زَوْجَتِهِ رَجُلًا يَزْنِيْ بِهَا فَلَهُ قَتْلُهُمَا وَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ عِنْدَ اللهِ وَفِي الظَّاهِرِ إِنْ لَّمْ يُصَدِّقْهُ وَلِيُّهُمَا وَلَا بَيِّنَةَ لَهُ فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ وَالزِّنَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلًا كَانَ أَوْ نَهَارًا وَفِي الْأَزْمِنَةِ الْمُتَبَرَّكَةِ وَالْأَمْكِنَةِ الْمُتَبَرَّكَةِ كَانَ أَقْبَحَ فَيَنْبَغِيْ أَنْ يُّعَاقَبَ أَكْثَرَ مِنَ الزِّنَا فِيْ غَيْرِهَا۔

حدود کا بیان

ہر وہ جرم جس کی شرعاً کوئی سزا مقرر کی ہوئی ہو وہ حد کہلاتی ہے اور جس جرم کے لئے سزا کے طور پر کوئی

مقرر سزا موجود نہ ہو اُسے تعزیر کہتے ہیں۔ حدود اور تعزیرات کا مقصد اُن بڑے افعال کی بڑھتی ہوئی آگ کو بجھا دینا ہے جس کا نتیجہ حیا سوز خرابیوں کی صورت میں برآمد ہوتا ہے چنانچہ مناسب یہ ہے کہ ہر متعدی جرم کی سزا سخت سے سخت تر ہو۔

حدِ زنا کا مسئلہ

زنا کی حد آزاد، بالغ، عاقل اور محصن فرد کے حق میں سنگسار کرنا ہے اور غیر محصن فرد کے حق میں زنا کی حد سو کوڑے مارنا، جبڑا کھینچنا اور ایک سال کے لئے جلاوطن کرنا ہے بشرطیکہ فرد زانی مرد ہو۔ اگر کوئی عورت ہو تو اُس کے حق میں حد زنا بلا کسی جلاوطنی اور جبڑا کھینچنے کے صرف سو کوڑے مارنا ہے۔

موجب حد کا مسئلہ

حد زنا کا امر موجب انسان کا اپنے آلہ تناسل کو بغیر کسی عقد نکاح، ملکیت اور شبہ کے کسی عورت کے محل شرمگاہ میں داخل کرنا اور آلے کے سرے کا اس محل میں چھپ جانا ہے۔ نیز آدمی اس فعل کی حرمت کا جاننے والا ہو۔

ثبوتِ زنا کا مسئلہ

زنا کا ثبوت شہادت دینے یا اقرار کرنے سے ہوتا ہے۔

گواہ کا مسئلہ

گواہی دینے کی صورت میں چار ایسے عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے جن میں سے ہر ایک یہ گواہی دے کہ اُس نے زانی کے آلہ تناسل کو شرمگاہ میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سے سلائی سرمہ دانی میں ہو۔ اس قسم کا دیکھنا تو انتہائی دشوار کام ہے اس کے باوجود شرعی حاکم کے ذمے چھپے چھپے اور علی الاعلان دونوں صورتوں میں گواہوں کی نیک کردار کی تحقیقات کرنا واجب ہے۔

اقرار کا مسئلہ

اقرار کی صورت میں اقرار کنندہ کا بالغ ہونا، عاقل ہونا، آزاد ہونا اور اقرار کا چار مجلسوں میں چار مرتبہ مکرر کرنا شرط ہے۔ اگر کوئی چار مرتبہ سے کم کی صورت میں اقرار کرے تو سنگساری واجب نہیں ہوگی اور اس کے حق میں سو کوڑے مارنے کی صورت میں تعزیر کا وجوب ہوگا۔

اگر کوئی عورت حاملہ ہو جائے درآں حال یہ کہ بظاہر اُس کا کوئی شوہر موجود نہ ہو تو اُس پر حد جاری نہیں کی جائے گی بشرطیکہ وہ چار مرتبہ زنا کا اقرار نہ کرے۔

غلام کی تعزیری سزا پچاس کوڑے لگانا ہے۔ جبڑا کھینچنا اور جلا وطنی اس کے لئے نہیں خواہ مرد ہو یا عورت، محصن فرد ہو یا غیر محصن۔ اگر کسی آزاد فرد سے زنا بار بار سرزد ہو جائے اور اُس پر دو مرتبہ حد جاری کی جائے تو پھر امام کی رائے کے مطابق تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ اگر کسی غلام سے بار بار زنا کا صدور ہو جائے اور کئی بار اُس پر حد لگ چکی ہو تو امام کی رائے کے مطابق آٹھویں دفعہ یا نویں دفعہ اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ حاملہ عورت کو وضع حمل اور حالت نفاس سے نکل جانے کے بعد ہی حد لگائی جا سکتی ہے۔ اگر بچے کے لئے کوئی دودھ پلانے والی عورت نہ مل سکے تو ایسی صورت میں اُس کی حد کو دودھ پلانے کی مدت کے مکمل کر لینے تک مؤخر کر دیا جائے گا۔ کوڑے لگانے اور سنگساری کی سزاؤں کو ایک مُجرم پر یکجا جاری کرنے کا دارومدار امام کی مصلحت پر مبنی ہے۔

بیمار آدمی کا مسئلہ

بیمار آدمی کے حق میں سنگساری کی سزا ثابت ہو جائے تو اُس کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ اگر اُس کے حق میں تعزیری سزا ثابت ہو تو مناسب ہے کہ اُس کے تندرست ہونے تک اُس سزا کو مؤخر کر دیا جائے اگر صحیح مصلحت کا تقاضا بیمار شخص پر جلد حد جاری کرنا ہو تو اُس کو کوئی ایسا گچھا مارا جائے جو حد کی تعداد پر مشتمل ہو مطلب یہ ہے۔ کہ وہ گچھا باریک باریک چھڑیوں پر مشتمل ہو۔ اگر چھڑیاں سو ہوں تو ایک مرتبہ کا مارنا کافی ہے۔ اگر چھڑیاں پچاس ہوں تو دو مرتبہ مارا جائے۔ چھڑیوں کے ہر ہر سرے کا اُسے لگ جانا لازم نہیں ہے۔ مناسب ہے کہ تعزیر کا جاری کرنا سخت گرمی یا سخت سردی میں نہ ہو۔ اگر تعزیر تاخیر کی حامل نہ ہو تو گرمیوں میں دن کے شروع اور آخر میں اور سردیوں میں دن کے عین وسط میں تعزیر سزاوار ہے۔ دشمنوں کی زمین میں حد کا قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

جو شخص حرم شریف میں پناہ لے تو مناسب یہ ہے کہ اُس پر کھانے اور پانی کی بندش عائد کی جائے تاکہ وہ باہر نکل آئے اور اُس پر حد قائم کی جائے لیکن جو شخص حرم شریف میں کسی جرم کا ارتکاب کر بیٹھے تو حرم ہی میں اُس پر حد یا تعزیر جاری کی جائے گی حد جاری کرنے کے لئے ایسے شخص کے حرم سے باہر نکل آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حاکم کے ذمّے اپنے علم کے مطابق حدود اللہ کا قائم کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ حدِ زنا۔

مسلمانوں کے حقوق کا مسئلہ

مسلمانوں کے حقوق کا معاملہ حدود اور تعزیرات کے بارے میں ان کے قائم کرنے کے مطالبہ پر موقوف ہے۔ جو شخص کسی مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ بدکاری کرتا ہوا پائے تو اُسے دونوں کو قتل کر دینے کا حق ہے اور خداوند عالم کے نزدیک اُس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ ظاہری صورت یہ ہے کہ اگر دونوں کے سرپرست حضرات اُس کی تصدیق نہ کرتے ہوں اور اُس کے پاس کوئی شہادت بھی نہ ہو تو اُس پر قصاص کا لزوم ہوگا۔

چاہے دن کو ہو یا رات کے وقت ماہ رمضان میں زنا کرنا، بابرکت اوقات میں زنا کرنا اور بابرکت مقامات میں زنا کرنا سب سے زیادہ خراب حرکت ہے چنانچہ ان صورتوں میں مناسب یہ ہے کہ دیگر صورتوں میں زنا کی سزا کی نسبت زیادہ سے زیادہ سزا دی جائے گی۔

اَمَّا اللِّوَاطَةُ فَوَجَبَ الْقَتْلُ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ مَعَ بُلُوْغِهِمَا وَعَقْلِهِمَا وَلَوْ لَاطَ بَالِغٌ عَاقِلٌ اَوْ صَبِيٌّ بِصَبِيٍّ اَوْ مَجْنُوْنٍ فَعَلَى الْعَاقِلِ الْبَالِغِ الْقَتْلُ وَعَلَى الصَّبِيِّ التَّادِيْبُ وَلَيْسَ عَلَى الْمَجْنُوْنِ حَدٌّ فَاعِلاً كَانَ اَوْ مَفْعُوْلاً وَفِيْ هٰذَا الْحَدِّ تَسَاوَى الْحُرُّ وَ الْعَبْدُ وَالْمُسْلِمُ وَالْكَافِرُ وَالْمُحْصِنُ وَغَيْرُهُ وَلَوْ لَاطَ مُتَغَلِّبٌ بِعَبْدٍ اَوْ بِمَنْ فِيْ حُكْمِهٖ بِالْاِكْرَاهِ فَلَيْسَ عَلَى الْمُكْرَهِ شَيْئٌ۔

وَيَتَخَيَّرُ الْاِمَامُ فِيْ قَتْلِ مَنْ لَاطَ اَوْلِيْطَ بَيْنَ قَتْلِهِمَا بِالسَّيْفِ اَوْ رَمْيِهِمَا مِنْ مَكَانٍ عَلِيٍّ كَشَاهِقٍ وَغَيْرِهٖ اَوْ رَجْمِهِمَا اَوْاِسْقَاطِ جِدَارٍ عَلَيْهِمَا اَوْاِحْرَاقِهِمَا بِالنَّارِ وَ ثُبُوْتُ اللِّوَاطَةِ كَثُبُوْتِ الزِّنَا اِمَّا بِشَهَادَةِ اَرْبَعَةٍ اَوْ بِالْاِقْرَارِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فِيْ اَرْبَعَةِ مَجَالِسَ وَلاَ تُقْبَلُ شَهَادَةُ النِّسَاءِ فِي الزِّنَا وَاللِّوَاطَةِ وَ يَجُوْزُ اَنْ يَحْكُمَ الْحَاكِمُ بِعِلْمِهٖ فِي الصُّوْرَتَيْنِ وَمَنْ تَابَ قَبْلَ اِقَامَةِ الْبَيِّنَةِ عَلَيْهِ لَا بَعْدَهَا يَسْقُطُ الْحَدُّ عَنْهُ اِذَا كَانَتِ التَّوْبَةُ حَقِيْقِيَّةً وَتُعْرَفُ عَلَامَتُهَا بِالنَّدَامَةِ وَالْخُضُوْعِ وَالْخُشُوْعِ وَتَبْدِيْلِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَفْعَالِ وَالرَّغْبَةِ اِلٰى مُصَاحَبَةِ الْاَخْيَارِ وَمُجَانَبَةِ الْفُجَّارِ وَ الثُّبَاتِ عَلَى التَّوْبَةِ وَالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ۔

وَمَنْ قَبَّلَ غُلَامًا وَلَيْسَ بِمَحْرَمٍ لَهُ وَجَبَ عَلَيْهِ التَّعْزِيرُ وَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُ فِي تَعْزِيرِهِ مِنْ ثَلَاثِينَ سَوْطًا إِلَى تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ وَالتَّجْرِيدِ عَنِ الثَّوْبِ۔

اَمَّا الْمُحْصِنُ فَهُوَ الَّذِي يَتَّصِفُ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ الْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْوَطْئُ بِنِكَاحٍ صَحِيحٍ وَغَيْبُوبَةُ الْحَشَفَةِ فِي الْقُبُلِ وَالتَّمَكُّنُ فِي الْوَطْيِ مَتٰى شَاءَ وَاِنْ فَاتَ وَاحِدٌ مِنْ هٰذِهِ الصِّفَاتِ خَرَجَ مِنَ الْاِحْصَانِ فَاِذَا افْتَرَقَا بِطَلَاقٍ بَائِنٍ خَرَجَا مِنَ الْاِحْصَانِ وَبِالطَّلَاقِ الرَّجْعِيِّ لَا يَخْرُجَانِ مِنَ الْاِحْصَانِ لِاَنَّهُ لَا يَمْنَعُ الْوَطْئَ اَمَّا اِقَامَةُ الْحُدُودِ فَيَتَعَلَّقُ بِاِذْنِ الْاِمَامِ اَوْ مَنْ يَقُومُ مَقَامَهُ وَيَجُوزُ لِلسَّيِّدِ اِقَامَةُ الْحَدِّ عَلٰى رَقِيقِهِ وَلِلْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهِ وَلِلزَّوْجِ عَلٰى زَوْجَتِهِ اِنْ كَانُوا عَالِمِينَ بِالْحُدُودِ وَشَرَائِطِ اِقَامَتِهَا وَاِنْ كَانَ الْحَدُّ جَلْدًا يَنْبَغِي اَنْ يُفَرَّقَ السَّوْطُ عَلٰى جَسَدِهِ غَيْرَ وَجْهِهِ وَرَاْسِهِ وَفَرْجِهِ وَيَحْفَظَهَا مِنْ ضَرْبِ السَّوْطِ وَيَكُونَ الْمَضْرُوبُ مُجَرَّدًا عَنِ الثِّيَابِ الزَّائِدَةِ مِنْ سَتْرِ الْعَوْرَةِ قَائِمًا اِنْ كَانَ رَجُلًا وَاِنْ كَانَتِ امْرَاَةً يَنْبَغِي اَنْ تَكُونَ جَالِسَةً مَعَ ثِيَابِهَا وَاِنْ كَانَ الْحَدُّ رَجْمًا فَحُفِرَتِ الْاَرْضُ لِلرَّجُلِ اِلٰى وَسْطِهِ وَلِلْمَرْاَةِ اِلٰى صَدْرِهَا وَيُرْمٰى بِالْحِجَارَةِ الصِّغَارِ وَلَوْ فَرَّ مَنْ كَانَ رَجْمُهُ بِالْاِقْرَارِ لَمْ يُعَدْ. وَفِي الرَّجْمِ بِالْاِقْرَارِ بَدَاَ الْاِمَامُ بِالرَّمْيِ وَفِي الرَّجْمِ بِالْبَيِّنَةِ بَدَاَ الشُّهُودُ وَيَنْبَغِي اَنْ يَكُونَ الرَّامِي ظَاهِرَ الصَّلَاحِ وَلَمْ يَكُنْ مِنَ اللَّائِقِينَ بِالرَّجْمِ وَفِي الْحَفْرِ وَتَرْكِهِ الْخِيَارُ لِلْاِمَامِ وَفِي تَغْرِيبِ مَنْ يَلْزِمُهُ التَّغْرِيبُ اِمَّا اِلٰى بَلَدٍ مُعَيَّنٍ اَوْ لَمْ يُعَيِّنْ وَفِي مِقْدَارِ مَسَافَةِ الْقَصْرِ اَوْ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ فَلِلْاِمَامِ الْخِيَارُ اَوْ لِمَنْ يَنُوبُ مَنَابَهُ وَيَنْبَغِي اَنْ يَسْتَحْضِرَ النَّاسَ لِاِقَامَةِ الْحُدُودِ جَلْدًا كَانَ اَوْ رَجْمًا اَوْ غَيْرَهُمَا۔

مردوں کی جنسی بے راہ روی کا مسئلہ

جنسی بے راہ روی سرزد ہونے کی صورت میں فاعل اور مفعول دونوں کا قتل کر دینا واجب ہے جبکہ دونوں بالغ اور عاقل ہوں۔ اگر کوئی بالغ اور عاقل شخص یا کوئی بچہ کسی بچے کے ساتھ یا کسی پاگل کے ساتھ غیر فطری فعل کا ارتکاب کرے تو

بالغ اور عاقل شخص کا حکم قتل، بچے کا حکم اُس کے ساتھ تادیبی کاروائی کرنا ہے اور پاگل پر کسی قسم کی حد نہیں ہے۔ چاہے وہ فاعل ہو یا مفعول۔ جنسی بے راہ روی کی اس سزا میں آزاد غلام، مسلمان، کافر محصن فرد اور غیر محصن فرد سب برابر ہیں۔

اگر کوئی غلبہ والا شخص کسی غلام یا غلام جیسے آدمی کے ساتھ غیر فطری فعل کا ارتکاب زبردستی سے کرے تو جس کے ساتھ زبردستی کی گئی ہے اُسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

جنسی بے راہ روی سرزد ہونے کی بنا پر فاعل اور مفعول کو قتل کر دینے کے لئے امام کو حسب ذیل صورتوں میں اختیار حاصل ہے۔

(۱) دونوں کو تلوار سے قتل کرنا۔ (۲) کسی اونچی جگہ سے دونوں کو گرا دینا مثلاً پہاڑ کی چوٹی وغیرہ۔

(۳) دونوں کو سنگسار کرنا۔ (۴) دونوں پر کسی دیوار کا گرا دینا۔

(۵) دونوں کو آگ سے جلا ڈالنا۔

فعل کے ثبوت کا مسئلہ

جنسی بے راہ روی سرزد ہونے کا ثبوت زنا کی مانند ہے یا تو چار عادل آدمیوں کی گواہی سے اس کا ثبوت ہوگا یا چار مجلسوں میں چار مرتبہ اقرار کرنے سے اس کا ثبوت مہیا ہو سکے گا۔

زنا اور جنسی بے راہ روی کے معاملات میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ حاکم کے لئے دونوں صورتوں میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا جائز ہے۔ جو شخص اپنے خلاف گواہی قائم کرنے کے بعد نہیں بلکہ اس سے پہلے توبہ کرے تو اُس سے حد ساقط ہو جائے گی بشرطیکہ اُس کی توبہ حقیقی معنوں میں توبہ ہو، حقیقی توبہ کی علامت ان صورتوں میں پہچانی جاتی ہے۔

(۱) مجرم کا پشیمان ہونا۔ (۲) عاجزی کرنا۔

(۳) خشوع سے کام لینا۔ (۴) اخلاق اور افعال میں تبدیلی رونما ہونا۔

(۵) نیکوکاروں کی صحبت اختیار کرنے اور بدکاروں سے پرہیز کرنے کی رغبت رکھنا۔

(۶) توبہ اور نیک اعمال کے بجالانے پر ثابت قدم رہنا۔

جو شخص کسی لڑکے کا بوسہ لے جبکہ وہ اُس لڑکے کا کوئی محرم شخص نہ ہو اس پر تعزیر جاری کرنا واجب ہے۔ ایسے شخص پر تعزیر جاری کرنے کے لئے امام کو ان صورتوں پر عمل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

(۱) تیس کوڑوں سے لے کر ننانوے کوڑوں تک کی سزا دینا۔ (۲) مجرم کو کپڑوں سے خالی کرنا۔

محصن کیا ہے؟

محصن وہ فرد ہے جو ان خصلتوں کا حامل ہو۔

(۱) عاقل ہونا۔ (۲) بالغ ہونا۔

(۳) آزاد ہونا۔ (۴) صحیح نکاح کے ساتھ جنسی رابطہ قائم کرنا۔

(۵) آلے کے سرے کا جائز محل انتفاع میں چھپ جانا۔

(۶) جب بھی چاہے جنسی رابطہ قائم کرنے پر قدرت کا حامل ہونا۔

اگر ان خصلتوں میں کوئی ایک بھی فوت ہو جائے تو آدمی محصن سے خارج ہو جاتا ہے۔ اگر طلاق بائن کی وجہ سے دونوں جدا ہو جائیں تو وہ محصن بننے سے خارج ہو جاتا ہے۔ طلاق رجعی کی وجہ سے وہ دونوں محصن سے خارج نہیں ہوتے کیونکہ طلاق رجعی شوہر کو جنسی رابطہ قائم کرنے سے نہیں روکتی۔

حدود قائم کرنا

حدود قائم کرنا امام یا نائب کی اجازت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ آقا کے لئے اپنے غلام پر حد جاری کرنا، باپ کے لئے بیٹے پر حد جاری کرنا اور شوہر کے لئے بیوی پر حد جاری کرنا جائز ہے بشرطیکہ یہ لوگ حدود اور حدود قائم کرنے کی شرطوں کے جاننے والے ہوں۔

اجرائے حد کا طریقہ

اگر حد کوڑے لگانے کی ہو تو مناسب ہے کہ

(۱) مجرم کے بدن پر متفرق طور پر تازیانہ مارا جائے۔ چہرہ، سر اور نازک مقام کو نہ مارا جائے بلکہ ان مقامات کو کوڑے کی ضرب سے محفوظ رکھے۔

(۲) سزا پانے والے کو اُن کپڑوں سے برہنہ کیا جائے جو قابل پردہ مقامات کو چھپانے کے کپڑوں سے زائد ہوں۔

(۳) مجرم کھڑا ہو بشرطیکہ وہ مرد ہو اگر عورت ہو تو مناسب یہ ہے کہ وہ اپنے کپڑوں سمیت بیٹھی ہوئی ہو۔

اگر حد سنگسار کرنے کی ہو تو مرد کے لئے اُس کی کمر تک اور عورت کے لئے اُس کے سینے تک زمین کھودی جائے گی

اور چھوٹے چھوٹے پتھروں سے اُن کو مارا جائے گا۔ اقرار کی وجہ سے سنگساری کی سزا پانے والا کوئی بھاگ جائے تو اُس کو واپس نہیں لایا جائے گا۔ اقرار کی بنا پر سنگسار کرنے کی صورت میں امام پتھر مارنے میں پہل کرے اور شہادت کی بنا پر سنگسار کرنے کی صورت میں گواہ حضرات پتھر مارنے میں پہل کرے مناسب یہ ہے کہ پتھر مارنے والا ظاہری طور پر نیک ہو اور خود سنگساری کے قابل لوگوں میں سے نہ ہو۔ زمین کھودنے اور اس کام کے چھوڑ دینے کا امام کو اختیار حاصل ہے۔ جس شخص کی جلاوطنی لازم ہو اُس کو جلاوطن کرنے کی صورت میں ان اُمور میں سے کوئی کرے:۔

(۱) اُسے کسی معیّن شہر میں چھوڑ دے۔ (۲) کسی غیر معیّن شہر کو جلاوطن کرے۔

(۳) قصر کی مسافت کے برابر کے فاصلے پر اُسے جلاوطن کرے۔ (۴) قصر کی مسافت سے کم کے فاصلے پر چھوڑ دے۔

(۵) قصر کی مسافت سے زیادہ دور فاصلے پر اُسے چھوڑ دے۔

ان صورتوں میں امام اور نائب امام کو اختیار حاصل ہے۔ مناسب ہے کہ حدود قائم کرتے وقت امام لوگوں کو حاضر رکھے چاہے حد کوڑے مارنے کی ہو سنگساری ہو یا ان کے علاوہ کوئی سزا ہو۔

اَمَّا الْجُنُوْنُ وَالصِّغَرُ فَيَمْنَعَانِ اِقَامَةَ الْحُدُوْدِ فَاِذَا زَنٰى رَجُلٌ عَاقِلٌ بِمَجْنُوْنَةٍ اَوْ صَغِيْرَةٍ فَلَيْسَ عَلَيْهِمَا الْجَلْدُ وَ لَا الرَّجْمُ وَعَلَى الزَّانِيْ بِهِمَا الْجَلْدُ وَالرَّجْمُ وَلَا شَيْءَ عَلَى الْمَجْنُوْنَةِ وَلَا عَلَى الصَّبِيَّةِ اِلَّا التَّادِيْبُ اِنْ لَّمْ تَكُنْ مُكْرَهَةً وَمَنْ زَنٰى بِذَاتِ مَحْرَمٍ كَالْاُمِّ وَالْبِنْتِ وَالْاُخْتِ وَالْعَمَّةِ وَ الْخَالَةِ وَبِنْتِ الْاَخِ وَبِنْتِ الْاُخْتِ نَسَبًا فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ مُحْصِنًا كَانَ اَوْ غَيْرَ مُحْصِنٍ وَالْمُكْرِهُ لِلْمَرْاَةِ بِالزِّنَا فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ مُحْصِنًا كَانَ اَوْ غَيْرَ مُحْصِنٍ وَالْكَافِرُ اِنْ زَنٰى بِمُسْلِمَةٍ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ مُحْصِنًا كَانَ اَوْ غَيْرَ مُحْصِنٍ وَلِلْاِمَامِ الْخِيَارُ فِيْ قَتْلِهِمْ بِالسَّيْفِ اَوِ الرَّجْمِ اَوْ بِمَا يَشَاءُ اَوْ بِمَا رَاٰى فِيْهِ مَصْلَحَةً كَالْحَرْقِ وَالْاِسْقَاطِ مِنَ الْجَبَلِ اَوْ غَيْرِهٖ وَالْحَدُّ يَسْقُطُ بِالشُّبُهَاتِ وَلَوْ زَنٰى مَجْنُوْنٌ بِعَاقِلَةٍ فَعَلَى الْعَاقِلَةِ الْحَدُّ وَلَيْسَ عَلَى الْمَجْنُوْنِ حَدٌّ وَلَوْ زَنٰى صَبِيٌّ بِعَاقِلَةٍ فَعَلَى الْعَاقِلَةِ الْحَدُّ وَعَلَى الصَّبِيِّ التَّادِيْبُ بِمَا رَاٰهُ الْاِمَامُ اَوْ مَنْ يَّقُوْمُ مَقَامَهٗ وَلَوِ اجْتَمَعَا تَحْتَ اِزَارٍ وَاحِدٍ وَلَا مَحْرَمِيَّةَ بَيْنَهُمَا وَجَبَ عَلَيْهِمَا التَّعْزِيْرُ كَمَا فِي التَّقْبِيْلِ وَلِلنِّسَاءِ كَذٰلِكَ۔

أَمَّا السَّحْقُ فَيَجِبُ بِهٖ جَلْدُ مِائَةٍ وَثُبُوتُهُ كَثُبُوتِ الزِّنَا وَلَيْسَ عَلَى الْمَجْنُونَةِ شَيْءٌ وَعَلَى الصَّبِيَّةِ التَّأْدِيبُ وَالتَّوْبَةُ قَبْلَ الْبَيِّنَةِ تُسْقِطُ الْجَلْدَ لَا بَعْدَهَا وَإِذَا كَانَتِ التَّوْبَةُ بَعْدَ الْإِقْرَارِ فَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُ بَيْنَ الْجَلْدِ وَالْعَفْوِ وَالْجَارِيَةُ الْمُكْرَهَةُ لَا حَدَّ عَلَيْهَا وَكَانَ الْحَدُّ عَلَى الْجَائِرَةِ أَمَّا الْقِيَادَةُ فَيَجِبُ بِهَا خَمْسٌ وَسَبْعُونَ جَلْدَةً رَجُلًا كَانَ أَوِ امْرَأَةً وَلِلصَّبِيِّ التَّأْدِيبُ وَفِي عُقُوبَةِ الرَّجُلِ يَنْبَغِي أَنْ يُزَادَ بِالْجَزِّ أَوْ بِمَا رَأَى الْحَاكِمُ فِيهِ مَصْلَحَةً كَالتَّشْهِيرِ وَالتَّغْرِيبِ وَغَيْرِهِ وَتَثْبُتُ الْقِيَادَةُ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ عَدْلَيْنِ أَوْ بِالْإِقْرَارِ مَرَّتَيْنِ وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ النِّسَاءِ فِي هٰذِهِ الْأَبْوَابِ۔

وَحُكْمُ مَنْ زَنٰى بِمَيِّتَةٍ كَمَنْ زَنٰى بِحَيَّةٍ وَاللِّوَاطَةُ كَذٰلِكَ وَيَنْبَغِي أَنْ يُزَادَ فِي عُقُوبَتِهٖ لِأَنَّ الْفِعْلَ هٰهُنَا أَفْحَشُ وَلَوْ كَانَتِ الْمَيِّتَةُ زَوْجَتَهُ أَوْ أَمَتَهُ وَجَبَ التَّعْزِيرُ۔

وَأَمَّا وَطْيُ الْبَهَائِمِ فَيَجِبُ عَلَى الْوَاطِئِ التَّعْزِيرُ وَعَلَى الْحَاكِمِ إِحْرَاقُ الْمَوْطُوءَةِ إِنْ كَانَتْ مَأْكُولَةَ اللَّحْمِ كَالشَّاةِ وَالْبَقَرَةِ وَالنَّاقَةِ وَإِخْرَاجُهَا لِلْبَيْعِ إِلٰى بَلَدٍ آخَرَ إِنْ كَانَتْ مِنَ الْمَرَاكِبِ كَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ وَالثَّمَنُ لِمَالِكِهَا إِنْ كَانَ الْوَاطِئُ غَيْرَهُ وَإِلَّا فَيَتَصَدَّقُ ثَمَنَهَا وَلَوْ بِيعَتْ بِأَنْقَصَ مِنَ الْقِيمَةِ كَانَ الْبَاقِي فِي ذِمَّةِ الْوَاطِئِ يُطَالَبُ بِهٖ وَكَانَتْ نَفَقَتُهَا عَلَى الْوَاطِئِ إِلٰى وَقْتِ الْبَيْعِ۔

وَأَمَّا الْإِسْتِمْنَاءُ فَيَجِبُ عَلَى الْمُسْتَمْنِي التَّعْزِيرُ بِقَدْرِ مَا يَرَاهُ الْإِمَامُ بَعْدَ ثُبُوتِهٖ بِالْإِقْرَارِ أَوْ بِشَهَادَةِ الْعُدُولِ وَيَنْبَغِي أَنْ يُزَوِّجَهُ الْإِمَامُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ۔

دیوانگی اور لڑکپن کا مسئلہ

دیوانگی اور لڑکپن یہ دونوں حالتیں حدود قائم کرنے سے روکتی ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی عاقل آدمی کسی پاگل عورت یا کسی کمسن بچی کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کرے تو ان دونوں پہ نہ کوڑے لگانے کی سزا عائد ہوگی اور نہ ہی سنگساری کی

سزا۔ ان دونوں کے ساتھ بدکاری کرنے والے آدمی کو کوڑے لگانے اور سنگساری کی سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ پاگل عورت کے حق میں کوئی سزا عائد نہیں ہوگی اور بچی کے ساتھ تادیبی کاروائی کی جائے گی بشرطیکہ اُس پر زبردستی نہ کی گئی ہو۔

جو شخص اپنی محرم عورتوں کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہو جائے مثلاً ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی اور نسبی بھانجی تو ایسی صورت میں اُس کا قتل کر دینا واجب ہے چاہے وہ محصن ہو یا غیر محصن۔ عورت کو بدکاری پر مجبور کرنے والے شخص کا قتل کر دینا لازم ہے چاہے وہ محصن ہو یا غیر محصن۔ اگر کافر آدمی کسی مسلمان عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو اس کا قتل کر دینا واجب ہے چاہے وہ محصن ہو یا نہ ہو۔ ایسے بدکاروں کو قتل کر دینے کے لئے امام کو ان صورتوں میں اختیار حاصل ہے۔
(۱) تلوار سے قتل کرنا۔ (۲) سنگسار کرنا۔ (۳) اپنے منشا کے مطابق کسی طریقے سے قتل کرنا یا کوئی ایسا طریقہ اختیار کرے جس میں امام کوئی خاص مصلحت دیکھ لے مثلاً جلا ڈالنا، پہاڑ سے گرا دینا یا ان کے علاوہ کوئی اور طریقہ۔

سقوط حد

حد شبہات کے پڑ جانے سے ساقط ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی عقلمند عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو عقلمند عورت پہ حد عائد ہوگی اور پاگل شخص پر کوئی حد عائد نہیں ہوگی۔ اگر کوئی بچہ کسی عقلمند عورت کے ساتھ بدکاری کا مرتکب ہو جائے تو ایسی صورت میں عقلمند عورت پر حد جاری کی جائے گی اور بچے کے ساتھ امام یا نائب امام کی رائے کے مطابق کوئی سی تادیبی کاروائی کی جائے گی۔ اگر دو آدمی کسی ایک کپڑے کے اندر یکجا ہوں جبکہ اُن میں کسی قسم کی محرمیت ثابت نہ ہو تو ایسی صورت میں دونوں پر تعزیر جاری کی جائے گی جیسا کہ بوسے لینے کی صورت میں حکم ہے۔ اس قسم کی حرکتوں کے بارے میں عورتوں کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔

عورتوں کے مابین چپٹی کا مسئلہ

عورتوں کے مابین چپٹی سرزد ہونے پر سو کوڑوں کی سزا واجب ہے۔ اس کا ثبوت بدکاری کے ثبوت کی مانند ہے۔ پاگل عورت پر کوئی سزا عائد نہیں ہوگی اور بچی کے ساتھ تادیبی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔ شہادت کے بعد نہیں بلکہ اس سے پہلے توبہ کرنا حد کو ساقط کر دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص اقرار جرم کے بعد توبہ کرے تو امام کو اُسے کوڑے مارنے اور اُس کو معاف کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ مجبور کی گئی لونڈی پہ کوئی حد عائد نہیں ہوگی اور حد اس کو مجبور کرنے والی اُس کی مالکہ عورت پر عائد ہوگی۔

دلالی کا مسئلہ

بدکاری کیلئے دلالی کرنے کی صورت میں ۷۵ کوڑوں کی سزا واجب ہوجاتی ہے چاہے دلال مرد ہو یا عورت، بچے کے ساتھ تادیبی کاروائی کی جائے گی۔ دلال مرد کو سزا دینے کی صورت میں مناسب ہے کہ اُس کے ساتھ مزید جبڑا کھینچنے یا جس طریقے میں حاکم کوئی مصلحت دیکھے اُس طریقے پر عمل کرنے کا اضافہ کرے۔ مثلاً اُس کو شہر میں پھرانا اور جلاوطن کرنا وغیرہ۔ دلالی کا ثبوت دو عادل آدمیوں کی گواہی دینے یا دو مرتبہ اُس کے اقرار کرنے سے مہیا ہوجاتا ہے ان معاملات میں عورتوں کی گواہی قابل قبول نہیں ہوگی۔ مردہ عورت کے ساتھ بدکاری کرنے والے کا حکم زندہ عورت کے ساتھ بدکاری کرنے والے کے حکم کی طرح ہے۔ جنسی بے راہ روی اختیار کرنے کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ ایسے شخص کی سزا میں مزید اضافہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ کارکردگی یہاں پر سب سے زیادہ حیا سوز حرکت ہے۔ اگر مردہ عورت اُس شخص کی اپنی بیوی یا لونڈی ہو تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی۔

جانوروں کے ساتھ جنسی خواہش کو پورا کرنے کا مسئلہ

جانوروں کے ساتھ جنسی رابطہ قائم کرنے کی صورت میں ایسا کرنے والے پر تعزیر جاری کرنا واجب ہے۔ حاکم کے ذمے ایسے جانور کا جلا دینا لازم ہے بشرطیکہ بدفعلی کا شکار ہونے والا جانور حلال گوشت جانور ہو۔ مثلاً بکری، گائے اور اونٹنی اور ایسے جانور کو کسی دوسرے شہر کی طرف فروخت کرنے کیلئے نکال کے لے جانا لازم ہے بشرطیکہ وہ سواری کا جانور ہو مثلاً گھوڑی، خچر اور گدھی۔ جانور کی قیمت مالک کو ملے گی بشرطیکہ جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے والا کوئی دوسرا ہو۔ اگر بدکاری کوئی دوسرا نہ ہو (بلکہ جانور کا مالک خود ہو) تو ایسی صورت میں وہ جانور کی قیمت کو صدقہ کرے۔ اگر جانور مروّجہ قیمت سے کم میں بک جائے تو باقی قیمت کی ادائیگی بدکار کے ذمے لازم ہوگی اور بدکار شخص سے اس کا مطالبہ کیا جائے گا۔ بک جانے کے وقت تک جانور کا خرچ بدکار کے ذمے ہوگا۔

مُشت زنی کا مسئلہ

مشت زنی کرنے کی صورت میں مُشت زن آدمی پر اپنے اقرار یا عادل لوگوں کی گواہی سے اس کا ثبوت مہیا ہونے کے بعد امام کی رائے کے مطابق کسی اندازے سے تعزیر جاری کرنا واجب ہے۔ مناسب صورت یہ ہے کہ امام بیت المال سے ایسے شخص کی شادی کا انتظام کرے۔

بَابُ فِيْ حَدِّ الْقَذْفِ

قَالَ اللهُ تَعَالىٰ: وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ م بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (١)

وَهُوَ ثَمَانُوْنَ جَلْدَةً اِنْ كَانَ الْقَاذِفُ حُرًّا وَاِنْ كَانَ رَقِيْقًا فَاَرْبَعُوْنَ وَيَثْبُتُ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ عَدْلَيْنِ اَوِ الْاِقْرَارِ مَرَّتَيْنِ بِاَنْ يَّقْذِفَ بِالزِّنَا اَوِ اللِّوَاطَةِ مِثْلَ اَنْ يَّقُوْلَ زَنَيْتَ اَوْ لُطْتَ اَوْ زُنِيَ بِكَ اَوْ لِيْطَ بِكَ اَوْ اَنْتَ زَانٍ اَوْ لَائِطٌ اَوْ اَنْتِ زَانِيَةٌ اَوْ يَا زَانِيَةُ بِلَفْظِ الْخِطَابِ اَوِ النِّدَاءِ اِنْ كَانَ حَاضِرًا اَوْ بِلَفْظِ الْخَبَرِ اِنْ كَانَ غَائِبًا وَبِاَيَّةِ لُغَةٍ وَقَعَ عَرَبِيًّا كَانَ اَوْ عَجَمِيًّا اِنْ كَانَ الْقَاذِفُ عَارِفًا بِمَعْنٰى قَذْفِهٖ اَوْ يَقُوْلَ لَسْتَ لِاَبِيْكَ اَوْ زَنَتْ بِكَ اُمُّكَ اَوْ يَا ابْنَ الزَّانِيَةِ اَوْ يَا دَيُّوْثُ بِاَيَّةِ عِبَارَةٍ يُفْهَمُ مِنْهَا الْقَذْفُ وَكَانَ الْمَقْذُوْفُ صَالِحًا اَوْ مُتَظَاهِرًا بِالصَّلَاحِ وَلَمْ يَكُنْ مِّنَ الْفَسَقَةِ الْمَشْهُوْرِيْنَ يَثْبُتُ الْحَدُّ عَلَى الْقَاذِفِ وَلَوْ قَالَ يَا فَاسِقُ اَوْ يَا خَائِنُ اَوْ يَا زِنْدِيْقُ اَوْ يَا مُلْحِدُ اَوْ يَا مُرْتَدُّ اَوْ يَا كَلْبُ اَوْ يَا خِنْزِيْرُ اَوْ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الْاَلْفَاظِ الَّتِيْ يَلْزَمُ مِنْهَا اِسْتِخْفَافٌ وَلِلْمُوَاجِهِ مِنْهَا اَذًى وَجَبَ التَّعْزِيْرُ دُوْنَ الْحَدِّ بِمَا يَرَاهُ الْاِمَامُ وَلَوْ كَانَ الْمَقْذُوْفُ مِنَ الْاَرَاذِلِ وَالسُّفَهَاءِ وَالْقَاذِفُ مِنَ الْاَفَاضِلِ وَالشُّرَفَاءِ سَقَطَ عَنْهُ التَّعْزِيْرُ وَلَوْ كَانَ الْقَاذِفُ صَبِيًّا وَجَبَ لَهُ التَّادِيْبُ وَلَوْ كَانَ مَجْنُوْنًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَحَدُّ الْقَذْفِ يُوْرَثُ وَلِلْوَرَثَةِ اَنْ يُّطَالِبُوا الْحَدَّ مِنَ الْقَاذِفِ لِاَبِيْهِمْ اَوْ لِاُمِّهِمْ اَوْ لِمَنْ وَرِثُوْهُ وَيَجِبُ عَلَى الْحَاكِمِ تَشْهِيْرُ الْقَاذِفِ لِيَجْتَنِبَ

١۔ سورۃ النور، الآیۃ ٤، ٥

الْمُسْلِمُوْنَ شَهَادَتَهُ بَعْدَ اَنْ يُحَدَّ لِلْقَذْفِ وَلَوْ تَكَرَّرَ حَدُّ الْقَذْفِ عَلٰى اَحَدٍ وَلَمْ يَنْزَجِرْ وَتَجَاوَزَ عَنْ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ وَجَبَ قَتْلُهٗ وَلَوْ عَفَا الْمَقْذُوْفُ عَنِ الْقَاذِفِ سَقَطَ الْحَدُّ وَلَوْ اَقَامَ الْقَاذِفُ بَيِّنَةً مُصَدِّقَةً مَوْصُوْفَةً بِصِفَاتِ الْقُبُوْلِ سَقَطَ الْحَدُّ عَنْهُ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ حَدُّ الْقَذْفِ مَعَ الثِّيَابِ مُتَوَسِّطًا لِئَلَّا يَبْلُغَ حَدَّ الزِّنَا فِي الشِّدَّةِ۔

وَمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَوْ اَحَدًا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَلَمْ يَكُنْ مِّنَ الْمَجَانِيْنِ وَجَبَ قَتْلُهٗ عَلٰى مَنْ سَمِعَهٗ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ خَوْفُ قَتْلِهٖ اَوْ مَالِهٖ اَوْ ضَرَرٍ يَّلْحَقُ اِلَيْهِ اَوْ اِلٰى اَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَجِبُ قَتْلُ مَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ مَّجْنُوْنًا اَوْ مُأَوِّلًا۔

تہمت لگانے کی حد کا بیان

فرمانِ خداوندی ہے۔ (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ الخ(الآیہ) ''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں۔ پھر وہ چار گواہوں کو پیش نہیں کر سکتے۔ اُن کو اسّی کوڑے لگاؤ اور اُن کی کسی بھی گواہی کو قبول نہ کرو وہ تو پکے فاسق لوگ ہیں مگر جو لوگ اس قسم کی حرکت کے بعد توبہ کرے اور اپنی حالت کو درست کرے تو یہ اُن کے حق میں بہتر ہے۔ کیونکہ اللہ پاک خوب بخشنے والا اور رحم والا ہے''۔

تہمت کی حد کا مسئلہ

اگر تہمت لگانے والا کوئی آزاد فرد ہو تو اُس کی حد اسّی کوڑے لگانا ہے۔ اگر تہمت لگانے والا کوئی غلام ہو تو اُس کی حد چالیس کوڑوں کا مارنا ہے۔ تہمت کا ثبوت دو عادل آدمیوں کی شہادت یا دو مرتبہ کسی پر بدکاری یا ہم جنس پرستی کی تہمت کے اقرار سے مہیا ہوتا ہے مثلاً کوئی کہے تو نے بدکاری کی، تو نے جنسی بے راہ روی کو اختیار کیا، تیرے ساتھ بدکاری کی گئی، تیرے ساتھ ہم جنس پرستی کی گئی، تو بدکار ہے، تو ہم جنس پرست ہے، تو بدکار عورت ہو، اے بدکار عورت۔ موجودگی کی صورت میں الفاظ خطاب یا نداء کے ساتھ اور غیر موجودگی کی صورت میں الفاظ خبر کے ساتھ کوئی بات کہے جس زبان میں بھی

تہمت وقوع پذیر ہو جائے۔ عربی میں ہو یا عجمی زبان میں تہمت ثابت ہو جاتی ہے بشرطیکہ تہمت لگانے والا فرد تہمت کے مفہوم کو خوب پہچاننے والا ہو یا کوئی شخص یوں کہے تو اپنے باپ کا نہیں، تیری ماں نے تیرے ساتھ بدکاری کی ہے، اے کنجری کے بیٹے، اے دیوث، مطلب یہ ہے کہ جس لفظ سے تہمت سمجھی جاتی ہو۔ نیز تہمت زدہ آدمی نیک چلن ہو یا ظاہری طور پر نیک ہو اور مشہور فاسق لوگوں میں سے وہ نہ ہو تو ایسی صورت میں تہمت لگانے والے پر اس کی حد ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی سے یوں کہے۔ اے فاسق، اے خیانت کرنے والے، اے زندیق، اے بے دین، اے مرتد، اے کتا، اے خنزیر یا اسی قسم کے وہ الفاظ کہے جن سے کسی کی شان کا گھٹانا لازم آتا ہو اور آمنے سامنے والے کو اس سے کافی دُکھ پہنچتا ہو تو ایسی صورت میں امام کی رائے کے مطابق تعزیری سزا واجب ہو جاتی ہے حد نہیں، اگر تہمت زدہ شخص رذیل اور بیوقوف لوگوں میں سے ہو اور تہمت لگانے والا فاضل اور شریف لوگوں میں سے ہو تو اُس سے تعزیر ساقط ہو جائے گی اور اگر تہمت لگانے والا کوئی بچہ ہو تو اس کے ساتھ تادیبی کاروائی کی جائے گی۔ اگر تہمت لگانے والا کوئی پاگل آدمی ہو تو اس پر کوئی چیز عائد نہیں ہوگی۔ تہمت کی حد میں وراثت چل سکتی ہے۔ وارثوں کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ، اپنی ماں یا اپنے اعلیٰ پر تہمت لگانے والے سے اس حد کا مطالبہ کرے۔

حاکم کے ذمے تہمت لگانے والے کا شہر میں پھرانا واجب ہے تاکہ تہمت کی حد لگ جانے کے بعد مسلمان اس کی گواہی سے پرہیز کر سکیں۔ اگر کسی شخص پر تہمت کی حد بار بار لگے اور اس کو اس سے عبرت حاصل نہ ہو نیز یہ حد اُس پہ پر تین مرتبہ سے تجاوز کر جائے تو ایسی صورت میں اُس کا قتل کر دینا واجب ہے اگر تہمت زدہ شخص تہمت لگانے والے کو معاف کر دے تو حد ساقط ہو جاتی ہے اگر تہمت لگانے والے اپنے دعوے کے لیے صفات قبول کی حامل تصدیق کن گواہی قائم کرے تو اس سے یہ حد ساقط ہو جاتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تہمت کی حد لگانے والے پر کپڑوں سمیت درمیانے درجے کی ہو تاکہ سختی کے اعتبار سے یہ حد بدکاری کی حد کو نہ پہنچے۔

پیغمبروں کو گالی دینا اور نبوت کا مدعی بننا

جو شخص نبی کریم ﷺ کو یا دیگر پیغمبروں میں سے کسی ایک کو گالی دے جبکہ وہ پاگل آدمی نہ ہو تو سننے والے کے ذمے ایسے شخص کا قتل کر دینا واجب ہے بشرطیکہ ایسا کرنے میں اُس کے اپنے قتل یا اپنے مال کے لٹ جانے کا خوف نہ ہو یا کسی ایسے نقصان کا خوف نہ ہو جو خود اُسے پہنچے یا مسلمانوں میں سے کسی کو پہنچے۔ جو شخص ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے جبکہ وہ پاگل آدمی یا تاویل کا سہارا لینے والا نہ ہو تو اُس کا قتل کر دینا واجب ہے۔

بَابُ فِي حَدِّ السَّرِقَةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى! وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً ۢبِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○[۱] لَوْسَرَقَ بَالِغٌ عَاقِلٌ شَيْئًا قِيْمَتُهُ رُبُعُ دِيْنَارٍ مِّنْ حِرْزٍ مِثْلِهٖ وَجَبَ عَلَى الْحَاكِمِ قَطْعُ يَدِهِ الْيُمْنٰى صَحِيْحَةً كَانَتْ اَوْلَا مِنَ الزَّنْدِ وَ مُعَالَجَتُهَا بِالدُّهْنِ الْحَارِّ وَغَيْرِهٖ لِئَلَّا يَتْلَفَ وَالْقَطْعُ لَايَجُوْزُ اِلَّابَعْدَ الثُّبُوْتِ بِشَهَادَةِ عَدْلَيْنِ اَوْ بِاِقْرَارِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالسَّرِقَةِ مَرَّتَيْنِ وَبَعْدَ الْقَطْعِ اِنْ سَرَقَ ثَانِيًا وَّجَبَ قَطْعُ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَلَوْ كَرَّرَ ثَالِثًا فَوَجَبَ حَبْسُهٗ اَبَدًا وَكَيْفِيَّةُ الْحِرْزِ تُعْرَفُ بِعُرْفِ الْبَلَدِ عُمُوْمًا وَهُوَ اِمَّا بِمَكَانٍ وَّثِيْقٍ اَوْ بِحَافِظٍ وَلَوْ سَرَقَ اَحَدُ الزَّوْجَيْنِ مِنْ مَّالِ صَاحِبِهٖ اَوِ الْاَبَوَانِ مِنْ مَّالِ الْاَوْلَادِ وَ الْاَوْلَادُ مِنْ مَّالِ الْاَبَوَيْنِ اَوِ الْمَحَارِمِ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِمْ وَلَا قَطْعَ عَلٰى مَنْ سَرَقَ مِنْ مَّالِ الْحَرَامِ وَمِنْ مَّالٍ مُّشْتَرَكٍ بَيْنَهُمَا وَمِنْ مَّالٍ لَهٗ فِيْهِ حَقٌّ وَمِنْ مَّالِ سَيِّدِهٖ وَمِنَ الْفَوَاكِهِ عَلَى الْاَشْجَارِ وَالْبُقُوْلِ وَالْخَضْرَاوَاتِ فِي الْبَسَاتِيْنِ وَوَجَبَ عَلَى السَّارِقِ رَدُّ مَاسَرَقَ اِنْ لَّمْ يَفُتْ اَوْ قِيْمَتِهَا اِنْ فَاتَ وَلَوْ سَرَقَ صَبِيٌّ لَّوَجَبَ تَادِيْبُهٗ اَوْ مَجْنُوْنٌ تَخْوِيْفُهٗ وَاَهْلُ الْحِرَفِ اِنْ عَمِلُوْا لِلظَّلَمَةِ زَجْرًا وَ مُنِعُوْا مِنَ الْاُجْرَةِ فَسَرَقُوْا قَطْعَةً بِمِقْدَارِ اُجْرَتِهِمْ فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِمْ وَلَا فَرْقَ فِيْ حَدِّ السَّرِقَةِ بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَبَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَاَمَّا السَّارِقُ الْمُحَارِبُ الَّذِيْ يَحْمِلُ السِّلَاحَ وَيُخَوِّفُ الْمُسْلِمِيْنَ وَ يُقْدِمُ عَلَى السَّرِقَةِ بِالْمُحَارَبَةِ وَقَطْعِ الطَّرِيْقِ وَجَبَ عَلَى الْاِمَامِ مَنْعُهٗ وَدَفْعُهٗ وَطَرْدُهٗ اَوْ اَخْذُهٗ وَلَوْ تَابَ قَبْلَ اَنْ يُّؤْخَذَ وَقَتَلَ نَفْسًا اَوْ اَخَذَ مَالًا ثُمَّ تَابَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَجُوْزُ لِلْاِمَامِ اَنْ لَّا يُطَالِبَهٗ بِهِمَا اَوْ

۱۔ سورۃ المائدۃ، الآیۃ ۳۸

بِأَحَدِهِمَا إِنْ كَانَتْ تَوْبَتُهُ جِدًّا مَشْرُوطًا بِالنَّدَمِ عَلَى مَافَعَلَ وَالْعَزْمِ عَلَى اَنْ لَّايَفْعَلَ مِثْلَ مَافَعَلَ اَبَدًا اَوْعَلِمَ اَنَّ فِعْلَهُ مُوْجِبُ هَلَاكِهِ وَعَذَابِهِ فِي الْاٰخِرَةِ اِنْ لَّمْ يَتُبْ وَلَوْ اَخَذَهُ الْإِمَامُ قَبْلَ تَوْبَتِهِ وَهُوَ اَخَذَ مَالًا قَطَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى وَرِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَحَسَمَهُمَا وَاِنْ قَتَلَ نَفْسًا قَتَلَهُ ثُمَّ صَلَبَهُ وَاِنْ لَّمْ يَأْخُذْ مَالًا وَلَمْ يَقْتُلْ نَفْسًا وَصَارَ مَاخُوْذًا فَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُ فِي تَعْزِيْرِهِ اَوْ نَفْيِهِ اَوْ حَبْسِهِ اَوْ مَارَأَى الْمَصْلَحَةَ فِيْهِ وَلَا يَجُوْزُ الصَّلْبُ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ثُمَّ يَنْبَغِيْ اَنْ يُنْزَلَ وَيُغَسَّلَ وَيُكَفَّنَ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ وَيُدْفَنَ۔

اَمَّا الدِّفَاعُ فَيَجِبُ عَنِ النَّفْسِ وَالْاَهْلِ وَالْاَوْلَادِ وَ الْمَحَارِمِ وَ الْمَالِ وَ الْمَظْلُوْمِ الْمُسْلِمِ وَ الْبَهَائِمِ وَ سَائِرِ خَلْقِ اللّٰهِ مَا اسْتَطَاعَ بِقَدْرِ مَا يُحْتَاجُ اِلَيْهِ بِمُكَالَمَةٍ اَوِ اسْتِمْدَادٍ اَوِ اسْتِغَاثَةٍ اَوْ مُضَارَبَةٍ اَوْ مَقَاتَلَةٍ فَاِنْ جُرَّ اِلٰى قَتْلِ الْمَدْفُوْعِ لَمْ يَضْمَنِ الدَّافِعُ وَلَوْ كَانَ الصَّائِلُ مِنَ الْبَهَائِمِ اَوِ الْحَيَوَانِ وَلَمْ يَتَيَسَّرْ دَفْعُهُ اِلَّا بِالْقَتْلِ فَلِلدَّافِعِ قَتْلُهُ وَلَا ضَمَانَ وَاِنْ تَيَسَّرَ بِالْاَسْهَلِ وَقَتَلَهُ ضَمِنَ وَلَوْ عَضَّ اِنْسَانٌ يَدَ اِنْسَانٍ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوْضُ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ فَسَقَطَتْ اَسْنَانُ الْعَاضِّ لَمْ يَضْمَنِ الْمَعْضُوْضُ وَلَوِ ادَّعٰى اَحَدُ الْمُتَحَارِبَيْنِ الدِّفَاعَ وَلَمْ يَقْبَلِ الْاٰخَرُ فَلَمْ يَثْبُتْ اِلَّا بِالْبَيِّنَةِ اَوِ الْيَمِيْنِ۔

چوری کی حد کا بیان

ارشاد خداوندی ہے:- وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا (الخ الآیہ) ”چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھوں کو کاٹ ڈالو۔ یہ اُن کی خراب کمائی کا بدلہ اور خدا کی طرف سے عبرت ناک سزا ہے اور خدا بڑے غالب اور حکمت والا ہے“۔ اگر کوئی بالغ عاقل آدمی کسی محفوظ جگہ سے کسی ایسی چیز کی چوری کرے جس کی قیمت چوتھائی دینار ہو تو حاکم کے ذمے اُس کے دائیں ہاتھ کا کلائیوں سے کاٹ ڈالنا واجب ہے چاہے وہ ہاتھ درست ہو یا نہ ہو اور گرم تیل وغیرہ سے اس کٹے ہوئے ہاتھ کا علاج کرنا ہے تاکہ وہ ضائع نہ ہو سکے ہاتھ کاٹنے کا معاملہ دو عادل آدمیوں کی

گواہی سے یا اپنے خلاف دو مرتبہ چوری کرنے کے اقرار سے اس کا ثبوت مہیا ہونے کے بعد ہی جائز ہوسکتا ہے۔ ہاتھ کے کاٹے جانے کے بعد اگر چور دوبارہ چوری کا مرتکب ہوجائے تو اس کے بائیں پیر کو کاٹ ڈالنا واجب ہے اگر وہ تیسری دفعہ بھی چوری کا ارتکاب کر بیٹھے تو ایسی صورت میں اُس کو ہمیشہ کے لئے قید میں محبوس رکھنا واجب ہے۔

چیزوں کو محفوظ رکھنے کی صورت عموماً علاقائی رواج کے مطابق پہچانی جاتی ہے۔ چیزوں کو محفوظ کرنا یا کسی پختہ مکان میں رکھنے سے یا کسی چوکیدار کے ذریعے ہوتا ہے (ان صورتوں میں ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں)۔

۱۔ اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک دوسرے کے مال سے چوری کرے۔

۲۔ والدین اولاد کے مال سے چوری کرے۔

۳۔ اولاد والدین یا اپنے محرم حضرات کے مال سے چوری کرے۔

۴۔ مال حرام سے چوری کرنے کی صورت میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

۵۔ دو آدمیوں کے درمیان مُشترک مال سے کسی ایک کا چوری کرنا۔

۶۔ اُس مال سے چوری کرنا جس میں خود ان کا حق ہو۔

۷۔ اپنے آقا کے مال سے چوری کرنا۔

۸۔ باغات میں موجود درختوں کے پھلوں، ترکاریوں اور سبزیوں سے چوری کرنا۔

اگر چوری کا مال ضائع نہ ہوا ہو تو چور کے ذمّے اُسے واپس کرنا اور اگر ضائع ہو گیا ہو تو اُس کی قیمت کا واپس کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی بچہ چوری کرے تو اُس کے ساتھ تادیبی کاروائی واجب ہوجائے گی اور اگر کوئی پاگل چوری کرے تو اس کو ڈرایا جائے گا یہ واجب ہے۔ ہنر مند لوگ اگر ظالموں کے لئے زبردستی کام کرتے ہوں اور اُن کو مزدوری سے محروم رکھا جاتا ہو۔ اس پر وہ لوگ اپنی اُجرت کی مقدار کے مطابق کچھ پارچہ چرائے تو ایسی صورت میں اُن کے ذمّے کوئی چیز عائد نہیں ہوگی۔ چوری کی حد جاری کرنے میں مرد اور عورت کے درمیان نیز آزاد اور غلام کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہے۔

ڈاکہ زن چور کا مسئلہ

جو جنگجو چور ہتھیار اُٹھاتا ہو، مسلمانوں کو ڈراتا دھمکاتا ہو نیز جنگ کرنے اور ڈاکہ زنی کے ذریعے چوری کا اقدام کرتا ہو تو امام کے ذمّے ایسے چور کا روکنا، اُسے دفع کرنا اور اُس کو نکال بھگانا یا اُس کو گرفتار کرنا واجب ہے۔ اگر وہ گرفتاری سے پہلے توبہ کرے جبکہ وہ کسی جان کو ضائع کر چکا ہو یا کوئی مال لے چکا ہو پھر اُس کے بعد وہ توبہ کرے تو ایسی صورت میں

امام کے لئے اس سے دونوں کا یا ایک کا مطالبہ نہ کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اُس کی توبہ حقیقی ہو۔ اپنے کئے پر پشیمان ہونے کے ساتھ اور اس جیسی کارکردگی کا ہمیشہ کے لئے ارتکاب نہ کرنے کے ساتھ توبہ مشروط ہو نیز وہ یقینی طور پر یہ جانے کہ اس جیسا فعل اس کے لئے باعث ہلاکت اور آخرت میں عذاب کا باعث ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے اور اگر امام اُس کو توبہ کرنے سے پہلے گرفتار کرے جبکہ وہ کچھ مال بٹور چکا ہو تو ایسی صورت میں امام اُس کے دائیں ہاتھ اور بائیں پیر کو کاٹ ڈالے گا اور ان کو داغ دے گا اگر وہ کسی جان کو ضائع کر چکا ہو تو پھر امام اُس کو قتل کر دے گا اُس کے بعد سولی پہ لٹکائے گا۔ اگر وہ کوئی مال نہ لے چکا ہو نہ ہی کسی جان کو ضائع کر چکا ہو اور وہ گرفتار ہو جائے تو امام کو اس کے ساتھ تعزیری کاروائی کرنے، اُسے ملک بدر کرنے، اُس کو قید میں محبوس رکھنے یا جس صورت میں کوئی مصلحت دیکھے اس صورت پر عمل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ تین دنوں سے زیادہ عرصہ تک سولی پہ لٹکائے رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس کے بعد مناسب یہ ہے۔ کہ اُس کو نیچے اتارا جائے، غسل دیا جائے، کفن پہنایا جائے، اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اُس کو دفنایا جائے۔

دفاعی کاروائی کا مسئلہ

حسب طاقت بقدر ضرورت گفتگو کرنے، مدد مانگنے یا فریاد کرنے، مار دھاڑ کے ذریعے یا جنگ کرنے کی صورت میں اپنے نفس کا، اہل وعیال کا، اپنے محرم افراد کے مال کا، مظلوم مسلمان کا، چوپائے جانوروں کا اور اللہ کی تمام مخلوقات کا دفاع کرنا واجب ہے۔ اگر قابل دفع چیز کے قتل کر دینے پر دفاع کرنے والا مجبور ہو جائے تو ایسی صورت میں دفاع کرنے والا ضامن نہیں ہوگا۔

اگر حملہ آور چوپائے جانوروں یا حیوانوں میں سے ہو اور قتل کر دیئے بغیر کسی اور صورت میں اُس کا دفعیہ آسان نہ ہو تو دفاع کرنے والے کو اُس کے قتل کر دینے کا حق پہنچتا ہے اور اُس پر اس قتل کا کوئی تاوان عائد نہیں ہوگا۔ اگر آسان ترین طریقے سے اُس حملہ آور جانور کا دفعیہ میسر ہو اور وہ اُسے قتل کر دے تو ایسی صورت میں وہ ضامن ہوگا۔ اگر کوئی آدمی کسی آدمی کے ہاتھ کو اپنے دانتوں سے کاٹے اس پر کاٹ کے شکار آدمی اپنے ہاتھ کو کاٹنے والے کے منہ میں سے کھینچ کر نکالے اور کاٹنے والے کے دانت گر جائے تو ایسی صورت میں کاٹ کا شکار آدمی اُس کے لئے دانتوں کا ضامن نہیں ہوگا۔ اگر دو جنگجو آدمیوں میں سے ایک دفاعی کاروائی کا دعویٰ کرے اور دوسرا اس کو قبول نہ کرے تو ایسی صورت میں دفاعی کاروائی کا ثبوت صرف گواہی یا قسم کے ذریعے ہی مہیا ہو سکتا ہے۔

بَابُ فِيْ شُرْبِ الْخَمْرِ

قَالَ اللهُ تَعَالىٰ : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ [1]

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَا كَانَ كَثِيْرُهُ مُسْكِرًا فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ لِاَنَّهٗ عَدُوُّ الْعَقْلِ وَضِدُّهٗ وَ سَاتِرُهٗ وَالْاِنْسَانُ بِالْعَقْلِ الْمُدْرِكِ لِلْكُلِّيَّاتِ يَمْتَازُ عَنِ الْاَنْعَامِ فَمَنِ ارْتَكَبَ تَنَاوُلَ مُسْكِرٍ تَنَزَّلَ عَنْ رُتْبَةِ الْاِنْسَانِ اِلٰى رُتْبَةِ الْبَهَائِمِ اِنْ كَانَ سَاكِنًا اَوْ اِلٰى رُتْبَةِ السِّبَاعِ اِنْ كَانَ يَتَحَرَّكُ اَخْلَاقُهُ السَّبْعِيَّةُ فَلِذٰلِكَ تَجِبُ سِيَاسَتُهٗ اِنْ كَانَ حُرًّا بِثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّ اِنْ كَانَ عَبْدًا بِاَرْبَعِيْنَ لِيَنْزَجِرَ وَ يَرْجِعَ مِنَ الْمَقَامِ الْاَخَسِّ اِلَى الْمَقَامِ الْاَشْرَفِ وَاللهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَ تَنَاوُلُ الْمُسْكِرِ يَثْبُتُ بِشَهَادَةِ شَاهِدَيْنِ عَدْلَيْنِ اَوْ بِاِقْرَارِهٖ اِنْ كَانَ صَاحِيًا مُخْتَارًا مَرَّتَيْنِ فَاِذَا ثَبَتَ تَنَاوُلُهٗ وَجَبَ عَلَى الْاِمَامِ اَوِ الْحَاكِمِ مِنْ قِبَلِهٖ اَنْ يَّجْلِدَهٗ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً. وَاَمَّا الَّذِيْنَ شَرِبُوا الْخَمْرَ شُهْرَةً وَّزَيَّنُوا الْمَجَالِسَ وَاَصَرُّوْا عَلَيْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ الْحُدُوْدُ تُجْرٰى عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ لَا عَلَى الْكَافِرِيْنَ الْفَاجِرِيْنَ التَّارِكِيْنَ لِلصَّلٰوةِ فَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مُسْتَتِرًا وَلَمْ يُصِرَّ عَلَيْهِ وَ يُصَلِّيْ وَيَصُوْمُ فَهُوَ فَاسِقٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مُعْلِنًا وَاَدْمَنَ وَ لَا يُصَلِّيْ وَ لَا يَصُوْمُ فَهُوَ كَافِرٌ وَّ لَا حَدَّ عَلَى الصَّبِيِّ وَ الْمَجْنُوْنِ وَالْمُكْرَهِ وَلٰكِنْ يَّنْبَغِيْ اَنْ يُّؤَدَّبَ الصَّبِيُّ بِمَا رَاَى الْاِمَامُ وَ يَنْبَغِيْ اَنْ يُّؤَخَّرَ الْجَلْدُ حَتّٰى

١۔ سورة المائدة ، الآية ٩٠

يُفِيْقَ السُّكْرَانُ وَ اَنْ لَّا يُضْرَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ وَرَاْسِهٖ وَفَرْجِهٖ وَالْمَفَاصِلِ وَلَايَلْزَمُ اَنْ يُجَرَّدَمِنَ الثِّيَابِ وَلَوْ تَابَ الشَّارِبُ قَبْلَ اِقَامَةِ الْبَيِّنَةِ عَلَيْهِ سَقَطَ الْحَدُّ عَنْهُ وَلِلْاِمَامِ اَنْ يَّحْكُمَ بِعِلْمِهٖ۔

شراب نوشی کا بیان

ارشادِ الٰہی ہے :يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ الخ(الآیہ) ''ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال کے تیر تو شیطانی طرزِ عمل کی ناپاکیاں ہیں، تم ان سے بچو! تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان تو تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے بغض اور دشمنی ڈالنا اور تم کو خدا کی یاد اور نماز سے باز رکھنا چاہتا ہے کیا تم باز نہیں آؤ گے''۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے :كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے''۔ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اُس کی قلیل مقدار حرام ہے کیوں کہ نشہ آور چیز دشمنِ عقل، عقل کی ضد اور عقل کو چھپانے والی ہوتی ہے جبکہ انسان کلیات کا احاطہ کرنے والی عقل ہی کے ذریعے چوپایوں سے ممتاز ہوتا ہے۔ چنانچہ جو شخص کسی نشہ آور چیز کے کھانے کا مرتکب ہو جائے تو وہ انسانی رُتبے سے گر کر جانوروں کے رُتبے کو پہنچتا ہے بشرطیکہ وہ پُر سکون ہو۔ اگر اس کے درندہ صفت اخلاق حرکت پذیر ہوں تو وہ انسانی رُتبے سے گر کر درندے کے رُتبے کو پہنچ جاتا ہے۔

شراب نوشی کی حد

اگر نشے کا مست فرد آزاد ہو تو اسّی کوڑے لگانے کی صورت میں اُس کے ساتھ سیاسی کاروائی واجب ہو جاتی ہے۔ اگر وہ غلام ہو تو چالیس کوڑے لگائے جائیں گے۔ تاکہ ایسا شخص درسِ عبرت حاصل کرے اور گھٹیا مقام سے نکل کر اعلیٰ مقام کی طرف لوٹ آئے۔ اللہ ہی (ان احکامات کی حکمت کو) خوب جانتا ہے اور تم نہیں جان سکتے ہو۔ نشہ آور چیز کھانے کا ثبوت دو عادل گواہوں کی گواہی سے مہیا ہوتا ہے یا دو مرتبہ اقرار سے اس کا ثبوت مہیا ہوتا ہے بشرطیکہ وہ خود مختار اور ہوش والا ہو جب اُس کا ثبوت مہیا ہو جائے تو امام یا امام کی طرف سے مقرر کردہ حاکم کے ذمّے اُس کو اسّی کوڑے لگانا واجب ہے۔

جو لوگ علانیہ طور پر شراب نوشی کا ارتکاب کرتے، شراب کی محفلوں کو آراستہ کرتے اور شراب نوشی پر مصر رہتے ہیں وہ لوگ تو ایسے پکے کافر ہیں جو خدا اور اس کے رسول ﷺ سے برسرِ پیکار ہیں۔ حدود تو مسلمانوں پہ جاری کی جاتی ہیں نہ کہ نماز کو چھوڑنے والے بدکار کافروں پر۔ چنانچہ جو شخص چھپے چھپے شراب پی جاتا ہو، شراب نوشی پر اصرار نہ کرتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو تو وہ فاسق ہے جو شخص اعلانیہ طور پر شراب نوشی کا ارتکاب کرتا ہو، ہر وقت رند بادہ خوار رہتا ہو، نہ وہ نماز پڑھتا ہو اور نہ ہی روزے رکھتا ہو تو ایسا شخص کافر ہے۔

بچے، پاگل اور مجبور کئے گئے شخص پر کوئی حد عائد نہیں ہوتی لیکن مناسب یہ ہے کہ بچے کے ساتھ تادیبی کاروائی امام کی رائے کے مطابق عمل میں لائی جائے۔ نشہ میں مست شخص کو ہوش آنے تک کوڑے لگانے کو موخر کر دینا مناسب ہے نیز اس کے چہرے، سر، نازک مقام اور جوڑوں پر نہ مارا جائے، ایسے شخص کو سزا دینے کیلئے کپڑوں سے ننگا کر دینا لازم نہیں ہے۔ اگر شرابی آدمی اپنے خلاف گواہی قائم کئے جانے سے پہلے حقیقی معنوں میں توبہ کرے تو اس سے شراب نوشی کی حد ساقط ہو جاتی ہے اور امام کے لئے اپنے علم کے مطابق حکم صادر کرنے کا حق حاصل ہے۔

بَابُ الْمُرْتَدِّ

اَمَّا الْمُرْتَدُّ فَاِذَا ارْتَدَّ الْمُسْلِمُ مِنَ الْاِسْلَامِ فَاِنْ كَانَتْ لَهُ شُبْهَةٌ كُشِفَتْ عَنْهُ وَلَا يَجِبُ عَرْضُ الْاِسْلَامِ عَلَيْهِ لِاَنَّ دَعْوَةَ الْاِسْلَامِ بَلَغَتْهُ فَهُوَ اِنْ كَانَ ذَكَرًا بَالِغًا عَاقِلًا وَجَبَ قَتْلُهُ وَلَوْ تَابَ لَمْ تُقْبَلْ تَوْبَتُهُ وَمِنَ الْكَافِرِ الْحَرْبِيِّ تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ وَفِيْ غَيْرِ ذَالِكَ حُكْمُهُ حُكْمُ الْكَافِرِ الْحَرْبِيِّ وَيَجِبُ قَتْلُهُ عَلَى الْاِمَامِ وَيَحِلُّ لِكُلِّ مَنْ سَمِعَ كَلِمَةَ الرِّدَّةِ مِنْهُ قَتْلُهُ

وَاَمَّا الْكَافِرُ فَاِذَا اَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ اسْتُتِيْبَ وَاُمْهِلَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ كَمَا رَاٰى الْاِمَامُ فَاِنْ اَسْلَمَ صَارَ كَمَا كَانَ فِي الْاِسْلَامِ وَاِنْ لَّمْ يُسْلِمْ وَجَبَ قَتْلُهُ. وَالْمَرْاَةُ اِنِ ارْتَدَّتْ عُرِضَ عَلَيْهَا الْاِسْلَامُ فَاِنْ تَابَتْ عُفِيَ عَنْهَا وَاِنْ لَّمْ تَتُبْ لَمْ تُقْتَلْ اَيْضًا بَلْ تُحْبَسُ دَائِمًا وَتُضْرَبُ اَوْقَاتَ الصَّلٰوةِ هٰكَذَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّوَاظَبَ عَلٰى حَبْسِهَا وَضَرْبِهَا اِلٰى اَنْ تَتُوْبَ وَلَيْسَ عَلَيْهَا الْقَتْلُ بَلِ الْحَبْسُ وَالضَّرْبُ وَالْعُقُوْبَةُ اِلٰى اَنْ تَتُوْبَ اَوْ تَمُوْتَ. وَالْاِرْتِدَادُ يَحْصُلُ اِمَّا بِالْفِعْلِ اَوْ بِالْقَوْلِ فَمَا كَانَ بِالْفِعْلِ كَاَنْ يَّسْجُدَ اَوْ يَعْبُدَ مَا يَسْجُدُهُ الْكَفَرَةُ وَيَعْبُدُوْنَهُ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْجِنِّ وَالْكَوَاكِبِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْ اِلْقَاءِ الْمُصْحَفِ فِي الْقَاذُوْرَاتِ مُتَعَمِّدًا اَوْ مُعَانِدًا اَوْ مُسْتَهْزِاً اَوْ اَنْ يَّتْرُكَ الصَّلٰوةَ وَالصَّوْمَ مُسْتَحِلًّا اَوْ يَشْتَغِلَ بِاَكْلِ الْبَنْجِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَيَرْتَكِبَ الْكَبَائِرَ مُسْتَحِلًّا وَلَا يَكُوْنَ صَبِيًّا وَّلَا مَجْنُوْنًا وَاَمَّا بِالْقَوْلِ كَاِنْكَارِ فَرِيْضَةٍ فِيْ دِيْنِ الْاِسْلَامِ مُجْمَعٍ عَلَيْهَا اَوْ تَحْلِيْلِ مَا حُرِّمَ بِالْاِجْمَاعِ كَالْخَمْرِ وَلَحْمِ الْخِنْزِيْرِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهَا وَمَنْ صَدَرَ مِنْهُ قَوْلٌ وَّزَعَمَ السَّامِعُ فِيْ بَدْءِ النَّظَرِ اَنَّهُ قَدْ كَفَرَ فَيَنْظُرُ اِلٰى اَفْعَالِهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُتَعَبِّدِيْنَ الْمُجَاهِدِيْنَ الْمُرْتَاضِيْنَ يَنْبَغِيْ اَنْ يُّعْتَمَدَ عَلٰى اَعْمَالِهِ الصَّالِحَةِ لِاَنَّ قَوْلَهُ يُمْكِنُ اَنْ

يَكُوْنَ مُغْلَقًا لَا يَفْهَمُهُ كُلُّ وَّاحِدٍ وَاِنْ كَانَ مَعَ هٰذَا مِنَ الْمُرْتَكِبِيْنَ لِلْكَبِيْرَةِ كَشُرْبِ الْخَمْرِ مُصِرًّا وَّمُعْلِنًا فَلَا رَيْبَ فِيْ كُفْرِهٖ وَاَمَّا الْمَجَانِيْنُ فَهُمْ عُتَقَاءُ اللّٰهِ لَا عِبْرَةَ لِاَفْعَالِهِمْ وَلَا لِاَقْوَالِهِمْ وَاَمَّا الصِّبْيَانُ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّؤَدِّبَهُمْ مَنْ كَانَ تَادِيْبُهُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْاٰبَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ اَوِ الْاِمَامِ اَوِ الْحُكَّامِ اِنْ صَدَرَ مِنْهُمْ اَمْرٌ مُّنْكَرٌ قَوْلًا اَوْ فِعْلًا وَّالْمُكْرَهُ فِيْ كَلِمَةِ الْكُفْرِ لَا شَيْئَ عَلَيْهِ مَعَ عَلَامَةِ الْاِكْرَاهِ وَهُوَ يَرْتَكِبُهَا لِدَفْعِ مَضَرَّةٍ لَا لِجَلْبِ مَنْفَعَةٍ۔

مُرتد کا بیان

جب کوئی مسلمان اسلام سے پھر جائے تو اگر اس کے بارے میں کوئی شبہ ہو تو اُس شبہ کو دُور کیا جائے۔ اُس کے سامنے اسلام کو پیش کرنا واجب نہیں کیونکہ اسلام کی دعوت اُس تک پہنچی ہے۔ چنانچہ اگر مُرتد کوئی عاقل بالغ مرد ہو تو اُس کا قتل کر دینا واجب ہے اگر وہ توبہ کرے تو اُس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ حربی کافر کی توبہ قبول کی جائے گی۔ اس کے سوا دیگر صورتوں میں مرتد کا حکم حربی کافر کا حکم جیسا ہے۔ امام کے ذمے اُس کا قتل کر دینا واجب ہے جو شخص بھی اُس سے مُرتد کُن بات سنے اُس کے لیے اُس کا قتل کر دینا مباح ہے۔

کافر کا مسئلہ

کافر جب مسلمان ہو جائے اُس کے بعد وہ مرتد ہو جائے تو اُس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور امام کی رائے کے مطابق اس کو تین دنوں کی یا اس سے کم یا زیادہ کی مہلت دی جائے گی۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرے تو وہ ایسا ہو گا جیسا کہ وہ دائرہ اسلام میں تھا۔ اگر وہ اسلام کو قبول نہ کرے تو اس کا قتل کر دینا واجب ہے۔

مرتد عورت کا مسئلہ

اگر عورت مُرتد ہو جائے تو اُس کے سامنے اسلام کو پیش کیا جائے گا اگر وہ توبہ کرے تو اُس کو معاف کر دیا جائے گا۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اُس کو بھی قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ ہمیشہ قید میں محبوس رکھی جائے گی اور نماز کے اوقات میں اُسے

ضرب لگائی جائے گی۔ مناسب یہی ہے کہ توبہ کرنے تک عورت کو اسی طرح ہمیشہ محبوس رکھنے اور ضرب لگانے کی حالت میں رکھے۔ عورت کے حق میں قتل کر دینا نہیں ہے بلکہ اُس کے حق میں توبہ کرنے یا مرجانے تک قید میں بند رکھنا، ضرب لگانا اور سزا دینا ہیں۔

مرتد ہونا کیا ہے؟

کسی کا مرتد ہو جانا (الف) یا تو اُس کے عمل سے ثابت ہوگا (ب) یا اُس کی بات سے۔

(الف) کسی کے عمل سے مرتد ہو جانے کی صورتیں یہ ہیں کہ:

۱۔ مثلاً کافر لوگ خدا کو چھوڑ کر جن چیزوں کو سجدہ کرتے اور اُن کی عبادت کرتے ہیں اُن میں سے کسی کو سجدہ کرنا یا اُن کی عبادت کرنا جیسے بُت، جن اور ستارے۔

۲۔ جان بوجھ کر عقیدے کے ساتھ عناد کے طور پر یا مذاق میں قرآن پاک کو گندگیوں میں پھینک دینا (اس سے بھی آدمی مرتد ہو جاتا ہے۔)

۳۔ حلال سمجھ کر نماز اور روزہ کا ترک کر دینا۔

۴۔ بھنگ استعمال کرنا اور شراب نوشی میں لگے رہنا اور حلال سمجھ کر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کر بیٹھنا جبکہ ایسا کرنے والا کوئی بچہ نہ ہو اور نہ وہ پاگل ہو۔

(ب) کسی کی بات سے مُرتد ہو جانے کی صورتیں۔

۱۔ اسلام کے کسی ایسے فریضے کا انکار کرنا جس پر اُمت اسلامیہ کا اجماع ہو۔

۲۔ جن چیزوں کے حرام ہونے پر امت اسلامیہ کا اجماع ہو اُن کو حلال قرار دینا مثلاً شراب، خنزیر کا گوشت اور ان کے علاوہ وہ حرام چیزیں جن کی حرمت پر اجماع ہو۔

جس شخص سے کوئی بات صادر ہو جائے اور سننے والا بادی النظر میں یہ گمان کرے کہ وہ تو کافر ہو گیا تو ایسی صورت میں اس شخص کے اعمال پر نگاہ ڈالے اگر ایسا شخص ریاضت اور مجاہدہ کرنے والے عبادت گزاروں میں سے ہو تو مناسب ہے کہ اُس کے نیک کاموں پر اعتماد کیا جائے کیونکہ ممکن ہے کہ اُس کی بات ایسی پیچیدہ ہو جس کو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والوں میں سے ہو مثلاً اعلانیہ طور پر بار بار شراب پینا تو ایسی صورت میں ایسے

شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔

پاگلوں کا مسئلہ

پاگل لوگ خدا کے آزاد کردہ ہیں نہ اُن کے کاموں کا کوئی اعتبار ہوتا ہے نہ ہی باتوں کا۔

بچوں کا مسئلہ

بچوں کے بارے میں مناسب یہ ہے کہ اُن کے ساتھ وہ شخص تادیبی کاروائی کرے جس کے ذمّے اُن کے ساتھ تادیبی کاروائی کرنا لازم ہے۔ مثلاً باپ، سرپرست، امام یا حکام بشرطیکہ بچوں سے کوئی خراب کام فعلاً یا قولاً صادر ہو جائے۔

مجبور کئے گئے شخص کا مسئلہ

جس شخص کو کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا ہو اُس پر علامت جبر کی واضح موجودگی کی صورت میں کوئی چیز عائد نہیں ہوگی جبکہ وہ کسی عظیم نقصان کو دور کرنے کی غرض سے کلمۂ کفر کہنے کا ارتکاب کرتا ہو کسی منفعت کے حاصل کرنے کے لیے نہیں۔

❀❀❀

بَابُ الْقِصَاصِ

قَالَ اللهُ تَعَالٰی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ط اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ط فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ م بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ط ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ط فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○(۱)

وَقَالَ اَيْضًا: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ج وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ط فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ط وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ج فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللهِ ط وَكَانَ اللهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○(۲)

وَقَالَ اَيْضًا: وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ لا وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ لا وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ط فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○(۳)

اِعْلَمْ اَنَّ الْقَتْلَ بِغَيْرِ الْحَقِّ مِنْ اَعْظَمِ الْكَبَائِرِ وَعِلَاجُهُ الْقِصَاصُ اَوِ الدِّيَةُ وَالْكَفَّارَةُ

۱۔ سورۃ البقرۃ ۔الآیۃ ۱۷۸

۲۔ سورۃ النساء ۔الآیۃ ۹۲،۹۳

۳۔ سورۃ المائدۃ ۔الآیۃ ۴۵

وَالْقَتْلُ اِمَّا عَمْدٌ مَحْضٌ وَاِمَّا خَطأٌ مَحْضٌ وَاِمَّا شَبِيهٌ مُتَوَسِّطٌ بَيْنَ الْعَمْدِ وَالْخَطأِ وَلَهُ اَقْسَامٌ كَثِيْرَةٌ سَنُبَيِّنُهَا اِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى فَفِي الْعَمْدِ الْمَحْضِ الْقِصَاصُ وَفِي الْخَطَاءِ الْمَحْضِ الدِّيَةُ وَفِي الشَّبِيهِ الْحُكُومَةُ۔

اَمَّا الْعَمْدُ فَهُوَ اَنْ يَّضْرِبَهُ بِمُحَدَّدٍ قَاطِعٍ اَوْ نَافِذٍ فِي الْجِسْمِ كَالسَّيْفِ وَالسِّكِّيْنِ وَالرُّمْحِ وَغَيْرِهِ مِمَّا يَجْرَحُ الْجَسَدَ مَعْدَنِيًّا كَانَ اَوْ نَبَاتِيًّا اَوْ حَيْوَانِيًّا كَالْحَدِيْدِ وَالنُّحَاسِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالزُّجَاجِ وَالْحَجَرِ وَغَيْرِهِ وَالْقَصَبِ وَالْخَشَبِ وَالْعَظْمِ وَغَيْرِهِ اَوْ بِمُثَقَّلٍ كَالْمِطْرَقَةِ وَالْخَشَبَةِ الْعَظِيْمَةِ وَالْحِجَارَةِ الْكَبِيْرَةِ اَوْ غَيْرِهَا اَوْ بِاٰلَةٍ صَغِيْرَةٍ فِي مَوْضِعٍ يُوْجِبُ الْهَلَاكَ كَعِرْقِ الْعُنُقِ وَغَيْرِهِمَا فَمَنْ ضَرَبَ وَاحِدًا بِاَمْثَالِ تِلْكَ الْاٰلَاتِ اَوْ ذَبَحَ اَوْ خَنَقَ بِيَدِهِ اَوْ بِحَبْلٍ اَوْ ثَوْبٍ اَوْ غَيْرِهِ اَوْ رَمَاهُ بِسَهْمٍ اَوْ بِحَجَرِ الْمَنْجَنِيْقِ اَوْ حَبَسَهُ وَمَنَعَهُ الشَّرَابَ وَالطَّعَامَ اَوْ اَسْقَاهُ سُمًّا قَاتِلًا اَوْ اَطْعَمَهُ شَيْئًا قَاتِلًا اَوْ طَرَحَهُ فِي النَّارِ اَوِ الْمَاءِ الْمُغْرِقِ اَوْ اَوْقَعَ شَيْئًا ثَقِيْلًا عَلَيْهِ كَجِدَارٍ اَوْ حَجَرٍ اَوْ غَيْرِهِ اَوْ اَغْرٰى بِهِ كَلْبًا عَقُوْرًا اَوْ اَلْقَاهُ اِلٰى سَبُعٍ فَافْتَرَسَهُ قَاصِدًا هَلَاكَهُ وَالْقَاصِدُ بَالِغٌ عَاقِلٌ مُتَكَافِئٌ ظَالِمٌ غَيْرَ اَبِيْهِ وَاَجْدَادِهِ وَمَاتَ الْمَقْصُوْدُ عَلَيْهِ وَجَبَ الْقَوَدُ فَاِنْ كَانَ لَهُ وَارِثٌ يُشَاهِدُ قَتْلَهُ فَلَهُ اَنْ يَّقْتُلَهُ وَلَوْ ثَبَتَ الْقَتْلُ بِالشُّهُوْدِ فَلِلْحَاكِمِ اَنْ يَّقْتُلَهُ اِنْ طَالَبَتِ الْوَرَثَةُ الْقَوَدَ وَاِنْ طَالَبُوا الدِّيَةَ فَوَجَبَ عَلَى الْحَاكِمِ اَنْ يَّاْخُذَ الدِّيَةَ مِنَ الْقَاتِلِ وَاَدَاءُهَا اِلَى الْوَرَثَةِ وَمَنْ قُتِلَ وَلَا وَارِثَ لَهُ اَوْ كَانَ وَلَمْ يَبْلُغْ فَلِلْاِمَامِ اَنْ يَّقْتُلَهُ اَوْ يَحْبِسَهُ اِلٰى اَنْ يَّبْلُغَ الْوَارِثُ اَوِ الْوَرَثَةُ فَيُطَالِبُوا الْقَوَدَ اَوِ الدِّيَةَ اَوْ يَعْفُوْا عَنْهُ وَمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَوَدُ اِنْ عَفَا عَنْهُ وَاحِدٌ مِّنَ الْوَرَثَةِ عَفْوًا شَامِلًا سَقَطَ الْقَوَدُ فَقَطْ فَلَهُ سَهْمُهُ مِنَ الدِّيَةِ وَيَجُوْزُ التَّصَالُحُ عَلٰى شَيْءٍ دُوْنَ الدِّيَةِ اَوْ فَوْقَهَا وَلَوْ قَتَلَتْ جَمَاعَةٌ مُسْلِمًا فَلِلْوَارِثِ اَنْ يَّقْتُلَهُمْ جَمِيْعًا اِنْ شَاءَ وَاِنْ شَاءَ اَخَذَ دِيَةً وَاحِدَةً مِّنْهُمْ وَمَنْ قَتَلَ مُسْلِمًا بِاَمْرِ غَيْرِهِ فَلِلْاِمَامِ وَالْوَرَثَةِ اَنْ يَّقْتُلُوْهُمَا فَاِنْ كَانَ الْمَاْمُوْرُ

مُكْرَهًا خَائِفًا مِّنْ قَتْلِ نَفْسِهٖ فَعَلَى الْاٰمِرِ الْقَوَدُ وَعَلَى الْمُكْرَهِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَلَوْ قَتَلَ حُرٌّ رَقِيْقَ غَيْرِهٖ فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهٗ وَلَوْ قَتَلَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ فَعَلَيْهِ دِيَةُ امْرَأَةٍ وَهِيَ نِصْفُ دِيَةِ رَجُلٍ وَلَوْ قَتَلَهُ الْاِمَامُ قَوَدًا اَوْ سِيَاسَةً جَازَ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّقْتُلَهُ الْوَرَثَةُ وَلَوْ قَتَلُوْهُ لَوَجَبَ عَلَيْهِمْ رَدُّ نِصْفِ دِيَتِهٖ وَلَوْ قَتَلَ الْاَبُ اَوِ الْجَدُّ اَوِ الْاُمُّ اَوِ الْجَدَّةُ الْوَلَدَ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِمُ الدِّيَةُ لِسَائِرِ وَرَثَتِهٖ وَلَا سَهْمَ لَهُمْ مِنْ مِّيْرَاثِهٖ وَلَوِ اشْتَرَكَ مَعَ هٰؤُلَاءِ اَجْنَبِيٌّ فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ وَعَلٰى هٰؤُلَاءِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَلَوِ اخْتَارَ الْوَرَثَةُ الدِّيَةَ اَخَذُوْا مِنْهُمْ دِيَةً وَّاحِدَةً وَلَوْ قَتَلَ رَقِيْقٌ حُرًّا تَخَيَّرَ وَلِيُّ الدَّمِ بَيْنَ قَتْلِهٖ وَاسْتِرْقَاقِهٖ وَلَوْ قَتَلَ وَلَدٌ اَبَاهُ وَ اٰخَرُ اُمَّهٗ فَلِكُلٍّ مِّنْهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ الْقَوَدُ وَيُقَدَّمُ قِصَاصُ اَحَدِهِمَا بِالْقُرْعَةِ فَاِذَا اقْتُصَّ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا فَلِوَرَثَتِهٖ اَنْ يَّقْتُلُوا الْاٰخَرَ قِصَاصًا وَّلَا يُقْتَلُ عَاقِلٌ بِمَجْنُوْنٍ وَلَوْ قَتَلَهٗ دَفْعًا مِّنْ نَفْسِهٖ اَوْ مِنْ اٰخَرَ فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ وَلَوْ قَتَلَهٗ عَمْدًا بِلَا دَفْعٍ فَعَلَيْهِ الدِّيَةُ وَلَوْ قَتَلَ مَجْنُوْنٌ وَّاحِدًا فَلَا قِصَاصَ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِ الدِّيَةُ عَلٰى عَاقِلَتِهٖ وَلَوْ اَمْسَكَ وَاحِدٌ اِنْسَانًا فَقَتَلَهٗ بَالِغٌ عَاقِلٌ وَّقَدْ يَنْظُرُ وَاحِدٌ اِلَيْهِمَا وَلَمْ يَمْنَعْهُمَا فَعَلَى الْقَاتِلِ الْقَوَدُ وَعَلَى الْمُمْسِكِ السِّجْنُ مُخَلَّدًا وَعَلَى النَّاظِرِ الْمُهْمِلِ سَمْلُ عَيْنَيْهِ وَمَنْ قَتَلَ مُلْحِدًا اَوْ ظَالِمًا اَوْ فَاسِقًا مُصِرًّا مُعْلِنًا لِّفِسْقِهٖ اَوْ شَرِيْرًا مُّؤْذِيًا لِّلْمُسْلِمِيْنَ لِعَوْنِ الظَّلَمَةِ وَكَانَ الْقَاتِلُ مُؤْمِنًا صَالِحًا قَتَلَهٗ لِدَفْعِ الْاَذٰى عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ لِتَقْوِيَةِ الدِّيْنِ فَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ وَكَانَتْ دِمَاءُ هُمْ هَدَرًا فِيْ اَقْسَامِ الْقَتْلِ وَمَقَادِيْرِ الدِّيَاتِ. اَمَّا الْعَمْدُ الْمَحْضُ فَقَدْ سَبَقَ ذِكْرُهٗ يَعْنِيْ عَامِدًا فِيْ فِعْلِهٖ قَاصِدًا اَقْتَلَهٗ كَمَنْ قَتَلَ وَاحِدًا بِالسَّيْفِ وَغَيْرِهٖ وَاَرَادَ قَتْلَهٗ۔

وَاَمَّا الْخَطَاءُ الْمَحْضُ فَهُوَ اَنْ يَّكُوْنَ مُخْطِئًا فِيْ فِعْلِهٖ وَقَصْدِهٖ كَمَنْ يَّرْمِيْ غَرَضًا فَيُصِيْبُ اِنْسَانًا وَّاَمَّا الشَّبِيْهُ بِهِمَا فَهُوَ اَنْ يَّكُوْنَ عَامِدًا فِيْ فِعْلِهٖ مُخْطِئًا فِيْ قَصْدِهٖ كَمَنْ يَّضْرِبُ لِلتَّادِيْبِ فَيَمُوْتُ وَكَذَا الْجِنَايَةُ عَلَى الْاَعْضَاءِ تَنْقَسِمُ بِهٰذِهِ الْاَقْسَامِ الثَّلَاثَةِ۔

قصاص کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی الخ(الایہ) "اے ایمان والو! مقتول افراد کے بارے میں تمہارے ذمّے قصاص کو فرض کیا گیا ہے آزاد آزاد کے بدلے میں، غلام غلام کے بدلے میں اور عورت عورت کے بدلے میں باعث قصاص ہیں۔ جس شخص کے واسطے اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے کوئی چیز معاف کردی گئی ہو تو اُس کو نیکوکاری کے ساتھ اُس کی پیروی کرنا اور احسان کے طور پر اُس کو اُس چیز کی ادائیگی مناسب ہے یہ صورت حال تمہارے رب کی طرف سے تمہارے حق میں باعثِ تخفیف اور مہربانی ہے۔ اس کے بعد جو شخص حد سے تجاوز کر جائے تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ عقل والو! قصاص لینے میں تمہارے واسطے ایک دیرپا زندگی پنہاں ہے تاکہ تم پرہیزگاری کو اپناؤ"۔ نیز فرمان الٰہی ہے وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً الخ(الایہ) "کسی بھی مومن کیلئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی غلط فہمی کے سرزد ہونے کے سوا کسی مومن کو قتل کرے جو شخص کسی مومن کو غلط فہمی کی بناء پر قتل کرے تو اُس کے ذمّے ایک مومن غلام کو آزاد کرنا اور مقتول کے خاندان کو مقررہ دیت کا ادا کرنا لازم ہے۔ اِلَّا یہ کہ مقتول کے خاندان والے اس کو بطور خیرات چھوڑ دے۔ اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور قاتل مومن ہو تو ایسی صورت میں ایک مومن غلام کا آزاد کرنا مناسب ہے۔ اگر مقتول کسی ایسی قوم کا ہو جس کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو تو اُس کے خاندان والوں کو مقررہ فدیہ ادا کردینا اور ایک مومن غلام کا آزاد کرنا حکم ہے۔ جو شخص اس کو نہ پاسکے تو اُس کے ذمّے پے در پے دو مہینوں کے روزے ہیں۔ خداوند عالم کی طرف سے تم کو توبہ کرنے کا حکم ہے اور اللہ پاک علم والا اور صاحبِ حکمت ہے۔ جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ اس جہنم میں ہمیشہ کیلئے رہے گا۔ خدا اُس قاتل پر غضبناک ہوگا، اُس پر خدا کی لعنت ہوگی اور اس کے حق میں اللہ نے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔ نیز ارشاد رب العزت ہے۔

وَکَتَبْنَا عَلَیْھِمْ فِیْھَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الخ(الایہ) "ہم نے تورات میں بنی اسرائیل پر یہ حکم فرض کردیا کہ نفس کے بدلے میں نفس، آنکھ کے بدلے میں آنکھ اور دانت کے بدلے میں دانت ہیں نیز تمام زخم باعث قصاص ہیں پس جو شخص بطور احسان اس کو خیرات کرے تو یہ اُس کے لئے کفارہ کا درجہ رکھتا ہے، جو لوگ اللہ پاک کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ صادر نہ کریں گے تو وہ ظالم ہوں گے۔"

ناحق قتل کیا ہے؟

واضح رہے کہ ناحق کسی کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہائے کبیرہ میں سے ہے۔ ناحق قتل کی صورت میں اس کا علاج قصاص لینا یا دیت اور کفارہ کا ادا کرنا ہے۔

قتل کی صورتیں

قتل کی تین صورتیں ہیں: (الف) عمد محض (صرف جان بوجھ کر ہی قتل کرنا)

(ب) خطائے محض (صرف غلط فہمی ہی کی بناء پر قتل کرنا)

(ج) شبیہ عمد و خطا (قتل کی وہ صورت جو دونوں سے مشابہت رکھتی ہے) اس قتل کی بہت سی قسمیں ہیں۔ انشاء اللہ عنقریب ہم اُن اقسام کو بیان کریں گے چنانچہ عمد محض کی صورت میں قصاص ہے۔ خطائے محض کی صورت میں دیت ہے اور شبیہ عمد و خطا کی صورت میں عادل آدمیوں کا فیصلہ معتبر ہے۔

(الف) عمد محض (صرف جان بوجھ کر ہی قتل کرنا)

کسی کاٹنے والی یا بدن میں نفوذ کر جانے والی تیز چیز کے ذریعے مار مار کر کسی کو قتل کر دینے کا نام عمد ہے مثلاً تلوار، چُھری، نیزہ اور اُن کے علاوہ وہ چیزیں جو جسم کو زخمی کر دیتی ہیں خواہ وہ چیزیں معدنیات ہوں، نباتیات میں سے ہوں یا حیوانیات میں سے ہوں جیسے لوہا، تانبا، سونا، چاندی، شیشہ، پتھر اور ان کے علاوہ دیگر چیزیں مثلاً کانے، لکڑی، ہڈی اور اُن کے علاوہ دیگر چیزیں یا کسی بھاری چیز سے مارے مثلاً ہتھوڑا، بڑی لکڑی، بڑا پتھر یا ان کے علاوہ دیگر چیزیں یا کسی چھوٹے ہتھیار کے ذریعے سے کسی ایسی جگہ کو مارنا جو باعث ہلاکت ہو مثلاً گردن کی دونوں رگیں وغیرہ پس جو شخص کسی کو ان ہتھیاروں کی مانند کسی ہتھیار سے مارے یا ذبح کرے۔ ہاتھ کے ذریعے یا کسی رسی کے ساتھ یا کسی کپڑے سے گلا گھونٹ ڈالے یا کسی کو تیر سے مارے، منجنیق سے پتھر پھینک کر مارے یا کسی کو ایک جگہ محبوس رکھے اور اُس پر کھانا پینا بند کرے یا کسی کو زہر ہلاہل دے یا کوئی قتل کن چیز کھلائے یا کسی کو آگ میں ڈالے یا غرق کُن پانی میں پھینکے یا کسی پر کوئی بوجھل چیز گرادے مثلاً دیوار، پتھر اور اُن کے علاوہ دیگر بوجھل چیزیں یا کسی پر کوئی باؤلہ کتا چھوڑ دے یا کوئی کسی کو درندے کے سامنے ڈالے اور درندہ اُسے پھاڑ ڈالے جبکہ ان صورتوں میں آدمی دُوسرے کو ہلاک کرنے کا قصد رکھتا ہو، قصد رکھنے والا بالغ ہو، عاقل ہو، خود کفیل ہو، ظالم ہو مقتول کا باپ اور دادا نہ ہو، قصد کردہ شخص مرجائے تو ایسی صورت میں قصاص واجب

ہے۔ اگر مقتول کا کوئی وارث اس کے قتل کے موقع پر موجود ہو تو اُس کو قاتل کے قتل کا حق پہنچتا ہے۔

ثبوت قتل

اگر گواہوں کے ذریعے سے قتل ثابت ہو جائے تو امام کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ قاتل کو قتل کرے بشرطیکہ مقتول کے وارث کے لوگ قصاص کا مطالبہ کرے۔ اگر وہ لوگ دیت کا مطالبہ کرے تو امام کے ذمے قاتل سے دیت لینا اور مقتول کے وارثوں کو ادا کر دینا واجب ہے۔ جس شخص کو قتل کیا جائے جبکہ اُس کا کوئی وارث نہ ہو یا کوئی وارث تو ہو مگر وہ وارث ابھی بالغ نہ ہو تو ایسی صورت میں امام کو اختیار ہے کہ وہ قاتل کو قتل کرے یا اُس کو محبوس رکھے یہاں تک کہ مقتول کا وارث بالغ ہو جائے اور وہ قصاص یا دیت کا مطالبہ کرے یا وہ قاتل کو معاف کرے۔ جس شخص پر قصاص واجب ہو تو اگر وارثوں میں سے کوئی ایک وارث اپنے حصے کا قصاص معاف کرے تو ایسی صورت میں صرف قصاص کا معاملہ ساقط ہو جاتا ہے چنانچہ اُس کے لئے دیت میں اپنا حصہ دینا پڑے گا۔ دیت کی مقدار سے کم یا زیادہ دونوں صورتوں میں کسی چیز پر آپس میں صلح کرنا جائز ہے۔

اگر کوئی گروہ کسی مسلمان کو قتل کرے تو اگر مقتول کا وارث چاہے تو اُسے اُن سب کے قتل کر دینے کا حق ہے اگر وہ چاہے تو اُن سے ایک ہی دیت لے لے۔

کسی کے اشارے پر قتل کرنا

جو شخص کسی دُوسرے کے حکم سے کسی مسلمان کو قتل کرے تو امام اور مقتول کے وارثوں کو حق ہے کہ وہ دونوں کو قتل کرے اگر قتل پر مامور شخص مجبور ہو اور اُسے اپنے ہی قتل کا خوف ہو تو ایسی صورت میں حکم کرنے والے پر قصاص لازم ہے اور مجبور آدمی کے ذمے نصف دیت لازم ہے۔

اگر کوئی آزاد شخص کسی دوسرے کے غلام کو قتل کرے تو قاتل کے ذمے غلام کی قیمت لازم ہوگی۔ اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کرے تو اُس کے ذمے عورت کی دیت لازم ہوگی۔ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف حصہ ہے۔ اگر امام ایسے مرد کو قصاص کے طور پر یا بطور سیاست قتل کرے تو یہ جائز ہے۔ وارثوں کے لئے اُس کا قتل کرنا جائز نہیں ہے اگر مقتولہ کے وارث حضرات اُس مرد قاتل کو قتل کرے تو اُن کے ذمے دیت کا نصف حصہ واپس کرنا واجب ہو جائے گا۔

باپ بیٹے کے قتل کا مسئلہ

اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کرے یا اُسے دادا، ماں یا دادی قتل کرے تو ایسی صورت میں ان قاتلوں پر کوئی قصاص نہیں اور اُن کے ذمّے مقتول بیٹے کے تمام وارثوں کے لئے دیت کا دینا لازم ہوگا۔ نیز ان کے لئے بیٹے کی میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اگر ان کے ساتھ کوئی پرایا قتل میں شریک ہوجائے تو ایسی صورت میں اُس پرائے پر قصاص اور اُن پر دیت کا نصف حصہ لازم ہوگا۔ اگر مقتول بیٹے کے وارث حضرات دیت لینے کو پسند کرے تو وہ ان سب سے ایک ہی دیت لے سکیں گے اگر کوئی غلام کسی آزاد آدمی کو قتل کرے تو مقتول کے سرپرست کو اُس غلام کے قتل کرنے اور اُس کو اپنا غلام بنانے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

دو بیٹوں کا اپنے والدین کو قتل کرنا

اگر ایک بیٹا اپنے والد کو اور دوسرا بیٹا اپنی ماں کو قتل کر بیٹھے تو ان میں سے ہر ایک کو دوسرے سے قصاص لینے کا حق حاصل ہوگا۔ قرعہ اندازی کی صورت میں ایک سے قصاص لینے کو مقدم کیا جائے گا۔ جب اُن میں سے ایک سے قصاص لیا جائے تو اس کے وارثوں کو حق ہوگا وہ دوسرے کو قصاص کے طور پر قتل کر دے۔

مقتول پاگل کا مسئلہ

پاگل کے بدلے میں کسی عاقل کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اگر عاقل اپنا دفاع کرتے ہوئے یا کسی دوسرے کے دفاع میں پاگل کو قتل کرے تو اُس پر کوئی چیز عائد نہیں ہوگی۔ اگر وہ پاگل کو کسی دفاعی کاروائی کے بغیر جان بوجھ کر قتل کر چکا ہو تو ایسی صورت میں عاقل آدمی کے ذمّے دیت لازم ہوگی۔

قاتل پاگل کا مسئلہ

اگر کوئی پاگل آدمی کسی شخص کو قتل کرے تو پاگل پر کوئی قصاص لازم نہیں ہے۔ پاگل کے خاندان والوں پر اس کی دیت لازم ہوگی۔

قتل کا موقع فراہم کرنا

اگر کوئی ایک آدمی کسی دُوسرے آدمی کو پکڑے رکھے اور کوئی بالغ اور عاقل شخص اُس پکڑے ہوئے کو قتل کرے جبکہ کوئی تیسرا شخص دونوں کو دیکھتا رہے اور اُن کو قتل سے نہ روکے تو ایسی صورت میں قاتل پر قصاص کا اجرا ہوگا۔ پکڑ کے رکھنے والے

الْبَقَرِ وَمِنْ اَصْحَابِ الشَّاةِ الشَّاةَ وَمِنْ اَصْحَابِ الثَّوْبِ الثَّوْبَ وَمِنْ اَصْحَابِ الدِّيْنَارِ الدِّيْنَارَ وَ
مِنْ اَصْحَابِ الدِّرْهَمِ الدِّرْهَمَ وَلَا يُشْتَرَطُ بَعْضُهَا بِعَدَمِ بَعْضٍ وَلِلْجَانِيْ الْخِيَارُ فِيْ بَذْلِ اَيِّهَا شَاءَ
وَ دِيَةُ الشَّبِيْهِ بِهِمَا فَلِلْاِمَامِ الْخِيَارُ اِنْ رَأَى مَصْلَحَةً اَخَذَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ حِقَّةً وَّثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ
بِنْتَ لَبُوْنٍ وَّاَرْبَعًا وَّ ثَلَاثِيْنَ ثَنِيَّةً طَرُوْقَةَ الْفَحْلِ اَيِ الَّتِيْ بَلَغَتْ اَنْ يَّضْرِبَهَا الْفَحْلُ وَاِنْ رَاٰى
بِمُقْتَضَى الْمَقَامِ اَخَذَ ثَلَاثِيْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَّثَلَاثِيْنَ حِقَّةً وَّاَرْبَعِيْنَ خِلْفَةً وَّهِيَ الْحَامِلُ وَ يَضْمَنُ
هٰذِهِ الدِّيَةَ اَيْضًا الْجَانِيْ دُوْنَ الْعَاقِلَةِ وَيُؤَدِّيْ فِيْ سَنَتَيْنِ -

وَ دِيَةُ الْخَطَاءِ الْمَحْضِ يَجُوْزُ لِلْاِمَامِ فِيْهِ وَجْهَانِ عِشْرُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّعِشْرُوْنَ ابْنَ لَبُوْنٍ وَّ
ثَلَاثُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَّثَلَاثُوْنَ حِقَّةً اَوْخَمْسٌ وَّ عِشْرُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتَ
لَبُوْنٍ وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَةً وَّتُؤَدّٰى فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ ـ وَهِيَ مُخَفَّفَةٌ فِيْ
سِنِّ الْاِبِلِ وَفِي الْمُدَّةِ وَفِي الْمُؤَدِّيْ لِاَنَّ هٰذِهِ الدِّيَةَ عَلَى الْعَاقِلَةِ لَا يَضْمَنُ الْجَانِيْ مِنْهَا شَيْئًا وَّعَلَيْهِ
الْكَفَّارَةُ -

وَاَمَّا التَّغْلِيْظُ وَالتَّخْفِيْفُ فَفِي الْاِبِلِ وَسَائِرِ الْاَجْنَاسِ فِي الدِّيَاتِ عَلٰى حَالَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّلَوْ
قَتَلَ فِي الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ اَوْفِيْ حَرَمِ مَكَّةَ اَوْقَتَلَ اَبَاهُ اَوْاُمَّهُ اَوْذَاتَ رَحِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَوَجَبَ عَلَيْهِ
الدِّيَةُ وَثُلُثُ الدِّيَةِ تَغْلِيْظًا لِجَنَايَتِهٖ وَالْجَانِيْ اِذَا الْتَجَا اِلَى الْحَرَمِ وَكَانَ مِنْ غَيْرِ الْحَرَمِ لَا يُقْتَصُّ
فِيْهِ وَلٰكِنْ يَّنْبَغِيْ اَنْ يُّضَيَّقَ عَلَيْهِ فِي الْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ حَتّٰى يَخْرُجَ وَلَوْ كَانَ مِنَ الْحَرَمِ اَوْ جَنٰى
فِي الْحَرَمِ لَابَاْسَ بِاقْتِصَاصِهٖ فِيْهِ ـ وَدِيَةُ الْمَرْاَةِ نِصْفُ دِيَةِ الرَّجُلِ وَدِيَةُ الْعَبْدِ قِيْمَتُهُ وَلَوْ
تَصَادَمَ فَارِسَانِ اَوْرَاجِلَانِ وَهَلَكَا فَلِوَرَثَةِ كُلٍّ مِّنْهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ وَلَوْهَلَكَ وَاحِدٌ فَلِوَرَثَتِهٖ
عَلَى الْبَاقِيْ نِصْفُ الدِّيَةِ وَلَوِ انْقَلَبَ وَاحِدٌ فِيْ نَوْمِهٖ وَوَقَعَ عَلٰى اٰخَرَ وَ اَهْلَكَهٗ فَلَا شَيْءَ عَلَى الْوَاقِعِ
اِنْ بَقِيَ وَاِنْ تَلِفَا فَدَمُهُمَا هَدَرٌ وَلَوْ وَقَعَ فِي الْيَقْظَةِ وَ لَمْ يَكُنْ مُّخْتَارًا بِسَبَبِ رِيْحٍ اَوْ زَلْزَلَةٍ لَمْ

يَضْمَنُ وَلَوْ وَقَعَ بِدَفْعِ دَافِعٍ فَيُضْمَنُ الدَّافِعُ وَلَوْ وَقَعَ بِاخْتِيَارِهٖ فَيُضْمَنُ مَالَزِمَ مِنَ الدِّيَةِ أَوِ الْأَرْشِ أَوْغَيْرِهِمَا وَمَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِي الشَّارِعِ أَوْ فِي غَيْرِ مِلْكِهٖ بِغَيْرِ إِذْنِ مَالِكِهٖ أَوْ نَصَبَ مُحَدَّدًا فِي دَرْبٍ فَمَا تَلَفَ بِهِمَا ضَمِنَ ـ وَالطَّبِيْبُ إِنْ كَانَ قَاصِرًا فِي عِلْمِ الطِّبِّ فَمَنْ هَلَكَ بِعِلَاجِهٖ ضَمِنَ دِيَتَهُ وَكَذَا لَوْ عَالَجَ طِفْلاً أَوْ مَجْنُوْنًا بِغَيْرِ إِذْنِ الْوَلِيِّ وَالطَّبِيْبُ الْحَاذِقُ فِي الْمُعَالَجَاتِ لَا يَضْمَنُ وَ إِنْ لَمْ يُؤْذَنْ وَالْاِسْتِئْذَانُ أَحْوَطُ وَمَنْ صَاحَ بِمَرِيْضٍ أَوْ طِفْلٍ أَوْ مَجْنُوْنٍ صَيْحَةً مُخِيْفَةً فَجْأَةً فَمَاتَ ضَمِنَ الصَّائِحُ دِيَتَهُ فِي مَالِهٖ وَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ ـ

اقسام قتل کی دیتوں کا مسئلہ

دیت عمد کا مسئلہ

اگر دونوں فریق دیت پر رضامند ہوں تو قتل عمد کی دیت حسب ذیل صورتوں میں سے ایک ہے۔

۱۔ سو اونٹ جبکہ ہر ایک دو دو سال کی عمر کا ہو

۲۔ دو سو گائے

۳۔ ہزار بڑی بڑی بکریاں یا دو ہزار چھوٹی چھوٹی بکریاں

۴۔ دو سو ایسے کپڑے کہ ہر ایک کپڑے کی قیمت ایک گائے کی مالیت کے برابر ہو

۵۔ ایک ہزار دینار

۶۔ دس ہزار درہم

قیمتوں میں وقت اور جگہ کے لحاظ سے فرق پڑنے کی بناء پر اگر سونے کی ایک مثقال کی مالیت دس درہموں سے بڑھ کر ہو تو ایسی صورت میں بارہ ہزار درہم دیت ہے۔ یہ دیت قاتل کے مال سے ایک سال کے اندر اندر ادا کی جائے گی۔ اونٹوں کی عمر کے لحاظ سے وقت کے لحاظ سے اور ادا کرنے والے کے لحاظ سے دیت کی یہ صورت سخت پہلو والی ہے۔

دیت کی چھ صورتیں اپنی جگہ مستقل اصول ہیں مطلب یہ ہے کہ اونٹ والوں سے اونٹ، گائے والوں سے گائے، بکری والوں سے بکری، کپڑے والوں سے کپڑے، دینار والوں سے دینار، اور درہم والوں سے درہم کا وصول کرنا دیت کی شدید صورت ہے۔ ان صورتوں میں سے بعض کے نہ ہونے پر دوسرے بعض کا دینا مشروط نہیں ہے بلکہ مُجرم کو

اختیار ہے کہ وہ ان صورتوں میں سے جس کے بدلے میں بھی کوئی چیز دینا چاہے دے دیں۔

دیت شبیہ عمد وخطا کا مسئلہ

شبیہ عمد وخطا کی دیت کے بارے میں امام کو اختیار حاصل ہے، اگر امام کوئی خاص مصلحت دیکھے تو وہ مجرم سے اونٹنی کی تین تین سال کی عمر والی تینتیس بچھڑیاں، دو دو سال کی عمر والی تیس بچھڑیاں اور چونتیس ایسی اونٹنیاں وصول کرے جو اس پوزیشن میں ہوں کہ اُن سے نر جفتی کر سکے۔ اگر امام تقاضائے مقام کے مطابق کوئی مصلحت دیکھے تو مُجرم سے اونٹنی کی دو دو سال کی عمر والی تیس بچھڑیاں، تین تین سال کی عمر والی تیس بچھڑیاں اور چالیس حاملہ اونٹنیاں وصول کرے۔ اس دیت کا ضامن بھی خود مجرم ہے اُس کے خاندان والے نہیں یہ دیت دو سالوں میں ادا کی جائے گی۔

دیت خطائے محض کا مسئلہ

خطائے محض کی دیت کے بارے میں امام کو ان دو صورتوں کا اختیار حاصل ہے۔

۱۔ پہلی صورت اونٹنی کی ایک ایک سال کی عمر والی بیس بچھڑیاں، دو دو سال کی عمر کے بیس بچھڑے، دو دو سال کی عمر والی تیس بچھڑیاں اور تین تین سال کی عمر والی تیس بچھڑیاں۔

۲۔ دوسری صورت میں اونٹنی کی ایک ایک سال کی عمر والی پچیس بچھڑیاں اور دو دو سال کی عمر والی پچیس بچھڑیاں اور تین تین سال کی عمر والی پچیس بچھڑیاں اور چار چار سال کی عمر والی پچیس بچھڑیاں یہ دیت تین سالوں میں ادا کی جائے گی۔ اونٹوں کی عمر کے لحاظ سے مدت کے لحاظ سے اور ادا کرنے والے کے لحاظ سے، دیت کی یہ صورت ہلکے پہلو رکھنے والی ہے۔ کیونکہ یہ دیت مجرم کے خاندان والوں پر آتی ہے اور مجرم خود ان میں سے کسی چیز کا ضامن نہیں ہوتا۔ مجرم کے ذمّے اس صورت میں کفارہ کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے۔ دیتوں میں سختی کرنے اور نرمی برتنے کا مسئلہ اونٹوں اور دیگر تمام اقسام میں ایک ہی حالت پر ہے۔

متفرق جرائم اور ان کی سزائیں

۱۔ اگر کوئی شخص حرمت والے مہینوں میں یا حرم مکہ میں ناحق قتل کا ارتکاب کرے یا کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں یا اپنے کسی محرم کو ناحق قتل کرے تو ایسی صورت میں اس کے ذمّے ایک دیت اور تہائی دیت واجب ہوگی۔ یہ اس کی سزائے جرم میں سختی برتنے کی بناء پر ہے اگر مجرم حرم شریف میں پناہ گیر ہو جائے اور وہ وہاں کا باشندہ نہ ہو تو حرم شریف میں اس سے

قصاص لینے کا معاملہ نہیں کیا جائے گا لیکن مناسب یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں اس کو تنگ کیا جائے تا کہ وہ حرم شریف سے باہر نکل آئے اگر وہ شخص خود حرم کا باشندہ ہو یا حرم ہی میں کوئی جرم کرے تو ایسی صورت میں حرم میں ہی اس سے قصاص لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف حصہ ہے۔

۳۔ غلام کی دیت اس کی قیمت ہے۔

۴۔ اگر دو سواروں کا یا دو پیدل چلنے والوں کا آپس میں تصادم ہو جائے اور دونوں کے دونوں مر جائیں تو دونوں میں سے ہر ایک کے وارثوں کو آدھی آدھی دیت ملے گی۔ اگر ان میں سے صرف ایک مر جائے تو ایسی صورت میں اس کے وارثوں کے لئے دوسرے کے ذمّے جو مرنے سے رہ گیا ہو دیت کا نصف حصہ دے دینا لازم ہوگا۔

۵۔ اگر کوئی شخص نیند کی حالت میں پلٹ جائے اور کسی دوسرے پر جا گرے اور اس کو ہلاک کر دے تو ایسی صورت میں گر جانے والے کے ذمّے کوئی چیز لازم نہیں ہوگی بشرطیکہ وہ خود زندہ بچ جائے۔ اگر دونوں ہلاک ہو جائیں تو ان کا خون رائیگاں جائے گا۔ اگر وہ بیداری کی حالت میں کسی پر جا گرے جبکہ ہوائیں چلنے یا زلزلے کی وجہ سے اس کو کچھ اختیار نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ کسی چیز کا ضامن نہیں ہوگا۔ اگر کسی دھکا دینے والے کے دھکّے سے وہ جا گرے تو دھکا دینے والا ضامن ہوگا۔ اگر اپنے اختیار سے کسی پر گر جائے تو دیت یا تاوان وغیرہ میں سے جو بھی لازم ہو اس کا ضامن ہوگا۔

۶۔ جو شخص سڑک میں یا کسی دوسرے کی ملکیت میں مالک کی اجازت کے بغیر کوئی کنواں کھودے یا وہ راستے میں کسی نوکدار چیز کو نصب کرے تو ایسی صورت میں ان کی وجہ سے جو بھی ہلاک ہوگا اس کا یہ شخص ضامن ہوگا۔

۷۔ ڈاکٹر اگر ڈاکٹری کے علم میں کوتاہ ہو تو جو بھی اس کے علاج کی وجہ سے ہلاک ہوگا اس کی دیت کا وہ ڈاکٹر ضامن ہوگا۔ اگر ایسا کوتاہ ڈاکٹر سرپرست کی اجازت کے بغیر کسی بچے یا پاگل کا علاج کرے تو اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔ علاج کے کاموں میں مہارت رکھنے والا ڈاکٹر ضامن نہیں ہوگا اگرچہ علاج کے لئے اسے اجازت نہ دی گئی ہو ایسے کاموں کے لئے اجازت کا حاصل کرنا زیادہ احتیاطی تدبیر ہے۔

۸۔ جو شخص کسی بیمار کے پاس، کسی بچے کے پاس یا کسی پاگل کے پاس اچانک کوئی خوفناک چیخ مارے اس پر بیمار وغیرہ مر جائے تو چیخ مارنے والا اپنے ہی مال سے اس کی دیت دینے کا ضامن ہوگا۔ اور اس پر کفارہ کی ادائیگی لازم ہو جائے گی۔

اَمَّا الْجِنَايَةُ عَلَى الْاَطْرَافِ فَمِنْهَا مَا فِيْهَا زِيْنَةٌ وَمَنْفَعَةٌ كَالْعَيْنِ وَالْاُذُنِ وَالسِّنِّ وَمِنْهَا مَا فِيْهَا

زِيْنَةٌ فَقَطْ كَالْحَاجِبَيْنِ وَالشَّعْرِ وَمِنْهَا مَافِيْهَا مَنْفَعَةٌ فَقَطْ كَالسَّامِعَةِ وَالْبَاصِرَةِ فَكُلُّ مَافِي الْاِنْسَانِ فُرَادٰى فَفِيْهِ الدِّيَةُ وَكُلُّ مَافِيْهِ مَثْنٰى فَفِيْهِمَا الدِّيَةُ وَفِي الْوَاحِدِ مِنْهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ وَ كُلُّ مَافِيْهِ رُبَاعٌ كَالْاَجْفَانِ فَفِيْ تَمَامِهِ دِيَةٌ تَامَّةٌ وَكُلُّ مَافِيْهِ عَشَرَةٌ كَالْاَصَابِعِ لِلْيَدَيْنِ وَالْاَصَابِعِ لِلرِّجْلَيْنِ فَفِيْ جَمِيْعِ الْعَشَرَةِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ وَفِيْ بَعْضِهِ بِحِسَابِهِ وَفِيْ كُلِّ مَّالَاتَقْدِيْرَفِيْهِ فَفِيْهِ الْاَرْشُ بِحُكُوْمَةِ عَدْلٍ اَمَّا شَعْرُ رَاْسِ الْمَرْاَةِ فَاِنْ يَّنْبُتْ فَفِيْهِ مَهْرُهَا وَاِنْ لَّمْ يَنْبُتْ فَالدِّيَةُ الْكَامِلَةُ وَ فِي الْحَاجِبَيْنِ الدِّيَةُ وَفِيْ اَحَدِهِمَا نِصْفُ الدِّيَةِ اِنْ لَّمْ يَنْبُتْ وَاِنْ يَّنْبُتْ فَحُكُوْمَةُ عَدْلٍ وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْيَدَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْاُذُنَيْنِ الدِّيَةُ وَ فِي الْاُنْثَيَيْنِ الدِّيَةُ وَفِيْ ثَدْيَيِ الْمَرْاَةِ الدِّيَةُ بِخِلَافِ ثَدْيَيِ الرَّجُلِ فَاِنَّ فِيْهِمَا حُكُوْمَةُ عَدْلٍ لِاَنَّهُ لَايَفُوْتُ بِاِخْتِلَالِهِمَا مَنْفَعَةٌ وَّلَازِيْنَةٌ وَفِيْ حَلَمَتَيِ الْمَرْاَةِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ وَفِيْ اَشْفَارِ الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَ فِيْ اِحْدَاهُمَا رُبُعُ الدِّيَةِ وَفِيْ ثَلَاثَةٍ مِّنْهَا ثَلَاثَةُ اَرْبَاعِهَا وَفِيْ كُلِّ اِصْبَعٍ مِنْ اَصَابِعِ الْيَدَيْنِ اَوِ الرِّجْلَيْنِ عُشْرُ الدِّيَةِ وَفِيْ كُلِّ اِصْبَعٍ فِيْهَا ثَلَاثَةُ مَفَاصِلَ فَفِيْ اَحَدِهَا ثُلُثُ دِيَةِ الْاِصْبَعِ وَمَا فِيْهَا مَفْصِلَانِ فَفِيْ اَحَدِهِمَا نِصْفُ دِيَةِ الْاِصْبَعِ وَفِي الْاَسْنَانِ الدِّيَةُ وَتُقْسَمُ عَلٰى ثَمَانِيَةٍ وَّعِشْرِيْنَ سِنًّا اِثْنَا عَشَرَ فِيْ مُقَدَّمِ الْفَمِ فِي الْاَعْلٰى سِتَّةٌ وَهِيَ ثَنِيَّتَانِ وَرُبَاعِيَّتَانِ وَنَابَانِ وَفِي الْاَسْفَلِ كَذٰلِكَ وَسِتَّةَ عَشَرَ فِيْ مُؤَخَّرِ الْفَمِ الضَّاحِكُ وَثَلَاثَةُ اَضْرَاسٍ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ فِي الْاَعْلٰى وَفِي الْاَسْفَلِ مِثْلُهَا فَدِيَةُ الْمَقَادِيْمِ سِتُّمِائَةِ دِيْنَارٍ فَكَانَتْ حِصَّةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمَقَادِيْمِ خَمْسِيْنَ دِيْنَارًا وَدِيَةُ الْمَاٰخِيْرِ اَرْبَعُ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَكَانَتْ حِصَّةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمَاٰخِيْرِ خَمْسَةٌ وَّعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا وَالتَّفَاضُلُ فِيْ دِيَتِهِمَا مِنْ اَنَّ فِي الْمَقَادِيْمِ زِيْنَةٌ وَّمَنْفَعَةٌ وَّفِي الْمَاٰخِيْرِ مَنْفَعَةٌ فَحَسْبُ وَفِي الْاَنْفِ الدِّيَةُ الْكَامِلَةُ وَفِي الْمَارِنِ مِنْهُ دِيَةٌ كَامِلَةٌ اِنْ شَمَّ وَاِنْ لَّمْ يَشُمَّ لِاَنَّ زِيْنَةَ الْاَنْفِ عَلٰى وَجْهِ الْاِنْسَانِ اَرْجَحُ مِنْ سَائِرِ اَجْزَائِهِ وَفِي اللِّسَانِ الدِّيَةُ الْكَامِلَةُ فِي الصَّحِيْحِ وَفِي الْاَخْرَسِ ثُلُثُ

الدِّيَةِ وَاللِّسَانُ الصَّحِيحُ إِنْ قُطِعَ بَعْضُهُ فَيُعْرَفُ مِقْدَارُهُ مِنْ نُقْصَانِ الْحُرُوفِ وَهِيَ ثَمَانِيَةٌ وَ
عِشْرُونَ حَرْفًا فَيَنْبَغِي أَنْ تُقْسَمَ الدِّيَةُ عَلَى الْحُرُوفِ بِالسَّوِيَّةِ وَيُؤْخَذُ نَصِيبُ مَا عُدِمَ مِنْهَا وَلَوْ
عُدِمَ تَمَامُهَا فَيُؤْخَذُ تَمَامُ الدِّيَةِ وَلَوْ لَمْ يُعْدَمْ حَرْفٌ مِنَ الْحُرُوفِ لٰكِنْ يَتَفَاوَتُ فِي السُّرْعَةِ وَ
الثِّقْلِ فَفِيهِ الْحُكُومَةُ وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ وَفِي حَشَفَتِهِ الدِّيَةُ وَفِي الْخُصْيَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي كُلِّ وَاحِدَةٍ
مِنْهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الشُّفْرَيْنِ وَهُمَا اللَّحْمُ الْمُحِيطُ بِالْفَرْجِ إِحَاطَةَ الشَّفَتَيْنِ بِالْفَمِ دِيَتُهُمَا
الْكَامِلَةُ وَفِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا نِصْفُ دِيَتِهَا وَفِي إِفْضَاءِ الْمَرْأَةِ دِيَتُهَا وَمَهْرُهَا يَجِبَانِ وَإِنْ لَمْ
يُحْتَمَلِ الْوَطْئُ تَحْرُمُ عَلَى الْمُفْضِي أَبَدًا وَلَوْ أَذْهَبَ مِنَ الْعُضْوِ مَنْفَعَتَهُ فَفِيهِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ كَالْيَدَيْنِ
إِذَا شُلَّتَا وَلَوْ ضَرَبَ صُلْبَ وَاحِدٍ فَانْقَطَعَ مَاءُهُ وَجَبَتِ الدِّيَةُ الْكَامِلَةُ وَلَوِ احْدَوْدَبَ كَذٰلِكَ إِنْ
لَمْ يَسْتَوِ وَإِنْ يَسْتَوِ بَعْدَ الضَّرْبِ فَفِيهِ حُكُومَةُ عَدْلٍ وَهٰذِهِ الدِّيَاتُ لِلْأَطْرَافِ فِي الْخَطَاءِ فَإِنْ
كَانَ عَمْدًا وَجَبَ الْقِصَاصُ وَإِنْ كَانَ خَطأً وَجَبَتِ الدِّيَةُ كَمَا ذَكَرْنَا وَفِي الْقُوَى وَالْحَوَاسِّ
الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ وَجَبَتْ أَيْضَادِيَةٌ كَامِلَةٌ كَمَا سَنَذْكُرُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى فَلَوْ ضَرَبَ عَلٰى
رَأْسِ أَحَدٍ وَلَمْ يَجْرَحْ لٰكِنْ زَالَ عَقْلُهُ فَعَلَى الضَّارِبِ وَجَبَتْ دِيَةٌ كَامِلَةٌ وَلَوْ أَذْهَبَ السَّامِعَةَ
مَعَ سَلَامَةِ الْأُذُنَيْنِ وَجَبَتْ دِيَةٌ كَامِلَةٌ وَلَوْ زَالَ الْبَاصِرَةَ مَعَ صِحَّةِ الْعَيْنَيْنِ كَذٰلِكَ وَإِزَالَةُ
الشَّامَّةِ وَالذَّائِقَةِ كَذٰلِكَ وَجَبَتْ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْحَوَاسِّ دِيَةٌ كَامِلَةٌ

انسانی اعضائے بدن پہ جرم کا ارتکاب

انسانی بدن کے بعض حصے وہ ہیں جن میں انسان کے لئے زینت اور فائدہ دونوں ہیں مثلاً آنکھ، کان اور دانت بعض حصے وہ ہیں جنہیں انسان کے لئے صرف زینت ہے مثلاً آبرو اور بال اور بعض حصے وہ ہیں جن میں انسان کے لئے صرف فائدہ ہے مثلاً سننے کی قوت اور دیکھنے کی قوت، چنانچہ بدن انسان میں جو حصہ ایک ہو اس کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت آتی ہے، بدن انسان میں جو حصے دو ہوں ان دونوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے، ان میں سے ایک کو نقصان پہنچانے کی صورت میں دیت کا نصف حصہ لازم ہے، بدن انسان کے جو حصے چار ہوں مثلاً

پلکیں چنانچہ تمام پلکوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں دیت لازم ہوگی بدن انسان کے جو حصے دس ہوں، مثلاً ہاتھوں کی انگلیاں اور پیروں کی انگلیاں پس جُملہ دس انگلیوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہوگی اور بعض انگلیوں کو نقصان کی صورت میں اسی بعض کے حساب سے لازم ہوگی۔ انسانی بدن کے جس حصے کی کوئی مقدار متعین نہ ہوں اسے نقصان پہنچانے کی صورت میں کسی عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق تاوان کا دینا لازم ہوگا۔

عورت کے سر کے بال کا مسئلہ

بالوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں اگر بال اُگ آئے تو عورت کا مہر مجرم کے ذمے لازم ہوگا اگر بال نہ اُگ سکے تو پوری دیت لازم ہوگی۔

دونوں آبروؤں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ ایک آبرو کو نقصان پہنچانے کی صورت میں دیت کا نصف حصہ دینا لازم ہوگا بشرطیکہ آبرو کے بال نہ اُگے۔ اگر بال اُگ آئے تو ایسی صورت میں کسی عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق معاوضہ دینا لازم ہوگا۔

آنکھوں کو نقصان کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔

ہاتھوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔

پیروں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔

ہونٹوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔

کانوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔

دونوں خصیوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔

عورت کے دونوں پستانوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ مرد کی پستانوں کا حکم اس کے برخلاف ہے کیونکہ مرد کی پستانوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں کسی عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق معاوضہ لازم ہے اس لئے کہ مرد کے پستانوں کو نقصان پہنچنے کی صورت میں نہ کوئی فائدہ فوت ہوسکتا ہے اور نہ کوئی زیب وزینت۔ عورت کے پستانوں کے سروں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔

آنکھوں کی پلکوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ ایک پلک کو نقصان پہنچانے کی صورت میں چوتھائی دیت لازم ہے اور تین پلکوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں تین چوتھائی دیت لازم ہے۔

ہاتھوں اور پیروں کی ہر ایک انگلی کے عوض میں دیت کا دسواں حصہ لازم ہے۔ تین جوڑوں والی ہر ایک انگلی کے ایک جوڑے کے عوض میں ایک انگلی کے دیت کا تہائی حصہ لازم ہے۔ دو جوڑوں والی ہر ایک انگلی کے ایک جوڑ کے عوض میں ایک انگلی کی دیت کا نصف حصہ لازم ہے۔

دانتوں کا مسئلہ

دانتوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ دیت کو اٹھائیس دانتوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ بارہ دانت منہ کے اگلے حصے میں ہیں۔ اوپر کے چھ دانت ہیں وہ یہ ہیں۔ دو ثنایا۔ دو رباعی اور دو کچلیاں، نیچے کو بھی یہی چھ ہیں۔ سولہ دانت منہ کے پچھلے حصہ ہیں جو ضواحک کہلاتے ہیں۔ ہر ایک جانب میں منہ کے اوپر کو تین تین ڈاڑھیں ہیں۔ اور منہ کے نیچے کو بھی اتنی ہی ڈاڑھیں۔ چنانچہ منہ کے اگلے حصے کے دانتوں کی دیت چھ سو دینار ہے۔ لہذا منہ کے اگلے حصے کے دانتوں میں سے ہر ایک دانت کا حصہ پچاس پچاس دینار ٹھہرا۔ منہ کے پچھلے حصے کے دانتوں کی دیت چار سو دیناروں کی ہے لہذا پچھلے حصے کے دانتوں میں سے ہر ایک دانت کا حصہ پچیس پچیس دینار ٹھہرا دونوں حصوں کے دانتوں کی دیت میں جو ترجیحی فرق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگلے حصے کے دانتوں میں انسان کے لئے زیب وزینت اور فائدے دونوں چیزیں موجود ہیں۔ اور پچھلے حصے کے دانتوں میں انسان کے لئے صرف فائدہ ہے۔

ناک کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ ناک کے اطراف کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے چاہے ناک سونگھ سکے یا نہ سونگھ سکے۔ کیونکہ انسانی چہرے پر ناک کی زینت دوسرے تمام حصوں کی بہ نسبت بڑھ کر ہے۔

زبان کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے جبکہ صحیح سالم آدمی کی ہو۔ گونگے کی زبان کو نقصان پہنچانے کی صورت میں دیت کا تہائی حصہ لازم ہے۔ اگر صحیح سالم زبان کا کچھ حصہ کاٹ دیا جائے تو ادائیگی کے دوران حرفوں کی کمی سے اس کی مقدار معلوم کی جائے گی۔ حروف اٹھائیس ہیں۔ چنانچہ مناسب ہے کہ دیت کو تمام حرفوں میں برابر بانٹ دیا جائے۔ اور جو جو حروف ادائیگی کے دوران معدوم ہو جائے اس کا حصہ وصول کیا جائے۔ اگر تمام حروف معدوم ہوں تو ایسی صورت میں پوری دیت وصول کی جائیگی۔ اگر کوئی حرف معدوم نہ ہو جائے لیکن ادائیگی کے دوران سرعت روانی اور بار پڑنے میں فرق پڑتا ہے۔ تو ایسی صورت میں کسی عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق معاوضہ لازم ہوگا۔

آلہ تناسل کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے۔ حشفہ کو نقصان پہنچانے کی صورت میں پوری

دیت لازم ہے۔ دونوں فوطوں کونقصان پہنچانے کی صورت میں پوری دیت لازم ہے اور ایک فوطے کونقصان پہنچانے کی صورت میں دیت کا نصف حصہ لازم ہے۔

دونوں شفیروں کونقصان پہنچانے کی صورت میں عورت کی پوری دیت لازم ہے۔شفیرین وہ گوشت ہیں جو عورت کے محل انتفاع کو اس طرح گھیرے میں لئے ہوتے ہیں جس طرح منہ کے ساتھ ہونٹوں کا گھیراؤ ہوتا ہے۔محل انتفاع کو بری طرح چاک کرنے کی صورت میں عورت کی پوری دیت اور مہر دونوں واجب ہیں۔ اگر اس قسم کی حرکت کی وجہ سے عورت کے ساتھ جنسی رابطہ کا احتمال نہ رہے تو پھر چاک کرنے والے کے حق میں وہ عورت ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی۔

اگر کوئی شخص جسم کے کسی حصے کے فائدے کوختم کرے تو اس صورت میں پوری دیت لازم ہوگی۔مثلا دونوں ہاتھ جبکہ شل ہوجائیں۔اگر کوئی شخص کسی کی کمر پر ضرب لگائے اس کے نتیجے میں اس کا جوہر حیات بند ہوجائے تو مارنے والے پر اس کی پوری دیت لازم ہوجائے گی۔اگر مار پڑنے کی وجہ سے وہ کبڑا ہوجائے تو بھی ایسا ہی حکم ہے بشرطیکہ وہ پھر سیدھا نہ ہوسکے۔اگر وہ مار پڑنے کے بعد سیدھا ہوسکے تو اس صورت میں ایک عادل شخص کے فیصلے کے مطابق معاوضہ دینا لازم ہوگا۔

انسانی اعضاء کی ان دیتوں کا معاملہ غلطی کی بناء پر جرم کرنے کی صورت میں ہے اگر ان مذکورہ صورتوں میں جان بوجھ کر جرم کا ارتکاب کرے تو پھر قصاص واجب ہے۔

ظاہری اور باطنی حواس کونقصان پہنچانے کا مسئلہ

انسان کے ظاہری و باطنی حواس اور قوتوں کو نقصان پہنچانے کی صورت میں بھی پوری دیت لازم ہوجاتی ہے۔جیسا کہ انشاء اللہ ہم ابھی ہی اس کا بیان کریں گے۔

اگر کوئی شخص کسی کے سر پر ضرب لگائے اور سر کو زخمی تو نہ کرے مگر اس کی عقل زائل ہوجائے تو ایسی صورت میں ضرب لگانے والے پر پوری دیت لازم ہوجائے گی۔اگر کوئی شخص کسی کی قوت سامعہ کو ضائع کرے جبکہ دونوں کان صحیح سالم موجود ہوں تو ایسی صورت میں مکمل دیت واجب ہوجائے گی۔اگر کوئی شخص کسی کی قوت باصرہ کوختم کرے جبکہ آنکھیں صحیح سالم ہوں تو ایسی صورت میں بھی حکم ایسا ہی ہے (یعنی پوری دیت لازم ہے) سونگھنے اور چکھنے کی قوتوں کوختم کرنے کی صورت میں بھی پوری دیت لازم ہے۔مطلب یہ ہے کہ ان حواس میں سے ہر ایک کے عوض میں مکمل دیت واجب ہوجاتی ہے۔

اَمَّا الشِّجَاجُ وَالْجِرَاحَاتُ فَفِيْهَا الدِّيَةُ اَلشَّجَّةُ هِيَ الْجِرَاحَةُ الْمُخْتَصَّةُ بِالرَّأْسِ وَالْوَجْهِ وَ اَقْسَامُهَا عَشَرَةٌ مِنْهَا الْحَارِصَةُ وَهِيَ الَّتِيْ تَحْرِصُ الْجِلْدَ اَيْ تَخْدِشُهُ وَتَخْرِشُهُ وَلَا تُخْرِجُ الدَّمَ وَ مِنْهَا الدَّامِيَةُ وَهِيَ الَّتِيْ تُخْرِجُ الدَّمَ وَلَا تُسِيْلُهُ وَمِنْهَا الدَّامِعَةُ وَهِيَ الَّتِيْ تُسِيْلُ الدَّمَ كَالدَّمْعِ مِنَ الْعَيْنِ يَعْنِيْ قَلِيْلًا وَمِنْهَا الْبَاضِعَةُ وَهِيَ الَّتِيْ تَبْضَعُ الْجِلْدَ اَيْ تَقْطَعُهُ وَمِنْهَا الْمُتَلَاحِمَةُ وَهِيَ الَّتِيْ تَأْخُذُ فِي اللَّحْمِ وَتَنْفُذُ فِيْهِ وَمِنْهَا السِّمْحَاقُ وَهِيَ الَّتِيْ تَقْطَعُ اللَّحْمَ وَتَبْلُغُ اِلَى السِّمْحَاقِ وَهِيَ جِلْدَةٌ رَقِيْقَةٌ غَاشِيَةٌ لِلْعَظْمِ وَمِنْهَا الْمُوْضِحَةُ وَهِيَ الَّتِيْ تُبْدِيْ وَضَحَ الْعَظْمِ اَيْ بَيَاضَ الْعَظْمِ وَ مِنْهَا الْهَاشِمَةُ وَهِيَ الَّتِيْ تَهْشِمُ الْعَظْمَ وَتَكْسِرُهُ وَمِنْهَا الْمُنَقِّلَةُ وَهِيَ الَّتِيْ تُنَقِّلُ الْعَظْمَ وَتُحَوِّلُهُ مِنْ مَكَانِهِ وَمِنْهَا الْمَامُوْمَةُ وَهِيَ الَّتِيْ تَبْلُغُ اِلَى اُمِّ الرَّأْسِ وَهِيَ خَرِيْطَةٌ فِيْهَا الدِّمَاغُ وَفِيْ هٰذِهِ الشِّجَاجِ الدِّيَةُ وَاِنْ كَانَتْ عَمْدًا جَازَ الْقِصَاصُ فِي الْمُوْضِحَةِ وَتُوْخَذُ مِنْهَا الدِّيَةُ وَفِي الْاَكْثَرِ مِنْهَا شَجَّةٌ يَجُوْزُ اِنْ تَبْلُغَ اِلَى الْمُوْضِحَةِ وَيُوْخَذُ مِنَ الدِّيَةِ مَا كَانَ اَكْثَرَ مِنَ الْمُوْضِحَةِ لٰكِنْ لَا يَجُوْزُ الْقِصَاصُ فِيْ اَكْثَرِ مِنَ الْمُوْضِحَةِ وَفِيْ اَقَلِّ مِنْهَا يَجُوْزُ الْقِصَاصُ بِاَنْ يُقَدَّرَ بِالْمِقْيَاسِ طُوْلًا وَ عَرْضًا لَا عُمْقًا وَيَجُوْزُ اَخْذُ الدِّيَةِ اَوِ الْاَرْشِ فَفِي الْحَارِصَةِ وَالدَّامِيَةِ بَعِيْرٌ اَوْ عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ اَوْ مِائَةُ دِرْهَمٍ اَوْ بَقَرَتَانِ اَوْ عَشْرُ شِيَاهٍ كَبِيْرَةٍ اَوْ عِشْرُوْنَ شَاةً صَغِيْرَةً اَوْ ثَوْبَانِ مَوْصُوْفَانِ وَفِي الدَّامِعَةِ بَعِيْرَانِ اَوْ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا اَوْ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالشَّاةِ وَالثَّوْبِ كَمَا مَضٰى بِحِسَابِهَا وَفِي الْبَاضِعَةِ وَالْمُتَلَاحِمَةِ ثَلَاثَةُ اَبْعِرَةٍ وَبِمِقْدَارِهَا مِنْ سَائِرِ الْاَجْنَاسِ وَفِي السِّمْحَاقِ اَرْبَعَةُ اَبْعِرَةٍ وَمِنْ سَائِرِ الْاَجْنَاسِ كَمَا مَضٰى بِحِسَابِهَا وَفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسَةُ اَبْعِرَةٍ وَمِنْ سَائِرِ الْاَجْنَاسِ كَمَا مَضٰى وَفِي الْهَاشِمَةِ عَشَرَةُ اَبْعِرَةٍ وَمِنْ سَائِرِ الْاَجْنَاسِ كَمَا مَضٰى وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ بَعِيْرًا وَ مِنَ الْبَاقِيْ بِحِسَابِهَا كَمَا مَضٰى وَفِي الْمَامُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَهُوَ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ بَعِيْرًا وَثُلُثُ بَعِيْرٍ وَفِي الْبَاقِيْ بِحِسَابِهَا اَمَّا الدَّامِغَةُ فَهِيَ الَّتِيْ تُخْرِقُ خَرِيْطَةَ الدِّمَاغِ

وَالْمَوْتُ اَقْرَبُ مِنَ الْحَيٰوةِ مَعَهَا وَلَوْ قُدِّرَتْ لَهَادِيَةٌ كَانَتْ دِيَةَ الْمَامُوْمَةِ بِزِيَادَةِ حُكُوْمَةِ عَدْلٍ وَلِلْمُجْنٰى عَلَيْهِ الْخِيَارُ فِيْ قِصَاصِهَا بِمِقْدَارِ الْمُوْضِحَةِ وَ مُطَالَبَةِ الزَّائِدِ عَلَى الْمُوْضِحَةِ وَهِيَ ثَمَانِيَةٌ وَّعِشْرُوْنَ بَعِيْرًا وَّثُلُثُ بَعِيْرٍ وَّمِنَ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالثَّوْبِ كَمَا مَضٰى بِمِقْدَارِ الثُّلُثِ وَزِيَادَةِ الْحُكُوْمَةِ وَاَمَّا الْجَائِفَةُ فَهِيَ الَّتِيْ تَصِلُ اِلَى الْجَوْفِ مِنَ الْبَطْنِ اَوِ الظَّهْرِ اَوْغَيْرِهِمَا وَفِيْهَا ثُلُثُ الدِّيَةِ وَاِنْ نَفَذَتْ مِنَ الْبَطْنِ اِلَى الظَّهْرِ اَوْمِنْ جِهَةٍ اِلٰى جِهَةٍ اُخْرٰى فَفِيْهَا ثُلُثَانِ مِنَ الدِّيَةِ الْكَامِلَةِ وَفِي الشِّجَاجِ وَالْجِرَاحَاتِ الْمُقَدَّرَةِ لِلْمَرْاَةِ عَلَى النِّصْفِ مِنَ الرَّجُلِ وَمِمَّا لَمْ يُقَدَّرْ فِيْهِ شَيْئٌ فَحُكُوْمَةٌ وَمَا كَانَ بِالْحُكُوْمَةِ فَلِلْاِمَامِ الْخِيَارُ فِيْ اَرْشِهٖ اِنْ اَرَادَ التَّسَاوِيَ وَاِنْ اَرَادَ النِّصْفَ بِالنَّظْرِ اِلَى الشَّرَفِ وَالرَّذَالَةِ وَ كَثْرَةِ السِّيَاسَةِ وَقِلَّتِهَا وَالْحُكُوْمَةُ فِي الرَّقِيْقِ بِاَنَّهٗ اِنْ كَانَ صَحِيْحًا قُوِّمَ وَمَعَ الْجِنَايَةِ الَّتِيْ وَقَعَتْ عَلَيْهِ قُوِّمَ فَيَتَبَيَّنُ اَرْشُ جِنَايَتِهٖ وَهُوَ التَّفَاوُتُ بَيْنَ الْقِيْمَتَيْنِ وَاَرْشُ الْجِنَايَةِ عَلَى الْحُرِّ يُعْرَفُ مِنْ ذَالِكَ التَّفَاوُتِ فِي الرَّقِيْقِ الصَّحِيْحِ وَالْمُجْنٰى عَلَيْهِ فَكَمَا اَنَّ التَّفَاوُتَ لِلرَّقِيْقِ فِي الْقِيْمَةِ كَذَالِكَ لِلْحُرِّ فِي الدِّيَةِ فَفِي الشَّجَّةِ الْمُوْضِحَةِ لِلْحُرِّ نِصْفُ عُشْرِ الدِّيَةِ وَ فِي الرَّقِيْقِ نِصْفُ عُشْرِ الْقِيْمَةِ وَفِيْمَا لَاتَقْدِيْرَ لَهٗ كَانَ بِالْعَكْسِ يَعْنِي الرَّقِيْقُ مَقِيْسٌ وَالْحُرُّ مَقِيْسٌ عَلَيْهِ وَالْاِمَامُ وَلِيُّ مَنْ لَاوَلِيَّ لَهٗ فِي الْجِنَايَاتِ فَوَجَبَ عَلَى الْاِمَامِ قَتْلُ الْعَامِدِ وَاَخْذُ الدِّيَةِ مِنْ غَيْرِهٖ وَدِيَةُ الْجَنِيْنِ الَّذِيْ اَبُوْهُ حُرٌّ مُسْلِمٌ اِنْ كَانَتْ خِلْقَتُهٗ كَامِلَةً قَبْلَ سَرَيَانِ الْحَيٰوةِ فِيْهِ كَانَتْ دِيَتُهٗ مِائَةَ دِيْنَارٍ وَبَعْدَ سَرَيَانِ الْحَيٰوةِ فِيْهِ اِنْ كَانَ ذَكَرًا فَدِيَةٌ كَامِلَةٌ وَ اِنْ كَانَتْ اُنْثٰى فَنِصْفُهَا وَاِنْ كَانَ عَبْدًا فَعُشْرُ قِيْمَةِ اَبِيْهِ لِلذَّكَرِ وَلِلْاُنْثٰى عُشْرُ قِيْمَةِ اُمِّهٖ وَهٰذِهِ التَّقْدِيْرَاتُ مَعَ تَمَامِ الْخِلْقَةِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ تَامًّا فِيْ خِلْقَتِهٖ فَكَانَتْ دِيَتُهٗ غُرَّةٌ عَبْدًا اَوْ اَمَةٌ بِلَا عَيْبٍ وَلَا كِبَرِ سَنٍّ وَلَا صِغَرِ سَنٍّ بِحَيْثُ لَايَصْلُحُ لِخِدْمَةٍ وَمَنْ جَنٰى عَلَى الْجَنِيْنِ الَّذِيْ كَانَ ذَا حَيٰوةٍ فَوَجَبَ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ وَ الدِّيَةُ اَوِ الْقِيْمَةُ فِيْ مَالِهٖ اِنْ كَانَ عَمْدًا

وَفِيْ عَاقِلَتِهٖ اِنْ كَانَ خَطَأً كَمَا سَبَقَ وَلَا تُسْتَغْرَقُ دِيَةُ الْجَنِيْنِ فِيْ دِيَةِ اُمِّهٖ اِنْ قُتِلَتْ.

کسی کو زخمی کرنے کا مسئلہ

سر پر لگائے جانے والے زخم اور دیگر تمام اعضاء پر لگائے جانے والے زخم کی صورت میں دیت آتی ہے جو زخم خاص کر سر اور چہرے پر لگایا جاتا ہے اسے شجہ کہتے ہیں۔ اس کی دس قسمیں ہیں۔

۱۔ حارصہ: یہ وہ زخم ہے جو چمڑے کو چھیدے اور خون نہ نکالے۔

۲۔ دامیہ: یہ وہ زخم ہے جو خون کو نکالے اور اسے نہ بہائے۔

۳۔ دامعہ: یہ وہ زخم ہے جو آنسو کی مانند تھوڑا سا خون بہائے۔

۴۔ باضعہ: یہ وہ زخم ہے جو چمڑے کو قطع کرے۔

۵۔ متلاحمہ: یہ وہ زخم ہے جو گوشت کو پکڑے اور اس میں اتر کر رہ جائے۔

۶۔ سمحاق: یہ وہ زخم ہے جو گوشت کو کاٹ کر سمحاق تک پہنچے۔ سمحاق وہ باریک چمڑہ ہے جو ہڈی پہ چڑھا ہوا ہوتا ہے۔

۷۔ موضحہ: یہ وہ زخم ہے جو ہڈی کی سفیدی کو عیاں کرے۔

۸۔ ھاشمہ: یہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو توڑ ڈالے۔

۹۔ منقلہ: یہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو اپنی جگہ سے ہٹا دے۔

۱۰۔ مامومہ: یہ وہ زخم ہے جو ام راس تک پہنچے ام راس سر کی اس تھیلی کا نام ہے جس میں دماغ ہوتا ہے۔

ان زخموں کے لگائے جانے کی صورت میں دیت آتی ہے اگر چہ جان بوجھ کر ہی کیوں نہ زخم لگائے زخم موضحہ لگانے کی صورت میں قصاص لینا جائز ہے اور دیت بھی لی جاسکتی ہے۔ جو زخم موضحہ کی مقدار سے زیادہ ہو تو اس صورت میں زخم موضحہ کی مقدار تک قصاص لینا روا ہے۔ اور جو زخم موضحہ کی مقدار سے بڑھ کر ہو اس کی دیت لی جائے گی۔ زخم موضحہ کی مقدار سے جو زخم بڑھ چڑھ کر ہو وہاں قصاص کا لیا جانا جائز نہیں ہوا کرتا۔ زخم موضحہ کی مقدار سے کم زخم پڑنے کی صورت میں قصاص کا لیا جانا جائز ہے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ گہرائی میں نہیں بلکہ طول وعرض میں اس زخم کو کسی آلے کے ذریعہ ناپ لیا جائے اس صورت میں دیت کا لینا تاوان وصول کرنا ہر ایک جائز ہے۔

زخم حارصہ اور زخم دامیہ کی دیت حسب ذیل صورتوں میں سے کوئی ایک ہے۔

(۱) ایک اونٹ (۲) دس دینار (۳) سو درہم

(۴) دو گائے (۵) دس بڑی بڑی بکریاں۔ (۶) بیس چھوٹی چھوٹی بکریاں

(۷) دو ایسے کپڑے کہ ہر ایک کی قیمت ایک گائے کے برابر ہو۔

زخم دامعہ لگانے کی صورت میں دیت حسب ذیل صورتوں میں سے کوئی ایک ہے۔

(۱) دو اونٹ (۲) بیس دینار (۳) دو سو درہم، گائے، بکری اور کپڑے گزشتہ حساب کے مطابق ہیں۔

زخم باضعہ اور زخم متلاحمہ کی دیت تین اونٹوں کی ہے اور باقی تمام اقسام میں سے تین اونٹوں کی مالیت کے اندازے کے مطابق ادا کرنا ہے۔

زخم سمحاق کی دیت چار اونٹوں کی ہے اور دیگر تمام اقسام میں سے گزشتہ حساب کے مطابق ادا کرنا ہے۔

زخم موضحہ کی دیت پانچ اونٹوں کی ہے اور دیگر تمام اقسام میں سے گزشتہ حساب کے مطابق ادا کرنا ہے۔

زخم ہاشمہ کی دیت دس اونٹوں کی ہے اور دیگر تمام اقسام میں سے گزشتہ حساب کے مطابق ادا کرنا ہے۔

زخم منقلہ کی دیت پندرہ اونٹوں کی ہے اور دیگر تمام اقسام میں سے گزشتہ حساب کے مطابق ادا کرنا ہے۔

زخم مامومہ کی دیت پوری دیت کا تہائی ہے۔ پوری دیت کا تہائی تینتیس اونٹ اور ایک اونٹ کا تہائی ہے۔ دیگر اقسام میں سے اسی کے حساب کے مطابق ادا کرنا ہے۔

زخم دامغہ کا مسئلہ

دامغہ اس زخم کا نام ہے جو انسانی دماغ کی تھیلی کو ہی پھاڑ ڈالے۔ اس زخم کے ہوتے ہوئے موت زندگی کی نسبت زیادہ نزدیک ہوتی ہے۔ اگر اسی زخم دامغہ کے عوض میں کوئی دیت مقرر کی جائے تو وہ دیت زخم مامومہ کی دیت ہوگی جبکہ ایک عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق زخم مامومہ کی دیت پر کچھ اضافہ شامل ہوگا۔ زخم دامغہ لگنے کی صورت میں جرم زدہ شخص کو زخم موضحہ کی مقدار کے قصاص لینے اور اس سے زائد زخم کی دیت کا مطالبہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس صورت میں دیت اٹھائیس اونٹوں اور ایک اونٹ کے تہائی کی ہے۔ دینار، درہم، گائے، بھیڑ اور کپڑے گزشتہ حساب کے مطابق ہیں۔ نیز دیت کا تہائی لینا اور ایک عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق اضافہ بدستور سابق ہے۔

زخم جائفہ کا مسئلہ

جائفہ اس زخم کا نام ہے جو پیٹ یا پیٹھ وغیرہ کی طرف سے پیٹ کے اندرونی حصے تک پہنچ جائے۔ اس زخم کے لگنے کی صورت میں زخم لگانے والے پر پوری دیت کا تہائی لازم ہے۔ اگر زخم پیٹ کی طرف سے پیٹھ کو یا ایک طرف سے دوسری طرف کو پار کر جائے تو ایسی صورت میں پوری دیت کے دو تہائی زخم لگانے والے پر لازم ہوں گے۔

عورت کو زخمی کرنے کا مسئلہ

سر اور دیگر اعضاء پر لگائے جانے والے زخموں کے جو انداز مقرر ہیں وہاں عورت کے لئے مرد کی نسبت دیتوں کا نصف نصف حصہ ملا کرتا ہے اور جن زخموں کا کوئی خاص انداز مقرر نہ ہو۔ وہاں ایک عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق معاوضہ وغیرہ دیا جائے گا۔

عادل کے فیصلے کا مسئلہ

عادل آدمی کے فیصلے کے مطابق جو کچھ مجرم سے لیا جاتا ہے وہاں امام کو تاوان وصول کرنے کا اختیار حاصل ہے بشرطیکہ وہ مرد اور عورت دونوں میں برابری چاہے اگر امام اس بارے میں نصف تاوان چاہے تو پھر امام کسی کے شریف ہونے، رذیل ہونے، اس کے ساتھ زیادہ سیاسی کاروائی کرنے اور معمولی سیاسی کارروائی کرنے کے پیش نظر حکم صادر کریں گے۔

غلام کے ساتھ عادل کے فیصلے کا مسئلہ

غلام کے ساتھ عادل کے فیصلے کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ صحیح سالم ہو اس صورت میں اس کی قیمت لگائی جائے اور اس پر جرم وقوع پذیر ہونے کی صورت میں اس کی قیمت لگائی جائے تاکہ جرم کا تاوان واضح ہو سکے۔ تاوانِ جرم غلام کی دونوں حالتوں کی قیمتوں میں پایا جانے والا باہمی فرق ہوگا۔ آزاد آدمی پر جرم کا ارتکاب کرنے کی صورت میں تاوان جرم کی پہچان صحیح سالم غلام اور جرم زدہ شخص میں پائے جانے والے فرق کے پیش نظر کی جائے گی۔ پس جس طرح سے غلام کے لئے قیمت میں جو فرق نمایاں ہوگا۔ اس طرح سے آزاد شخص کے لئے دیت میں وہی فرق نمایاں ہوگا۔ چنانچہ آزاد شخص کو زخم موضحہ پہنچانے کی صورت میں اس کے لئے زخم لگانے والے پر پوری دیت کا بیسواں حصہ لازم ہوگا۔ اور غلام کے بارے میں اسی زخم موضحہ کی دیت اس کی قیمت کا بیسواں حصہ ہوگی۔ جس زخم کے بارے میں کسی قسم کا کوئی انداز مقرر نہیں وہاں حکم برعکس ہوگا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر غلام کو فرع قیاس اور آزاد شخص کو اصل قیاس ٹھہرایا جائے گا۔ تمام جرائم کی

صورت میں امام اس شخص کا سرپرست ہوگا جس کا کوئی سرپرست نہ ہو۔ چنانچہ ایسی صورت میں امام کے ذمے جان بوجھ کر قتل کرنے والے کا قتل کرنا اور جانے بوجھے بغیر دیگر صورتوں میں قتل کرنے والے سے دیت کا وصول کرنا واجب ہے۔

پیٹ کے بچے کی دیت کا مسئلہ

وہ بن جنے بچہ جس کا باپ آزاد شخص اور مسلمان ہو، اگر اس کی خلقت زندگی سرایت کرنے سے پہلے مکمل ہو چکی ہو تو اس کی دیت سو دیناروں کی ہے اگر اس میں زندگی سرایت کر جانے کے بعد اس کے ساتھ حادثہ جرم واقع ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ لڑکا ہو تو پوری کی پوری دیت مجرم پر لازم ہوگی۔ اگر وہ لڑکی ہو تو پوری دیت کا نصف حصہ لازم ہوگا اگر وہ غلام لڑکا ہو تو اس کے باپ کی قیمت کا دسواں حصہ بطور دیت لازم ہوگا اور اگر وہ کنیز لڑکی ہو تو ایسی صورت میں اس کی ماں کی قیمت کا دسواں حصہ بطور دیت لازم ہوگا۔ یہ اندازے غلام یا کنیز کی خلقت مکمل ہونے کی صورت میں ہیں۔ اگر ان کی خلقت مکمل نہ ہوئی ہو تو ایسی صورت میں دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہے جبکہ دونوں بے عیب ہوں زیادہ عمر رسیدہ نہ ہوں اور نہ اس حد تک کمسن ہوں کہ ان میں خدمت کی صلاحیت نہ ہو۔ جو شخص کسی بن جنے جان والے بچے کے ساتھ جرم کا ارتکاب کرے تو اس کے ذمے کفارہ دینا اور دیت کا ادا کرنا یا اپنے ہی مال سے قیمت کا ادا کرنا واجب ہے بشرطیکہ جان بوجھ کر جرم کا ارتکاب کیا ہو۔ اگر خطا کے طور پر جرم کا ارتکاب کیا ہو تو مجرم کے خاندان والوں پر قیمت لازم ہوگی۔ جیسا کہ اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ بن جنے کی دیت کو اس کی ماں کی دیت میں فنا نہیں کیا جائے گا جبکہ اس کی ماں کو قتل کیا جائے۔

اَمَّا الْعَاقِلَةُ فَهُمُ الْاَقَارِبُ مِنْ قِبَلِ الذُّكُورِ كَالْاِخْوَةِ وَاَوْلَادِهِمْ وَالْاَعْمَامِ وَاَوْلَادِهِمْ وَهُمُ الْعَصَبَةُ وَالْمُعْتَقُوْنَ لَهُ وَلِاٰبَائِهِ دَاخِلُوْنَ فِي الْعَاقِلَةِ وَاِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا عَصَبَةً فَاُولُوْا الْاَرْحَامِ وَ هُمْ مِنْ قِبَلِ الْاِنَاثِ كَالْاَخْوَالِ وَاَوْلَادِهِمْ وَاَوْلَادِ الْاَخَوَاتِ وَسَائِرِ الْقَرَابَةِ الْوَاصِلَةِ اِلَى الْجَانِيْ مِنْ اَيِّ جِهَةٍ مِّنْ جِهَاتِ الْعَشَائِرِ وَاِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا مِنْ ذَوِي الْاَرْحَامِ فَاَهْلُ الْقَرْيَةِ وَاَهْلُ الْبَلْدَةِ وَاَهْلُ الْمُحَلَّةِ عَاقِلَتُهُ وَلَا يَدْخُلُ فِي الْعَاقِلَةِ الْفُقَرَاءُ وَالْمَجَانِيْنُ وَالصِّبْيَانُ وَالْاِنَاثُ وَفِيْ كُلِّ قَتْلٍ اَقَرَّ الْقَاتِلُ بِهِ الدِّيَةُ فِيْ مَالِهٖ لَا عَلَى الْعَاقِلَةِ

وَالدِّيَةُ الَّتِيْ عَلَى الْعَاقِلَةِ يَقْسِمُ الْاِمَامُ وَالْحُكَّامُ عَلَى الْعَاقِلَةِ فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ ثُلُثُهَا يُؤْخَذُ فِيْ اٰخِرِ السَّنَةِ مِنْ كُلِّ اَحَدٍ مِّنَ الْعَاقِلَةِ كَمَا قَسَمَهُ الْاِمَامُ اَوِ الْحُكَّامُ مِقْدَارَهَا وَمَا

كَانَ مِنَ الْجِرَاحَاتِ اَقَلَّ مِنَ الْمُوْضِحَةِ عَمَدًا كَانَ اَوْخَطأً فَهُوَفِيْ مَالِ الْجَانِيْ وَمَاكَانَ اَكْثَرَ مِنَ الْمُوْضِحَةِ وَلَيْسَ بِعَمَدٍ وَلَابِإِقْرَارِ الْجَانِيْ كَانَ عَلَى الْعَاقِلَةِ فَعَلٰى كُلِّ حُرٍّ عَاقِلٍ بَالِغٍ غَيْرِ فَقِيْرٍ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ وَلِلْإِمَامِ الْخِيَارُاِنْ عَيَّنَ اَقَلَّ اَوْاَكْثَرَ اَوْبِالتَّفَاوُتِ بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ وَالْاَوْسَاطِ

وَاَمَّاالْكَفَّارَةُ فَتَجِبُ عَلَى الْجَانِيْ بِقَتْلِ الْخَطَاءِ وَلَوْ تَصَالَحَا فِي الْعَمَدِ بِالدِّيَةِ لَايَقَعُ الْقَوَدُ فَالْكَفَّارَةُ تَجِبُ اَيْضًا فِيْ قَتْلِ غَيْرِ الْكَافِرِ ذَكَرًا كَانَ الْمَقْتُوْلُ اَوْاُنْثٰى صَبِيًّا اَوْ بَالِغًا مَجْنُوْنًا اَوْ عَاقِلًا حُرًّا اَوْعَبْدًالَّهُ اَوْ لِغَيْرِهٖ. وَلَوْقَتَلَ مُسْلِمًافِيْ دَارِالْحَرْبِ وَظَنَّ اَنَّهُ كَافِرٌفَبَانَ اَنَّهُ مُسْلِمٌ وَجَبَتِ الْكَفَّارَةُوَلَمْ تَجِبِ الدِّيَةُ وَلَوْعَلِمَ اِسْلَامَهُ وَقَتَلَهُ وَجَبَتِ الدِّيَةُ وَالْكَفَّارَةُاِنْ لَّمْ يَكُنْ لِّضَرُوْرَةِ الْغَلَبَةِ عَلَى الْكُفَّارِوَلَوْ كَانَ لِضَرُوْرَةٍمَّعَ الْعِلْمِ بِإِسْلَامِهٖ وَجَبَتِ الْكَفَّارَةُ بِلَادِيَةٍ

وَالْكَفَّارَةُ فِي الْقَتْلِ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ذَكَرًا كَانَ اَوْاُنْثٰى وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ خَالِيًا مِّنَ الْعُيُوْبِ الْمُعَطِّلَةِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْلِقِلَّةِ مَالِهٖ اَوْلِكَثْرَةِ عِيَالِهٖ فَكَفَّارَتُهُ صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ وَ التَّوْبَةُ مِنْ ذَنْبِهٖ وَلَاتَكُوْنُ كَفَّارَةُ الْقَتْلِ غَيْرَهٰذَيْنِ لَاثَالِثَ لَهُمَاوَلَوْ قَتَلَتْ جَمَاعَةٌ وَاحِدًا وَجَبَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْجَمَاعَةِ كَفَّارَةٌ اِنْ كَانَ خَطأً اَوْ عَمَدًااَوْتَصَالَحَا وَفِي الشَّبِيْهِ بِهِمَا كَذَالِكَ۔

قاتل کے خاندان والے کون؟

قاتل کے خاندان والے مردوں کی طرف سے اس کے رشتہ دار حضرات ہیں۔ مثلاً بھائی اور بھائی کی اولاد اور چچے اوران کی اولاد۔ یہ لوگ باپ کی طرف سے آنے والے رشتہ دار کہلاتے ہیں۔ کسی کے اپنے آزاد کردہ لوگ یا اپنے باپوں کے آزاد کردہ لوگ خاندان والوں میں داخل ہیں۔ اگر رشتہ دار لوگ باپ کی طرف سے آنے والے نہ ہوں تو دوسرے نمبر پر ذوی الارحام حضرات خاندان والے ہوں گے۔ ذوی الارحام حضرات عورتوں کی طرف سے آنے والے رشتہ دار ہوتے ہیں۔ مثلاً خالولوگ اوران کی اولاد۔ بہنوں کی اولاد اور رشتہ داری کی تمام وہ صورتیں جو خاندانوں کی کسی بھی شکل میں مجرم تک پہنچتی ہیں اگر ذوی الارحام حضرات میں سے بھی رشتہ دار لوگ نہ ہوں تو تیسرے نمبر پر قاتل کے گاؤں

والے اور شہر والے اس کے خاندان والوں کے حکم میں آئیں گے۔ خاندان والوں کی فہرست میں تنگدست لوگ، پاگل لوگ ، بچے اور عورتیں شامل نہیں ہیں جس قتل کا قاتل خود اقرار کرے اس کی دیت قاتل کے اپنے مال سے ادا کی جائیگی اور اس کے خاندان والوں پر وہ دیت نہیں آئے گی۔

دیت کی تقسیم اور وصولی کا مسئلہ

خاندان والوں پر جو دیت آتی ہے اس کو امام اور حکام خاندان والوں میں سے تین سالوں میں ادائیگی کے لئے بانٹ دیں گے۔ ہر سال کے آخر میں دیت کا تہائی حصہ خاندان کے ہر ایک فرد سے لیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی مقدار کو امام یا حکام خاندان والوں میں بانٹ چکے ہوں گے۔ جو زخم موضحہ کی مقدار سے کم ہو خواہ جان بوجھ کر زخم لگا گیا ہو یا خطا کے طور پر، دونوں صورتوں میں اس کی دیت مجرم کے مال سے ادا کی جائے گی۔ جو زخم موضحہ کی مقدار سے بڑھ چڑھ کر ہو وہ زخم جان بوجھ کے نہ لگا یا گیا ہو اور نہ اس کا ثبوت مجرم کے اقرار سے ہو تو ایسی صورت میں اس کی دیت خاندان والوں پر لازم ہوگی۔ چنانچہ ہر وہ شخص جو آزاد ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، تنگدست ہوں۔ اس کے ذمے تین درہموں کی ادائیگی لازم ہوگی۔ امام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس مقدار سے کم یا زیادہ کی تعیین کرے یا مالداروں اور درمیانہ طبقے کے درمیان فرق کرنے کی صورت میں مقدار دیت کا تعین کرے۔

کفارہ قتل کا مسئلہ

کفارہ ادا کرنا قتل خطاء کی صورت میں مجرم کے ذمے واجب ہو جاتا ہے۔ اگر قتل عمد کی صورت میں فریقین دیت پر آپس میں صلح کر بیٹھے اور قصاص لینے کا معاملہ وقوع پذیر نہ ہو تو کفارہ پھر بھی غیر کافر کے قتل کی صورت میں واجب ہو جاتا ہے خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بالغ، پاگل ہو یا عاقل، آزاد ہو، قاتل کا اپنا غلام ہو یا کسی دوسرے کا غلام۔

اگر دار حرب میں کوئی شخص کسی مسلمان کو قتل کرے اور وہ اسے کافر گمان کرے پھر پتہ چل جائے کہ وہ تو مسلمان ہے تو ایسی صورت میں کفارہ کا ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور دیت کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی۔ اگر اسے اس کے مسلمان ہونے کا علم ہو اور وہ اسے قتل کر بیٹھے تو ایسی صورت میں دیت اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے بشرطیکہ اس کا قتل کرنا کافروں پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے ضروری نہ ہو اور اگر کسی صورت کی خاطر اسے قتل کر دینا پڑا ہو تو دیت دیئے بغیر صرف کفارہ واجب ہو جائے گا۔

قتل کا کفارہ ایک مومن غلام کا آزاد کرنا ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ مناسب ہے کہ کفارہ کے طور پر آزاد کیا جانے والا غلام آدمی کو بیکار بنانے والے عیبوں سے خالی ہو۔ جو شخص سرمایہ کی کمی یا بال بچوں کی کثرت کی وجہ سے غلام حاصل نہ کر سکتا ہو تو اس کے حق میں کفارہ قتل پے در پے دو مہینوں کے روزے رکھنا اور اپنے جرم سے توبہ کرنا ہے۔ قتل کا کفارہ ان دونوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی تیسری صورت ان دونوں کے مقابلے میں نہیں ہے اگر کسی گروہ نے مل کر ایک شخص کو قتل کر دیا ہو تو اس گروہ کے ہر فرد کے ذمے ایک ایک کفارہ واجب ہو جائے گا بشرطیکہ قتل خطاء کی صورت ہو یا قتل عمد کی صورت اور فریقین آپس میں صلح کر چکے ہوں۔ شبیہ عمد و خطا کی صورت میں بھی حکم ایسا ہی ہے۔

اَمَّا الْجِنَايَةُ عَلَى الْحَيَوَانِ فَإِنْ كَانَ مَا كُوْلَ اللَّحْمِ كَالْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ فَاَتْلَفَهُ بِالذَّبْحِ فَلِمَالِكِهِ الْخِيَارُ فِيْ مُطَالَبَةِ قِيْمَتِهِ اَوْ مُطَالَبَةِ الْاَرْشِ وَهُوَ التَّفَاوُتُ بَيْنَ قِيْمَتِهِ حَيًّا وَبَيْنَ قِيْمَتِهِ ذَبِيْحًا فَلَوْ طَالَبَ الْمَالِكُ قِيْمَتَهُ مِنَ الْجَانِيْ فَوَجَبَ اَنْ يَدْفَعَ الذَّبِيْحَ اِلَى الْجَانِيْ وَ يَاْخُذَ الْقِيْمَتَهُ مِنْهُ وَلَوْ طَالَبَ الْاَرْشَ فَيُقَوِّمُ الْعَارِفُ بِحَالَتَيْهِ فَمَا تَفَاوَتَ بَيْنَ الْقِيْمَتَيْنِ اُخِذَ وَ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مَّا كُوْلَ اللَّحْمِ اُخِذَتْ قِيْمَتُهُ السُّوْقِيَّةُ اَوْ بِتَقْوِيْمِ الْعَارِفَيْنِ بِقِيْمَتِهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنَ الْاَصْنَافِ الَّتِيْ تَكْثُرُ بَيْعُهُ وَشَرَاءُهُ كَكَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْحَائِطِ وَكَلْبِ الزَّرْعِ وَ الْفَهْدِ وَغَيْرِهَا وَالْغَاصِبُ لَوْ اَتْلَفَ حَيَوَانًا مَّا كُوْلَ اللَّحْمِ اَوْ غَيْرَهُ وَجَبَ عَلَيْهِ قِيْمَتُهُ وَاِنْ كَانَ الْمَغْصُوْبُ مَوْجُوْدَةٌ عَلٰى حَالِهِ حِيْنَ الْغَصْبِ وَجَبَ اَنْ يُرَدَّهُ اِلٰى مَالِكِهِ وَلَوْ تَفَاوَتَ حَالُهُ مِنْ وَقْتِ الْغَصْبِ وَجَبَ الْاَرْشُ وَلَوْ جَنَتْ مَاشِيَةٌ عَلٰى زَرْعٍ وَقَصَّرَ مَالِكُهَا فِيْ حِفْظِهَا يَضْمَنُ صَاحِبُ الْجَانِيْ وَاِنْ لَّمْ يَقْصُرْ مَالِكُهَا فِيْ حِفْظِهَا لَمْ يَجِبْ شَيْئٌ عَلَيْهِ وَرَاكِبُ الْبَهِيْمَةِ يَضْمَنُ لِمَا جَنَتِ الْبَهِيْمَةُ بِيَدِهَا اَوْ رِجْلِهَا اَوْ رَاْسِهَا اَوْ كَدْمِهَا اَوْ خَبْطِهَا وَلَا يَضْمَنُ لِمَا وَقَعَ مِنْ رَوْثِهَا وَ بَوْلِهَا وَلِمَا وَقَعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ مِنْ ضَرُوْرِيَّاتِهَا وَاِيْقَافُ الْبَهِيْمَةِ فِي الطُّرُقِ الْمُضَيَّقَةِ لَا لِضَرُوْرِيَّاتِهَا يُوْجِبُ ضَمَانَ جِنَايَتِهَا۔

وَاَمَّا الْقَسَامَةُ فَلَا تَثْبُتُ اِلَّا بِاللَّوْثِ وَاللَّوْثُ اَمَارَةٌ يَّغْلِبُ بِهَا الظَّنُّ بِصِدْقِ الْمُدَّعِيْ فَلَوْ

وُجِدَ قَتِيْلٌ فِي قَرْيَةٍ اَوْدَارٍ اَوْ مُحَلَّةٍ فَيَنْبَغِي اَنْ يُحْلِفَ اَوْلِيَاءُ دَمِهِ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا اِنْ كَانُوْا خَمْسِيْنَ وَاِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا بَالِغًا عَاقِلًا جَازَ اَنْ يَتَكَرَّرَ الْيَمِيْنُ مِنْ جَمَاعَةٍ اَقَلَّ مِنْ خَمْسِيْنَ وَ لَوْ كَانَ وَاحِدًا وَحَلَفَ خَمْسِيْنَ مَرَّةً تَثْبُتُ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَيَجُوْزُ اَنْ يُحْلِفَ مَنْ يُظَنُّ بِهٖ مِنْ اَهْلِ الدَّارِ اَوِ الْمُحَلَّةِ اَوِالْقَرْيَةِ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا عَلٰى اَنْ لَمْ يَقْتُلُوْهُ وَلَمْ يَعْلَمُوْا قَاتِلَهٗ فَبِذَالِكَ يَسْقُطُ الْقَوَدُ عَنْ رِقَابِهِمْ وَتَلْزَمُ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ دِيَةٌ مُخَفَّفَةٌ فِي ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَلَوِ ادَّعٰى عَلٰى اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ الْقَرْيَةِ اَوِالْمُحَلَّةِ الْمَظْنُوْنِ بِهِمْ لَا تَبْطُلُ الْقَسَامَةُ۔

جانوروں کو نقصان پہنچانے کا مسئلہ

جانور پہ جرم کا ارتکاب کرنے کی صورت میں اگر وہ جانور حلال گوشت والا ہو مثلاً اونٹ۔ گائے اور بھیڑ۔ پس کوئی شخص ذبح کرنے کی صورت اس جانور کو ہلاک کرے تو ایسی صورت میں جانور کے مالک کو مجرم سے جانور کی قیمت کا مطالبہ کرنے یا تاوان کا مطالبہ کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے جانور کے زندہ ہونے اور مذبوح ہونے کی حالتوں میں قیمتوں میں پایا جانے والا باہمی فرق تاوانِ جرم ہے اگر جانور کا مالک مجرم سے اس کی قیمت وصول کرنے کا مطالبہ کرے تو مذبوح جانور کو مجرم کے حوالے کرنا اور مجرم سے قیمت وصول کرنا واجب ہے۔ اگر مالک مجرم سے تاوان کا مطالبہ کرے تو جانور کی دونوں حالتوں کو خوب پہچاننے والا کوئی شخص اس کی قیمت لگائے گا دونوں حالتوں میں جو باہمی فرق عیاں ہوگا اس کو بطور تاوان وصول کیا جائے گا۔

اگر وہ جانور حلال گوشت والا نہ ہو تو ایسی صورت میں مجرم سے اس جانور کی بازاری قیمت وصول کی جائے گی۔
اگر وہ جانور اُن اقسام حیوانات میں سے نہ ہو جن کی خرید و فروخت بکثرت ہوتی ہے۔ مثلاً شکاری کتا، چوکیداری کتا، کھیتی کی حفاظت کرنے کا کتا اور چیتا وغیرہ۔ تو ایسی صورت میں اس جانور کی قیمت کو خوب جاننے والوں کی تعین قیمت کے مطابق مجرم سے اس کی قیمت لی جائے گی۔

غاصب آدمی اگر کسی حلال گوشت جانور یا کسی اور جانور کو ہلاک کر ڈالے تو اس کے ذمے جانور کی قیمت واجب ہو جاتی ہے۔ اگر جانور غصب کے وقت کی حالت میں موجود ہو تو مجرم کے ذمے اسے مالک کو واپس کر دینا واجب ہے۔ اگر جانور کی حالت میں غصب کے وقت کی حالت کی نسبت کچھ فرق پایا جاتا ہو تو پھر مجرم کے ذمے تاوان واجب ہے۔ اگر کوئی

جانور کسی کی کھیتی کو خراب کرے جبکہ جانور کا مالک اس کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کرتا ہو تو ایسی صورت میں جانور کا مالک نقصان کا ضامن ہوگا۔ اگر مالک جانور کی حفاظت میں کوئی کوتاہی نہ کرتا ہو تو پھر اس کے ذمہ کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔

جانور کے ہاتھ پیر مارنے، سر مارنے، کاٹنے یا دُلک کرلات مارنے کی صورت میں نقصان پہنچانے کا ضامن اس جانور پر سوار ہونے والا ہوگا۔ جانور کی لید اور پیشاب پڑنے کا سوار ضامن نہیں ہوگا۔ اور نہ اس حرکت کا ضامن سوار شخص ہوگا جو لاچار اور ضروری طور پر جانور سے وقوع پذیر ہوتی ہے تنگ راستوں میں بلا کسی ضرورت کے جانور کا کھڑا کرنا جانور کی طرف سے پہنچنے والے نقصان کے بدلے تاوان لازم ہونے کا موجب بنتا ہے۔

قسامہ کا مسئلہ

قسامہ کا ثبوت صرف لوث ہی سے مہیا ہوتا ہے۔ لوث اس علامت کا نام ہے جس کے ذریعہ سے دعویدار کی سچائی کا گمان غلبہ پالیتا ہے۔ اگر کسی بستی، گھر یا محلے میں کوئی مقتول شخص پایا جائے تو مناسب ہے کہ خون مقتول کے سرپرست لوگ پچاس قسمیں کھانے کی صورت میں حلف اٹھائیں بشرطیکہ وہ لوگ تعداد میں پچاس ہوں گے۔ اگر وہ لوگ تعداد میں پچاس عاقل بالغ آدمی نہ ہوں تو پچاس سے کم گروہ کی طرف سے مکرر طور پر قسمیں کھانا جائز ہے اگر مقتول کا سرپرست صرف ایک ہی ہو اور وہ پچاس مرتبہ قسمیں کھائے تو ایسی صورت میں خون کے ذمہ دار خاندان والوں پہ اس کی دیت ثابت ہوجائے گی۔ گھر، محلہ یا بستی والوں میں سے گمان زدہ حضرات کا اس طور پر قسمیں کھانا جائز ہے کہ انھوں نے اس مقتول کو قتل نہیں کیا اور نہ ان کو اس کے قاتل کا علم ہے۔ چنانچہ اس صورت میں ان کے گردنوں سے قصاص کا معاملہ ساقط ہوجائے گا اور خون کے ذمہ دار خاندان والوں پر تین سالوں میں کی جانے والی ہلکی صورت کی دیت لازم ہوجائے گی۔

اگر مقتول کا وارث بستی یا محلے کے گمان زدہ لوگوں میں سے کسی ایک پر دعوٰی دائر کرے تو اس سے قسامہ کا معاملہ باطل نہیں ہوگا۔

❀❀❀

بَابُ التِّجَارَةِ

وَهِيَ عَلٰى نَوْعَيْنِ مَرْضِيٌّ وَغَيْرُ مَرْضِيٍّ وَالْمَرْضِيُّ عَلٰى نَوْعَيْنِ وَاجِبٌ وَ مُسْتَحَبٌّ وَغَيْرُ الْمَرْضِيِّ عَلٰى نَوْعَيْنِ حَرَامٌ وَمَكْرُوْهٌ فَالْوَاجِبُ مِنْهَا مَا يَحْتَاجُ الْإِنْسَانُ إِلَيْهِ لِقُوْتِهِ وَقُوْتِ عِيَالِهِ وَالْمُسْتَحَبُّ مِنْهَا مَا يَشْتَغِلُ بِهِ لِتَوْسِعَةِ الْمَعَاشِ وَمَعُوْنَةِ الْمُحْتَاجِيْنَ مِنَ الْيَتَامٰى وَ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَتَعْمِيْرِ الْحِيَاضِ وَالْقَنَاطِيْرِ وَالْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَيْرَاتِ وَالصَّدَقَاتِ وَ الْحَرَامُ مِنْهَا بَيْعُ الْمُحَرَّمَاتِ وَشِرَاؤُهَا كَالْخِنْزِيْرِ وَالْجِيَفِ وَالْجِلْدَاتِ وَالْحَشَرَاتِ كَالْفَارَةِ وَ الْعَقَارِبِ وَالْحَيَّاتِ وَلٰكِنْ يَجُوْزُ بَيْعُ دُوْدِ الْقَزِّ وَالنَّحْلِ الَّتِيْ يَقْدِرُ عَلٰى تَسْلِيْمِهَا

وَبَيْعُ الْأَحْرَارِ وَشِرَاؤُهُمْ حَرَامٌ لِشَرَفِهِمْ وَالْإِنْسَانُ مَعَ شَرَفِهِ يَصِيْرُ مَمْلُوْكًا بِسَبَبِ الْكُفْرِ الْأَصْلِيِّ سَبْيًا أَوْ شِرَاءً وَتَسْرِيْ رِقِّيَّتُهُ إِلٰى ذُرِّيَّتِهِ وَأَعْقَابِهِ وَإِنْ أَسْلَمُوْا مَا لَمْ يُعْتَقُوْا وَلَوِ الْتُقِطَ طِفْلٌ مِنْ دَارِ الْحَرْبِ صَارَ مَمْلُوْكًا إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهَا مُسْلِمٌ وَالرَّجُلُ لَا يَمْلِكُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ وَالْجَدَّ وَ الْجَدَّةَ وَإِنْ عَلَوْا لَهُمَا وَالْوَلَدَ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثٰى وَوُلْدَ الْوَلَدِ وَإِنْ نَزَلُوْا وَالْأَخَ وَالْأُخْتَ وَالْعَمَّ وَ الْخَالَ وَإِنْ عَلَوْا وَالْعَمَّةَ وَالْخَالَةَ وَإِنْ عَلَتَا وَوُلْدَ الْأَخِ وَوُلْدَ الْأُخْتِ وَإِنْ نَزَلُوْا لِأَنَّ الرَّجُلَ إِذَا اشْتَرٰى أَحَدَهُمْ يَنْعَتِقُ مَعًا وَيَمْلِكُ غَيْرَ هٰؤُلَاءِ بَعِيْدًا كَانَ أَوْ قَرِيْبًا وَكُلٌّ مِنَ الزَّوْجَيْنِ إِنْ مَلَكَ صَاحِبَهُ بَطَلَ النِّكَاحُ بَيْنَهُمَا وَإِنْ مَلَكَ بَعْضَهُ بَطَلَ أَيْضًا النِّكَاحُ وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ حَبَّةٍ مِنَ الْحِنْطَةِ لِقِلَّتِهَا وَكُلُّ شَيْءٍ لَا يُنْتَفَعُ بِهِ شَرْعًا لَا يَجُوْزُ بَيْعُهُ وَشِرَاؤُهُ وَلٰكِنْ يَجُوْزُ بَيْعُ الْأَرْوَاثِ لِتَقْوِيَةِ الْأَرْضِ وَتَعْمِيْرِ الْمَزَارِعِ وَبَيْعُ الدُّهْنِ النَّجِسِ لِلْإِسْتِصْبَاحِ فِي الصَّحَارِيْ وَالْمَاءِ الْمُتَنَجِّسِ لِلْأَشْجَارِ وَالْمَزْرُوْعَاتِ -

وَاَمَّا الْخَمْرُ فَيَحْرُمُ بَيْعُهُ وَشِرَاءُهُ اِنْ اَرَادَ شُرْبَهُ وَاِنْ اَرَادَ تَخْلِيْلَهُ اَوْاِرَاقَتَهُ يَجُوْزُ شِرَاءُهُ مَعَ الْمَكْنَةِ اِنْ لَّمْ يَقْدِرْ عَلٰى اِرَاقَتِهٖ نَهْيًا عَنِ الْمُنْكَرِ لِضُعْفِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقُوَّةِ الْفَاسِقِيْنَ وَ يَجُوْزُبَيْعُ الْكَلْبِ وَشِرَاءُهُ مَعَ اَنَّهُ نَجَسٌ لِلصَّيْدِ اَوْ حِفْظِ الْاَنْعَامِ وَالْبَهَائِمِ اَوِالْحَائِطِ اَوِالزَّرْعِ وَ بَيْعُ الْفَهْدِوَطُيُوْرِ الصَّيْدِ كَالْبَازِيْ وَالصَّقْرِوَالشَّاهِيْنِ وَالْعُقَابِ وَالْبَاشِقِ وَشِرَاءُهَا جَائِزَانِ وَ يَجُوْزُ بَيْعُ الْفِيْلِ وَشِرَاءُهُ لِاَنَّهُ يَحْمِلُ عَشَرَةَ اَحْمَالِ الْبَغْلِ وَيُحَارِبُ فِيْ صَفِّ الْقِتَالِ وَيَنْتَفِعُ النَّاسُ بِعِظَامِهٖ -

وَالْمَكْرُوْهُ مِنْهَا مَاكَانَ بِرُكُوْبِ الْبَحْرِ وَاُجْرَةِ الضِّرَابِ وَاُجْرَةِ خِصَاءِ الْحَيَوَانِ وَمُعَامَلَةِ الظَّالِمِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَةِ الْفَسَقَةِ بِالظُّرُوْفِ الَّتِيْ جَرَتِ الْعَادَةُ بِشُرْبِ الْخَمْرِ فِيْهَا وَكُلُّ شَيْءٍ يُمِدُّهُمْ وَيُزَيِّنُ مَجَالِسَهُمْ يَكْرَهُ بَيْعُهُ لَهُمْ -

وَلَايَجُوْزُبَيْعُ الْمَجْهُوْلِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَبِيْعُ مَعْلُوْمًا بِالْمُشَاهَدَةِ فِيْمَا يُعْلَمُ بِالْمُشَاهَدَةِ اَوْ بِوَصْفٍ فِيْمَا يُعْلَمُ بِالْوَصْفِ وَهُوَ اللَّفْظُ الْفَارِقُ بَيْنَ اَفْرَادِذَالِكَ الْجِنْسِ بَعْدَ تَعْرِيْفِ الْجِنْسِ بِاللَّفْظِ الدَّالِّ عَلَى الْقَدْرِ الَّذِيْ يَشْتَرِكُ فِيْهِ اَفْرَادُ حَقِيْقَتِهٖ اَوِ الْكَيْلِ فِي الْمَكِيْلَاتِ اَوِ الْعَدَدِ فِي الْمَعْدُوْدَاتِ اَوِالشَّمِّ فِيْمَا يُعْلَمُ بِهٖ اَوِالذَّوْقِ فِيْمَا يُعْلَمُ بِهٖ وَمَعْرِفَةُ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ تَتَعَلَّقُ بِالْعُرْفِ فِيْ كُلِّ بَلْدَةٍ اَوْ قَرْيَةٍ اَوْ نَاحِيَةٍ. وَيَجُوْزُ الْبَيْعُ وَشِرَاءُ بِالْمُجَازَفَةِ اِنْ كَانَ الْمُتَبَايِعَانِ تَرَاضَيَا وَيَجُوْزُ بَيْعُ الْمِسْكِ فِيْ فَارَةٍ وَاِنْ لَّمْ يَفْتِقْ وَلَوْ فَتَقَ بَعْدَ الْعَقْدِ فَوَجَدَهُ مَعْيُوْبًا بِغَشٍّ اَوْ غَيْرِهٖ فَلِلْمُشْتَرِيْ الْخِيَارُ فِيْ رَدِّهٖ وَيَجُوْزُ بَيْعُ الْمَظْرُوْفِ بِالْوَزْنِ وَتَدَارُءِ وَزْنِ الظَّرْفِ جِزَافًا بِمُرَاضَاتِهِمَا اَوِالْبَيْعِ بِالظَّرْفِ وَلَايَجُوْزُ الْبَيْعُ وَالشِّرَاءُ بِالْمُبَاحَاتِ الْاَصْلِيَّةِ قَبْلَ الْحِيَازَةِ كَالْكَلَاءِ وَمِيَاهِ الْاَوْدِيَةِ وَ الْعُيُوْنِ الْمُشْتَرَكَةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْوُحُوْشِ وَالطُّيُوْرِ الْوَحْشِيَّةِ وَ

السَّمَكِ وَالطَّائِرِ الَّذِيْ لَايَقْدِرُ عَلٰى تَسْلِيْمِهٖ وَيَجُوْزُ بَيْعُ الْحَمَامِ الَّذِيْ جَرَتِ الْعَادَةُ بِعَوْدِهٖ وَ السُّمُوْكِ فِي الْمِيَاهِ الْمَحْصُوْرَةِ الْمَمْلُوْكَةِ. وَمَنْ حَفَرَ بِئْرَ مَاءٍ فِيْ مِلْكِهٖ اَوْ فِيْ اَرْضٍ مُبَاحَةٍ صَارَ مَاؤُهُ مِلْكَهُ وَمَنْ حَفَرَ نَهْرًا وَاَجْرَى الْمَاءَ الْمُبَاحَ فِيْهِ صَارَ الْمَاءُ مِلْكَهُ وَلَوْ حَفَرَ وَظَهَرَ مَعْدَنٌ صَارَ اَيْضًا مِلْكَهُ وَيَجُوْزُ بَيْعُ الْوَقْفِ اِنْ اَدّٰى اِلَى الْخَرَابِ وَبِالْبَيْعِ يُعْمَرُ وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ اُمِّ الْوَلَدِ فِيْ حَيَاةِ وَلَدِهَا وَبَعْدَ مَوْتِهٖ اِنْ كَانَ الْمَوْلٰى مُعْسِرًا اَوْهِيَ لَمْ تَكُنْ لَائِقَةً بِهٖ يَجُوْزُ بَيْعُهَا وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْمَرْهُوْنِ اِلَّا بِاِذْنِ الْمُرْتَهِنِ وَيَجُوْزُ بَيْعُ مِلْكٍ كَانَ فِيْ يَدِ الْغَاصِبِ اِنْ كَانَ مُشْتَرِيْ يَقْدِرُ عَلَى انْتِزَاعِهٖ مِنْ يَدِ الْغَاصِبِ وَيَجُوْزُ بَيْعُ بَعْضِ الْحَيَوَانِ كَالنِّصْفِ اَوِ الثُّلُثِ اَوِ الرُّبُعِ مُشَاعًا مِّنْ غَيْرِ تَعْيِيْنِ عُضْوٍ وَلَوْ عَيَّنَ عُضْوًا بِعَيْنِهٖ كَالرَّاْسِ وَغَيْرِهٖ بَطَلَ الْبَيْعُ وَبَعْدَ الذَّبْحِ لَا يَبْطُلُ بِتَعْيِيْنِ عُضْوٍ وَلَوْ بَاعَ بِصَفْقَةٍ وَّاحِدَةٍ يَّصِحُّ وَمَا لَا يَصِحُّ كَبَيْعِ عَبْدٍ لَّهُ وَحُرٍّ فَاِنَّهُ يَصِحُّ فِيْمَا يُمْلَكُ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّسْقِطَ الثَّمَنَ بِالتَّوْزِيْعِ عَلَى الْمَمْلُوْكِ وَعَلَى الْحُرِّ لَوْ كَانَ مَمْلُوْكًا وَ لِلْمُشْتَرِيْ خِيَارُ الْفَسْخِ فِيْهِ۔

وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْمُصْحَفِ مِنَ الْكَافِرِ وَلَا الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ وَلَا السِّلَاحِ وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ شَيْءٍ قَبْلَ قَبْضِهٖ اِلَّا فِيْ مَوَاضِعَ مِنْهَا مَا يُمْلَكُ بِالْاِرْثِ وَالْوَصِيَّةِ وَ مِنْهَا نَصِيْبُهُ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَمِنْهَا نَصِيْبُهُ مِنَ الْوَقْفِ وَمِنْهَا اِدْرَارُهُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَمِنْهَا الْوَدِيْعَةُ مِمَّنْ عِنْدَهُ قَبْلَ الْعَوْدِ اِلَيْهِ وَ مِنْهَا مَالُ الشَّرِكَةِ مِنْ شَرِيْكِهٖ وَمِنْهَا بَدَلُ الْمَرْهُوْنِ مِنَ الْمُرْتَهِنِ وَمِنْهَا الْمُسْتَعَارُ مِنَ الْمُسْتَعِيْرِ وَمِنْهَا بَدَلُ الْخُلْعِ مِنْ ذَاتِ الْخُلْعِ فَاِنَّهُ يَجُوْزُ بَيْعُ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ قَبْلَ الْقَبْضِ. وَمَنْ بَاعَ اَشْجَارَ الْاَرْضِ فَوَهَبَ الْاَرْضَ لِلْمُشْتَرِيْ لِدَفْعِ الشُّفْعَةِ عَدُوًّا اَوْحَسُوْدًا اَوْفَاسِقًا اَوْظَالِمًا جَازَ وَلَوْ كَانَ حِيْلَةً۔

تجارت کا بیان

تجارت کی دو قسمیں ہیں:۔ ۱۔ پسندیدہ تجارت ۲۔ ناپسندیدہ تجارت

۱۔ پسندیدہ تجارت

پسندیدہ تجارت کی دو قسمیں ہیں:۔ (الف) واجبی تجارت (ب) مسنون تجارت

(الف) واجب تجارت:۔ وہ کہ انسان اپنی خوراک اور اپنے بال بچوں کی خوراک کے لئے اس کا محتاج ہو جاتا ہے

(ب) مسنون تجارت:۔ مسنون تجارت وہ ہے کہ انسان اپنی معیشت کو وسعت دینے حاجتمندوں مثلاً یتیم بچے، فقراء اور مسکینوں کی مدد کرنے اور تالابوں، پلوں اور مسجدوں کی تعمیر کرنے اور ان کے علاوہ دیگر خیراتی امور اور صدقات ادا کرنے کے لئے اس میں لگ جائے۔

۲۔ ناپسندیدہ تجارت

ناپسندیدہ تجارت کی دو قسمیں ہیں:۔ (الف) حرام تجارت (ب) مکروہ تجارت

(الف) حرام تجارت:۔ حرام چیزوں کا فروخت کرنا اور ان کا خریدنا ہے۔ مثلاً خنزیر، مردار، گندگی اور کیڑے مکوڑوں جیسے چوہا، بچھو اور سانپ، لیکن ریشمی کیڑے کا فروخت کرنا اور اس شہد کی مکھی کا فروخت کرنا جس کے حوالے کرنے پر آدمی قادر ہو جائز ہے۔

آزاد انسانوں کی خرید وفروخت ان کے باشرف ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ انسان باشرف ہونے کے باوجود اصلاً کافر ہونے کی وجہ سے گرفتار کئے جانے یا خریدنے کی صورت میں مملوک بن جاتا ہے۔ اس کی غلامی اس کے پیچھے آنے والی اولاد میں سرایت کر جاتی ہے۔ جب تک کہ ان کو آزاد نہ کیا جائے اگر چہ وہ اسلام قبول ہی کیوں نہ کریں۔ اگر دارحرب سے کسی بچے کو اٹھالیا گیا ہو تو وہ فرد مملوک بن جائے گا۔ بشرطیکہ دارحرب میں کوئی بھی مسلمان نہ ہو۔ آدمی اپنے باپ، اپنی ماں، دادا اور دادی کا اگر چہ یہ لوگ درجے میں جتنے اوپر کو ہوں، اپنی اولاد کا خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، بیٹے کی اولاد کا اگر چہ وہ درجے میں جتنے بھی نیچے کو ہوں۔ بھائی، بہن، چچا اور خالو کا اگر چہ یہ لوگ درجے میں جتنے بھی اوپر کے ہوں، پھوپھی اور خالہ کا اگر چہ دونوں درجے میں جتنے اوپر کو ہوں، بھائی کی اولاد (بھتیجے) اور بہن کی اولاد (بھانجے) کا اگر چہ وہ

درجے میں جتنے بھی نیچے کو ہوں ۔ مالک نہیں بن سکتا۔ جب آدمی ان رشتہ داروں میں سے کسی ایک کو خریدے تو وہ خریدنے کے ساتھ ہی خودبخود آزاد ہو جاتا ہے۔ ان کے سوا دیگر افراد کا آدمی مالک بن جاتا ہے۔ خواہ وہ رشتے کے لحاظ سے دور ہوں یا قریب اگر میاں بیوی میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کا مالک بن جائے تو ان کا آپس میں نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بعض حصے کا مالک بن جائے تو پھر بھی نکاح باطل ہو جاتا ہے۔

گندم کے ایک دانے کا فروخت کرنا اس کی قلت کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ جس جس چیز سے شرعاً کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جا سکتا ہو اس کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز نہیں ہیں۔ لیکن زمینوں کو تقویت پہنچانے اور کھیتوں کو آباد کرنے کے غرض سے گوبروں کا فروخت کرنا، میدانوں میں دیا جلانے کی غرض سے ناپاک تیل کا فروخت کرنا نیز درختوں اور کھیتوں کے لئے ناپاک پانی کا فروخت کرنا جائز ہے۔

شراب کی خرید و فروخت کا معاملہ حرام ہے بشرطیکہ اس کے پینے کا ارادہ ہو۔ اگر شراب کو سرکہ بنانے یا اسے بہا دینے کا ارادہ ہو تو استطاعت ہونے کی صورت میں اس کا خریدنا جائز ہے بشرطیکہ مسلمانوں کے کمزور ہونے اور فاسق لوگوں کے قوی ہونے کی وجہ سے برائی سے روکنے کی خاطر آدمی شراب کے ویسے بہا دینے پر قادر نہ ہو۔

ناپاک ہونے کے باوجود شکار کھیلنے کیلئے اور جانور، مویشی، باغ اور کھیت کی حفاظت کی غرض سے کتے کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز ہے۔ چیتا اور شکاری پرندوں کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز ہے۔ مثلاً باز، چرخ، شاہین، عقاب اور باشہ وغیرہ۔ ہاتھی کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز ہے کیونکہ ہاتھی خچر کے دس بوجھ اٹھاتا ہے۔ میدان کارزار کی صف میں خوب لڑتا ہے اور اس کی ہڈیوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

مکروہ تجارت کی صورتیں یہ ہیں۔

الف۔ سمندر کی سیر کا معاملہ ب۔ جفتی کی اجرت ج۔ جانور کے خصی کرانے کے اجرت

د۔ ظالموں اور کافروں کے ساتھ معاملہ کرنا اگرچہ وہ ذمی لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

ہ۔ فاسق لوگوں سے ان برتنوں کا معاملہ کرنا جن میں شراب پینے کی عادت چلی آتی ہو نیز جو جو چیز فاسق لوگوں کو امداد پہنچاتی ہو اور ان کی محفلوں کو آراستہ کرتی ہو۔ اس چیز کا ان کے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہے۔

نامعلوم چیز کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ فروخت کی جانی والی چیز یا تو مشاہدے کی صورت میں معلوم ہو جبکہ اس مشاہدے سے معلوم کیا جاتا ہو یا وہ چیز وصف سے معلوم ہو جبکہ اسے وصف سے معلوم کیا

جاتا ہو۔ وصف اس لفظ کا نام ہے جو کسی جنس کی حقیقت کے افراد کے قدر مشترک لفظ سے جنس کی تعریف کرنے کے بعد اس جنس کے افراد کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتا ہے۔ ناپی جانی والی چیزیں ناپ کی صورت میں معلوم ہوں۔ گنی جانے والی چیزیں گننے کی صورت میں معلوم ہوں۔ سونگھ کر معلوم کی جانی والی چیزیں سونگھنے کی صورت میں معلوم ہو یا چکھنے کی صورت میں معلوم ہوں جبکہ اس کو چکھ کر معلوم کیا جاتا ہو۔ ہر شہر، بستی یا مضافات میں ان چیزوں کی پہچان وہاں کے علاقائی رواج سے تعلق رکھتی ہے۔

انکل کے ذریعہ خرید وفروخت کا معاملہ جائز ہے بشرطیکہ خرید وفروخت کرنے والے دونوں افراد اس پر رضامند ہوں۔ نافے میں موجود مشک کا فروخت کرنا جائز ہے۔ اگر چہ وہ ابھی شق نہ بھی ہوا ہو۔ اگر معاملہ ہو چکنے کے بعد اسے شق کرے اور خریدار اس کو کسی کھوٹ وغیرہ کی صورت میں عیب دار پائے تو خریدار کو اس کے واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ دونوں کے رضامندی کے مطابق انکل کے ذریعہ مظروف کا وزن کرنے اور ظرف کے وزن کو نکالنے کی صورت میں یا ظرف کی بھی فروختگی کی صورت میں فروخت کرنا جائز ہے۔ اصل کے اعتبار سے مباح چیزوں کی خرید وفروخت کا معاملہ اس کو محفوظ کرنے سے پہلے جائز نہیں ہے۔ مثلاً گھاس، وادیوں کے پانی، مسلمانوں کے آپس کے مشترک چشمے، وحشی جانور، وحشی پرندے اور وہ مچھلی جس کے حوالے کرنے پر آدمی قادر نہ ہو، جس کبوتر کے واپس آنے کی عادت چلی آتی ہو اس کا فروخت کرنا اور گھرے ہوئے مملوکہ پانی کی مچھلیوں کا فروخت کرنا جائز ہے۔ جو شخص اپنی ملکیت میں یا کسی مباح زمین میں پانی کا کوئی کنواں کھودیں تو کنویں کا پانی اس کی ملکیت بن جاتا ہے۔ جو شخص کوئی نہر نکالے اور اس نہر میں مباح پانی بہادے تو پانی اس کی ملکیت بن جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کھدائی کرے اور کوئی معدن نکل آئے تو وہ بھی اس کی ملکیت بن جاتا ہے۔ وقف کی چیز کا فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ بربادی کو پہنچ گئی ہو اور فروخت کرنے کی صورت میں اس کی تعمیر کی جاسکتی ہو۔ بچے کی زندگی میں اُمّ ولد لونڈی کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ بچے کے انتقال کر جانے کے فوراً بعد اگر آقا تنگدست ہو اور اُمّ ولد لونڈی آقا کی خدمت کے قابل نہ ہو تو اس کا فروخت کرنا جائز ہوگا۔

مرتہن کی اجازت کے بغیر مرہون چیز کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ لٹیرے کے قبضے میں موجود کسی ملکیت کا فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ خریدار لٹیرے کے ہاتھ سے اس چیز کے نکال لانے پر قادر ہو۔ کسی ایک عضو کے تعین کے بغیر جاری وساری صورت میں حیوان کے بعض حصے کا فروخت کرنا جائز ہے۔ مثلاً نصف تہائی یا چوتھائی۔ اگر کسی عضو کو بعینہ معین کیا جائے، مثلاً سر وغیرہ تو فروخت کا معاملہ باطل ہوگا۔ جانور کے ذبح کرنے کے بعد کسی عضو کی تعین سے فروخت کا

معاملہ باطل نہیں ہوتا۔ اگر ایک ہی معاملے کی صورت میں درست چیز اور نادرست چیز کو کوئی فروخت کرے۔ مثلاً کسی کا اپنا غلام اور کوئی آزاد آدمی کا فروخت کرنا۔ پس مملوک فرد کے حق میں فروخت کا معاملہ درست ہوگا چنانچہ مناسب ہے کہ فرد مملوک اور مملوک فرض کر کے آزاد فرد میں قیمت کو بانٹ کر آزاد کی قیمت کو ساقط کرے۔ اس صورت میں خریدار کو معاملے کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ کافر کے ہاتھ قرآن شریف کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے نہ ہی مسلمان غلام اور ہتھیاروں کا فروخت کرنا جائز ہے۔

قبضہ کرنے سے پہلے کسی چیز کا فروخت کرنا جائز نہیں۔ مگر ان چند صورتوں میں جائز ہے۔

۱۔ وہ مال جس کا آدمی وراثت یا وصیت کی صورت میں مالک بن جاتا ہے۔

۲۔ مال غنیمت میں اپنا حصہ

۳۔ وقف کی چیز سے اپنا حصہ

۴۔ بیت المال سے ملنے والا کسی کا اپنا وظیفہ

۵۔ اپنے پاس لوٹ آنے سے پہلے اپنی طرف سے امانت کا مال

۶۔ شریک کی طرف سے شرکت کا مال

۷۔ مرتہن کی طرف سے مال مرہون کا بدل

۸۔ عاریت پر لی گئی چیز کو عاریت پر لینے کے مال

۹۔ خلع والی عورت کی طرف سے ملنے والا بدل خلع

ان چیزوں کا فروخت کرنا ان پر قبضہ کرنے سے پہلے جائز ہے۔ جو شخص کسی زمین کی درختوں کو فروخت کرے اور دشمن بن کر، حاسد بن کر، فاسق بن کر یا ظالم بن کر حق شفعہ کو دور کرنے کی غرض سے زمین کو خریدار کے لئے ہبہ کرے تو یہ جائز ہے۔ اگر چہ حیلہ کے طور پر ہی کیوں نہ ہو۔

وَلَا يَنْعَقِدُ الْبَيْعُ إِلَّا بِالْإِيْجَابِ وَالْقُبُوْلِ بِلَفْظِ الْمَاضِيْ كَمَا يَقُوْلُ الْبَائِعُ بِعْتُ أَوْ شَرَيْتُ أَوْ مَلَّكْتُ وَالْمُشْتَرِيْ يَقُوْلُ اِشْتَرَيْتُ أَوْ تَمَلَّكْتُ أَوْ قَبِلْتُ وَأَمَّا التَّعَاطِيْ فَيَكْفِيْ فِي الْمُحَقَّرَاتِ إِنْ كَانَ الْمِيْزَانُ أَوِ الْمِكْيَالُ أَوِ الذِّرَاعُ صَحِيْحًا بِلَا نُقْصٍ وَلَا قُصُوْرٍ وَالْمُشْتَرِيْ غَيْرَ مُضْطَرِبٍ وَ

اَلْبَائِعُ مُتَدَيِّنًا وَاِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَالِكَ فَلَابُدَّ مِنَ الْاِيْجَابِ وَ الْقُبُوْلِ بِصِيْغَتَيِ الْمَاضِيْ فِيْ النَّفَائِسِ وَالْخَسَائِسِ وَلَابُدَّ مِنَ التَّوَافُقِ وَالتَّطَابُقِ بَيْنَ الْاِيْجَابِ وَالْقُبُوْلِ فَلَوْقَالَ وَاحِدٌ مِنَ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِعْتُكَ هٰذَيْنِ الْفَرَسَيْنِ اَوِالْبَقَرَيْنِ اَوْ غَيْرَهُمَا بِاَلْفٍ وَقَالَ الْاٰخِرُ قَبِلْتُ اَحَدَهُمَا بِخَمْسِ مِائَةٍ لَمْ يَقَعِ الْبَيْعُ وَلَوْ قَبَضَ الْمُشْتَرِيْ مَبِيْعًا بِبَيْعٍ فَاسِدٍ لَمْ يَمْلِكْهُ وَاِنْ تَلَفَ الْمَقْبُوْضُ ضَمِنَ الْقَابِضُ -

وَيُشْتَرَطُ فِي الْمُتَعَاقِدَيْنِ الْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالْاِخْتِيَارُ وَالْقَصْدُ فَلَا يَنْعَقِدُ عَقْدُ الصَّبِيِّ وَ لَاالْمَجْنُوْنِ وَلَاالْمُغْمٰى عَلَيْهِ وَلَاالْمُكْرَهِ وَلَاالسَّكْرَانِ الَّذِيْ لَايَعْقِلُ وَلَاالْغَافِلِ وَلَاالْهَازِلِ وَ يُشْتَرَطُ اَنْ يَكُوْنَ الْعَاقِدُ مَالِكًا لِلْمَبِيْعِ اَوْ وَلِيًّا لِلْمَالِكِ كَالْاَبِ وَالْجَدِّ اَوْ اِمَامًا اَوْ اَمِيْنًا لِلْاِمَامِ اَوْوَصِيًّا اَوْ وَكِيْلًا وَيَجُوْزُ لِلْاَبِ اَنْ يَتَوَلّٰى طَرَفَيِ الْعَقْدِ فِي التِّجَارَةِ كَمَا فِي النِّكَاحِ وَيَصِحُّ الْعَقْدُ بِالْاِسْتِيْجَابِ وَالْقُبُوْلِ كَمَا يَقُوْلُ الْمُشْتَرِيْ بِعْنِيْ هٰذِهِ السِّلْعَةَ فَقَالَ بِعْتُ وَالْاِسْتِيْجَابُ اَوَّلًا يُغْنِيْ عَنْ لَفْظِ الْاِيْجَابِ اٰخِرًا -

اَمَّا اٰدَابُ التِّجَارَةِ فَيَسْتَحِبُّ لِلتَّاجِرِ اَنْ يَتَفَقَّهَ فِيْهَا اَوَّلًا وَيَسْتَحِبُّ الْاِقَالَةُ لِلْمُسْتَقِيْلِ وَ التَّسْوِيَةُ وَاِيْثَارُ الرَّاجِحِ وَقُبُوْلُ النَّاقِصِ وَاَنْ يَتْرُكَ الرِّبْحَ فِيْ مُعَامَلَةِ الْاَتْقِيَاءِ وَمِنَ الْفُقَرَاءِ اَوْ تَخْفِيْفُهُ وَالتَّسَامُحُ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالدُّعَاءُ وَقْتَ دُخُوْلِ الْاَسْوَاقِ وَاَنْ يَسْاَلَ اللهَ الْبَرَكَةَ فِيْ تِجَارَتِهِ وَالشَّهَادَتَانِ عِنْدَ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ وَيُكْرَهُ دُخُوْلُ الْاَسْوَاقِ قَبْلَ الْمُتَبَايِعَيْنِ لِاَنَّهُ يَدُلُّ عَلَى الْحِرْصِ وَمَدْحُ الْبَائِعِ وَذَمُّ الْمُشْتَرِيْ وَ كِتْمَانُ عَيْبِ مَايَبِيْعُ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْبَيْعِ وَالسَّوْمُ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَالشَّمْسِ وَتَزْيِيْنُ الْاَمْتِعَةِ الَّتِيْ اَرَادَ بَيْعَهَا وَالْبَيْعُ فِيْ ظُلْمَةِ الزَّمَانِ وَ الْمَكَانِ وَالْاِسْتِحْطَاطُ بَعْدَ الْعَقْدِ وَالزِّيَادَةُ وَقْتَ النَّدَامَةِ وَالنَّجْشُ وَهُوَ اَنْ يَزِيْدَ فِي الْقِيْمَةِ لِتَرْغِيْبِ الْمُشْتَرِيْ وَالدُّخُوْلُ عَلٰى سَوْمِ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَلَقِّي الرُّكْبَانِ مَكْرُوْهٌ وَهُوَ اَنْ يَمْشِيَ

مُسْتَقْبِلًا اِلَى التُّجَّارِ الْمُتَوَجِّهِيْنَ اِلٰى بَلْدَةٍ لِيَشْتَرِىْ مِنْهُمْ سِلْعَةً قَبْلَ وُصُوْلِهِمْ اِلَى الْبَلْدَةِ وَ وُقُوْفِهِمْ عَلَى السِّعْرِ وَبَعْدَ الْوُقُوْفِ عَلَى السِّعْرِ اِنْ كَانَ غَبْنٌ فَاحِشٌ. وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْحَبْلَةِ وَهُوَ بَيْعٌ بِثَمَنٍ مُؤَجَّلٍ اِلٰى نِتَاجِ النَّاقَةِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَجْرِ وَهُوَ بَيْعُ مَا فِى الْاَرْحَامِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَلَاقِيْحِ وَهِىَ مَا فِىْ بُطُوْنِ الْاُمَّهَاتِ وَعَنْ بَيْعِ عَسَبِ الْفَحْلِ نُطْفَتُهٗ وَعَنْ بَيْعِ الْمَضَامِيْنِ وَهِىَ مَا فِىْ اَصْلَابِ الْفُحُوْلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ وَهُوَ اَنْ يَّبِيْعَ سِلْعَةً بِمُلَامَسَةٍ لَا بِمُشَاهَدَةٍ وَعَنْ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ اِنْ نَبَذْتَهٗ اِلَىَّ فَقَدِ اشْتَرَيْتُهٗ بِمَائَةٍ اَوْ كَذَا اَوْ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ ارْمِ هٰذِهِ الْحَصَاةَ فَعَلٰى اَىِّ ثَوْبٍ وَقَعَتْ فَهُوَ لَكَ بِكَذَا كَانَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ هٰكَذَا بَيْعُهُمْ وَشِرَائُهُمْ فَاَبْطَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلَّهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَمَعْنَاهُ اَنْ لَّا يَقُوْلَ وَاحِدٌ لِّلْمُشْتَرِىْ فِىْ مُدَّةِ الْخِيَارِ اَنَا اَبِيْعُ مِثْلَ هٰذِهِ السِّلْعَةِ بِاَقَلَّ مِنَ الثَّمَنِ اَوْ خَيْرًا مِّنْهَا بِالثَّمَنِ وَاَنْ لَّا يَقُوْلَ لِلْبَائِعِ فِىْ مُدَّةِ الْخِيَارِ اَنَا اَزِيْدُكَ فِى الثَّمَنِ. وَبَيْعُ التَّلْجِئَةِ بَاطِلٌ وَهُوَ الْمُوَاطَاةُ عَلَى الْاِعْتِرَافِ بِالْبَيْعِ مِنْ غَيْرِ بَيْعٍ خَوْفًا مِّنْ ظَالِمٍ يَعْنِىْ لَا يَلْزَمُ مِنْ هٰذِهِ التَّلْجِئَةِ بَيْعٌ وَلٰكِنَّ التَّلْجِئَةَ لِدَفْعِ الضَّرَرِ تَجُوْزُ بَلْ تَجِبُ وَالْاِحْتِكَارُ مَكْرُوْهٌ وَفِى الْغَلَاتِ حَرَامٌ وَهُوَ اَنْ يُّمْسِكَ الْاَطْعِمَةَ كَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَ سَائِرِ الْاَغْذِيَةِ الضَّرُوْرِيَّةِ لِيَزِيْدَ السِّعْرَ-

ایجاب اور قبول کا مسئلہ

خرید وفروخت کا معاملہ لفظ ماضی کی صورت میں ایجاب اور قبول ہی سے انعقاد پذیر ہوتا ہے مثلاً فروخت کرنے والا کہے بِعْتُ اِلخ میں نے فروخت کیا، یا میں نے مالک بنادیا۔ خریدار کہے۔ میں نے خریدلیا یا میں مالک بن گیا۔ یا وہ کہے میں نے قبول کیا۔ دست بدست لینے دینے کا معاملہ حقیر چیزوں کے بارے میں کافی ہے بشرطیکہ ترازو، پیمانہ یا گز کسی نقص اور کوتاہی کے بغیر درست ہو، خریدار اضطراب کا شکار نہ ہو اور فروخت کرنے والا دیندار ہو۔ اگر صورت حال ایسی نہ ہو تو عمدہ اور گھٹیا دونوں چیزوں کے لئے ماضی کے الفاظ کی صورت میں ایجاب اور قبول کا ہونا ضروری ہے۔ ایجاب اور قبول کا ایک

دوسرے کے موافق ہونا اور مطابق ہونا ضروری ہیں۔ پس اگر خرید وفروخت کا معاملہ کرنے والے دونوں میں سے کوئی ایک کہے! میں نے ایک ہزار کے عوض میں ان دونوں گھوڑوں کو فروخت کیا۔ ان دونوں گایوں کو فروخت کیا یا ان کے سوا کسی اور چیز کے متعلق کہے کہ میں نے فروخت کیا۔ اس پر دوسرا کہے! میں نے پانچ سو کے عوض میں ان دونوں میں سے ایک کو قبول کیا تو ایسی صورت میں خرید وفروخت کا معاملہ وقوع پذیر نہیں ہوگا۔ اگر خریدار کسی باطل لین دین میں کسی چیز پر قبضہ کرے تو وہ اس چیز کا مالک نہیں بنے گا۔ اگر مقبوضہ چیز ضائع ہو جائے تو قبضہ کرنے والا شخص اس کا ضامن ہوگا۔

خرید وفروخت کا معاملہ کرنے والوں کے لئے بالغ ہونا، عقلمند ہونا، با اختیار ہونا اور معاملے کا قصد وارادہ کرنا شرط ہیں لہٰذا بچے کا معاملہ منعقد نہیں ہوسکتا۔ پاگل کا معاملہ کرنا منعقد نہیں ہوسکتا۔ بیہوش فرد کا معاملہ منعقد نہیں ہوسکتا۔ مجبور کئے گئے کا معاملہ کرنا منعقد نہیں ہوسکتا۔ نشے میں مست بے عقل کا معاملہ کرنا منعقد نہیں ہوسکتا۔ غفلت کے شکار کا معاملہ منعقد نہیں ہوسکتا اور نہ ہی مذاق کرنے والے کا معاملہ منعقد ہوسکتا ہے۔ نیز شرط ہے کہ معاملہ کرنے والا فروخت کی جانی والی چیز کا مالک ہو یا مالک کا سرپرست ہو۔ مثلاً باپ اور دادا، یا وہ امام ہو یا امام کا سیکرٹری ہو یا وصی ہو یا وکیل ہو۔ باپ کے لئے بیوپار کرنے کی صورت میں دونوں طرف کے معاملے کی سرپرستی کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ نکاح کی صورت میں اس کے لئے طرفین کی سرپرستی جائز ہے۔ ایجاب اور قبول کے مطالبے سے معاملہ انعقاد پذیر ہو جاتا ہے۔ مثلاً خریدار کہے۔ یہ سامان میرے ہاتھ فروخت کر۔ اس پر بیچنے والا کہے۔ میں نے فروخت کیا۔ ابتداء میں ایجاب کا مطالبہ کرنا آدمی کو آخر میں لفظ ایجاب سے بے نیاز کرتا ہے۔

تجارت کے آداب

تاجر کے لئے مسنون ہے کہ پہلے پہل وہ بیوپار کے بارے میں خوب سوچ سمجھ سے کام لے نیز اس کے لئے یہ افعال مسنون ہیں:

۱۔ اقالہ چاہنے والے کی خاطر اقالہ کرنا۔ ۲۔ برابری کا لحاظ کرنا۔

۳۔ زیادہ کی قربانی دینا۔ ۴۔ ناقص کا قبول کرنا۔

۵۔ پرہیزگار فقیروں کے ساتھ معاملہ کرنے کی صورت میں نفع کو چھوڑنا یا قیمت کم کرنا۔

۶۔ خرید وفروخت کی صورت میں چشم پوشی سے کام لینا۔

۷۔ بازاروں میں داخل ہوتے وقت دعا کا پڑھنا۔

۸۔ خداوند عالم سے تجارت میں برکت کا سوال کرنا۔

۹۔ خرید و فروخت کا معاملہ کرتے وقت کلمہ شہادتین کا پڑھنا۔

تجارت کے مکروہ افعال

۱۔ بیوپاریوں سے پہلے بازاروں میں داخل ہونا کیونکہ یہ لالچی کی علامت ہے۔

۲۔ بیچنے والے کی تعریف کرنا۔ ۳۔ خریدار کی مذمت کرنا۔

۴۔ فروخت کی جانی والی چیز کے عیب کو چھپانا ۵۔ معاملہ کے دوران قسم کھانا۔

۶۔ پو پھٹتے وقت اور سورج نکلتے وقت خرید و فروخت کا معاملہ کرنا۔

۷۔ جن سامان کے بیچنے کا ارادہ ہو ان کو خوب آراستہ کرنا۔

۸۔ وقت اور جگہ کی تاریکیوں میں خرید و فروخت کا معاملہ کرنا۔

۹۔ معاملہ ہو چکنے کے بعد کمی کا مطالبہ کرنا۔

۱۰۔ پشیمان ہوتے وقت اضافہ کرنا۔

۱۱۔ نجش کا معاملہ کرنا۔ نجش کی صورت یہ ہے کہ خریدار کو ترغیب دلانے کی خاطر قیمت میں اضافہ کرنا۔

۱۲۔ مسلمانوں کے کاروباری معاملات میں دخل اندازی کرنا۔

۱۳۔ تلقی رُکبان والا معاملہ مکروہ ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص شہر کا رخ کر کے آنے والے تاجروں کے پاس پہلے ہی چلا جائے تاکہ وہ تاجروں کا شہر میں پہنچ کر بھاؤ واقف ہونے سے پہلے ان سے کچھ مال خرید سکے بشرطیکہ بھاؤ سے واقف ہونے کے بعد ان کے لئے شدید قسم کا نقصان ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے خرید و فروخت کی ان صورتوں سے منع فرمایا ہے۔

۱۔ حَبَلُ الْحَبَلَةِ کا معاملہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اونٹنی کا بچہ جنم دینے تک موجل قیمت کے عوض میں اس بچے کا فروخت کرنا

۲۔ مَجْر کا معاملہ۔ یہ مادہ کے رحم میں موجود بچے کے خرید و فروخت کا نام ہے۔

۳۔ مَلَاقِیح کا معاملہ۔ یہ معاملہ ماؤں کے پیٹوں میں موجود بچوں کی خرید و فروخت کا نام ہے۔

۴۔ مادہ کے ساتھ نر کی جفتی کی صورت میں جو ہر حیات کی خرید و فروخت کا معاملہ

۵۔ مضامین کا معاملہ۔ یہ معاملہ نر کی کمر میں موجود جوہر حیات کی خرید وفروخت کا نام ہے

۶۔ مُلَامَسَۃ کا معاملہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سامان کو ہاتھ لگانے کی صورت میں فروخت کرے نہ کہ مشاہدہ کرے۔

۷۔ مُنَابَذَہ کا معاملہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ خریدار کہے کہ اگر تو نے اس چیز کو میری طرف پھینک دیا تو گویا میں نے اسے سو روپے کے عوض میں یا اتنی چیز کے عوض میں خرید لیا۔

۸۔ کنکری کا معاملہ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ فروخت کرنے والا کہے کہ اس کو مار پھینکو۔ جس کپڑے پر یہ کنکری گرے وہ کپڑا اتنے کے عوض میں تمہارا ہوگا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی خرید وفروخت کا معاملہ ایسا ہی ہوا کرتا تھا چنانچہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب صورتوں کو باطل قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لَا یَبِیعُ بَعْضُکُمْ الخ چاہئے کہ تم میں سے بعض لوگ دوسرے بعض لوگوں کے خلاف خرید وفروخت کا معاملہ نہ کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اختیار والی مدت میں کوئی ایک خریدار سے یہ نہ کہے کہ میں اس قسم کا سامان اس قسم سے کم میں فروخت کرتا ہوں یا وہ یوں کہے کہ میں اس قیمت میں اس سے بہتر مال بیچتا ہوں۔ مدتِ خیار میں کوئی ایک فروخت کرنے والے سے یہ نہ کہے کہ میں تیرے لئے اس قیمت میں اضافہ کرتا ہوں۔

تلجیہ والا معاملہ باطل ہے۔ کسی ظالم کے خوف سے کسی قسم کی خرید وفروخت ہوئے بغیر خرید وفروخت کے اعتراف کرنے پر آپس میں ایک دوسرے سے اتفاق کر لینے کا نام تلجیہ والا معاملہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس تلجیہ سے کوئی معاملہ خرید وفروخت نہیں ہوتا لیکن تلجیہ والا یہ معاملہ ضرر کو دور کرنے کی غرض سے نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے۔

ذخیرہ اندوزی کا مسئلہ

ذخیرہ اندوزی کرنا مکروہ ہے۔ غلات کی ذخیرہ اندوزی حرام ہے، ذخیرہ اندوزی کی صورت یہ ہے کہ آدمی اشیائے خوردنی مثلاً گندم اور جو اور تمام ضروری غذاؤں کو روکے رکھے تاکہ وہ ان چیزوں کے بھاؤ بڑھا سکے۔

اَمَّا الْبَیْعُ بِالْمُرَابَحَۃِ وَالْمُوَاضَعَۃِ وَالتَّوْلِیَۃِ فَصَحِیْحٌ اَلْمُرَابَحَۃُ نَقْلُ مَامَلَکَہُ بِالْعَقْدِ الْاَوَّلِ بِالثَّمَنِ الْاَوَّلِ مَعَ زِیَادَۃِ رِبْحٍ وَالْمُوَاضَعَۃُ نَقْلُ مَامَلَکَہُ بِالْعَقْدِ الْاَوَّلِ بِالثَّمَنِ الْاَوَّلِ بِوَضْعِ شَیْءٍ مِنْہُ۔ وَ التَّوْلِیَۃُ نَقْلُ مَامَلَکَہُ بِالْعَقْدِ الْاَوَّلِ بِالثَّمَنِ الْاَوَّلِ مِنْ غَیْرِ زِیَادَۃِ رِبْحٍ وَّلَا نَقِیْصَۃٍ

فَالْوَاجِبُ فِي الْمُرَابَحَةِ وَالْمُوَاضَعَةِ وَالتَّوْلِيَةِ تَعْيِيْنُ رَأْسِ الْمَالِ وَتَعْيِيْنُ مَا زَادَ عَلَيْهِ رِبْحًا أَوْ مَا نَقَصَ مِنْهُ رِفْقًا أَوْ مَا سَوّٰى فِيْهِ صِدْقًا وَلَوْ لَمْ يَصْدُقِ الْبَائِعُ فِيْ رَأْسِ مَالِهِ وَبَانَ كِذْبُهُ فَلِلْمُشْتَرِي الْخِيَارُ فِيْ رَدِّهِ وَقُبُوْلِهِ وَيَنْبَغِيْ أَنْ يَّقُوْلَ اشْتَرَيْتُهُ بِكَذَا مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَنَقِيْصَةٍ وَّمِنْ غَيْرِ حِيْلَةٍ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّضِيْفَ إِلٰى رَأْسِ مَالِهِ أُجْرَةَ الْقَصَّارِ أَوِ الصَّبَّاغِ أَوْ غَيْرِهِمَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَّقُوْلَ هُوَ عَلَيَّ بِكَذَا أَوْ تَقَوَّمَ عَلَيَّ بِكَذَا وَمَنِ اشْتَرٰى أَمْتِعَةً لَّمْ يَجُزْ أَنْ يَّبِيْعَ بَعْضَهَا مُرَابَحَةً مَّعَ تَسْوِيَةِ أَبْعَاضِهَا إِلَّا بَعْدَ أَنْ يُّخْبِرَ الْمُشْتَرِيَ بِكَيْفِيَّةِ حَالِهَا وَلَوِ اشْتَرٰى دَابَّةً حَامِلَةً فَوَلَدَتْ وَأَرَادَ أَنْ يَّبِيْعَهَا وَلَمْ يَبِعْ وَلَدَهَا لَمْ يَجُزْ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يُّخْبِرَ الْمُشْتَرِيَ بِذٰلِكَ أَمَّا الْإِقَالَةُ فَهِيَ فَسْخُ الْبَيْعِ بِمِثْلِ الثَّمَنِ الْأَوَّلِ بِلَا زِيَادَةٍ وَّلَا نَقِيْصَةٍ بِمُرَاضَاةِ الْمُتَعَاقِدَيْنِ وَهِيَ جَائِزَةٌ بِشَرْطِ بَقَاءِ الْمَبِيْعِ وَالثَّمَنِ إِنْ هَلَكَ لَمْ يَمْتَنِعْ مِنَ الْإِقَالَةِ

أَمَّا الرِّبٰو فَلَا يَكُوْنُ إِلَّا فِي الْمَكِيْلِ وَالْمَوْزُوْنِ مِنَ الْأَطْعِمَةِ وَغَيْرِهَا وَالنَّقْدَيْنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْحِنْطَةِ بِالدَّقِيْقِ وَالْخُبْزِ وَلَا شِرَاؤُهَا وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْمُكَسَّرِ بِالصَّحِيْحِ وَلَا شِرَاؤُهُمَا مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ مُتَفَاضِلًا وَلَا الْجَيِّدِ بِالرَّدِيِّ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ بِالتَّفَاضُلِ وَيَجُوْزُ بِالتَّمَاثُلِ فَيَثْبُتُ الرِّبٰو فِي الْجِنْسِ الْوَاحِدِ مُتَفَاضِلًا إِمَّا فِي الْحَقِيْقَةِ أَوْ فِي التَّقْدِيْرِ كَمَا اقْتَرَضَ مَعَ اشْتِرَاطِ النَّفْعِ فَيَجِبُ الْاِحْتِرَازُ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ عَنِ الرِّبٰو وَهُوَ مُحَرَّمٌ دَلَّ عَلٰى حُرْمَتِهِ كَلَامُ اللهِ وَكَلَامُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْجِنْسِ بِالْجِنْسِ مُتَفَاضِلًا بِالنَّسِيْئَةِ وَيَجُوْزُ مُتَمَاثِلًا نَقْدًا وَفِي الصَّرْفِ كَذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ بَيْعُ ثَمَنٍ خَالِصٍ أَوْ مَغْشُوْشٍ بِثَمَنٍ مِثْلِهِ إِلَّا بِالتَّمَاثُلِ نَقْدًا وَّالتَّفَاضُلُ فِيْهِ هُوَ الرِّبٰو وَالنَّسِيْئَةُ كَذٰلِكَ فَيَجِبُ التَّقَابُضُ فِي الْأَثْمَانِ قَبْلَ تَفَرُّقِ الْمُتَبَايِعَيْنِ وَفِيْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ أَوِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ لَا يَلْزَمُ الرِّبٰو نَقْدًا بِنَقْدٍ وَكُلُّ مَا يُعْمَلُ مِنْ جِنْسٍ وَّاحِدٍ يَحْرُمُ التَّفَاضُلُ فِيْهِ كَالْحِنْطَةِ بِدَقِيْقِهَا أَوِ الشَّعِيْرِ بِسَوِيْقِهِ

وَكُلُّ مَا يُعْمَلُ مِنَ التَّمْرِ اَوِ الْعِنَبِ لَا يَجُوْزُ بَيْعُهٗ بِالتَّمْرِ وَالْعِنَبِ فَمَا يُعْمَلُ مِنَ التَّمْرِ يَجُوْزُ بَيْعُهٗ بِالْعِنَبِ وَمَا يُعْمَلُ مِنَ الْعِنَبِ يَجُوْزُ بَيْعُهٗ بِالتَّمْرِ وَمِمَّا يُعْمَلُ مِنَ التَّمْرِ كَدِبْسِهِمَا وَخَلِّهِمَا وَغَيْرِهِمَا وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْحُلِيِّ مِنَ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ اِلَّا اَنْ يَّعْلَمَا التَّسَاوِيَ بَيْنَ الذَّهَبَيْنِ وَاِنْ تَرَاضَيَا عَلَيْهِ لِاَنَّهٗ لَا يَحِلُّ الرِّبٰو بِالتَّرَاضِيْ وَيَجُوْزُ بِالدَّرَاهِمِ وَلَوْ تَفَاضُلًا وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ اللَّحْمِ بِالْحَيَوَانِ الَّذِيْ كَانَ اللَّحْمِ مِنْ جِنْسِهٖ وَلَحْمِ الْغَنَمِ بِالْغَنَمِ وَلَحْمِ الْبَقَرِ بِالْبَقَرِ وَيَجُوْزُ مُخْتَلِفًا كَلَحْمِ الْغَنَمِ بِالْبَقَرِ وَلَحْمِ الْبَقَرِ بِالْغَنَمِ وَالْبَقَرُ وَالْجَوَامِيْسُ جِنْسٌ وَّاحِدٌ وَالضَّاْنُ وَالْمَعْزُ جِنْسٌ وَّاحِدٌ وَفِي الْبَانِ كَذَالِكَ وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ السَّمْنِ اَوِ الزُّبْدِ اَوِ الْاِقْطِ اَوِ الْمَخِيْضِ اَوِ الْحَلِيْبِ اَوِ اللَّبَنِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ مُتَفَاضِلًا مِنْ كُلِّ جِنْسٍ يَعْنِي الْغَنَمِيِّ بِالْغَنَمِيِّ وَالْبَقَرِيِّ بِالْبَقَرِيِّ وَفِي الْمُخْتَلِفِ جَائِزٌ وَفِي الطُّيُوْرِ وَالسُّمُوْكِ مَا كَانَ تَحْتَ اِسْمٍ وَاحِدٍ كَانَ جِنْسًا وَّاحِدًا وَالْوَحْشِيُّ مِنْ كُلِّ جِنْسٍ مُخَالِفٌ لِاَهْلِيِّهٖ فَالْاٰنَ لَا رِبٰو اِلَّا فِيْ مَكِيْلٍ اَوْ مَوْزُوْنٍ فَنَنْظُرُ نَا اِلٰى عَهْدِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَ مَكِيْلًا اَوْ مَوْزُوْنًا فِيْ عَصْرِهٖ نَحْكُمُ عَلَيْهِ وَاِنْ تَغَيَّرَ فِيْ هٰذَا لزَّمَانِ وَمَا لَمْ يَكُنْ مَّكِيْلًا اَوْ مَوْزُوْنًا فِيْ زَمَانِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا رِبٰو فِيْهِ وَلَوْ كَانَ مَعْدُوْدًا يَجُوْزُ التَّفَاضُلُ فِيْهِ وَفِي الْمَجَاهِيْلِ رَجَعْنَا اِلٰى عَادَةِ الْبُلْدَانِ وَفِيْ كُلِّ بَلْدَةٍ يُحْكَمُ بِعَادَتِهَا فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبِيْعَ الدَّقِيْقَ بِالْحِنْطَةِ وَجَبَ بِالْوَزْنِ لَا بِالْكَيْلِ لِرِعَايَةِ التَّمَاثُلِ وَالْحَذَرِ عَنِ التَّفَاضُلِ وَالزِّلُو وَلَا رِبٰو بَيْنَ الْوَالِدِ وَ وَلَدِهٖ وَلَوْ اَخَذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْفَضْلَ مِنَ الْاٰخَرِ وَلَا بَيْنَ الرَّجُلِ وَزَوْجَتِهٖ وَلَا بَيْنَ الْمَوْلٰى وَ مَمْلُوْكِهٖ وَلَا بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْكَافِرِ -

مرابحہ، مواضعہ اور تولیہ کی صورتوں میں خرید و فروخت کا معاملہ

مرابحہ کی تعریف: ابتدائی خرید و فروخت میں آدمی جس چیز کا مالک بن گیا ہو اس چیز کو کچھ نفع کے اضافے سمیت پہلی قیمت کے عوض میں کسی کو منتقل کرنے کا نام مرابحہ ہے۔

مواضعہ کی تعریف: ابتدائی خرید وفروخت میں آدمی جس چیز کا مالک بن گیا ہو اس چیز کو پہلی قیمت میں کچھ کم کر کے اس کے عوض میں کسی کو منتقل کرنے کا نام مواضعہ ہے۔

تولیہ کی تعریف: ابتدائی خرید وفروخت میں آدمی جس چیز کا مالک بن گیا ہو اس چیز کو اس کی پہلی قیمت میں کسی قسم کا اضافہ یا کسی قسم کی کمی کئے بغیر اس کے عوض میں کسی کو منتقل کرنے کا نام تولیہ ہے۔ چنانچہ مرابحہ، مواضعہ اور تولیہ کی صورتوں میں واجب حکم اصل زر کو معین کرنا، نفع کے طور پر اصل زر پہ اضافے کی مقدار کو معین کرنا۔ نرمی کے طور پر اصل زر سے کم کی گئی مقدار کو معین کرنا یا راست بازی کے طور پر اصل زر میں برابری کا لحاظ رکھنے کی صورت کو معین کرنا ہیں۔ اگر فروخت کرنے والا شخص اصل زر کے بتانے میں راست بازی کا ثبوت نہ دے۔ اور اس کا جھوٹ عیاں ہو جائے تو خریدار کو اس چیز کے واپس کرنے اور اسے قبول کرنے کی صورتوں کا اختیار ہوگا۔ مناسب یہ ہے کہ خریدار کسی قسم کے اضافے، کسی قسم کی کمی یا کسی حیلہ سازی کے بغیر یوں کہے کہ میں نے اس چیز کو اتنی قیمت میں خریدا۔ اگر خریدار اصل زر پہ دھوبی، رنگریز یا کسی اور معاملے کی اجرت کا اضافہ کرنا چاہے تو مناسب ہے کہ وہ یوں کہے۔ یہ چیز مجھے اتنی لاگت پہ ملی ہے یا یوں کہے! یہ چیز مجھ کو اتنی اتنی لاگت میں پڑی ہے۔ جو شخص کئی سامان خریدے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان میں سے بعض سامان کو مرابحہ کے طور پر فروخت کرے جبکہ ہر ہر عدد سامان برابر برابر ہو مگر خریدار کو اس سامان کی اصل صورت حال سے باخبر کرنے کے بعد ایسا کرنا جائز ہے اگر کوئی شخص کسی حاملہ گھوڑی کو خریدے اور گھوڑی بچہ جنے پھر وہ شخص گھوڑی کو فروخت کرنا چاہے اور اس کے ٹٹو کو نہ بیچے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا مگر خریدار کو اس صورت حال سے باخبر کرنے کے بعد ایسا کرنا جائز ہوگا۔

اقالہ کا مسئلہ

خرید وفروخت کرنے والے دونوں افراد کی رضامندی سے کسی قسم کے اضافے یا کمی کے بغیر پہلی قیمت کے برابر کے عوض میں خرید وفروخت کے معاملے کے فسخ کرنے کا نام اقالہ ہے۔ اقالہ کرنا فروخت شدہ چیز کے باقی رہنے کی شرط کے ساتھ جائز ہے۔ اگر قیمت نابود ہو جائے تو یہ صورت حال اقالہ کرنے سے باز نہیں رکھتی۔

سود کا مسئلہ

سود کا معاملہ ناپی جانے والی کھانے وغیرہ کی چیزوں، تولی جانے والی کھانے وغیرہ کی چیزوں اور نقدین میں یعنی سونا اور چاندی میں متحقق ہو جاتا ہے لہذا آٹے اور روٹی کے عوض میں گندم کی خرید وفروخت کا معاملہ جائز نہیں زائد لینے کی

صورت میں ایک ہی جنس کی ثابت چیز کے عوض میں ٹوٹی ہوئی چیز کی خرید وفروخت کا معاملہ جائز نہیں ہے اور نہ ہی زائد لینے کی صورت میں ایک ہی جنس کی گھٹیا چیز کے بدلے میں عمدہ چیز کی خرید وفروخت کا معاملہ جائز ہے برابر برابر لینے کی صورت میں ایسی چیزوں کی خرید وفروخت جائز ہے۔ خواہ زائد حقیقتاً ہو یا تقدیری طور پر ہو مثلاً منافع کی شرط پر قرض حاصل کرنا۔ دونوں صورتوں میں زائد لینے کی صورت میں ایک ہی جنس کے معاملے میں سود ثابت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا خرید وفروخت کے معاملوں میں سود سے بچنا واجب ہے۔ سود ایک ایسا حرام معاملہ ہے جس کے حرام ہونے پر کلام الٰہی اور رسول ﷺ کے فرمان کی دلالت موجود ہے۔ پس زائد لینے کی صورت میں آدھا کے طور پر ایک جنس کے بدلے میں اسی جنس کی خرید وفروخت جائز نہیں اور نقد کے طور پر برابر برابر لینے کی صورت میں ایسا کرنا جائز ہے اسی طرح سے معاملہ صرف کی صورت میں صرف برابر لے کر نقد کے طور پر ہی خالص قیمت یا کھوٹ والی قیمت کے برابر فروخت اپنی جیسی قیمت کے بدلے میں جائز ہو سکتی ہے۔ ان میں زائد لینا سود ہے، ان کے ادھار کا معاملہ بھی اسی طرح سے سود میں شامل ہے۔ چنانچہ قیمتوں کی خرید وفروخت کی صورت میں دونوں معاملہ کنندگان کے ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے دونوں طرف سے قبضہ کرنا واجب ہے۔ نقد کے طور پر نقد لینے کی صورت میں چاندی کے بدلے میں سونے کی خرید وفروخت اور سونے کے بدلے میں چاندی کی خرید وفروخت سے کوئی سود لازم نہیں آتا۔ جو جو چیز ایک ہی جنس سے بنائی جاتی ہو اس کی خرید وفروخت کی صورت میں زائد لینا حرام ہے۔ مثلاً آٹے کے بدلے میں گندم یا ستو کے بدلے میں جو کی خرید وفروخت کا معاملہ، جو جو چیز کھجور یا انگور سے بنائی جاتی ہو تو کھجور اور انگور کے عوض میں اس کی خرید وفروخت جائز نہیں۔ پس جو چیز کھجور سے بنائی جاتی ہو تو انگور کے عوض میں اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور جو چیز انگور سے بنائی جاتی ہو تو کھجور کے عوض میں اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔ نیز اس چیز کے عوض میں بھی اس کی خرید وفروخت جائز ہے جو کھجور سے بنائی جاتی ہو مثلاً انگور اور کھجور کے دوشاب انگور او کھجور کا سرکہ دونوں صورتوں کے درمیان برابری کا علم ہوئے بغیر سونے کے بدلے میں سونے کے زیورات کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ اگر چہ دونوں کی معاملہ کنندگان آپس میں رضامندی ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ آپس کی رضامندی سے سود حلال نہیں ہو سکتا۔ درہموں کے عوض میں یہ خرید وفروخت جائز ہے۔ اگر چہ زائد لینے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔

گوشت اور جانور کے تبادلے کا مسئلہ

کسی حیوان کے بدلے میں اسی جنس حیوان کے گوشت کی خرید وفروخت کا معاملہ جائز نہیں۔ مثلاً بھیڑ کے بدلے

میں بھیڑ کا گوشت اور گائے کے بدلے میں گائے کا گوشت، گائے اور بھینس ایک ہی جنس کے جانور ہیں۔ بھیڑ اور بکرے ایک ہی جنس کے جانور ہیں۔ دودھ کے معاملے کی صورت میں بھی حکم ایسا ہی ہے۔ ہر ہر جنس کے حاصل شدہ گھی یا مکھن یا پنیر یا لسی یا دہی یا دودھ میں سے بعض کے بدلے میں بعض کی خرید وفروخت زائد لینے کی صورت میں جائز نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ بھیڑ کے دودھ کے بدلے میں بھیڑ کے دودھ اور گائے کے دودھ کے بدلے میں گائے کے دودھ کی خرید وفروخت زائد لینے کی صورت میں جائز نہیں ہے۔ مختلف جنس کے دودھ ہونے کی صورت میں ایسا کرنا جائز ہے۔

پرندے اور مچھلیوں میں سے جو جو ایک ہی نام کے تحت آتے ہوں وہ ایک ہی جنس کے پرندے اور مچھلیاں ہوں گی۔ ہر جنس کا جنگلی جانور اس جنس کے گھریلو جانور کا مخالف متصور ہوگا۔ چنانچہ اب سود ناپی جانے والی چیزوں اور تولی جانے والی چیزوں میں متحقق ہوجاتا ہے۔ لہذا ہم نے اپنے نبی کریم ﷺ کے زمانے کو دیکھا پس جو جو چیزیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ناپی جانے والی یا تولی جانے والی تھی ہم بھی ان پر وہی حکم لگائیں گے۔ اگر چہ اس زمانے میں اس میں کوئی تبدیلی ہی کیوں نہ ہوئی ہو اور جو چیزیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ناپی جانے والی یا تولی جانے والی نہیں تھی تو ان میں کسی قسم کا سود متحقق نہیں ہوگا۔ اگر کوئی چیز گنی جانے والی ہو تو اس کی خرید وفروخت کی صورت میں زائد لینا جائز ہے۔ نامعلوم چیزوں کے بارے میں ہم نے شہروں کے رواج کی طرف رجوع کیا۔ چنانچہ ہر ہر شہر میں اس کے رواج کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ پس جو شخص گندم کے بدلے میں آٹے کی خرید وفروخت کا ارادہ کرے تو اس کے لئے برابری کا لحاظ رکھنے اور زائد اور سود سے بچنے کی خاطر وزن کر کے معاملہ کرنا واجب ہے۔ ناپ کر نہیں۔

عدم سود

۱۔ باپ اور بیٹے کے آپس میں کوئی سود نہیں اگر چہ ہر ایک دوسرے سے زائد مال ہی کیوں نہ لے لے۔

۲۔ میاں بیوی دونوں کے آپس میں کوئی سود نہیں۔

۳۔ آقا اور اس کے غلام کے آپس میں کوئی سود نہیں۔

۴۔ مسلمان اور کافر کے آپس میں کسی قسم کا کوئی سود نہیں۔

أَمَّا الْخِيَارُ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ فَيَثْبُتُ فِيْ مَوَاضِعَ مِنْهَا خِيَارُ الْمَجْلِسِ كُلٌّ مِنَ الْمُتَبَايِعَيْنِ مُخَيَّرٌ فِيْ إِمْضَاءِ الْبَيْعِ وَفَسْخِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِذَا قَامَا مِنَ الْمَجْلِسِ مُصْطَحِبَيْنِ بَقِيَ الْخِيَارُ بَعْدَ الرُّؤْيَةِ

فِي الْإِمْضَاءِ وَالْفَسْخِ مَادَامَ كَذَالِكَ وَمِنْهَا خِيَارُ الرُّؤْيَةِ فَمَنِ اشْتَرٰى شَيْئًا وَّلَمْ يَرَهُ فَلَهُ الْخِيَارُ بَعْدَ الرُّؤْيَةِ فِي الْإِمْضَاءِ وَالْفَسْخِ وَرُؤْيَةُ بَعْضِ الْمَبِيْعِ تَكْفِيْ فِيْ مُتَسَاوِي الْأَجْزَاءِ وَفِيْ مُخْتَلِفِ الْأَجْزَاءِ لَابُدَّ مِنْ رُؤْيَةِ جَمِيْعِهٖ وَلَوْ رَاٰى الْمَبِيْعَ وَمَضَتْ مُدَّةٌ فَفِيْ قَابِلِ التَّغَيُّرِ لَاتَكْفِيْ تِلْكَ الرُّؤْيَةُ وَفِيْمَا لَمْ يَتَغَيَّرْ تَكْفِيْ رُؤْيَتُهُ الْمُتَقَدِّمَةُ عَلَى الْبَيْعِ بِأَيَّامٍ أَوْشُهُوْرٍ أَوْسِنِيْنَ وَمِنْهَا خِيَارُ الشَّرْطِ مِنَ الْمُتَبَايِعَيْنِ أَوْمِنْ أَحَدِهِمَا إِلٰى مُدَّةٍ مُعَيَّنَةٍ فَلِكُلٍّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْخِيَارُ إِلٰى انْقِضَاءِ هٰذِهِ الْمُدَّةِ الَّتِيْ عُيِّنَتْ وَإِنْ لَّمْ تُعَيَّنِ الْمُدَّةُ فَخِيَارُهُمَا إِلٰى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَفِيْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ إِنْ كَانَ الْمَبِيْعُ فِيْ يَدِ الْبَائِعِ وَتَلَفَ تَلَفَ مِنْ مَالِ الْبَائِعِ وَإِنْ كَانَ فِيْ يَدِ الْمُشْتَرِيْ وَتَلَفَ تَلَفَ مِنْ مَالِ الْمُشْتَرِيْ وَمِنْهَا خِيَارُ الْعَيْبِ لَوْ بَاعَ شَيْئًا فَظَهَرَ فِيْهِ عَيْبٌ فَلِلْمُشْتَرِيْ الْخِيَارُ فِيْ رَدِّهٖ وَ أَخْذِ الْأَرْشِ يَعْنِيْ يَرٰى قِيْمَتَهُ مَعَ هٰذَا الْعَيْبِ وَبِدُوْنِ هٰذَا الْعَيْبِ فَالتَّفَاوُتُ بَيْنَ الْقِيْمَتَيْنِ كَانَ أَرْشَ الْعَيْبِ وَمِنْهَا خِيَارُ التَّدْلِيْسِ وَهُوَ أَنْ يُزَيِّنَ الْمَبِيْعَ بِشَيْءٍ يَسْتُرُ حَقِيْقَةَ أَمْرِهٖ كَمَا سُتِرَ شَيْبُ الْجَارِيَةِ بِصَبْغِ شَعْرِهَا وَغَيْرِهٖ وَالتَّصْرِيَةُ فِي الْغَنَمِ وَالْبَقَرِ وَالنَّاقَةِ نَوْعٌ تَحْتَ جِنْسِ التَّدْلِيْسِ وَهِيَ أَنْ يُحْبَسَ اللَّبَنُ بِشَدٍّ خَلْفِ النَّاقَةِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ لِيَظُنَّ الْمُشْتَرِيْ لَبَنَ الْمَبِيْعِ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ فَإِنْ رَدَّهُ لَايَلْزَمُ رَدُّ قِيْمَةِ اللَّبَنِ لِأَنَّهُ كَانَ مِلْكَهُ وَالرَّدُّ كَبَيْعٍ اٰخَرَ وَمِنْهَا خِيَارُ فَقْدِ الصِّفَةِ الَّتِيْ ذَكَرَهَا الْبَائِعُ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِيْهِ الصِّفَةَ الْمَذْكُوْرَةَ فَلِلْمُشْتَرِيْ الْخِيَارُ فِيْ رَدِّهٖ وَمَنْ بَاعَ وَلَمْ يَقْبِضِ الثَّمَنَ وَلَمْ يُسَلِّمِ الْمَبِيْعَ وَلَمْ يُشْتَرَطْ تَاخِيْرُ الثَّمَنِ فَالْبَيْعُ ثَابِتٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ لَمْ يَجِيْ الْمُشْتَرِيْ بِالثَّمَنِ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثِ كَانَ الْبَائِعُ أَوْلٰى بِالْمَبِيْعِ وَلَوْ تَلَفَ كَانَ مِنْ مَّالِ الْبَائِعِ وَلَوِ اشْتَرٰى مَايُفْسِدُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ فَإِنْ جَاءَ بِالثَّمَنِ إِلٰى اٰخِرِ الْيَوْمِ صَحَّ الْبَيْعُ وَإِلَّا فَلَا ابْتِيَاعَ لَهُ وَإِذَا مَاتَ ذُوالْخِيَارِ بَائِعًا كَانَ أَوْمُشْتَرِيًا ﹰ انْتَقَلَ الْخِيَارُ إِلَى الْوَارِثِ وَلَوْ كَانَ مَنْ مَّاتَ مَمْلُوْكًا مَأْذُوْنًا انْتَقَلَ الْخِيَارُ إِلٰى مَوْلَاهُ -

وَاَمَّا السَّلَمُ فَهُوَ ابْتِيَاعُ شَيْءٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ بِمَالٍ حَاضِرٍ وَّالْمَبِيْعُ فِيْ ذِمَّةِ الْبَائِعِ اِلَى الْوَقْتِ الْمُؤَجَّلِ وَيَنْعَقِدُ بِكُلِّ لَفْظٍ يَدُلُّ عَلَى الْبَيْعِ فِي الذِّمَّةِ كَبِعْتُ وَاَسْلَمْتُ وَسَلَفْتُ وَغَيْرِهَا بِاَيِّ لُغَةٍ يَحْصُلُ مِنْهَا هٰذَا الْمَعْنٰى وَهُوَ يَجُوْزُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ يَنْضَبِطُ وَلَا يَجُوْزُ فِيْمَا لَا يَنْضَبِطُ فَلِذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ فِي الْجَوَاهِرِ النَّفِيْسَةِ وَاللَّاٰلِيْ وَلَا فِي الْاَشْيَاءِ النَّادِرِ وُجُوْدُهَا وَلَوِ انْضَبَطَ مِنْهَا شَيْئٌ يَجُوْزُ بَيْعُهَا لِمَنْ يُخْرِجُهَا مِنَ الْمَعْدَنِ اَوِ الْبَحْرِ بِتَقْوِيْمِ الْجَوْهَرِيِّ وَلَا يَجُوْزُ السَّلَمُ فِي الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ لِشَوْبِهٖ بِالرِّبٰو وَلَا فِي الْعِقَارِ وَالْاَرَاضِيْ لِاَنَّ بَيْعَهَا لَا يَحْتَاجُ اِلَى السَّلَمِ وَيَجُوْزُ السَّلَمُ فِي الْمَكِيْلَاتِ وَالْمَوْزُوْنَاتِ وَالْمَعْدُوْدَاتِ وَالْمَزْرُوْعَاتِ مِنَ الْمَاكُوْلَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ وَالْمَلْبُوْسَاتِ كَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْاَرُزِّ وَالسُّمُوْنِ وَالْخُضَرِ وَالْفَوَاكِهِ وَالْحَيَوَانَاتِ الَّتِيْ تَنْضَبِطُ بِالْوَصْفِ اِنْسَانًا كَانَ اَوْ غَيْرَهٗ وَالْقُطْنِ وَالْاِبْرِيْسَمِ وَالْكَتَّانِ وَالْبِسَاطِ كَالْحَصِيْرِ وَالْبَوَارِيْ وَغَيْرِهَا -

وَلِلسَّلَمِ شَرَائِطُ مِنْهَا ذِكْرُ التَّمْيِيْزِ بِعُرْفِ الْبَلَدِ الْجِنْسَ كَالْاِبْرِيْسَمِ وَالْحِنْطَةِ وَغَيْرِهِمَا وَمِنْهَا ذِكْرُ الْوَصْفِ الَّذِيْ يُمَيِّزُهٗ عَنْ سَائِرِ اَنْوَاعِهٖ وَمَتٰى تَمَيَّزَ بِعُرْفِ الْبَلَدِ وَعَادَتِهِمْ لَمْ يَحْتَجْ اِلَى الْاِسْتِقْصَاءِ فِي الْوَصْفِ وَمِنْهَا تَسْلِيْمُ رَاْسِ الْمَالِ اِلَى الْبَائِعِ فِيْ مَجْلِسِ الْعَقْدِ قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا فَلِذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ السَّلَمُ بِالدَّيْنِ وَمِنْهَا تَعْيِيْنُ السَّلَمِ بِالْكَيْلِ اَوِ الْوَزْنِ اَوِ الذِّرَاعِ اَوِ الْعَدَدِ تَعْيِيْنًا صَرِيْحًا عَامًّا صَحِيْحًا بِعُرْفِ الْبَلَدِ وَعَادَتِهِمْ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّقُوْلَ بِكَيْلٍ اَنَا اُعَيِّنُهٗ وَهُوَ غَيْرُ الْكَيْلِ الْمُتَعَارِفِ فِي الْبَلَدِ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ عَقْدِ السَّلَمِ مِنْ ثَمَرَةِ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اَوْ حِنْطَةِ هٰذِهِ الْمَزْرَعَةِ لِاَنَّ السَّلَمَ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْدُوْمًا عِنْدَ الْعَقْدِ مَوْجُوْدًا عِنْدَ انْقِضَاءِ الْاَجَلِ فَلَوْ عَيَّنَ مِنْ ثَمَرَةِ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ بِعَيْنِهَا لَا يَجُوْزُ بَيْعُهَا قَبْلَ بَدْءِ صَلَاحِهَا وَلَوْ كَانَ مِمَّا يَبْدُوْ صَلَاحُهَا لَمْ يَكُنْ سَلَمًا بَلْ كَانَ بَيْعًا بِالتَّعْجِيْلِ لَا بِالتَّاجِيْلِ وَمِنْهَا تَعْيِيْنُ الْاَجَلِ الَّذِيْ

لَا يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ كَعِيْدِ النَّحْرِ اَوْعِيْدِ الْفِطْرِ وَلَوْعَيَّنَ شَهْرَ رَمَضَانَ اَوْذَا الْقَعْدَةِ اَوْ شَهْرًا اٰخَرَ كَانَ الْاَجَلُ اَوَّلَهُ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ اَوْشَهَادَةِ الرِّجَالِ وَلَوْ اَجَّلَ وَقْتًا مُبْهَمًا كَانَ يَقُوْلُ مَتٰى اَرَدْتُ اَوْوَقْتَ قُدُوْمِ الْحَاجِّ كَانَ بَاطِلًا لِاَنَّهُ يَحْتَمِلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ وَ مِنْهَا وُجُوْدُ الْمُسْلَمِ فِيْهِ عِنْدَ اِنْقِضَاءِ الْاَجَلِ وَمِنْهَا ذِكْرُ مَوْضِعِ التَّسْلِيْمِ اِنْ كَانَ فِيْ نَقْلِهٖ مُؤْنَةٌ وَّاِنْ لَّمْ يَكُنْ كَذَالِكَ فَلَا حَاجَةَ اِلٰى تَعْيِيْنِهٖ وَتَصِحُّ الْاِقَالَةُ فِي السَّلَمِ كَمَا تَصِحُّ فِيْ سَائِرِ الْبُيُوْعِ

خرید وفروخت کرنے والے افراد کے لئے سوچنے کے مواقع کا مسئلہ

دونوں معاملہ کنندگان کے لئے چند مواقع میں سوچنے کا اختیار حاصل ہے۔

۱۔ مجلس میں سوچنے کا اختیار

خرید وفروخت کا معاملہ کرنے والے دونوں افراد میں سے ہر ہر فرد کو معاملے کے نافذ کرنے اور اسے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے جب تک کہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں۔ جب وہ دونوں مجلس سے ساتھ ساتھ اٹھ کھڑے ہوں تو چیز کو دیکھنے کے بعد معاملے کے نافذ کرنے اور اسے فسخ کرنے کا اختیار اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ دونوں ساتھ ساتھ ہوں۔

۲۔ چیز کو دیکھ کر سوچنے کا اختیار

جو شخص کوئی چیز خریدے جس کو اس نے ابھی دیکھا ہی نہ ہو تو اسے دیکھ لینے کے بعد خریدار کو معاملے کے نافذ کرنے اور اسے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ جن چیزوں کے اجزاء برابر برابر ہوں تو ان کے بعض حصے کا دیکھ لینا کافی ہے مختلف اجزا والی تمام چیزوں کے تمام حصوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو تو دیکھ لے اور ایک عرصہ گزر جائے تو تغیر پذیر چیز نہ ہونے کی صورت میں خرید وفروخت کے لئے اس کا پہلا دیکھنا کافی ہے خواہ دیکھ کر کئی دن گزرے ہوں، کئی ماہ گزرے ہوں یا کئی سال۔

۳۔ شرط رکھنے کا اختیار

شرط کا اختیار معاملہ کرنے والے دونوں کو یا ان میں سے ایک کو ایک مقررہ مدت تک کے لئے حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ مقررہ مدت کے گزر جانے تک دونوں کے لئے سوچنے کا اختیار ہوگا۔ اس عرصہ میں اگر وہ چیز فروخت کنندہ کے پاس ہو اور وہ ضائع ہو جائے تو فروخت کنندہ کے مال سے اگر وہ چیز خریدار کے قبضے میں ہو اور ضائع ہو جائے تو خریدار کے مال سے ضائع ہو جائے گی۔

۴۔ عیب کے بارے میں سوچنے کا اختیار

اگر کوئی شخص کسی چیز کو فروخت کرے اور اس چیز میں کوئی عیب نکل آئے تو خریدار کو اس کے واپس کرنے اور تاوان وصول کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ عیب دار ہونے اور بے عیب ہونے کی حالتوں میں وہ اس چیز کی قیمت کو دیکھے گا۔ دونوں حالتوں کی قیمتوں میں جو باہمی فرق نمایاں ہوگا وہی فرق تاوان عیب ہوگا۔

۵۔ فریب کی صورت میں سوچنے کا اختیار

فریب دینے کی صورت یہ ہے کہ آدمی فروخت کی جانے والی چیز کو کسی ایسی چیز سے آراستہ و پیراستہ کرے کہ وہ اس کی حقیقت حال کو چھپا دے۔ مثلاً خضاب وغیرہ لگانے کی صورت میں لونڈی کے سفید بالوں کی پردہ پوشی کی جائے۔ بھیڑ، بکری گائے اور اونٹنی کا تصریہ کرنا فریب کاری کی ایک قسم ہے۔ تصریہ کا مطلب یہ ہے کہ بھیڑ بکری یا گائے یا اونٹنی کی تھنوں کے سروں کو باندھ کر دودھ کو بند رکھا جائے تاکہ خریدار یہ گمان کر بیٹھے کہ اس کا دودھ بہت زیادہ ہے اگر خریدار اس جانور کو واپس کرے تو دودھ کی قیمت کا واپس کرنا لازم نہیں کیونکہ دودھ تو اس کی ملکیت تھا اور واپس کرنا ایک اور خرید و فروخت کی مانند ہے۔

۶۔ فروخت کرنے والے کی ذکر کردہ صفت کے مفقود ہونے کی صورت میں سوچنے کا اختیار

اگر فروخت کرنے والے کی بیان کردہ صفت اس چیز میں نہ پائی جائے تو خریدار کو اس چیز کو واپس کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔ جو شخص کسی چیز کو فروخت کرے اور قیمت پر قبضہ نہ کرے نہ ہی وہ اس چیز کو خریدار کے حوالے کرے اور نہ ہی قیمت کا موخر کرنا شرط ہو تو تین دنوں تک خرید و فروخت کا معاملہ برقرار رہے گا۔ اگر تین دنوں میں خریدار قیمت لے کر نہ آئے تو فروخت کرنے والا اس چیز کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو فروخت کنندہ کے مال سے ہی ضائع ہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی چیز کو خریدے جو ایک ہی دن کے اندر خراب ہو جاتی ہو تو اگر خریدار دن کے آخری حصے میں قیمت لے کر آئے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کے حق میں کسی قسم کی خریداری نہ ہوگی۔ اگر سوچنے کا اختیار رکھنے والا کوئی شخص

مر جائے خواہ وہ فروخت کنندہ ہو یا خریدار یہ اختیار اس کے وارث کو منتقل ہو جاتا ہے۔ اگر مرنے والا کوئی شخص کوئی اجازت یافتہ غلام ہو تو اس کا وہ اختیار آقا کو منتقل ہو جائے گا۔

سلم کے معاملے کا مسئلہ

مال حاضر کے عوض میں ایک معلوم وقت تک کسی چیز کے خریدنے کا نام سلم ہے۔ اور فروخت کی جانے والی چیز مقررہ وقت تک کیلئے فروخت کنندہ کے ذمے واجب الایصال رہتی ہے۔ سلم کا معاملہ ہر اس لفظ سے منعقد ہوجاتا ہے جو ذمے والے معاملے پر دلالت کرتا ہو۔ مثلاً کہے۔ میں نے خریدا۔ میں نے سلم کا معاملہ کیا میں نے سودا سلف کیا اور اس کے علاوہ جس زبان میں بھی یہ معنی حاصل ہو جائے درست ہے۔ حقیقت کے منضبط ہونے والی ہر چیز کے ساتھ سلم کا معاملہ کرنا جائز ہے اور حقیقت کے منضبط نہ ہونے والی ہر چیز کے ساتھ سلم کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے بیش قیمت جواہرات اور موتیوں کے ساتھ سلم کا معاملہ جائز نہیں ہوتا ہے۔ نہ ان چیزوں کے ساتھ سلم کا معاملہ کرنا جن کا وجود شاذ و نادر ہو۔ اگر ان چیزوں میں سے کوئی ایک چیز منضبط ہو سکتی ہو تو اسی قسم کی چیزوں کی خرید و فروخت کا معاملہ جوہری کی قیمت لگانے کی صورت میں اس شخص کے لئے جائز ہے جو ان چیزوں کو معدن یا دریا سے نکال لاتا ہے۔ سود کی آمیزش کی وجہ سے درہموں اور دیناروں کے ساتھ سلم کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی گھریلو ساز و سامان اور زینوں کے ساتھ سلم کا معاملہ جائز ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کی خرید و فروخت کا معاملہ سلم والے معاملہ کا محتاج نہیں ہوتا۔

خوردنی اشیاء، مشروبات اور ملبوسات میں سے ناپی جانے والی چیزوں، تولی جانے والی چیزوں، گنی جاتی والی چیزوں اور گز کے حساب سے دی جانے والی چیزوں کے ساتھ سلم کا معاملہ کرنا جائز ہے۔ مثلاً گندم، جو، چاول، گھی، سبزیاں، میوے، وصف کے ساتھ منضبط ہونے والے حیوانات خواہ انسان ہو یا کوئی اور، روئی، ریشم، سوت اور بچھونے مثلاً چٹائی اور بوریاں وغیرہ۔

سلم کے شرائط

۱۔ علاقائی رواج کے مطابق کسی جنس کا دوسروں سے ممتاز کرنے کا ذکر کرنا مثلاً ریشم اور گندم وغیرہ۔

۲۔ اُس وصف کا ذکر کرنا جو کسی چیز کو اپنی تمام اقسام سے ممتاز کرے۔ جب کوئی چیز علاقائی رسم و رواج کے مطابق خود ممتاز ہو تو اُس کے وصف بیان کرنے میں انتہائی رویہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ معاملے کی مجلس میں دونوں کا ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے اصل زر (سرمایہ) کو فروخت کرنے والے کے سپرد کر دینا۔ اس شرط کی وجہ سے کسی قرض کے عوض میں سلم کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوتا۔

۴۔ علاقائی رسم و رواج عام فہم درست اور واضح یقین کی صورت میں ناپ تول، گز یا گنتی کے ساتھ سلم والی چیز کا معین کرنا۔ یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی پیمانے کے بارے میں کہے کہ میں اس کو مقرر کرتا ہوں جبکہ وہ پیمانہ شہر کے جانے پہچانے پیمانے کے سوا ہو۔ سلم کے معاملے کی صورت میں یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ میں اس درخت کے پھل سے دوں گا یا اس کھیت کی گندم سے دوں گا۔ کیونکہ جائز ہے کہ سلم والی چیز معاملہ کرتے وقت نابود ہو اور مقررہ وقت کے گزر جانے کے دوران موجود ہو۔ اگر یہ مقرر کرے کہ بعینہ اس درخت کے پھل سے دیا جائے گا۔ تو اس پھل کی انتفاعی صلاحیت نمودار ہونے سے پہلے اُس کی خرید و فروخت کا معاملہ جائز نہیں ہوگا۔ اگر وہ پھل ایسا ہو جس کی انتفاعی صلاحیت نمودار ہو چکی ہو تو اُس کے ساتھ معاملہ کرنا سلم والا معاملہ نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ جلدی سے کی جانے والی خرید و فروخت ہوگی نہ کہ تاخیر سے انجام پانے والا معاملہ۔

۵۔ کسی ایسی وقت کا معین کرنا جو کمی بیشی کو قبول نہ کرتا ہو۔ مثلاً عید قربان اور عید الفطر۔ اگر رمضان کا مہینہ یا ذیقعدہ کا مہینہ معین کرے تو مقررہ مدت رویت ہلال یا شہادت سے طے پانے والی پہلی تاریخ ہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی مبہم وقت کو مقرر کرے۔ مثلاً وہ کہے کہ جب بھی میں چاہوں گا دیدوں گا۔ یا حاجیوں کی آمد کے وقت دے دوں گا۔ تو یہ صورت باطل ہوگی۔ کیونکہ یہ مبہم وقت کمی بیشی کا احتمال رکھتا ہے۔

۶۔ مقررہ وقت کے گزر جانے کے وقت معاملہ سلم میں فروخت شدہ چیز کا موجود ہونا۔

۷۔ خریدار کو چیز کے حوالے کرنے کی جگہ کا ذکر کرنا بشرطیکہ اُس چیز کے منتقل کرنے میں کچھ لاگت آتی ہو اگر صورت حال ایسی نہ ہو تو سپرد کرنے کی جگہ کے معین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خرید و فروخت کے تمام معاملات میں درست ہونے کی طرح سلم کے معاملے میں اقالہ کرنا درست ہے۔

❀❀❀

بَابُ الْقَرْضِ

يَصِحُّ الْقَرْضُ فِيمَا يَصِحُّ فِيهِ السَّلَمُ كَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ كَيْلًا وَّوَزْنًا وَّالْخُبْزِ وَزْنًا وَعَدَدًا كَمَا كَانَ مُتَعَارَفًا وَالذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ كَذَالِكَ وَهُوَ مُسْتَحَبٌّ لِأَنَّهُ مُعَاوَنَةٌ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْمُفْلِسِينَ وَهُوَ يُمْلَكُ بِالْقَبْضِ وَلَوْ شُرِطَ فِيهِ التَّاجِيلُ لَمْ يَلْزَمْ وَلَوْ شُرِطَ الرَّهْنُ فِيهِ يَلْزَمُ وَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ وَصَاحِبُهُ فَقَدَ اَوْغَابَ غَيْبَةً مُنْقَطِعَةً يَجِبُ عَلَى الْمَدْيُونِ قَضَاءُ دَيْنِهِ وَعَزْلُهُ مِنْ مَالِهِ عِنْدَ وَفَاتِهِ وَالْوَصِيَّةُ بِأَنْ يُوصِلَ اِلَيْهِ الْوَصِيُّ اَوْ اِلَى وَرَثَتِهِ اِنْ ثَبَتَ مَوْتُهُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ يَتَصَدَّقُ الْوَصِيُّ بِهِ عَنْهُ۔

اَمَّا الرَّهْنُ فَهُوَ وَثِيقَةٌ لِدَيْنِ الْمُرْتَهِنِ وَلَا بُدَّ فِي الْاِرْتِهَانِ مِنَ الْاِيجَابِ وَالْقَبُولِ وَالْاِيجَابُ لَفْظٌ يَدُلُّ عَلَى الْاِرْتِهَانِ كَقَوْلِ الرَّاهِنِ رَهَنْتُكَ اَوْهٰذَا الشَّيْئُ وَثِيقَةٌ عِنْدَكَ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبُكَ بِاَنْ لَّا يَفُوتَ مَالُكَ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْعِبَارَاتِ الْمُؤَدِّيَةِ لِهٰذَا الْمَعْنٰى وَالْقَبُولُ هُوَ اَنْ يَّرْضَى الْمُرْتَهِنُ بِذٰلِكَ الْاِيجَابِ وَيَقْبِضَ الرَّهْنَ فَكُلُّ مَا يَجُوزُ بَيْعُهُ يَجُوزُ رَهْنُهُ اِلَّا الْمُشَاعَ فَاِنَّ الْمُشَاعَ يَجُوزُ بَيْعُهُ وَلَا يَجُوزُ رَهْنُهُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ الشُّرَكَاءِ وَرِضَاهُمْ وَكُلُّ مَا يَجُوزُ رَهْنُهُ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ كَمَبِيعٍ مَا يَتَبَرَّعُ صَدِيقُكَ لِلرَّهْنِ فَيَجُوزُ لَكَ رَهْنُهُ وَلَا يَجُوزُ لَكَ بَيْعُهُ فَصَارَ الرَّهْنُ اَعَمَّ مِنَ الْبَيْعِ وَيَجِبُ اَنْ يَّكُونَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ بَالِغَيْنِ عَاقِلَيْنِ جَائِزَيِ التَّصَرُّفِ يَعْنِي بَرِيئَيْنِ مِنَ السَّفَهِ وَالتَّبْذِيرِ وَلَا يَجُوزُ لِلرَّاهِنِ التَّصَرُّفُ فِي الْمَرْهُونِ بَعْدَ الْعَقْدِ اِلَّا بِاِذْنِ الْمُرْتَهِنِ وَلَا يَجُوزُ لِلْمُرْتَهِنِ الْاِنْتِفَاعُ بِالْمَرْهُونِ لِاَنَّ الْاِنْتِفَاعَ بِهِ كَانَ رِبٰو وَالرَّهْنُ كَالْاَمَانَةِ عِنْدَ الْمُرْتَهِنِ

فَلَوْ تَلَفَ مِنْ غَيْرِ تَفْرِيْطِهِ لَمْ يَضْمَنْ وَلَا يَجُوْزُ لِلرَّاهِنِ بَيْعُ الْمَرْهُوْنِ اِلَّا مِنَ الْمُرْتَهِنِ اَوْ بِاِذْنِ الْمُرْتَهِنِ وَلَا لِلْمُرْتَهِنِ بَيْعِ الْمَرْهُوْنِ اِلَّا بِاِذْنِ الرَّاهِنِ اَوِ الْحَاكِمِ عِنْدَ انْقِضَاءِ الْمُدَّةِ وَ بُلُوْغِ الْاَجَلِ الَّذِيْ عَيَّنَاهُ وَلَوْ بَاعَ الْمُرْتَهِنُ عِنْدَ الْاَجَلِ بِاِذْنِ الرَّاهِنِ اِنْ كَانَ حَاضِرًا اَوِ الْحَاكِمِ مَعَ غَيْبَتِهٖ اَوْ تَخَلُّفِهٖ فَمَا فَضَلَ مِنْ دَيْنِهٖ كَانَ حَقَّ الرَّاهِنِ وَلَوْ مَاتَ الْمُرْتَهِنُ وَالرَّاهِنُ لَا يَرْضٰى بِارْتِهَانِ الْوَرَثَةِ لِتَبْذِيْرِهِمْ وَسَفَهِهِمْ فَلِلْحَاكِمِ اَنْ يَّضَعَ الرَّهْنَ عَلٰى يَدِ عَدْلٍ ثُمَّ لَا يَجُوْزُ لِلرَّاهِنِ اَوِ الْوَرَثَةِ اَنْ يَّاْخُذُوا الرَّهْنَ مِنْ يَدِ الْعَدْلِ اِلَّا بِاِذْنِ الْجَمِيْعِ وَاتِّفَاقِهِمْ اَوْ بِاِذْنِ الْحَاكِمِ اَوْ بَعْدَ اَدَاءِ الدَّيْنِ وَتَرَاضِي الطَّرَفَيْنِ۔

وَلَوْ كَانَ الرَّهْنُ اَرْضًا مَزْرُوْعَةً جَازَ لِلرَّاهِنِ اَنْ يَّسْتَثْنِيَ الزَّرْعَ مِنَ الرَّهْنِ وَاَنْ لَا يَسْتَثْنِيَ وَ يَجُوْزُ رَهْنُ الشَّجَرَةِ مَعَ الثَّمَرَةِ وَبِدُوْنِهَا وَعَلٰى كِلَا التَّقْدِيْرَيْنِ كَانَ الْحَاصِلُ مِنَ الْاَرْضِ وَالشَّجَرَةِ حَقَّ الرَّاهِنِ وَلَوْ تَصَرَّفَ الْمُرْتَهِنُ كَانَ حَرَامًا عَلَيْهِ لِاَنَّهٗ رِبًا ۔ وَيَجُوْزُ وَضْعُ الرَّهْنِ عِنْدَ الْمُرْتَهِنِ اَوْ عِنْدَ اَمِيْنٍ بِاتِّفَاقِهِمَا وَلَوْ كَانَ الرَّهْنُ اَمَةً وَوَطِئَهَا الرَّاهِنُ بِاِذْنِ الْمُرْتَهِنِ لَمْ يَنْفَسِخِ الرَّهْنُ وَ لَوْ كَانَ فِيْ يَدِ وَّاحِدٍ رَهْنَانِ بِدَيْنَيْنِ مُتَغَايِرَيْنِ ثُمَّ اَدّٰى وَاحِدًا مِّنْهُمَا لَمْ يَجُزْ لِلْمُرْتَهِنِ اِمْسَاكُ رَهْنِ الَّذِيْ اَدَّاهُ وَلَوْ كَانَ لِوَاحِدٍ دَيْنَانِ وَوَضَعَ لِاَحَدِهِمَا رَهْنًا لَمْ يَجُزْ لِلْمُرْتَهِنِ اَنْ يَّجْعَلَهٗ رَهْنًا لِلدَّيْنَيْنِ وَلَمْ يَجُزْ اَيْضًا اَنْ يَّنْقُلَهٗ اِلٰى دَيْنٍ جَدِيْدٍ لِاَنَّهُمَا خَرَجَا عَنِ الْعَقْدِ وَلَوْ رَهَنَ شَرِيْكَانِ عَبْدَهُمَا الْمُشْتَرَكَ فَاَدّٰى اَحَدُهُمَا دَيْنَهٗ خَلَصَتْ حِصَّتُهٗ مِنَ الْعَبْدِ وَبَقِيَتْ حِصَّةُ الْاٰخَرِ رَهْنًا ۔

وَ يَجُوْزُ اِعْتَاقُ الرَّقِيْقِ الْمَرْهُوْنِ وَتَدْبِيْرُهٗ وَلَوِ اجْتَمَعَ الْغُرَمَاءُ اخْتُصَّ الْمُرْتَهِنُ اِنْ كَانَ مُسَاوِيًا لِّدَيْنِهٖ وَاِنْ كَانَ فَاضِلًا فَالْفَضْلُ لِلْغُرَمَاءِ وَلَوْ تَلَفَ الرَّهْنُ فِيْ يَدِ الْمُرْتَهِنِ بِتَفْرِيْطِهٖ ضَمِنَ وَ

لَوِ اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ فِيْ قِيْمَةِ الرَّهْنِ التَّالِفِ لَكَانَتِ الْبَيِّنَةُ عَلٰى مَنْ يَّدَّعِيْ الزِّيَادَةَ۔

قرض کا بیان

جس چیز سے سلم کا معاملہ جائز ہو اُس کا قرض درست ہو جاتا ہے مثلاً ناپنے اور تولنے کی صورتوں میں گندم اور جو کا قرض۔ مشہور رواج کے مطابق تول کر یا گن کر روٹی کا قرض۔ سونا اور چاندی کے قرضے کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔ قرض ایک مسنون حکم ہے کیونکہ قرض فقیروں، مسکینوں اور تنگدست لوگوں کی امداد کا ذریعہ ہے۔ قبضہ کرنے کی صورت میں قرض پہ ملکیت آجاتی ہے۔ اگر قرض کے سلسلے میں کسی چیز کے گروی رکھنے کی شرط رکھی جائے تو وہ شرط لازم ہو جاتی ہے۔ اگر کسی شخص کے ذمے کوئی قرضہ ہو اور قرض خواہ گم ہو جائے یا پوری طرح رابطہ کٹ جانے کی شکل میں وہ غائب ہو جائے تو مقروض کے ذمے اُس کے قرض کا ادا کرنا، اپنی وفات کے وقت اُس کے قرضے کو اپنے مال سے الگ کرنا اور وصیت کرنا کہ وصی اس قرضے کو قرض خواہ تک پہنچائے یا قرض خواہوں کے وارثوں تک پہنچائے بشرطیکہ قرض خواہ کی موت ثابت ہو جائے واجب ہیں اگر قرض خواہ کا کوئی وارث نہ ہو تو وصی قرض خواہ کی طرف سے اُس کے قرض کی خیرات کرے۔

رہن کا مسئلہ

گروی والا معاملہ مرتہن کے قرضے کے حق میں ایک وثیقہ ہے۔ گروی والے معاملے کی صورت میں ایجاب اور قبول کا ہونا ضروری ہے۔ ایجاب اُس لفظ کا نام ہے جو گروی کے معاملے پر وکالت کرتا ہو مثلاً راہن کہے رَهَنْتُكَ میں نے تیرے پاس گروی کا مال رکھوایا یا راہن کہے هٰذَا الشَّيْئُ وَثِيْقَةٌ عِنْدَكَ الخ "یہ چیز تیرے پاس ایک وثیقہ ہے تاکہ تیرا دل اس بات سے مطمئن رہے کہ تیرا مال ضائع نہیں ہوگا" ان کے علاوہ اس معنی کو ادا کرنے والی دیگر عبارات کہے۔

قبول کی صورت یہ ہے کہ مرتہن (قرض خواہ) اس ایجاب پر رضامند ہو جائے اور وہ مال گروی پر قبضہ کرے۔

جس جس چیز کی خرید و فروخت جائز ہوتی ہو اُس اُس چیز کا گروی رکھوانا جائز ہو جاتا ہے۔ غیر منقسم اشیاء اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ کیونکہ غیر منقسم اشیاء کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور گروی رکھنا جائز ہے۔ جس جس چیز کا گروی رکھوانا جائز ہوتا ہو۔ اُس اُس چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں کرتی مثلاً اپنے دوست کی طرف سے گروی رکھوانے کی خاطر بطور احسان دی جانے والی چیز کی خرید و فروخت کا معاملہ۔ چنانچہ آپ کے لئے ایسی چیز کا گروی رکھوانا تو جائز ہے اور اُس کی خرید و

فروخت کا معاملہ جائز نہیں پس گروی کا معاملہ خرید و فروخت والے معاملے کی نسبت زیادہ عام ٹھہرا۔

واجب یہ ہے کہ راہن اور مرتہن دونوں بالغ ہوں، عقلمند ہوں اور اپنے اموال میں وہ جائز تصرف رکھنے والے ہوں، مطلب یہ ہے کہ دونوں نادانی اور فضول خرچی کے اوصاف سے پاک ہوں۔ راہن کے لئے گروی والا معاملہ ہو چکنے کے بعد مرتہن کی اجازت کے بغیر مال گروی میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے اور مرتہن کے لئے گروی کے مال سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے نفع حاصل کرنا سود بن جاتا ہے۔ مال گروی مرتہن کے پاس امانت کی مانند ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اگر گروی کا مال مرتہن کی کوتاہی کے بغیر ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوتا۔ راہن کے لئے مرہون چیز کی خرید و فروخت کا معاملہ کرنا صرف مرتہن کے ہاتھ جائز ہو سکتا ہے یا مرتہن کی اجازت سے یا دونوں کی طرف سے مقرر کردہ وقت کے پہنچنے اور مدّت کے گزر جانے کے وقت حاکم کی اجازت سے ہی مرہون چیز کی خرید و فروخت جائز ہو سکتی ہے اگر مرتہن مقررہ وقت پر راہن کی اجازت سے جبکہ وہ موجود ہو یا اُس کے غائب ہو جانے یا پیچھے ہٹ جانے کی صورت میں حاکم کی اجازت سے مرہون چیز کو فروخت کرے تو اپنے قرضے کی مقدار سے جو زائد بچ جائے وہ راہن کا حق ہوگا۔ اگر مرتہن انتقال کر جائے اور راہن مرتہن کے وارثوں کے پاس اُن کی نادانی اور فضول خرچی کی وجہ سے گروی رکھوانے پر راضی نہ ہو تو حاکم کو یہ حق ہے کہ مال رہن کو ایک عادل شخص کے قبضے میں رکھوا دے۔ اس کے بعد راہن کے لئے یا مرتہن کے وارثوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مال گروی کو عادل شخص کے قبضے سے وصول کرے۔ مگر سب کی اجازت اور اتفاق سے یا حاکم کی اجازت سے یا قرضے کی ادائیگی اور طرفین کی رضامندی کے بعد ایسا کرنا جائز ہے۔

اگر گروی والا مال کوئی کاشت شدہ زمین ہو تو راہن کے لئے مال گروی سے کھیتی کا مستثنیٰ کرنا یا نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ پھلوں سمیت یا پھلوں کے بغیر درخت کو گروی رکھوانا جائز ہے۔ دونوں صورتوں میں زمین اور درخت کی پیداوار راہن کے حقوق ہیں۔ اگر مرتہن اس پیداوار میں تصرف کرے تو وہ اس کے لئے حرام ہے کیونکہ ایسا کرنا سود ہے۔ گروی کے مال کو مرتہن کے پاس رکھوانا یا دونوں کے اتفاق سے کسی قابل اعتماد امانتدار کے پاس رکھوانا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اگر گروی والا مال کوئی لونڈی ہو اور راہن اُس لونڈی سے مرتہن کی اجازت سے جنسی رابطہ قائم کرے تو اس سے گروی کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا۔ اگر کسی ایک شخص کے قبضے میں دو مختلف قرضوں کے عوض دو گروی ہوں۔ پھر اُن کا ایک اپنا قرضہ ادا کرے تو مرتہن کے لئے قرضہ ادا کرنے والے کے مال گروی کو روک کر رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی ایک کے لئے کسی کے ذمے دو قرضے ہوں اور وہ ایک قرض کے عوض میں ایک گروی رکھوا دے تو مرتہن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اُس گروی کو

دونوں قرضوں کا بدل قرار دے نیز اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اسے ایک نئے قرضے کی طرف منتقل کردے۔ کیونکہ دونوں حضرات معاملے کی اختیاری حدود سے باہر ہو گئے ہیں۔ اگر دو شریک حضرات اپنے مشترک غلام کو گروی رکھوا دے اور ایک شریک اپنا قرضہ ادا کردے تو غلام سے اُس کا حصہ چھوٹ جائے گا اور دوسرے کا حصہ گروی کے طور پر باقی رہے گا۔ گروی والے غلام کو آزاد کرنا اور اس کو مدبَّر بنانا دونوں جائز ہیں۔

اگر کئی قرض خواہ حضرات جمع ہوں تو گروی کے مال کے ساتھ مرتہن کو مخصوص کیا جائے گا۔ بشرطیکہ گروی کا مال اُس کے قرضے کے برابر ہو اگر گروی کا مال قرضے سے زیادہ ہو تو زائد حصے دیگر قرض خواہوں کو ملیں گے۔ اگر گروی والا مال مرتہن کے قبضے میں اُس کی اپنی کوتاہی کی وجہ سے ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔ اگر ضائع شدہ مال گروی کی قیمت کے بارے میں راہن اور مرتہن کے آپس میں اختلاف پڑ جائے تو گواہ پیش کرنا اُس شخص کے ذمے لازم ہوگا جو اُن میں سے زائد کا دعویٰ کرتا ہو۔

بَابُ الْحِجْرِ

وَهُوَ الْمَنْعُ عَنِ التَّصَرُّفِ فِي الْمَالِ وَالْعُقُوْدِ وَاَسْبَابُهُ الصِّغَرُ وَالْجُنُوْنُ وَالسَّفَهُ وَالْفُلْسُ وَ الرِّقُّ وَالْمَرَضُ. اَمَّا الصَّغِيْرُ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّحْجَرَ عَلَيْهِ فِي التَّصَرُّفَاتِ الْمَالِيَّةِ وَفِيْ كُلِّ مَالَا يَلِيْقُ بِحَالِهِ لِعَدَمِ بُلُوْغِهٖ فَاِذَا بَلَغَ نَفَذَتْ عُقُوْدُهٗ وَصَارَ مُتَصَرِّفًا فِيْ اَمْوَالِهٖ اِنْ كَانَ رَشِيْدًا بَرِيْئًا مِّنَ السَّفَهِ الَّذِيْ عَلَامَتُهُ الْفِسْقُ وَالتَّبْذِيْرُ. وَعَلَامَةُ الْبُلُوْغِ الْاِحْتِلَامُ لِلذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَاِنْبَاتُ الشَّعْرِ الْخَشِنِ عَلَى الْعَانَةِ وَيُمْكِنُ الْبُلُوْغُ لِلذَّكَرِ مِنِ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً اِلٰى خَمْسَ عَشَرَةَ سَنَةً وَ لِلْاُنْثٰى مِنْ تِسْعِ سِنِيْنَ اِلٰى خَمْسَ عَشَرَةَ سَنَةً وَلِلصَّبِيِّ الْمَحْجُوْرِ عَلَيْهِ كَانَ وَلِيُّهٗ جَائِزَ التَّصَرُّفِ فِيْ مَالِهٖ وَسَائِرِ عُقُوْدِهٖ مَعَ مَصْلَحَةٍ مِّنَ الْغِبْطَةِ وَالْحِفْظِ وَغَيْرِهِمَا وَالْوِلَايَةُ تَنْحَصِرُ عَلَى الْاَبِ وَ الْجَدِّ الْاَبَوِيِّ وَاِنْ عَلَا وَلَا وِلَايَةَ لِغَيْرِهِمَا مِنَ الْاِخْوَةِ وَالْاَعْمَامِ وَالْاُمِّ وَسَائِرِ اَقَارِبِهٖ وَمَعَ فَقْدِهِمَا فَالْوَصِيُّ جَائِزُ التَّصَرُّفِ فِيْ اُمُوْرِهِ الْمَالِيَّةِ وَغَيْرِهَا وَمَعَ فَقْدِهِ الْحَاكِمُ الشَّرْعِيُّ وَهُوَ الْعَالِمُ الْعَامِلُ الْمُتَدَيِّنُ الَّذِيْ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا يُوْجَدُ حَاكِمٌ كَذٰلِكَ اِلَّا نَادِرًا فَاخْتَلَّ الدِّيْنُ۔

اَمَّا الْمَجْنُوْنُ فَهُوَ مَمْنُوْعٌ مِّنَ التَّصَرُّفَاتِ الْمَالِيَّةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْعُقُوْدِ مَادَامَ مَجْنُوْنًا فَاِنْ زَالَ جُنُوْنُهٗ جَازَ تَصَرُّفُهٗ فِيْمَا مُنِعَ عَنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَزَلْ فَاُمُوْرُهٗ كُلُّهَا تَتَعَلَّقُ بِالْوَلِيِّ اَوِ الْوَصِيِّ اَوِ الْحَاكِمِ كَمَا تَقَدَّمَ فِي الصَّبِيِّ وَلَوْ بَلَغَ الصَّبِيُّ اَوْ اَفَاقَ الْمَجْنُوْنُ رَشِيْدَيْنِ لَا وِلَايَةَ لِلْوَلِيِّ عَلَيْهِمَا وَ اَمَّا السَّفِيْهُ فَهُوَ الَّذِيْ يَصْرِفُ اَمْوَالَهٗ فِي الْمُحَرَّمَاتِ وَيُبَذِّرُ وَيُعَامِلُ بِالْغَبْنِ الْفَاحِشِ وَلَا يُبَالِيْ فَيَجِبُ عَلٰى وَلِيِّهٖ اَوْ وَصِيِّهٖ اَوِ الْحَاكِمِ الشَّرْعِيِّ اَنْ يَّمْنَعَهٗ مِنَ التَّصَرُّفِ فِيْ مَالِهٖ وَيُنْفِقَ عَلَيْهِ وَعَلٰى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ نَفَقَتُهٗ بِقَدْرِ حَالِهِمْ مِنْ غَيْرِ اِسْرَافٍ اَوْ اِمْسَاكٍ كَالْبَخِيْلِ وَيَصِحُّ

مِنْهُ بَعْضُ الْعُقُوْدِ كَالطَّلَاقِ وَاللِّعَانِ وَلَا يَصِحُّ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ لَا تَعْجِيْلًا وَّلَا تَاجِيْلًا وَّلَا يَصِحُّ فِي الْإِسْتِقْرَاضِ وَالْإِقْرَاضِ مَادَامَ مُتَّصِفًا بِالسَّفَهِ مَحْجُوْرًا عَلَيْهِ وَلَوْ خَلَّصَهُ الْحَاكِمُ عَنِ الْحَجْرِ وَعَادَ إِلَى التَّبْذِيْرِ لَوَجَبَ حَجْرُهُ ثَانِيًا وَّثَالِثًا إِلَى اَنْ يَّتَبَدَّلَ سَفَهُهُ إِلَى الصَّلَاحِ -

وَاَمَّا الرَّقِيْقُ فَهُوَ مَمْنُوْعٌ مِّنَ التَّصَرُّفِ فِي الْاَمْوَالِ وَالْعُقُوْدِ اِلَّا بِاِذْنِ مَوْلَاهُ عَدَا الطَّلَاقِ فَاِنَّ الطَّلَاقَ يَقَعُ مِنْهُ بِغَيْرِ اِذْنِ مَوْلَاهُ وَلَا يَقَعُ مِنْهُ سَائِرُ الْعُقُوْدِ اِلَّا اَنْ يَّأْذَنَهُ الْمَوْلٰى فِيْهِ وَلَا يَجُوْزُ لَهُ اَنْ يَّتَجَاوَزَ مِنَ الْقَدْرِ الَّذِيْ اُذِنَ فِيْهِ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ وَسَائِرِ الْمُعَامَلَاتِ اِيْجَابًا كَانَ اَوْ قُبُوْلًا وَلَوْ عَقَدَ بِغَيْرِ اِذْنِ الْمَوْلٰى فَتَلَفَ الْمَعْقُوْدُ عَلَيْهِ فِيْ يَدِهٖ لَكَانَ ضَائِعًا لِاَنَّهٗ لَا يَمْلِكُ شَيْئًا وَّلٰكِنْ اِنْ اُعْتِقَ كَانَ ضَامِنًا لِّمَا تَلَفَ فِيْ يَدِهٖ قَلِيْلًا كَانَ اَوْ كَثِيْرًا ـ اَمَّا الْمَرِيْضُ فَيُحْجَرُ عَلَيْهِ اِلَّا مِنْ ثُلُثِ مَالِهٖ اِنْ كَانَ مَرَضُهٗ مَرَضَ الْمَوْتِ اَوْ مِثْلَ مَرَضِ الْمَوْتِ فِي الصُّعُوْبَةِ وَفِي الْاَمْرَاضِ الْعَارِضَةِ بِهٖ كَحُمّٰى يَوْمٍ اَوِ الزُّكَامِ اَوِ النَّزْلَةِ اَوِ الصُّدَاعِ اَوْ غَيْرِهٖ مِنَ الْعَوَارِضِ فَحُكْمُهٗ حُكْمُ الصَّحِيْحِ فِيْ نُفُوْذِ الْاَحْكَامِ وَالْعُقُوْدِ وَسَائِرِ اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ -

وَاَمَّا الْمُفْلِسُ لُغَةً فَهُوَ مَنْ ذَهَبَ جَيِّدُ مَالِهٖ وَبَقِيَ رَدِيُّهٗ وَصَارَ مَالُهٗ فُلُوْسًا زُيُوْفًا وَّشَرْعًا مَنْ عَلَيْهِ دُيُوْنٌ وَّلَا مَالَ لَهٗ يَفِيْ بِهَا فَيَعُمُّ هٰذَا اللَّفْظُ لِمَنْ قَصُرَ مَالُهٗ عَنْ اَدَاءِ دُيُوْنِهٖ وَلِمَنْ لَّا مَالَ لَهٗ لَا قَلِيْلًا وَّلَا كَثِيْرًا فَهُوَ مَحْجُوْرٌ عَلَيْهِ بِخَمْسِ شَرَائِطَ الْاَوَّلُ الْمَدْيُوْنِيَّةُ وَالثَّانِيْ ثُبُوْتُ دُيُوْنِهٖ عِنْدَ حَاكِمٍ مِّنَ الْحُكَّامِ فِي الشَّرْعِ وَالثَّالِثُ حُلُوْلُ اٰجَالِ الدُّيُوْنِ وَالرَّابِعُ قُصُوْرُ مَالِهٖ عَنْ مِقْدَارِ دُيُوْنِهٖ وَالْخَامِسُ الْتِمَاسُ غُرَمَائِهٖ مِنَ الْحَاكِمِ حَبْسَهٗ فَاِذَا اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الشَّرَائِطُ لَزِمَ حَجْرُهٗ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّحْجُرَ عَلَيْهِ الْحَاكِمُ وَيَمْنَعَهٗ مِنَ التَّصَرُّفِ فِيْ اَمْوَالِهٖ لَا مِنْ سَائِرِ الْعُقُوْدِ كَالنِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَقُبُوْلِ مَا اُوْصِيَ لَهٗ اَوْمَا وُهِبَ لَهٗ وَغَيْرِهٖ فِيْمَا لَا ضَرَرَ لِمَالِهٖ وَيَسْتَحِبُّ لِلْحَاكِمِ تَفْلِيْسُهٗ وَهُوَ اَنْ يُّظْهِرَ حَجْرَهٗ لِيَحْذَرَ عَنْ مُّعَامَلَتِهِ النَّاسُ وَيَضْبِطَ اَمْوَالَهٗ وَيَبِيْعَهَا

بِالْبَيْعِ السُّوْقِيِّ بِلَا غَبْنٍ فَاحِشٍ فَلَوْ وُجِدَ بَيْنَ اَمْوَالِهٖ سِلْعَةٌ اَوْ غَيْرُهَا مِنْ اَمْوَالِ الْغُرَمَاءِ رَدَّهَا اِلٰى صَاحِبِهَا لَا شِرْكَةَ لِسَائِرِ الْغُرَمَاءِ فِيْهَا وَمِنْ مَالِهٖ مَا كَانَ رَهْنًا فَلِلْمُرْتَهِنِ اَنْ يَسْتَوْفِيَ دَيْنَهٗ مِنْهُ بِاِذْنِ الْحَاكِمِ وَيَرُدَّ الْفَاضِلَ اِلٰى غُرَمَائِهٖ وَلَا يَجُوْزُ لِلْغَرِيْمِ الْمُؤَجَّلِ الْمُشَارَكَةُ مَعَ الْمُعَجَّلِ قَبْلَ الْاَجَلِ وَلَوْ كَانَ بَعْدَ حُلُوْلِ الْاَجَلِ فَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ وَلِلْحَاكِمِ اَنْ يُرَاعِيَ التَّسْوِيَةَ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ وَيَمْنَعَ تَغَلُّبَ بَعْضِ الْغُرَمَاءِ عَلٰى بَعْضٍ وَفِيْ مُدَّةِ الْحَجْرِ نَفَقَتُهٗ وَنَفَقَةُ مَنْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ نَفَقَتُهٗ كَانَتْ مِنْ مَالِهٖ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَبْدَاَ بِبَيْعِ مَا يُخَافُ مِنْ تَلَفِهٖ ثُمَّ بِالْمَرْهُوْنَاتِ ثُمَّ بِسَائِرِ السِّلْعَةِ وَالْاَمْتِعَةِ وَالْاَقْمِشَةِ ثُمَّ بِالْعِقَارِ وَيَنْبَغِيْ اَنْ يَجْتَهِدَ الْحَاكِمُ فِيْ اِحْضَارِ غُرَمَاءِ الْمُفْلِسِ لِيُسَوِّيَ بَيْنَهُمْ اَمْوَالَهٗ لِكُلِّ وَاحِدٍ بِقَدْرِ دَيْنِهٖ مَثَلًا اِنْ كَانَ لِاَحَدٍ مِّنَ الْغُرَمَاءِ عَلَى الْمُفْلِسِ اَلْفٌ وَلِوَاحِدٍ مِّائَةٌ فَقِسْمُ صَاحِبِ الْمِائَةِ مِنْ مَالِ الْمُفْلِسِ كَانَ عُشْرَ قِسْمِ صَاحِبِ الْاَلْفِ وَلَا حَجْرَ عَلَى الْفَقِيْرِ الَّذِيْ ثَبَتَ فَقْرُهٗ عِنْدَ الْحَاكِمِ بِاَيِّ سَبَبٍ ثَبَتَ اِمَّا بِالْبَيِّنَةِ اَوِ الْحَلَفِ اَوْ اِحَاطَةِ عِلْمِ الْحَاكِمِ بِفَقْرِهٖ مِنْ جِهَةٍ اُخْرٰى۔

پابندی لگانے کا بیان

مال اور معاملات میں تصرف کرنے سے باز رکھنے کا نام پابندی ہے۔ کسی کو پابند بنانے کے اسباب یہ ہیں:
کم سنی، پاگل پن، نادانی، تنگدستی، غلامی اور بیماری۔

کمسن کا مسئلہ

مناسب ہے کہ کمسن پر مالی تصرفات اور نابالغ ہونے کی وجہ سے اُس کی حالت کے غیر مناسب ہر کام میں اُس پر پابندی لگائی جائے جب وہ بالغ ہو جائے تو اُس کے معاملات نافذ ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے مال پر تصرف کرنے والا بن جاتا ہے بشرطیکہ وہ نفع و نقصان کو خوب سمجھنے والا ہو اور اُس نادانی سے دُور ہو جس کی علامت فسق میں مبتلا رہنا اور فضول خرچی

ہے۔

بالغ ہونے کی علامت

لڑکا اور لڑکی دونوں کے حق میں بالغ ہونے کی علامتیں یہ ہیں۔

۱۔ احتلام ہونا ۲۔ زیر ناف پر سخت بال کا اُگ آنا۔ لڑکے کا بالغ ہونا بارہ سال سے لے کر پندرہ سال تک کے عرصے میں ممکن ہے اور لڑکی کا بالغ ہونا نو سال سے لے کر پندرہ سال کے عرصہ میں ممکن ہے۔

پابند کئے ہوئے بچے کے حق میں اُس کا سرپرست رشک کے پہلو اور نگہداری وغیرہ کی مصلحت بینی کے ساتھ ساتھ اُس کے مال اور تمام معاملات میں جائز تصرّف والا ہوتا ہے۔

معتبر سرپرستی

سرپرستی کا دارومدار باپ اور باپ کی جہت والے دادا پر ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ درجہ میں جتنے بھی اوپر کو چلا جائے۔ ان کے سوا بھائیوں، چچے لوگ، ماں اور دیگر تمام رشتہ داروں کو سرپرستی کا حق حاصل نہیں ہے باپ اور دادا کے نہ ہونے کی صورت میں بچے کے مالی امور وغیرہ میں جائز تصرف والا وصی ہوا کرتا ہے۔ وصی کے نہ ہونے کی صورت میں شرعی حاکم سرپرست ہوا کرتا ہے۔ شرعی حاکم وہ دیندار باعمل عالم ہوتا ہے جو مسلمانوں کے آپس میں حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے۔ اس قسم کے خصائل کا حامل شاذ و نادر ہی پایا جاتا ہے اس لیے دین رخنہ اندازی کا شکار ہوا۔

پاگل کا مسئلہ

پاگل کو مالی تصرفات اور اُن کے علاوہ دیگر معاملات سے اُس وقت تک باز رکھا جائے گا جب تک کہ وہ پاگل رہے۔ جب اُس کی دیوانگی ختم ہو جائے تو ممنوع معاملات میں اُس کا تصرف کرنا جائز ہو جائے گا۔ اگر اس کی دیوانگی دُور نہ ہو جائے تو اُس کے تمام کے تمام معاملات کا تعلق سرپرست سے یا وصی سے یا شرعی حاکم سے ہوگا جیسا کہ بچے کے بارے میں بیان گزرا۔ اگر بچہ بالغ ہو جائے یا پاگل شخص ٹھیک ہو جائے جبکہ دونوں نفع اور نقصان کو خوب سمجھنے والے ہوں تو سرپرست کو ان کی سرپرستی کا حق نہیں ہوگا۔

نادان شخص کا مسئلہ

نادان شخص وہ ہے جو اپنے مال کو حرام کاموں میں صرف کرتا ہو، فضول خرچی سے کام لیتا ہو، شدید قسم کے نقصان

کے ساتھ معاملہ کرتا ہو اور اس کی کچھ پروا نہ کرتا ہو۔ چنانچہ سرپرست یا وصی یا شرعی حاکم کے ذمے واجب ہے کہ وہ اُس کو مال میں تصرف کرنے سے باز رکھے اور اُس پر اور اُس کے ذمے جن افراد کے اخراجات واجب ہوں اُن پر اُن کی حالتوں کے مطابق کسی قسم کے اسراف یا کنجوس کی مانند کسی قسم کی کنجوسی کے بغیر مال خرچ کرے۔ نادان شخص کی طرف سے بعض معاملات درست ہوتے ہیں۔ مثلاً بیوی کو طلاق دینا اور میاں بیوی کے آپس میں لعان کا معاملہ کرنا۔ خرید وفروخت کے معاملات میں نادان کی کارکردگی درست نہیں ہوتی نہ فوری طور پر نقد کی صورت میں انجام پانے والا معاملہ درست ہوگا۔ اور نہ ہی اُدھار کی صورت میں مدت مقرر کی جانے والی صورت کا معاملہ۔ نادان شخص جب تک نادانی کا حامل اور پابندی کا شکار ہو اُس کی کارکردگی نہ قرض لینے کی صورت میں درست ہے اور نہ ہی قرض دینے کی صورت میں۔

اگر شرعی حاکم اُس کی پابندی کو ہٹادے اور وہ دوبارہ فضول خرچی کی طرف لوٹ آئے تو لازمی طور پر اُس کو دوسری دفعہ اور تیسری دفعہ پابند بنانا واجب ہے یہاں تک کہ اُس کی نادانی درست رویہ میں بدل جائے۔

غلام کا مسئلہ

غلام کو آقا کی اجازت کے بغیر بیوی کو طلاق دینے کے سوا تمام معاملات اور مال میں تصرف کرنے سے باز رکھا جائے گا۔ طلاق تو آقا کی اجازت کے بغیر غلام کی طرف سے وقوع پذیر ہو سکتی ہے۔ غلام کی طرف سے دیگر تمام معاملات وقوع پذیر نہیں ہو سکتے الا یہ کہ اُس کا آقا اُسے اجازت دیدے۔ غلام کے لئے جائز نہیں کہ وہ تمام معاملات اور خرید وفروخت کی صورتوں میں خواہ ایجاب کی صورت ہو یا قبول کی، اُس انداز سے تجاوز کر جائے جس کی اُسے اجازت دے دی گئی ہو۔ اگر آقا کی اجازت کے بغیر غلام کوئی معاملہ کر بیٹھے اور معاملہ والی چیز غلام کے ہاتھ میں نابود ہو جائے تو وہ چیز نابود ہو جائے گی کیونکہ غلام تو کسی چیز کا مالک نہیں بن جاتا۔ لیکن اگر غلام کسی کو آزاد کرے تو وہ اپنے قبضے میں تلف شدہ چیز کا ضامن ہوگا خواہ وہ چیز تھوڑی ہو یا زیادہ۔

بیمار شخص کا مسئلہ

بیمار پہ پابندی لگائی جائے گی مگر اس کا تہائی مال اس سے مستثنیٰ ہے۔ بشرطیکہ اُس کی بیماری موت کی بیماری ہو یا شدید ہونے میں موت کی بیماری جیسی ہو۔ عارضی طور پر پیش آمدہ بیماریوں کی صورتوں میں بیمار شخص کا حکم احکام، معاملات اور تمام اقوال اور افعال کے نافذ ہونے میں تندرست آدمی کا حکم رکھتا ہے۔ مثلاً ایک دن کا بخار یا زکام یا نزلہ یا دردِ سر یا ان

کے علاوہ دیگر عارضی بیماریاں۔

مفلس (دیوالیہ) کا مسئلہ

لغوی اعتبار سے مفلس وہ شخص ہوتا ہے جس کا عمدہ مال ختم ہو گیا ہو، گھٹیا مال رہ گیا ہو اور اُس کا مال کھوٹے پیسوں کی شکل اختیار کر گیا ہو۔

شرعی اعتبار سے مفلس وہ شخص ہے جس کے ذمے بہت سے قرضے ہوں اور اُس کے پاس کوئی ایسا مال نہ ہو جو قرضوں کو پورا کر سکے۔ چنانچہ مفلس کا لفظ اُس شخص کو شامل ہوگا جس کا مال اُس کے قرضوں کی ادائیگی سے کوتاہ ہو اور اس شخص کو بھی شامل ہوگا جس کے پاس کوئی مال نہ ہو نہ تھوڑا نہ زیادہ۔ بس ایسا مفلس شخص کو پانچ شرطوں کے ساتھ پابند کیا جائے گا۔

۱۔ مفلس کا مقروض ہونا۔

۲۔ شرعی حاکموں میں سے کسی حاکم کے پاس اُس کے ذمے قرضوں کا ثبوت ہونا۔

۳۔ قرضوں کی ادائیگی کی مقررہ مدتوں کا پہنچ جانا۔

۴۔ قرضے کی مقدار سے مفلس کے مال کا کوتاہ ہونا۔

۵۔ مفلس کے قرض خواہ حضرات کا حاکم سے اُس کے محبوس کرنے کا مطالبہ کرنا۔

پس جب کسی مفلس شخص میں یہ شرطیں یکجا ہوں تو اُس کو پابند بنانا لازم ہے۔ چنانچہ مناسب ہے کہ شرعی حاکم اُس پر پابندی عائد کرے اور اُس کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے باز رکھے، تمام معاملات میں تصرف کرنے سے نہیں۔ مثلاً نکاح، طلاق، اپنے لئے وصیت کردہ چیز کا یا ہبہ کردہ چیز کا قبول کرنا اور ان کے علاوہ دیگر وہ معاملات جس میں اُس کے مال کا کوئی نقصان نہ ہو۔ حاکم کے لئے مفلس شخص کی تفلیسی کاروائی مسنون ہے۔ تفلیس کا مطلب یہ ہے کہ حاکم اُس کے پابند بنائے جانے کا اظہار کرے تاکہ لوگ اُس کے ساتھ معاملہ کرنے سے بچے رہیں۔ حاکم اُس کے مال کو اپنے ضبط میں رکھے اور اُن کو کسی شدید قسم کے نقصان کے بغیر بازاری لین دین کے مطابق فروخت کرے۔ اگر مفلس کے مالوں میں قرض خواہ حضرات کے مالوں میں سے کوئی سامان پایا جائے تو حاکم اُس سامان کو سامان کے مالک کو واپس کرے گا۔ اور تمام قرض خواہوں کی اُس سامان میں کوئی شرکت نہیں ہوگی۔ مفلس کا جو مال گروی کے طور پر رکھوایا گیا ہو تو مرتہن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حاکم کی اجازت سے اُس مالِ گروی سے اپنا قرضہ پورا وصول کرے اور بچے ہوئے مال مفلس کے قرض خواہوں کو

واپس کرے۔ مقررہ وقت کے پہنچنے سے پہلے مہلت دہندہ قرض خواہ کے لئے جلد بازی سے کام لینے والے قرض خواہ کے ساتھ قرض وصول کرنے کی صورت میں شریک ہونا جائز نہیں ہے اگر مقررہ وقت کے پہنچنے کے بعد ہو تو قرض خواہوں کے آپس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حاکم کی ذمہ داری ہے کہ قرض خواہوں کے آپس میں مساوات کا لحاظ رکھے۔ اور بعض قرض خواہوں کو ایک دوسرے بعض پر مسلّط ہونے سے باز رکھے۔

پابندی کے عرصے میں پابند کئے ہوئے اخراجات اور جن افراد کے اخراجات پابند کئے ہوئے کے ذمّے واجب ہوں اُن کے اخراجات اُسی کے مال سے نکالے جائیں گے۔

مناسب یہ ہے کہ حاکم مفلس کے اُس چیز کے فروخت کرنے میں پہل کرے جس کے ضائع ہونے کا خوف ہو، پھر گروی والی چیزوں کو فروخت کرے، پھر تمام ساز و سامان اور پارچہ جات کو بیچے اس کے بعد زمین وغیرہ کو۔ مناسب ہے کہ حاکم تنگدست شخص کے قرض خواہوں کو حاضر کرنے کی کوشش کرے تاکہ وہ اُن کے آپس میں مفلس کے مال کو برابر کر کے دے سکے۔ ہر ایک قرض خواہ کو اس کے قرض کی مقدار کے مطابق ملے گا۔ مثال کے طور پر مفلس کے ذمّے قرض خواہوں میں سے ایک کا ایک ہزار ہو اور ایک کا سو تو مفلس کے مال سے سو والے کا حصہ ہزار والے کے حصّے کا دسواں ہوگا۔

اُس فقیر پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوگی جس کی تنگدستی حاکم کے ہاں ثابت ہوگئی ہو خواہ جس سبب سے بھی ثابت ہو، گواہ کی وجہ سے یا قسم کھانے کی وجہ سے یا کسی اور طریقے سے حاکم کو اس کی تنگدستی کا پورا پورا علم ہونے کی صورت میں ہو۔

❀❀❀

بَابُ الضَّمَانِ وَالْكَفَالَةِ وَالْحَوَالَةِ

أَمَّا الضَّمَانُ وَالْكَفَالَةُ فَعَقْدٌ شُرِعَ لِلتَّعَهُّدِ بِمَالٍ أَوْ نَفْسٍ فَالضَّامِنُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ صَبِيًّا أَوْ مَجْنُونًا أَوْ مَحْجُورًا عَلَيْهِ وَلِلْمَمْلُوكِ يَجُوزُ الضَّمَانُ بِإِذْنِ مَوْلَاهُ وَيُشْتَرَطُ فِي الضَّمَانِ رِضَى الضَّامِنِ وَالْمَضْمُونِ لَهُ وَإِنْ لَمْ يَرْضَ الْمَضْمُونُ عَنْهُ وَلَوْ أَدَّى الضَّامِنُ مَا عَلَى الْمَضْمُونِ عَنْهُ وَالضَّمَانُ كَانَ بِإِذْنِهِ فَيَرْجِعُ الضَّامِنُ عَلَى الْمَضْمُونِ عَنْهُ بِمَا أَدَّاهُ وَلَوْ لَمْ يَكُنِ الضَّمَانُ بِإِذْنِ الْمَضْمُونِ عَنْهُ فَلَيْسَ لِلضَّامِنِ أَنْ يَطْلُبَ مِنَ الْمَضْمُونِ عَنْهُ غَيْرَ مَا أَدَّاهُ وَمَنْ أَطْلَقَ غَرِيمًا مِنْ يَدِ صَاحِبِ الْحَقِّ قَهْرًا ضَمِنَ إِحْضَارَهُ أَوْ أَدَاءَ مَا عَلَيْهِ وَمَنْ كَفَلَ مَكْفُولًا بِمَا عَلَيْهِ لَزِمَهُ أَدَاءُ مَا عَلَيْهِ وَإِنْ كَفَلَ نَفْسَهُ لَزِمَهُ إِحْضَارُهُ۔

وَيَنْعَقِدُ الضَّمَانُ وَالْكَفَالَةُ بِأَنْ يَقُولَ الْكَفِيلُ ضَمِنْتُ نَفْسَهُ أَوْ رَأْسَهُ أَوْ يَدَهُ أَوْ رِجْلَهُ أَوْ غَيْرَهَا مِنْ أَعْضَائِهِ إِنْ كَانَتِ الْكَفَالَةُ لِلْمَكْفُولِ وَإِنْ كَانَتْ لِمَا عَلَيْهِ بِأَنْ يَقُولَ الْكَفِيلُ ضَمِنْتُ مَا عَلَيْهِ أَوْ كَفَلْتُ مَا عَلَيْهِ۔

أَمَّا الْحَوَالَةُ فَهِيَ تَحْوِيلُ حَقٍّ مِنْ ذِمَّةٍ إِلَى ذِمَّةٍ وَتَنْعَقِدُ بِرِضَى الْمُحِيلِ وَالْمُحْتَالِ وَالْمُحْتَالِ عَلَيْهِ فَمَتَى حَصَلَ رِضَاهُمْ بَرِئَ الْمُحِيلُ وَتَحَوَّلَ الْأَدَاءُ إِلَى الْمُحْتَالِ عَلَيْهِ وَلَوْ صَارَ الْمُحْتَالُ عَلَيْهِ مُحِيلًا عَلَى غَيْرِهِ بِرِضَى الْمُحْتَالِ جَازَ وَإِنْ وَقَعَ الْاِخْتِلَافُ بَيْنَ الْمُحِيلِ وَالْمُحْتَالِ مَعَ أَنْ تَجْرِيَ لَفْظُ الْحَوَالَةِ بِأَنْ يَقُولَ الْمُحِيلُ وَكَّلْتُكَ فِي اسْتِيفَاءِ الدَّيْنِ وَيَقُولَ الْمُحْتَالُ بَلْ أَحَلْتَنِي فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْمُحِيلِ لِأَنَّهُ أَعْرَفُ بِمَا أَرَادَ مِنْ لَفْظِهِ وَإِنْ قَالَ الْمُحِيلُ أَحَلْتُكَ وَقَالَ الْمُحْتَالُ

بَلْ وَكَّلْتَنِيْ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْمُحْتَالِ۔

ضمانت، کفالت اور حوالہ کا بیان

ضمانت اور کفالت ایک ایسا معاملہ ہے جو کسی مال یا جان کی دیکھ بھال اور حفاظت کی خاطر روا رکھا گیا ہے۔ ضامن شخص کے حق میں یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بچہ ہو یا پاگل ہو یا پابندی کا شکار آدمی ہو۔ آقا کی اجازت سے غلام کے لیے ضامن بننا جائز ہے۔ ضمانت کے معاملے کی صورت میں ضامن اور مضمون لہ (صاحب حق) کی رضامندی شرط ہے۔ اگر چہ مضمون عنہٗ (مقروض) ناراض ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ضامن مضمون عنہ کے ذمے پر موجود مال کو ادا کرے جبکہ ضمانت کا معاملہ اُس کی اجازت سے ہوا ہو تو ضامن مضمون عنہ سے اُس مال کی وصولی کے لیے رجوع کرے گا جس کو اُس نے ادا کیا ہے۔ اگر ضمانت کا معاملہ مضمون عنہ کی اجازت سے نہ ہوا ہو تو ضامن کو مضمون عنہ سے اُس مال کی وصولی کے لیے رجوع کرنے کا حق نہیں ہوگا جس کو اُس نے اُس کی طرف سے ادا کیا ہو۔ چنانچہ ضامن کے لیے مضمون عنہ سے ادا کردہ چیز کے سوا کسی اور چیز کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

جو شخص کسی مقروض کو صاحب حق کے قبضے سے زبردستی چھڑا دے تو وہ اُس کے حاضر کرنے اور اُس کے ذمے پر موجود چیز کے ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ جو شخص کسی مکفول (مقروض) کے ذمہ موجود مال کے سلسلے میں کفیل بن جائے تو اُس کے لیے اس چیز کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے اگر وہ نفس مکفول کا ضامن بن جائے تو اُس کا حاضر کرنا اُس کے ذمے لازم ہوگا۔

ضمانت اور کفالت کا معاملہ اس بات سے منعقد ہو جاتا ہے کہ کفیل شخص کہے میں اُس کے نفس کا ضامن بن گیا۔ میں اُس کے سر کا ضامن بن گیا۔ میں اُس کے ہاتھ کا ضامن بن گیا۔ میں اُس کے پیر کا ضامن بن گیا یا مقروض کے اعضائے بدن میں سے کسی اور عضو کا نام لے کر کہے کہ میں اُس کا ضامن بن گیا بشرطیکہ کفالت کا معاملہ خود مکفول کے سلسلے میں ہو۔ اگر یہ معاملہ مکفول کے ذمے پر موجود مال کے سلسلے میں ہو تو یوں کہے۔ میں اُس کے ذمے پر موجود مال کا ضامن بن گیا یا یوں کہے میں اُس ذمے پر موجود مال کا کفیل بن گیا۔

حوالہ کرنے کا مسئلہ

ایک ذمے سے کسی دوسرے ذمے کی طرف کسی حق کے منتقل کرنے کا نام حوالہ ہے۔ حوالہ کا معاملہ محیل (مقروض) محتال (صاحب حق) اور محتال علیہ (ذمہ داری قبول کرنے والا) کی رضامندی سے منعقد ہوجاتا ہے۔ جب ان سب کی رضامندی حاصل ہو جائے تو محیل بری الذمہ ہو جاتا ہے اور مال کی ادائیگی محتال علیہ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اگر محتال علیہ محتال کی رضامندی سے کسی دوسرے کے حق میں محیل بن جائے تو یہ جائز ہے۔

اگر محیل اور محتال کے آپس میں لفظ حوالے کے جاری ہوتے ہوئے اختلاف پیدا ہو جائے مثلاً محیل کہے کہ میں نے قرض کی ادائیگی کے لیے تجھے وکیل بنایا۔ محتال کہے نہیں بلکہ تو نے میرے ساتھ حوالے کا معاملہ کیا تو اس صورت میں بات محیل کی مانی جائے گی کیونکہ محیل ہی اپنے لفظ کی مراد سے خوب واقف ہوا کرتا ہے۔ اگر محیل کہے میں نے تیرے ساتھ حوالہ کا معاملہ کیا۔ محتال کہے تو نے مجھے اپنا وکیل بنایا تو اس صورت میں بات محتال کی مانی جائے گی۔

❀❀❀

بَابُ الصُّلْحِ

قَالَ اللهُ تَعَالیٰ: وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط[1] وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا مَا اَحَلَّ حَرَامًا اَوْ حَرَّمَ حَلَالًا. فَالصُّلْحُ عَقْدٌ سَائِغٌ شَائِعٌ فِي الْمُنَاكَحَاتِ وَالْمُفَارَقَاتِ وَالْمُبَايَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ وَالْمُخَاصَمَاتِ وَغَيْرِهَا اِلَّا فِيْمَا يُحِلُّ حَرَامًا اَوْ يُحَرِّمُ حَلَالًا كَالصُّلْحِ عَلٰى قَتْلِ نَفْسٍ مَعْصُوْمَةٍ اَوِ اسْتِرْقَاقِ حُرٍّ اَوْ اِنْكَاحِ حُرَّةٍ بَالِغَةٍ عَاقِلَةٍ بِدُوْنِ رِضَاهَا اَوِ ارْتِكَابِ شُرْبِ الْخَمْرِ اَوِ الْاِنْقِطَاعِ عَنْ صُحْبَةِ الصَّالِحِيْنَ اَوِ الْاِتِّصَالِ بِالْفَاسِقِيْنَ اَوْ اِهْدَاءِ خَمْرٍ اَوْ قَبُوْلِ مَعْصِيَةٍ فَاِنَّ الصُّلْحَ فِي هٰذِهِ الْمُنْكَرَاتِ لَا يَجُوْزُ بَلْ يُثْمِرُ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا الْغَرَامَةَ وَفِي الْاٰخِرَةِ النَّدَامَةَ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُمْعِنَ الْفَطِنُ الْمُتَدَيِّنُ فِي الصُّلْحِ وَمَآلِهٖ وَفَائِدَتِهٖ وَنَكَالِهٖ وَهُوَ لَا يَثْبُتُ مِنْ طَرَفٍ وَاحِدٍ بَلْ يَنْعَقِدُ مِنَ الطَّرَفَيْنِ وَمَتٰى انْعَقَدَ لَمْ يَبْطُلْ اِلَّا بِاتِّفَاقِهِمَا عَلٰى فَسْخِهٖ وَيَجُوْزُ الصُّلْحُ مَعَ سَبْقِ خُصُوْمَةٍ وَبِدُوْنِ سَبْقِهَا۔

وَالصَّحِيْحُ مِنْهُ مَا صَدَرَ مِنَ الْبَالِغَيْنِ الْعَاقِلَيْنِ وَمِنْ طَلَبِهٖ لَا يَلْزَمُ الْاِقْرَارُ وَهُوَ جَائِزٌ مَعَ الْاِقْرَارِ وَمَعَ الْاِنْكَارِ وَمَعَ السُّكُوْتِ عَنْهُمَا وَيَصِحُّ اَيْضًا فِي الْمُؤَجَّلِ بِالْحَالِّ وَفِي الْحَالِّ بِالْمُؤَجَّلِ وَفِي الْاَكْثَرِ بِالْاَقَلِّ وَفِي الْاَقَلِّ بِالْاَكْثَرِ اِنْ تَرَاضَيَا فِيْمَا لَا يَلْزَمُ مِنْهُ الرِّبٰو وَلَوِ اصْطَلَحَ الشَّرِيْكَانِ عَلٰى اَنَّ لِشَرِيْكٍ رَأْسَ مَالِهٖ وَالرِّبْحَ وَالْخُسْرَانَ لِشَرِيْكٍ اٰخَرَ صَحَّ وَيَجُوْزُ اِخْرَاجُ الرَّوَاشِنِ وَالْجَنَاحِ وَفَتْحُ الْاَبْوَابِ مُجَدَّدَةً وَوَضْعُ السَّابَاطِ وَنَصْبُ الْمَيَازِيْبِ فِي الطُّرُقِ النَّافِذَةِ اِنْ لَمْ يَتَضَرَّرْ مَنْ يَمُرُّ بِهَا وَفِي الطُّرُقِ الْمَرْفُوْعِ عَنْهَا الْمُرُوْرُ الْمَفْتُوْحَةِ مِنْ طَرَفٍ الْمَسْدُوْدَةِ مِنْ طَرَفٍ اٰخَرَ لَا يَجُوْزُ

۱۔ سورة النساء، الآية ۱۲۸

اسْتِجْدَادُ الْاَبْوَابِ وَالرَّوَاشِنِ وَفَتْحُ الرَّوَازِنِ وَالْمَيَازِيْبِ وَالْمَسَائِلِ وَالشَّبَابِيْكِ اِلَّا بِمَصْلِحَةِ اَرْبَابِهَا وَتَرَاضِيْهِمْ وَاَرْبَابُ السِّكَّةِ اَرْبَابُ الْاَبْوَابِ فِيْهَا وَاَرْبَابُ الْجُدْرَانِ لَيْسُوْا بِشُرَكَائِهَا فَلَوْ وَضَعَ سَابَاطًا يَنْبَغِيْ اَنْ يَرْفَعَهَا قَدْرَ اَنْ لَّا يَتَضَرَّرَ الرَّاكِبُ عَلَى الْخَيْلِ اَوْ عَلَى الْاِبِلِ بِدُوْنِ الْمَحْمِلِ اَوْفِي الْمَحْمِلِ مِنَ الْمُرُوْرِ بِهَا وَلَا يَجُوْزُ التَّصَرُّفُ فِي الْجِدَارِ الْمُخْتَصِّ بِاَحَدٍ لِغَيْرِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اِنْ اَرَادَ تَسْقِيْفًا اَوْ طَرْحًا لِلْخَشَبِ عَلَيْهِ -

وَالْجِدَارُ الْمُشْتَرَكُ بَيْنَ الْجَارَيْنِ كُلُّ وَجْهٍ مِنْهُ لِجَارٍ فَاِنْ اَرَادَ التَّصَرُّفَ فِيْ غَيْرِ وَجْهِهٖ اِحْتَاجَ اِلَى اِذْنِ جَارِهٖ والسَّقْفُ الْمُشْتَرَكُ بَيْنَ صَاحِبِ الْعِلْوِوصَاحِبِ السِّفْلِ كَالْجِدَارِ الْمُشْتَرَكِ فَلَا يَجُوْزُ لِاَحَدِهِمَا اَنْ يَثْقُبَ كُوَّةً اَوْ يَدُقَّ وَتَدًا اِلَّا بِاِذْنِ شَرِيْكِهِ السِّفْلِيِّ اَوِالْعِلْوِيِّ وَلَوِانْهَدَمَ الْمُشْتَرَكُ وَاَرَادَ اَحَدُهُمَا عِمَارَتَهٗ لَيْسَ لَهٗ اَنْ يُجْبِرَ الْاٰخَرَ عَلَى الْعِمَارَةِ وَلَا لِلْاٰخَرِ اَنْ يَمْنَعَهٗ مِنَ الْعِمَارَةِ وَمَا اَعَادَهٗ بِالْعِمَارَةِ كَانَ مِلْكَهٗ وَلَا يَبْقٰى لِشَرِيْكِهٖ اِلَّا حِصَّةُ اَرْضِهٖ اِنْ كَانَتْ ذَاتَ حِصَصٍ -

وَيَصِحُّ الصُّلْحُ عَنْ كُلِّ مَا يَصِحُّ اَخْذُ الْعِوَضِ عَنْهُ وَلِلْجَارِ اَنْ يَّقْطَعَ مِنْ حَدِّ مِلْكِهٖ اَغْصَانَ جَارِهٖ لَوْ خَرَجَتْ مِنْ حَدِّ مِلْكِ صَاحِبِهٖ وَدَخَلَتْ فِي مِلْكِهٖ وَلَمْ يُمْكِنْ عَطْفُهَا اَوْ يُصَالِحُ عَلٰى شَيْءٍ بِالْعُرْفِ وَلَا يَقْطَعُهَا وَلَا يَصِحُّ الصُّلْحُ فِيْمَا لَا يَجُوْزُ اَخْذُ الْعِوَضِ عَنْهُ كَالصُّلْحِ مَعَ امْرَاَةٍ لِتُقِرَّلَهٗ بِالزَّوْجِيَّةِ وَلَا نِكَاحَ بَيْنَهُمَا اَوْ مَعَ شَاهِدٍ لِّيَمْتَنِعَ مِنْ اِقَامَةِ الشَّهَادَةِ صَادِقًا فِيْ شَهَادَتِهٖ وَلَوْ وَجَبَ حَدُّ الْقَذْفِ عَلٰى اَحَدٍ لَمْ يَجُزِ الصُّلْحُ اِلَّا اَنْ يَّعْفُوَ الْمَقْذُوْفُ وَفِيْ سَائِرِ الْحُدُوْدِ كَشُرْبِ الْخَمْرِ اَوِالزِّنَا اَوْ غَيْرِهِمَا لَا يَجُوْزُ الصُّلْحُ اَوِالْعَفْوُ اَبَدًا وَلَوْ تَدَاعَيَا جِدَارًا بَيْنَ مِلْكَيْهِمَا وَهُوَ فِيْ اَيْدِيْهِمَا فَلَا يَثْبُتُ لِاَحَدِهِمَا اِلَّا بِالْبَيِّنَةِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنِ الْبَيِّنَةُ لِاَحَدِهِمَا فَلِمَنِ اتَّصَلَ بِهٖ بِنَاءُهٗ

وَ حَلَفَ وَلَوْ كَانَ مُتَّصِلاً بِمِلْكَيْهِمَا اَوْ مُنْقَطِعًا عَنْ مِلْكَيْهِمَا وَلَمْ يَطْرَحْ اَحَدُهُمَا عَلَيْهِ شَيْئًا يَدُلُّ عَلَى الْاِخْتِصَاصِ بِهٖ فَاِنْ حَلَفَ وَاحِدٌ وَنَكَلَ الْاٰخَرُ فَهُوَ لِذِي الْيَمِيْنِ وَاِنْ حَلَفَا اَوْ نَكَلَا قُضِيَ لَهُمَا بِهٖ. وَالْبَيْتُ الَّذِيْ عَلَيْهِ غُرْفَةٌ كَانَ سَقْفُ الْبَيْتِ مُشْتَرَكًا كَذَالِكَ لِاَنَّهٗ اَرْضٌ لِلْفَوْقَانِيْ وَسَمَاءٌ لِلتَّحْتَانِيْ فَلَا تَرْجِيْحَ لِاَحَدِهِمَا اِلَّا بِالْبَيِّنَةِ اَوِ الْيَمِيْنِ۔

صلح کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط "صلح بہترین چیز ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ اَلصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ ع "مسلمانوں کے آپس میں صلح جائز ہے مگر صلح کی وہ صورت جائز نہیں جو کسی حرام چیز کو حلال یا کسی حلال چیز کو حرام کردے۔"

صلح کی تعریف

صلح نکاح کی صورتوں، جدائی کی صورتوں، جنگ وجدل کی صورتوں اور آپس کے جھگڑوں کی صورتوں میں چلنے والے ایک کامل معاملہ کا نام ہے۔ مگر اس صورت میں صلح نہیں چلتی جو کسی حرام کو حلال یا کسی حلال کو حرام کردے مثلاً کسی بے گناہ نفس کے قتل کرنے پر صلح کرنا، کسی آزاد فرد کے غلام بنانے پر صلح کرنا، رضامندی کے بغیر کسی بالغہ عاقلہ آزاد عورت کے نکاح پر صلح کرنا، شراب نوشی کے ارتکاب کرنے پر صلح کرنا، نیکوکاروں کی صحبت سے ہٹ جانے پر صلح کرنا، فاسق لوگوں میں شامل ہونے پر صلح کرنا، کسی شراب کے ہدیہ دینے پر صلح کرنا یا کسی گناہ کے قبول کرنے پر صلح کرنا چنانچہ ان برے افعال پہ صلح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس قسم کی صلح کا نتیجہ اس دنیا میں نقصان اور آخرت میں پشیمانی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ پس مناسب ہے کہ سمجھدار دیندار آدمی صلح صلح کے انجام، صلح کے فائدے اور اس کی عبرتناک سزا کو گہری نگاہ سے دیکھے۔

صلح صرف ایک جانب سے ثابت نہیں ہوا کرتی بلکہ اس کا انعقاد جانبین سے ہوا کرتا ہے۔ جب صلح منعقد ہو جائے تو اس کے فسخ کرنے پر دونوں کے متفق ہوئے بغیر وہ باطل نہیں ہوسکتی۔ کسی جھگڑے کے درپیش ہوتے ہوئے اور کسی جھگڑے کے درپیش ہوئے بغیر دونوں صورتوں میں صلح جائز ہے۔

درست صلح

درست صلح وہ صلح ہے جو دو بالغ اور عقلمند افراد کی طرف سے صادر ہو۔ صلح کی طلب سے اقرار لازم نہیں آتا۔ صلح اقرار کرنے اور انکار کرنے اور اقرار و انکار دونوں سے خاموشی اختیار کرنے کی صورتوں میں جائز ہے نیز صلح کرنا نقد کے بدلے میں اُدھار پر، اُدھار کے بدلے میں نقد پر، کم کے بدلے میں زیادہ پر، زیادہ کے بدلے میں کم پر، سب صورتوں میں جائز ہے۔ بشرطیکہ دونوں صلح کنندگان اُس صورت پر رضامند ہوں جس میں سود لازم نہ آتا ہو۔ اگر دو شریک حضرات اس بات پر آپس میں صلح کریں کہ ایک شریک کو اصل زر (سرمایہ) ملے اور نفع ونقصان دوسرے شریک کو، تو یہ صورت درست ہے۔

آر پار جانے والی گلی کوچوں میں (کنارے کے مکانات سے) دریچوں کا نکالنا، چھجہ لگانا، نئے نئے دروازے کھولنا، چھت ڈالنا اور پرنالوں کا نصب کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان سے گزرنے والوں کو ضرر نہ پہنچے۔ جن گلی کوچوں سے گزرنا بند ہو وہ ایک طرف سے کھلی ہوں اور دوسری طرف سے بالکل بند، تو وہاں پر دروازوں اور دریچوں کا جدید بنانا، روشندانوں کا نکالنا، پرنالوں کا نصب کرنا، نالیاں بنانا اور کھڑکیاں کھولنا ان گلی کوچے والوں کے آپس کی مصلحت اور رضامندی کے بغیر جائز نہیں ہیں۔

گلی کوچوں کے مالک

گلی کوچوں کے دروازے والے گلی کوچوں والے ہوا کرتے ہیں۔ گلی کوچوں کی دیواروں والے ان گلی کوچوں کے شرکاء لوگ نہیں بن سکتے۔ اگر کوئی شخص گلی کوچے میں کوئی چھت ڈال دے تو مناسب ہے کہ وہ چھت کو اس قدر بلند کرے کہ گھوڑا سوار محمل کے بغیر اونٹ سوار یا محمل میں بیٹھ کر اونٹ پر سوار ہونے والے کو وہاں سے گزرنے میں کوئی ضرر نہ پہنچے۔ کسی ایک شخص کے ساتھ مخصوص کی گئی دیوار میں اُس کی اجازت کے بغیر کسی کو بھی تصرف کرنا جائز نہیں ہے بشرطیکہ کوئی اُس دیوار پر چھت ڈالنا یا اُس پر لکڑی رکھنا چاہتا ہو۔ جو دیوار دو پڑوسیوں کے آپس میں اس طور پر مشترک ہو کہ اُس کا ایک رُخ پورا پورا ایک پڑوسی کی طرف ہو پس اگر وہ پڑوسی دیوار کے دوسرے رُخ میں تصرف کرنا چاہے تو اُسے اپنے دُوسرے پڑوسی کی اجازت درکار ہوگی۔ اوپر کی منزل والے اور نیچے کی منزل والے کے درمیان مُشترکہ چھت مشترکہ دیوار کی مانند ہے۔ لہٰذا دونوں میں سے کسی ایک کے لیے اپنے شریک پائیں یا شریک بالا کی اجازت کے بغیر اُس مشترکہ چھت میں

سوراخ کرنا یا اُس میں میخ گاڑنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی مشترکہ چیز منہدم ہو جائے اور ایک شریک اُس کی تعمیر کرنا چاہے تو اُس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو بھی تعمیر کرنے پر مجبور کرے اور نہ دوسرے کو یہ حق ہے کہ وہ اُس کو تعمیر کرنے سے باز رکھے جو کچھ بھی تعمیر کرکے ایک شریک دوبارہ بنائے گا وہ اُسی کی ملکیت ہوگی اور اُس کے دوسرے شریک کے لیے زمین کے حصے کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا بشرطیکہ وہ زمین حصے والی ہو۔

ہر اُس چیز پہ صلح کرنا درست ہے جس کا عوض لینا درست ہوتا ہو۔ کسی ایک پڑوسی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کے درخت کی ٹہنیوں کو اپنی ملکیت کی حدود سے کاٹ ڈالے بشرطیکہ ٹہنیاں پڑوسی کی ملکیت کی حدود سے نکل کر اُس کی ملکیت میں داخل ہو چکی ہوں اور اُن ٹہنیوں کا موڑ ناممکن نہ ہو، یا عام رواج کے مطابق کسی چیز پر آپس میں صلح کرے اور ٹہنیوں کو نہ کاٹے۔ اُس چیز پر صلح کرنا درست نہیں ہے جس کا عوض لینا درست نہ ہوتا ہو مثلاً کسی عورت کے ساتھ اس لئے صلح کرنا کہ وہ اُس کی بیوی ہونے کا اقرار کرے جبکہ دونوں کے آپس میں کوئی نکاح نہ ہو یا کسی گواہ کے ساتھ اس لئے صلح کرنا کہ وہ گواہی دینے میں سچا ہونے کے باوجود گواہی دینے سے باز رہے۔ اگر کسی شخص پر تہمت لگانے کی حد (سزا) واجب ہو چکی ہو تو وہاں پر تہمت زدہ کے معاف کرنے کے سوا صلح جائز نہیں ہے۔ دیگر تمام حدود کے بارے صلح کرنا یا معاف کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ مثلاً شراب نوشی، بدکاری یا ان دونوں کے علاوہ دیگر خرابیاں۔

اگر دو افراد دونوں کی ملکیتوں کے درمیان موجود کسی دیوار پر دعویٰ کر بیٹھے جبکہ دیوار دونوں کے قبضے میں ہو تو گواہ پیش کئے بغیر کسی ایک کے لیے دیوار ثابت نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی ایک کے پاس بھی گواہ نہ ہو تو دیوار اس کو ملے گی جس کی عمارات دیوار سے ملی ہوئی ہو اور وہ قسم کھائے اگر دیوار دونوں کی ملکیتوں سے ملی ہوئی ہو یا دونوں کی ملکیتوں سے الگ تھلگ ہو نیز دیوار پر اُن میں سے کسی ایک نے کوئی ایسی چیز نہ ڈال رکھی ہو جو اُس کے ساتھ دیوار کے مخصوص ہونے پر دلالت کرے تو اگر ایک قسم کھائے اور دوسرا قسم کھانے سے انکار کرے تو دیوار قسم کھانے والے کو ملے گی۔ اگر دونوں ہی قسم کھا بیٹھے یا دونوں ہی قسم کھانے سے انکار کر دیں تو دیوار کا فیصلہ دونوں کے حق میں کیا جائے گا۔ جس گھر پر کوئی بالا خانہ ہو تو گھر کی چھت یونہی مشترکہ ہوگی کیونکہ یہ چھت بالائی منزل والے کے حق میں زمین کی مانند ہے اور نچلی منزل والی کے حق میں آسمان کی مانند لہذا گواہ پیش کرنے یا قسم کھانے کے سوا کسی ایک کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

بَابُ الْوَدِيْعَةِ

هِيَ اَمَانَةٌ فِيْ يَدِ الْمُسْتَوْدَعِ اِنْ قَبِلَهَا مِنْ غَيْرِ اِكْرَاهٍ وَّلَا اِجْبَارٍ فَلَابُدَّ فِي الْاِسْتِيْدَاعِ مِنَ الْاِيْجَابِ قَوْلًا وَّالْقُبُوْلِ قَوْلًا اَوْفِعْلًا وَّلَا يَنْعَقِدَانِ اِلَّا مِنَ الْبَالِغَيْنِ الْعَاقِلَيْنِ جَائِزَيِ التَّصَرُّفِ لَا مِنَ الصَّبِيِّ وَلَا الْمَجْنُوْنِ وَلَاالْمَحْجُوْرِ عَلَيْهِ بِاَيِّ سَبَبٍ كَانَ حَجْرُهٗ وَلَايَضْمَنُ الْمُسْتَوْدَعُ اِلَّا بِالتَّقْصِيْرِ اَوِ التَّعَدِّيْ لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَعِيْرِ غَيْرَ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ وَّلَا عَلَى الْمُسْتَوْدَعِ غَيْرَ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ وَ لِاَنَّ فِيْ تَضْمِيْنِهِ اخْتِلَالًا فِي الْاِئْتِمَانِ۔

وَلِلْمُسْتَوْدَعِ اَنْ يَّحْفَظَهَا بِنَفْسِهٖ وَبِمَنْ هُوَ فِيْ حِبَالَتِهٖ كَالزَّوْجَةِ وَالْبَنِيْنَ وَالْبَنَاتِ وَالْاٰبَاءِ وَ الْاُمَّهَاتِ وَالْاَجْدَادِ وَالْجَدَّاتِ وَبِالْخُدَّامِ وَالْعَبِيْدِ وَبِمَنْ كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ وُثُوْقٌ لِحِفْظِ مَالِ نَفْسِهٖ وَ فِي الْاَمْكِنَةِ الَّتِيْ كَانَتْ قَابِلَةً لِحِفْظِ مِثْلِهٖ وَلِلْمُسْتَوْدَعِ نَقْلُ الْوَدِيْعَةِ مِنْ مَّوْضِعٍ يَّرٰى فِيْهِ مَصْلَحَةً لَا تُنَافِي الْحِفْظَ وَلَوْ اَرَادَ سَفَرًا وَيَعْلَمُ اَنَّ مَصْلَحَةَ الْحِفْظِ فِي السَّفَرِ اَقْوٰى جَازَ اَنْ يَّسْتَصْحِبَهٗ فِي السَّفَرِ وَفِيْ جَمِيْعِ الْاَبْوَابِ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُسْتَوْدَعُ نَائِبًا مَّنَابَ الْمَالِكِ فِيْ مَالِهٖ وَلَا يُقَصِّرَ وَلَا يَتَعَدّٰى لِاَنَّ الضَّمَانَ لَا يَلْزَمُ اِلَّا بِاَحَدِهِمَا ۔

فَاِنْ طَلَبَهَا الْمُوْدِعُ مِنَ الْمُسْتَوْدَعِ وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى تَسْلِيْمِهَا وَلَمْ يُسَلِّمْهَا اِلَيْهِ اَوْاِلٰى مَنْ يُعَيِّنُهٗ لِلتَّسْلِيْمِ اِلَيْهِ صَارَ ضَامِنًا لِاَنَّهٗ مُتَعَدٍّ بِالْمَنْعِ بَعْدَ الطَّلَبِ وَاِنْ خَلَطَهَا الْمُسْتَوْدَعُ بِمَالِهٖ بِحَيْثُ لَا يَتَمَيَّزُ ضَمِنَهَا اِنْ لَّمْ يَكُنِ الْخَلْطُ لِلْحِفْظِ مِنَ الظَّلَمَةِ وَاِنْ كَانَ لِمَصْلَحَةِ الْحِفْظِ لَمْ يَضْمَنْ وَلَوْ كَانَتِ الْوَدِيْعَةُ ثَوْبًا وَلَبِسَهٗ لَا لِمُجَرَّدِ الْاِنْتِفَاعِ بِهٖ بَلْ لِدَفْعِ الدُّوْدِ عِنْدَ الْحَرِّ لَمْ يَضْمَنْ وَ كَذَا

رُكُوْبُ الدَّابَّةِ عِنْدَ السَّقْيِ وَلَوْ تَرَكَ نَشْرَ الثَّوْبِ الْمُفْتَقِرِ إِلَى الرِّيْحِ أَوْطَرْحَ الثِّيَابِ وَالْأَقْمِشَةَ فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِيْ تُعَفِّنُهَا ضَمِنَ وَلَوْ أَخْرَجَ الدَّابَّةَ لِلسَّقْيِ أَوِ الْعَلْفِ وَالْوَقْتُ يَقْتَضِيْ الْإِخْفَاءَ مِنَ الظُّلْمَةِ أَوِ الْأَعْدَاءِ وَتَلَفَ ضَمِنَ وَلَوْ مَاتَ الْمَالِكُ وَجَبَ عَلَى الْمُسْتَوْدَعِ أَنْ يَرُدَّ الْوَدِيْعَةَ إِلَى وَرَثَتِهِ بِمَحْضَرِ جَمِيْعِهِمْ وَلَوْ رَدَّهَا إِلَى بَعْضِهِمْ مَعَ غَيْبَةِ الْبَعْضِ ضَمِنَ۔

ودیعت کا بیان

ودیعت امانت دار کے قبضے میں ایک امانت ہوتی ہے بشرطیکہ وہ اس کو کسی قسم کی زبردستی اور جبر کے بغیر قبول کر چکا ہو۔ پس امانت رکھوانے کی صورت میں قولاً ایجاب کا ہونا اور قولاً یا فعلاً قبول کا ہونا ضروری ہے۔ ایجاب اور قبول کا انعقاد صرف ایسے دو بالغ اور عاقل افراد کی طرف سے ہوسکتا ہے جن کا تصرف جائز ہو نہ بچے سے ان کا انعقاد ہوسکتا ہے نہ پاگل سے اور نہ ہی پابندی کے شکار آدمی سے خواہ اس کی پابندی کسی بھی سبب سے ہو۔

امانت دار صرف کوتاہی کرنے یا زیادتی کرنے کی صورت میں ضامن ہوسکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَعِيْرِ غَيْرَ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ الخ "بے خیانت عاریت دار کے ذمے کوئی ضمانت نہیں اور نہ ہی بے خیانت امانت دار کے ذمے کوئی ضمانت ہے دُوسری وجہ یہ ہے کہ امانت دار کو ضامن بنانے سے امانت رکھنے میں خلل اندازی ہوتی ہے۔"

امانت دار کے فرائض

امانت دار کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خود امانت کی حفاظت کرے یا ان افراد کے ذریعے اس کی حفاظت کرائے جو اس کی نگرانی اور کفالت میں ہوں۔ مثلاً بیوی، بیٹے، بیٹیاں، باپ، مائیں، دادے، دادیاں، نوکروں اور غلاموں سے اس کی حفاظت کرائے اور ان افراد سے اس کی حفاظت کرائے جن پر اس کو خود اپنے مال کی حفاظت کرانے میں پورا پورا اعتماد ہو۔ نیز اُن جگہوں میں رکھ کر امانت کی چیز کی حفاظت کرے جو اس جیسی چیز کی حفاظت کے لیے قابل ہوں۔

امانت دار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ امانت کی چیز کو ایک جگہ سے کسی ایسی جگہ منتقل کرے جہاں وہ کوئی ایسی مصلحت

دیکھے جو حفاظت کے منافی نہ ہو۔ اگر امانت دار سفر کا ارادہ کرے اور اُسے بخوبی معلوم ہو کہ حفاظت کی مصلحت سفر میں زیادہ قوی ہے تو اُس کے لیے امانت کو سفر میں ساتھ لے جانا جائز ہے۔ تمام صورتوں میں مناسب یہ ہے کہ امانت دار مال کی حفاظت کرنے میں مالک کا نائب بن کر رہے وہ کوئی کوتاہی نہ کرے اور نہ کوئی زیادتی کرے۔ کیونکہ ضمانت انہی دو میں سے کسی ایک کی وجہ سے لازم ہو جاتی ہے۔

اگر امانت رکھوانے والا امانت دار سے اپنی امانت مانگے جبکہ امانت دار اُس کو سپرد کرنے پر قادر ہو اور وہ امانت کو مالک کے سپرد نہ کرے یا کسی اور معیّن کردہ شخص کے سپرد نہ کرے تو وہ امانت دار اُس کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ مانگنے کے بعد امانت کو روکنے کی وجہ سے وہ زیادتی کرنے والا ہے اگر امانت دار مال امانت کو اپنے مال میں اس طرح ملا دے کہ امانت میں امتیاز نہ کیا جا سکتا ہو تو وہ ضامن ہوگا۔ بشرطیکہ اپنے مال میں امانت کا ملا دینا ظالم لوگوں سے اس کی حفاظت کرنے کی خاطر نہ ہو۔ اگر حفاظتی مصلحت کی بنا پر ایسا کیا گیا ہو تو امانت دار ضامن نہیں ہوگا۔ اگر مالِ امانت کوئی کپڑا ہو اور امانت دار شخص اُس کپڑے کو صرف فائدہ حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ گرمی کے دوران دیمک کو دُور کرنے کی غرض سے پہن لے تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ پانی پلانے کے لیے لے جاتے وقت جانور کی سواری کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

اگر امانت دار ہوا کے محتاج کپڑے کا پھیلانا چھوڑ دے یا وہ کپڑوں اور پارچہ جات کو بدبودار بنانے والی جگہوں میں پھینک رکھے تو وہ ضامن ہوگا۔ اگر امانت دار جانور کو پانی پلانے یا گھاس کھلانے کی غرض سے باہر نکال دے جبکہ وقت کا تقاضا یہ ہو کہ وہ اُسے ظالموں اور دشمنوں سے پوشیدہ رکھے اور جانور ضائع ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا۔ اگر امانت کا مالک انتقال کر جائے تو امانت دار کے ذمے مالک کے تمام وارثوں کی موجودگی میں اُن کو واپس کرنا واجب ہے اگر امانتدار امانت کو بعض وارثوں کی غیر موجودگی میں دوسرے بعض وارثوں کو واپس کرے تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔

بَابُ الْعَارِيَةِ

وَهِيَ إِبَاحَةُ الْمَنَافِعِ الْحَاصِلَةِ مِنْهَا وَإِنْ كَانَ خَيْلًا فَرُكُوبُهَا وَإِنْ كَانَ لِلْحَمْلِ فَحَمْلُهَا مُبَاحٌ لِلْمُسْتَعِيرِ وَهِيَ أَمَانَةٌ فِي يَدِ الْمُسْتَعِيرِ وَلَوْ تَلَفَ لَمْ يَضْمَنْ إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ تَفْرِيطِهِ أَوْ تَعَدِّيهِ وَ كُلُّ نَقْصٍ يَلْزَمُ مِنِ اسْتِعْمَالِهَا وَلَا تَفْرِيطَ لِلْمُسْتَعِيرِ فِيهِ وَلَا تَعَدِّيَ لَا يَلْزَمُ مِنْهُ ضَمَانٌ وَلَوِ اسْتَعْمَلَهَا أَكْثَرَ مِنَ الْعَقْدِ عَلَيْهَا زِيَادَةً زَمَانِيَّةً أَوْ مَكَانِيَّةً ضَمِنَ وَلَا يَجُوزُ لِلْمُسْتَعِيرِ إِعَارَتُهَا إِلَى آخَرَ وَلَوِ اشْتَرَطَ الْمُعِيرُ ضَمَانَهَا ضَمِنَ۔

وَلَا يَجُوزُ الْإِعَارَةُ وَالْاِسْتِعَارَةُ إِلَّا مِنَ الْبَالِغِ الْعَاقِلِ الْجَائِزِ التَّصَرُّفِ وَالْمُسْتَعَارُ شَرْطُهُ أَنْ يَكُونَ مُنْتَفَعًا بِهِ مَعَ بَقَائِهِ كَالدَّابَّةِ لِلرُّكُوبِ وَ الْحُلِيِّ لِلزِّينَةِ وَالثَّوْبِ لِلُّبْسِ فَلَزِمَ مِنْ هٰذَا الشَّرْطِ أَنَّ الْأَطْعِمَةَ لَا تَصِيرُ مُسْتَعَارَةً لِأَنَّهَا لَا تَبْقٰى بَعْدَ الْاِنْتِفَاعِ بِهَا وَيَجُوزُ اسْتِعَارَةُ الْفَحْلِ لِلضِّرَابِ وَالْكَلْبِ وَالْفَهْدِ وَطُيُورِ الصَّيْدِ لِلصَّيْدِ وَاسْتِعَارَةُ الشَّاةِ وَالْبَقَرِ وَالْإِبِلِ لِلْحَلَبِ وَفِي الْإِعَارَةِ يَجُوزُ الرُّجُوعُ عَنْهَا مَتٰى شَاءَ وَلَوْ أَعَارَ أَرْضًا لِلزَّرْعِ وَرَجَعَ وَقَدْ بَلَغَ الْقَصِيلَ فَلِلْمُعِيرِ قَطْعُ الْقَصِيلِ مَجَّانًا إِنْ لَمْ يَتَضَرَّرْ وَإِنْ تَضَرَّرَ وَجَبَ الْأَرْشُ۔

عاریت کا بیان

کسی چیز سے حاصل ہونے والی منفعتوں کے مباح بنانے کا نام عاریت ہے چنانچہ عاریت اگر کوئی گھوڑا ہو تو اس کی سواری کرنا اور اگر بوجھ لادنے کی غرض سے ہو تو اس پر بوجھ لادنا عاریت دار کے لئے جائز اور مباح ہیں۔ عاریت عاریت دار کے قبضے میں ایک امانت ہوتی ہے۔ اگر عاریت کا مال ضائع ہو جائے تو عاریت دار اس کا ضامن نہیں ہوتا بشرطیکہ اس کا ضائع ہونا عاریت دار کی کوتاہی یا زیادتی کرنے کی وجہ سے نہ ہو۔ جو جو نقص عاریت کے استعمال سے لازم

آتا ہو جبکہ اُس کے بارے میں عاریت دار کی کوئی کوتاہی یا زیادتی نہ ہو تو اُس پر کوئی ضمانت نہیں آئے گی۔ اگر عاریت دار وقت یا جگہ کے اعتبار سے عاریت پر طے شدہ مدت سے زیادہ اُس کو استعمال کرے تو وہ اُس کا ضامن ہوگا۔ عاریت دار کے لئے عاریت کی چیز کو کسی دوسرے کے ہاتھ میں عاریت پر دینا جائز نہیں ہے۔ اگر عاریت دینے والا ایسی صورت میں عاریت کے ضامن ہونے کی شرط لگائے تو عاریت دار اُس کا ضامن ہو جائے گا۔

عاریت پر دے دینا اور عاریت پر لے لینا دونوں کام تصرف جائز ہونے والے عاقل اور بالغ آدمی سے ہی جائز ہو سکتے ہیں۔

عاریت کی نوعیت

عاریت پر لی جانے والی چیز کی شرط یہ ہے کہ وہ باقی رہنے کے ساتھ ساتھ نفع بخش ہو۔ مثلاً سواری کے لیے گھوڑا، زیب و زینت کے لیے زیورات اور پہننے کے لیے کپڑا۔ اس شرط کی بنا پر یہ بات لازم آتی ہے کہ کھانے کی چیزیں عاریت کے قابل نہیں بن سکتیں۔ کیونکہ خوردنی اشیاء منفعت حاصل کرنے کے بعد باقی نہیں رہ سکتیں۔ افزائش نسل کے لیے نر جانور کا، شکار کھیلنے کے لیے کتے، چیتے اور شکاری پرندوں کا عاریت پر لے لینا اور دودھ کے لیے بکری اور گائے کا عاریت پر لے لینا سب جائز ہیں۔ عاریت دینے کی صورت میں جب بھی چاہیں اس سے رجوع کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی شخص کاشتکاری کے لیے کوئی زمین عاریت پر دیدے اور وہ اس عاریت سے رجوع کرے جبکہ کھیتی باڑی فصل کو رسائی پا چکی ہو تو عاریت دینے والے کو بالکل مفت فصل کی کٹائی کا حق ہے بشرطیکہ اس میں کوئی ضرر نہ ہو۔ اگر ایسا کرنے میں کوئی ضرر ہو تو اُس پر اُس کا تاوان واجب ہو جائے گا۔

بَابُ اللَّقِيطِ

وَهِيَ اِمَّا اِنْسَانٌ اَوْحَيْوَانٌ اَوْغَيْرُهُمَامِنَ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ وَالْاَقْمِشَةِ وَالْاَمْتِعَةِ وَغَيْرِهَا فَاِنْ كَانَ اِنْسَانًا يُسَمّٰى لَقِيْطًا اَوْ مَلْقُوْطًا اَوْ مَنْبُوْذًا وَاِنْ كَانَ حَيْوَانًا يُسَمّٰى ضَالَّةً وَاِنْ كَانَ غَيْرَهُمَا يُسَمّٰى لُقَطَةً. اَمَّا اللَّقِيْطُ فَهُوَ كُلُّ صَبِيٍّ ضَائِعٍ لَا حَافِظَ لَهُ فَاِنَّ الْتِقَاطَهُ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ فَاِنْ كَانَ الْمُلْتَقِطُ مُنْفَرِدًا مُوْسِرًا وَجَبَ عَلَيْهِ رِعَايَتُهُ مِنَ الْمَاْكُوْلِ وَالْمَلْبُوْسِ وَمَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ وَاِنْ كَانَ مُعْسِرًا فَلَهُ اَنْ يَّطْلُبَ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ اَوِ الْحُكَّامِ اَوْ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ حَوَائِجَهُ وَلَهُ اَيْضًا اَنْ يَّدْفَعَهُ اِلٰى مُسْلِمٍ مُشْفِقٍ لِّيَحْفَظَهُ اَوْ اِلَى الْحُكَّامِ اَوْ اِلٰى مَنْ يَّطْلُبُهُ لِلْحِفْظِ وَيَعْلَمُ اَنَّهُ مُتَدَيِّنٌ شَفِيْقٌ لَا يُرِيْدُهُ اِلَّا لِمَرْضَاتِ اللهِ وَكُلُّ مَنْ يَّدَّعِيْهِ بِالْبُنُوَّةِ وَهُوَ مُنْفَرِدٌ فِيْ دَعْوَاهُ وَلَمْ يُعَارِضْهُ اَحَدٌ يَنْبَغِيْ اَنْ يُّسَلِّمَهُ اِلَيْهِ بِلَا بَيِّنَةٍ وَّلَوِ ادَّعَاهُ بِالرِّقِّيَّةِ لَمْ يُسَلَّمْ اِلَيْهِ اِلَّا بَعْدَ ثُبُوْتِهِ عِنْدَ الْحَاكِمِ بِالْبَيِّنَةِ وَتَزْكِيَةِ الشُّهُوْدِ وَتَحْقِيْقِهٖ۔

وَالْمُلْتَقِطُ اِنْ كَانَ حُرًّا بَالِغًا عَاقِلًا مُسْلِمًا صَحَّ الْتِقَاطُهُ وَاِنْ كَانَ رَقِيْقًا اَوْ صَبِيًّا اَوْ مَجْنُوْنًا اَوْ كَافِرًا وَجَبَ عَلَى الْحَاكِمِ وَسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَّاْخُذُوْهُ مِنْهُ وَيَدْفَعُوْهُ اِلٰى مُسْلِمٍ مُتَدَيِّنٍ رَحِيْمٍ لِّيَتَعَهَّدَهُ مِنْ مَّالِهٖ اَوْمِنْ بَيْتِ الْمَالِ اَوْ مِنْ مَالِ الْفُقَرَاءِ الَّذِيْ كَانَ عَلَى الْاَغْنِيَاءِ وَلَوِ اتَّفَقَ اثْنَانِ اَوْ اَكْثَرُ فِيْ حِضَانَتِهٖ جَازَ وَلَوْ تَنَازَعَ الْمُلْتَقِطَانِ وَلَمْ يَرْضَيَا بِالشِّرْكَةِ فِيْ حِضَانَتِهٖ قُدِّمَ ظَاهِرُ الْعَدَالَةِ عَلٰى غَيْرِهٖ وَلَوْ كَانَ قَرَوِيًّا وَغَيْرُهُ بَلَدِيًّا وَلَوْ تَسَاوَيَا فِي الْاِسْلَامِ وَ الصَّلَاحِ اُقْرِعَ بَيْنَهُمَا وَرُجِّحَ بِهَا وَلَوْ وُجِدَ مَعَ اللَّقِيْطِ شَيْءٌ مِّنَ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ وَالْاَقْمِشَةِ كَانَ لَهُ وَوَجَبَ

عَلَى الْمُلْتَقِطِ اَنْ يَحْفَظَ مَا وَجَدَهُ وَيُنْفِقَ عَلَيْهِ بِقَدْرِ حَاجَتِهٖ بِلَا اِفْرَاطٍ وَّلَا تَفْرِيْطٍ اِنْ كَانَ اللَّقِيْطُ فِيْ سُوْقٍ اَوْ سِكَّةٍ اَوْبَابِ مَسْجِدٍ اَوْدَرْبٍ وَمَعَهُ شَيْءٌ كَانَ لَهُ وَاِنْ كَانَ فِيْ بَيْتٍ اَوْ خِيْمَةٍ اَوْ فُسْطَاطٍ فَمَا كَانَ فِيْهَا كَانَ لِصَاحِبِهَا لَا لِلَّقِيْطِ وَاِسْلَامُ اللَّقِيْطِ وَ كُفْرُهُ يَتَعَلَّقُ بِالدَّارِ اِنْ كَانَ فِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ حُكِمَ بِاِسْلَامِهٖ وَاِنْ كَانَ فِيْ دَارِ الْكُفْرِ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهَا مُسْلِمٌ حُكِمَ بِكُفْرِهٖ

گرا پڑا بچہ کا بیان

لقطہ یا تو کوئی آدمی ہوگا یا کوئی حیوان یا ان کے علاوہ درہم، دینار، پارچہ جات اور ساز وسامان وغیرہ پس اگر یہ کوئی آدمی ہوتو اس کا نام لقیط یا ملقوط یا منبوذ ہے اگر یہ کوئی حیوان ہوتو اس کا نام ضالہ ہے اور اگر یہ اُن کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتو اُس کا نام لقطہ ہے۔

لقیط کا مسئلہ

یہ ہر اُس بچے کا نام ہے جو کہیں پڑا ہوا ہو اور اس کا کوئی نگہبان نہ ہو، چنانچہ ایسے بچے کا اٹھالینا فرض کفایہ ہے اگر بچے کا اٹھانے والا انتہا مالدار شخص ہو تو کھانے، کپڑے اور دیگر ضروریات سے بچے کی دیکھ بھال اور لحاظ رکھنا اُس کے ذمے واجب ہے۔ اگر بچے کو اٹھانے والا شخص تنگدست ہو تو اُس کو یہ حق ہے کہ وہ بیت المال، حکام یا تمام مسلمانوں سے بچے کی ضروریات طلب کرے نیز اُسے یہ حق بھی ہے کہ وہ بچے کو کسی باشفقت مسلمان کے حوالے کرے تاکہ وہ اُس کی دیکھ بھال کر سکے یا حکام کے حوالے کرے یا دیکھ بھال کی خاطر بچے کو طلب کرنے والے کسی شخص کے سُپرد کردے جبکہ اُسے یہ بخوبی معلوم ہو کہ وہ شخص ایک دیندار با مشقت آدمی ہے اور وہ بچے کو صرف خدا کی رضامندی حاصل کرنے کی غرض سے چاہتا ہے۔ جو شخص اُس بچے پر اپنے بیٹے ہونے کا دعویٰ کرے جبکہ وہ اپنے دعویٰ میں اکیلا ہو اور کوئی بھی اس کا مقابلہ نہ کرتا ہو تو مناسب ہے کہ کسی قسم کے گواہ کے بغیر بچے کو اس کے سُپرد کیا جائے۔ اگر وہ شخص بچے پر اپنے غلام ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے تو بچے کو اس کے حوالے نہیں کیا جائے گا مگر حاکم کے پاس گواہ کے ذریعہ گواہوں کی صفائی معلوم کرنے اور معاملے کی تحقیق کرنے کی صورت میں اُس کا ثبوت مہیا ہونے کے بعد بچے کو اُس کے سپرد کیا جائے گا۔

لقیط کا اُٹھانا

اگر بچے کو اُٹھا لینے والا شخص آزاد، بالغ، عاقل اور مسلمان ہو تو اُس کا اٹھانا درست ہے اگر بچے کو اُٹھانے والا شخص کوئی غلام ہو، بچہ ہو، پاگل ہو یا کوئی کافر ہو تو حاکم اور تمام مسلمانوں کے ذمے واجب ہے کہ وہ بچے کو اُس سے لے لیں اور اُس کو کسی دیندار مہربان مسلمان شخص کے سپرد کر دیں تا کہ وہ اپنے مال کے ذریعے یا بیت المال سے یا مالداروں کے ذمے فقیروں کو دیئے جانے والے مال سے بچے کی حفاظت اور دیکھ بھال کر سکے۔ اگر دو شخص یا دو سے زیادہ افراد بچے کی پرورش کرنے پر متفق ہوں تو یہ جائز ہے۔ اگر بچے کو اٹھانے والے دو شخص کا آپس میں جھگڑا ہو جائے اور وہ دونوں شرکت کی صورت میں بچے کی پرورش کرنے پر رضا مند نہ ہوتے ہوں تو ظاہری طور پر عادل شخص کو دوسرے پر مقدم رکھا جائے گا اگر چہ عادل شخص دیہاتی اور دوسرا شخص شہری ہی کیوں نہ ہو۔ اگر مسلمان ہونے اور نیک کردار ہونے میں دونوں برابر ہوں تو اُن کے آپس میں قرعہ ڈالا جائے گا۔ اور قرعہ اندازی کے ذریعے ترجیحی سلوک کیا جائے گا۔ اگر لقیط کے ساتھ ساتھ درہم دینار اور پارچہ جات میں سے کوئی چیز پائی جائے تو وہ چیز اُسی بچے کی ہوگی۔ اٹھانے والے کے ذمے واجب ہے کہ وہ پائی گئی چیز کی حفاظت اور دیکھ بھال کرے اور کسی قسم کی کمی بیشی کے بغیر بچے کی ضرورت کے مطابق اُس پر خرچ کرے۔ اگر لقیط بچہ کسی بازار میں یا کسی گلی میں یا کسی مسجد کے دروازے پر یا کسی راستے میں ہو اور اُس کے ساتھ کوئی چیز ہو تو وہ چیز اُسی کی ہوگی اور اگر وہ بچہ کسی گھر میں یا کسی خیمے میں یا خیمہ نما بڑی رہائش گاہ میں ہو تو جو کچھ بھی ان میں ہو وہ ان کے مالک حضرات کا ہوگا نہ کہ لقیط کا۔

لقیط کے دین کا مسئلہ

لقیط بچے کا مسلمان ہونا اور اس کا کافر ہونا دونوں صورتیں علاقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر بچہ دار الاسلام میں ہو تو اُس پر مُسلمان ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ اگر وہ دار الکفر میں ہو اور وہاں پر کوئی ایک بھی مسلمان نہ ہو تو اُس بچے پر کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

❁❁❁

بَابُ الضَّالَّةِ

وَهِيَ كُلُّ حَيَوَانٍ اَهْلِيٍّ يُوْجَدُ بِلَا صَاحِبٍ وَّلَا حَافِظٍ وَّلَا رَاعٍ فَعَلٰى كُلِّ مَنْ وَجَدَهُ وَيَظُنُّ اَنَّهُ اِنْ تَرَكَهُ تَلَفَ اِمَّا مِنْ سَبُعٍ اَوْ سَارِقٍ وَّجَبَ اَخْذُهُ اِنْ قَدَرَ عَلٰى اَخْذِهٖ وَلَوْ عَلِمَ اَنَّهُ قَوِيٌّ وَّ فِيْ كَلَاءٍ وَّ مَاءٍ وَّ لَمْ يَخَفْ مِنَ السُّرَّاقِ لَمْ يَجُزْ اَخْذُهُ فَتَرَكَهُ وَاَخْبَرَ مِنْهُ وَعَرَّفَهُ فِي الدَّرْبِ وَالْعِمْرَانِ اِنْ سَاَلُوْا وَاِنْ لَّمْ يَسْاَلُوْا فَالْقَوِيُّ مِنَ الْحَيَوَانِ كَالْاِبِلِ وَالْخَيْلِ وَالْبَغْلِ وَالْمُتَوَسِّطُ كَالْحِمَارِ وَالْبَقَرِ وَالضَّعِيْفُ كَالشَّاةِ وَالْمَعْزِ وَالْعِجْلِ فَلَوْ اَخَذَ الضَّالَّةَ وَجَبَ التَّعْرِيْفُ فِي الْمَسَاجِدِ وَالنَّادِيْ وَ السِّكَكِ وَالْاَسْوَاقِ مُدَّةً تَلِيْقُ بِهَا اَكْثَرُهَا سَنَةٌ فَاِنْ وُجِدَ لَهَا صَاحِبٌ وَّاَثْبَتَهَا بِالْبَيِّنَةِ اَوْ غَيْرِهَا سَلَّمَهَا اِلَيْهِ بَعْدَ اَخْذِ الْجُعْلِ اَوْ مِثْلِهٖ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مُتَبَرِّعًا وَّاِنْ كَانَ مُتَبَرِّعًا كَانَ جُعْلُهُ الثَّوَابَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنْ لَّمْ يُوْجَدْ صَاحِبُهَا وَلَمْ يَتَحَمَّلْ مُؤْنَتَهَا اَوْ خَافَ ضَيْعَهَا بَاعَهَا وَحَفِظَ ثَمَنَهَا لِمَالِكِهَا اَوْ تَصَرَّفَ فِيْهَا بِالتَّمْلِيْكِ وَبِنِيَّةِ الضَّمَانِ اَوْ تَصَدَّقَ بِهَا بِنِيَّةِ مَالِكِهَا عَلَى الْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَ لَا يَجُوْزُ اَخْذُ الضَّالَّةِ فِي الْعِمْرَانِ اِلَّا مَا يَفِرُّ مِنْ صَاحِبِهٖ وَالطَّالِبُ فِيْ عَقِبِهٖ وَهُوَ يَفِرُّ اِلٰى جَانِبِكَ فَيُسْتَحَبُّ لَكَ اَنْ تَاْخُذَهُ اَوْ تَمْنَعَهُ لِيَصِلَ مَنْ طَالَبَهُ اِلَيْهِ وَلَوْ اَخَذَ الضَّالَّةَ صَبِيٌّ اَوْ مَجْنُوْنٌ انْتَزَعَهَا الْوَلِيُّ مِنْهُ وَعَرَّفَهَا سَنَةً فَاِنْ لَّمْ يَاْتِ الْمَالِكُ اَوْ اَحَدٌ مِّنْ قِبَلِهٖ فَلِلْمُلْتَقِطِ الْخِيَارُ فِيْ حِفْظِهَا اَمَانَةً اَوْ تَمْلِيْكِهَا مَعَ نِيَّةِ التَّضَمُّنِ۔

ضالہ گم شدہ جانور کا بیان

ضالہ ہر اُس پالتو جانور کا نام ہے جو کسی مالک، کسی نگہبان اور کسی چرواہے کے بغیر کہیں پایا جائے پس جو شخص ایسے

جانور کو پائے اور اس کو یہ گمان ہو کہ اگر وہ اسے چھوڑ دے تو وہ جانور یا تو کسی درندے کی وجہ سے یا کسی چور کے ہاتھ سے ضائع ہو گا تو اُس کے ذمّے اُس جانور کا پکڑ لینا واجب ہے بشرطیکہ وہ اُس کے پکڑنے پر قادر ہو۔ اگر اُسے یہ بخوبی علم ہو کہ وہ جانور طاقتور ہے۔ گھاس کھانے اور پانی پینے میں لگا ہوا ہے اور چوروں سے اُس کو کوئی خوف نہیں ہے تو اُس کا پکڑنا جائز نہیں چنانچہ وہ اُسے چھوڑ دے۔ لوگوں کو اُس کی خبر دے۔ راستوں اور آبادیوں میں اس کا اعلان کرے۔ خواہ لوگ اُس کے بارے میں پوچھیں یا نہ پوچھیں ۔ پس بڑے جانور مثلاً اونٹ، گھوڑا اور خچر، اوسط درجے کا جانور مثلاً گدھا اور گائے اور چھوٹے جانور مثلاً بھیڑ، بکری اور بچھڑا، ان میں سے کسی گم شدہ جانور کو کوئی پکڑ لے تو مسجدوں، مجلسوں، گلی کوچوں اور بازاروں میں اتنی مدت تک اس کا اعلان کرنا واجب ہے جو اس کے لیے سزاوار ہو، زیادہ سے زیادہ مُدّت ایک سال ہے۔

اگر گم شدہ جانور کا کوئی مالک پایا جائے اور وہ گواہ وغیرہ کے ذریعے اُس کا ثبوت پیش کرے تو مزدوری یا مزدوری کی مانند کوئی چیز وصول کرنے کے بعد جانور کو پکڑنے والا اُسے مالک کے حوالے کر دے بشرطیکہ وہ بے لوث احسان کرنے والا نہ ہو۔ اگر جانور کو پکڑنے والا شخص بے لوث نیکی کرنے والا ہو تو اُس کی مزدوری اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملنے والا ثواب ہے اگر جانور کا مالک نہ پایا جائے اور پکڑنے والا اُس کے اخراجات برداشت نہ کرسکتا ہو یا اُس جانور کے ضائع ہونے کا اُسے خوف ہو تو حسبِ ذیل صورتوں میں سے ایک کو کرے، جانور کو فروخت کرے اور قیمت کو مالک کے واسطے محفوظ رکھے۔ ضامن بننے کی نیّت سے جانور کو مالکانہ تصرف میں لائے۔ مالک کو ثواب پہنچانے کی نیّت سے جانور کو یتیموں اور مسکینوں پر خیرات کرے۔

آبادیوں میں گم شدہ جانور کا پکڑ لینا جائز نہیں اِلّا یہ کہ کوئی جانور اپنے مالک کے پاس سے بھاگ جائے۔ جانور کا طلب گار اُس کے پیچھے پیچھے ہو اور وہ جانور آپ کی طرف بھاگ رہا ہو چنانچہ آپ کے لیے مسنون طریقہ ہے کہ آپ اُس جانور کو پکڑے یا اُس کو روکے رکھے تا کہ جانور کا طلب گار جانور تک پہنچ سکے۔ اگر کوئی بچہ یا پاگل شخص کسی گم شدہ جانور کو پکڑے تو سرپرست اُس سے جانور کو نکال لے گا اور ایک سال تک اُس کا اعلان کرے گا۔ اگر مالک خود یا اُس کی طرف سے کوئی شخص نہ آئے تو پکڑ لینے والے کو بطور امانت جانور کی حفاظت کرنے یا ضامن بننے کی نیت کے ساتھ ساتھ جانور کے ساتھ مالکانہ کاروائی کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

بَابُ اللُّقَطَةِ

سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اَعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً اِذَا اَخْبَرَ رَبُّ اللُّقَطَةِ بِالْعَلَامَاتِ دُفِعَ اِلَيْهِ اللُّقَطَةُ هِيَ مَا تَسْقُطُ مِنْ مَالِكِهَا فِي الْقِيْعَانِ اَوِ الْعِمْرَانِ فَمَنِ الْتَقَطَهَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ اٰمِنًا عَلٰى نَفْسِهٖ مِنَ الْخِيَانَةِ فِيْهَا وَيَجِبُ اَنْ يُعَرِّفَهَا سَنَةً فِي الْاَيَّامِ لَا فِي اللَّيَالِيْ وَلَا يَجِبُ التَّوَالِيْ بَلْ فِي الْاِبْتِدَاءِ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً ثُمَّ كُلَّ اُسْبُوْعٍ مَرَّةً ثُمَّ كُلَّ شَهْرٍ مَرَّةً اَوْمَرَّتَيْنِ وَمَوَاضِعُ التَّعْرِيْفِ يَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ مَجْمَعَ النَّاسِ كَالْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا وَلَوْ ظَنَّ اَنَّهٗ اِنْ تَرَكَهَا يُمْكِنُ اَنْ يَاْخُذَهَا مَنْ لَا دِيَانَةَ لَهٗ وَجَبَ الْتِقَاطُهَا وَ تَسَاوَتْ اَمَاكِنُ اللُّقَطَةِ مَعَ الْحَرَمِ لِاَنَّ الْحَرَامِيَّ فِي الْحَرَمِ كَسَائِرِ الْاَمَاكِنِ بَلْ اَكْثَرُ وَلِلْمُلْتَقِطِ تَمَلُّكُهَا اَوِ احْتِفَاظُهَا اَمَانَةً بَعْدَ اَنْ يُعَرِّفَهَا سَنَةً وَلَوْ تَلِفَتْ فِيْ يَدِ الْمُلْتَقِطِ مِنْ غَيْرِ تَقْصِيْرِهٖ لَمْ يَضْمَنْ وَيَسْتَحِبُّ الْاِشْهَادُ عَلٰى تَلَفِهَا وَلَوْ كَانَتِ اللُّقَطَةُ حَقِيْرًا جَازَ تَمَلُّكُهٗ بِلَا تَعْرِيْفٍ وَ الْمُحَقَّرَاتُ الَّتِيْ قِيْمَتُهَا لَيْسَتْ بِقَدْرِ دِرْهَمٍ وَاَخْذُ اللُّقَطَةِ اَمْرٌ نِسْبِيٌّ بِنِسْبَةِ الْمُلْتَقِطِيْنَ وَ الْاَمْكِنَةِ وَالْاَزْمِنَةِ فِيْ مَحَلٍّ كَانَ وَاجِبًا وَ فِيْ مَحَلٍّ مُسْتَحَبًّا وَ فِيْ مَحَلٍّ مَكْرُوْهًا وَ فِيْ مَحَلٍّ حَرَامًا فَالْمُتَدَيِّنُ يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلَى الْاَصْلَحِ وَعَمِلَ بِهٖ وَاِخْفَاءُ اللُّقَطَةِ حَرَامٌ فِيْ جَمِيْعِ الْاَمْكِنَةِ وَالْاَزْمِنَةِ عَلٰى سَائِرِ النَّاسِ۔

لقطہ (گری پڑی چیز) کا بیان

رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اَعْرِفْ عِفَاصَهَا الخ ”اس کے سر پوش اور

سربند کی خوب پہچان کر پھر ایک سال اس کا اعلان کیا کر، اگر لقطہ کا مالک (امتیاز کن) نشانیوں سے اس کی خبر دے تو لقطے کو اس کے سپرد کیا جائے گا۔''

لقطہ اُس چیز کا نام ہے جو مالک سے بیابانوں اور آبادیوں میں گر جاتی ہے جو شخص گری پڑی چیز کو اٹھائے تو اُس کے لیے مناسب ہے کہ وہ اس میں خیانت کرنے کے سلسلے میں خود اپنے نفس سے بے خوف ہو۔ راتوں کو نہیں بلکہ دنوں کو گری پڑی چیز کا ایک سال تک اعلان کرنا واجب ہے۔ لگاتار اعلان کرنا واجب نہیں بلکہ شروع شروع میں ہر ایک دن میں ایک مرتبہ، اس کے بعد پھر ہر ہفتے میں ایک مرتبہ ہر ایک مہینہ میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کا اعلان کرنا واجب ہے۔ مناسب ہے کہ اعلان کرنے کے مقامات لوگوں کے اکٹھے ہونے کی جگہیں ہوں مثلاً مسجدیں وغیرہ۔ اگر کسی شخص کو یہ گمان ہو کہ اگر وہ لقطہ کو چھوڑ دے تو ممکن ہے کہ اُسے کوئی بددیانت شخص اُٹھا لے تو (اُس صورت میں) اُس کا اٹھا لینا واجب ہے۔ حرم کعبہ سمیت لقطہ کے مقامات برابر برابر ہیں۔ کیونکہ تمام مقامات کی مانند حرم شریف میں بھی حرامی لوگ (چور) موجود ہوتے ہیں بلکہ زیادہ ہیں۔

لقطہ اُٹھانے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خود اُس کا مالک بن جائے یا ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد اُس کو اپنے پاس بطور امانت محفوظ رکھے۔ اگر اٹھانے والے کے قبضے میں اُس کی کوتاہی کے بغیر لقطہ ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔ مسنون طریقہ ہے کہ آدمی اُس کے ضائع ہونے پر گواہ قائم کرے۔ اگر لقطہ کوئی حقیری سی چیز ہو تو اٹھانے والے کے لیے کسی اعلان کے بغیر اُس کا مالک بن جانا جائز ہے۔ حقیر چیزیں وہ ہوتی ہیں جن کی قیمتیں ایک درہم کے برابر بھی نہ ہوں۔

گری پڑی چیز کے اُٹھانے کی اہمیت

لقطے کا اٹھا لینا، اُٹھانے والے لوگوں، جگہوں اور وقتوں کی نسبت سے ایک اضافی کام ہے۔ کسی جگہ اُس کا اُٹھا لینا واجب ہو جاتا ہے، کسی جگہ مسنون، کسی جگہ مکروہ اور کسی جگہ اُس کا اٹھانا حرام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دیانتدار آدمی کے لیے مناسب ہے کہ وہ سب سے زیادہ مصلحت خیز صورت کو دیکھے اور اُس پر عمل کرے۔ تمام لوگوں کے حق میں تمام مقامات اور اوقات میں گری پڑی چیز کا چھپانا حرام ہے۔

بَابُ الْجُعَالَةِ

وَهِيَ اَنْ يُّعَيِّنَ الْجَاعِلُ شَيْئًا لِعَامِلٍ عَمِلَ مَا قَصَدَهُ وَيُسَمَّى الْمُعَيَّنُ جُعْلًا كَمَا قَالَ الْجَاعِلُ بِالْخُصُوْصِ لِوَاحِدٍ اِنْ رَدَدْتَ عَبْدِيَ الْاٰبِقَ اَوْ دَابَّتِيَ الضَّالَّةَ اَعْطَيْتُكَ ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ اَوْ كَذَا اَوْ بِالْعُمُوْمِ كَمَا قَالَ مَنْ رَدَّ عَبْدِيَ الْاٰبِقَ اَوْ دَابَّتِيَ الضَّالَّةَ فَلَهُ كَذَا وَهِيَ عَقْدٌ اِذَا الْتَزَمَهُ الْجَاعِلُ وَجَبَ عَلَيْهِ اِعْطَاءُ هُ وَالْعَامِلُ اِنْ كَانَ مَعْلُوْمًا مُعَيَّنًا وَقَبِلَ الْعَمَلَ تَمَّ الْعَقْدُ بِالْاِيْجَابِ وَالْقُبُوْلِ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ مُعَيَّنًا بَلْ مَجْهُوْلًا وَارْتَكَبَ الْعَمَلَ صَارَ فِعْلُهُ قُبُوْلَهُ لَمْ يَلْزَمْ اَنْ يَّقُوْلَ قَبِلْتُ فَفِي الْعَامِلِ الْمَخْصُوْصِ يَجِبُ عَلَى الْجَاعِلِ مَا عُيِّنَ لَهُ وَالْعَامِلُ الْمَجْهُوْلُ اِنْ كَانَ عَمَلُهُ لِلْجُعْلِ وَجَبَ اِعْطَاءُ جُعْلِهِ وَاِنْ كَانَ مُتَبَرِّعًا مُعْسِرًا وَجَبَ اَيْضًا وَّاِنْ كَانَ مُوْسِرًا لَمْ يَجِبْ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَصْدِقَاءِ الْجَاعِلِ وَالْمُوْسِرِيْنَ لَا حَاجَةَ لَهُ اِلَى الْجُعْلِ وَلَوْ كَانَ الْعَامِلُ اَكْثَرَ مِنْ وَّاحِدٍ كَانَ الْجُعْلُ لَهُمْ وَيَجُوْزُ الْجُعْلُ فِيْ جَمِيْعِ الْاَعْمَالِ الشَّاقَةِ الْمَشْرُوْعَةِ الْمَعْلُوْمَةِ وَالْجُعْلُ وَالْاِسْتِجَارَةُ يَتَدَاخَلَانِ فِيْ مَوَاضِعَ كَثِيْرَةٍ۔

جعالہ (مزدوری دینے) کا بیان

جعالہ کی صورت یہ ہے کہ مزدوری دینے والا آدمی اپنے مقصود کام کو کر گزرنے والے کسی کارکن کے لیے کوئی چیز نامزد کرے۔ نامزد کردہ چیز کو جعل (مزدوری) کہتے ہیں۔ مثلاً مزدوری دینے والا شخص کسی ایک سے مخصوص طور پر کہے۔ اگر تو میرے بھگوڑے غلام کو یا میرے گمشدہ جانور کو واپس لا دے تو میں تجھے تین دینار دے دوں گا یا وہ کہے کہ اتنی چیز دیدوں گا۔ مزدوری دینے والا یا تو کسی کو مخصوص کئے بغیر عام طور پر یوں کہے۔ جو کوئی میرے بھگوڑے غلام کو یا میرے

گمشدہ جانور کو واپس لا دے تو اُس کے لیے اتنی چیز ملے گی۔ جعالہ ایک معاملہ ہے جب مزدوری دینے والا اس کو اپنے اوپر لازم کر دے تو اُس کے لیے اُس کا دے دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر کارکن نامزد کردہ کوئی معلوم فرد ہو اور وہ کام کرنے کو قبول کرے تو ایجاب اور قبول سے معاملہ پورا ہو جاتا ہے۔ اگر کارکن نامزد کردہ نہ ہو بلکہ وہ کوئی معلوم فرد ہو اور وہ کام کرنے کو قبول کرے تو ایجاب اور قبول سے معاملہ پورا ہو جاتا ہے۔ اگر کارکن نامزد کردہ نہ ہو بلکہ وہ کوئی نامعلوم فرد ہو اور وہ کام کو کر گزرے تو اُس کا فعل ہی اُس کا قبول کرنا بن جاتا ہے۔ اُس کے لیے یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ کہے کہ میں نے قبول کیا مخصوص کارکن کے لیے مزدوری دینے والے کے ذمّے مقرر کردہ چیز واجب ہو جاتی ہے۔ نامعلوم کارکن کا کام کرنا اگر مزدوری حاصل کرنے کی غرض سے ہو تو اُس کی مزدوری کا دے دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر کارکن بے لوث نیکی کرنے والا کوئی تنگدست فرد ہو تو پھر بھی مزدوری کا دے دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر کارکن مالدار شخص ہو تو اُس کے لیے مزدوری کا دے دینا واجب نہیں ہوا کرتا۔ اگر کارکن آدمی مزدوری دینے والے کے دوستوں اور مالداروں میں سے ہو تو اُس کو مزدوری کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ اگر کارکن حضرات ایک فرد سے زیادہ ہوں تو مزدوری اُن سب کو ملے گی۔ تمام پر مشقت جائز اور معلوم کاموں کی مزدوری جائز ہوتی ہے۔ مزدوری اور اجارہ مانگنے کا معاملہ بہت سی صورتوں میں دونوں ایک دوسرے میں سما جاتے ہیں۔

بَابُ الْغَصْبِ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ غَصَبَ شِبْرًا مِّنْ اَرْضٍ طَوَّقَهُ اللهُ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

اَلْغَصْبُ هُوَ الْاِسْتِيْلَاءُ عَلٰى مَالِ الْغَيْرِ عُدْوَانًا فَفِي الْمَنْقُوْلَاتِ يَثْبُتُ بِالنَّقْلِ وَفِيْ غَيْرِهَا كَالْعِقَارِ بِالدَّخْلِ وَهُوَ التَّصَرُّفُ فِيْهِ وَفِي الدَّوَابِّ بِالرُّكُوْبِ اَوِ الْحَمْلِ وَفِي الْفِرَاشِ بِالْجُلُوْسِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مُتَعَدِّيًا فِيْ هٰذِهِ الصُّوَرِ صَارَ غَاصِبًا وَلَوْ اَخْرَجَ الْمَالِكَ اَوْ مَا فِيْ حُكْمِهٖ بِعَزْمِ الْغَصْبِ كَانَ غَاصِبًا اِنْ دَخَلَ وَاِنْ لَّمْ يَدْخُلْ وَلَوْ طَرَدَ الْحَيْوَانَ مِنْ مَرْعَاةٍ اَوْ مِنْ اَيِّ مَكَانٍ مُتَعَدِّيًا كَانَ غَاصِبًا وَمَنْ فَتَحَ رَاْسَ زِقٍّ فَسَالَ مَا فِيْهِ اَوْ بَابَ قَفَصٍ عَنْ طَائِرٍ فَطَارَ اِنْ كَانَ عَامِدًا لِتَضْيِيْعِهِمَا كَانَ ضَامِنًا كَالْغَاصِبِ وَاِنْ لَّمْ يَتَعَمَّدْ لَمْ يَضْمَنْ. وَاَمَّا الظَّلَمَةُ الْغَاصِبُوْنَ اَمْوَالَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَوْلَادُهُمْ فَصَارُوْا فِي الدُّنْيَا ضَامِنِيْنَ وَفِي الْاٰخِرَةِ مُعَذَّبِيْنَ۔

وَمَنْ غَصَبَ شَيْئًا وَجَبَ رَدُّهٗ اِلٰى مَالِكِهٖ مَادَامَتِ الْعَيْنُ بَاقِيَةً وَّاِنْ تَلَفَ وَجَبَ رَدُّ مِثْلِهٖ اِنْ كَانَ مِثْلِيًّا كَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَغَيْرِهَا وَاِنْ لَّمْ يُوْجَدِ الْمِثْلُ جَامِعًا لِصِفَاتِهٖ وَجَبَتْ قِيْمَتُهُ الْقُصْوٰى مِنْ يَوْمِ الْغَصْبِ اِلٰى يَوْمِ التَّلَفِ وَلَوْ تَغَيَّرَتْ قِيْمَتُهٗ بِسَبَبِ الزَّمَانِ اَوِ الْمَكَانِ كَالْمَاءِ الَّذِيْ غُصِبَ فِي الْمَفَازَةِ اَوِ الثَّلْجِ الَّذِيْ غُصِبَ فِي الصَّيْفِ وَجَبَتْ قِيْمَتُهٗ يَوْمِ الْغَصْبِ فِيْ مَكَانِ الْغَصْبِ -

وَنَمَاءُ الْمَغْصُوْبِ لِمَالِكِهٖ فَيَجِبُ رَدُّ الْمَغْصُوْبِ مَعَ نَمَائِهٖ مُتَّصِلًا كَانَ اَوْ مُنْفَصِلًا وَاَرْشُ النُّقْصَانِ اِنْ نَقَصَ وَاُجْرَةُ مِثْلِهٖ فِيْ مُدَّةِ الْغَصْبِ اِنِ اسْتَعْمَلَهٗ وَلَوْ اَنْكَرَ الْمُسْتَوْدَعُ

الْوَدِيْعَةَ صَارَ غَاصِبًا وَكُلُّ مَنْ اَنْكَرَ حَقًّا عِنْدَهُ مُضَارِبًا كَانَ اَوْ شَرِيْكًا اَوْ وَكِيْلًا صَارَ غَاصِبًا مِّنْ حِيْنِ اِنْكَارِهٖ وَالْغَاصِبُ مِنَ الْغَاصِبِ اِنْ رَدَّ الْمَغْصُوْبَ اِلَى الْغَاصِبِ الْاَوَّلِ وَهُوَ عَالِمٌ بِغَصْبِهٖ لَمْ يَبْرَأْ وَاِنْ لَّمْ يَعْلَمْ يَبْرَأْ وَمَنْ غَصَبَ شَيْئًا مِّنْ صَبِيٍّ لَّمْ يَبْرَأْ ذِمَّتُهُ اِنْ رَدَّهُ عَلَيْهِ وَبَرِأَ اِنْ رَدَّهُ اِلٰى وَلِيِّهٖ اِنْ كَانَ ذَالِكَ الشَّيْءُ ذَاقِيْمَةٍ وَّاِنْ كَانَتْ مِنَ الْمُحَقَّرَاتِ بَرِئَ بِرَدِّهٖ اِلَى الصَّبِيِّ وَلَوْ زَرَعَ الْغَاصِبُ اَرْضًا مَغْصُوْبَةً جَازَ لِلْمَغْصُوْبِ مِنْهُ اَنْ يَّقْلَعَ الْمَزْرُوْعَ اَوْ يَبْقِيَهُ لِنَفْسِهٖ وَيُعْطِي الْغَاصِبَ قِيْمَةَ الْبَذْرِ وَلَوْ غَصَبَ ثَوْبًا وَصَبَغَهُ وَجَبَ رَدُّهُ مَصْبُوْغًا فَاِنْ زَادَ فِي الْقِيْمَةِ زَادَ لِمَالِكِهٖ وَاِنْ نَقَصَ وَجَبَ الْاَرْشُ عَلَى الْغَاصِبِ وَفِيْ كُلِّ مَغْصُوْبٍ عُمِلَ فِيْهِ كَذَالِكَ وَمَنْ خَلَطَ الدَّرَاهِمَ الْمَغْصُوْبَةَ بِدَرَاهِمِهٖ لَايَلْزَمُ اسْتِهْلَاكُهَا فَوَجَبَ رَدُّهَا بِعَيْنِهَا وَلَوِاسْتَهْلَكَ الْمَغْصُوْبَ بِالْخَلْطِ كَاللَّبَنِ وَالْمَايِعَاتِ وَغَيْرِهِمَا وَجَبَ رَدُّ الْقِيْمَةِ وَلَوِ اتَّجَرَ بِالْمَالِ الْمَغْصُوْبِ وَرَبِحَ كَانَ الْمَالُ وَالرِّبْحُ لِمَالِكِهٖ وَلَوْسَاوٰى الْمَغْصُوْبُ يَوْمَ الْغَصْبِ عَشَرَةً وَيَوْمَ الرَّدِّ وَاحِدًا لِتَغَيُّرِ السِّعْرِ وَهُوَ عَلٰى صِفَاتِهٖ بَاقٍ مِّنْ غَيْرِ نَقْصٍ لَّمْ يَجِبِ الْاَرْشُ اِلَّا رَدُّهُ وَتَغَيُّرُ السِّعْرِ لَا يُؤَثِّرُ فِيْهِ فَاِنْ تَلَفَ وَجَبَتِ الْعَشَرَةُ وَلَوْ تَلَفَ بَعْضُهُ وَالْبَاقِيْ عَادَ اِلٰى نِصْفِ دِرْهَمٍ لِاِنْخِفَاضِ السُّوْقِ وَجَبَ رَدُّ الْبَاقِيْ وَاَرْشُ التَّالِفِ وَهُوَ خَمْسَةٌ يَعْنِيْ نِصْفَ الْقِيْمَةِ الْقُصْوٰى وَلَوْ كَانَتِ الْقِيْمَةُ عَشَرَةً فَاَبْلَاهُ الْغَاصِبُ حَتّٰى سَاوَتْ خَمْسَةً ثُمَّ ارْتَفَعَ السُّوْقُ فَبَلَغَتِ الْقِيْمَةُ مَعَ الْاِبْلَاءِ عَشَرَةً وَجَبَ رَدُّهُ مَعَ الْعَشَرَةِ لِاَنَّ التَّالِفَ نِصْفُهُ وَتَمَامُهُ لَوْبَقِيَ لَسَاوٰى عِشْرِيْنَ وَلَوْ غَصَبَ حِنْطَةً وَبَلَّهَا حَتّٰى تَعَفَّنَتْ اَوْ اَخَذَمِنْهَا هَرِيْسَةً اِخْتَارَ الْمَغْصُوْبُ مِنْهُ اِنْ اَرَادَ اَخَذَ الْعَيْنَ الْبَاقِيَةَ وَاَرْشَ النُّقْصَانِ اَوْاَخَذَ الْمِثْلَ اَوِالْقِيْمَةَ وَلَوْغَصَبَ شَيْئَيْنِ يُنَقِّصُهُمَا الْاِفْتِرَاقُ كَزَوْجَيْ خُفٍّ وَمِصْرَاعَيْ بَابٍ فَتَلَفَ اَحَدُهُمَا وَكَانَتْ قِيْمَةُ تَمَامِهَا عَشَرَةً وَالْمُنْفَرِدَةُ لَاتُشْتَرٰى اِلَّابِثَلَاثَةٍ ضَمِنَ الْغَاصِبُ سَبْعَةً وَّهِيَ قِيْمَةُ التَّالِفِ مُجْتَمِعًا وَاَرْشُ نُقْصَانِ الْبَاقِيْ وَلَوْ شَقَّ

ثَوْبًا نِصْفَيْنِ فَنَقَصَتْ قِيْمَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا كَانَ الْاَرْشُ كَذَالِكَ وَلَوْ غَصَبَ وَاحِدًا مِّنَ الْخُفَّيْنِ اَوِالْمِصْرَاعَيْنِ ثُمَّ تَلَفَ ضَمِنَ التَّالِفَ وَاَرْشَ الْبَاقِيْ مَعْيُوْبًا بِتَعَدِّيْهٖ وَالْبَذْرُ وَالْبَيْضُ الْمَغْصُوْبَانِ اِذَا زَرَعَ اَوْفَرَّخَ فَمَا حَصَلَ مِنْهُمَا كَانَ لِلْمَالِكِ لَا لِلْغَاصِبِ وَلَوْ نَقَلَ تُرَابَ الْاَرْضِ الْمَغْصُوْبَةِ وَجَبَ رَدُّ تُرَابِهَا اَوْمِثْلِهَا اِلَيْهَا۔

غصب کا بیان

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے مَنْ غَصَبَ شِبْرًا مِنْ اَرْضٍ الخ ''جو شخص کسی زمین سے ایک بالشت کا حصہ غصب کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساتوں زمین کو اس کی گردن کا طوق بنائے گا۔''

غصب کی تعریف دشمنی کے طور پر کسی دوسرے کے مال پہ غلبہ پانے کا نام غصب ہے۔ منقولات کا غصب کرنا ان کے منتقل کرنے سے اور غیر منقولات مثلاً زمین کا غصب کرنا دخل اندازی سے ثابت ہوجاتا ہے کسی چیز میں تصرف کرنے کا نام دخل اندازی ہے جانوروں کا غصب کرنا ان کی سواری کرنے سے یا ان پر بوجھ لادنے سے اور فرش کا غصب کرنا اس پر بیٹھ جانے سے ثابت ہوتا ہے۔ ان صورتوں میں آدمی اگر زیادتی کا ارتکاب کرتا ہو تو وہ غاصب لیٹرا بن جاتا ہے۔

غاصب (لٹیرا) بننے کی مختلف صورتیں

۱۔ اگر کوئی شخص کسی مالک یا مالک جیسے آدمی کو غصب کے پکے ارادے سے گھر سے نکال دے تو وہ لٹیرا بن جاتا ہے خواہ وہ اس گھر میں دخل اندازی کرے یا نہ کرے۔

۲۔ اگر کوئی شخص جانوروں کو چراگاہ سے یا کسی بھی جگہ سے ظلم وزیادتی کے طور پر ہٹا دے تو وہ لٹیرا بن جاتا ہے۔

۳۔ جو شخص کسی مشکیزے کا منہ کھول دے اس پر مشکیزے میں موجود چیز بہہ جائے یا وہ پرندے کے لیے کسی پنجرے کا دروازہ کھول دے اس پر پرندہ اڑ جائے تو اگر وہ شخص ان چیزوں کو جان بوجھ کر ضائع کرنے کا ارادہ رکھنے والا ہو تو وہ ضامن ہوگا اور اگر جان بوجھ کر ایسا کرنے والا نہ ہو تو ضامن نہ ہوگا۔

۴۔ مسلمانوں کے مال واسباب لوٹنے والے اور ان کے بچوں کو اغوا کرنے والے ظالم لوگ دنیا میں ضامن ہوں گے اور آخرت میں ان کو عذاب دیا جائے گا۔

جو شخص کسی چیز کو غصب کرے تو اسے مالک کو واپس کر دینا واجب ہے۔ جب تک کہ وہ چیز خود موجود ہو، اگر وہ چیز ضائع ہو چکی ہو تو اس کی مثل چیز کا واپس کر دینا واجب ہے بشرطیکہ وہ مثلی چیز ہو۔ مثلاً گندم، جو، سونا اور چاندی وغیرہ۔ اگر کسی چیز کی تمام اوصاف کی حامل مثلی چیز نہ پائی جائے تو غصب کرنے کے دن سے لے کر چیز کو ضائع ہونے کے دن تک کی انتہائی قیمت واجب ہو جائے گی۔ اگر وقت اور جگہ کی وجہ سے کسی لٹی ہوئی چیز کی قیمت میں ردوبدل ہو جائے۔ مثلاً بیابان سے لٹا ہوا پانی یا گرمی میں لٹی ہوئی برف۔ تو اس صورت میں غصب کرنے کی جگہ میں غصب کے دن رائج شدہ قیمت واجب ہو جائے گی۔

بڑھوتری کا مسئلہ

لٹی ہوئی چیز کی بڑھوتری اس کے مالک کی ہوگی۔ چنانچہ لٹی ہوئی چیز کو اس کی بڑھوتری سمیت واپس کر دینا واجب ہے خواہ بڑھوتری اس چیز سے متصل ہو یا الگ۔ اگر لٹی ہوئی چیز میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو نقصان کا تاوان واجب ہو جائے گا۔ غصب کی مدت کے دوران اس کی اجرت مثل واجب ہوگی خواہ لٹیرا اس چیز کو اپنے کام میں لا چکا ہو یا نہ لا چکا ہو۔ اگر امانت دار امانت کا انکار کر بیٹھے تو وہ لٹیرا بن جاتا ہے۔ جو کوئی بھی اپنے پاس موجود کسی حق کا انکار کرے خواہ وہ کوئی مضاربت پر کام کرنے والا ہو یا شریک ہو یا وکیل وہ اس حق کے انکار کرنے کے وقت سے ہی لٹیرا بن جاتا ہے۔ لٹیرے سے لوٹ لینے والا اگر لٹی ہوئی چیز پہلے لٹیرے کو واپس کر دے جبکہ وہ اس کے لوٹنے کو جاننے والا ہو تو وہ بری الذمہ نہیں ہوگا۔ اگر وہ پہلے لٹیرے کے لوٹنے کو نہ جانتا ہو تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ جو شخص کسی بچے سے کوئی چیز لوٹ لے تو اگر وہ لٹی ہوئی چیز بچے کو واپس کر دے تو بری الذمہ نہیں ہوگا۔ اگر وہ لٹی ہوئی چیز سرپرست کو واپس کر دے تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا بشرطیکہ وہ چیز قیمت والی ہو اگر وہ چیز معمولی حقیر چیزوں میں سے ہو تو اسے بچے کو واپس کرنے سے وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ اگر لٹیرا آدمی کسی لٹی ہوئی زمین کی کاشت کرے تو مغصوب منہ (مالک) کے لیے جائز ہے کہ وہ کھیتی اور فصل دونوں کو کاٹ اکھاڑے یا خود اپنے لئے اسے باقی رکھے اور لٹیرے کو بیج کی قیمت دے دے۔ اگر کوئی شخص کسی کپڑے کو غصب کرے اور رنگائے تو رنگے ہوئے کپڑے کو واپس کر دینا واجب ہے۔ اگر کپڑے کی قیمت میں اضافہ ہو جائے تو مالک کے لیے اضافہ ہوگا۔ اگر کپڑے کی قیمت میں کمی آ جائے تو لٹیرے کے ذمے تاوان دینا واجب ہوگا۔ لٹی ہوئی جس جس چیز میں عملی تصرف کیا جائے اس کا یہی حکم ہے۔ جو شخص لٹے ہوئے درہموں کو اپنے درہموں میں ملا دے تو اس سے ان درہموں کا نابود کرنا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ لٹیرے کے ذمہ بعینہٖ ان درہموں کو واپس کر دینا واجب ہو جائے گا۔ اگر ملاوٹ کرنے کے

ذریعے لٹی ہوئی چیز کو نابود کرے مثلاً دودھ اور بہنے والی چیزیں وغیرہ تو اسکی قیمت واپس کر دینا واجب ہوگا۔ اگر کوئی لٹیرا لٹے ہوئے مال سے بیوپار کرے اور نفع حاصل ہو تو مال اور منافع دونوں مالک کے ہوں گے۔ اگر لٹی ہوئی چیز لوٹ کے دن مالیت میں دس درہم کے برابر ہو اور واپسی کے دن بھاؤ کے ردوبدل کی وجہ اس کی مالیت ایک درہم کے برابر ہو جائے۔ جبکہ وہ چیز کسی قسم کے نقص پیدا ہوئے بغیر اپنی حالت پہ باقی ہو تو لٹیرے کے ذمّے اس کی واپسی کے سوا کوئی تاوان واجب نہیں ہوگا۔ اس بارے میں بھاؤ کا ردوبدل کوئی تاثیر نہیں رکھتا۔ اگر لٹی ہوئی چیز ضائع ہو چکی ہو تو پھر لٹیرے کے ذمّے دس درہم کی ادائیگی واجب ہو جائے گی، اگر لٹی ہوئی چیز کا کوئی حصہ ضائع ہو چکا ہو اور باقی حصہ مارکیٹ کے ڈاؤن ہونے کی وجہ سے نصف درہم کی مالیت پر آئے تو لٹیرے کے ذمّے باقی حصے کا واپس کر دینا اور ضائع شدہ حصے کا تاوان دینا واجب ہو جائے گا۔ اس صورت میں تاوان پانچ درہم کا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ انتہائی قیمت کا آدھا حصہ۔ اگر چیز کی قیمت دس درہم ہو اور لٹیرا اس کو پرانا بنا دے یہاں تک کہ وہ چیز پانچ درہم کی مالیت کے برابر ہو جائے پھر مارکیٹ چڑھ جائے تو دس درہم سمیت اس چیز کا واپس کر دینا واجب ہو جائے گا کیونکہ ضائع شدہ حصہ اس چیز کا آدھا حصہ ہے اگر پوری کی پوری چیز باقی ہوتی تو اس کی مالیت بیس درہم کے برابر ہو جاتی۔ اگر کوئی شخص کچھ گندم غصب کرے اور اسے بھگو دے اس پر گندم خراب ہو جائے یا وہ شخص گندم کا حریسہ بنا دے تو (اس صورت میں) مغصوب منہ (مالک) کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ لٹیرے سے گندم کے باقی موجود حصے اور نقصان کا تاوان دونوں وصول کرے یا وہ گندم کی مثل گندم یا اس کی قیمت وصول کرے۔ اگر کوئی شخص ایسی دو چیزوں کو غصب کرے جن کی علیحدگی ان کو نقصان پہنچاتی ہے مثلاً موزے کے جوڑے اور دروازے کی دونوں چوکھٹ پس ان میں سے ایک ضائع ہو جائے۔ جبکہ پورے کے پورے کی قیمت دس درہم ہو اور اکیلے ایک کو صرف تین درہم میں ہی خریدا جاتا ہو تو لٹیرا سات درہم کا ضامن ہوگا۔ یہ صورت اکٹھے ہونے کی حالت میں ضائع شدہ کی قیمت اور باقی کا تاوان نقصان ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کپڑے کو دو حصوں میں پھاڑ ڈالے۔ اس پر ہر ایک حصے کی قیمت کم ہو جائے تو اس کے تاوان کا حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ جوڑے کا ہے اگر کوئی شخص دونوں موزوں میں سے کسی ایک کو یا دروازے کی دونوں چوکھٹ میں سے کسی ایک چوکھٹ کو غصب کرے پھر وہ ضائع ہو جائے تو لٹیرا اپنی زیادتی کی وجہ سے ضائع شدہ کا اور عیب دار ہونے کی حالت میں باقی حصے کا ضامن ہوگا۔ اگر لٹے ہوئے بیج سے کاشت کرے یا لٹے ہوئے انڈے سے چوزہ نکالے تو جو کچھ بھی ان سے حاصل ہوگا وہ مالک کو ملے گا نہ کہ لٹیرے کو۔ اگر کوئی شخص لوٹی ہوئی زمین کی مٹی کو منتقل کرے تو اس زمین کی مٹی کا یا اس کی مٹی جیسی مٹی کا اس پہ واپس لانا واجب ہو جائے گا۔

بَابُ رَدِّ الْمَظَالِمِ

يَجِبُ عَلَى الْغَاصِبِ رَدُّ مَا غَصَبَهُ إِلَى الْمَغْصُوبِ مِنْهُ إِنْ كَانَ حَيًّا أَوْ إِلَى وَرَثَتِهِ إِنْ كَانَ لَهُ وَارِثٌ أَوْ إِلَى الْفُقَرَاءِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ وَأَمَّا أَمْوَالُ الظَّلَمَةِ فَمَخْلُوطَةٌ مِنَ الْمَغْصُوبِ وَغَيْرِهِ فَجَوَائِزُهُمْ لَا تَخْلُوْ مِنْ ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ إِمَّا حَرَامٌ فَوَجَبَ عَلَى مَنْ يَعْلَمُ تَحْرِيْمَهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِهِ إِنْ لَمْ يَعْلَمْ صَاحِبَهُ وَإِنْ عَلِمَ وَجَبَ رَدُّهُ إِلَى صَاحِبِهِ وَإِمَّا حَلَالٌ فَيَجُوْزُ تَصَرُّفُهُ وَصَرْفُهُ فِيْ نَفَقَةِ نَفْسِهِ أَوْ عِيَالِهِ أَوْ فِيْمَا أَرَادَ مِنَ الْأُمُوْرِ الشَّرْعِيَّةِ وَالْمَصَالِحِ الدِّيْنِيَّةِ وَإِمَّا مُشْتَبَهٌ غَيْرُ مُتَيَقِّنٍ تَحْلِيْلُهُ أَوْ تَحْرِيْمُهُ فَيَسْتَحِبُّ صَرْفُهُ إِلَى الْفُقَرَاءِ وَيَجُوْزُ تَصَرُّفُهُ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ وَعَلَى كُلِّ حَالٍ يَحْرُمُ عَلَى مَنْ يَقْدِرُ عَلَيْهَا رَدُّهَا إِلَى الظَّالِمِ لِأَنَّهُ يَقْدِرُ عَلَى إِيْصَالِهَا إِلَى صَاحِبِهَا إِنْ عَرَفَهُ وَإِنْ لَمْ يَعْرِفْهُ فَإِلَى الْفُقَرَاءِ لِأَنَّهُمْ مِنْ أَرْبَابِ مَصَارِفِهَا وَإِنْ رَدَّهُ إِلَى الظَّالِمِ أَثِمَ لِأَنَّهُ أَعْطَى الظَّالِمَ مَالَ الْمُسْلِمِ وَلِأَنَّهُ مَنَعَ حَقَّ الْفُقَرَاءِ مِنَ الْفُقَرَاءِ فَيَلْزَمُ مِنْ رَدِّهَا إِلَى الظَّالِمِ إِثْمَانِ وَفِيْ ضِمْنِهِمَا إِثْمٌ أَكْبَرُ مِنْهُمَا وَهُوَ الرِّيَاءُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الرِّيَاءِ لَيْسَ عَلَى وُجُوْهِهِمْ نُوْرٌ وَلَا بَهَاءٌ وَلَا فِيْ رِزْقِهِمْ بَرَكَةٌ وَهُمْ عِنْدَ اللهِ أَنْتَنُ مِنَ الْجِيْفَةِ وَلَيْسَ فِي النَّارِ قَوْمٌ أَشَدُّ عَذَابًا مِنْ أَهْلِ الرِّيَاءِ۔

ظلم سے حاصل کردہ چیزوں کی واپسی کا بیان

لٹیرے کے ذمے لُٹی ہوئی چیز کو مغصوب منہ (مالک) کے ہاتھ واپس کر دینا واجب ہے بشرطیکہ مالک زندہ موجود ہو یا وہ مالکوں کے وارثوں کے ہاتھ واپس کر دے بشرطیکہ مالک کا کوئی وارث موجود ہو۔ اگر مالک کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو فقیر لوگوں کے حوالے کرے۔

ظالموں کے مال واسباب کا مسئلہ

ظالموں کے مال و دولت لٹی ہوئی چیز وغیرہ سے خالی نہیں ہوتے لہذا ان ظالموں کے انعامات تین حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔

۱۔ ظالموں کے انعامات حرام ہوں گے چنانچہ ان کے حرام ہونے کو جاننے والے کے ذمے ان کا خیرات کرنا واجب ہے بشرطیکہ اس کو اصل مالک کا علم نہ ہو۔ اگر اسے اصل مالک کا علم ہو تو ظالموں کے انعامات کو اصل مالک کے ہاتھ میں واپس کر دینا واجب ہے۔

۲۔ ظالموں کے انعامات حلال ہوں گے چنانچہ ان کو تصرف میں لانا، اپنے اخراجات میں صرف کرنا یا اپنے بال بچوں کے اخراجات میں صرف کرنا جائز ہیں یا وہ ان انعامات کو شرعی کاموں اور دینی مفادات میں جہاں چاہے خرچ کرے۔

۳۔ ظالموں کے انعامات ایسے مشتبہ ہوں گے کہ ان کا حلال ہونا یا حرام ہونا یقینی نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسے انعامات کو فقیروں پر صرف کرنا مسنون ہے۔ جو شخص مالداروں میں سے نہ ہو تو اس کے لیے ایسے انعامات کا تصرف میں لانا جائز ہے بہر حال ان پر قدرت رکھنے والے شخص کے لیے ان انعامات کو ظالم کے ہاتھوں میں واپس کرنا حرام ہے کیونکہ وہ ان کو اصل مالک تک پہنچانے پر قادر ہے بشرطیکہ وہ اصل مالک کو پہچانتا ہو۔ اگر وہ اصل مالک کو نہ پہچانتا ہو تو فقیروں کو دے دے کیونکہ فقیر لوگ ان چیزوں کے مصارف والوں میں سے ہیں۔ اگر وہ ان کو ظالم کے ہاتھ میں واپس کر دے تو وہ گنہگار ہوگا۔ کیوں کہ اس نے ظالم کو کسی مسلمان شخص کا مال دیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس نے فقیروں سے فقیروں کا حق روکا۔ چنانچہ ظالم کا مال واپس کرنے کی صورت میں دو گناہ لازم آتے ہیں۔ ان دونوں گناہوں کے ضمن میں ان سے بھی زیادہ بڑا ایک گناہ ہے وہ ریاکاری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ریاکاروں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ لَيْسَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ نُوْرٌ وَّلَا بِهَآ الخ ”ریاکاروں کے چہروں پر کوئی نور نہیں ہوگا، نہ کوئی خوبروئی ہوگی اور نہ ان کے رزق میں برکت ہوگی۔ وہ لوگ اللہ کے نزدیک مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہیں اور دوزخ میں ریاکاروں سے بڑھ کر عذاب میں مبتلا ہونے والی کوئی قوم نہیں ہوگی۔“

بَابُ الْمَفْقُوْدِ

هُوَ اِنْسَانٌ غَابَ عَنْ وَطَنِهٖ وَمَضَتْ مُدَّةٌ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ يُرْجٰى قُدُوْمُهٗ فِيْهَا وَلَا يُخْبِرُ مِنْهُ اَحَدٌ وَّلَا يُعْلَمُ حَيَاتُهٗ وَمَمَاتُهٗ فَلَا تَعْجِيْلَ فِيْ قِسْمَةِ مِيْرَاثٍ لَّهٗ اَوْمِنْهُ وَلَا فِيْ سَائِرِ حُقُوْقِهٖ وَعُقُوْدِهٖ اِلَّا فِيْ حَقِّ زَوْجَتِهٖ فَاِنَّهَا اِنْ كَانَتْ ذَاتَ نَفَقَةٍ وَّ وَلَدٍ مِّنْهُ اسْتَحَبَّ لَهَا اَنْ تَصْطَبِرَ اَرْبَعَ سِنِيْنَ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا نَفَقَةٌ وَّلَمْ تَقْدِرْ عَلَى الْاِصْطِبَارِ وَجَبَ لَهَا اَنْ تَفْسَخَ نِكَاحَهَا مِنْهُ وَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا يَّقْدِرُ عَلٰى نَفَقَتِهَا الْيَوْمِيَّةِ وَ اللَّيْلِيَّةِ لِاَنَّهٗ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَوْ ظَهَرَ بَعْدَ تَزَوُّجِ زَوْجَتِهٖ بِزَوْجٍ اٰخَرَ جَازَ لَهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ بِزَوْجَةٍ اُخْرٰى وَيَتَصَرَّفَ فِيْمَا يَجُوْزُ لَهُ التَّصَرُّفُ فِيْهِ مِنْ اَمْوَالِهٖ وَدَارِهٖ وَ عِقَارِهٖ شَرْعًا.

مفقود کا بیان

مفقود اُس آدمی کا نام ہے جو اپنے وطن سے غائب ہو چکا ہو۔ اس کی آمد کی توقع سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہو۔ کوئی بھی اس کی خبر نہ لائے اور نہ اس کی زندگی اور موت کا علم ہو جائے۔ چنانچہ خود اُسی کو ملنے والی یا اس سے کسی کو ملنے والی کسی میراث کی تقسیم میں کوئی جلد بازی نہیں کی جائے گی اور نہ اس کے تمام حقوق اور معاملات میں جلد بازی کی جائے گی، مگر اس کی بیوی کا حق اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ اگر اس کی بیوی اس کی طرف سے خرچہ وخوراک والی اور بچے والی ہو تو اس کیلئے چار سال صبر سے کام لینا مسنون ہے۔ اگر بیوی شوہر کی طرف سے خرچ وخوراک والی نہ ہو اور نہ وہ صبر سے کام لینے پر قدرت رکھتی ہو تو اس کے لیے واجب ہے کہ وہ اس شوہر سے اپنے نکاح فسخ کرے اور ہونے والے کسی ایسے شوہر سے شادی کر جائے جو اس کے یومیہ اور شبینہ (دن اور رات) اخراجات برداشت کرنے پر قدرت رکھتا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی بھی نفس کو صرف اس کی طاقت اور گنجائش کے مطابق ہی تکلیف دیتا ہے۔ ہونے والے کسی دوسرے شوہر کے ساتھ مفقود آدمی کی بیوی کی شادی ہو چکنے کے بعد اگر وہ گمشدہ شوہر ظاہر ہو جائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ہونے والے کسی دوسری بیوی سے شادی کرے اور اپنے مال و اسباب، گھر اور زمین میں سے جہاں جہاں اس کے لیے تصرف کرنا شرعی لحاظ سے روا ہو وہاں تصرف کرتا ہے۔

بَابُ الشِّرْكَةِ

هِيَ اَنْ تُجْمَعَ اَمْوَالُ الْمَالِكَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ وَ تُتَّحَدَ بِحَيْثُ لَا تُمَيَّزُ وَتَصِحُّ فِي النُّقُوْدِ وَالْعُرُوْضِ وَتَكُوْنُ بِالْاِرْثِ وَالْعَقْدِ وَغَيْرِهِمَا وَفِيْمَا لَا تُمْتَزِجُ بِحَيْثُ لَا يَتَمَيَّزُ يَنْبَغِيْ اَنْ يَبِيْعَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حِصَّةً مِّمَّا فِيْ يَدِهٖ بِحِصَّةٍ مِّمَّا فِيْ يَدِ الْاٰخِرِ لِيَتَّحِدَ الْمَالَانِ مَعْنًى وَلَا يَلْزَمُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَالَانِ مُتَسَاوِيَيْنِ قَدْرًا وَاِنْ كَانَ مُتَفَاضِلًا جَازَ وَالرِّبْحُ وَالْخُسْرَانُ بَيْنَهُمَا بِقَدْرِهِمَا اِنْ تَسَاوَيَا تَسَاوَيَا وَاِنْ تَفَاضَلَا تَفَاضَلَا وَلَوْ شَرَطَا خِلَافَ ذٰلِكَ فَسَدَ الْعَقْدُ وَلَا بُدَّ فِيْ هٰذِهِ الشِّرْكَةِ مِنْ اَنْ يَّاْذَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا لِصَاحِبِهٖ بِالتَّصَرُّفِ فِي الْمَالِ الْمُشْتَرَكِ تَصَرُّفًا مَالِكِيًّا بِالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَسَائِرِ الْعُقُوْدِ

وَيَنْعَزِلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِعَزْلِ صَاحِبِهٖ وَالْعَازِلُ لَا يَنْعَزِلُ بِانْعِزَالِهٖ وَلٰكِنْ يَّنْعَزِلُ بِعَزْلِهٖ فَالَّذِيْ لَا يَنْعَزِلُ يَجُوْزُ لَهُ التَّصَرُّفُ فِي الْمَالِ الْمُشْتَرَكِ وَصَارَتِ الشِّرْكَةُ فِي انْعِزَالِ اَحَدِهِمَا قِرَاضًا

وَمِنْ اَرْكَانِ الشِّرْكَةِ الْعَقْدُ وَصِيْغَتُهٗ اَنْ يَّقُوْلَا اشْتَرَكْنَا وَالْعَاقِدَانِ شَرْطُهُمَا الْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَ جَوَازُ التَّصَرُّفِ فِي الْعُقُوْدِ وَ الْفُسُوْخِ وَالْمَالُ الَّذِيْ يَصِحُّ فِيْهِ الشِّرْكَةُ كَالنُّقُوْدِ وَالزُّيُوْفِ وَ الْفُلُوْسِ وَالْعُرُوْضِ الَّتِيْ تَقْبَلُ الْمَزْجَ الْمَشْرُوْطَ وَلَوْ تَلَفَ الْمَالُ بِسَبَبٍ ظَاهِرٍ كَالْغَرَقِ وَالْحَرَقِ اَوْ بِسَبَبٍ خَفِيٍّ كَالسَّرِقَةِ فِيْ يَدِ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا لَمْ يَضْمَنْ لِصَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّقَصِّرَ فِي الْحِفْظِ اَوْ يَتَعَدّٰى وَ قَوْلُ مَنْ تَلَفَ فِيْ يَدِهٖ يُقْبَلُ وَاِنْ لَّمْ يَطْمَئِنَّ صَاحِبُهٗ جَازَ اَنْ يُّحَلِّفَهٗ وَلِكُلٍّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْفَسْخُ اِنْ شَاءَ وَمَتٰى شَاءَ وَانْفَسَخَتِ الشِّرْكَةُ بِالْمَوْتِ وَ الْجُنُوْنِ وَ الْاِغْمَاءِ وَهٰذِهِ الشِّرْكَةُ تُسَمّٰى شِرْكَةَ الْعِنَانِ وَلَا شُبْهَةَ فِيْ صِحَّتِهَا وَالشِّرْكَةُ فِي الْاَعْمَالِ كَالْخِيَاطَةِ وَالنِّسَاجَةِ وَسَائِرِ الْحِرَفِ وَ الصِّنَاعَاتِ تُسَمّٰى شِرْكَةَ الْاَبْدَانِ وَهِيَ الَّتِيْ لَا تَتَحَقَّقُ السَّوِيَّةُ فِيْهَا فَلِذٰلِكَ كَانَتْ بَاطِلَةً وَ شِرْكَةُ الْخَامِلِ وَالْوَجِيْهِ بِاَنْ يَّعْمَلَ الْخَامِلُ وَالْوَجِيْهُ يَبِيْعُ اَوْ يَنْقُدُ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ الْخَامِلُ وَالرِّبْحُ بَيْنَهُمَا عَلَى السَّوِيَّةِ وَفِيْ هٰذِهِ الشِّرْكَةِ تَتَعَذَّرُ السَّوِيَّةُ وَتُسَمّٰى هٰذِهٖ شِرْكَةَ الْوُجُوْهِ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ بَاطِلَةً

اَيۡضًا وَلَوۡ قَالَا تَفَاوَضۡنَا لِلشَّرِكَةِ فِيۡ كُلِّ مَا عَلَيۡنَا وَمَا لَنَا وَلَمۡ يَخۡلُطَا مَالَيۡهِمَا وَتُسَمّٰى هٰذِهِ الشَّرِكَةُ شَرِكَةَ الۡمُفَاوَضَةِ فَفِيۡ هٰذِهِ الشَّرِكَةِ يَظۡهَرُ مِنۡ عَدَمِ خَلۡطِ مَالَيۡهِمَا اَنۡ لَّا يَعۡتَمِدَ كُلٌّ مِّنۡهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ فَلِذٰلِكَ كَانَتۡ هٰذِهِ الشَّرِكَةُ اَيۡضًا بَاطِلَةً۔

شرکت کا بیان

شرکت یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ مالکوں کے مالوں کو اکٹھا کیا جائے اور ان کو یوں متحد کیا جائے کہ ان کے آپس میں فرق نہ کیا جا سکے۔ نقدوں اور ساز و سامان کی شرکت درست ہے۔ میراث، معاملہ اور ان کے علاوہ دیگر صورتوں میں شرکت ہو سکتی ہے۔ جو چیزیں آپس میں یوں مل نہ سکتی ہوں کہ جن میں فرق نہ کیا جا سکے تو مناسب ہے کہ ہر ایک اپنے قبضے کے حصے کو دوسرے کے قبضے میں موجود حصے کے عوض میں فروخت کرے۔ تاکہ معنی کے لحاظ سے دونوں مال متحد ہو سکیں۔ دونوں مالوں کا آپس مین برابر ہونا لازم نہیں ہے۔ اگر ایک کا مال زائد ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ نفع اور نقصان دونوں مالوں کی مقداروں کے مطابق دونوں کے آپس میں منقسم ہوں گے۔ اگر دونوں کے اموال برابر برابر ہوں تو نفع اور نقصان برابر برابر ہوں گے اور اگر زیادہ ہوں تو زیادہ۔ اگر دونوں اس کے برخلاف کوئی شرط عائد کرے تو معاملہ فاسد ہو جائے گا۔ اس شرکت کے لئے ضروری ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو مشترکہ مال میں خرید و فروخت اور تمام معاملات کے ساتھ مالکانہ تصرف کی صورت میں تصرف کرنے کی اجازت دیدے۔

معزولی کا مسئلہ

دونوں شرکاء میں سے ہر ایک دوسرے کے معزول کرنے سے معزول ہو جاتا ہے۔ معزول کرنے والا دوسرے کے معزول ہونے سے معزول نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ وہ دوسرے کے معزول کرنے سے معزول ہو سکتا ہے۔ جو شریک معزول نہ ہو جائے اس کیلئے مال مشترک میں تصرف کرنا جائز ہے۔ دونوں میں سے ایک کے معزول ہونے کی صورت میں شرکت معاملہ قراض میں بدل جاتی ہے۔ شرکت کے ارکان میں سے ایک عقد شرکت کرنا ہے۔ عقد شرکت کرنے کا صیغہ یہ ہے کہ دونوں کے دونوں کہے اِشْتَرَكْنَا۔ ''ہم نے آپس میں اشتراک عمل کیا''۔ دونوں معاملہ کنندگان کی شرطیں بالغ ہونا، عقلمند ہونا، معاملات، معاملات کے توڑنے کی صورتوں میں تصرف جائز ہونے والے کا ہونا، جس مال میں شرکت درست ہوتی ہو وہ مثلاً نقود، مغشوش سکے، پیسے اور شرطیہ آمیزش کے قابل مال اور ساز و سامان ہیں اگر دونوں میں سے ایک کے قبضے میں مال

کسی ظاہری سبب سے ضائع ہوجائے مثلاً غرق ہونا اور جل جانا یا پوشیدہ سبب سے ضائع ہوجائے مثلاً چوری تو وہ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔ اِلّا یہ کہ وہ مال کی حفاظت اور نگہداری میں کوتاہی کرے یا خود زیادتی کرے جس کے قبضے میں مال ضائع ہو چکا ہو اس کی بات مانی جائے گی۔ اگر اس کا ساتھی اس کی بات سے مطمئن نہ ہوجاتا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس سے حلف اٹھوائے۔ اگر چاہے اور جب بھی چاہے دونوں میں سے ہر ایک کو شرکت کے فسخ کرنے کا حق حاصل ہے، موت، دیوانگی اور بے ہوشی کی صورتوں میں شرکت کا معاملہ فسخ ہوجاتا ہے۔ اس شرکت کو شرکتِ عنان کہتے ہیں۔ اس کے درست ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔

شرکتِ ابدان کا مسئلہ

کاموں میں شرکت کرنا، مثلاً سلائی، بنائی اور تمام صنعتیں اور حرفتیں، اس شرکت کو شرکتِ ابدان کہتے ہیں۔ یہ وہ شرکت ہے جس میں آپس کی برابری متحقق نہیں ہوسکتی لہذا یہ شرکت باطل ہوجاتی ہے۔

شرکت وجوہ کا مسئلہ

بے قدر گمنام آدمی اور باوقار شہرت یافتہ آدمی کا آپس میں یوں شرکت کا معاملہ کرنا کہ بے قدر گمنام آدمی کام کرے۔ اور باوقار شہرت یافتہ آدمی خرید وفروخت کا معاملہ کرے یا ان چیزوں کو پرکھ لے جن کے پرکھنے کی قدرت بے قدر گمنام آدمی نہیں رکھتا اور منافع دونوں میں برابر ہو۔ اس شرکت میں برابری دشوار ہوجاتی ہے اور اس شرکت کو شرکت وجوہ کہتے ہیں لہذا یہ شرکت بھی باطل ٹھہری۔

شرکت مفاوضہ کا مسئلہ

اگر دونوں شریک حضرات یہ کہیں کہ ہم نے اپنے ہر ہر نقصان اور ہر ہر نفع میں شرکت کی غرض سے مال سپرد کرنے کی صورت میں آپس میں شراکت کی جبکہ دونوں اپنے مالوں کو مخلوط نہ کر چکے ہوں۔ یہ شرکت شرکت مفاوضہ کہلاتی ہے۔ چونکہ اس شرکت کی صورت میں دونوں کے مالوں کے مخلوط نہ ہونے کی وجہ سے ہر ایک شریک کا اپنے ساتھی پر عدم اعتماد ظاہر ہوجاتا ہے لہذا یہ شرکت بھی باطل ٹھہری۔

❀❀❀

بَابُ الْقِرَاضِ

وَهُوَ الْمُضَارَبَةُ هِيَ اَنْ يَّكُوْنَ رَاْسُ الْمَالِ لِوَاحِدٍ وَّالْعَمَلُ فِيْهِ مِنَ الْاٰخَرِ وَهُمَا فِي الرِّبْحِ شَرِيْكَانِ بِمَا عَقَدَا عَلَيْهِ فَاِنْ عَقَدَا عَلٰى اَنْ يَّكُوْنَ الرِّبْحُ بَيْنَهُمَا عَلَى السَّوِيَّةِ كَانَ لِكُلٍّ مِّنْهُمَا نِصْفُ الرِّبْحِ وَاِنْ عَقَدَا عَلٰى اَنَّ لِلْعَامِلِ الثُّلُثَ اَوِ الرُّبْعَ وَالْبَاقِيْ لِرَبِّ الْمَالِ صَحَّ وَلِلْمُضَارَبَةِ سِتَّةُ اَرْكَانٍ اَلرُّكْنُ الْاَوَّلُ هُوَ الْمَالُ وَشَرْطُهُ اَنْ يَّكُوْنَ دَرَاهِمَ اَوْ دَنَانِيْرَ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ رَاْسُ الْمَالِ فُلُوْسًا اَوْ زُيُوْفًا اَوْ عُرُوْضًا وَالرُّكْنُ الثَّانِيْ الرِّبْحُ وَشَرْطُهُ اَنْ يَّكُوْنَا مُعَيَّنًا عَلَى النِّصْفِ اَوْ عَلَى الثُّلُثِ اَوْ عَلَى الرُّبْعِ اَوْ عَلٰى غَيْرِهَا مِنَ الْمَقَادِيْرِ الْمُعَيَّنَةِ وَلَا يَجُوْزُ فِيْهِ الْمَجْهُوْلُ وَ الرُّكْنُ الثَّالِثُ الْعَمَلُ وَشَرْطُهُ اَنْ يَّكُوْنَ تِجَارَةً وَّلَا يَجُوْزُ فِيْهِ اَنْ يَّكُوْنَ حِرْفَةً مِّنَ الْحِرَفِ الْمُتَدَاوِلَةِ كَالْخِيَاطَةِ وَالنِّسَاجَةِ وَالصِّبَاغَةِ وَغَيْرِهَا وَالرُّكْنُ الرَّابِعُ الصِّيْغَةُ وَهِيَ اَنْ يَّقُوْلَ الْمُضَارِبُ لِلْمُضَارَبِ ضَارَبْتُكَ اَوْ قَارَضْتُكَ اَوْ عَامَلْتُكَ عَلٰى اَنَّ لَكَ مِنَ الرِّبْحِ النِّصْفَ اَوِ الثُّلُثَ اَوْ كَذَا فَيَقُوْلُ الْمُضَارَبُ فِي الْجَوَابِ قَبِلْتُ وَلَوْ قَالَ الْمُضَارِبُ خُذِ الْمَالَ وَاتَّجِرْ بِهٖ وَمِنَ الرِّبْحِ لَكَ كَذَا صَحَّ وَكُلُّ لَفْظٍ يُفِيْدُ هٰذَا الْمَعْنٰى بِاَيِّ لِسَانٍ مِنَ الْعَرَبِيِّ اَوِ الْفَارِسِيِّ اَوِ التُّرْكِيِّ اَوْ غَيْرِهَا صَحَّ وَ الرُّكْنُ الْخَامِسُ الْمُضَارِبُ وَشَرْطُهُ اَنْ يَّكُوْنَ بَالِغًا عَاقِلًا حُرًّا اَوْ مَاذُوْنًا تَنْفُذُ تَصَرُّفَاتُهُ وَ الرُّكْنُ السَّادِسُ الْمُضَارَبُ وَشَرْطُهُ اَنْ يَّكُوْنَ كَذَالِكَ فِيْ جَوَازِ التَّصَرُّفَاتِ۔

وَلِكُلٍّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْخِيَارُ فِي الْفَسْخِ اِنْ شَاءَ مَتٰى شَاءَ وَاِذَا ظَهَرَ رِبْحٌ جَازَ لِلْعَامِلِ قَبْلَ الْقِسْمَةِ اَنْ يَّمْلِكَ مِنْهُ مَا شَرَطَا فِي الْعَقْدِ وَلَوْ شَرَطَ رَبُّ الْمَالِ اَنْ يُّسَافِرَ اِلٰى جَانِبٍ مُّعَيَّنٍ اَوْ اِلٰى بَلْدَةٍ مُّعَيَّنَةٍ اَوْ شِرَاءِ سِلْعَةٍ مُّعَيَّنَةٍ لَمْ يَجُزْ لِلْعَامِلِ التَّخَلُّفُ عَنْهُ وَلَوْ اَطْلَقَ الْاِذْنَ وَلَمْ يُقَيِّدْ بِهٰذِهِ الْقُيُوْدِ فَلِلْعَامِلِ اَنْ يُّسَافِرَ وَيُعَامِلَ كَمَا اَرَادَ فِيْ جَمِيْعِ الْاَبْوَابِ اِنْ لَّمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ

يَتَعَدَّ لَمْ يَضْمَنْ وَإِذَا اشْتَرَى الْعَامِلُ مَنْ يَنْعَتِقُ عَلَى رَبِّ الْمَالِ كَالْأَبِ وَالْوَلَدِ وَالْأَخِ وَغَيْرِهِمْ وَقَدْ مَضَى ذِكْرُهُمْ مِنْ قَبْلُ بِغَيْرِ إِذْنِ رَبِّ الْمَالِ لَمْ يَصِحَّ وَإِذَا اشْتَرَى الْعَامِلُ أَبَاهُ أَوْ غَيْرَهُ مِمَّنْ يَنْعَتِقُ عَلَيْهِ مِنَ الرِّبْحِ الْمُشْتَرَكِ إِنْعَتَقَ بِقَدْرِ نَصِيبِهِ مِنَ الرِّبْحِ وَيَسْعَى الْمُنْعَتِقُ فِي بَاقِي قِيمَتِهِ وَإِنْ كَانَ نَصِيبُهُ مِنَ الرِّبْحِ اسْتَوْعَبَ قِيمَةَ أَبِيهِ فَلَا حَاجَةَ لَهُ إِلَى السَّعْيِ وَلَا يَجُوزُ لِلْعَامِلِ الْمُضَارَبَةُ بِهٰذَا الْمَالِ مَعَ غَيْرِهِ إِلَّا بِإِذْنِ رَبِّ الْمَالِ وَلَوْ وَقَعَ كَذٰلِكَ كَانَ الرِّبْحُ لِرَبِّ الْمَالِ وَالْعَامِلِ الثَّانِي وَلَمْ يَكُنْ لِلْعَامِلِ الْأَوَّلِ نَصِيبٌ مِنَ الرِّبْحِ الَّذِي حَصَلَ مِنْ عَمَلِ الثَّانِي.

قراض کا بیان

قراض معاملہ مضاربت کا نام ہے۔ مضاربہ یہ ہے کہ اصل زر (سرمایہ) کسی ایک کا ہو اور عمل کسی دوسرے کا جبکہ دونوں کے طے شدہ معاملہ کے مطابق نفع میں دونوں شریک ہوں۔ اگر دونوں یہ طے کر چکے ہوں کہ نفع دونوں کے آپس میں برابر بانٹ دیا جائے گا تو ہر ایک کو نفع کا نصف نصف حصہ ملے گا۔ اگر دونوں آپس میں یہ طے کر چکے ہوں کہ کارکن کو تہائی یا چوتھائی ملے گا اور باقی حصے صاحب مال کو ملیں گے تو یہ صورت درست ہے۔

معاملہ مضاربہ کے ارکان کا مسئلہ

معاملہ مضاربہ کے چھ ارکان ہیں:۔

۱۔ پہلا رکن مال ہے۔ مال کی شرط یہ ہے کہ وہ درہم یا دینار ہو۔ یہ جائز نہیں ہے کہ اصل زر، پیسے، کھوٹے پیسے یا ساز و سامان کی شکل میں ہو۔

۲۔ دوسرا رکن نفع ہے۔ نفع کی شرط یہ ہے کہ وہ نصف یا تہائی یا چوتھائی یا ان کے علاوہ دیگر معین مقداروں کی صورت میں معین ہو۔ نفع کے سلسلے میں مجہول مقدار جائز نہیں ہوتی۔

۳۔ تیسرا رکن عمل ہے۔ عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ بیوپار ہو، عمل کی صورت میں یہ جائز نہیں ہے کہ وہ عام طور پر جاری و ساری پیشوں میں سے کوئی پیشہ ہو مثلاً سلائی، بنائی، رنگریزی اور ان کے علاوہ دیگر پیشے۔

۴۔ چوتھا رکن صیغہ ہے صیغے کی صورت یہ ہے کہ مضارب سے یوں کہے کہ میں نے تیرے ساتھ بایں طور مضاربہ کا معاملہ کیا کہ تجھے نفع کا آدھا حصہ یا تہائی یا اتنا سا حصہ ملے گا۔ اس پر مضارب جواب میں کہے کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ اگر مضارب یہ کہے کہ اس مال کو لے لے اور اس سے تجارت کر اور تجھے نفع کا اتنا حصہ ملے گا۔ تو یہ درست ہے جو بھی لفظ کسی بھی زبان میں اس معنی کا فائدہ دیتا ہے درست ہے خواہ عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور زبان۔

۵۔ پانچواں رکن مضارب (معاملہ کرنے والا) ہے۔ مضارب کی شرط یہ کہ وہ بالغ ہو، عاقل ہو، آزاد آدمی ہو یا ایسا اجازت یافتہ شخص ہو جس کے تصرفات نافذ ہوتے ہیں۔

۶۔ چھٹا رکن مضارب (کارکن) ہے۔ مضارب کی شرط بھی تصرفات کے جائز ہونے کے لیے مضارب کی مانند ہے۔ اگر چاہے جب بھی چاہے دونوں میں سے ہر ایک کو معاملے کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ جب کوئی نفع ظہور پذیر ہو جائے تو کارکن کے لیے جائز ہے کہ وہ نفع کے بٹوارے سے پہلے معاملے کے اندر دونوں کی شرط کے مطابق اس نفع کے کچھ حصے کا مالک بن جائے۔ اگر صاحب مال کسی معین شہر کو سفر کرنے یا کسی معین چیز کو خریدنے کی شرطیں لگائے تو کارکن کے لیے اس شرط سے روگردانی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اگر صاحب مال اجازت کو بے قید رکھے اور ان پابندیوں میں سے کسی کے ساتھ مقید نہ کرے تو کارکن کے لیے یہ حق ہے کہ وہ اپنے ارادے کے مطابق سفر کرے اور کاربار کرے۔ تمام صورتوں میں اگر کارکن کوتاہی نہ کرے اور نہ زیادتی کرے تو وہ کسی چیز کا ضامن نہیں ہوگا۔ اگر کارکن صاحب مال کی اجازت کے بغیر کسی ایسے فرد کو خریدے جو صاحب مال کے حق میں خود بخود آزاد ہو جاتا ہو تو یہ درست نہیں ہوگا۔ مثلاً باپ، بیٹا، بھائی اور ان کے علاوہ دیگر رشتہ دار جبکہ ان کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

اگر کارکن اپنے باپ کو یا باپ کے علاوہ کسی ایسے فرد کو خریدے جو اس کے حق میں مشترکہ نفع سے خود بخود آزاد ہو جاتا ہو تو وہ نفع میں اس کے حصے کی مقدار سے آزاد ہو جائے گا۔ اور آزاد ہونے والا فرد اپنی قیمت کے باقی حصے کے لیے محنت کرے گا۔ اگر نفع میں اس کا اپنا حصہ باپ کی قیمت کا پوری طرح احاطہ کرتا ہو تو اسے محنت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

کارکن کے لیے صاحب مال کی اجازت کے بغیر اسی مال سے کسی دوسرے کے ساتھ مضاربہ کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوا کرتا۔ اگر ایسا کام وقوع پذیر ہو جائے تو نفع صاحب مال اور دوسرے کارکن کو ملے گا اور پہلے کارکن کے لیے دوسرے کارکن کے عمل سے حاصل شدہ نفع میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

بَابُ الْمُزَارَعَةِ

هِيَ مُعَامَلَةٌ عَلَى الْأَرْضِ بِحِصَّةٍ مِنْ حَاصِلِهَا فَالْعَقْدُ فِيْهَا اَنْ يَّقُوْلَ صَاحِبُ الْأَرْضِ زَارَعْتُكَ اَوِ ازْرَعْ هٰذِهِ الْأَرْضَ اَوْسَلَّمْتُهَا اِلَيْكَ اَوْعِبَارَةٌ اُخْرٰى تُفِيْدُ هٰذَا الْمَعْنٰى مُدَّةً مَعْلُوْمَةً بِحِصَّةٍ مُعَيَّنَةٍ مِنْ حَاصِلِهَا وَيَقُوْلَ الْعَامِلُ قَبِلْتُ فَيَلْزَمُ هٰذَا الْعَقْدُ بَيْنَهُمَا وَلَا يَنْفَسِخُ اِلَّا بِالْاِقَالَةِ اَوْ بِمَوْتِ اَحَدِهِمَا وَشَرَائِطُهَا ثَلَاثَةٌ اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّكُوْنَ الْحَاصِلُ بَيْنَهُمَا مُشَاعًا وَّيَجُوْزُ فِيْهَا التَّسَاوِيْ وَ التَّفَاضُلُ يَعْنِيْ لَا يُعَيَّنُ شَيْءٌ مِنْهَا خَاصَّةً وَالْبَاقِيْ بَيْنَهُمَا وَلَوْ قَالَ ازْرَعْ لِيَ الْحِنْطَةَ وَازْرَعْ لِنَفْسِكَ الشَّعِيْرَ لَمْ يَصِحَّ وَلَوْقَالَ مَا حَصَلَ مِنَ السَّمَاءِ الثُّلُثَانِ لِيْ وَالثُّلُثُ لَكَ اَوِ الرُّبُعُ اَوِ النِّصْفُ اَوْغَيْرُ ذَالِكَ صَحَّ وَاِنْ لَمْ يُعَيَّنْ لَمْ يَصِحَّ وَالثَّانِيْ تَعْيِيْنُ الْمُدَّةِ بِسَنَةٍ اَوْشَهْرٍ اَوْشَهْرَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةِ اَشْهُرٍ اَوْ اَقَلَّ اَوْ اَكْثَرَ وَلَوْ قَالَ اِلٰى وَقْتِ الْحَصَادِ اَيْضًا صَحَّ وَالثَّالِثُ اَنْ تَكُوْنَ الْاَرْضُ قَابِلَةً لِلْاِنْتِفَاعِ بِهَا وَلَوْ عَيَّنَ رَبُّ الْاَرْضِ زَرْعَ حِنْطَةٍ اَوْشَعِيْرٍ اَوْغَيْرِهِمَا لَمْ يَجُزْ لِلْعَامِلِ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنْهَا۔

وَلَوْ اَطْلَقَ الْمُزَارَعَةَ زَرَعَ مَا شَاءَ وَهِيَ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ اِذَا كَانَتِ الْاَرْضُ وَالْعَوَامِلُ وَالْبَذْرُ لِوَاحِدٍ وَالْعَمَلُ لِاٰخَرَ صَحَّتْ وَاِذَا كَانَتِ الْاَرْضُ لِوَاحِدٍ وَالْبَذْرُ وَالْعَمَلُ وَالْعَوَامِلُ لِاٰخَرَ صَحَّتْ وَ اِذَا كَانَتِ الْاَرْضُ وَالْبَذْرُ لِوَاحِدٍ وَالْعَوَامِلُ وَالْعَمَلُ لِاٰخَرَ صَحَّتْ وَاِذَا كَانَتِ الْاَرْضُ وَالْعَوَامِلُ لِوَاحِدٍ وَالْبَذْرُ وَالْعَمَلُ لِاٰخَرَ فَهِيَ بَاطِلَةٌ لِاَنَّ مَنْفَعَةَ الْاَرْضِ حَصَلَتْ بِعَوَامِلِ صَاحِبِهَا وَعَمَلِ الْمُزَارِعِ فَلَا طَائِلَ تَحْتَهَا وَالْمُزَارَعَةُ وَالْاِجَارَةُ تَتَدَاخَلَانِ فِيْ بَعْضِ هٰذِهِ الْاَقْسَامِ۔

مزارعہ (بٹائی) کا بیان

زمین پر اس کی پیداوار کے کسی حصے کے بدلے میں آپس میں معاملہ کرنے کا نام مزارعہ ہے۔ مزارعہ کے لیے معاملہ طے

کرنے کی صورت یہ ہے کہ زمین کا مالک کہے۔ میں نے تیرے ساتھ زمین کی پیداوار کے ایک معین حصے کے عوض میں ایک معلوم مدت کے لیے بٹائی کا معاملہ کیا۔ یایوں کہے اس زمین کو کاشت کر، یایوں کہے۔ میں نے اس زمین کو اس کی پیداوار کے ایک معین حصے کے عوض میں ایک معلوم مدت کے لیے تیرے سپرد کر دیا یا اس معنی کا فائدہ دینے والی کوئی دوسری عبارت کہے۔ اس پر کارکن کہے۔ میں نے اس کو قبول کیا۔ چنانچہ دونوں کے آپس میں یہ معاملہ لازم ہو جاتا ہے اور سوائے اقالہ کرنے یا دونوں میں سے کسی ایک کی موت واقع ہونے کے یہ معاملہ فسخ نہیں ہو سکتا۔ مزارعہ کی شرطیں تین ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ پیداوار دونوں کے آپس میں غیر منقسم صورت میں رہے۔ مزارعہ کی صورت میں آپس کی برابری اور آپس کی زائد صورت دونوں روا ہیں مطلب یہ کہ خصوصی طور پر بٹائی سے کوئی چیز معین نہ کی جائے اور باقی دونوں کے آپس میں بانٹ دیا جائے۔ اگر زمین کا مالک یہ کہے کہ میرے لئے تم گندم کی کاشت کرو اور خود اپنے لئے جو کی۔ تو یہ صورت درست نہیں ہوگی۔ اگر مالک زمین کہے کہ بارش کی سیرابی سے جو پیداوار ہوگی اس کے دو تہائی میرے ہوں اور تیرا ایک تہائی ہوگا یا وہ کہے تیرا چوتھائی ہوگا یا آدھا حصہ ہوگا وغیرہ وغیرہ تو یہ درست ہے۔ اگر حصہ معین نہ کیا جائے تو معاملہ درست نہیں ہوگا۔

دوسری شرط ایک سال یا ایک ماہ یا دو ماہ یا تین ماہ یا اس سے کم یا اس سے زیادہ کی صورتوں میں مدت کا معین کرنا ہے۔ اگر مالک زمین کہے کہ معاملہ فصل کی کٹائی کے وقت تک کے لیے ہے تو یہ بھی درست ہے۔

تیسری شرط یہ کہ زمین فائدہ حاصل کرنے کی قابل ہو۔ اگر مالک زمین گندم یا جو یا ان کے علاوہ کسی اور جنس کی کاشت کرنے کو معین کرے تو کارکن کیلئے ان سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہوگا اگر مالک زمین مزارعہ بٹائی کو بے قید رکھے تو کارکن جو کچھ چاہے کاشت کر سکتا ہے۔

اقسام مزارعہ کا مسئلہ

مزارعہ کی چار قسمیں ہیں:۔ ۱۔ زمین، بیل اور بیج ایک کے ہوں اور کام دوسرے کا ہو تو یہ مزارعہ درست ہے۔

۲۔ زمین ایک کی ہو، بیج بیل اور کام دوسرے کے ہوں تو مزارعہ درست ہے۔

۳۔ زمین اور بیج ایک کے ہوں، بیل اور کام دوسرے کے ہوں تو مزارعہ درست ہے۔

۴۔ زمین اور بیل ایک کے ہوں، بیج اور کام دوسرے کے ہوں تو مزارعہ کی یہ صورت باطل ہے کیونکہ زمین کی منفعت مالک زمین کے بیلوں اور بٹائی والے کی محنت سے حاصل ہوگی چنانچہ ایسی بٹائی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بٹائی اور اجارہ ان اقسام میں سے بعض قسم کے اندر ایک دوسرے میں سما جاتے ہیں۔

بَابُ الْمُسَاقَاةِ

هِيَ مُعَامَلَةٌ عَلَى أُصُوْلٍ ثَابِتَةٍ اَوْ اَشْجَارٍ بَالِغَةٍ بِحِصَّةٍ مِنْ ثَمَرِهَا وَلَابُدَّ فِيْهَا مِنَ الْاِيْجَابِ وَالْقُبُوْلِ كَمَا قَالَ رَبُّ الْبُسْتَانِ سَاقَيْتُكَ اَوْ عَامَلْتُكَ اَوْسَلَّمْتُ اِلَيْكَ هٰذِهِ الْاَشْجَارَ اَوْ كَلَامًا اٰخَرَ يَتَضَمَّنُ هٰذَا الْمَعْنٰى وَهِيَ لَازِمَةٌ بَعْدَ الْقُبُوْلِ بِاَنْ يَّقُوْلَ الْعَامِلُ قَبِلْتُ وَتَصِحُّ قَبْلَ ظُهُوْرِ الثَّمَرَةِ وَبَعْدَهَا بِاَقَلَّ مِنْ قَبْلِ الظُّهُوْرِ وَيَنْفَسِخُ الْعَقْدُ بِالْاِقَالَةِ وَالْمَوْتِ وَالْمُسَاقَاةُ تَخْتَصُّ بِالْحَدَائِقِ الْمُشْجَرَةِ مِنَ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ وَالْفَوَاكِهِ مِنَ التِّيْنِ وَالرُّمَّانِ وَالْمِشْمِشِ وَالتُّفَّاحِ وَالْجَوْزِ وَاللَّوْزِ وَالْكُمَّثْرٰى وَسَائِرِ الْاَشْجَارِ الْمُنْتَفَعِ بِهَا وَمَنْ قَالَ لَايَجُوْزُ الْمُسَاقَاةُ اِلَّا فِي النَّخْلِ وَالْكَرْمِ فَقَدْ اَخْطَاءَ-

وَ اَرْكَانُهَا الْعَقْدُ وَالْعَاقِدَانِ وَالْحَدِيْقَةُ وَالْعَمَلُ وَالْمُدَّةُ وَالْفَائِدَةُ اَمَّا الْعَقْدُ فَيَلْزَمُ بِالْاِيْجَابِ وَ الْقُبُوْلِ وَاَمَّا الْعَاقِدَانِ فَلَا بُدَّ اَنْ يَّكُوْنَا جَائِزَيِ التَّصَرُّفِ كَمَا مَضٰى فِيْ مَوَاضِعَ مِنْ قَبْلُ وَ اَمَّا الْحَدِيْقَةُ فَيَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ مَشْجَرَةً بِالْاَشْجَارِ الْمُثْمِرَةِ اَوِالنَّافِعَةِ اَوْرَاقُهَا كَالتُّوْتِ وَاَمَّا الْعَمَلُ فَمُقَدَّرٌ بِعُرْفِ الْبَلَدِ فِيْ كُلِّ نَاحِيَةٍ قَدْرَ عَمَلِ الْحَافِظِ وَعَمَلِ صَاحِبِ الْحَدِيْقَةِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ لَّا يَتَجَاوَزَ مِنَ الْعُرْفِ وَالْاَصْلُ فِيْهَا مُرَاضَاتُهُمَا عَنِ الْعَقْدِ وَمَاشُرِطَ فِيْهِ وَاَمَّا الْمُدَّةُ فَلَا يَجُوْزُ اَنْ تَكُوْنَ ضَيِّقَةً لَاتَسَعُ الْمَحْصُوْلَ اَوْ مُبْهَمَةً لَاتَقَيَّدُ وَقْتًا مُتَحَقِّقًا لَايَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ وَاَمَّا الْفَائِدَةُ فَلَا بُدَّ اَنْ يَّكُوْنَ لِلْعَامِلِ مِنْهَا نَصِيْبٌ مُشَاعٌ مِنْ فَوَاكِهِ الْحَدِيْقَةِ مُقَدَّرٌ بِالنِّصْفِ اَوِ الثُّلُثِ اَوِ الرُّبُعِ اَوْ غَيْرِهَا -

سینچائی کا بیان

مستقل طور پر برقرار رہنے والے تنوں پہ یا پھل دینے کی حد کو پہنچے ہوئے درختوں پہ ان کے پھلوں کے کسی حصے کے عوض میں آپس میں معاملہ کرنے کا نام مساقات ہے۔ مساقات کے لئے ایجاب اور قبول کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً باغ کا مالک کہے۔ میں نے ان درختوں پہ تمہارے ساتھ مساقات کا معاملہ کیا۔ یا یوں کہے۔ میں نے تمھارے ساتھ ان درختوں کا معاملہ کیا یا وہ یوں کہے۔ میں ان درختوں کو تیرے سپرد کیا یا باغ والا کوئی اور بات کہے جو اس معنی کو متضمن ہو، قبول کے بعد مساقات کا معاملہ لازم ہوتا ہے جبکہ کارکن کہے کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ پھل لگنے سے پہلے اور پھل لگنے کے بعد۔ پھل لگنے سے پہلے کی نسبت کم عوض پہ مساقات کا معاملہ کرنا درست ہے۔ اقالہ کرنے اور موت واقع ہونے کی وجہ سے عقد مساقات فسخ ہوجاتا ہے۔

کن چیزوں پہ مساقات

مساقات کا معاملہ کرنا میوہ جات کے درختوں والے باغات کے ساتھ مخصوص ہوا کرتا ہے۔ مثلاً کھجور، انگور، انجیر، انار، زردالو، سیب، اخروٹ، بادام، امرود اور تمام فائدہ مند درخت۔

جو کوئی یہ کہتا ہو کہ مساقات کا معاملہ کرنا صرف کھجور اور انگور کے درختوں پہ جائز ہے تو یہ اس کی غلطی ہے۔

مساقات کے ارکان یہ ہیں:۔

۱۔ عقد کرنا	۲۔ دونوں عقد کنندگان	۳۔ باغ
۴۔ کام	۵۔ مدّت	۶۔ فائدہ

عقد کرنے کا مسئلہ

عقد کرنا ایجاب اور قبول سے لازم ہوجاتا ہے۔

دونوں عقد کنندگان کا مسئلہ

عقد کرنے والے دونوں افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے ہوں کہ جن کا تصرف کرنا جائز ہوتا ہو۔ جیسا کہ اس سے پہلے کئی مقامات پر یہ بیان گزرا۔

باغ کا مسئلہ

مناسب یہ ہے کہ باغ پھلدار اور مفید پتوں والے درختوں سے ڈھکا ہوا ہو۔ مثلاً توت۔

کام کا مسئلہ

ہر ایک مضافات میں شہری رسم ورواج کے مطابق نگہبان اور مالک باغ کے کاموں کے اندازوں کے ساتھ کام کا اندازہ لگایا جائے گا۔ چنانچہ مناسب ہے کہ کارکن رسم ورواج کی حد سے تجاوز نہ کرے۔

مسافات کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دونوں معاملہ کنندگان طے شدہ معاملے اور اس میں لگائی گئی شرط پہ رضامند ہوں۔

مدت کا مسئلہ

مدت کے بارے میں یہ جائز نہیں کہ مدت اتنی تنگ ہو کہ اس میں پیداوار کی گنجائش نہ ہو یا مدت اس قدر مبہم ہو کہ وہ کسی ایسے تحقق پذیر وقت کے ساتھ مقید نہ ہو جو کمی یا زیادتی کو قبول نہ کرے۔

فائدہ کا مسئلہ

فائدے کے بارے میں ضروری ہے کہ کارکن کے لیے فائدے کا کوئی ایسا حصہ ملے جو باغ کے میوہ جات میں غیر منقسم ہو اور وہ حصہ نصف یا تہائی یا چوتھائی یا دیگر مقداروں کے ساتھ مقرر کردہ ہو۔

❀❀❀

بَابُ الْاِجَارَةِ

قَالَ اللهُ تَعَالٰی: فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ[1] وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ: اُعْطُوا الْاَجِيْرَ اُجْرَتَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ. وَهِيَ عَقْدٌ ثَمَرَتُهٗ نَقْلُ الْمَنَافِعِ بِعِوَضٍ مَعْلُوْمٍ مَعَ بَقَاءِ الْمِلْكِ عَلٰی اَصْلِهٖ وَلَهَا اَرْكَانٌ خَمْسَةٌ اَلرُّكْنُ الْاَوَّلُ الْمُؤْجِرُ وَلَهٗ شَرَائِطُ وَهِيَ الْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَجَوَازُ التَّصَرُّفِ فِي الْعُقُوْدِ وَالْفُسُوْخِ وَالرُّكْنُ الثَّانِي الْمُسْتَاجِرُ وَشَرَائِطُهٗ كَشَرَائِطِ الْمُؤْجِرِ وَالرُّكْنُ الثَّالِثُ الْعَقْدُ وَصِيْغَتُهٗ اَنْ يَّقُوْلَ الْمُؤْجِرُ اٰجَرْتُكَ هٰذِهِ الدَّارَ اَوْ اَكْرَيْتُكَ اَوْ مَلَّكْتُكَ مَنَافِعَهَا مُدَّةً كَذَا بِكَذَا وَيَقُوْلَ الْمُسْتَاجِرُ قَبِلْتُ اَوِ اسْتَاجَرْتُ اَوِ اكْتَرَيْتُ وَالْاِجَارَةُ عَقْدٌ لَازِمٌ لَا تَبْطُلُ اِلَّا بِالْاِقَالَةِ اَوْ بِاَحَدِ الْاَسْبَابِ الْمُقْتَضِيَةِ لِلْفَسْخِ وَ لَا تَبْطُلُ بِالْبَيْعِ وَكُلُّ مَا صَحَّتْ اِعَارَتُهٗ صَحَّتْ اِجَارَتُهٗ وَاِجَارَةُ الْمُشَاعِ جَائِزَةٌ وَكُلُّ مَا اسْتَاجَرَهٗ اَمَانَةٌ فِيْ يَدِ الْمُسْتَاجِرِ فَلَا يَضْمَنُهَا اِلَّا بِتَقْصِيْرٍ اَوْ تَعَدٍّ اَوْ بِاَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُؤْجِرُ عَلَيْهِ الضَّمَانَ وَ يَقْبَلَهُ الْمُسْتَاجِرُ عَلٰی كُلِّ حَالٍ وَالرُّكْنُ الرَّابِعُ الْاُجْرَةُ وَشَرْطُهَا اَنْ تَكُوْنَ مَعْلُوْمَةً بِالْمُشَاهَدَةِ اَوْ بِالصِّفَةِ الْمُوْجِبَةِ لِلْعِلْمِ وَتُمْلَكُ الْاُجْرَةُ بِنَفْسِ الْعَقْدِ وَيَجِبُ تَعْجِيْلُهَا مَعَ اشْتِرَاطِ التَّعْجِيْلِ وَلَوْ شُرِطَ التَّاجِيْلُ صَحَّ اِنْ اَحَاطَ عِلْمُ الْمُسْتَاجِرِ بِهَا وَلَوْ شَرَطَهَا فِيْ نُجُوْمٍ صَحَّ اَيْضًا وَ يَسْتَحِقُّ الْاَجِيْرُ اُجْرَتَهٗ بِنَفْسِ الْعَمَلِ فِيْ اَيِّ مَوْضِعٍ وَقَعَ اِنْ لَّمْ يَشْتَرِطِ الْمُؤْجِرُ عَلَی الْاَجِيْرِ مَوْضِعًا مُعَيَّنًا وَلَا يَتَوَقَّفُ تَسْلِيْمُ اَحَدِهِمَا عَلَی الْاٰخَرِ وَمَا جَازَ اَنْ يَّكُوْنَ ثَمَنًا فِي الْبَيْعِ جَازَ اَنْ يَّكُوْنَ اُجْرَةً فِي الْاِجَارَةِ فَاِذَا ظَهَرَ فِي الْاُجْرَةِ عَيْبٌ سَابِقٌ حَالَ الْقَبْضِ فَلِلْمُؤْجِرِ الْفَسْخُ اَوِ الْمُطَالَبَةُ بِالْعِوَضِ اَوِ الْاَرْشِ وَلَوْ اَفْلَسَ الْمُسْتَاجِرُ بِالْاُجْرَةِ فَلِلْمُؤْجِرِ الْفَسْخُ كَذٰلِكَ وَلَوْ

۱۔ سورۃ الطلاق، الآیۃ ۶

اسْتَأْجَرَ دَابَّةً لِيَحْمِلَ مَتَاعًا اِلٰى مَوْضِعٍ مُعَيَّنٍ بِاُجْرَةٍ مُعَيَّنَةٍ وَّلَمْ يُوْصِلْهَا اِلَيْهِ نَقَصَ مِنْ اُجْرَتِهٖ بِقَدْرِ نَقْصِهٖ مِنَ الدَّرْبِ وَلَوْ قَالَ اٰجَرْتُكَ هٰذِهِ الدَّارَ كُلَّ شَهْرٍ بِكَذَا صَحَّ بِشَهْرٍ وَاحِدٍ وَاِنْ سَكَنَ اَكْثَرَ فَلَهٗ اُجْرَةُ الْمِثْلِ وَلَوْ قَالَ لِخَيَّاطٍ اِنْ خِطْتَهٗ فَارِسِيًّا فَلَكَ دِرْهَمٌ وَاِنْ خِطْتَهٗ رُوْمِيًّا فَلَكَ دِرْهَمَانِ صَحَّ وَفِيْ كُلِّ مَا يَبْطُلُ عَقْدُ الْاِجَارَةِ فِيْهِ اِنِ اسْتَوْفَى الْمَنْفَعَةَ وَجَبَتْ اُجْرَةُ الْمِثْلِ وَيُكْرَهُ اَنْ يَّسْتَعْمِلَ الْاَجِيْرَ قَبْلَ مُقَاطَعَةِ الْاُجْرَةِ وَاَنْ يُّضْمِنَهٗ بِلَا تُهْمَةٍ وَالرُّكْنُ الْخَامِسُ الْمَنْفَعَةُ الْمَقْصُوْدَةُ مِنَ الْاِجَارَةِ وَهِيَ تُمْلَكُ بِنَفْسِ الْعَقْدِ كَالْاُجْرَةِ وَشَرْطُهَا اَنْ تَكُوْنَ مَعْلُوْمَةً اِمَّا بِتَقْدِيْرِ الْعَمَلِ كَخِيَاطَةِ الثَّوْبِ الْمَعْلُوْمِ وَاِمَّا بِتَقْدِيْرِ الْمُدَّةِ كَسُكْنَى الدَّارِ اَوِ الْحَمْلِ عَلَى الدَّابَّةِ يَوْمًا اَوْشَهْرًا اَوْمُدَّةً كَذَا مُعَيَّنَةً وَاِذَا وَجَدَ الْمُسْتَاجِرُ بِالْعَيْنِ الْمُسْتَاجَرَةِ عَيْبًا كَانَ لَهُ الْفَسْخُ اَوِ الرِّضَاءُ بِالْاُجْرَةِ الْمُعَيَّنَةِ مِنْ غَيْرِ نَقِيْصَةٍ -

وَيَجِبُ عَلَى الْمُسْتَاجِرِ سَقْيُ الدَّابَّةِ وَعَلَفُهَا وَحِفْظُهَا وَلَوْ اَهْمَلَ ضَمِنَ التَّالِفَ اَوِ النُّقْصَانَ وَالْقَصَّارُ اِذَا اَفْسَدَ الثَّوْبَ بِاَنْ يُّحْرِقَ اَوْ يَخْرِقَ الثَّوْبَ ضَمِنَ وَاِنْ كَانَ حَاذِقًا وَكَذَا الْخَتَّانُ اِنْ تَضَرَّرَتِ الْحَشْفَةُ مِنْ مُوْسَاهُ اَوْ تَجَاوَزَ عَنْ حَدِّ الْخِتَانِ ضَمِنَ وَكَذَا كُلُّ صَانِعٍ مَا يُفْسِدُ فِيْ صُنْعِهٖ وَصَاحِبُ الْحَمَّامِ لَا يَضْمَنُ اِلَّا مَا اُوْضِعَ عِنْدَهٗ وَدِيْعَةً وَّقَصَّرَ فِيْ حِفْظِهٖ اَوْ تَعَدّٰى فِيْهِ وَلَوْ اَكْرٰى دَارًا بِاَنَّ الْاُجْرَةَ كَانَتْ عِمَارَتَهَا لَمْ يَصِحَّ وَكُلُّ مَا يَتَوَقَّفُ حُصُوْلُهٗ عَلٰى عَمَلِ الْاَجِيْرِ كَاسْتِيْجَارِ السَّلَّاخِ بِجِلْدِ مَا يَسْلَخُ لَمْ يَصِحَّ وَكَذَا اسْتِيْجَارُ الطَّحَّانِ بِالنُّخَالَةِ اَوْ بِبَعْضِ الدَّقِيْقِ فَلِذٰلِكَ جَازَ اسْتِيْجَارُهٗ بِبَعْضٍ مِّنَ الْحِنْطَةِ لِاَنَّهٗ لَا مَدْخَلَ لِعَمَلِهٖ فِيْهَا اِلَّا فِي اسْتِيْجَارِ مُرْضِعَةٍ لِلرَّضِيْعِ الرَّقِيْقِ اِنْ شَرَطَتْ جُزْءً مِّنَ الرَّقِيْقِ بِاُجْرَتِهَا وَلَوِ اسْتَاجَرَ الْحَاصِدَ بِجُزْءٍ مِّنَ الزَّرْعِ الْمَحْصُوْدِ جَازَ اَيْضًا وَيَجُوْزُ بَيْعُ الْعَيْنِ الْمُسْتَاجَرَةِ قَبْلَ انْقِضَاءِ مُدَّةِ الْاِجَارَةِ بِشَرْطِ اَنْ يَّسْتَوْفِيَ الْمُسْتَاجِرُ مُدَّتَهَا وَلِلْمُشْتَرِيْ خِيَارُ فَسْخِ الْبَيْعِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ عَالِمًا بِاِجَارَتِهَا وَلَوِ

اسْتَأْجَرَ اَجِيْرًا لِيُنْفِذَهُ فِيْ حَوَائِجِهٖ فَنَفَقَتُهُ عَلَى الْمُسْتَأْجِرِ وَلَوْ اٰجَرَ الْوَلِيُّ الصَّبِيَّ مُدَّةً لَا يُعْلَمُ بُلُوْغُهُ فِيْهَا لٰكِنِ اتَّفَقَ لَزِمَتِ الْاُجْرَةُ اِلٰى وَقْتِ الْبُلُوْغِ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ الصَّبِيُّ بَيْنَ الْفَسْخِ وَالْاِمْضَاءِ وَلَوْ اٰجَرَ عَبْدَهُ ثُمَّ اَعْتَقَهُ فِيْ مُدَّةِ الْاِجَارَةِ لَمْ تَبْطُلِ الْاِجَارَةُ وَيَجِبُ عَلَى الْعَبْدِ اِتْمَامُ الْمُدَّةِ الْمُعَيَّنَةِ وَنَفَقَتُهُ بَعْدَ الْعِتْقِ عَلَى الْمُسْتَأْجِرِ اِنْ شُرِطَتْ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ تُشْتَرَطْ فَعَلَى الْمُعْتِقِ لِاَنَّهُ كَالْبَاقِيْ عَلٰى مِلْكِهٖ حَيْثُ يَمْلِكُ عِوَضَ نَفْعِهٖ وَيَجُوْزُ اَنْ يُّؤْجِرَ الْعَيْنَ الْمُسْتَاْجَرَةَ بِاَكْثَرَ مِمَّا اسْتَأْجَرَهَا بِهٖ اِنِ اسْتَأْجَرَهَا الْمُسْتَأْجِرُ الْاَوَّلُ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْمُدَّةِ الْمُعَيَّنَةِ فِي الْعَقْدِ اِنِ اسْتَأْجَرَهَا اَوِ اسْتَأْجَرَهَا غَيْرُهُ وَاِنْ لَّمْ يَرِدِ الْعَيْنَ الْمُسْتَأْجَرَةَ لِاَنَّهَا تَتَفَاوَتُ بِالْعِزَّةِ لِكَثْرَةِ طُلَّابِهَا وَلَوْ اٰجَرَ بَيْتًا مِّنْ دَارٍ بِاُجْرَةٍ مُّعَيَّنَةٍ وَبَيْتًا اٰخَرَ بِاُجْرَةٍ زَائِدَةٍ جَازَ وَاِنْ كَانَ مِثْلَهُ فِيْ جَمِيْعِ صِفَاتِهٖ وَلَوِ اسْتَأْجَرَ بَيْتًا لِيَحْفَظَ فِيْهِ حَرَامًا كَالْخَمْرِ وَالْخِنْزِيْرِ اَوِ اسْتَأْجَرَ كَاتِبًا لِيَكْتُبَ كُفْرًا اَوِ اسْتَأْجَرَ كَافِرٌ مُسْلِمًا لِلْخِدْمَةِ لَمْ يَصِحَّ -

وَلَا تَصِحُّ اِجَارَةُ الْمُحَرَّمَاتِ وَلَا اسْتِيْجَارُهَا كَالْمَغْصُوْبِ وَغَيْرِهٖ وَلَا يَجُوْزُ اسْتِيْجَارُ الْحَائِضِ لِخِدْمَةِ الْمَسْجِدِ وَلَا يَجُوْزُ الْعَقْدُ عَلَى الْاَشْيَاءِ الَّتِيْ لَا تَتَقَوَّمُ وَلَا تَعَبَ فِيْهَا كَاسْتِيْجَارِ تُفَّاحَةٍ لِلشَّمِّ اَوْ شَجَرَةٍ لِلْقُعُوْدِ فِيْ ظِلِّهٖ وَيَجُوْزُ اسْتِيْجَارُ ظِئْرٍ لِلْاِرْضَاعِ وَالْحِضَانَةِ اَوْ لِاَحَدِهِمَا مُنْفَرِدًا وَ لَيْسَ لِلْمُسْتَأْجِرِ اَنْ يَّمْنَعَ زَوْجَهَا مِنْ وَطْيِهَا فَاِنْ حَمَلَتْ فَلِلْمُسْتَأْجِرِ الْخِيَارُ بَيْنَ الْفَسْخِ وَ الْاِمْضَاءِ وَيَجُوْزُ اِسْتِيْجَارُهَا اِمَّا بِاُجْرَةٍ مُّعَيَّنَةٍ اَوْ بِمَا تَأْكُلُ وَتَلْبَسُ فِيْ مُدَّةِ الرَّضَاعِ وَمَنِ اسْتَأْجَرَ دَارًا لِلسُّكْنٰى جَازَ لَهُ اَنْ يُّسْكِنَ فِيْهَا مَنْ اَرَادَ اِلَّا الْحَدَّادَ وَالْقَصَّارَ وَالطَّحَّانَ بِغَيْرِ اِذْنِ الْمُؤْجِرِ وَرِضَائِهٖ وَلَهُ اَنْ يَّعْمَلَ فِيْهَا مَا اَرَادَ مِنَ الْاَعْمَالِ الْمَشْرُوْعَةِ -

وَالْاَجِيْرُ اِمَّا خَاصٌّ كَمَنِ اسْتُؤْجِرَ لِلْخِدْمَةِ مُدَّةً مُّعَيَّنَةً وَاِمَّا مُشْتَرَكٌ كَالصَّبَّاغِ وَ الْخَيَّاطِ وَغَيْرِهِمَا فَالْاَجِيْرُ الْخَاصُّ لَا يَضْمَنُ مَا تَلَفَ فِيْ يَدِهٖ وَالْاَجِيْرُ الْمُشْتَرَكُ يَضْمَنُ اِنْ كَانَ

بِتَقْصِيْرِهٖ وَتَعَدِّيْهِ وَإِذَا اخْتَلَفَ صَاحِبُ الثَّوْبِ وَالْخَيَّاطُ فَقَالَ صَاحِبُ الثَّوْبِ اَمَرْتُكَ اَنْ تُعْمِلَهُ قَبَاءً وَقَالَ الْخَيَّاطُ بَلْ قَمِيْصًا فَالْقَوْلُ قَوْلُ صَاحِبِ الثَّوْبِ مَعَ الْيَمِيْنِ فَلَوْ حَلَفَ ضَمِنَ الْخَيَّاطُ ثَوْبَهُ وَفِيْ كُلِّ صَنْعَةٍ كَذَالِكَ ضَمِنَ الصَّانِعُ اِنْ لَّمْ يَعْمَلْ مَا اَرَادَ صَاحِبُهُ وَلَوِ اسْتَاجَرَ دَابَّةً لِّيَحْمِلَ عَلَيْهَا عَشَرَةَ اَقْفِزَةٍ مِّنَ الْحِنْطَةِ جَازَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَغَيْرِهِمَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ اَشَدُّ ضَرَرًا مَعَ تَسَاوِيْهِ فِي الْوَزْنِ كَالْمِلْحِ وَالْحَدِيْدِ وَغَيْرِهِمَا وَيَجُوْزُ الْاِسْتِيْجَارُ فِيْ تَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ اِمَّا بِتَعْيِيْنِ مُدَّةٍ مُّعَيَّنَةٍ اَوْ بِتَعْيِيْنِ سُوْرَةٍ مُّعَيَّنَةٍ وَّلَا تَجُوْزُ اِجَارَةُ دَارٍ لِلسَّنَةِ الْقَابِلَةِ وَلَوْ اٰجَرَهَا مِنَ الْمُسْتَاجِرِ لِلسَّنَةِ الثَّانِيَةِ قَبْلَ اِنْقِضَاءِ الْاُوْلٰى جَازَ وَيَجُوْزُ اسْتِيْجَارُ دَابَّةٍ لِّيَرْكَبَهَا بَعْضَ الطَّرِيْقِ لَا دَائِمًا اَوْ لِيَرْكَبَهَا اثْنَانِ بِالنَّوْبَةِ اَوْ بِالْمُرَادَفَةِ اِنْ كَانَتِ الدَّابَّةُ مُتَحَمِّلَةً وَلَابُدَّ لِلْعَيْنِ الْمُسْتَاجَرَةِ مِنَ التَّقْدِيْرِ اِمَّا بِزَمَانٍ كَاسْتِيْجَارِ الدَّارِ سَنَةً كَذَا وَاِمَّا بِمَكَانٍ كَاسْتِيْجَارِ الدَّابَّةِ اِلٰى مَوْضِعٍ كَذَا لِلرُّكُوْبِ اَوِ الْحَمْلِ وَيَحْتَاجُ فِي التَّقْدِيْرِ اِلٰى بَيَانِ الرَّاكِبِ بَلْ اِلٰى رُؤْيَتِهٖ وَفِي الْحَمْلِ اِلٰى تَعْيِيْنِ الْوَزْنِ اَوِ الْكَيْلِ بَلْ اِلٰى تَعْيِيْنِ جِنْسِهٖ لِاَنَّ الْاَجْنَاسَ تَتَفَاوَتُ فِيْ ضَرَرِ الْحَمْلِ مَعَ تَسَاوِي الْوَزْنِ وَاَمَّا الْعَيْنُ الْمُسْتَاجَرَةُ فَفِيْ تَكْلِيْفَاتِهَا وَحِفْظِهَا مَا كَانَ عَلَى الْمُكْرِيْ وَمَا كَانَ عَلَى الْمُكْتَرِيْ يُنَاطُ بِالْعُرْفِ فِيْ اَيِّ بَلْدَةٍ اَوْ قَرْيَةٍ اَوْ نَاحِيَةٍ بِمُرَاضَاتِهِمَا۔

وَالْاِجَارَةُ عَلٰى نَوْعَيْنِ بِالْعَيْنِ وَفِي الذِّمَّةِ فَاِنْ قُدِّرَ بِزَمَانٍ كَخِيَاطَةِ يَوْمٍ كَانَ فِي الذِّمَّةِ وَاِنْ قُدِّرَ بِمَحَلِّ الْعَمَلِ كَخِيَاطَةِ ثَوْبٍ مُّعَيَّنٍ كَانَ بِالْعَيْنِ وَفِيْ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ جَازَ فِي الذِّمَّةِ وَبِالْعَيْنِ فَمَا كَانَ بِالْعَيْنِ تَنْفَسِخُ بِتَلَفِ الْعَيْنِ الْمُسْتَاجَرَةِ وَمَا كَانَ فِي الذِّمَّةِ لَا تَنْفَسِخُ بِتَلَفِهَا وَعَلَى الْمُوْجِرِ بَدَلُهَا اَوْ اِقَالَةُ الْاِجَارَةِ اِنْ لَّمْ يَقْدِرْ عَلَى الْبَدَلِ وَتَجُوْزُ اِجَارَةُ الْاَرَاضِيْ لِلزِّرَاعَةِ اَوِ الْغَرْسِ اَوِ الْعِمَارَةِ اَمَّا بَعْدَ انْقِضَاءِ الْمُدَّةِ الْمُعَيَّنَةِ فَيَجُوْزُ لِلْمُوْجِرِ تَخْرِيْبُهَا مَعَ قُبُوْلِ غَرَامَتِهَا اَوْ تَبْقِيَتُهَا فَكَانَتِ الْاَرْضُ لِصَاحِبِهَا وَالْمَعْمُوْلُ لِعَامِلِهٖ فَتَثْبُتُ الشِّرْكَةُ بَيْنَهُمَا فِيْ مِلْكٍ

وَّاحِدٍ وَإِذَا اسْتَأْجَرَ دَابَّةً تَحْمِلُ مِائَةً مَنٍ فَحَمَّلَ مِائَةً وَّعَشَرَةً فَعَلَيْهِ أُجْرَةُ مَا زَادَ عَلَى الْمَعْقُودِ وَ
إِنْ تَلِفَتْ وَلَمْ يَكُنْ مَّعَهَا صَاحِبُهَا ضَمِنَ وَالْمُسْتَأْجِرُ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ يَدُ صَاحِبِهٖ فَهُوَ أَمَانَةٌ
فِيْ يَدِ الْمُسْتَأْجِرِ وَإِنِ اسْتَأْجَرَ دَارًا وَلَمْ يَسْكُنْ فِيْهَا وَلَمْ يُسْكِنْ أَحَدًا فِيْهَا أَوْ دَابَّةً وَّلَمْ يَرْكَبْهَا
وَلَمْ يُرْكِبْ عَلَيْهَا أَحَدًا وَلَمْ يَسْتَعْمِلْهَا وَأَمْسَكَهَا مُدَّةً فَعَلَيْهِ الْأُجْرَةُ لِهٰذِهِ الْمُدَّةِ انْتَفَعَ بِهَا
أَوْلَمْ يَنْتَفِعْ وَلَوْ قَالَ لِخَيَّاطٍ إِنْ خِطْتَ الْيَوْمَ هٰذَا الثَّوْبَ فَلَكَ دِرْهَمَانِ وَإِنْ خِطْتَهُ غَدًا
فَدِرْهَمٌ وَقَبِلَهُ الْخَيَّاطُ فَلَهُ الْيَوْمَ دِرْهَمَانِ وَغَدًا دِرْهَمٌ وَهٰذَا عَقْدٌ صَحِيْحٌ لَا شُبْهَةَ فِيْهِ وَلَوِ
سْتَأْجَرَ دَابَّةً لِحَمْلِ شَيْءٍ إِلٰى مَوْضِعٍ فِيْ وَقْتٍ مُعَيَّنٍ فَإِنْ قَصَرَ عَنْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَالْمُوْجِرُ قَبِلَهُ جَازَ
أَنْ يُنْقِصَ بِقَدْرِ الْقُصُوْرِ عَنِ الْوَقْتِ الْمُعَيَّنِ شَيْئًا مِّنْ أُجْرَتِهٖ فَإِنَّ الزَّمَانَ كَالْمَكَانِ فِي
التَّقْدِيْرِ وَلَوِ انْقَضَتْ مُدَّةُ الْإِجَارَةِ وَأَمْسَكَ الْمُسْتَأْجِرُ الْعَيْنَ الْمُسْتَأْجَرَةَ مَعَ مُطَالَبَةِ الْمَالِكِ
كَانَ غَاصِبًا بِالْإِمْسَاكِ فِيْ مُدَّةِ الْمُطَالَبَةِ۔

وَيُكْرَهُ اسْتِيْجَارُ الْفَحْلِ لِلضِّرَابِ وَيَفْسُدُ اسْتِيْجَارُ الْأَعْمٰى لِحِفْظِ شَيْءٍ يَحْتَاجُ إِلَى
الرُّؤْيَةِ وَلَا يَجُوْزُ اسْتِيْجَارُ الْكَرْمِ لِثَمَرِهٖ أَوِ الْمَاشِيَةِ لِلَبَنِهَا وَلٰكِنْ إِنْ أَخَذَهَا لِلْحِفْظِ وَمَا
يَحْصُلُ مِنْهَا مِنَ اللَّبَنِ يَتَصَرَّفُ بِإِذْنِ مَالِكِهَا إِلٰى مُدَّةِ انْقِطَاعِ اللَّبَنِ فَيَدْفَعُ إِلٰى مَالِكِهَا الْقِيْمَةَ
إِمَّا بِالنَّقْدِ وَإِمَّا بِغَيْرِهٖ مِنَ الْعُرُوْضِ صَحَّ وَصَحَّ أَيْضًا اسْتِيْجَارُ الْبِئْرِ الْمَمْلُوْكَةِ لِلْإِسْتِسْقَاءِ
كَالْعُيُوْنِ وَالْقَنَوَاتِ الْمَمْلُوْكَةِ وَلَوِ اسْتَأْجَرَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِإِرْضَاعِ وَلَدِهِ الَّذِيْ وُلِدَ مِنْهَا صَحَّ
وَيَصِحُّ الْإِسْتِيْجَارُ لِلْعِبَادَاتِ الْفَائِتَةِ مِنَ الْمَيِّتِ كَالْحَجِّ وَالصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا وَيَجِبُ
عَلَى الْأَجِيْرِ الْإِتْيَانُ بِهَا كَمَا فَاتَتْ عَمَّنِ اسْتُوْجِرَ لَهُ وَكُلُّ عِبَادَةٍ يَعْمَلُهَا الْأَجِيْرُ بِنِيَّتِهٖ وَيَأْخُذُ
الْأُجْرَةَ لِتِلْكَ الْعِبَادَةِ تَقَعُ مِنْهُ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا إِلَيْهِ كَمَا وَرَدَ فِي الْأَخْبَارِ النَّبَوِيَّةِ وَكَمَا يُشَاهِدُهَا
الْمُكَاشِفُوْنَ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللهِ الَّذِيْنَ يَرَوْنَ الْخَيْرَاتِ وَالصَّدَقَاتِ وَثَوَابَ الْعِبَادَاتِ الَّتِيْ وَقَعَتْ

كَيْفَ تَصِلُ اِلٰی اَرْوَاحِ الْاَمْوَاتِ۔

اجارہ کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ج(الآیۃ) ''اگر عورتیں تمہارے واسطے بچوں کو دودھ پلاتی ہوں تو تم ان کو ان کی اجرتیں دیا کرو۔'' نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی، اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اُجْرَتَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُهٗ۔(الحدیث) ''تم مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دیا کرو۔''

اجارہ کی تعریف

اجارہ ایک ایسے معاملے کا نام ہے جس کا نتیجہ کسی ملکیت کے اپنی اصلی حالت پر باقی رہتے ہوئے اس کی منفعتوں کا کسی معلوم چیز کے عوض میں منتقل کرنا ہے۔ اجارہ کے پانچ ارکان ہیں۔ پہلا رکن موجر ہے (کسی چیز کو اجارہ پر دینے والا) موجر کی شرطیں یہ ہیں:

۱۔عقلمند ہونا ۲۔ بالغ ہونا ۳۔معاملات کے کرنے اور ان کے توڑنے میں تصرف کا جائز ہونے والا ہونا۔

دوسرا رکن مستاجر ہے (کسی چیز کو اجارہ پر لینے والا) مستاجر کی شرطیں موجر کی شرطوں کی مانند ہیں۔

تیسرا رکن معاملہ کا طے کرنا ہے۔اس کا صیغہ یہ ہے کہ موجر کہے۔ میں نے اس مکان کو اتنی مدت کے لئے اتنی چیز کے بدلے میں تم کو اجارہ پر دیا۔ یا یوں کہے۔ میں نے اس مکان کو اتنی مدت کے لئے اتنی چیز کے بدلے میں تم کو کرایہ پر دیا۔ یا یوں کہے میں نے تم کو اتنی مدت کے لئے اتنی چیز کے بدلے میں اس مکان کی منفعتوں کا مالک بنایا۔اس پر مستاجر کہے میں نے اس کو قبول کیا یا کہے میں نے اس کو اجارہ پر لے لیا۔ یا یوں کہے میں نے اس کو کرایہ پر لے لیا۔

اجارہ کی نوعیت

اجارہ ایک لازمی معاملہ ہے جو صرف اقالہ کرنے سے یا فسخ کے تقاضا کی اسباب میں سے کسی ایک سبب سے باطل ہوسکتا ہے۔خرید و فروخت کی وجہ سے اجارہ باطل نہیں ہوا کرتا۔جس کا عاریت پر دینا درست ہوتا ہو اس کا اجارہ درست ہوا کرتا ہے۔ نیز غیر منقسم چیز کا اجارہ جائز ہے۔ جو بھی چیز اجارہ پر لی جائے وہ مستاجر آدمی کے قبضے میں امانت ہوتی ہے۔ چنانچہ صرف اپنی کوتاہی سے یا زیادتی کرنے سے مستاجر اس کا ضامن ہوتا ہے یا اس صورت میں مستاجر اس کا

ضامن ہوتا ہے جبکہ موجر اس پر ضامن ہونے کی شرط لگا چکا ہو اور مستاجر آدمی ہر حال میں اس کو قبول کر چکا ہو۔
چوتھا رکن۔ اجرت (مزدوری) ہے۔ اجرت کی شرط یہ ہے کہ وہ مشاہدے کی صورت میں یا موجب علم وصف بیان کرنے کی صورت میں معلوم ہو۔ معاملے کے صرف طے کرنے سے ہی اجرت پر ملکیت آجاتی ہے۔ جلدی دینے کی شرط لگانے کی صورت میں اجرت کا جلدی دے دینا واجب ہے۔ اگر کچھ مہلت کے ساتھ دینے کی شرط لگائی جائے تو بھی درست ہے بشرطیکہ مستاجر کا علم اجرت کا پوری طرح احاطہ کرے۔ اگر چند قسطوں میں اجرت دینے کی شرط لگادے تو یہ بھی درست ہے۔

اجیر (مزدور) کو اجرت کب دے؟

نفس عمل کے بجالانے سے اجیر مزدور اجرت کا مستحق بن جاتا ہے۔ خواہ جس جگہ اس کا کام وقوع پذیر ہو بشرطیکہ موجر مزدور پر کسی معین جگہ کی شرط نہ لگا چکا ہو۔ دونوں صورتوں میں ایک کا سپرد کرنا دوسرے پر موقوف نہیں ہے۔ جس چیز کا خرید و فروخت کی صورت میں قیمت بن جانا جائز ہوتا ہے اس چیز کا اجارت کی صورت میں اجرت بن جانا جائز ہوا کرتا ہے۔ اگر اجرت میں قبضے سے پیشتر موجود کوئی عیب نکل آئے تو موجر کو اجارہ کے فسخ کرنے یا عوض یا تاوان کا مطالبہ کرنے کے حقوق حاصل ہوں گے۔ اگر اجرت دینے کی بناء پر مستاجر آدمی تنگدست بن جائے تو اسی طرح سے موجر کو اجارہ کے فسخ کرنے کا حق پہنچتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی جانور کو اجرت پر لے تاکہ وہ ایک معین اجرت کے عوض میں کسی معین جگہ تک اس پر سامان لاد سکے۔ مگر جانور والا اس معین جگہ تک اسے نہ پہنچائے تو مستاجر مسافت راہ کی کمی کے مقدار کے مطابق اس کی اجرت میں کمی کرے گا۔ اگر کوئی شخص کہے۔ میں نے ہر ہر ماہ میں اتنی چیز کے عوض میں تم کو یہ مکان اجارہ پر دیا۔ تو اُس صورت میں ایک ہی مہینے کے لئے اجارہ درست ہوگا۔ اگر کرایہ دار ایک ماہ سے زیادہ عرصہ اس میں سکونت پذیر ہو جائے تو مالک مکان کو اجرت مثل ملا کرے گی۔

اگر کوئی شخص کسی درزی سے کہے۔ اگر تم اس کپڑے کو فارسی طرز پر سی لو گے تو تم کو ایک درہم ملے گا۔ اور اگر تم اس کو رومی طرز پر سی لو گے تو تم کو دو درہم ملیں گے، تو یہ معاملہ درست ہے۔

جس چیز پہ اجارہ کا معاملہ کرنا باطل ہو جاتا ہو وہاں اگر مستاجر اس چیز سے پورا پورا فائدہ حاصل کر چکا ہو تو اجرت مثل واجب ہو جائے گی، قطعی طور پر اجرت طے کرنے سے پہلے اجیر (مزدور) کو کام پر لگانا اور کسی قسم کی الزام تراشی کے

بغیر اُس کو ضامن بنانا مکروہ ہیں۔

پانچواں رکن۔ وہ فائدہ ہے جو اجارہ سے مقصود ہوتا ہے۔ اجرت کی مانند صرف معاملے طے کرنے سے فائدے پر ملکیت آجاتی ہے۔ فائدے کی شرط یہ ہے کہ وہ یا تو کام کے تخمینے کی صورت میں معلوم ہو۔ مثلاً ایک دن یا ایک ماہ یا اتنے معین عرصے کے لئے کسی مکان میں سکونت پذیر ہونا یا کسی جانور پہ بوجھ لادنا۔ اگر متاجر آدمی اجرت پر لی گئی چیز میں کوئی عیب پائے تو اس کو معاملہ کے فسخ کرنے یا کسی کمی کے بغیر مقررہ اجرت پر راضی رہنے کے حقوق حاصل ہوں گے۔

متاجر آدمی کی ذمہ داری

متاجر کے ذمے جانور کو پانی پلانا، گھاس کھلانا اور جانور کی حفاظت کرنا واجب ہیں۔ اگر وہ اس کام میں مہمل بن جائے تو ضائع شدہ جانور کا یا نقصان کا ضامن ہوگا۔

کوتاہیوں کے نتائج

اگر دھوبی کپڑے میں بگاڑ پیدا کرے، بایں طور کہ کپڑے کو جلا ڈالے یا پھاڑ ڈالے تو وہ اس کا ضامن ہوگا اگرچہ وہ کوئی ماہر دھوبی ہی کیوں نہ ہو۔

ختنہ کرنے والے کا حکم بھی ایسا ہی ہے۔ اگر ختنہ کرنے والے کے استرے سے بچے کے حشفہ کو نقصان پہنچے یا وہ ختنہ کرنے کی حد سے تجاوز کر جائے تو اس صورت میں ختنہ کرنے والا ضامن ہوگا۔ اسی طرح سے ہر کاریگر اس چیز کا ضامن ہوگا جو اس کی اپنی کاریگری سے خراب ہو جائے۔

غسل خانے کا مالک کسی چیز کا ضامن نہیں ہوتا۔ مگر وہ اس چیز کا ضامن ہوگا جو اس کے پاس بطور امانت رکھی گئی ہو اور وہ خود اس کی دیکھ بھال کرنے میں کوتاہی کرے یا خود اس چیز کے ساتھ زیادتی کرے۔

اگر کوئی شخص کسی مکان کو بایں طور کرایہ پر دے دے کہ اس کی اجرت مکان کی تعمیر و مرمت ٹھہرائی جائے تو یہ معاملہ درست نہیں ہوگا۔

جس جس چیز کا حصول خود اجیر (مزدور) کے کام پر موقوف ہو اس چیز کا معاملہ کرنا درست نہیں مثلاً کسی کھال اتارنے والے کو اس کھال کے عوض میں اجرت پر لینا جس کو وہ خود اتارتا ہو۔ اسی طرح سے چکی پیسنے والے کو خود اس کی پسی ہوئی چیز کے معمولی حصے کے عوض میں یا کچھ آٹے کے عوض میں اجرت پر لینا لہذا کچھ گندم کے عوض میں اس کو اجرت پر لینا

جائز ہے۔ کیونکہ گندم میں اس کے عمل کو کوئی دخل نہیں ہے۔ مگر شیر خوار غلام کو دودھ پلانے والی عورت کو اجرت پر لینے کا حکم اس سے مستثنیٰ ہے بشرطیکہ دودھ پلانے والی عورت اپنی اجرت کے بدلے میں غلام کے حصے کی شرط لگائے۔

اگر کوئی شخص فصل کاٹنے والے کو کاٹی ہوئی فصل کے ایک حصے کے عوض میں اجرت پر لے لے تو یہ بھی جائز ہے اجرت پر لی گئی چیز کی خرید وفروخت کرنا اجارہ کی مدت کے گزر جانے سے پہلے اس شرط پر جائز ہے کہ متاجر اجارہ کی مدت کو پورا پورا لے گا۔ خریدار کو خرید وفروخت کے معاملے کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا بشرطیکہ اس کو اس چیز کے اجارے کا علم نہ ہو۔ اگر کوئی شخص کسی اجیر (مزدور) کو اس غرض سے اجرت پر لے لے کہ وہ اس کو اپنے تمام ضروری کاموں کے لئے نافذ العمل بنائے تو اس اجیر کے اخراجات متاجر کے ذمے ہوں گے۔ اگر سرپرست کسی بچے کو ایک ایسے عرصے کے لئے اجارے پر دے دے جس میں اس کے بالغ ہونے کا پتہ نہ چل سکے لیکن اتفاق سے وہ بالغ ہو جائے تو بچے کے بالغ ہونے تک اجرت لازم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد بچے کو معاملہ کے فسخ کرنے اور معاملہ کے برقرار رکھنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو اجارے پر دے دے پھر اس کو اجارہ کی مدت میں آزاد کر دے تو اس سے اجارہ باطل نہیں ہوگا۔ اور غلام کے ذمے مقررہ مدت کا پورا کرنا واجب ہو جائے گا۔ آزاد ہونے کے بعد غلام کے اخراجات متاجر آدمی کے ذمے ہوں گے بشرطیکہ اس پر اس کی شرط لگائی گئی ہو اگر متاجر پہ اس کی شرط نہ لگائی گئی ہو تو غلام کے اخراجات آزاد کرنے والے کے ذمے ہونگے۔ کیونکہ غلام ابھی اس کی ملکیت پر باقی رہنے والے کی مانند ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ غلام کے فائدے کے عوض کا مالک بن جاتا ہے۔

معاملہ طے کرنے کی صورت میں مقررہ مدت کے گزر جانے کے بعد اجرت پر لی گئی چیز کو اس کے عوض کی نسبت سے زیادہ عوض پہ اجارہ پر دے دینا جائز ہے جس عوض پہ پہلے متاجر نے اسے اجرت پر لیا ہو، بشرطیکہ وہ پھر اسے اجرت پر لینا چاہے یا کوئی دوسرا اسے اجرت پر لے۔ اگرچہ اجرت پر لی گئی چیز میں اضافہ نہ بھی کرے کیونکہ اجارے کی چیز طلبگاروں کے بڑھ جانے کی بناء پر کامیاب ہونے کی وجہ سے مختلف ہوا کرتی ہے اگر کوئی شخص کسی مکان کے ایک رہائشی حصے کو کسی مقررہ اجرت پر اور دوسری رہائشی حصے کو اس مقررہ اجرت سے زیادہ پر اجارہ پر دے دے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ اگرچہ دوسرا رہائشی حصہ تمام اوصاف میں پہلے رہائشی حصے کی مانند ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص کسی حرام مال کو محفوظ کرنے کے لئے کوئی گھر اجارہ پر لے لے۔ مثلاً شراب اور خنزیر یا کفریات لکھنے کیلئے کسی کاتب کو اجارہ پر لے لے یا کوئی کافر آدمی اپنی خدمت گزاری کیلئے کسی مسلمان کو اجرت پر لے لے تو اس قسم کے معاملات درست نہیں ہوں گے۔ حرام چیزوں کا نہ

اجارہ پر دینا درست ہے اور نہ ہی اجارہ پر لے لینا مثلاً لٹی ہوئی چیز وغیرہ

مسجد کی خدمت کرنے کے لئے حیض والی عورت کا اجارہ پر لے لینا جائز نہیں ہے۔ ان چیزوں کے ساتھ معاملہ طے کرنا جائز نہیں ہوتا جن کی کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی اور نہ ان چیزوں کے حصول میں کوئی مشقت اور تھکن ہوتی ہے مثلاً سونگھنے کی غرض سے کسی سیب کا یا سائے میں بیٹھنے کے لئے کسی درخت کا اجارہ پر لے لینا۔ دودھ پلانے اور پرورش کرنے کے لئے یا ان میں سے کسی ایک کام کی غرض سے کسی دائی کو اجارہ پر لے لینا جائز ہے اور مستاجر کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ دائی کے شوہر کو اس کے ساتھ ازدواجی رابطہ قائم کرنے سے باز رکھے۔ اگر دائی حاملہ ہو جائے تو مستاجر کو معاملے کے فسخ کرنے اور برقرار رکھنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ دائی کو یا کسی مقررہ اجرت پر یا رضاعت کی مدت میں اس کی اشیائے خوردنی اور ملبوسات پر اجارہ پر لے لینا جائز ہے۔ جو شخص سکونت اختیار کرنے کی غرض سے کسی مکان کو اجارہ پر لے لے تو اس کیلئے جائز ہے کہ وہ جس کو بھی چاہے اس مکان میں سکونت اختیار کرنے دے۔ مگر لوہار، دھوبی اور چکی پیسنے والوں کو موجر کی اجازت اور رضامندی کے بغیر اس مکان میں سکونت اختیار کرنے دینا جائز نہیں ہے۔ مستاجر کو یہ حق ہے کہ وہ اس مکان میں تمام جائز کاموں میں سے جو چاہے کرتا رہے۔

اجیر (مزدور) کے دو رُخ

اجیر آدمی یا کوئی خاص ہوگا۔ مثلاً کسی کو ایک معین عرصہ کے لئے خدمت گزاری کی غرض سے اجرت پر لیا جائے یا اجیر کوئی مشترک (عام) ہوگا۔ مثلاً رنگریز اور دھوبی وغیرہ۔

اجیر خاص اپنے قبضے میں ضائع شدہ چیز کا ضامن نہیں ہوا کرتا اور اجیر مشترک ضامن ہوا کرتا ہے بشرطیکہ چیز کا ضائع ہونا اس کی اپنی کوتاہی یا زیادتی کی وجہ سے ہو۔ جب کپڑے والے اور درزی میں اختلاف ہو جائے چنانچہ کپڑے والا کہے۔ میں نے تم کو اس کپڑے کے قبا بنانے کا حکم دیا۔ درزی کہے نہیں بلکہ قمیض بنانے کا حکم دیا۔ تو بات قسم سمیت کپڑے والے کی مانی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھائے تو درزی اس کے کپڑے کا ضامن ہوگا۔ ہر ہر کاریگری کی صورت میں اسی طرح سے کاریگر ضامن ہوگا۔ بشرطیکہ وہ مالک کے ارادے کے مطابق کام نہ کرے۔ اگر کوئی شخص گندم کے دس پیمانے لادنے کی غرض سے کسی جانور کو اجارہ پر لے لے تو اس کے لئے گندم، جو یا ان کے علاوہ کسی اور چیز کا لادنا جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز وزن میں برابر ہونے کے باوجود زیادہ ضرر رساں نہ ہو مثلاً نمک، لوہا یا ان کے علاوہ دیگر بھاری چیزیں۔

قرآن تعلیم دینے کی غرض سے یا تو کسی مقررہ مدت کے معین کرنے کی صورت میں یا کسی مقررہ سورہ کے معین

کرنے کی صورت میں کسی کو اجارہ پر لے لینا جائز ہے۔ آئندہ سال کے لئے کسی گھر کو اجارہ پر دے دینا جائز نہیں ہے۔ اگر سال رواں کے گزر جانے سے پہلے متاجر کے ہاتھ سے گھر کو دوسرے سال کے لئے کسی کو اجارے پر دے دے تو یہ جائز ہے۔ کسی جانور کو ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ بعض راستوں میں اس کی سواری کرنے کے لئے یا دو آدمی باری باری سے اس پر سوار ہونے کے لئے یا ایک کا ردیف بن کر سوار ہونے کے لئے، بشرطیکہ جانور میں دونوں کو اٹھانے کی قوت ہو۔ اجارہ پر لینا جائز ہے۔

اجارہ پر لی جانے والی چیز کا اندازہ لگانا ضروری ہے یا تو وقت کے ساتھ اس کا اندازہ لگایا جائے گا مثلاً سواری کرنے یا بوجھ لادنے کے لئے کسی جانور کو فلاں جگہ تک کیلئے اجارہ پر لے لینا۔ اندازہ لگانے کی صورت میں نہ صرف سوار کے بیان کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ اسے دیکھنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور بوجھ لادنے کی صورت میں نہ صرف ناپ یا تول کے معین کرنے کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ جنس کے معین کرنے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ وزن میں برابر ہونے کے باوجود بوجھ کے ضرر رساں ہونے میں جنسیں مختلف ہوا کرتی ہیں۔ اجارہ پر لی گئی چیز کی تکلیفات اور اس کی دیکھ بھال کی جو کچھ ذمہ داری مکری (کرایہ پر دینے والا) پر عائد ہوتی ہے اور جو کچھ ذمہ داری کی مکتری (کرایہ پر لینے والا) پر عائد ہوتی ہے، اس کا دارومدار ہر ایک شہر یا بستی یا مضافات میں دونوں کی رضامندی کے مطابق رسم و رواج پر ہے۔

اقسام اجارہ کا مسئلہ

اجارے کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ اجارہ بالعین ۲۔ اجارہ فی الذمہ

اگر معاملے کا کسی وقت کے ساتھ اندازہ لگایا گیا ہو تو یہ اجارہ فی الذمہ ہوتا ہے۔ مثلاً ایک دن کا سینا۔ اگر معاملے کا محل عمل کے ساتھ اندازہ لگایا گیا ہو تو یہ اجارہ بالعین ہوتا ہے مثلاً کسی معین کپڑے کا سینا۔ اسی صورت میں اجارہ فی الذمہ اور اجارہ بالعین دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جو معاملہ اجارہ بالعین کی صورت میں ہو وہ اجارہ پر لی گئی چیز کے ضائع ہو جانے سے فسخ ہو جاتا ہے اور جو معاملہ اجارہ فی الذمہ کی صورت میں ہو تو اجارہ پر لی گئی چیز کے ضائع ہو جانے سے معاملہ فسخ نہیں ہوا کرتا ہے۔ موجر (اجارہ پر دینے والا) کے ذمہ اس چیز کا بدل دے دینا یا اجارہ کا اقالہ کرنا لازم ہے بشرطیکہ وہ بدل دینے پر قادر نہ ہو۔ زراعت کرنے یا پودا لگانے یا عمارت بنانے کے لئے زمینوں کا اجارہ پر دے دینا جائز ہے۔ البتہ مقررہ مدت کے گزر جانے کے بعد موجر کے لئے جائز ہے کہ وہ تاوان قبول کرتے ہوئے ان کو خراب کر دے یا ان کو اپنی زمین پر باقی رکھے۔ چنانچہ اس صورت میں زمین مالک کی ہوگی اور اس زمین پر جو کچھ بنایا گیا ہو وہ بنانے والے کا ہوگا۔ چنانچہ ایک ہی

ملکیت میں دونوں کے آپس میں شرکت ثابت ہو جائے گی۔

اگر کوئی شخص کسی ایسے جانور کو اجارہ پر لے لے جو سو پونڈ اٹھا سکتا ہو۔ پس وہ اس پر ایک سو دس پونڈ لاد دے تو اس کے ذمے طے شدہ مقدار سے زائد کی اُجرت لازم ہوگی۔ اگر جانور ضائع ہو جائے جبکہ اس کے ساتھ مالک موجود نہ ہو تو مستاجر اس کا ضامن ہوگا۔

اگر اُجرت پر لی ہوئی چیز پر مالک کا قبضہ نہ ہو تو وہ مستاجر کے ہاں امانت ہوتی ہے۔ جو شخص کسی مکان کو اجارہ پر لے اور خود اس میں سکونت پذیر نہ ہو جائے اور نہ وہ کسی کو اس میں سکونت پذیر ہونے دے یا وہ کسی جانور کو اجارے پر لے نہ خود اس کی سواری کرے نہ کسی کو اس پر سوار ہونے دے۔ نہ ہی وہ اس کو کام میں لائے بلکہ ایک عرصے تک اس کو روکے رکھے تو اس کے ذمے اس عرصہ کی اُجرت لازم ہوگی خواہ وہ اس سے فائدہ حاصل کر چکا ہو یا نہ کر چکا ہو۔

اگر کوئی شخص کسی درزی سے کہے۔ اگر تم اس کپڑے کو آج ہی سی لو گے تو تم کو دو درہم ملیں گے اور اگر کل سی لو گے تو ایک درہم ملے گا اور درزی اس کو قبول کر چکا ہو، تو اس کو آج سی لینے کی صورت میں دو درہم ملیں گے، اور کل سی لینے کی صورت میں ایک درہم۔ یہ ایک ایسا صحیح اور درست معاملہ ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

اگر کوئی شخص کسی مقررہ وقت میں ایک جگہ تک بوجھ لانے کے لئے کسی جانور کو اجارہ پر لے چکا ہو پھر اگر وہ اس وقت میں کمی کرے اور موجر اس کو قبول کرے تو مستاجر کے لئے جائز ہے کہ وہ مقررہ وقت کی بقدر کمی اس کی اجرت میں کسی چیز کی کمی کرے کیونکہ اندازہ لگانے کے بارے میں وقت جگہ کا ہم آہنگ ہے۔ اگر اجارہ کی مدت گزر چکی ہو اور مستاجر مالک کے مطالبے کے باوجود اجارہ پر لی گئی چیز کو روکے رکھے تو اس کو روک لینے کی وجہ سے مطالبہ کرنے کی مدت میں وہ لٹیرا (غاصب) بن جائے گا۔

جفتی کے لئے نر کا اجارہ پر لینا مکروہ ہے۔ آنکھوں سے دیکھنے کی ضرورت والی چیز کی دیکھ بھال کی غرض سے کسی اندھے شخص کا اجارہ پر لے لینا باطل ہے۔ انگور کی بیل کو اس کے پھل کی خاطر یا کسی مادہ حیوان کو اس کے دودھ کی خاطر اجارہ پر لینا جائز ہے۔ لیکن ایسے جانور کو اگر دیکھ بھال کی غرض سے لے لے اور اس سے جو کچھ دودھ حاصل ہو وہ دودھ بند ہونے کی مدت تک مالک کی اجازت سے تصرف میں لاتا رہے اور مالک کو یا تو نقد کی صورت میں یا نقد کے بغیر ساز وسامان کی صورت میں قیمت دے دے تو یہ صورت درست ہے۔ پانی نکالنے کی غرض سے کسی مملوکہ ذاتی کنویں کا اجارہ پر لینا بھی درست ہے جیسے مملوکہ پانی کے چشمے اور کاریز۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو خود اسی کے جنم دیئے ہوئے بچے کو دودھ پلانے کی

غرض سے اجارہ پر لے لے تو یہ درست ہے۔

عبادات کے لئے اجیر کا لینا

میت سے فوت شدہ عبادتوں کی بجا آوری کے لیے کسی کو اُجرت پر لینا درست ہے۔ مثلاً حج، روزہ اور نماز وغیرہ۔ اجیر کے ذمے جس کی خاطر اس کو اجرت پر لیا گیا ہو اس کی طرف سے عبادتوں کا ایسا ہی بجالانا واجب ہے جیسا کہ وہ فوت ہو چکی ہو۔ جو بھی اجیر شخص میت کی نیت سے بجالائے گا اور اس عبادت کی اُجرت وصول کرے گا تو وہ عبادت خود اسی کی طرف سے وقوع پذیر ہو گی اور عبادتوں کا ثواب میت کو پہنچے گا۔ جیسا کہ احادیث نبوی ﷺ میں وارد ہے اور اللہ تعالیٰ کے ان اہل کشف اولیائے کرام کے مشاہدے سے ثابت ہے جو صدقات، خیرات اور وقوع پذیر ہونے والی عبادتوں کے ثواب کو دیکھ لیتے ہیں کہ وہ کیسے اموات کی روحوں کو پہنچتے ہیں۔

❀❀❀

بَابُ الشُّفْعَةِ

وَهِيَ اسْتِحْقَاقُ الشَّرِيْكِ انْتِزَاعَ حِصَّةِ شَرِيْكِهِ الْمُنْتَقِلَةِ عَنْهُ بِالْبَيْعِ وَلَهَا رُكْنَانِ اَلرُّكْنُ الْاَوَّلُ اَلْمَحَلُّ وَلَهُ اَرْبَعُ شَرَائِطَ. اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّكُوْنَ عِقَارًا وَّالثَّانِيْ اَنْ يَّكُوْنَ ثَابِتًا وَّالثَّالِثُ اَنْ يَّكُوْنَ مُشْتَرَكًا وَّالرَّابِعُ اَنْ يَّكُوْنَ قَابِلًا لِلْقِسْمَةِ فَلَا تَثْبُتُ الشُّفْعَةُ فِي الْمَنْقُوْلَاتِ وَلَا فِي الْبِنَاءِ وَ الْغَرْسِ مُنْفَرِدَيْنِ مِنَ الْاَرْضِ وَلَوْ بِيْعَا مَعَ الْاَرْضِ دَخَلَا بِالتَّبْعِيَّةِ فِي الشُّفْعَةِ وَلَا تَثْبُتُ الشُّفْعَةُ فِيْ غُرْفَةٍ مَّبْنِيَّةٍ عَلٰى سَقْفٍ لِّصَاحِبِ السِّفْلِ وَلَا تَثْبُتُ اَيْضًا بِالْجِوَارِ وَلَا فِيْمَا قُسِمَ اِنْ لَّمْ يَكُنِ الطَّرِيْقُ اَوِ الشِّرْبُ مُشْتَرَكًا وَلَا تَثْبُتُ اَيْضًا فِي الطَّاحُوْنَةِ وَالْحَمَّامِ وَبِئْرِ الْمَاءِ وَ الْاَمْكِنَةِ الضَّيِّقَةِ لِاَنَّهَا تَتَضَرَّرُ بِالْقِسْمَةِ وَتَبْطُلُ الْمَنْفَعَةُ الْمَقْصُوْدَةُ مِنْهَا. وَالرُّكْنُ الثَّانِيْ الشَّفِيْعُ وَلَهُ اَرْبَعُ شَرَائِطَ. اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّكُوْنَ مُسْلِمًا اِنْ كَانَ الشَّرِيْكُ مُسْلِمًا وَالثَّانِيْ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مُدْمِنَ الْخَمْرِ وَالثَّالِثُ اَنْ يَّكُوْنَ شَرِيْكًا فِي الْعِقَارِ اَوْ فِي الطَّرِيْقِ اِنْ كَانَ طَرِيْقُهُمَا يَنْحَصِرُ عَلَيْهِ اَوْ فِيْ نَهْرِهٖ اِنْ لَّمْ يَكُنْ نَهْرًا عَظِيْمًا وَالرَّابِعُ اَنْ يَّكُوْنَ قَادِرًا عَلٰى دَفْعِ ثَمَنِ الْمَبِيْعِ وَلَوْ كَانَ الشُّرَكَاءُ اَكْثَرَ مِنْ وَّاحِدٍ فَلِكُلِّ وَّاحِدٍ الشُّفْعَةُ بِقَدْرِ حِصَّتِهٖ فَلَا يُقْسَمُ شِقْصٌ عَلٰى عَدَدِ رُؤُوْسِهِمْ مُتَسَاوِيًا۔

وَتَسْقُطُ الشُّفْعَةُ مِنَ الْعِقَارِ بِالْهِبَةِ وَبِكُلِّ مَا يَنْتَقِلُ بِلَا بَيْعٍ وَّبِمَا يَسْمَعُ الشَّفِيْعُ خَبَرَ الْبَيْعِ وَ لَمْ يَطْلُبْهَا عَلَى الْفَوْرِ بِلَا عُذْرٍ كَالْاِشْتِغَالِ بِفَرِيْضَةٍ وَلَوْ كَانَ مَرِيْضًا وَّجَبَ الْاِشْهَادُ عَلٰى طَلَبِهِ الشُّفْعَةَ مِنَ الْمُشْتَرِيْ اِنْ كَانَ حَاضِرًا اَوْ مِنَ الْحَاكِمِ مَعَ غَيْبَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَنْ يَّسِيْرَ لِطَلَبِ الشُّفْعَةِ وَجَبَ اَنْ يُّوَكِّلَ وَاحِدًا لِّيَمْشِيَ اِلَيْهِ وَيَطْلُبُ وَلَوْ قَصَّرَ فِي الطَّلَبِ بَطَلَتْ شُفْعَتُهٗ وَلَوْ عَفَا عَنِ الْمُتَبَايِعَيْنِ اَوْ مِنْ اَحَدِهِمَا سَقَطَتْ اَيْضًا۔

شفعہ مانگنے کا بیان

کسی شریک کے اپنے شریک کے پاس سے فروخت کرنے کی شکل میں اس کے انتقال پذیر حصے کے برآمد کرنے کے حق میں طلبی کا نام شفعہ ہے۔ شفعہ کے دو ارکان ہیں۔ پہلا رکن محل شفعہ ہے۔ اسکی چار شرطیں ہیں۔

۱۔ یہ کہ محل شفعہ زمین ہو۔ ۲۔ یہ کہ وہ ثابت رہنے والی ہو۔

۳۔ یہ کہ وہ مشترکہ ہو۔ ۴۔ یہ کہ وہ قابل تقسیم ہو۔

پس منقولات کا شفعہ ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی زمین سے دونوں کی علیحدگی کی صورت میں عمارت اور درخت کا شفعہ ثابت ہوتا ہے۔ اگر زمین سمیت دونوں کو فروخت کر دیا جائے تو زمین کے تابع ہونے کی بناء پر حق شفعہ میں دونوں داخل ہوسکیں گے۔ نچلی منزل والے کے لیے گھر کی چھت پر بنائی گئی منزل کا شفعہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ پڑوس کی وجہ سے بھی شفعہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ تقسیم شدہ چیز کا شفعہ ثابت نہیں ہوسکتا بشرطیکہ راستہ یا پانی مشترکہ نہ ہو گھراٹ، غسل خانہ، پانی کے کنواں اور تنگ مقامات کا شفعہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تقسیم کی وجہ سے ان چیزوں کو ضرر پہنچتا ہے اور ان کے جو فائدے مقصود ہوتے ہیں وہ باطل ہوجاتے ہیں۔

دوسرا رکن شفیع ہے (شفعہ مانگنے والا) اسکی چار شرطیں ہیں۔

۱۔ شفیع کوئی مسلمان آدمی ہو بشرطیکہ اس کا شریک مسلمان ہو۔

۲۔ وہ ہمیشہ کا رند بادہ خوار نہ ہو۔ (ہمیشہ شراب پینے والا)

۳۔ وہ زمین یا گھر میں دوسرے کا شریک ہو بشرطیکہ دونوں کے راستے کا انحصار اسی پر ہو یا وہ دوسرے کی نہر میں اس کا شریک ہو بشرطیکہ وہ کوئی بڑی نہر نہ ہو۔

۴۔ وہ فروخت شدہ چیز کی قیمت دے دینے پر قادر ہو۔

اگر شریک حضرات کی تعداد ایک سے زیادہ ہو تو ہر ایک کو اپنے اپنے حصے کی مقدار کے مطابق حق شفعہ ملے گا لہذا کوئی بھی حصہ ان کی تعداد نفر پر برابر کر کے تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

سقوطِ شفعہ کا مسئلہ

زمین کا شفعہ ہبہ کرنے اور بغیر کسی فروخت کرنے کے منتقل ہونے والی صورتوں میں ساقط ہوجاتا ہے۔ زمین کی خبر فروخت کو شفیع سُن لے اور وہ فوری طور پر کسی سوچ بچار کے بغیر شفعہ طلب نہ کرے۔ مثلاً وہ کسی فریضے کی بجا آوری میں لگ جائے تو اس سے بھی شفعہ ساقط ہوجاتا ہے۔

اگر شفیع بیمار ہوتو اس کے ذمے خریدار سے شفعہ مانگنے پر بشرطیکہ خریدار موجود ہو یا خریدار کی غیر موجودگی کی صورت میں حاکم سے حق شفعہ مانگنے پر گواہ کا قائم کرنا واجب ہے۔ شفعہ طلب کرنے کے لیے اگر شفیع خود چل کر جانے پر قادر نہ ہوتو اس کے ذمے کسی آدمی کو اپنا وکیل بنانا واجب ہے تاکہ وہ خریدار کے پاس چلا جائے اور اس سے شفعہ مانگ سکے۔ اگر شفیع حق شفعہ مانگنے کے سلسلے میں کوتاہی سے کام لے تو اس کا شفعہ باطل ہوجاتا ہے۔

اگر شفیع دونوں خرید وفروخت کرنے والوں کو یا ان میں سے ایک کو بخش دے تو اس سے بھی حق شفعہ ساقط ہوجاتا ہے۔

❀❀❀

بَابُ إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ! مَنْ اَحْيٰى اَرْضًا مَّيْتَةً فَهِيَ لَهٗ. وَالْمَوَاتُ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ. اَلْاَوَّلُ الْاَرَاضِيْ وَالْاَرْضُ الْمَيْتَةُ مَا خَلَتْ عَنِ الْاِخْتِصَاصِ بِاَحَدٍ وَلَا يَنْتَفِعُ بِهَا النَّاسُ وَكَانَتْ مُعَطَّلَةً لِانْقِطَاعِ الْمَاءِ عَنْهَا اَوْ لِاسْتِيْلَاءِ الْمَاءِ عَلَيْهَا اَوْ لِاسْتِيْجَامِهَا اَوْ غَيْرِهٖ فَهِيَ لِلْاِمَامِ خَاصَّةً وَّلٰكِنْ اِنْ اَحْيَاهَا مُسْلِمٌ مَّلَكَهَا مَاذُوْنًا اَوْ غَيْرَ مَاذُوْنٍ وَالْاِخْتِصَاصُ يَلْزَمُ مِنْ سِتَّةِ اَشْيَاءٍ اَلْاَوَّلُ الْعِمَارَةُ فَكُلُّ مَعْمُوْرَةٍ لِّمَالِكِهَا وَاِنِ انْدَرَسَتْ لَا تَخْرُجُ مِنْ مِلْكِهٖ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ عِمَارَةً جَاهِلِيَّةً وَلَمْ يَاْخُذْهَا الْمُسْلِمُوْنَ بِالْغَنِيْمَةِ فَاِنَّهَا تُمْلَكُ بِالْاِحْيَاءِ ثَانِيًا وَلَوْ كَانَتِ الْمَوَاتُ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ فَلِلْكُفَّارِ اِحْيَاءُ هَا وَ كَذَا لِلْمُسْلِمِيْنَ اِنْ لَّمْ يُذَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ عَنْهَا فَتُمْلَكُ بِالْاِحْيَاءِ وَالْمُحْيِيْ مُسْلِمًا كَانَ اَوْ كَافِرًا صَارَ مَالِكَهَا وَفِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ لَا يَمْلِكُهَا اِلَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَكُلُّ مَالَا مَالِكَ لَهٗ فَمَالِكُهُ الْاِمَامُ وَالْمَوَاتُ الَّتِيْ فِيْ قُرْبِ الْعَامِرِ يَجُوْزُ اِحْيَاؤُهَا اِنْ لَّمْ تَكُنْ مَرَافِقَ لِلْعَامِرِ وَمَرَافِقُ الدَّارِ مَصَابُ الْمَاءِ وَنَحْوُهَا وَلَا حَرِيْمَ لَهٗ

وَالْحَرِيْمُ الْمَوَاضِعُ الَّتِيْ تَمَسُّ الْحَاجَةُ اِلَيْهَا لِتَمَامِ الْاِنْتِفَاعِ وَالثَّانِي الْيَدُ فَكُلُّ اَرْضٍ عَلَيْهَا يَدُ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يَصِحُّ اِحْيَاءُ هَا لِغَيْرِ صَاحِبِ الْيَدِ وَالثَّالِثُ حَرِيْمُ الْمَعْمُوْرَةِ وَهُوَ مُجْتَمَعُ النَّادِيْ وَمُرْتَكَضُ الْخَيْلِ وَمَنَاخُ الْاِبِلِ وَمَطْرَحُ الْقُمَامَةِ وَالرَّمَادِ وَمُلْقَى التُّرَابِ وَ مَرْعَى الْمَاشِيَةِ وَالطَّرِيْقُ وَمَا يُعَدُّ مِنْ حُدُوْدِ مَرَافِقِهِمْ وَالشِّرْبُ وَحَرِيْمُ الْبِئْرِ وَالْعَيْنِ فَحَدُّ الطَّرِيْقِ لِمَنْ جَدَّدَهٗ بِمَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِي الْاَرْضِ الْمُبَاحَةِ سَبْعَةُ اَذْرُعٍ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَتَبَاعَدَ الْمُقَابِلُ هٰذَا الْقَدْرَ وَحَرِيْمُ النَّهْرِ الَّذِيْ يُشْرَبُ مِنْهُ مِقْدَارُ مَطْرَحِ طِيْنِهٖ وَالْمَجَازُ عَلٰى طَرَفَيْهِ فَحَرِيْمُ بِئْرِ الْمَعْطِنِ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا وَحَرِيْمُ النَّاضِحِ سِتُّوْنَ وَحَرِيْمُ الْعَيْنِ اَلْفٌ فِي الرِّخْوَةِ وَ

خَمْسِمِائَةٍ فِي الصَّلْبَةِ وَحَرِيْمُ الْحَائِطِ مِقْدَارُ مَطْرَحِ تُرَابِهِ اِنِ انْقَضَّ وَسَقَطَ وَلِلدَّارِ مَطْرَحُ تُرَابِهَا اِنِ اسْتُهْدِمَتْ وَمَصَبُّ الْمِيْزَابِ وَالثَّلْجِ الْمَكْسُوْحِ مِنْ سَطْحِهَا وَالْمَمَرُّ فِي صَوْبِ الْبَابِ يَعْنِيْ مَنْ اَرَادَ اِحْيَاءَ الْمَوَاتِ لَا يَجُوْزُ لَهُ اَنْ يَتَعَرَّضَ لِلْحَرِيْمِ وَوَرَاءَ ذٰلِكَ كَانَ قَابِلًا لِلْاِحْيَاءِ وَفِي الْاَمْلَاكِ الْمُضَيَّقَةِ الْمَعْمُوْرَةِ كَمَا كَانَتْ فِيْ اَكْثَرِ الْبُلْدَانِ حُكْمُهَا لَيْسَ كَذَالِكَ لِاِزْدِحَامِهَا فَالدَّارُ الْمَحْفُوْفَةُ بِالدُّوْرِ لَا حَرِيْمَ لَهَا فَلِكُلٍّ وَاحِدٍ اَنْ يَتَصَرَّفَ فِيْ مِلْكِهٖ كَيْفَ شَاءَ فَلَوْ جَعَلَ مِلْكَهُ بَيْتَ حَدَّادٍ اَوْ قَصَّارٍ اَوْ طَحَّانٍ اَوْ حَمَّامًا عَلٰى خِلَافِ الْعَادَةِ فَلَيْسَ لِجَارِهٖ اَنْ يَمْنَعَهُ وَلَوْ غَرَسَ فِيْ اَرْضٍ اَحْيَاهَا فَمَا تَبْرُزُ اَغْصَانُ غَرْسِ الْمُحْيِيْ اَوْ عُرُوْقُهُ اِلَى الْمُبَاحَةِ لَمْ يَجُزْ لِغَيْرِهٖ اِحْيَاءُ هَا وَلِلْغَارِسِ اِخْتِيَارُ مَنْعِهٖ وَالرَّابِعُ اَنْ يَكُوْنَ مَشْعَرًا لِلْعِبَادَةِ كَالْعَرَفَاتِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْمَشَاعِرِ لَا قَلِيْلًا وَّلَا كَثِيْرًا -

وَالْخَامِسُ اَلتَّحْجِيْرُ بِتَحْوِيْطِ حَائِطٍ مِّنَ الطِّيْنِ اَوِ الْحَجَرِ اَوْ بِحَفْرِ سَاقِيَةٍ مُّحِيْطَةٍ بِهَا اَوْ احفَرِ خَنْدَقٍ حَوْلَهَا اَوْ اِدَارَةِ تُرَابٍ حَوْلَهَا وَهٰذِهٖ كُلُّهَا تُفِيْدُ اخْتِصَاصاً بِهَا وَلَا تُمَلِّكُ اِلَّا بِالْاِحْيَاءِ وَلَوْ نَقَلَهَا الْاِمَامُ اِلٰى غَيْرِهٖ كَانَ الْغَيْرُ اَحَقَّ بِهَا وَلَوْ اَرَادَ بَيْعَهَا لَمْ يَصِحَّ لِاَنَّهَا لَمْ تُمَلَّكِ الْاٰنَ ثُمَّ الْمُحَجِّرُ اِنْ اَهْمَلَهَا اَجْبَرَهُ الْاِمَامُ عَلٰى اِحْيَاءِ هَا اَوِ التَّخْلِيَةِ عَنْهَا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ وَاحِدًا مِّنْهَا اَخْرَجَهَا الْاِمَامُ مِنْ يَّدِهٖ فَمَنْ اَرَادَ اِحْيَاءَ هَا لَمْ يَصِحَّ اِلَّا بِاِذْنِ الْاِمَامِ وَالسَّادِسُ اِقْطَاعُ الْاِمَامِ فَلَا يَجُوْزُ اِحْيَاءُ هَا وَاِنْ كَانَتْ مَوَاتًا خَالِيَةً مِّنَ التَّحْجِيْرِ كَمَا اَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَظِيْرَةَ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْعَتِيْقِ وَلَيْسَ لِلْاِمَامِ اِقْطَاعُ مَا لَا يَجُوْزُ اِحْيَاءُ هُ كَالْمَعَادِنِ الظَّاهِرَةِ وَلٰكِنْ يَجُوْزُ لِلْاِمَامِ الْحِمٰى وَهُوَ اَنْ يَمْنَعَ النَّاسَ عَنْ رَعْيِ كَلَاءِ مَا حَمَاهُ مِنَ الْاَرْضِ الْمُبَاحَةِ لِتُخْتَصَّ بِهٖ دُوْنَ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ كَمَا حَمَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ سَلَّمَ الْبَقِيْعَ وَلِلْاِمَامِ الْخِيَارُ اَنْ يَحْمِيَ لِنَفْسِهٖ اَوْ لِاَنْعَامِ الصَّدَقَةِ وَالْبَهَائِمِ الضَّالَّةِ وَلَيْسَ

لِغَيْرِهٖ اَنْ يَّحْمِىَ اَرْضًا مُبَاحَةً لِّنَفْسِهٖ وَلَا يَجُوْزُ نَقْضُ مَاحَمَاهُ الْاِمَامُ وَلَوْكَانَ الْحِمٰى فِىْ مُدَّةٍ مُّعَيَّنَةٍ فَاِذَا انْقَضَتِ الْمُدَّةُ جَازَ لِلْمُسْلِمِيْنَ اِحْيَاءُ هَا۔

بنجروں کی آبادکاری کا بیان

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ مَنْ اَحْيٰى اَرْضًا مَيِّتَةً فَهِىَ لَهٗ الخ ”جوکوئی کسی بنجر زمین کو آباد کرے وہ اس کی ملکیت ہوگی۔“ بنجروں کی چار قسمیں ہیں۔ پہلی قسم زمینوں کی ہے۔

بنجر زمین

بنجر زمین وہ ہے جو کسی ایک فرد کے ساتھ مختص ہونے سے خالی ہو، لوگ اس سے فائدہ حاصل نہ کرتے ہوں اور وہ پانی کے بند ہوجانے کی وجہ سے یا اس پر پانی چڑھ آنے کی وجہ سے یا سیم زدہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور حالت کے طاری ہونے کی وجہ سے بیکار پڑی ہوئی ہو چنانچہ ایسی زمین خاص کر امام کی ملکیت ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان شخص اسے آباد کرے تو وہ اس زمین کا مالک بن جاتا ہے خواہ وہ آبادکار اجازت یافتہ ہو یا نہ ہو۔

اختصاص کی صورتیں

املاک کا کسی ایک فرد کے ساتھ مختص ہونا چھ چیزوں سے لازم آتا ہے:۔

۱۔ آباد کرنا لہذا ہر آباد کردہ چیز اس کے مالک کی ملکیت ہوتی ہے۔ اگر وہ بوسیدہ ہوجائے تو وہ اس کا مالک کی ملکیت سے باہر نہیں ہوجاتی۔ الا یہ کہ وہ کوئی دور جاہلیت کی آباد کردہ کوئی چیز ہو اور مسلمان اس کو غنیمت کے طور پر نہ لے چکے ہوں چنانچہ دوبارہ آباد کرنے کی وجہ سے اس پر ملکیت آجاتی ہے۔

اگر بنجر زمین دار حرب میں ہو تو کافروں کو ان کی آبادکاری کا حق پہنچتا ہے اسی طرح سے مسلمانوں کو بھی ان کی آبادکاری کا حق حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ مسلمان لوگ وہاں سے بے دخل نہ کئے گئے ہوں۔ پس آباد کرنے کی وجہ سے ان بنجروں پر ملکیت آجاتی ہے۔ آباد کرنے والا کوئی مسلمان ہو یا کوئی کافر، وہ ان کا مالک بن جاتا ہے۔ دار اسلام میں بنجروں کے صرف مسلمان ہی مالک بن سکتے ہیں۔ جس چیز کا کوئی مالک نہ ہو تو اس کا مالک امام ہوا کرتا ہے۔

آبادکار کے قریب موجود بنجروں کا آباد کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ آبادکار کے لازمی مفادات کے مقامات نہ ہوں۔

گھر کے لازمی مفادات کے مقامات، پانی بہانے کی جگہیں اور ان کی مانند دیگر سہولت کے مقامات ہیں جبکہ آبادکار کیلئے کوئی حد حریم نہیں ہوگی۔ حریم کسے کہتے ہیں؟ حریم ان مقامات کا نام ہے کہ کامل فائدہ حاصل کرنے کے لئے جن کی ضرورت پڑتی ہے۔

۲۔ قبضہ کرنا

جس زمین پر مسلمانوں میں سے کسی ایک آدمی کا قبضہ ہو اس زمین کو آباد کرنا قبضے والے کے سوا کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں۔

۳۔ آبادی کی حد حریم

آبادی کی حدود حریم یہ ہیں۔

الف۔ مجلس بیٹھنے کی جگہ
ب۔ گھوڑے دوڑانے کی جگہ
ج۔ اونٹ بٹھانے کی جگہ
د۔ کوڑا کرکٹ اور راکھ پھینکنے کی جگہ
ہ۔ مٹی ڈالنے کی جگہ
و۔ جانور چرانے کی جگہ (چراگاہ)
ز۔ راستہ
ق۔ وہ حصے جن کا شمار لازمی مفادات کے مقامات کی حدود میں کیا جاتا ہو۔
ر۔ پانی
ش۔ کنواں اور چشمے کی حدود حریم۔

راستے کی حد کا مسئلہ

جو شخص اپنی ضرورت کے مطابق مباح زمین میں کوئی نیا راستہ بنائے تو اس کی حد سات گز ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ اس کے مقابلے میں راستہ بنانے والا شخص اس حد کے اندازے سے دور رہے۔

حریم نہر کا مسئلہ

جس نہر سے پانی پیا جاتا ہو اس کی حد حریم نہر کی مٹی پھینکنے کی جگہ کی مقدار اور نہر کے دونوں اطراف کی گزرگاہ کی ہے۔

کنواں کی حدود حریم کا مسئلہ

اونٹوں کے پانی پینے کے کنوئیں کی حدِ حریم چالیس گز کی ہوتی ہے اور رہٹ والے کنوئیں کی حد حریم ساٹھ گز کی ہوتی ہے۔

چشمے کی حدودِ حریم کا مسئلہ

نرم زمین میں چشمے کی حدود حریم ایک ہزار گز اور سخت زمین میں چشمے کی حدود حریم پانچ سو گز کی ہوتی ہیں۔

دیوار کی حد حریم کا مسئلہ

اگر دیوار ٹوٹ جائے اور گر پڑے تو اس کی مٹی رکھنے کی جگہ کی مقدار کی جگہ دیوار کی حد حریم ہے۔

گھر کی حدودِ حریم کا مسئلہ

گھر کو اگر منہدم کیا جائے تو اس کی مٹی پھینکنے کی جگہ، پرنالے بہانے اور چھت سے ہٹائی جانے والی برف کے پھینکنے کی جگہیں اور دروازے کی طرف کو جانے والی گزرگاہ گھر کی حدود حریم ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی بنجروں کی آباد کاری کا ارادہ کرے تو اس کے لئے حریم کی حدود سے چھیڑ چھاڑ کرنا جائز نہیں ہے۔ حریم کی حدود سے باہر کے مقامات آبادکاری کے قابل ہوں گے۔

آبادکاری کی گئی ملکیتیں جیسا کہ شہروں میں ہوتی ہیں، ان کا حکم ان کے ہجوم کی وجہ سے ایسا نہیں ہے لہذا گھروں سے گھیرے ہوئے گھر کی کوئی حد حریم نہیں ہوا کرتی۔

آزادی تصرف کا مسئلہ

ہر ایک کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی ملکیت میں جیسا چاہے تصرف کرے۔ لہذا اگر کوئی شخص اپنی ملکیت کو رسم ورواج کے خلاف لوہار خانہ یا دھوبی خانہ، یا طحان خانہ (گھراٹ) یا غسل خانہ بنا دے تو اس کے پڑوسی کو اس کام سے باز رکھنے کا حق نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص اپنی ہی آبادکردہ زمین میں درخت لگا چکا ہو اور آبادکار کے درختوں کی جو کچھ ٹہنیاں یا ان کے ریشے کسی مباح زمین میں نمودار ہوں تو دوسرے کے لئے اس مباح زمین کا آباد کرنا جائز نہیں ہے اور درخت لگانے والے کو اسے باز رکھنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

۴۔ عبادت کے لئے کسی درگاہ کا ہونا۔ مثلاً عرفات اور عرفات کے علاوہ دیگر باحرمت درگاہیں۔ ان درگاہوں کی نہ کم مقدار قابل آبادکاری ہے نہ زیادہ۔

۵۔ مٹی یا پتھر کی کوئی دیوار بنانے یا زمین کا احاطہ کرنے والی کوئی نالی کھودے یا زمین کے اردگرد کوئی خندق کھودنے یا زمین کے گرد مٹی کا دائرہ بنانے کی صورتوں میں نشان لگانا۔ یہ تمام کی تمام صورتیں بنجروں کے کسی کے ساتھ مختص ہونے کا

فائدہ دیتی ہیں اور صرف آباد کرنے کی وجہ سے ان پر ملکیت آسکتی ہے۔

اگر امام بنجروں کو کسی دوسرے کی طرف منتقل کردے تو وہ شخص ان کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اگر وہ شخص ان کو فروخت کرنا چاہے تو ایسا کرنا درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ ابھی تک ان پر ملکیت نہیں آتی۔ اگر نشانات لگانے والا بنجروں کو بیکار چھوڑے رکھے تو امام اس کو ان کی آبادکاری پر یا ان کو خالی چھوڑ دینے پر مجبور کرے گا۔ اگر وہ دونوں میں سے کسی ایک پر عمل نہ کرے تو امام اس کے قبضے سے ان کو نکال دے گا۔ پس جو کوئی ان کی آبادکاری چاہے تو امام کی اجازت کے بغیر درست نہیں ہوگی۔

۲۔ امام کا کسی زمین کو اپنے لئے مخصوص کرنا۔ پس ایسی زمین کو آباد کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہوا کرتا۔ اگرچہ وہ نشان لگائے جانے سے بالکل خالی بنجر زمین ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث عتیق کے باڑے کو مخصوص فرمادیا تھا۔

محفوظ علاقہ قرار دینے کا مسئلہ

امام کے لئے کسی ایسی جگہ کو مخصوص کرنا جائز نہیں جس کا آباد کرنا جائز نہ ہوتا ہو مثلاً ظاہری کانیں، لیکن امام کے لئے کسی جگہ کو محفوظ علاقہ قرار دینا جائز ہے۔ محفوظ علاقہ قرار دینے کی صورت یہ ہے کہ جس مباح زمین کو امام محفوظ علاقہ قرار دے چکا ہو وہاں گھاس چرانے سے امام لوگوں کو باز رکھے تاکہ وہ جگہ تمام مسلمانوں کو چھوڑ کر امام کے ساتھ مختص ہوجائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام النقیع کو محفوظ علاقہ قرار دیا تھا۔ امام کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی جگہ کو خود اپنے لئے یا زکوۃ کے جانوروں اور گم شدہ جانوروں کے لئے محفوظ علاقہ قرار دے۔ امام کے سوا کسی دوسرے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی مباح زمین کو خود اپنے لئے محفوظ جگہ قرار دے۔ جس جگہ کو امام محفوظ علاقہ قرار دے چکا ہو اس کا توڑ دینا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی جگہ کو محفوظ علاقہ قرار دیا جانا ایک مقررہ مدت کے لئے ہو تو جب وہ مدت گزر جائے تو مسلمانوں کے لئے اس کی آبادکاری جائز ہوتی ہے۔

اَمَّا الْاَوَّلُ مِنَ الْمَوَاتِ فَالْاَرَاضِیْ وَالثَّانِیْ الْمَنَافِعُ وَهِیَ الطُّرُقُ وَالْمَسَاجِدُ وَالْمَوْقُوفَاتُ الْمُطْلَقَةُ كَالْمَدَارِسِ وَالرِّبَاطِ وَالْمَشَاهِدِ وَ مَنْفَعَةُ الطُّرُقِ الْاِسْتِطْرَاقِ وَيَجُوْزُ الْجُلُوْسُ فِيْهَا لِلْمُعَامَلَةِ اَوْدَفْعِ السَّامَةِ اَوِانْتِظَارِ الرُّفَقَاءِ بِشَرْطِ اَنْ لَّا يَتَضَرَّرَ الْمَارُّ بِتَضْيِيْقِ الْجَالِسِ فَمَرَّةً وَ

يَجُوْزُ لِمَنْ يُعَامِلُ فِي الطُّرُقِ اَنْ يُظَلِّلَ فَوْقَ رَأْسِهٖ بِبَارِيَةٍ اَوْ ثَوْبٍ اِنْ لَمْ يَتَضَيَّقِ الدَّرْبُ بِسَبَبِهٖ وَلَيْسَ لِاَحَدٍ عَلٰى طَرَفَيِ الطُّرُقِ بِنَاءُ دُكَّةٍ وَلَوِ اسْتَبَقَ اثْنَانِ فَلَا تَرْجِيْحَ اِلَّا بِاِذْنِ الْاِمَامِ اَوِ الْقُرْعَةِ وَاَمَّا الْمَسَاجِدُ فَمَنْ جَلَسَ فِيْ مَكَانٍ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ فَاِذَا قَامَ وَرَحْلُهُ بَاقٍ فِيْهِ فَكَانَ كَذَالِكَ وَاِنْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُ شَيْءٌ فِيْ مَجْلِسِهٖ فَمَنْ جَلَسَ فِيْهِ اَحَقُّ بِهٖ وَكَذَا مَنِ اشْتَغَلَ بِدَرْسِ الْعُلُوْمِ اَوْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَكَانَ يُعَيِّنُ لِنَفْسِهٖ مَكَانًا وَّاعْتَادَ جُلُوْسَهُ فِيْهِ فَاِذَا قَامَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُ شَيْءٌ فِيْ مَكَانِهٖ كَانَ الْمَكَانُ لِمَنْ يَجْلِسُ فِيْهِ عَالِمًا كَانَ اَوْ اُمِّيًّا وَاَمَّا الْمَدَارِسُ وَالرِّبَاطُ فَمَنْ سَكَنَ بَيْتًا مِنْهَا وَهُوَ مِنْ اَهْلِهَا لَمْ يَجُزْ اِزْعَاجُهُ وَاِنِ امْتَدَّ زَمَانُهُ وَلَوِ اشْتَرَطَ الْوَاقِفُ مُدَّةً مُعَيَّنَةً عِنْدَ انْقِضَائِهَا يَلْزَمُ اِزْعَاجُهُ وَلَوِ اشْتَرَطَ بَانِيْهَا عَلٰى مَنْ سَكَنَ فِيْ عِمَارَتِهِ التَّشَاغُلَ بِالْعِلْمِ اَوِ التَّدْرِيْسِ اَوْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ اَوِ الصَّوْمِ اَوِ الرِّيَاضَةِ فَلَمْ يَشْتَغِلْ وَجَبَ اِخْرَاجُهُ وَالْمُشْتَغِلُ بِمَا اشْتُرِطَ يَجُوْزُ لَهُ اَنْ يَمْنَعَ غَيْرَهُ مِنَ الْمُشَارَكَةِ فِي السُّكْنٰى وَلَوِ ارْتَحَلَ مِنْ مَكَانِهٖ بَطَلَ اخْتِصَاصُهُ وَلٰكِنْ اِنْ فَارَقَ لِضَرُوْرَةٍ وَلَهُ فِيْهَا بَقِيَ شَيْءٌ مِّنَ الْفِرَاشِ اَوِ الثَّوْبِ اَوْ غَيْرِهِمَا وَمُفَارَقَتُهُ كَانَتْ بِنِيَّةِ الْعَوْدِ لَمْ يَبْطُلِ اخْتِصَاصُهُ وَالثَّالِثُ الْمَعَادِنُ وَهِيَ نَوْعَانِ ظَاهِرَةٌ وَبَاطِنَةٌ . اَمَّا الظَّاهِرَةُ فَهِيَ الَّتِيْ لَا يَفْتَقِرُ حُصُوْلُهَا اِلٰى اَسْبَابٍ كَثِيْرَةٍ كَالْمِلْحِ وَالنِّفْطِ وَالْكِبْرِيْتِ وَالْقَارِ وَالْمُوْمِيَا وَالْكُحْلِ وَاَحْجَارِ الرُّحٰى وَالْبِرْمَةِ لَا تُمْلَكُ بِالْاِحْيَاءِ وَلَا يَخْتَصُّ بِهَا الْمُحَجِّرُ وَلَا يَجُوْزُ اِقْطَاعُهَا فَمَنْ سَبَقَ اِلٰى مَوْضِعٍ مِّنْهَا لَمْ يَجُزْ اِزْعَاجُهُ قَبْلَ اَنْ يَّقْضِيَ وَطَرَهُ فَاِنْ تَسَابَقَ اثْنَانِ وَلَا يَسَعُ الْمَكَانُ عَمَلَهُمَا مَعًا فَلَا بُدَّ مِنْ تَرْجِيْحِ اَحَدِهِمَا بِالْقُرْعَةِ اَوْ تَرْجِيْحِ الْاَحْوَجِ فِي التَّقْدِيْمِ وَلَوْ كَانَ فِيْ قُرْبِ مَعْدَنِ الْمِلْحِ اَرْضٌ مَيْتَةٌ فَحَفَرَ فِيْهَا بِئْرًا اَوْ سَاقَ الْمَاءَ اِلَيْهَا فَجَمَدَ وَصَارَ مِلْحًا كَانَ مِلْكًا لِحَافِرِهَا وَلَا شِرْكَةَ لِغَيْرِهٖ فِيْهَا وَلَوْ كَانَ الْاِمَامُ اَمَرَ حَفْرَهَا وَاَقْطَعَهَا صَحَّ اِقْطَاعُهَا

وَاَمَّا الْبَاطِنَةُ فَهِيَ الَّتِيْ يَفْتَقِرُ حُصُوْلُهَا اِلٰى اَسْبَابٍ اَكْثَرَ مِنَ الظَّاهِرَةِ كَالذَّهَبِ وَ

اَلْفِضَّةِ وَالْحَدِيْدِ وَالنُّحَاسِ وَالرَّصَاصِ فَاِنْ حَفَرَهَا مُسْلِمٌ وَاَظْهَرَهَا فَقَدْ اَحْيَاهَا فَاِنْ كَانَتْ فِيْ الْمَوَاتِ اَوْفِيْ مِلْكِهٖ صَارَ مَالِكَهَا وَالْحَفْرُ بِلَا نَيْلٍ تَحْجِيْرٌ لَا اِحْيَاءٌ فَمَنْ حَجَّرَ وَاَهْمَلَ اَجْبَرَهُ الْاِمَامُ عَلَى الْاِتْمَامِ اَوِ التَّرْكِ فَاِنْ تَرَكَ كَانَ لِمَنْ اَحْيَاهَا مَعَ حَرِيْمِهَا وَلَوْ اَحْيٰى مَوَاتًا فَظَهَرَ فِيْهَا مَعْدَنٌ مِّنَ الْمَعَادِنِ الظَّاهِرَةِ اَوِ الْبَاطِنَةِ كَانَ مِلْكَهٗ وَمَنْ وَّجَدَ فِيْ مِلْكِهٖ مَعْدَنًا كَانَ مِلْكَهٗ لَا يَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ يُّنَازِعَهٗ فِيْهِ وَلَوْ حَفَرَ اٰخَرُ مِنْ نَاحِيَةٍ اُخْرٰى خَارِجًا مِّنْ حَرِيْمِ مَحْفُوْرِهٖ لَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّمْنَعَهٗ وَلَوْ كَانَ حَفْرُهٗ وَاصِلًا اِلٰى عِرْقِ مَعْدَنِهٖ وَرَاءَ حَرِيْمِهٖ۔

بنجر زمینوں کی اقسام

بنجروں کی پہلی قسم تو زمینیں ہیں دوسری قسم منفعتیں (فائدے) ہیں۔ منفعتیں یہ ہیں:۔

۱۔راستے ۲۔مسجدیں ۳۔عام املاک وقف مثلاً درسگاہیں، مسافر خانے اور درگاہیں۔

۱۔ راستوں کی منفعت کا مسئلہ

راستوں کی منفعت راستوں پر چلنا ہے۔ کاروبار کرنے کے لئے یا تھکن کو دور کرنے کے لئے یا ساتھیوں کا انتظار کرنے کے لئے راستوں میں بیٹھنا اس شرط پر جائز ہوجاتا ہے کہ بیٹھنے والے کا گزرگاہ کو تنگ کرنے کی وجہ سے کسی گزرنے والے کو ضرر نہ پہنچے۔ راہوں میں کاروبار کرنے والے کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے سر کے اوپر کسی بوری یا کپڑے کو سایہ کرنے کے لئے پھیلائے رکھے۔ بشرطیکہ اس کی وجہ سے راستہ تنگ نہ ہوتا ہو۔ کسی کے لئے راہوں میں کوئی دوکان بنانے کا حق نہیں ہے۔ اگر دو افراد کسی جگہ سبقت کر گئے ہوں تو صرف امام کی اجازت سے یا قرعہ اندازی کے ذریعے سے ترجیحی سلوک کیا جائے گا۔

۲۔ مسجدوں کی منفعت کا مسئلہ

جو شخص مسجد میں کسی جگہ بیٹھ جائے وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔ اگر وہ اس جگہ سے اٹھ جائے جبکہ اس کا سامان وہاں باقی ہو تو پھر بھی یہی حکم ہے۔ اگر اس کی طرف سے کوئی چیز اس کی نشست گاہ میں باقی نہ رہ گئی ہو تو جو کوئی بھی وہاں بیٹھے گا وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔ اسی طرح سے جو شخص علوم سیکھنے یا قرآن کی تلاوت کرنے میں لگا رہتا ہو وہ خود اپنے لئے کسی ایک جگہ کو مقرر کرتا ہو اور اسی مقررہ جگہ پر بیٹھنے کا وہ عادی ہو۔ جب وہ وہاں سے اٹھ جائے اور اس کی طرف سے

کوئی چیز اس جگہ باقی نہ رہ گئی ہوتو وہ جگہ وہاں بیٹھنے والے کی ہوگی۔خواہ وہ کوئی عالم آدمی ہو یاان پڑھ۔

۳۔ درسگاہوں اور مسافر خانوں کا مسئلہ

جو شخص درسگاہوں اور مسافر خانوں کے کسی ایک کمرے میں سکونت پذیر ہوجائے جبکہ وہ اس کا اہل ہوتو اس کا وہاں سے بے دخل کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ اس کا رہائشی زمانہ طویل ہی کیوں نہ ہوجائے۔اگر وقف کنندہ شخص ایک مقررہ مدت کی رہائش شرط لگا چکا ہوتو پھر مقررہ مدت کے گزرجانے پر اس کا بے دخل کرنا لازم ہوجاتا ہے۔اگر درسگاہوں وغیرہ کا بانی اپنی عمارت میں سکونت پذیر ہونے والے پر پڑھنے یا پڑھانے یا تلاوت قرآن کرنے یا روزہ رکھنے یا ریاضت و مجاہدہ کرنے میں لگے رہنے کی شرط لگا چکا ہو اور سکونت پذیر فرد ان کاموں میں نہ لگ جائے تو اس کا بے دخل کیا جانا واجب ہے بشرطیکہ کاموں میں مشغول رہنے والے کیلئے جائز ہے کہ وہ دوسروں کو سکونت اختیار کرنے کیلئے اپنا شریک بننے سے منع کرے۔اگر وہ اپنی جگہ سے کوچ کرجائے تو اُس کا اختصاص باطل ہوجاتا ہے،لیکن اگر وہ کسی ضرورت کی بناء پر اُس جگہ سے جدا ہوجائے جبکہ اس کی طرف سے وہاں کوئی بچھونا یا کوئی کپڑا یا کوئی اور چیز باقی رہ گئی ہو اور اس کا وہاں سے جدا ہونا واپس آنے کے ارادے اور نیت سے ہو تو اس کا اختصاص باطل نہیں ہوگا۔

کانوں کا مسئلہ

بنجروں کی تیسری قسم کانوں کی ہے۔کانیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ الف۔ظاہری کانیں ب۔پوشیدہ کانیں

۱۔ ظاہری کانوں کا مسئلہ

ظاہری کانیں وہ ہوتی ہیں جن کا حصول زیادہ ذرائع و اسباب کا محتاج نہیں ہوتا مثلاً نمک،تارکول،گندھک روغن سیاہ(قیر) مومیا،سرمہ،گھراٹ کے پتھر اور سلیکا ریت،ان چیزوں پہ آبادکاری کی وجہ سے ملکیت نہیں آیا کرتی۔نشان لگانے والا ان کے ساتھ مختص نہیں ہوسکتا اور نہ ان چیزوں کا محفوظ قرار دینا جائز ہے۔پس جو شخص ان چیزوں کی کسی ایک جگہ سبقت کرگیا ہوتو وہاں سے اس کو اپنی حاجت پوری کرنے سے پہلے بے دخل کرنا جائز نہیں ہے۔اگر دو آدمی ایک جگہ سبقت کرگئے ہوں اور اس جگہ میں دونوں کے کاموں کے ایک ساتھ بجالانے کی گنجائش نہ ہوتو قرعہ اندازی کے ذریعے سے ایک کو ترجیح دینا یا مقدم کرنے کے سلسلے میں زیادہ حاجتمند شخص کو ترجیح دینا ضروری ہیں۔اگر کسی کان کے نزدیک کوئی بنجر زمین ہو،کوئی آدمی اُس زمین میں کنواں کھودے یا اُس زمین میں پانی کی نالی بنائے اس پر پانی جم جائے اور نمک بن

جائے تو نمک کھدائی کرنے والے کی ملکیت بن جائے گا اور کسی دوسرے کو اس میں شرکت کا حق نہیں ہوگا۔ اگر امام اس کی کھدائی کا حکم دے اور اُسے محفوظ جگہ قرار دے دے تو اُس کا اُسے محفوظ جگہ قرار دے دینا درست ہوگا۔

۲۔ پوشیدہ کانوں کا مسئلہ

پوشیدہ کانیں وہ ہوتی ہیں جن کا حصول ظاہری کانوں کی نسبت زیادہ اسباب و ذرائع کا محتاج ہوتا ہو مثلاً سونا، چاندی، لوہا، تانبہ اور سیسہ۔ اگر کوئی مسلمان آدمی پوشیدہ کانوں کی کھدائی کرے اور اس کو برآمد کرے تو گویا اُس نے ان کی آبادکاری کی ہے۔ چنانچہ اگر یہ چیزیں بنجروں میں ہوں یا اُس کی اپنی ملکیت میں ہوں وہ ان کا مالک بن جائے گا۔

کانوں تک کسی قسم کی رسائی کے بغیر کھدائی کرنا نشان لگانا ہے نہ کہ اُن کی آبادکاری۔ پس جو شخص نشان لگا دے اور اُسے بیکار چھوڑے رکھے تو امام اس کو کام مکمل کرنے یا اُسے چھوڑ دینے پر مجبور کرے گا۔ اگر وہ اُسے چھوڑ دے تو وہ اپنی حد حریم سمیت اُس کے آباد کرنے والے کی ہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی بنجر کو آباد کرے، اُس پر وہاں ظاہری کانوں یا پوشیدہ کانوں میں سے کوئی کان نکل آئے تو وہ کان اُسی کی ملکیت ہوگی۔ جو شخص اپنی ملکیت میں کسی کان کو دریافت کرے تو اسی کی ملکیت ہوگی، کسی بھی فرد کے لئے اُس کے بارے میں اُس سے جھگڑا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اگر کوئی دوسرا آدمی اُس کی کھدائی کی ہوئی جگہ کی حدود حریم سے باہر دوسری طرف سے کھدائی کرے تو اُس کے لئے دوسرے آدمی کو اس کام سے باز رکھنے کا حق نہیں ہے۔ اگرچہ دوسرے آدمی کی کھدائی اس کی حدود حریم کے پیچھے اس کی کان کے رگ و ریشے تک کیوں نہ پہنچ جائے۔

وَالرَّابِعُ الْمِيَاهُ وَهِيَ سَبْعَةُ اَقْسَامٍ ا لْاَوَّلُ مَا يُحْرَزُ فِيْ اٰنِيَةٍ اَوْ حَوْضٍ اَوْ مَصْنَعٍ وَهُوَ يُمْلَكُ بِالْاِحْرَازِ اِنْ اَخَذَهُ مِنَ الْمُبَاحِ وَيَصِحُّ بَيْعُهُ وَشِرَاءُهُ وَالثَّانِي الْبِئْرُ الْمَحْفُوْرَةُ فِي الْمَوَاتِ اَوْ فِيْ اَمْلَاكِهِ الْبَالِغَةِ اِلَى الْمَاءِ وَمَتٰى لَمْ تَبْلُغْ اِلَى الْمَاءِ لَمْ تُمْلَكْ بَلِ اخْتُصَّتْ كَمَا بِالتَّحْجِيْرِ فَلَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَّتَصَرَّفَ فِيْهَا اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَيَجُوْزُ بَيْعُهَا وَبَيْعُ مَاءِهَا وَالْبِئْرُ الْمُبَاحَةُ اِذَا طُمِسَتْ وَ اسْتَتَرَ مَاؤُهَا فَاسْتَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ صَارَتْ مِلْكَهُ وَلَوْ حَفَرَهَا لِاِنْتِفَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَقَامَ عَلَيْهَا مُدَّةً كَانَ كَالْوَاقِفِ فَلَهُ التَّوْلِيَةُ فَوَجَبَ بَذْلُ مَا يَفْضُلُ عَنْ مِقْدَارِ حَاجَتِهٖ فَاِذَا فَارَقَ مِنْهَا لَمْ يُخْتَصَّ بِهَا اَحَدٌ وَمَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِيْ مِلْكِهٖ فَلَيْسَ لَهُ مَنْعُ جَارِهٖ اِنْ حَفَرَ بِئْرًا فِيْ مِلْكِهٖ اَعْمَقَ مِنْ

بِئْرِهٖ وَاِنْ يَّسُرِ الْمَاءُ اِلَيْهَا وَتَفَاوُتُ الشُّرَكَاءِ فِي الْقَنَوَاتِ الْمُجَدَّدَةِ لِتَفَاوُتِ الْعَمَلِ فِيْهَا اَوِ الْخَرْجِ عَلَيْهَا وَفِي الْقَنَوَاتِ الْقَدِيْمَةِ بِاَسْبَابٍ اُخْرٰى كَالشِّرَاءِ وَالْاِرْثِ وَالْهِبَةِ وَالْاِقْطَاعِ وَغَيْرِهَا۔

وَالثَّالِثُ مِيَاهُ الْعُيُوْنِ وَالْغُيُوْثِ وَالْاٰبَارِ فِي الْاَرْضِ الْمُبَاحَةِ لَا يَخْتَصُّ بِهَا اَحَدٌ وَمَنِ انْتَزَعَ مِنْهَا شَيْئًا بِجَفْنَةٍ اَوِ اعْتِرَافٍ كَانَ مِلْكَهٗ وَلَوِ ازْدَحَمُوْا بِسَبَبِ الْوُسْعَةِ لَمْ يَحْتَجْ اِلَى النَّوْبَةِ فَالْمُغْتَرِفُوْنَ مِنْهَا عَلَى السَّوَاءِ فِي الْاِخْتِصَاصِ بِهَا وَلَوْ ضَاقَ الْمُغْتَرِفُوْنَ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّتَبَادَرُوْا بِالْقُرْعَةِ۔

وَالرَّابِعُ مِيَاهُ الْاَوْدِيَةِ الْكَبِيْرَةِ كَالْفُرَاتِ وَالدِّجْلَةِ وَجِيْحُوْنَ وَسِيْحُوْنَ وَنَهْرِ الرَّاْسِ فَالنَّاسُ فِيْهَا عَلَى السَّوَاءِ وَالْخَامِسُ مِيَاهُ الْاَنْهَارِ الصِّغَارِ الْغَيْرِ الْمَمْلُوْكَةِ اَوْ مَسِيْلٍ فِيْ بَعْضِ الْاَوْقَاتِ يَزْدَحِمُ النَّاسُ فِيْهَا وَيَتَشَاحُّوْنَ فِيْ مَائِهَا وَلَا يَفِيْ لِسَقْيِ الْاَرَاضِيْ الْمُسَاوِيَةِ مِنْهُ دَفْعَةً فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّبْتَدَاَ بِالْاَعْلٰى وَهُوَ الَّذِيْ يَلِيْ فُوْهَتَهٗ وَيُحْبَسَ عَلٰى مَنْ دُوْنَهٗ حَتّٰى يَنْتَهِيَ سَقْيُهٗ لِلزَّرْعِ اِلَى الشِّرَاكِ وَلِلشَّجَرِ اِلَى الْقَدَمِ وَلِلنَّخْلِ اِلَى السَّاقِ ثُمَّ يُرْسَلُ اِلٰى مَنْ دُوْنَهٗ وَلَا يَجِبُ الْاِرْسَالُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْقَدْرِ وَاِنْ تَلِفَ مَا دُوْنَهٗ فَاِنْ لَّمْ يَفْضُلْ مِنَ الْاَوَّلِ فَلَا شَيْءَ لِلثَّانِيْ وَاِنْ كَفٰى لِلثَّانِيْ وَلَمْ يَفْضُلْ مِنْهُ فَلَا شَيْءَ لِلْبَاقِيْنَ وَلَوْ كَانَتِ الْاَرْضُ مُخْتَلِفَةَ الْاَجْزَاءِ فِي الرِّفْعَةِ وَالْهُبُوْطِ سُقِيَتْ كِلْتَاهُمَا عَلٰى حِدَةٍ۔

وَلَوْ تَسَاوَى اثْنَانِ اَوْ اَكْثَرُ فِي الْقُرْبِ اِلٰى فُوْهَتِهٖ قُسِمَ بَيْنَهُمَا فَاِنْ تَعَذَّرَتِ الْقِسْمَةُ فَبِالْقُرْعَةِ يُقَدَّمُ مَنْ خَرَجَتْ لَهُ الْقُرْعَةُ لِيَسْقِيَ بِقَدْرِ قِسْمَتِهٖ وَلَا يَجُوْزُ لَهٗ تَصَرُّفُ جَمِيْعِ الْمَاءِ لِمُسَاوَاةِ الْاٰخَرِ مَعَهٗ فِي الْاِسْتِحْقَاقِ وَالْقُرْعَةُ لَا تُفِيْدُ اِلَّا تَقْدِيْمَ اَحَدِهِمَا عَلَى الْاٰخَرِ لِمُسَاوَاةِ

قُرْبِهِمَا إِلَى رَأْسِ الْمَاءِ وَ الْأَعْلَى مَعَ الْأَسْفَلِ لَيْسَ كَذٰلِكَ لِأَنَّ لِلْأَعْلَى الْخِيَارُ فِي سَقْيِ جَمِيْعِ زَرْعِهٖ وَإِنْ لَّمْ يَفْضُلْ مِنْهُ مَاءٌ وَلِلْمُتَسَاوِيَيْنِ فِي الْقُرْبِ يَنْبَغِيْ أَنْ يَّأْخُذَ النِّصْفَ وَيَتْرُكَ النِّصْفَ إِنْ بَلَغَ إِلَى تَمَامِ زَرْعِهٖ وَإِنْ لَّمْ يَبْلُغْ وَلَوْ كَانَتْ أَرْضُ أَحَدِهِمَا مِنَ الْمُتَسَاوِيَيْنِ فِي الْقُرْبِ أَكْثَرَ فَلَهٗ أَنْ يَّتَصَرَّفَ زَائِدًا بِقَدْرِهٖ عَلَى النِّصْفِ لِأَنَّ الزَّائِدَ يَشْتَرِكُ فِي الْقُرْبِ فَيَسْتَحِقُّ وَلَوْ أَحْيٰى مُسْلِمٌ أَرْضًا عَلٰى هٰذَا النَّهْرِ بَعْدَهُمْ لَمْ يُشَارِكِ الَّذِيْنَ سَبَقُوْا فَإِنْ فَضَلَ عَنْ كِفَايَتِهِمْ شَيْءٌ جَازَلَهُ السَّقْيُ بِهٖ وَمَنْ أَحْيٰى أَرْضًا بَعْدَ هُمْ فِيْ رَأْسِ النَّهْرِ لَا يَجُوْزُ لَهٗ أَنْ يَّتَصَرَّفَ الْمَاءَ قَبْلَهُمْ لِأَنَّ السَّبْقَةَ لَا تَثْبُتُ بِذٰلِكَ بَلْ بِسَبْقَةِ الْإِحْيَاءِ -

پانی کا مسئلہ

بنجروں کی چوتھی قسم جملہ پانی ہیں۔ پانی سات اقسام کے ہیں:

ا۔ پہلی قسم۔ وہ پانی ہے جو کسی برتن یا تالاب یا کسی مصنوعی جگہ میں محفوظ کر دیا گیا ہو محفوظ کرنے کی وجہ سے اس پانی پر ملکیت آجاتی بشرطیکہ اس کو مباح پانی سے لیا گیا ہو۔ اس پانی کی خرید وفروخت کا معاملہ درست ہے۔

۲۔ دوسری قسم پانی تک پہنچنے والا وہ کنواں ہے جو بنجروں میں یا کسی کی اپنی ملکیت میں کھودا گیا ہو۔ جب تک کنواں پانی تک نہ پہنچ جاتا ہو تب تک اُس پر ملکیت نہیں آتی بلکہ وہ نشان لگانے کی صورت میں مختص ہونے کی طرح کسی کے ساتھ مختص ہوسکتا ہے لہٰذا کسی کو بھی اس کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف کرنا حلال نہیں ہے۔

مباح کنواں اگر خراب ہوجائے اور اس کا پانی غائب ہو پھر کوئی مسلمان آدمی اُس کے پانی کو نکالے تو کنواں اس کی ملکیت بن جاتا ہے۔ اگر مُسلمانوں کے فائدے کے لئے اس کی کھدائی کرے اور خود ایک عرصے کے لئے وہاں اقامت پذیر رہے تو وہ وقف کرنے والے کی طرح ہے۔ لہٰذا اُس کو کنواں پر تصرف کا حق ہوگا۔ چنانچہ اپنی حاجت کی مقدار سے زائد پانی کا خرچ کرنا واجب ہے۔ جب وہ شخص اُس کنواں سے جدا ہوجائے گا تو پھر کوئی بھی اُس کے ساتھ مختص نہیں ہوگا۔ جو شخص اپنی ملکیت میں کوئی کنواں کھودے تو اُس کے لئے اپنے پڑوسی کو باز رکھنے کا حق نہیں ہے جبکہ اُس کا پڑوسی اپنی ہی ملکیت میں اُس کے کنویں کی نسبت زیادہ گہرا کوئی کنواں کھودے اگرچہ پانی اُس کے کنوئیں کی طرف کیوں

نہ چلا جائے۔ نئے سرے سے بنائی جانے والی نہروں کے شرکاء حضرات کا باہمی تفاوت نہروں کے کام یا نہروں کی لاگت کے تفاوت کی وجہ سے ہے۔ قدیم نہروں کے شرکاء حضرات کا باہمی تفاوت دیگر اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے مثلاً خریداری، وراثت، ہبہ اور محفوظ قرار دینا وغیرہ۔

۳۔ تیسری قسم۔ چشموں، بارش اور مباح زمین کے کنوؤں کے پانی ہیں۔ ان پانیوں کے ساتھ کوئی ایک فرد مختص نہیں ہوتا ہے۔ جو شخص ان پانی سے کسی پیالے میں یا چلو بھر کر کچھ پانی نکالے تو وہ اُس کا مالک بن جاتا ہے اگر جگہ وسیع ہونے کی صورت میں لوگوں کا ہجوم ہو جائے تو باری مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ان پانیوں سے پانی لینے والے لوگ پانی کے ساتھ مختص ہونے میں برابر برابر ہیں۔ اگر پانی لینے والوں کو تنگی کا سامنا ہوتا ہو تو مناسب ہے کہ وہ لوگ قرعہ اندازی کے ذریعے سے پانی کی طرف بڑھیں۔

۴۔ چوتھی قسم بڑے بڑے نالوں کے پانی کی ہے۔ مثلاً فرات، دجلہ، جیجون، سیحون اور نہر راس۔ ان نالوں کے پانی کے حقدار ہونے میں لوگ برابر ہیں۔

۵۔ پانچویں قسم چھوٹی چھوٹی غیر مملوکہ نہروں یا پانی بہنے کی کسی جگہ کے پانی ہیں۔ بعض اوقات ان پانی پہ لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے اور وہ پانی کے بارے میں آپس میں لڑ کر جھگڑ پڑتے ہیں ایک ہی دفعہ میں برابر برابر زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے وہ پانی کافی نہیں ہوتا پس مناسب ہے کہ سب سے بالائی زمین والے سے آغاز کیا جائے۔ بالائی زمین وہ کہلاتی ہے جو پانی کے دہانے کے قریب ہوتی ہے پس اس سے نیچے کی زمین والے کے حق میں پانی کو روکا جائے گا۔ یہاں تک کہ بالائی زمین والے کی سیرابی انجام کو پہنچے۔ کھیتی کے لئے پانی کی سیرابی تسمہ پاپوش تک، درخت کے لئے پانی کی سیرابی قدم تک، کھجور کے درخت کے لئے پانی کی سیرابی پنڈلی تک ہیں۔ اس کے بعد بالائی زمین سے نیچے کی زمین کی طرف پانی کو چھوڑا جائے گا۔ مذکورہ مقدار کی تکمیل سے پہلے پانی کا چھوڑ دینا واجب نہیں ہے اگر چہ بالائی زمین سے نیچے والی زمین ضائع ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اگر پہلے کی سیرابی سے پانی نہ بچے تو دوسرے کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر دوسرے کے لئے پانی کافی ہوتا ہو اور اُس سے پانی نہ بچتا ہو تو باقی لوگوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر زمین اونچ اور نیچ کے لحاظ سے مختلف حصوں والی ہو تو دونوں حصوں کو الگ الگ سیراب کیا جائے گا۔

پانی کے دہانے سے برابر کی نزدیکی کا مسئلہ

اگر دو یا دو سے زیادہ افراد پانی کے دہانے کے نزدیک ہونے میں برابر ہوں تو پانی کو دونوں میں تقسیم کیا جائے

گا۔ اگر پانی کی تقسیم دشوار ہو تو قرعہ اندازی کے ذریعہ اُس شخص کو مقدم کیا جائے گا جس کا قرعہ نکل آئے، تا کہ وہ اپنے حصے کی مقدار کے مطابق سیراب کر سکے۔ اس کے لئے تمام پانی میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ دوسرا بھی پانی کے حقدار ہونے میں اس کے برابر ہے۔ قرعہ اندازی صرف ایک کو دوسرے پر مقدم کرنے کا فائدہ دے سکتی ہے کیونکہ دونوں پانی کے دہانے سے برابر کے نزدیک ہیں۔ بالائی زمین والے کا حکم نچلی زمین والے کے ساتھ ایسا نہیں ہے کیونکہ بالائی زمین والے کو اپنی تمام کھیتی کی سیرابی کا اختیار حاصل ہے اگر چہ اس سے کوئی پانی نہ بھی بچے۔

پانی کے دہانے سے برابر کے نزدیک والے دونوں کے لئے مناسب ہے کہ ہر ایک نصف پانی کو لے لے اور نصف پانی کو چھوڑ دے خواہ پانی اُس کی تمام کھیتی کو پہنچے یا نہ پہنچے۔ پانی کے دہانے سے برابر کے نزدیک ہونے والے دونوں میں سے ایک کی زمین دہانے سے زیادہ قریب ہو تو اُس کو زائد اندازے کے مطابق نصف سے زائد پانی میں تصرف کرنے کا حق ہوگا کیونکہ زائد بھی تو نزدیک ہونے میں شریک ہے لہٰذا وہ پانی کا مستحق ہو جاتا ہے۔

سبقتِ آبادکاری کی تاثیر

اگر آبادکاروں کے بعد کوئی مسلمان نہر پہ کسی زمین کو آباد کرے تو وہ آبادکاری میں سبقت کر جانے والوں کے ساتھ شریک نہیں ہوگا۔ اگر ان آبادکاروں کی کفایت سے کچھ پانی بچ جائے تو بعد کے آبادکار کے لئے اس پانی کی سیرابی جائز ہوگی جو شخص آبادکاروں کے بعد نہر کے دہانے پر کسی زمین کو آباد کرے تو اس کے لئے اُن سے پہلے پانی میں تصرف کرنا جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ سبقت اس طرح سے ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ آبادکاری کو اس پر سبقت حاصل ہوتی ہے۔

وَالسَّادِسُ الْمَاءُ الْجَارِيْ مِنْ نَهْرٍ مَّمْلُوْكٍ يُّنْزَعُ مِنْ نَّهْرٍ كَبِيْرٍ فَإِذَا وَصَلَ الْمَاءُ إِلَى أَرْضِهٖ فَقَدْ مَلَكَهٗ بِالْإِحْيَاءِ فَإِنْ كَانَ مُشْتَرَكًا بَيْنَ جَمَاعَةٍ فَشِرْكَتُهُمْ فِيْهِ بِقَدْرِ عَمَلِهِمْ فِيْهِ وَالنَّفَقَةِ عَلَيْهِ فَإِنْ تَرَاضَوْا بِأَنْ يَّكُوْنَ مُشَاعًا فِيْهَا وَالْأَقْسِمَ عَلٰى قَدْرِ الْأَنْصَابِ فَيَنْبَغِيْ أَنْ تُجْعَلَ خَشَبَةٌ صَلَبَةٌ ذَاتُ ثُقَبٍ مُّتَسَاوِيَةٍ فِيْ مَصْدَرِ الْمَاءِ ثُمَّ تُخْرَجَ مِنْ كُلِّ ثُقْبَةٍ سَاقِيَةٌ مُّنْفَرِدَةٌ لِّكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الشُّرَكَاءِ مَثَلًا إِنْ كَانَ لِأَحَدِهِمْ نِصْفُهٗ وَلِلْاٰخَرِ ثُلُثُهٗ وَلِلْاٰخَرِ سُدُسُهٗ جُعِلَ لِصَاحِبِ النِّصْفِ ثَلَاثُ ثُقَبٍ تُصَبُّ فِيْ سَاقِيَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّلِصَاحِبِ الثُّلُثِ ثُقْبَتَانِ تُصَبَّانِ فِيْ

سَاقِيَةٍ أُخْرٰى وَلِصَاحِبِ السُّدُسِ ثُقْبَةٌ وَّاحِدَةٌ تُصَبُّ فِيْ سَاقِيَةٍ أُخْرٰى وَتَصِحُّ الْمُهَايَاةُ إِنْ تَرَاضَوْبِهَا وَإِذَا أُحْرِزَ نَصِيْبُ وَاحِدٍ بِسَاقِيَةٍ فَلَهُ الْخِيَارُ فِيْ سَقْيِ مَاشَاءَ سَوَاءٌ كَانَ لَهُ شِرْبٌ مِّنْ هٰذَا النَّهْرِ أَوْلَا وَكَذَا لَوْ أَرَادَ إِجْرَاءَ مَاءٍ اٰخَرَ فِيْ هٰذِهِ السَّاقِيَةِ أَوْ أَرَادَ عِمَارَةً عَلٰى سَاقِيَةٍ كَالرَّحٰى وَالدُّوْلَابِ وَغَيْرِهِمَا وَلَيْسَ لَهُ ذٰلِكَ فِي النَّهْرِ الْمُشْتَرَكِ وَلَوْ أَفَاضَ مَاءَ هٰذِهِ السَّاقِيَةِ إِلٰى مِلْكِ غَيْرِهٖ فَهُوَ مُبَاحٌ كَالطَّائِرِ إِنْ تَعَشَّشَ فِيْ مِلْكِ إِنْسَانٍ۔

وَالسَّابِعُ مَاءُ الْقَنَاتِ وَهِيَ نَهْرٌ يُّسْتَنْبَطُ مِنْ تَحْتِ الْأَرْضِ وَيُخْرَجُ بِالْبُوْرَةِ مِنَ الْبِئْرِ إِلٰى بِئْرٍ لِيَظْهَرَ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ وَهُوَ يُمْلَكُ بِالْإِسْتِنْبَاطِ لِمَنِ اسْتَنْبَطَهٗ وَأَجْرَاهُ وَأَوْصَلَهٗ إِلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ وَيَجُوْزُ لِجَمِيْعِ النَّاسِ الشُّرْبُ مِنَ الْمِيَاهِ الْمَمْلُوْكَةِ كُلِّهَا وَالْوُضُوْءُ وَالْغُسْلُ وَالْإِغْتِرَافُ بِالْأَوَانِيْ وَلِسَائِرِ الْأَنْعَامِ وَالْبَهَائِمِ وَالْحَيْوَانِ الشُّرْبُ مِنْهَا وَلَيْسَ لِصَاحِبِهَا أَنْ يَّمْنَعَ مِنَ الشُّرْبِ وَالْإِسْتِعْمَالِ وَالْإِغْتِرَافِ أَحَدًا مِّنَ الْإِنْسَانِ وَالْحَيْوَانِ وَلَوِ احْتَاجَ النَّهْرُ إِلٰى إِصْلَاحٍ أَوْ حَفْرٍ أَوْ سَدٍّ يَّثِقُ بِهٖ فَهُوَ عَلٰى صَاحِبِ النَّهْرِ إِنْ كَانَ وَاحِدًا وَإِنْ كَانَ جَمَاعَةً فَبِقَدْرِ شِرْكَتِهِمْ فِيْهِ مُؤْنَةُ الْإِصْلَاحِ عَلَيْهِمْ وَكَانَ مَرْجِعُ إِحْيَاءِ الْأَرَاضِيْ وَغَيْرِهَا إِلَى الْعُرْفِ فَمَنْ أَرَادَ السُّكْنٰى يَحْصُلُ إِحْيَاءُهٗ بِالتَّحْوِيْطِ بِحَجَرٍ أَوْ لَبِنٍ أَوْ خَشَبٍ أَوْ قَصَبٍ أَوْ سَقْفٍ وَالْحَظِيْرَةُ يَكْفِيْهَا الْحَائِطُ وَالْمَزْرَعَةُ بِالتَّحْجِيْرِ وَبِسَاقِيَةٍ وَسَوْقِ الْمَاءِ وَلَا يُشْتَرَطُ الْحَرْثُ وَلَوْ كَانَتْ مُشْجَرَةً وَّمُتَسَاجِمَةً فَبِقَطْعِ أَشْجَارِهَا وَمَسِيْلَةً بِتَخْلِيْصِهَا مِنَ الْمِيَاهِ الْغَالِبَةِ عَلَيْهَا يَثْبُتُ إِحْيَاؤُهَا وَلَا يَلْزَمُ الْإِحْيَاءُ بِنَصْبِ خَيْمَةٍ أَوْ فُسْطَاطٍ فِيْ مَوَاتٍ وَلَا يَفْتَقِرُ مَنْ أَرَادَ الْإِحْيَاءَ إِلٰى إِذْنِ الْإِمَامِ وَإِحْيَاءُ الْمَعَادِنِ بِالْبُلُوْغِ إِلٰى جَوْهَرِهَا۔

۲۔ چھٹی قسم کسی بڑی نہر سے نکالی گئی ذاتی نہر سے جاری ہونے والا پانی ہے۔ جب یہ پانی کسی کی زمین تک پہنچ جائے تو وہ

آبادکاری کی وجہ سے اس کا مالک بن جاتا ہے۔ اگر یہ نہر کسی گروہ کے آپس کی مشترکہ نہر ہو تو نہر میں ان کے عمل اور لاگت کے مقداروں کے مطابق اُن کی شرکت ہوگی۔ اگر وہ لوگ اس بات پر رضامند ہوں کہ نہر مشترکہ رہے تو ٹھیک ہے ورنہ نہر کو حصوں کے اندازوں کے مطابق بانٹ دیا جائے گا۔

پانی کی تقسیم کا طریقہ کار

مناسب ہے کہ برابر برابر کے سوراخوں والی ایک سخت لکڑی کو پانی کے دہانے پر رکھا جائے پھر شرکاء حضرات میں سے ہر ہر شریک کے واسطے ہر ہر سوراخ سے ایک ایک نالی الگ الگ نکالی جائے۔ مثال کے طور پر کسی ایک کو نصف حصہ ملتا ہو، دوسرے کو تہائی حصہ اور تیسرے کو چھٹا تو (اس صورت میں) نصف حصہ والے کو تین سوراخ ملیں گے جن کے پانی کو ایک نالی میں بہایا جائے گا۔ تہائی والے کو دو سوراخ ملیں گے جن کے پانی کو دوسری نالی میں بہادیا جائے گا اور چھٹا والے کو ایک سوراخ مل جائے گا جس کے پانی کو تیسری نالی میں بہادیا جائے گا۔ شرکاء حضرات کا ایک دوسرے کو اپنا اپنا حصہ بخش دینا درست ہے بشرطیکہ وہ اس پر رضامند ہوں جب ایک کا حصہ ایک نالی کے ذریعے محفوظ کیا جائے تو اُس کو جسے چاہے سیراب کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ خواہ اُسے اس نہر میں پانی کا حصہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتیں برابر ہیں۔ اسی طرح سے اگر وہ اسی نالی میں کسی اور پانی کو جاری کرنا چاہے یا نالی پہ کوئی عمارت بنانا چاہے مثلاً گھراٹ اور چرخہ وغیرہ تو اُسے اختیار ہوگا۔ مشترکہ نہر ہونے کی صورت میں اُس کے لئے ایسا کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اگر وہ اس نالی کے پانی کو کسی دوسری ملکیت کی طرف بہادے تو وہ پانی مباح (ہر ایک کیلئے استعمال جائز) ہے۔ اس کی مثال پرندے کی سی ہے کہ اگر وہ کسی آدمی کی ملکیت میں گھونسلہ بنائے۔

۷۔ ساتویں قسم کاریز کا پانی ہے۔

کاریز اس نہر کا نام ہے جو زیر زمین بنائی جائے اور سرنگ کی شکل میں ایک کنویں سے دوسرے کنویں تک نکالی جائے تاکہ وہ سطح زمین پر نمودار ہو سکے۔ کاریز پر اُس شخص کے لئے ملکیت آجاتی ہے جو اُسے بنائے اور سطح زمین پر اُسے جاری کرائے۔ تمام لوگوں کے لئے جملہ ذاتی پانی کا پینا، وضو کرنا، غسل کرنا، برتنوں میں پانی لینا نیز تمام چوپایوں، جانوروں اور حیوان کے لئے پی لینا جائز ہے۔ پانی کے مالک کو یہ حق نہیں کہ وہ انسانوں اور حیوانوں میں سے کسی بھی فرد کو پینے، استعمال کرنے اور چلو بھرنے سے منع کرے۔

نہر کی مرمّت کا مسئلہ

اگر نہر کی مرمّت کرنے یا کھدائی کرنے یا مستحکم ہونے کے لئے کسی بند کی تعمیر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو یہ کام اُس کے مالک پر آئے گا بشرطیکہ نہر کا مالک ایک آدمی ہو۔ اگر مالک کوئی گروہ ہو تو نہر میں اُس کی بقدر شرکت اُن پہ مرمّت کے اخراجات عائد ہوں گے۔

آبادکاری کی نوعیت

زمینوں وغیرہ کی آبادکاری کا دارومدار رسم ورواج پر ہے پس اگر کوئی سکونت اختیار کرنا چاہتا ہو تو کسی پتھر، اینٹ، لکڑی، کانے یا چھت کے ذریعے گھیرا ڈالنے کی وجہ سے اُس کی آبادکاری کا حصول ہو جاتا ہے۔ باڑے کے لئے دیوار کافی ہو جاتی ہے۔ اگر زراعت گاہ بنانا چاہتا ہو تو نشان لگانے، نالی بنانے اور پانی لے جانے کی وجہ سے آبادکاری حاصل ہو جاتی ہے اور کاشت کرنا شرط نہیں ہے۔ اگر زمین درختوں اور جڑی بوٹیوں سے ڈھکی ہو تو درختوں کے کاٹنے سے آبادکاری ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر زمین پانی بہنے کی کوئی جگہ ہو تو اُس پر چڑھ آنے والے پانی سے اُس کو خلاص کرنے سے آبادکاری ثابت ہو جاتی ہے۔ بنجروں میں کسی خیمے کے نصب کرنے یا خیمہ نما کسی بڑی رہائش کے نصب کرنے سے آبادکاری لازم نہیں آتی ہے۔ آبادکاری چاہنے والا امام کی اجازت کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ کانوں کی آبادکاری اُن کی اصل تک رسائی حاصل کرنے سے ثابت ہو جاتی ہے۔

❁❁❁

بَابُ الْوِكَالَةِ

مَنْقُوْلٌ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهُ وَكَّلَ عُرْوَةَ الْبَارِقِيَّ فِيْ شِرَاءِ شَاةٍ وَعَمْرَو بْنَ اُمَيَّةَ فِيْ قَبُوْلِ نِكَاحِ اُمِّ حَبِيْبَةَ۔ وَلِلْوِكَالَةِ اَرْبَعَةُ اَرْكَانٍ اَلرُّكْنُ الْاَوَّلُ الْعَقْدُ وَهُوَ لَفْظٌ يَدُلُّ عَلَى الْاِسْتِنَابَةِ فِي التَّصَرُّفِ كَمَا يَقُوْلُ وَكَّلْتُكَ اَوِ اسْتَنَبْتُكَ اَوْ فَوَّضْتُ اِلَيْكَ اَوْ بِعْ اَوِ اشْتَرِ اَوْ اَعْتِقْ اَوْ اَنْكِحْ اَوْ طَلِّقْ اَوْ غَيْرَهُ مِنَ الْاَلْفَاظِ الدَّالَّةِ عَلَى الْوِكَالَةِ فِيْ اَمْرٍ خَاصٍّ اَوْ فِي الْاُمُوْرِ الَّتِيْ يَجُوْزُ فِيْهَا التَّوْكِيْلُ وَالْوِكَالَةُ وَلَوْ قَالَ: وَكِّلْنِيْ، فَقَالَ الْمُوَكِّلُ: نَعَمْ اَوْ اَشَارَ بِمَا يَدُلُّ عَلٰى تَصْدِيْقِهٖ كَفٰى فِيْ اِيْجَابِهٖ وَاَمَّا الْقَبُوْلُ فَيَصِحُّ قَوْلًا كَمَا يَقُوْلُ الْوَكِيْلُ قَبِلْتُ اَوْ رَضِيْتُ اَوْ مِثْلَ ذٰلِكَ مَا يَدُلُّ عَلَى الْقَبُوْلِ اَوْ فِعْلًا كَمَا لَوْ قَالَ الْمُوَكِّلُ وَكَّلْتُكَ فِي الْبَيْعِ فَبَاعَ لَزِمَ الْقَبُوْلُ وَ فِي الْوِكَالَةِ لَا يُشْتَرَطُ اَنْ يَّكُوْنَ الْاِيْجَابُ وَالْقَبُوْلُ مُقَارَنَيْنِ بَلْ يَصِحُّ تَاخِيْرُ الْقَبُوْلِ عَنِ الْاِيْجَابِ اِنْ لَّمْ يَقَعْ شَيْءٌ دَلَّ عَلٰى رَدِّ الْاِيْجَابِ وَيَجُوْزُ اَنْ تَكُوْنَ الْوِكَالَةُ مُنَجَّزَةً فَلَوْ قَالَ اُرِيْدُ اَنْ اُوَكِّلَكَ بَعْدَ شَهْرَيْنِ اَوْ بَعْدَ مُدَّةٍ كَذَا لَمْ يَكُنْ عَقْدًا لِلْوِكَالَةِ وَ لٰكِنْ اِنْ قَالَ وَكَّلْتُكَ الْاٰنَ وَشَرَطَ اَنْ لَّا يَتَصَرَّفَ فِيْمَا وَكَّلَهٗ اِلَّا بَعْدَ شَهْرٍ اَوْ مُدَّةٍ كَذَا صَحَّ عَقْدُ الْوِكَالَةِ وَلَا يَجُوْزُ تَعْلِيْقُ الْوِكَالَةِ عَلٰى شَرْطٍ فَالتَّوْكِيْلُ الدَّوْرِيُّ وَهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ مَهْمَا عَزَلْتُكَ فَاَنْتَ وَكِيْلٌ لَيْسَ كَذٰلِكَ لِاَنَّ مُرَادَهُ التَّوْكِيْدُ وَالْمُبَالَغَةُ فِيْ اَحْكَامِ وِكَالَتِهٖ لَا اشْتِرَاطُ الْوِكَالَةِ بِالْعَزْلِ۔

وَالرُّكْنُ الثَّانِي الْمُوَكِّلُ وَيُشْتَرَطُ فِيْهِ اَنْ يَّكُوْنَ بَالِغًا عَاقِلًا حُرًّا اَوْ مَا ذُوْنًا مِّنْ حُرٍّ خَالِيًا عَنِ الصِّفَاتِ الْمَانِعَةِ عَنِ التَّوْكِيْلِ كَالصِّبَا وَالْجُنُوْنِ وَالرِّقِّ وَالْحَجْرِ اِلَّا فِيْمَا لَا يَمْنَعُ الْحَجْرُ تَصَرُّفَهٗ فِيْهِ كَالطَّلَاقِ وَالْخُلْعِ وَاسْتِيْفَاءِ الْقِصَاصِ فَلَا يَجُوْزُ تَوْكِيْلُ الْمُحْرِمِ فِيْ عَقْدِ

النِّكَاحِ مُحْرِمًا وَلَا مُحِلًّا وَلَا فِي ابْتِيَاعِ الصَّيْدِ وَ لِلرَّقِيقِ الْمَأْذُونِ لَهُ فِي التِّجَارَةِ الْخِيَارُ فِي التَّوْكِيلِ فِيمَا جَرَتِ الْعَادَةُ بِهِ وَلِلْأَبِ وَالْجَدِّ أَنْ يُوَكِّلَا عَنِ الصَّغِيرِ وَالْمَجْنُونِ وَلِلْحَاضِرِ أَنْ يُوَكِّلَ فِي الطَّلَاقِ وَلِلْإِمَامِ أَوِ الْحَاكِمِ أَنْ يُوَكِّلَ عَنِ السُّفَهَاءِ مَنْ يُبَاشِرُ مَصَالِحَهُمْ فِي النَّفَقَاتِ الْوَاجِبَةِ وَالْعُقُودِ وَالْفُسُوخِ وَيَسْتَحِبُّ لِأَرْبَابِ الْفَضَائِلِ وَالْكَمَالَاتِ الصُّورِيَّةِ كَالْعِلْمِ وَالْوَرَعِ أَوِ الْمَعْنَوِيَّةِ كَالْوِلَايَةِ وَالْمَقَامَاتِ الْمَعْنَوِيَّةِ أَنْ يُوَكِّلُوا وَاحِدًا فِي مُبَاشَرَاتِ الْخُصُومَاتِ لِأَنَّهُ تُسْتَقْبَحُ مُبَاشَرَاتُ الْخُصُومَاتِ مِنْهُمْ وَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تُوَكِّلَ فِي النِّكَاحِ وَلِلْفَاسِقِ أَنْ يُوَكِّلَ فِي إِنْكَاحِ وَلِيِّهِ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى وَلِلْوَكِيلِ أَنْ يُوَكِّلَ غَيْرَهُ فَإِنْ كَانَ بِإِذْنِ الْمُوَكِّلِ فَالْوَكِيلُ الثَّانِي كَانَ وَكِيلًا لِلْمُوَكِّلِ الْأَوَّلِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ بِإِذْنِهِ كَانَ وَكِيلًا لِلْوَكِيلِ فَأَيُّهُمَا كَانَ يَنْعَزِلُ بِعَزْلِهِ وَبِمَوْتِهِ لَا بِالْعَزْلِ الْآخِرِ وَلَا بِمَوْتِهِ۔

وَالرُّكْنُ الثَّالِثُ الْوَكِيلُ وَيُشْتَرَطُ فِيهِ الْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَلَا تُشْتَرَطُ الْحُرِّيَّةُ لِأَنَّ الرَّقِيقَ يَجُوزُ أَنْ يُوَكِّلَهُ مَوْلَاهُ فِيمَا تَجُوزُ وَكَالَتُهُ فِيهِ وَلَوْ وَكَّلَ اثْنَيْنِ فِي أَمْرٍ وَاحِدٍ وَشَرَطَ أَنْ يَكُونَا حَاضِرَيْنِ فِي التَّصَرُّفِ فِيهِ لَمْ يَجُزْ لِأَحَدِهِمَا التَّفَرُّدُ فِي التَّصَرُّفِ فِيهِ وَإِنْ كَانَ فِي الْخُصُومَةِ وَلَوْ مَاتَ أَحَدُهُمَا بَطَلَتْ وِكَالَةُ الْآخِرِ وَلَوْ وَكَّلَهُمَا فِي حِفْظِ مَالٍ وَأَجَازَ الْمَعِيَّةَ وَالْإِنْفِرَادَ جَازَ لَهُمَا أَنْ يَحْفَظَاهُ مَعًا وَمُنْفَرِدًا وَجَازَ وِكَالَةُ مُسْلِمٍ عَنِ الْمُتَعَاقِدَيْنِ وَعَنِ الْمُتَخَاصِمَيْنِ فَلَوْ وَكَّلَهُ وَاحِدٌ بِبَيْعِ عَبْدٍ وَآخَرُ بِشِرَاءِ عَبْدٍ جَازَ لَهُ أَنْ يَتَوَلَّى الطَّرَفَيْنِ وَلَوْ وَكَّلَ زَوْجَتَهُ أَوْ عَبْدَهُ ثُمَّ طَلَّقَ الزَّوْجَةَ أَوْ أَعْتَقَ الْعَبْدَ لَمْ تَبْطُلْ وِكَالَتُهُمَا وَلَوْ أَذِنَ لِعَبْدِهِ بِالتَّصَرُّفِ فِي مَالِهِ ثُمَّ أَعْتَقَهُ أَوْ بَاعَهُ بَطَلَ الْإِذْنُ لِأَنَّ الْإِذْنَ لَيْسَ كَالْوِكَالَةِ بَلْ هُوَ تَابِعٌ لِلْمِلْكِ وَلَوْ وَكَّلَ عَبْدَ غَيْرِهِ ثُمَّ اشْتَرَاهُ لَمْ تَبْطُلْ وِكَالَتُهُ بَلْ تَتَأَكَّدُ وَ الرُّكْنُ الرَّابِعُ الْمُوَكَّلُ فِيهِ وَمِنْ شَرَائِطِهِ أَنْ يَكُونَ التَّصَرُّفُ فِيهِ جَائِزًا لِلْمُوَكِّلِ إِمَّا مِنْ حَيْثُ أَنَّ الْمُوَكَّلَ فِيهِ مِلْكُهُ أَوْ كَانَ قَابِلًا لِتَمَلُّكِهِ كَأَنْوَاعِ

الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْحَوَالَةِ وَالضَّمَانِ وَالشِّرْكَةِ وَالْمُضَارَبَةِ وَالْجَعَالَةِ وَالْمُسَاقَاةِ وَالنِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَالْخُلْعِ وَالصُّلْحِ وَالرَّهْنِ وَقَبْضِ الثَّمَنِ وَالْوِكَالَةِ وَالْعَارِيَةِ وَالْاَخْذِ بِالشُّفْعَةِ وَالْاِبْرَاءِ وَالْوَدِيْعَةِ وَقِسْمَةِ الصَّدَقَاتِ وَاِثْبَاتِ حُدُوْدٍ تَتَعَلَّقُ بِالْاِنْسَانِ وَعَقْدِ السَّبْقِ وَالرَّمْيِ وَاسْتِيْفَاءِ الْقِصَاصِ وَالْحُدُوْدِ فِيْ حُضُوْرِ الْمُسْتَحِقِّ وَغَيْبَتِهٖ وَقَبْضِ الدِّيَاتِ وَالْجِهَادِ فِيْ بَعْضِ الْمَحَلِّ وَالْكِتَابَةِ وَالْعِتْقِ وَالتَّدْبِيْرِ وَالدَّعْوٰى وَاِثْبَاتِ الْحُجَّةِ وَالْحُقُوْقِ وَالْخُصُوْصَةِ وَاِنْ لَّمْ يَرْضَ الْخَصْمُ وَسَائِرِ الْعُقُوْدِ وَالْفُسُوْخِ۔

وَالضَّابِطَةُ فِيْهِ اَنَّ كُلَّ مَا يُخْتَصُّ فِي الشَّرْعِ مُبَاشَرَتُهٗ بِالْمُكَلَّفِ بِنَفْسِهٖ لَا يَصِحُّ اَنْ يَّكُوْنَ مُوَكَّلًا فِيْهِ كَالطَّهَارَةِ اِنْ قَدَرَ عَلَيْهَا وَلِلْعَاجِزِ يَجُوْزُ اَنْ يُّوَكِّلَ اَحَدًا فِيْ تَغْسِيْلِ اَعْضَائِهِ الْبَارِزَةِ وَاِنْ كَانَ مَحْرَمًا لَّهٗ جَازَ فِي الْاِسْتِنْجَاءِ اَيْضًا وَالصَّلٰوةِ الْوَاجِبَةِ مَادَامَ حَيًّا وَكَذَا فِي الصَّوْمِ وَالْاِعْتِكَافِ وَالْحَجِّ الْوَاجِبِ مَعَ الْقُدْرَةِ وَالنَّفَقَةِ اللَّيْلِيَّةِ لِلْاَزْوَاجِ وَلَا يَصِحُّ التَّوْكِيْلُ فِي الشَّهَادَةِ اِلَّا فِي الشَّهَادَةِ عَلَى الشَّهَادَةِ فَاِنَّ الشَّاهِدَ عَلٰى شَهَادَةِ غَيْرِهٖ بِمَثَابَةِ وَكِيْلِهٖ۔

فَلَوْ قَالَ وَكَّلْتُكَ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِيْ وَبِكُلِّ قَلِيْلٍ وَّكَثِيْرٍ وَّفَوَّضْتُ اِلَيْكَ كُلَّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فِي الْوِكَالَةِ لِعِظَمِ الْغَرَرِ فِيْهِ وَلٰكِنْ يَّصِحُّ فِي الْخِلَافَةِ اَنْ يُّفَوِّضَ كُلَّ الْاُمُوْرِ اِلَى الْخَلِيْفَةِ وَلَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّقُوْلَ مِثْلَ ذٰلِكَ اِلَّا لِنَبِيٍّ مُّرْسَلٍ اَوْ وَلِيٍّ مُّرْشِدٍ لِخَلِيْفَتِهِ الَّذِيْ تَابَ عَلٰى يَدِهٖ مِنَ الْمَعَاصِيْ وَبَايَعَهٗ فَكَانَ مُرْشِدًا لِّخَلِيْفَتِهِ الَّذِيْ زَكّٰى نَفْسَهٗ مِنَ الْاَخْلَاقِ الذَّمِيْمَةِ كَحُبِّ الدُّنْيَا وَهُوَ رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ وَمِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْفُسُوْقِ وَالظُّلْمِ وَالْحِرْصِ وَالْجَهَالَةِ وَسَائِرِ النَّمَائِمِ وَصَفّٰى قَلْبَهٗ مِنَ الْكُدُوْرَاتِ الْبَشَرِيَّةِ كَالْمِرْاٰةِ الْمُجَلَّاةِ فَانْعَكَسَتْ فِيْهِ اَنْوَارُ التَّجَلِّيَاتِ وَجَذَبَهٗ اِلَى الْمَلَكُوْتِ ثُمَّ اِلَى الْجَبَرُوْتِ ثُمَّ اِلَى اللَّاهُوْتِ فَاَفْنَاهُ فِيْهِ وَاَبْقَاهُ فِيْهِ

مُتَّصِفًا بِصِفَاتِهِ الْمُتَعَالِيَةِ فَصَيَّرَهُ خَلِيفَةً فَيَلِيقُ بِحَالِهِ اَنْ يُفَوِّضَ اِلَيْهِ كُلَّ الْاُمُوْرِ فَتِلْكَ الْمَنْزِلَةُ مَنْزِلَةُ الْخِلَافَةِ لَا الْوِكَالَةِ۔

فَلَوْ وَكَّلَهُ فِيْ شِرَاءِ عَبْدٍ فَلَا بُدَّ اَنْ يُبَيِّنَ نَوْعَهُ تُرْكِيًّا اَوْ هِنْدِيًّا اَوْ كَذَا وَفِيْ شِرَاءِ دَارٍ مِّنْ تَعْيِيْنِ الْمَحَلَّةِ وَالسِّكَكِ وَفِيْ كُلِّ اَمْرٍ خَاصٍّ كَذَالِكَ لَابُدَّ مِنْ تَبْيِيْنِهِ وَتَعْيِيْنِهِ وَلَوْ وَكَّلَهُ مُخْتَارًا فِيْمَا شَاءَ فَلِلْوَكِيْلِ اَنْ يُعَامِلَ كَمَا شَاءَ وَكَانَتْ يَدُهُ يَدَ اَمَانَةٍ فَاِنْ تَعَدّٰى اَوْ قَصَّرَ صَرِيْحًا ضَمِنَ وَالْوِكَالَةُ عَقْدٌ جَائِزٌ يَّنْفَسِخُ بِفَسْخِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُوَكِّلِ وَالْوَكِيْلِ فَيَنْعَزِلُ بِعَزْلِ نَفْسِهٖ وَبِعَزْلِ الْمُوَكِّلِ وَلَوْ خَرَجَ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا عَنْ اَهْلِيَّةِ التَّصَرُّفِ فِي الْعُقُوْدِ وَالْفُسُوْخِ بِالْجُنُوْنِ اَوِ الْمَوْتِ اَوِ الْاِغْمَاءِ اَوْ بِخُرُوْجِ مَايُوَكَّلُ فِيْهِ عَنْ يَّدِهٖ كَالسِّلْعَةِ اَوِ الدَّارِ اَوْ غَيْرِهِمَا يَلْزَمُ الْعَزْلُ وَلَوْ اَخْفَى الْوَكِيْلُ وِكَالَتَهُ لِمَصْلِحَةٍ وَاَنْكَرَهَا لَمْ يَكُنْ رَدًّا لِلْوِكَالَةِ وَلَوْ اَنْكَرَهَا جِدًّا كَانَ رَدًّا وَلَيْسَ لِلْوَكِيْلِ وَلَا الْمُوْدَعِ اَنْ يَّقُوْلَ بَعْدَ طَلَبِ الْمَالِ مِنْهُ لَا اَرُدُّهُ اِلَّا بِالْاِشْهَادِ وَيَجُوْزُ لِلْغَاصِبِ اَنْ يُّشْهِدَ عَلٰى اَنْ يَّرُدَّ الْمَغْصُوْبَ اِلَى الْمَالِكِ۔

وَلَوْ اَرَادَ الْمُوَكِّلُ عَزْلَ الْوَكِيْلِ فَهُوَ بِاَنْ يَّقُوْلَ فَسَخْتُ الْوِكَالَةَ اَوْ نَقَضْتُهَا اَوْ اَبْطَلْتُهَا اَوْ عَزَلْتُكَ اَوْ صَرَفْتُكَ عَنْهَا اَوْ يَنْهَاهُ عَنْ فِعْلِ مَا اَمَرَهُ بِهٖ۔

وکالت کا بیان

رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ایک بکری خریدنے کے لئے عروۃ بارقؓ کو وکیل بنایا اور حضرت اُم حبیبہؓ کا نکاح قبول کرنے کے لئے عمرو بن امیہؓ کو وکیل بنا دیا، وکالت کے چار ارکان ہیں۔

۱۔ پہلا رکن عقد وکالت ہے۔ ۲۔ دوسرا رکن موکل (وکیل بنانے والا) ہے۔

۳۔ تیسرا رکن وکیل ہے۔ ۴۔ چوتھا رکن موکل فیہ (وہ چیز یا کام جس کے لئے وکیل بنایا جائے) ہے۔

ا۔ پہلا رکن عقد وکالت

یہ وہ لفظ ہے جو تصرف کرنے کے بارے میں کسی کی نیابت طلبی پر دلالت کرتا ہو مثلاً کوئی کہے۔ میں نے تجھے وکیل بنایا، میں نے تیرے سپرد کیا، فروخت کر، خرید لے، آزاد کر، نکاح کرا دے، طلاق دو، یا ان کے علاوہ کسی خاص کام کے بارے میں وکیل بنانا اور وکیل بننا دونوں جائز ہونے والے کاموں کے بارے میں وکالت پر دلالت کرنے والے دیگر الفاظ کہے۔ اگر کوئی کہے تو نے مجھے وکیل بنایا۔ اس پر موکل (وکیل بنانے والا) کہے ہاں یا وہ تصدیق دلالت کرنے والی کسی چیز سے اشارہ کرے تو یہ ایجاب کے بارے میں کافی ہے۔ قبول کرنا قولاً درست ہے مثلاً وکیل کہے۔ میں نے قبول کیا یا کہے میں راضی ہوا یا ان کے علاوہ قبول پر دلالت کرنے والی کوئی بات کہے یا وکیل فعلاً قبول کرے مثلاً اگر موکل کہے میں نے تجھے مال فروخت کرنے کے بارے میں اپنا وکیل بنایا۔ اس پر وہ فروخت کرے تو قبول لازم ہو جاتا ہے۔

وکالت کی صورت میں یہ شرط نہیں ہے کہ ایجاب اور قبول دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں بلکہ قبول کو ایجاب سے مؤخر کرنا درست ہے بشرطیکہ ایجاب کے مسترد کرنے پر دلالت کرنے والی کوئی چیز وقوع پذیر نہ ہو۔ وکالت کا تاخیری طور پر ہونا جائز ہے۔ پس اگر کوئی کہے میں تجھے دو ماہ یا اتنے عرصے کے بعد وکیل بنانا چاہتا ہوں تو یہ وکالت کا معاملہ نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کوئی کہے میں نے تجھے ابھی وکیل بنایا اور یہ شرط لگائے کہ جس کام کے بارے میں اسے وکیل بنایا ہے وہ اس کام میں ایک ماہ یا اتنی مدت کے بعد ہی تصرف کر سکے گا تو اس صورت میں وکالت کا معاملہ درست ہو جائے گا۔

مشروط وکالت کا مسئلہ

وکالت کو کسی شرط پر معلق کرنا جائز نہیں ہے پس توکیل دوری (وکیل بنانے کی صورت جس میں دور لازم آتا ہو) جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی کہے جب بھی میں تجھے معزول کروں تو وکیل ہی ہو۔ اس کا حکم ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی بات کرنے والے کی مراد وکالت کے احکام میں مبالغہ سے کام لینا اور تاکیدی پہلو قائم کرنا ہوتی ہے۔

۲۔ دوسرا رکن موکل (وکیل بنانے والا)

موکل کی شرط یہ ہے کہ وہ بالغ ہو، عاقل ہو، آزاد ہو یا کسی آزاد کی طرف سے اجازت یافتہ ہو اور کسی کو وکیل بنانے سے باز رکھنے والی خصلتوں سے پاک ہو جیسے لڑکپن، دیوانگی، غلامی اور پابندی۔ مگر ان کاموں کی وکالت کرنے کے بارے میں پابندی مستثنیٰ ہے۔ جن میں تصرف کرنے سے پابندی کسی کو نہیں روکتی۔ مثلاً طلاق، خلع اور قصاص لینا، پس احرام

والے کا عقد نکاح کے بارے میں نہ کسی احرام والے کو وکیل بنانا جائز ہے نہ کسی احرام کھولے ہوئے کو وکیل بنانا اور نہ ہی شکار کی خریداری کے لئے وکیل بنانا جائز ہے۔ بیوپار کرنے کے لئے اجازت یافتہ غلام کو اس کام کے بارے میں وکیل بنانے کا اختیار حاصل ہے۔ جس کا رواج چلا آتا ہو۔ باپ اور دادا کو کمسن بچے اور پاگل کی طرف سے کسی کو وکیل بنانے کا حق ہے۔ موجود آدمی کو طلاق دینے کے بارے میں کسی کو وکیل بنانے کا حق ہے۔ امام یا حاکم کو حق ہے کہ وہ بیوقوف لوگوں کی طرف سے کسی ایسے آدمی کو وکیل بنائے جو واجبی اخراجات، معاملات اور معاملات کے توڑنے کی صورتوں میں ان کے مفادات کی دیکھ بھال کرے۔

فضیلتوں اور کمالات صوری مثلاً علم اور تقوٰی یا کمالاتِ معنوی مثلاً ولایت اور معنوی مقامات والوں کے لئے مسنون ہے کہ وہ مقدمات کی پیروی کرنے کے لئے کسی آدمی کو وکیل بنائیں کیونکہ فضائل وکمالات والوں کا مقدمات کی پیروی کرنا قبیح سمجھا جاتا ہے۔ عورت کو حق ہے کہ وہ نکاح کے بارے میں کسی کو وکیل بنائے۔ فاسق آدمی کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بچے کا نکاح کرانے کے لئے کسی کو وکیل بنائے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ وکیل کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی دوسرے کو اپنا وکیل بنائے اگر ایسا کرنا موکل کی اجازت سے نہ ہو تو دوسرا آدمی موکل کا وکیل ہوگا۔ دونوں میں سے جو صورت بھی ہو وہ موکل کے معزول کرنے اور اس کی موت واقع ہونے سے معزول ہوجاتا ہے نہ کہ دوسرے کے معزول ہونے اور اس کی موت واقع ہونے سے۔

۳۔ تیسرا رکن وکیل

وکیل کے لئے بالغ ہونا اور عاقل ہونا شرط ہے۔ وکیل کا آزاد ہونا شرط نہیں کیونکہ جائز ہے کہ آقا غلام کو اس کام کے بارے میں وکیل بنائے جس کے لئے اس کی وکالت جائز ہوتی ہو۔ اگر کوئی شخص دو آدمیوں کو ایک ہی کام کے لئے وکلاء بنادے اور یہ شرط لگادے کہ دونوں وکلاء کام میں تصرف کرنے کے موقع پر حاضر ہوں تو ان میں سے ایک کے لئے اس کام میں تصرف کرنے کے لئے اکیلا ہونا جائز نہیں اگرچہ جھگڑے کے بارے میں کیوں نہ ہو۔ اگر ایک وکیل انتقال کرجائے تو دوسرے کی وکالت باطل ہوجاتی ہے۔ اگر وہ ان دونوں کو کسی مال کی حفاظت کرنے کے لئے وکلاء اپنا چکا ہو تیز ساتھ ساتھ اور اکیلے اکیلے دونوں صورتوں میں ان کی اجازت دے دی ہو تو ان دونوں کے لئے ساتھ ساتھ اور اکیلے اکیلے دونوں صورتوں میں مال کی حفاظت کرنا جائز ہے۔ معاملہ کرنے والوں اور دو جھگڑا کرنے والوں کی طرف سے کسی مسلمان کا

وکالت کرنا جائز ہے۔ اگر کسی شخص کو ایک آدمی کسی غلام کے فروخت کرنے کے لئے اور دوسرا آدمی کسی غلام کی خریداری کے لئے وکیل بنا دے تو اس کے لئے دونوں طرف کی پیروی کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو وکیل بنائے یا اپنے غلام کو وکیل بنائے پھر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے یا غلام کو آزاد کردے تو اس سے ان دونوں کی وکالت باطل نہیں ہوگی۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مال میں تصرف کرنے کی اجازت دے چکا ہو پھر وہ اس کو آزاد کردے یا اسے فروخت کردے تو اس کی اجازت باطل ہو جاتی ہے کیونکہ اجازت وکالت کی مانند نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ اجازت ملکیت کی تابع ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے غلام کو اپنا وکیل بنادے پھر اسے خرید لے تو غلام کی وکالت باطل نہیں ہوتی بلکہ وہ خوب موکد بن جاتی ہے۔

۴۔ چوتھا رکن موکل فیہ (وہ چیز یا کام جس کے لئے وکیل بنایا جائے)

موکل فیہ کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں تصرف کرنا خود موکل کے لئے جائز ہو یا اس وجہ سے کہ موکل فیہ اس کی اپنی ملکیت ہو یا وہ اس کی ملکیت بننے کے قابل ہو مثلاً خرید و فروخت کی قسمیں، حوالہ، ضمان، شرکت مضاربت، جعالہ، مساقات، نکاح، طلاق، خلع، صلح، گروی، قیمت پر قبضہ کرنا، وکالت، رعایت، حق شفعہ کا لینا، بری کرنا، امانت، زکوٰۃ کی تقسیم، انسان سے تعلق رکھنے والی حدود کا ثابت کرنا، دوڑ لگانے اور تیر اندازی کا معاملہ کرنا، حقدار کی موجودگی اور غیر موجودگی دونوں صورتوں میں قصاص اور حدود کی وفا طلبی، دیتوں پر قبضہ کرنا، بعض صورتوں میں جہاد کرنا، مکاتب بنانا غلام آزاد کرنا، غلام کو مدبر بنانا دعویٰ کرنا، حجت، حقوق اور جھگڑے کا ثابت کرنا اگرچہ خصم ناراض ہی کیوں نہ ہو، اور تمام معاملات اور فسخ کی صورتیں۔

وکالت کہاں چلتی ہے کہاں نہیں؟

وکیل بنانے کی صورت میں ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ شریعت میں جس کام کی انجام دہی خود مکلف کے ساتھ مختص ہو، اس کام کا موکل فیہ ہونا درست نہیں ہے مثلاً طہارت کرنا بشرطیکہ آدمی اس کی انجام دہی پر قادر ہو۔ عاجز آدمی کے لئے اپنے ظاہری اعضاء کو غسل دینے کے سلسلے میں کسی ایک کو وکیل بنانا جائز ہے اگر موکل وکیل کا کوئی محرم آدمی ہو تو استنجا کے سلسلے میں بھی وکالت جائز ہے۔ جب تک آدمی زندہ ہو تب تک اس کے لئے واجب نماز کے سلسلے میں کسی کو وکیل بنانا جائز نہیں۔ اسی طرح سے روزہ، اعتکاف، قدرت کے ہوتے ہوئے واجب حج اور بیویوں کے شبینہ اخراجات کے سلسلے میں

وکالت جائز نہیں ہے۔ گواہی دینے کے سلسلے میں کسی کو وکیل بنانا درست نہیں ہے مگر گواہی کی گواہی والی صورت مستثنیٰ ہے کیونکہ دوسرے کی گواہی کی گواہی دینے والا اس کے وکیل کا درجہ رکھتا ہے۔

وکالت اور خلافت کا باہمی فرق

اگر کوئی شخص کہے میں نے تجھے اپنے تمام کاموں کے سلسلے میں اور ہر قلیل و کثیر کا وکیل بنایا۔ یا کہے میں نے ہر چیز کو تیرے سپرد کیا تو وکالت کی صورت میں بڑے نقصان کی وجہ سے ایسا کرنا درست نہیں ہوگا۔ لیکن خلافت کی صورت میں تمام کاموں کو خلیفہ کے سپرد کرنا درست ہے۔ کسی کے لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کرے مگر کوئی نبی مرسل اپنے خلیفہ سے ایسی بات کر سکتے ہیں یا کوئی ولی مرشد اپنے اس خلیفہ سے ایسی بات کہ سکتا ہے جو اس کے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کر چکا ہو اور اس کی بیعت کر چکا ہو۔ لہٰذا وہ ولی اپنے اس خلیفہ کا مرشد ہوگا۔ جس کے نفس کو اس نے مذموم اخلاق مثلاً دنیا کی محبت جو کہ ہر گناہ کی جڑ ہے، بزدلی، کنجوسی، خرابی، ظلم، لالچ، جہالت اور تمام قابل مذمت احوال سے پاک کر دیا ہو۔ جس کے دل کو اس نے بشری آلائشوں سے چمکدار آئینہ کی طرح صاف کر دیا ہو، پس اس کے دل میں تجلیات حق کی روشنیاں منعکس ہوئی ہوں وہ اس کو عالم ملکوت کی طرف، پھر عالم جبروت کی طرف پھر عالم لاہوت کی طرف کشاں کشاں لے گیا ہو اور وہ اس کو عالم لاہوت میں فنا کر دیا ہو اور عالم لاہوت کی بلند صفات کے مظاہر کا حامل ہو کر اس کے وہاں باقی رکھا ہو۔ پس اُس ولی نے اسے اپنا خلیفہ بنا دیا ہو لہٰذا اس کے لائق حال یہ ہے کہ وہ تمام کاموں کو اپنے خلیفہ کے سپرد کر دے۔ یہ مقام خلافت کا مقام ہے نہ کہ وکالت کا۔ اگر کوئی شخص کسی کو ایک غلام خریدنے کے سلسلے میں وکیل بنا دے تو غلام کی نوعیت کا بیان کرنا ضروری ہے مثلاً وہ ترکی غلام ہو یا ہندی یا کوئی اور، کسی گھر کی خریداری کے سلسلے میں وکیل بنانے کی صورت میں محلہ اور گلیوں کا معین کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح سے ہر خاص کام کے سلسلے میں وکیل بنانے کی صورت میں اس کا بیان کرنا اور معین کرنا ضروری ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی آدمی کو جس کام کو وہ چاہے مختار بنا کر وکیل بنائے تو وکیل کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ جیسے چاہے معاملہ کرتا رہے۔ اس کا قبضہ قبضہ امانت ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ کوئی زیادتی کرے یا کھلم کھلا کوتاہی کرے تو وہ ضامن ہوگا۔

وکالت کی نوعیت

وکالت کرنا ایک ایسا جائز معاملہ ہے جو موکل اور وکیل دونوں میں سے ہر ایک کے فسخ کرنے کی وجہ سے فسخ

ہوجاتا ہے۔ خود اپنے کو معزول کرنے سے نیز موکل کے معزول کرنے سے وکیل معزول ہوجاتا ہے۔ اگر دیوانگی یا موت یا بیہوشی طاری ہونے کی وجہ سے یا اپنے قبضے سے موکل فیہ کے نکل جانے کی وجہ سے مثلاً سامان یا گھر وغیرہ معاملات اور فسخ کی صورتوں میں تصرف کرنے کی اہلیت سے دونوں میں سے کوئی ایک باہر ہوجائے تو اس کا معزول کرنا لازم ہوجاتا ہے۔ اگر وکیل کسی مصلحت کی پیش نظر اپنی وکالت کو پوشیدہ رکھے اور اس کا انکار کر بیٹھے تو یہ وکالت کا مسترد کردینا نہیں ہوگا۔ اگر وہ حقیقی معنوں میں وکالت کا انکار کردے تو یہ وکالت کا ٹھکرادینا ہوگا۔ نہ وکیل کو اور نہ امانت دار کو یہ حق ہے کہ وہ اس سے مال طلب کرنے کے بعد یہ کہے کہ میں گواہ قائم کئے بغیر اس کو واپس نہیں کروں گا۔ لٹیرے کیلئے جائز ہے کہ وہ لٹے ہوئے مال کے مالک کو واپس کرنے پر گواہ قائم کرے۔

وکیل کی معزولی

اگر موکل اپنے وکیل کو معزول کرنا چاہے تو وہ یوں کہے۔ میں نے وکالت کو فسخ کیا۔ یا کہے میں نے وکالت توڑ دیا۔ یا کہے میں نے وکالت کو باطل کردیا۔ یا کہے میں نے تجھے معزول کیا۔ یا کہے میں نے تجھے وکالت سے ہٹادیا۔ یا موکل وکیل کو مامور بہ کے کرگزرنے سے باز رکھے۔

❁❁❁

بَابُ الْوُقُوْفِ وَالصَّدَقَاتِ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْلَهٗ وَعِلْمٌ يُنْتَفِعُ بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَصَدَقَةٌ جَارِيَةٌ وَّلَا رَيْبَ اَنَّ الْوَقْفَ مِنَ الصَّدَقَاتِ الْجَارِيَةِ۔

وَالْوَقْفُ عَقْدٌ ثَمَرَتُهٗ تَحْبِيْسُ الْاَصْلِ وَاِطْلَاقُ الْمَنْفَعَةِ وَلَهٗ اَرْبَعَةُ اَرْكَانٍ اَلرُّكْنُ الْاَوَّلُ الْعَقْدُ وَهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ وَقَفْتُ اَوْ اَرْضِيْ مَوْقُوْفَةٌ اَوْ حَبَسْتُ اَوْ سَبَّلْتُ اَوْ تَصَدَّقْتُ بِاَرْضِيْ صَدَقَةً مُحَرَّمَةً بَيْعُهَا وَهِبَتُهَا اَبَدًا اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْعِبَارَاتِ الدَّالَّةِ عَلَيْهِ صَرِيْحًا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ صَرِيْحًا فَيُدَانُ بِنِيَّتِهٖ وَيُصَدَّقُ وَالرُّكْنُ الثَّانِيْ الْمَوْقُوْفُ وَلَهٗ اَرْبَعَةُ شُرُوْطٍ اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّكُوْنَ عَيْنًا وَالثَّانِيْ اَنْ يَّكُوْنَ مَمْلُوْكًا وَالثَّالِثُ مُنْتَفَعًا بِهٖ وَالرَّابِعُ اَنْ يَّكُوْنَ بَاقِيًا مَعَ الْاِنْتِفَاعِ بِهٖ. فَيَلْزَمُ مِنْ هٰذِهِ الشَّرَائِطِ اَنَّ وَقْفَ الدَّيْنِ اَوِ الْغَيْرِ الْمُعَيَّنِ اَوِ الطَّعَامِ الْفَانِيْ بِالْاِنْتِفَاعِ بِهٖ اَوْ مِلْكِ الْغَيْرِ اَوْ شَيْئٍ ضَائِعٍ لَا يُنْتَفَعُ بِهٖ كَالْخِنْزِيْرِ لَمْ يَصِحَّ وَيَصِحُّ وَقْفُ الْمُشَاعِ لِاَنَّهٗ مُعَيَّنٌ مِنْ وَجْهٍ وَيَصِحُّ وَقْفُ كَلْبِ الصَّيْدِ اَوِ الْحَائِطِ اَوِ الزَّرْعِ وَالرُّكْنُ الثَّالِثُ الْوَاقِفُ وَلَهٗ ثَلَاثَةُ شُرُوْطٍ۔ اَلْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَجَوَازُ التَّصَرُّفِ فِي الْعُقُوْدِ بِاَنْ لَّا يَكُوْنَ مَحْجُوْرًا عَلَيْهِ وَالرُّكْنُ الرَّابِعُ الْمَوْقُوْفُ عَلَيْهِ وَلَهٗ اَرْبَعَةُ شُرُوْطٍ. اَلْاَوَّلُ اَنْ يَّكُوْنَ مَوْجُوْدًا وَالثَّانِيْ اَنْ يَّكُوْنَ مُعَيَّنًا مِنْ وَجْهٍ وَالثَّالِثُ اَنْ لَّا يَكُوْنَ الْوَقْفُ عَلَيْهِ مُحَرَّمًا وَالرَّابِعُ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مَمْلُوْكًا فَلَا يَصِحُّ الْوَقْفُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُوْلَدْ اِلَّا بِالتَّبْعِيَّةِ كَمَنْ وَقَفَ عَلٰى اَوْلَادِهِ الْمَوْجُوْدِيْنَ ثُمَّ عَلٰى اَوْلَادِ اَوْلَادِهِمْ ثُمَّ عَلٰى اَوْلَادِ اَوْلَادِ اَوْلَادِهٖ فَيَصِحُّ الْوَقْفُ عَلَى الْاِنْسَابِ كَالْاَوْلَادِ اَوِ الْفُقَرَاءِ اَوِ الْعُلَمَاءِ اَوِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوِ الصَّالِحِيْنَ اَوِ الْمُسَافِرِيْنَ اَوِ الْغُرَبَاءِ اَوِ الْمَرْضٰى اَوْ عَلَى الْمَصَالِحِ كَالْقَنَاطِيْرِ وَالْمَسَاجِدِ

وَالرِّبَاطِ وَالْحِيَاضِ لِعِمَارَتِهَا-

وَلَا يَصِحُّ الْوَقْفُ عَلَى الْكَفَرَةِ وَالظَّلَمَةِ وَالْفَسَقَةِ الظَّاهِرِ فِسْقُهُمْ وَلَا عَلَى الْمَلَاحِدَةِ وَالْمُبْتَدِعَةِ الظَّاهِرَةِ بِدْعَتُهُمْ وَمَنْ وَقَفَ عَلَى هٰذِهِ الطَّوَائِفِ الْمَلْعُوْنَةِ فَهُوَ كَانَ مِنَ الظَّالِمِيْنَ وَلَمْ يَصِحَّ الْوَقْفُ عَلَيْهِمْ وَلَا عَلٰى بُيُوْتِهِمْ وَمَنَازِلِهِمْ كَالْكَنَائِسِ وَالْبِيَعِ وَمَوَاطِنِ اَهْلِ الْبِدْعَةِ الَّذِيْنَ غَرِقُوْا فِي الْفِسْقِ وَالْفُجُوْرِ وَتَرْكِ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَمَعَ هٰذِهٖ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ مِنَ الْفُقَرَاءِ نَعَمْ اِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ مُفْلِسًا اَمَّا الْفُقَرَاءُ الَّذِيْ افْتَخَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِهٖ وَقَالَ اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ فَهُوَ الْفَقْرُ الْحَقِيْقِيُّ الَّذِيْ ظَاهِرُهُ التَّجْرِيْدُ مِنْ حُطَامِ الدُّنْيَا وَبَاطِنُهُ التَّفْرِيْدُ مِمَّا سِوَى اللهِ وَالْمُبْتَدِعَةُ مَحْرُوْمُوْنَ مِنْهُ فَلَيْسَ لِاَكْثَرِهِمْ حَظٌّ مِنَ الدُّنْيَا وَلَا مِنَ الْاٰخِرَةِ نَصِيْبٌ "خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ"-

فَمَنْ وَقَفَ عَلَى الْفُقَرَاءِ يَنْبَغِيْ اَنْ تُمَيِّزَ الْفُقَرَاءَ مِنَ الْمُبْتَدِعَةِ وَهُمْ اَوْلِيَاءُ اللهِ الْعَامِلُوْنَ بِالشَّرِيْعَةِ الْمُجَاهِدُوْنَ فِي الطَّرِيْقَةِ الْعَارِفُوْنَ بِالْحَقِيْقَةِ الْمُسْتَغْرِقُوْنَ فِي الْاَحْوَالِ الْمَوْصُوْفُوْنَ بِصِفَاتِ الْكَمَالِ. وَلَوْ وَقَفَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ انْصَرَفَ اِلٰى مَنْ صَلّٰى مُتَوَجِّهًا اِلَى الْقِبْلَةِ وَلَوْ وَقَفَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِنْصَرَفَ اِلَى الَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الْكَبَائِرَ وَلَوْ وَقَفَ عَلَى الْعُلَمَاءِ انْصَرَفَ اِلَى الْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِيِّيْنَ الَّذِيْنَ عَلَامَتُهُمُ الْخَشْيَةُ مِنَ اللهِ وَالطَّهَارَةُ وَالْعِبَادَةُ وَالْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُوْمِ وَالْاِنْقِطَاعُ عَنْ صُحْبَةِ الظَّلَمَةِ وَالْفَجَرَةِ وَلَوْ وَقَفَ عَلَى الشِّيْعَةِ انْصَرَفَ اِلٰى مَنِ اعْتَصَمَ بِسِلْسِلَةِ الْاَوْلِيَاءِ الْمُرْشِدِيْنَ الْمُتَّصِلِيْنَ يَدًا بِيَدٍ اِلٰى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَيِّدِ الْاَوْلِيَاءِ وَمِنْهُ اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ. وَلَوْ وَقَفَ عَلَى السَّادَاتِ وَالشُّرَفَاءِ انْصَرَفَ اِلٰى بَنِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبَنِي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِيْ مُطَّلِبٍ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الصَّدَقَةَ وَاَعْطَاهُمُ الْخُمُسَ فَتَحْرِيْمُ الصَّدَقَةِ

عَلَيْهِمْ وَإِعْطَاءُ الْخُمْسِ لَهُمْ كَانَا شَاهِدَيْنِ عَادِلَيْنِ عَلَى سِيَادَتِهِمْ وَشَرَفِهِمْ وَلَوْ أَطْلَقَ الْوَقْفَ عَلَيْهِمْ تَسَاوَى فِيهِ صِغَارُهُمْ وَكِبَارُهُمْ وَذُكُورُهُمْ وَإِنَاثُهُمْ وَلَوْ فَضَّلَ وَعَيَّنَ فَعَلَى تَفْضِيلِهِ وَتَعْيِينِهِ يُبْتَنَى وَلَوْ وَقَفَ عَلَى أَوْلَادِهِ وَأَوْلَادِ أَوْلَادِهِ إِلَى انْقِرَاضِهِمْ فَكَذَالِكَ تَسَاوَوْا وَلَوْ عَيَّنَ الذُّكُورَ لَمْ يَدْخُلْ فِيهِ الْإِنَاثُ وَلَوْ وَقَفَ عَلَى نَفْسِهِ لَمْ يَصِحَّ وَلٰكِنْ إِنْ وَقَفَ عَلَى طَائِفَةٍ كَالْعُلَمَاءِ وَالْفُقَرَاءِ وَهُوَ مِنْهُمْ أَوْصَارَ مِنْهُمْ صَحَّ لَهُ الْمُشَارَكَةُ فِي الْإِنْتِفَاعِ بِهِ. وَلَابُدَّ لِلْوَاقِفِ مِنْ أَنْ يَكُونَ مُنَجَّزاً مُؤَبَّدًا مُخْرَجًا عَنْ أَمْلَاكِ الْوَاقِفِ مَقْبُوضًا لِلْمَوْقُوفِ عَلَيْهِ فَإِذَا صَارَ كَذَالِكَ تَمَّ وَبَعْدَ التَّمَامِ لَا يَجُوزُ الرُّجُوعُ عَنْهُ وَلَوْ رَجَعَ صَارَ غَاصِبًا۔

وَالْوَقْفُ يَنْتَقِلُ إِلَى مِلْكِ الْمَوْقُوفِ عَلَيْهِ لِأَنَّ فَائِدَةَ الْمِلْكِ تُوجَدُ فِيهِ وَالْمَنْعُ مِنَ الْبَيْعِ لَايُنَافِيهِ كَمَا فِي أُمِّ الْوَلَدِ. وَلَوْ وَقَفَ فِي سَبِيلِ اللهِ انْصَرَفَ إِلَى الْخَيْرَاتِ كَبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَالْقَنَاطِيرِ وَالْغُزَاةِ الصُّورِيَّةِ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ الْكُفَّارَ وَالْغُزَاةِ الْمَعْنَوِيَّةِ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. وَإِذَا وَقَفَ مَسْجِدًا فَخَرِبَ وَخَرِبَتِ الْقَرْيَةُ لَمْ يَعُدْ إِلَى مِلْكِ الْوَاقِفِ وَلَا تَخْرُجُ الْعَرْصَةُ عَنِ الْوَقْفِ وَلَمْ يَجُزْ بَيْعُهَا وَلٰكِنْ لَوْ وَقَفَ بَيْنَ الْمَوْقُوفِ عَلَيْهِمْ خَانٌ فَصَارَ بِحَيْثُ يُخْشَى خَرَابُهُ جَازَ بَيْعُهُ إِنْ كَانَ الْبَيْعُ أَنْفَعَ لَهُمْ وَلَا بُدَّ فِي الْوَقْفِ مِنَ التَّوْلِيَةِ وَالنَّظَارَةِ فَلَوْ شَرَطَ الْوَاقِفُ تَوْلِيَةَ مَاوَقَفَ لِنَفْسِهِ صَحَّ أَوْ لِغَيْرِهِ فَكَذَالِكَ وَإِنْ لَمْ يُعَيِّنْ فَتَوْلِيَتُهُ تَتَعَلَّقُ بِالْحَاكِمِ وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْمُتَوَلِّي عَادِلًا مُتَدَيِّنًا كَافِيًا فِي أَمْوَالِ الْوَقْفِ شَفِيقًا عَلَى الْمُسْلِمِينَ مُهْتَدِيًا إِلَى الْعِمَارَةِ وَالزِّرَاعَةِ وَتَحْصِيلِ الْمَنَافِعِ. وَلَا يَجُوزُ إِجَارَةُ الْمَوْقُوفَاتِ بِالْمُدَّةِ الْمُتَمَادِيَةِ بِحَيْثُ يُفْقَدُ الْمَوْقُوفُ وَلَا يُعْلَمُ أَنَّهُ مَوْقُوفٌ أَمْ لَا فَإِنْ تَمَادَتْ مُدَّةُ الْإِجَارَةِ فِي الْمَوْقُوفَاتِ لَمْ يَجُزْ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِينَ سَنَةً وَالْأَصَحُّ أَنْ لَا يَتَجَاوَزَ مِنْ ثَلَاثِ سِنِينَ۔

وقوف اور صدقات کا بیان

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے اِذَا مَاتَ ابنُ اٰدَمَ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ (الحدیث) ''جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل اس سے کٹ جاتا ہے مگر تین صورتوں میں اس کا عمل اس سے نہیں کٹ جاتا ہے۔

۱۔ وہ نیکوکار اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

۲۔ وہ علم جس سے اس کے مرنے کے بعد فائدہ حاصل کیا جائے۔

۳۔ صدقہ جاریہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مال وقف کرنا صدقات جاریہ میں سے ہے۔''

وقف کیا ہے؟

وقف کرنا ایک ایسا عقد ہے جس کا نتیجہ اصل مال کو اپنی جگہ رکھنا اور فائدے کو چھوڑ دینا ہے۔ وقف کے چار ارکان ہیں۔

۱۔ پہلا رکن عقد کرنا ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی کہے میں نے اس زمین کو وقف کیا۔ یا کہے میری زمین وقف کی ہوئی ہے۔ یا کہے میں نے اس زمین کو محبوس کیا۔ یا کہے میں نے اس زمین کو لٹکا دیا۔ یا وہ کہے میں نے اپنی زمین کو ایسا صدقہ کیا جس کا فروخت کرنا اور ہبہ کرنا ہمیشہ کیلئے حرام ہے۔ یا ان کے علاوہ صریح طور پر وقف پر دلالت کرنے والے دیگر الفاظ کہے۔ اگر کسی کی بات اس بارے میں صریح نہ ہو تو اس کی نیت پر عمل کیا جائے گا اور اس کی بات کی تصدیق کی جائے گی۔

۲۔ دوسرا رکن موقوف ہے۔ (وقف شدہ چیز) موقوف کی چار شرطیں ہیں۔

(الف) یہ کہ وہ کوئی معین چیز ہو۔ (ب) یہ کہ وہ کوئی مملوکہ چیز ہو۔

(ج) یہ کہ وہ کوئی نفع بخش چیز ہو۔ (د) یہ کہ وہ فائدہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ خود باقی رہنے والی چیز ہو۔

ان شرطوں کی وجہ سے یہ لازم آتا ہے کہ قرض کا وقف کرنا یا غیر معین چیز کا وقف کرنا یا فائدہ حاصل کرنے پر فنا ہونے والے کھانے کا وقف کرنا یا دوسری کی ملکیت کا وقف کرنا یا خنزیر کی طرح کسی غیر نفع بخش ضائع چیز کا وقف کرنا درست نہیں ہے۔ غیر منقسم چیز کا وقف کرنا درست ہے کیونکہ وہ ایک صورت سے تو معین ہے۔ شکاری کتے یا باغ یا کھیتی کی نگہبانی کے لئے کتے کا وقف کرنا درست ہے۔

۳۔ تیسرا رکن واقف ہے۔ (وقف کرنے والا) واقف کی تین شرطیں ہیں۔

(الف) بالغ ہونا (ب) عقلمند ہونا

(ج) معاملات طے کرنے کے بارے میں تصرف جائز ہونے والا ہونا۔ بایں طور پر کہ وہ پابندی کا شکار آدمی نہ ہو۔

۴۔ چوتھا رکن موقوف علیہ ہے۔ وہ فرد جس کے لئے وقف کیا جائے۔ موقوف علیہ کی چار شرطیں ہیں۔

(الف) یہ کہ وہ کوئی موجود ہو۔ (ب) یہ کہ وہ کسی بھی صورت سے معین ہو۔

(ج) یہ کہ اس کے لئے وقف کرنا حرام نہ ہو۔ (د) یہ کہ وہ کوئی فرد مملوک نہ ہو۔

پس جو فرد پیدا نہ ہوا ہو اس کے لئے صرف تابع ہونے کی صورت میں وقف کرنا درست ہو سکتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی کی موجودہ اولاد کے لئے وقف کرے پھر اس اولاد کی اولاد کے لئے اس کے بعد اس کی اولاد کی اولاد کے لئے وقف کرے شخصی نسبتوں پر وقف کرنا درست ہے مثلاً اولاد، فقیر لوگ، علماء، مسلمان لوگ، مومن لوگ، نیکوکار لوگ، مسافر لوگ، بے وطن لوگ یا بیمار لوگ یا مفادات عامہ کے لئے وقف کرنا مثلاً پلوں، مسجدوں، مسافر خانوں اور تالابوں کی تعمیر کے لئے۔

ناجائز وقف کا مسئلہ

کافروں، ظالموں، ظاہری طور پر فاسق لوگ، بے دین لوگ اور ظاہری طور پر بدعت کے شکار بدعتی گروہ کے لئے وقف کرنا درست نہیں ہے جو کوئی بھی ان لعنتی گروہوں کے لئے وقف کرے گا تو وہ خود ظالموں میں سے ہوگا۔ ان کے لئے وقف کرنا درست نہیں ہے ان کے گھروں اور منزلوں کے لئے وقف کرنا درست نہیں ہے مثلاً یہودی عبادت گاہیں اور عیسائی گرجے نیز اُن بدعتیوں کے مقامات کے لئے وقف کرنا درست نہیں جو برائیوں، بے حیائیوں اور ترکِ نماز اور ترک روزہ میں ڈوبے رہتے ہیں اس کے باوجود وہ سمجھتے ہیں کہ وہی لوگ فقراء ہیں ہاں اگر ان میں سے بعض فقیر تنگدست ہوں۔

فقر حقیقی

جس فقر پہ نبی کریم ﷺ نے ناز کیا ہے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ (الحدیث) ''فقر میرا فخر ہے''۔ وہ حقیقی فقر ہے جس کی ظاہری حالت دنیاوی مال واسباب سے خود کو خالی کرنا اور باطنی حالت غیر اللہ سے ہٹ کر اللہ کی یکتائی کو اپنانا ہوتی ہیں۔ بدعتی گروہ حقیقی فقر سے محروم ہے۔ لہٰذا اکثر بدعتیوں کے لئے نہ دنیا میں کوئی حصہ ملتا ہے اور نہ آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ ہے۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (الایۃ) ''دنیا میں بھی نقصان

اٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی تو بالکل کھلا ہوا نقصان ہے"۔

موقوف علیہم کی پہچان

جو شخص فقراء کے لئے وقف کرے تو مناسب ہے کہ بدعتی لوگوں سے حقیقی فقراء کا امتیاز کرے، حقیقی فقراء اللہ کے وہ اولیائے کرام ہیں جو عاملین شریعت، مجاہدین طریقت، عارفین حقیقت، مستغرقین احوال اور حاملین صفات کمال ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص مسلمانوں کے لئے وقف کرے تو وہ وقف قبلہ کا رخ کر کے نماز پڑھنے والوں کی طرف پھرے گا۔ اگر کوئی شخص مومنوں کے لئے وقف کرے تو وہ وقف گناہ ہائے کبیرہ سے بچنے والوں کی طرف پھرے گا۔ اگر کوئی شخص علماء کے لئے وقف کرے تو وہ وقف ان علماء ربانین کی طرف پھرے گا جن کی امتیازی نشانیاں یہ ہیں۔

ا۔ خدا سے ڈرنا ب۔ پاک رہنا۔ ج۔ عبادت کرنا د۔ علمی سرگرمیوں میں لگے رہنا

ہ۔ ظالموں اور بدکاروں کی صحبت سے کٹ کر رہنا۔

اگر کوئی شخص شیعہ کے لئے وقف کرے تو وہ وقف سید الاولیاء حضرت علی علیہ السلام تک اور ان سے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تک یکے بعد دیگرے بالاتصال پہنچنے والے اولیائے مرشدین کے سلسلے کو تھامنے والوں کی طرف پھرے گا۔ اگر کوئی شخص سادات کے لئے وقف کرے تو وہ وقف اولادِ امام حسن علیہ السلام، اولادِ امام حسین علیہ السلام، بنی ہاشم اور بنی مطلب کی طرف پھرے گا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں صدقہ (زکوٰۃ) کو حرام کیا ہے اور ان کو خمس عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا ان کیلئے زکوٰۃ کو حرام کرنا اور خمس کا عطا فرمانا ان کی سیادت اور شرافت کے دو عادل گواہ ہیں۔ اگر وہ سادات کیلئے مطلق وقف کرے تو اس وقف میں ان کے چھوٹے بچے، ان کے بڑے لوگ، ان کے مرد حضرات اور ان کی عورتیں سب کے سب برابر ہوں گے۔ اگر وہ ان کی ایک جنس کو فضیلت دے۔ اور اس کو معین کرے تو اس کی بنیاد اس کی تفصیل اور تعین پر ہوگی۔

اگر کوئی شخص کسی کی اولاد کے لئے اور سلسلے ختم ہونے تک اولاد کی اولاد کے لئے وقف کرے تو اسی طرح سے سب اس وقف میں برابر ہوں گے۔ اگر وہ مردوں کو معین کردے تو پھر وقف میں عورتیں داخل نہیں ہوں گی۔

اگر کوئی شخص خود اپنے لئے وقف کرے تو یہ درست نہیں ہوگا لیکن اگر وہ علماء اور فقراء کی مانند کسی گروہ کے لئے وقف کرے جبکہ وہ خود بھی اسی گروہ کا ہو یا وہ اس گروہ کا آدمی بن جائے تو اس کے وقف سے فائدہ حاصل کرنے کے بارے میں ان کے ساتھ شرکت کرنا درست ہو جائے گا۔ وقف کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بلاقید فوری طور پر

دیا ہوا ہو، واقف کی املاک سے نکالا ہوا ہو اور اس پر موقوف علیہ کا قبضہ ہوا ہو جب ایسا ہو چکا ہو تو وقف کا معاملہ تمام ہو جاتا ہے۔ تمام ہو چکنے کے بعد وقف سے رجوع کرنا جائز نہیں ہے اگر وہ رجوع کرے تو وہ غاصب بن جائے گا۔

وقف موقوف علیہ کی ملکیت میں منتقل ہو جاتا ہے کیونکہ ملکیت کا فائدہ وقف میں پایا جاتا ہے۔ فروخت کرنے سے باز رکھا جانا ملکیت کا منافی نہیں ہے جیسا کہ ام ولد کے بارے میں حکم ہے۔ اگر کوئی شخص راہِ خدا میں وقف کرے تو وہ وقف مسجدوں اور پلوں کی تعمیر جیسے خیراتی کاموں، کافروں سے برسرِپیکار رہنے والے غازیانِ صوری اور رات دن نفس اور شیطان سے برسرِ پیکار رہنے والے غازیانِ معنوی کی طرف پھرے گا۔ جب کوئی شخص مسجد بنا کر وقف کرے، وہ مسجد ویران ہو جائے اور بستی بھی ویران ہو جائے تو وقف کی مسجدوں واقف کی ملکیت کی طرف نہیں لوٹے گی زمین وقف سے نہیں نکلے گی۔ اور نہ اس زمین کا فروخت کرنا جائز ہوگا لیکن اگر چند موقوف علیہم کے مابین کسی مسافر خانے کو وقف کیا گیا ہو اور مسافر خانے کی ایسی حالت ہو گئی ہو کہ اس کے ویران ہو جانے کا خوف کیا جاتا ہو تو اس کا فروخت کرنا جائز ہو جائے گا بشرطیکہ مسافر خانے کا فروخت کرنا ان کیلئے زیادہ سودمند ہو۔

وقف کو کنٹرول کرنے کا مسئلہ

وقف کا کنٹرول اور دیکھ بھال ضروری ہیں۔ اگر واقف خود اپنے حق میں وقف کو کنٹرول کرنے کی شرط لگا دے تو یہ درست ہے اپنے علاوہ کسی دوسرے کے لئے شرط لگا دے تو وہ بھی اسی طرح سے درست ہے۔ اگر واقف کسی کنٹرول کرنے والے کو معین نہ کرے تو وقف کے کنٹرول کا تعلق حاکم سے ہوگا۔ مناسب ہے کہ متولی کنٹرول کرنے والا عادل ہو، دیانتدار ہو، اموال وقف کی کفالت کرنے والا ہو، مسلمانوں پر شفقت کرنے والا ہو اور تعمیرات، کھیتی باڑی اور فائدے حاصل کرنے کا تجربہ کار ہو۔

املاکِ وقف کا اجارہ

لمبی لمبی مدت کے لئے موقوفہ املاک کا بایں طور پر اجارہ پر دینا کہ موقوفہ ملکیت مفقود ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ وہ وقف کی چیز ہے یا نہیں۔ جائز نہیں ہے۔ اگر املاک وقف کے اجارے کی مدت لمبی ہو چکی ہو تو تیس سال سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ صحیح ترین حکم یہ ہے کہ وقف کا اجارہ تین سال سے تجاوز نہ کر جائے:۔

❀ ❀ ❀

بَابُ الصَّدَقَةِ

لَابُدَّ فِيهَا مِنْ اِيْجَابٍ وَقُبُوْلٍ قَوْلًا اَوْفِعْلًا وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ يَلْزَمُ مِنْ قَصْدِهِ التَّصَدُّقَ نِيَّةُ الْقُرْبَةِ فَلَايَلْزَمُ التَّلَفُّظُ وَتَمَامُهَا كَانَ بِالْقَبْضِ وَلَايَجُوْزُ الرُّجُوْعُ عَنْهَا اِلَّافِيْمَا يَزْعُمُ فِيْهِ الْمُتَصَدِّقُ الْمُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ مُسْلِمًا اَوْصَالِحًا فَبَانَ مُلْحِدًا اَوْفَاسِقًا وَيَجِبُ الْاِسْتِرْجَاعُ لِلْمُتَصَدِّقِ وَاِيْصَالُهَا اِلٰى مُسْتَحِقِّيْهِ وَصَدَقَةُ السِّرِّ اَفْضَلُ مِنَ الْعَلَانِيَةِ اِلَّا اَنْ يُرٰى فِيْهِ مَصْلَحَةٌ كَتَرْغِيْبِ غَيْرِهٖ اِلَى الْخَيْرِ اَوْدَفْعِ ظَالِمٍ طَمَعَ مَالَهٗ اَوْغَيْرِ ذٰلِكَ۔

وَالصَّدَقَةُ الْمَفْرُوْضَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ اِلَّا مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَقَدْ سَبَقَ ذِكْرُهَا فِيْ بَابِ الزَّكٰوةِ وَلَابَاْسَ بِالْمَنْدُوْبَةِ لِاَنَّهَا كَالْهَدِيَّةِ وَالْمَنْذُوْرَةُ كَالْمَنْدُوْبَةِ فِيْ جَوَازِهَا لِلْهَاشِمِيِّيْنَ وَالصَّدَقَةُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَفْضَلُ مِنْ سَائِرِ الشُّهُوْرِ وَالْجِيْرَانُ اَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِمْ وَالْاَقَارِبُ اَفْضَلُ مِنَ الْاَجَانِبِ وَمَنِ احْتَاجَ اِلٰى مَالِهٖ لِعِيَالِهٖ لَمْ يَسْتَحِبُّ لَهُ التَّصَدُّقُ بِهٖ وَلَا يَجُوْزُ التَّصَدُّقُ بِجَمِيْعِ الْمَالِ اِلَّا لِاَرْبَابِ الْكَمَالِ۔

صدقہ کا بیان

صدقہ کرنے کی صورت میں قولاً یا فعلاً کسی ایجاب اور کسی قبول کے ہونا ضروری ہیں۔ جو شخص کسی چیز کا صدقہ کرنا چاہتا ہو تو اس کے صدقہ کرنے کے قصد سے قربِ الٰہی کی نیت لازم آجاتی ہے۔ لہٰذا اس کے لئے کچھ بولنا لازم نہیں ہے۔ صدقے کی تکمیل قبضہ کرنے سے ہوجاتی ہے۔ صدقہ سے رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر اس صورت میں صدقہ سے رجوع کرنا جائز ہے کہ صدقہ دینے والے کو مسلمان یا نیکوکار سمجھ بیٹھا ہو پھر وہ بے دین یا فاسق نکلے، پس اس صورت میں صدقہ دینے والے کے لئے صدقہ کو واپس مانگنا اور اسے حقداروں تک پہنچانا واجب ہیں۔

افضلیت کا مسئلہ

چھپ چھپ کر دیا جانے والا صدقہ کھلم کھلا دیئے جانے والے صدقے سے افضل ہے۔ مگر اس صورت میں وہ افضل نہیں جبکہ صدقہ دینے والا کوئی مصلحت دیکھ لے مثلاً دوسروں کو نیکی کرنے کے لئے رغبت دلانا، صدقہ دینے والے کے مال کے لالچ رکھنے والے کسی ظالم کا دفعیہ یا ان کے علاوہ دیگر صورتیں۔

بنی ہاشم (سادات) کے لئے صدقہ دینا

بنی ہاشم کے حق میں صدقہ مفروضہ (زکوۃ) حرام ہے۔ مگر بنی ہاشم کی طرف سے بنی ہاشم کو واجبی صدقہ دینا حرام نہیں اس کا بیان باب الزکوۃ میں پہلے آچکا ہے۔ بنی ہاشم کو نفلی صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ صدقہ مندوبہ ہدیہ کی طرح ہے۔ بنی ہاشم کے حق میں جائز ہونے کے لحاظ سے نذر کا صدقہ نفلی صدقہ جیسا ہے۔

ماہ رمضان میں خیرات کرنا دیگر تمام مہینوں کی نسبت زیادہ بہتر ہے (صدقہ کے لیے) پڑوسی لوگ غیر پڑوسیوں سے زیادہ حقدار ہیں اور اپنے لوگ بیگانے لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں۔ جس شخص کو اپنے بال بچوں کے لیے اپنے مال کی ضرورت ہو اس کے لیے اپنے مال کا صدقہ کرنا مسنون نہیں ہے۔

ارباب کمال حضرات کے سوا کسی کے لیے اپنے تمام مال کا خیرات کرنا جائز نہیں ہے۔

بَابُ السُّكْنٰى

وَهِيَ عَقْدٌ يَفْتَقِرُ إِلَى الْإِيجَابِ وَالْقَبُوْلِ قَوْلًا أَوْفِعْلًا وَالْقَبْضِ وَفَائِدَتُهَا التَّسْلِيْطُ عَلَى اسْتِيْفَاءِ الْمَنْفَعَةِ مَعَ بَقَاءِ الْمِلْكِ عَلٰى مَالِكِهٖ وَتَخْتَلِفُ أَسْمَاءُ هَا بِحَسْبِ اخْتِلَافِ إِضَافَتِهَا إِلَيْهِ فَإِذَا اقْتَرَنَتْ بِالْعُمُرِ سُمِّيَتْ عُمْرٰى وَإِذَا اقْتَرَنَتْ بِالْإِسْكَانِ سُمِّيَتْ سُكْنٰى وَإِذَا اقْتَرَنَتْ بِالْمُدَّةِ سُمِّيَتْ رُقْبٰى بِسَبَبِ الْإِرْتِقَابِ وَالْإِيجَابُ أَنْ يَقُوْلَ أَسْكَنْتُكَ أَوْأَعْمَرْتُكَ أَوْأَرْقَبْتُكَ هٰذِهِ الدَّارَ أَوِالْأَرْضَ مُدَّةَ عُمُرِيْ أَوْ سَنَةٍ أَوْ مُدَّةً كَذَا وَلَوْقَالَ لَكَ سُكْنَى الدَّارِ مَابَقِيْتُ أَوْ حَيِيْتُ صَحَّ فَلَوْ قَالَ مُدَّةَ عُمُرِكَ رَجَعَتْ إِلَى الْمُسْكِنِ بَعْدَ مَوْتِ السَّاكِنِ وَلَوْ قَالَ مُدَّةَ عُمُرِيْ رَجَعَتْ إِلٰى وَرَثَةِ الْمُسْكِنِ بَعْدَ مَوْتِ الْمُسْكِنِ وَلَوْقَالَ أَعْمَرْتُكَ هٰذِهِ الدَّارَ وَلِعَقِبِكَ رَجَعَتْ إِلَيْهِ بَعْدَ انْقِضَاءِ عَقِبِ السَّاكِنِ وَلَوْ لَمْ يُعَيِّنْ مُدَّةً كَانَ الْخِيَارُ لِلْمُسْكِنِ فِيْ إِخْرَاجِهٖ مَتٰى شَاءَ۔

وَكُلُّ مَاصَحَّ وَقْفُهُ صَحَّ إِعْمَارُهُ مِنَ الْعَقَارِ وَالْحَيَوَانِ وَالْأَثَاثِ وَغَيْرِهٖ وَإِذَا وَقَّتَ السُّكْنٰى لَمْ يَجُزْ لَهُ الرُّجُوْعُ قَبْلَ انْقِضَاءِ مَا عُيِّنَ وَلَوْ عَيَّنَ السُّكْنٰى لَهُ أَوْ أَطْلَقَ جَازَ لَهُ أَنْ يَسْكُنَ فِيْهَا بِنَفْسِهٖ وَأَهْلِهٖ وَأَوْلَادِهٖ وَلَيْسَ لَهُ إِسْكَانُ غَيْرِهِمْ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ لَهُ حِيْنَ الْعَقْدِ وَلَا أَنْ يُؤْجِرَهَا إِلَّا بِإِذْنِ الْمَالِكِ وَإِذَا حَبَسَ فَرَسَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ عَبْدَهُ فِيْ خِدْمَةِ بَيْتِ اللّٰهِ كَالْكَعْبَةِ وَسَائِرِ الْمَسَاجِدِ أَوْ خِدْمَةِ الْمَشَاهِدِ الْمُتَبَرَّكَةِ لَزِمَ وَلَا يَجُوْزُ تَغْيِيْرُهُ مَادَامَتِ الْعَيْنُ بَاقِيَةً وَلَوْ حَبَسَ شَيْئًا عَلٰى أَحَدٍ مِّنَ الْفُقَرَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَعَيَّنَ وَقْتًا كَذَا فَلَيْسَ لَهُ الرُّجُوْعُ قَبْلَ انْقِضَائِهٖ وَإِنْ لَّمْ يُعَيِّنْ كَانَ لَهُ الرُّجُوْعُ مَهْمَا شَاءَ۔

رہائش دینے کا بیان

سکنیٰ ایک ایسا عقد ہے جو قولاً یا فعلاً ایجاب وقبول اور قبضے کا محتاج ہوتا ہے اس کا فائدہ مالک کے حق میں ملکیت کے باقی رہنے کے باوجود منفعت کو پورا پورا حاصل کرنے کے لئے کسی کو غلبہ دینا ہے اس معاملے کے مضاف الیہ کے مختلف ہونے کے لحاظ سے اس کے نام بھی مختلف ہیں۔

اگر یہ معاملہ کسی کی عمر کے ساتھ ملا ہوا ہو تو اسے عمرٰی کہتے ہیں۔

اگر یہ معاملہ کسی کو سکونت دینے کے ساتھ ملا ہوا ہو تو اسے سکنیٰ کہتے ہیں۔

اگر یہ معاملہ مدت کے ساتھ ملا ہوا ہو تو انتظار کئے جانے کی وجہ سے اسے رقبیٰ کہتے ہیں۔

ایجاب یہ ہے کہ مالک کہے۔ میں اپنی عمر کی مدت کے لئے یا ایک سال کی مدت کیلئے یا اتنی سی مدت کے لئے تجھے اس گھر یا زمین کی سکونت دے دی۔ یا کہے میں نے اس گھر کا یا اس زمین کا تیرے ساتھ عمریٰ کا معاملہ کیا۔ یا وہ کہے میں نے اس گھر کا یا اس زمین کا تیرے ساتھ رقبیٰ کا معاملہ کیا۔ اگر مالک کہے۔ تجھے میری بقا یا زندگی تک اس گھر کی سکونت کا حق ہے۔ تو یہ درست ہے اگر مالک کہے تجھے تیری مدت عمر تک اس گھر کی سکونت کا حق ہے۔ تو سکونت کا معاملہ ساکن کے مرنے کے بعد تو سکونت دینے والے کی طرف لوٹے گا۔ اگر مالک کہے۔ تجھے میری مدت عمر تک اس گھر کی سکونت کا حق ہے تو سکونت دینے والے کے مرنے کے بعد سکونت دینے والے کے وارثوں کی طرف لوٹے گا۔ اگر مالک کہے۔ میں نے تیرے لئے اور تیرے پیچھے آنے والے کے لئے اس گھر کا عمرٰی کیا تو ساکن کے پیچھے آنے والے کا معاملہ پورا ہونے کے بعد سکونت دینے والے کی طرف معاملہ عمرٰی لوٹے گا۔ اگر کوئی مدت معین نہ کی گئی ہو تو سکونت دینے والے کو جب بھی وہ چاہے ساکن کے نکال دینے کا اختیار حاصل ہوگا۔

جس چیز کا وقف کرنا درست ہوتا ہو اس کا معاملہ عمرٰی درست ہے۔ جیسے زمین، جانور اور گھر کے ساز وسامان وغیرہ۔ اگر مالک سکونت کا وقت مقرر کر چکا ہو تو اس کے لیے مقررہ وقت کے گزرنے سے پہلے رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

کن کو رہائش کا حق ہے؟

اگر مالک کسی کے لیے سکونت دے دے یا وہ سکونت کو مطلق کر دے تو جائز ہے کہ ساکن خود اس کی بیوی اور اولاد

وہاں سکونت پذیر ہوں۔ساکن کے لیے ان کے سوا دوسروں کو سکونت دینے کا حق نہیں ہے۔الا یہ کہ معاملے میں اس کی شرط لگائی جائے اور نہ اس کے لیے مالک کی اجازت کے بغیر گھر کو کرایہ پر دینے کا حق ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے گھوڑے کو راہِ خدا میں یا اپنے غلام کو کعبہ شریف اور تمام مسجدوں کی مانند خانہ خدا کی خدمت کے سلسلے میں یا بابرکت درگاہوں کی خدمت کے سلسلے میں وقف کر دے تو اس کو یہ لازم ہوگا اور جب تک چیز باقی ہو اس کے لیے اس میں ردو بدل کرنا جائز نہیں ہوگا۔اگر کوئی شخص فقراء اور علماء میں سے کسی ایک کے لیے کوئی چیز وقف کر دے اور کوئی سی مدت مقرر کر دے تو اس کے لیے مقررہ مدت کے گزرنے سے پہلے رجوع کرنے کا حق نہیں ہوگا۔اگر وہ کوئی مدت مقرر نہ کر چکا ہو تو اس کے لیے جب بھی وہ چاہے رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

❁❁❁

بَابُ الْهِبَةِ

قَالَ اللهُ تَعَالىٰ! وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط اِنَّ اللهَ كَانَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ○[۱] قَالَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِيْنَ اِنَّهَا الْهِبَةُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَهَادَوْا تَحَابُّوْا وَالْهِبَةُ تَمْلِيْكٌ بِلَا عِوَضٍ وَقَدْ يُعَبَّرُ عَنْهَا بِالنِّحْلَةِ وَالْعَطِيَّةِ وَالْهَدِيَّةِ وَلَا بُدَّ فِيْهَا مِنَ الْاِيْجَابِ وَالْقُبُوْلِ اَمَّا الْاِيْجَابُ فَكَقَوْلِكَ وَهَبْتُكَ وَمَلَّكْتُكَ وَ اَهْدَيْتُ اِلَيْكَ وَ اَعْطَيْتُكَ اَوْقَالَ هٰذَا لَكَ وَكَانَتْ بِنِيَّةِ الْهِبَةِ وَاَمَّا الْقُبُوْلُ فَكَقَوْلِكَ قَبِلْتُ وَلَا بُدَّلَهَا مِنَ الْقَبْضِ وَهُوَ قُبُوْلٌ فِعْلًا وَاِنْ قَبِلَهَا الْمَوْهُوْبُ لَهٗ وَ لَمْ يَتَلَفَّظْ بِقَبِلْتُ صَحَّ لِاَنَّ الْقُبُوْلَ يَلْزَمُ مِنَ الْقَبْضِ وَالْاِيْجَابُ كَذَالِكَ يَلْزَمُ مِنْ بَعْثِهَا اِلَى الْمَوْهُوْبِ لَهٗ فَيَصِحُّ الْاِيْجَابُ وَالْقُبُوْلُ قَوْلًا وَفِعْلًا۔

اَمَّا الْوَاهِبُ فَشَرْطُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ بَالِغًا عَاقِلًا جَائِزَ التَّصَرُّفِ فَهِبَةُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ وَالْمَحْجُوْرِ عَلَيْهِ لَغْوٌ وَاَمَّا الْمَوْهُوْبُ لَهٗ فَشَرْطُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ قَابِلًا لِلْهِبَةِ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ الشَّرْعِيَّةِ وَاَمَّا الْمَوْهُوْبُ فَشَرْطُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ مُنَجَّزًا فَلَوْ وَهَبَ الدَّيْنَ لِغَيْرِ مَنْ عَلَيْهِ لَمْ يَصِحَّ وَلَوْ وَهَبَهٗ لِمَنْ فِيْ ذِمَّتِهٖ صَحَّ فَكَانَ اِبْرَاءً وَلَا تَتِمُّ الْهِبَةُ اِلَّا بِالْقَبْضِ فَاِذَا تَمَّتْ لَمْ يَجُزِ الرُّجُوْعُ عَنْهَا لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ وَقَالَ لَا تَرْجِعْ اِلىٰ هِبَتِكَ. وَاَمَّا هِبَةُ الْوَالِدِ لِلْوَلَدِ فَيَجُوْزُ الرُّجُوْعُ اِلَيْهَا بِسَبَبٍ مِّنَ الْاَسْبَابِ الْمُجَوِّزَةِ لَهٗ كَاِفْلَاسِ الْوَالِدِ وَتَقْصِيْرِ الْوَلَدِ فِيْ نَفَقَتِهٖ اَوْ لِسَفَهِ الْوَلَدِ اَوْ تَبْذِيْرِهٖ اَوْفِسْقِهٖ اَوْغَيْرِ ذٰلِكَ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ كَذَالِكَ لَمْ يَجُزِ الرُّجُوْعُ اَيْضًا فِيْ هِبَتِهٖ وَمَعَ هٰذِهٖ لَوْ تَلَفَ فِيْ يَدِ الْوَلَدِ اَوْ بَاعَهٗ اَوْوَهَبَهٗ اَوْ وَقَفَهٗ لَمْ يَجُزِ الرُّجُوْعُ

وَاَمَّا الْقَبْضُ فَلَا يَصِحُّ اِلَّا بِاِذْنِ الْوَاهِبِ وَلَوْ مَاتَ الْوَاهِبُ قَبْلَ اَنْ يَّقْبِضَهَا الْمَوْهُوْبُ

۱۔ سورۃ النساء، الآیۃ ۸۶

لَهُ فَلِوَرَثَتِهِ الْخِيَارُ فِيْ اِمْضَاءِ هَا وَفَسْخِهَا وَلَوْ وَهَبَ مَافِيْ يَدِالْمَوْهُوْبِ لَهُ فَلَا حَاجَةَ اِلَى قَبْضٍ جَدِيْدٍ لِاَنَّهَا كَانَتْ فِيْ قَبْضَتِهِ وَكَذَالِكَ اِذَا وَهَبَ الْاَبُ اَوِ الْجَدُّ لِلْوَلَدِ الصَّغِيْرِ لِاَنَّ قَبْضَهُمَا قَبْضٌ عَنْهُ. وَكُلُّ مَا يَجُوْزُ بَيْعُهُ يَجُوْزُ هِبَتُهُ فَهِبَةُ الْمُشَاعِ جَائِزَةٌ كَبَيْعِهِ وَيَسْتَحِبُّ لِلْوَالِدِ اَنْ يُسَوِّيَ فِي الْعَطِيَّةِ بَيْنَ الْاَوْلَادِ الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ وَيَكْرَهُ التَّفْضِيْلُ فِيْهَا۔

ہبہ کا بیان

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے۔وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا ط الخ (الایۃ) ''جب تم کو کوئی سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر سلام کیا کرو یا اسی سلام کا جواب دیا کرو، تحقیق اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے۔'' بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس آیت میں تحیت سے مراد ہبہ ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے تَهَادَوْ تَحَابُّوْ (الحدیث) ''تم آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ کرو اس سے تمہارے آپس میں ایک دوسرے سے محبت ہوگی۔''

ہبہ کی تعریف

کسی بھی معاوضے کے بغیر کسی کو کسی چیز کا مالک بنانے کا نام ہبہ ہے۔کبھی ہبہ کو نحلہ، عطیہ اور ہدیہ کہا جاتا ہے۔ہبہ کے لئے ایجاب اور قبول کا ہونا ضروری ہے ایجاب کی صورت یہ ہے کہ مثلاً آپ کہے میں نے تمہارے لئے اس چیز کا ہبہ کیا۔ میں نے تم کو اس چیز کا مالک بنا دیا۔ میں نے تمہاری طرف اس چیز کا تحفہ بھیجا۔ میں نے تم کو یہ چیز دے دی یا کوئی ہبہ کی نیت سے کہے یہ چیز تمہاری ہے۔قبول کی صورت یہ ہے کہ آپ کہے، میں نے اس کو قبول کیا۔ہبہ کے لئے قبول کا ہونا ضروری ہے قبضہ کرنا فعلاً قبول کا نام ہے۔اگر موہوب لہ ہبہ پر قبضہ کر چکا ہو اگر چہ وہ زبان سے میں نے قبول کیا کا لفظ نہ بھی کہا ہو تو درست ہے کیونکہ قبضے کی وجہ سے قبول خود لازم آجاتا ہے۔اس طرح سے موہوب لہ کو ہبہ کے بھیج دینے سے ایجاب لازم آتا ہے لہذا قولاً اور فعلاً دونوں صورتوں میں ایجاب اور قبول درست ہیں۔

واہب کا مسئلہ

واہب (ہبہ کنندہ) کی شرط یہ ہے کہ وہ بالغ ہو، عاقل ہو اور تصرف کا جائز ہونے والا ہو۔لہذا بچے، پاگل اور پابندی کے شکار حضرات کا ہبہ کرنا لغو ہے۔

موہوب لہ (وہ فرد جس کے لئے ہبہ کیا جائے) کا مسئلہ

موہوب لہ (وہ فرد جس کے لئے ہبہ کیا جائے) کی شرط یہ ہے کہ وہ شرعی وجوہات میں سے کسی بھی صورت کے لحاظ سے ہبہ کا قابل ہو۔

موہوب (ہبہ کردہ چیز) کا مسئلہ

موہوب (ہبہ کردہ چیز) کی شرط یہ ہے کہ وہ بلا قید فوری طور پر دی گئی ہو۔ پس اگر کوئی شخص قرض کو غیر مقروض کے لئے ہبہ کرے تو ایسا کرنا درست نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص قرض کو قرض کی ادائیگی کے ذمہ دار فرد کے لئے ہبہ کرے تو یہ درست ہے۔ اور ایسا کرنا مقروض کو قرض کی ادائیگی سے بری الذمہ کرنا ہوتا ہے۔

تکمیل ہبہ کا مسئلہ

قبضہ کرنے کی وجہ سے ہی ہبہ تمام ہوجاتا ہے جب ہبہ تمام ہوجائے تو اس سے رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے لَا تَرْجِعُ إِلَى هِبَتِكَ "اپنے ہبے سے رجوع نہ کیا کر۔"

ہبہ سے رجوع

باپ کا اپنے بیٹے کے لئے ہبہ کرنے کی صورت میں رجوع کے جائز کن اسباب میں سے کسی ایک سبب کی بناء پر ہبہ سے رجوع کرنا باپ کے لئے جائز ہے۔ مثلاً باپ کا تنگدست ہونا، باپ کے اخراجات کے سلسلے میں بیٹے کی کوتاہی، بیٹے کا بے وقوف بننا، بیٹے کی فضول خرچی، بیٹے کا فاسق بننا یا ان کے علاوہ صورتیں۔ اگر صورت حال ایسی نہ ہو تو باپ کی ہبہ کی صورت میں بھی رجوع کرنا جائز نہیں ہے ان صورت ہائے احوال کے باوجود اگر بیٹے کے قبضے میں موہوبہ چیز ضائع ہوجائے یا بیٹا اسے فروخت کرے یا بیٹا اس کو ہبہ کرے یا وہ اُسے وقف کردے تو باپ کے لئے رجوع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

قبضہ کرنے کا مسئلہ

قبضہ کرنا واہب کی اجازت ہی سے درست ہوجاتا ہے۔ اگر ہبہ پر موہوب لہٗ کے قبضے سے پہلے واہب انتقال کرجائے تو واہب کے وارثوں کو اسی ہبہ کے برقرار رکھنے اور اس کے فسخ کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

اگر واہب موہوب لہ کے قبضے میں موجود کسی چیز کا ہبہ کرے تو یہاں پر کسی نئے قبضے کی ضرورت نہیں ہوگی، کیونکہ ہبہ والی چیز موہوب لہ کے قبضے ہی میں تھی، اگر باپ یا دادا چھوٹے بچے کے لئے کسی چیز کا ہبہ کرے تو یہاں بھی وہی حکم ہے کیونکہ باپ اور دادا کا قبضہ کرنا بیٹے کا قبضہ ہے۔

ہبہ کا ضابطۂ کلّیہ

جس چیز کا فروخت کرنا جائز ہوتا ہو اس چیز کا ہبہ کرنا جائز ہوا کرتا ہے لہذا غیر منقسم چیز کا ہبہ کرنا اس کے فروخت کرنے کی مانند جائز ہے۔

اولاد کیلئے باپ کا ہبہ کرنا کیسے ہو؟

باپ کے لئے مسنون ہے کہ وہ عطیہ دینے کی صورت میں اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے مابین مساویانہ رویہ اختیار کرے۔ اس بارے میں باپ کے لئے ترجیحی سلوک کرنا مکروہ ہے۔

بَابُ السَّبْقِ وَالرِّمَايَةِ

قَالَ اللهُ تَعَالٰى! وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ط[۱] فَسَّرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْقُوَّةَ بِالرَّمْيِ وَرُوِيَ اَيْضًا اَنَّهُ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ فَالْمُرَامَاةُ وَالْمُسَابَقَةُ مُسْتَحَبَّتَانِ وَفَائِدَتُهُمَا بَعْثُ الْعَزْمِ عَلَى اسْتِعْدَادِ الْقِتَالِ وَالْهِدَايَةِ لِمُمَارَسَةِ النِّضَالِ وَهِيَ مُعَامَلَةٌ صَحِيْحَةٌ مُسْتَنَدُهَا قَوْلُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ! لَا سَبَقَ اِلَّا فِيْ نَصْلٍ اَوْ خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ وَرُوِيَ اَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَنْفِرُ عِنْدَ الرِّهَانِ وَتَلْعَنُ صَاحِبَهُ مَا خَلَا الْحَافِرَ وَالْخُفَّ وَالرِّيْشَ وَالنَّصْلَ۔ فَالسَّابِقُ هُوَ الَّذِيْ يَتَقَدَّمُ بِالْعُنُقِ وَالْكَتِفِ اَوْ بِاُذُنِهٖ وَالْمُصَلِّيْ هُوَ الَّذِيْ يُحَاذِيْ رَاْسُهُ صَلَوَيِ السَّابِقِ وَالصَّلَوَانِ مَا عَنْ يَمِيْنِ الذَّنَبِ وَشِمَالِهٖ وَالسَّبْقُ بِسُكُوْنِ الْبَاءِ الْمَصْدَرُ وَبِفَتْحِهَا الْعِوَضُ وَهُوَ الْمَالُ وَالْمُحَلِّلُ الَّذِيْ يَدْخُلُ بَيْنَ الْمُتَرَاهِنَيْنِ اِنْ سَبَقَ اَخَذَ وَاِنْ لَّمْ يَسْبِقْ لَمْ يَغْرَمْ وَالْغَايَةُ مَدَى السِّبَاقِ وَالْمُنَاضَلَةُ هِيَ الْمُرَامَاةُ وَالْمُسَابَقَةُ بِالْخَيْلِ وَغَيْرِهٖ كَالْبَغْلِ وَالْحِمَارِ وَالْفِيْلِ۔ وَسَبَّقَ بِتَشْدِيْدِ الْبَاءِ اَيْ اَخْرَجَ السَّبَقَ وَاَحْرَزَهُ وَالرِّشْقُ بِكَسْرِ الرَّاءِ عَدَدُ الرَّمْيِ وَبِفَتْحِهَا الرَّمْيُ وَيُقَالُ رَشَقَ وَجْهٌ يُرَادُ بِهِ الرَّمْيُ عَلٰى وِلَاءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ الرِّشْقُ۔

وَاَمَّا السَّهْمُ فَيُوْصَفُ بِالْخَاسِقِ وَالْحَاصِرِ وَالْخَازِقِ وَالْخَاسِقِ وَالْمَارِقِ وَالْخَارِمِ فَالْحَابِيْ مَا ذَحَجَ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ اَصَابَ الْغَرَضَ وَالْخَاصِرُ مَا اَصَابَ اَحَدَ جَانِبَيْهِ وَالْخَازِقُ مَا خَدَشَهُ وَالْخَاسِقُ مَا فَتَحَهُ وَثَبَتَ فِيْهِ وَالْمَارِقُ الَّذِيْ يَخْرُجُ مِنَ الْغَرَضِ نَافِذًا وَالْخَارِمُ الَّذِيْ يَخْرِمُ حَاشِيَتَهُ وَيُقَالُ الْمُزْدَلِفُ الَّذِيْ يَضْرِبُ الْاَرْضَ ثُمَّ يَثْبُتُ فِي الْغَرَضِ. وَالْغَرَضُ مَا تُقْصَدُ اِصَابَتُهُ

۱۔ سورۃ الانفال ۔ الآیۃ ۶۰

وَهُوَ الرُّقْعَةُ وَالْهَدَفُ مَا يُجْعَلُ فِيْهِ الْغَرَضُ مِنْ تُرَابٍ أَوْ غَيْرِهٖ وَالْمُبَادَرَةُ هِيَ أَنْ يُّبَادِرَ أَحَدُهُمَا إِلَى الْإِصَابَةِ مَعَ التَّسَاوِيْ فِي الرِّشْقِ وَالْمُحَاطَّةُ هِيَ إِسْقَاطُ مَا تَسَاوَيَا فِيْهِ مِنَ الْإِصَابَةِ وَأَمَّا الْمُسَابَقَةُ الَّتِيْ تَجُوْزُ فِي الشَّرْعِ فَالنَّصْلُ وَيَدْخُلُ تَحْتَهُ السَّهْمُ وَالنُّشَّابُ وَالْحِرَابُ وَالسَّيْفُ وَالرُّمْحُ وَسَائِرُ الْأَسْلِحَةِ الْقَاتِلَةِ الْقَابِلَةِ لِلْمُحَارَبَةِ وَلَا يَجُوْزُ الرِّهَانُ عَلٰى كُرَةِ الصَّوْلَجَانِ وَالْبَنَادِقِ وَعَلَى اللَّعِبِ بِالشَّطْرَنْجِ وَالْخَاتَمِ وَمَعْرِفَةِ مَا فِيْ يَدِ الْغَيْرِ وَتَطْيِيْرِ الْحَمَامَاتِ وَغَيْرِهَا مِنَ الطُّيُوْرِ وَلَا عَلَى الْمُصَارَعَةِ وَالْمُسَابَقَةُ وَالرِّمَايَةُ إِنْ كَانَتْ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَفْتَقِرُ إِلٰى إِيْجَابٍ مِنَ الْجَاعِلِ وَالْقَبُوْلُ هُوَ الْعَمَلُ بِالْمُسَابَقَةِ وَالْمُرَامَاةِ فَيَجِبُ عَلَى الْجَاعِلِ بَذْلُ مَا ضَمِنَهُ وَيَصِحُّ أَنْ يَّكُوْنَ السَّبَقُ عَيْنًا أَوْ دَيْنًا أَوْ مَنْفَعَةً أَوْ مَنْصَبًا وَهُوَ جَائِزٌ مِّنَ الْمُتَسَابِقَيْنِ وَمِنْ غَيْرِهِمَا وَمِنَ الْإِمَامِ مِنْ مَّالِهٖ أَوْ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَلَوْ جَعَلَ السَّبَقَ لِلْمُحَلِّلِ بِانْفِرَادِهٖ جَازَ أَيْضًا وَلَوْ قَالَ الْإِمَامُ أَوْ أَحَدٌ مِّنَ الْكُبَرَاءِ مَنْ سَبَقَ مِنَّا فَلَهُ السَّبَقُ بِالْعُمُوْمِ جَازَ فِي الرِّهَانِ

وَتَفْتَقِرُ الْمُسَابَقَةُ وَالْمُرَامَاةُ إِلٰى خَمْسَةِ شُرُوْطٍ اَلْأَوَّلُ تَقْدِيْرُ الْمُسَافَةِ ابْتِدَاءً وَانْتِهَاءً وَالثَّانِيْ تَقْدِيْرُ السَّبَقِ وَهُوَ الْمَالُ وَالثَّالِثُ تَعْيِيْنُ مَا يُسَابَقُ عَلَيْهِ مِنَ الْخَيْلِ أَوِ الْجَمَلِ أَوِ الْبَغْلِ أَوِ الْحِمَارِ أَوِ الْفِيْلِ وَالرَّابِعُ تَسَاوِيْ مَا بِهِ السَّابِقُ فَلَوْ كَانَ أَحَدُهُمَا مُتَيَقَّنًا قُصُوْرُهُ عَنِ الْآخَرِ لَمْ يَجُزْ مُسَابَقَتُهُمَا وَالْخَامِسُ تَعْيِيْنُ السَّبَقِ لِأَحَدِهِمَا أَوْ لِلْمُحَلِّلِ. وَأَمَّا الرَّمْيُ فَلَا بُدَّ فِيْهِ مِنَ الْعِلْمِ بِعَدَدِ الرَّمْيِ وَهُوَ الرِّشْقُ وَعَدَدِ الْإِصَابَةِ وَصِفَتِهَا وَ كَيْفِيَّتِهَا وَقَدْرِ الْمَسَافَةِ وَتَعْيِيْنِ الْغَرَضِ وَالسَّبَقِ وَتَمَاثُلِ جِنْسِ الْآلَةِ مِنَ الْقَوْسِ وَالسَّهْمِ وَالسَّيْفِ وَالرُّمْحِ وَغَيْرِهَا وَيَجُوْزُ الْمُسَابَقَةُ وَالْمُرَامَاةُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ وَبَيْنَ الْحِزْبَيْنِ وَتَدُوْرُهَا تَانِ عَلَى الشَّرَائِطِ الَّتِي اشْتَرَطُوْا فِيْ عَدَدِ الرَّمْيِ وَعَدَدِ الْإِصَابَةِ وَ كَيْفِيَّتِهَا وَمِقْدَارِ مَالِ الرِّهَانِ مِنْهُمَا أَوْ مِنْ أَحَدِهِمَا أَوْ غَيْرِهِمَا . فَلَوْ كَانَ حِزْبَيْنِ وَجَبَ أَنْ يَّكُوْنَا بِعَدَدِ الْأَشْخَاصِ مُتَسَاوِيَيْنِ فِيْ مُقَابَلَةِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ أَقْرَانِهٖ فِيْ

الرَّمْيِ أَوِ الْفُرُوْسَةِ أَوْ فِيْمَا تَسَابَقَا مِنْ غَيْرِ الرَّمْيِ أَوِ الْفُرُوْسَةِ فَلَوِ انْتَصَبَ مِنْ كُلِّ حِزْبٍ زَعِيْمٌ لِّيُعَيِّنَ شَيْئًا لِّلْمُتَسَابِقَيْنِ الْمُتَقَارِبَيْنِ فِي السَّبَقِ جَازَ فَإِذَا قَالَ رَجُلٌ لِّخَمْسَةٍ مِّنَ الْمُتَسَابِقِيْنَ مَنْ سَبَقَ أَعْطَيْتُهُ خَمْسَةَ دَنَانِيْرَ فَتَسَاوَوْا فِي بُلُوْغِ الْغَايَةِ فَلَا شَيْئَ لِأَحَدِهِمْ لِأَنَّهُ لَاسَبَقَ لِوَاحِدٍ عَلَى غَيْرِهِ وَلَوْ سَبَقَ أَحَدُهُمْ كَانَتِ الْخَمْسَةُ لَهُ وَإِنْ سَبَقَ اثْنَانِ كَانَتْ لَهُمَا دُوْنَ الْبَاقِيْنَ وَكَذَا لَوْ سَبَقَ ثَلَاثَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ كَانَتِ الْخَمْسَةُ الْمَشْرُوْطَةُ لَهُمْ -

وَلَوْ قَالَ مَنْ سَبَقَ فَلَهُ دِرْهَمَانِ وَمَنْ صَلَّى فَلَهُ دِرْهَمٌ فَإِنْ سَبَقَ وَاحِدٌ أَوِ اثْنَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ فَلَهُمُ الدِّرْهَمَانِ وَلَوْ سَبَقَ وَاحِدٌ وَصَلَّى ثَلَاثَةٌ وَّتَأَخَّرَ وَاحِدٌ كَانَ لِلسَّابِقِ دِرْهَمَانِ وَلِلثَّلَاثَةِ الْمُصَلِّيْنَ دِرْهَمٌ وَلَا شَيْئَ لِلْمُتَأَخِّرِ مِنْهُمْ وَلَوْ كَانَا اثْنَيْنِ وَأَخْرَجَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا سَبَقًا مِّنْ مَّالِهِ وَأَدْخَلَا بَيْنَهُمَا مُحَلِّلًا وَّشَرَطَا أَيُّ الثَّلَاثَةِ سَبَقَ فَلَهُ السَّبَقَانِ فَإِنْ سَبَقَ أَحَدٌ مِّنَ الْمُتَسَابِقَيْنِ كَانَ السَّبَقَانِ لَهُ وَلَوْ سَبَقَ الْمُحَلِّلُ كَانَ السَّبَقَانِ لَهُ وَلَوْ سَبَقَ الْمُتَسَابِقَانِ كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مَالُ نَفْسِهِ وَلَا شَيْئَ لِلْمُحَلِّلِ وَلَوْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا وَالْمُحَلِّلُ كَانَ لِلْمُتَسَابِقِ وَالْمُحَلِّلِ فَلَوْ شَرَطَا الرِّشْقَ عِشْرِيْنَ فَرَمٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَشَرَةً وَّأَصَابَ خَمْسَةً فَقَدْ تَسَاوِيَا فِي الرَّمْيِ وَالْإِصَابَةِ فَلَا سَبَقَ لِأَحَدِهِمَا وَلَهُمَا الْخِيَارُ بَيْنَ الْإِقْتِصَارِ عَلٰى ذٰلِكَ وَبَيْنَ إِكْمَالِ الرِّشْقِ وَلَوْ رَمٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَشَرَةً فَأَصَابَ أَحَدُهُمَا خَمْسَةً وَالْآخَرُ أَرْبَعَةً فَتَحَاطَّا أَرْبَعَةً بِأَرْبَعَةٍ فَبَقِيَ لِصَاحِبِ الْخَمْسَةِ وَاحِدٌ فَاضِلًا فَالسَّبَقُ لَهُ وَفِي كُلِّ الْأَبْوَابِ كَذٰلِكَ فِيْمَا اشْتَرَطَا فَبَعْدَ الْمُحَاطَّةِ مَنْ كَانَ فَاضِلًا كَانَ السَّبَقُ لَهُ وَإِذَا تَمَّ النِّضَالُ مَلَكَ الْفَاضِلُ السَّبَقَ وَلَهُ التَّصَرُّفُ فِيْهِ كَيْفَ شَاءَ وَلَهُ أَنْ يَّخْتَصَّ بِهِ وَلَهُ أَنْ يُّطْعِمَ أَصْحَابَهُ أَوْ لَا يُطْعِمَ وَلَمْ يَكُنْ لِّأَحَدٍ التَّكْلِيْفُ عَلَيْهِ-

سبقت بازی اور تیر اندازی کا بیان

فرمان الٰہی ہے۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ط(الایۃ) ''مومنو! تم دشمنوں کے مقابلے میں اپنی مقدور بھر قوت پیدا کیا کرو''۔ رسول اللہ ﷺ نے قوت کی تفسیر میں تیر اندازی بیان فرمایا ہے، روایت میں یہ آتا ہے آنحضرت رسول اللہ ﷺ نے گھڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا پس تیر اندازی اور دوڑ کا مقابلہ دونوں مسنون ہیں۔ ان کے فائدے جنگی صلاحیت پیدا کرنے کی خاطر مصمم ارادے کا اُبھارنا اور فن تیر اندازی میں مہارت حاصل کرنا ہے۔ ہر ایک ایسا درست معاملہ ہے جس کی سند رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہے۔ لَا سَبَقَ اِلَّا فِيْ نَصْلٍ اَوْ خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ، تیر اندازی یا اونٹوں کے دوڑ یا گھڑ دوڑ کے مقابلوں کے سوا کوئی بھی دوڑ کا مقابلہ درست نہیں ہے حدیث میں آتا ہے گھڑ دوڑ، اونٹوں کے دوڑ، تلوار بازی اور تیر اندازی کے مقابلوں کے سوا دیگر مقابلوں کے وقت فرشتے نفرت کرتے ہیں اور مقابلہ منعقد کرنے والے پر لعنت کرتے ہیں۔

سابق کون؟ سابق وہ گھوڑا ہوتا ہے جو دوڑ میں مد مقابل گھوڑے کی گردن اور شانہ یا کانوں سے آگے نکل جائے۔

مصلی کون؟ مصلی وہ گھوڑا ہوتا ہے جس کا سر اسپ سابق کے صلوین (دونوں کوہان) کے برابر ہو۔ صلوین دم کی دائیں اور بائیں طرف کے حصوں کا نام ہے۔ حرف ''با'' کو ساکن پڑھنے کی صورت میں لفظ سبق مصدر ہے اور حرف ''با'' کو مفتوح پڑھنے کی صورت میں لفظِ سبق عوض کا نام ہے وہ مال ہوا کرتا ہے۔

محلّل کون؟ محلّل وہ شخص ہوتا ہے جو آپس میں دوڑ کا مقابلہ کرنے والے دو افراد کے درمیان رہے، اگر وہ سبقت کر جائے تو مال وصول کرے اور سبقت نہ کر سکے تو اُس پر کوئی تاوان نہ آئے۔

غایت کیا ہے؟ دوڑ لگانے والوں کی مسافت کا نام غایت ہے۔

مُناضلہ کیا ہے؟ آپس میں تیر اندازی کرنے کو مناضلہ کہتے ہیں۔

دوڑ کا مقابلہ کن کے ساتھ کرایا جائے؟

آپس میں دوڑ کا مقابلہ گھوڑوں وغیرہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً خچر، گدھے اور ہاتھی، حرف ''با'' کو مشدد کر کے سبّق پڑھے تو معنی یہ ہوتا ہے۔ اَخْرَجَ السَّبَقَ وَ اَحْرَزَهٗ یعنی اُس نے مال کو نکالا اور اُسے محفوظ کر لیا۔ حرف ''را'' کو مکسور کر کے

رِشق پڑھے تو اس کا مطلب تیر اندازی کی تعداد ہے اور حرف را کو مفتوح کر کے رَشق پڑھنے کی صورت میں اُس کا مطلب تیر اندازی کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے رَشَقَ وَجَدَّ اس سے مراد تیروں کی تعداد ختم ہونے تک پے در پے تیر اندازی کرنا ہے۔

اقسام تیر خانی، خاصر، خازق، خاسق، مارق، خارم اور مزدلف۔ تیر کے ناموں سے تیروں کا بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ خانی تیر خانی اُس تیر کا نام ہے جو زمین میں شگاف پیدا کرے پھر نشانے کو جا لگے۔

۲۔ خاصر تیر خاصر اُس تیر کا نام ہے جو نشانے کے دونوں طرفوں میں سے ایک طرف کو لگ جائے۔

۳۔ خازق تیر خازق اُس تیر کا نام ہے جو نشانے کو مخدوش کرے۔

۴۔ خاسق تیر خاسق اُس تیر کا نام ہے جو نشانے کو وا کرے اور اُس میں پیوست ہو جائے۔

۵۔ مارق تیر مارق اُس تیر کا نام ہے جو نشانے کے آر پار نکل جائے۔

۶۔ خارم تیر خارم اُس تیر کا نام ہے جو نشانے کے کنارے میں سوراخ کرے۔

۷۔ مزدلف تیر کہا جاتا ہے کہ مزدلف اُس تیر کا نام ہے جو زمین کو پھاڑے پھر نشانے میں پیوست ہو جائے۔

غَرَض کسے کہتے ہیں؟

غرض اُس نشانے کا نام ہے جس کو تیر مارنا مقصود ہو۔

ہدف کیا ہے؟

ہدف مٹی وغیرہ سے بنی ہوئی اُس چیز کا نام ہے جس میں نشانہ رکھا جاتا ہے۔

مبادرت کیا ہے؟

تیروں کی تعداد کے برابر ہونے کے باوجود نشانہ لگانے میں ایک کا دوسرے پر سبقت لے جانے کا نام مبادرت ہے۔

محاطہ کیا ہے؟

نشانہ کو مارنے میں دونوں کے برابر برابر ہونے کی تعداد کے ساقط کر دینے کا نام محاطہ ہے۔

جائز اور ناروا مقابلے

آپس میں جس مقابلے کا کرنا شرعاً جائز ہے وہ تیر اندازی ہے اسی کے ذیل میں تیر، خنجر، نوکیلے آہنی، عصا

ڈنڈے، تلوار، نیزہ اور جنگ کے قابل تمام مہلک ہتھیار شامل ہیں۔

چوگان کی گیند کھیل، گولے پھینکنے، شطرنج اور انگوٹھی کے کھیل کھیلنے، دوسرے کے ہاتھ میں موجود چیز کی پہچان کرنے اور کبوتروں اور دیگر پرندوں کو اُڑانے کے مقابلے جائز نہیں ہیں اور نہ ہی کشتی لڑنے کا مقابلہ جائز ہے۔

دوڑ اور تیراندازی کا طریقہ کار

دوڑ اور تیراندازی کے مقابلے اگر دو افراد کے آپس میں ہوں تو وہاں کسی مقرر کنندہ مال کی طرف سے ایجاب کی ضرورت ہوتی ہے اور قبول کرنا دوڑ اور تیراندازی پر عمل کرنے کا نام ہے۔ پس مال مقرر کرنے والے شخص کے ذمے اُس کا مال خرچ کرنا واجب ہوگا جس کا وہ ضامن بنا ہو۔

مال کیسا ہو؟

درست ہے کہ مال کوئی معین چیز ہو، کوئی قرض ہو، کوئی فائدہ ہو یا کوئی عہدہ ہو یہ مال دونوں مقابلہ کنندگان کی طرف سے، ان کے غیر کی طرف سے اور امام کی طرف سے اُس کے اپنے مال سے یا بیت المال سے جائز ہے۔ اگر دونوں مقابلہ کنندگان مال کو اکیلے مُحَلِّل شخص کے لئے مقرر کر بیٹھے تو یہ بھی جائز ہے۔

اگر امام یا بڑے بڑے لوگوں میں سے کوئی عمومی طور پر کہے ہم میں سے جو سبقت لے جائے گا اُسے مال ملے گا۔ تو مقابلہ کی صورت میں یہ جائز ہے۔

شرطوں کا مسئلہ

دوڑ اور تیراندازی کے مقابلوں کے لئے پانچ شرطوں کی ضرورت ہوتی ہیں۔

۱۔ ابتدا اور انتہا دونوں کے لحاظ سے فاصلے کا اندازہ کرنا۔

۲۔ مال کا اندازہ کرنا۔

۳۔ گھوڑے، اونٹ، خچر، گدھے یا ہاتھیوں میں سے جس کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا جائے اُس کا معین کرنا۔

۴۔ مقابلے کی نوعیت میں مقابلہ کنندگان کا آپس میں برابر ہونا۔ اگر دوسرے کی بہ نسبت ایک کی کوتاہی یا کمزوری یقینی ہو تو اُن کا آپس میں مقابلہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔

۵۔ مال کا دونوں مقابلہ کنندگان میں سے ایک کے لئے یا مُحَلِّل شخص کے لئے معین کرنا۔

تیر اندازی کرنے کی صورت میں ان چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

(۱) تیروں کی تعداد جسے رشق کہتے ہیں (۲) نشانہ بازی کی تعداد

(۳) نشانہ باندھنے کا طریقہ (۴) نشانہ باندھنے کی کیفیت

(۵) فاصلے کا تعین (۶) نشانہ اور مال کا تعین

(۷) کمان، تیر، تلوار یا نیزہ وغیرہ میں سے جنس آلات کی ہم آہنگی۔

دوڑ اور تیر اندازی کے مقابلے دو افراد کے مابین اور دو گروہوں کے مابین دونوں صورتوں میں جائز ہیں۔ دونوں مقابلے اُن شرطوں پر روا ہوتے ہیں جن کی مقابلہ کنندگان تیروں کی تعداد، نشانہ باندھنے کی تعداد، نشانہ باندھنے کی کیفیت اور مال مقابلہ کی مقدار کی صورتوں میں خواہ مال دونوں مقابلہ کنندگان کی طرف سے ہو یا اُن میں سے ایک کی طرف سے یا اُن کے غیر کی طرف سے ہو شرط لگا چکے ہوں۔

دو گروہوں کے آپس میں مقابلہ

اگر مقابلہ کنندگان دو گروہ ہوں تو واجب ہے کہ دونوں گروہ تعداد افراد کے لحاظ سے، تیر اندازی، شہسواری یا ان کے سوا جن کاموں میں اُن کا میچ ہو اُن میں اپنے مدِ مقابل افراد میں سے ہر ایک کا دُوسرے سے مقابلہ کرنے کی صورت میں برابر برابر ہوں۔ اگر ہر گروہ سے ایک ایک سردار کھڑا ہو جائے تا کہ وہ سبقت لے جانے میں ایک دوسرے کے قریب قریب رہنے والے مقابلہ کنندگان کے لئے کوئی چیز معین کرے تو یہ جائز ہے۔ اگر کوئی آدمی مقابلہ کرنے والے دونوں گروہوں کے پانچ افراد سے کہے جو بھی سبقت لے جائے گا میں اُس کو پانچ دینار دیدوں گا۔ پس غایت کو پہنچنے میں پانچوں آپس میں برابر برابر رہ گئے ہوں تو اُن میں سے کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ کسی ایک کو دوسرے پر سبقت حاصل نہیں ہوئی۔ اگر اُن میں سے ایک سبقت لے جائے تو پانچوں دینار اُسی کو ملیں گے۔ اگر دو افراد سبقت لے گئے ہوں تو پانچوں دینار اُن دونوں کو ملیں گے باقی افراد کو نہیں اسی طرح سے اگر تین افراد سبقت لے گئے ہوں یا چار افراد سبقت لے گئے ہوں تو پانچوں مشروط دینار ان کو ملیں گے۔

اگر کوئی آدمی کہے جو کوئی سبقت لے جائے گا اُس کو دو دو درہم ملیں گے اور جو کوئی دوسرے نمبر پر آئے گا اُس کو ایک درہم ملے گا۔ پس اگر ایک فرد سبقت لے گیا ہو یا دو افراد سبقت لے گئے ہوں یا تین افراد سبقت لے گئے ہوں یا چار افراد تو اُن کو دو دو درہم ملیں گے۔ اگر ایک فرد سبقت لے گیا ہو تین افراد دوسرے نمبر آ گئے ہوں اور ایک فرد پیچھے رہ گیا

ہوتو سبقت لے جانے والے کو دو درہم ملیں گے دوسرے نمبر پر آئے ہوئے تینوں افراد کو ایک درہم ملے گا اور پیچھے رہنے والے کو کوئی چیز نہیں ملے گی۔ اگر مقابلہ کنندگان دو افراد ہوں ہر ایک فرد اپنے مال سے عوض مقابلہ نکال دے دونوں افراد اپنے درمیان ایک مخلل شخص کو جو داخل کر دے اور یہ شرط لگا دے کہ تینوں میں سے جو بھی سبقت لے جائے گا اُس کو دو مال عوض ملیں گے۔ پس اگر دو مقابلہ کنندگان میں سے ایک سبقت لے گیا ہوتو دونوں مال اُسی کو ملیں گے۔ اگر مخلل آدمی سبقت لے گیا ہوتو دونوں مال مخلل کو ملیں گے۔ اگر دونوں مقابلہ کنندگان ہی سبقت لے گئے ہوں تو ہر ایک کو اپنا اپنا مال ملے گا۔ اور مخلل آدمی کوئی چیز نہیں ملے گی۔ اگر دونوں مقابلہ کنندگان میں سے ایک فرد اور مخلل آدمی سبقت لے گئے ہوں تو دونوں مال سبقت لے جانے والے فرد اور مخلل آدمی کو ملیں گے۔ اگر دونوں مقابلہ کنندگان بیس بیس تیر مارنے کی شرط لگائے پھر ہر ایک دس دس تیر مارے اور پانچ پانچ کو ٹھیک نشانہ پر لگائے تو گویا دونوں تیر مارنے اور نشانہ پر لگانے میں برابر ہو گئے۔ لہذا کسی ایک کو کوئی سبقت حاصل نہیں ہوئی۔ اُن کو اسی پر اکتفا کرنے اور تیروں کی تعداد کو مکمل کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ اگر ہر ایک دس دس تیر مارے، اُن میں سے ایک پانچ تیروں کو ٹھیک نشانہ پر لگا دے اور دوسرا چار تیروں کو، تو وہ چار کو چار کے ساتھ برابر کر کے ساقط کر دیں گے اور پانچ والے کا ایک تیر فاضل صورت میں باقی رہے گا۔ لہذا مال اُسی کو ملے گا۔ فریقین جو کچھ شرط لگا چکے ہوں وہاں مقابلے کی تمام صورتوں میں ایسا ہی حکم ہے چنانچہ برابر کر کے ساقط کرنے کے بعد جو کوئی بڑھ جائے گا مال اُس کو ملے گا۔

مالِ مقابلہ کا مسئلہ

جب آپس میں تیراندازی تمام ہو جائے تو بڑھ جانے والا فرد مالِ مقابلہ کا مالک بن جاتا ہے اُس کو جس طرح سے وہ چاہے اس مال میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے اُس کو حق ہے کہ وہ اُس مال کو اپنے لئے مخصوص کرے۔ اُس کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ اُس مال سے اپنے دوستوں کو کھانا کھلائے یا نہ کھلائے کسی کو بھی اُس پر حکم چلانے کا حق نہیں ہوگا۔

بَابُ الْفَرَائِضِ

قَالَ اللہ تعالیٰ: يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۚ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ○ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ ۚ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ○ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ○[1]

وَإِذَا انْتَقَلَ وَاحِدٌ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ إِلَى دَارِ الْبَقَاءِ قُدِّمَ تَكْفِينُهُ وَتَجْهِيزُهُ مِنْ مَالِهِ إِنْ كَانَ ذَا مَالٍ ثُمَّ تُقْضَى دُيُونُهُ إِنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ ثُمَّ أَدَاءُ مَا وَصَّى بِالثُّلُثِ أَوْ بِأَقَلَّ مِنَ الثُّلُثِ فَمَا بَقِيَ مِنْ مَالِهِ بَعْدَ التَّكْفِينِ وَالتَّجْهِيزِ وَقَضَاءِ الدُّيُونِ وَالْوَصَايَا كَانَ حَقَّ وَرَثَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ

۱۔ سورۃ النساء، الآیۃ ۱۱-۱۴

وَارِثٌ يَتَعَلَّقُ مَالُهُ بِبَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَوْ كَانَ لَهُ وَاحِدٌ مِّنْ ذَوِي السِّهَامِ وَ كَانَ كَافِرًا اَوْضَارًّا اَوْقَاتِلًا لَهُ مُتَعَمِّدًا اَوْ كَانَ رَقِيْقًا مُتَمَكِّنًا فِي الرِّقِّ اَوْ مُدَبَّرًا اَوْمُكَاتَبًا اَوْاُمَّ وَلَدٍ لَمْ يَرِثْ مِنْهُ اَبَدًا وَلَوْ كَانَ الْمَيِّتُ كَافِرًا وَّرِثَ مِنْهُ الْكَافِرُ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ وَرَثَتِهٖ مُسْلِمٌ وَلَوْ كَانَ فِيْ وَرَثَتِهٖ مُسْلِمٌ وَرِثَ جَمِيْعَ مَالِهٖ وَلَمْ يُشَارِكْهُ كَافِرٌ وَاَمَّا الْكَافِرُوْنَ فَاِنْ كَانُوْا مُخْتَلِفِيْنَ فِي الْمِلَلِ لَمْ تَرِثْ كُلُّ مِلَّةٍ مِّنْ غَيْرِ مِلَّتِهَا لِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَوَارُثَ بَيْنَ الْمِلَّتَيْنِ وَثَنِيًّا كَانَ اَوْ يَهُوْدِيًّا اَوْنَصْرَانِيًّا وَالصَّابِئُوْنَ كَالنَّصَارٰى فِي الْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ وَاَمَّا الْمُسْلِمُوْنَ فَوَرِثُوْا مِنْهُمْ وَهُمْ لَا يَرِثُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

میراث کا بیان

فرمان الٰہی ہے: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ ق لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (الآیہ) ''اللہ تعالیٰ تم کو اپنی اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم صادر فرماتا ہے۔ مرد کے لئے دو عورتوں کے حصوں کے برابر کا حصہ ہے، اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو اُن کو ترکہ میت سے دو تہائی ملیں گے، اگر عورت ایک ہی ہو تو اُس کو نصف حصہ ملے گا اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کو اُس کے ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ میت کی کوئی اولاد ہو، اگر میت کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین اس کے وارث بن جاتے ہوں تو (اس صورت میں) میت کی ماں کو تہائی حصہ ملے گا، اگر میت کے بھائی موجود ہوں تو (اس صورت میں) ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ یہ (احکام) میت کی وصیت کردہ چیز اور قرض کی ادائیگیوں کے بعد ہوں گے۔ تم یہ نہیں جان سکتے ہو کہ تمہارے لئے نفع بخش ہونے کے لحاظ سے تمہارے باپوں اور بیٹوں میں سے کون کون تمہارے زیادہ قریبی ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے عائد کردہ فریضہ ہے، بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے''۔

تم کو اپنی بیویوں کے ترکے کا نصف حصہ ملے گا بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد نہ ہو، اگر بیویوں کی کوئی اولاد ہو تم کو ان کے ترکے کا چوتھا حصہ ملے گا یہ احکام ان کی وصیت کردہ چیز اور قرض کی ادائیگیوں کے بعد ہوں گے۔ بیویوں کو تمہارے ترکے کا چوتھا حصہ ملے گا بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد نہ ہو، اگر تمہاری کوئی اولاد موجود ہو تو بیویوں کو تمہارے ترکے کا آٹھواں

حصہ ملے گا۔ یہ احکام تمہاری وصیت کردہ چیز اور قرض کی ادائیگیوں کے بعد ہوں گے، اگر کوئی مرد آدمی موروث کلالہ ہو یا کوئی عورت موروثہ کلالہ اس کا کوئی بھائی ہو یا کوئی بہن تو بھائی اور بہن میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا، اگر یہ لوگ تعدا دمیں اس سے زیادہ ہوں تو تہائی حصے میں سب شریک ہوں گے۔ یہ احکام کسی کو نقصان پہنچائے بغیر وصیت کی گئی چیز اور قرض کی ادائیگیوں کے بعد ہوں گے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک تاکیدی حکم ہے۔ اللہ خوب جاننے والا اور بردبار ہے۔ یہ احکام اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو بہتی نہروں والی جنتوں میں داخل کرے گا جبکہ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کر جائے گا تو اللہ اس کو دوزخ میں ڈالے گا جبکہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔

احکام بعد از موت

جب کوئی فرد دار الفنا سے دار البقا کو انتقال کر جائے تو اس کے مال سے اس کی تکفین اور تجہیز کو مقدم کیا جائے گا بشرطیکہ وہ صاحب مال ہو۔ پھر اس کے قرضے ادا کئے جائیں گے بشرطیکہ اس کے ذمے پر کوئی قرض ہو اس کے بعد اس کی تہائی یا تہائی سے کم مقدار کی وصیت کی ادائیگی ہوگی۔ پس میت کے مال سے اس کی تکفین، تجہیز اور قرضوں اور وصیتوں کی ادائیگیوں کے بعد جو کچھ باقی بچے گا وہ اس کے وارثوں کا حق ہوگا۔ اگر میت کا کوئی وارث موجود نہ ہو تو میت کے مال کا تعلق مسلمانوں کے بیت المال سے ہوگا۔

حرمانِ ارث کے اسباب

اگر میراث کے حصہ داروں میں سے میت کا کوئی ایک فرد موجود ہو۔ جبکہ وہ کوئی کافر ہو، میت کا ضرر رساں ہو، میت کا جانا بوجھا قاتل ہو یا وہ کوئی پوری طرح کا غلام ہو، مدبر ہو، مکاتب ہو یا ام ولد ہو تو وہ میت کا کبھی بھی وارث نہیں ہوگا۔ اگر میت کوئی کافر فرد ہو تو اس کا وارث ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس کے وارثوں میں کوئی مسلمان وارث موجود نہ ہو، اگر میت کے وارثوں میں کوئی مسلمان وارث موجود ہو تو کافر کے تمام اموال کا وہی مسلمان آدمی وارث بنے گا اور کوئی کافر وارث اس کے ساتھ شریک نہیں ہو سکے گا۔

کافروں کا مسئلہ

اگر کافر لوگ ملتوں کے لحاظ سے آپس میں مختلف ہوں تو ہر کوئی ملت کسی دوسری ملت سے میراث نہیں پا سکے گی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے لَا تَوَارُثَ بَيْنَ الْمِلَّتَيْنِ الخ "دو ملتوں کے آپس میں کوئی وراثت نہیں چلتی خواہ کوئی بت پرست ہو یا آتش پرست یا یہودی ہو یا عیسائی۔" شرعی احکام میں ستارہ پرستوں کا حکم عیسائیوں جیسا ہے۔

مسلمانوں کا مسئلہ

مسلمان لوگ کافروں کے وارث بن سکتے ہیں اور کافر لوگ مسلمانوں کے وارث نہیں بن سکتے۔

❀❀❀

بَابُ السِّهَامِ

اَلسِّهَامُ الْمَنْصُوْصَةُ فِيْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى سِتَّةٌ. اَلنِّصْفُ وَالرُّبُعُ وَالثُّمُنُ وَالثُّلُثَانِ وَالثُّلُثُ وَالسُّدُسُ. اَمَّا النِّصْفُ فَهُوَ فَرْضُ الْبِنْتِ الْوَاحِدَةِ وَالْاُخْتِ الْوَاحِدَةِ لِلْاَبَوَيْنِ اَوْ لِلْاَبِ اِذَا انْفَرَدَتَا عَنْ ذَكَرٍ مُسَاوٍ فِي الْقُرْبِ وَفَرْضُ الزَّوْجِ مَعَ عَدَمِ الْوَلَدِ وَاِنْ نَزَلَ وَاَمَّا الرُّبُعُ فَهُوَ فَرْضُ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَاِنْ نَزَلَ وَفَرْضُ الزَّوْجَةِ مَعَ عَدَمِ الْوَلَدِ وَاَمَّا الثُّمُنُ فَهُوَ فَرْضُ الزَّوْجَةِ خَاصَّةً مَعَ الْوَلَدِ وَاِنْ نَزَلَ وَلَوْ تَرَكَ الْمَيِّتُ زَوْجَاتٍ يَشْتَرِكُ الثُّمُنُ لَهُنَّ وَلَا يَزِيْدُ عَلَى الثُّمُنِ شَيْئٌ لِكَثْرَةِ عَدَدِهِنَّ وَاَمَّا الثُّلُثَانِ فَهُمَا فَرْضُ الْبِنْتَيْنِ اَوِ الْاُخْتَيْنِ فَصَاعِدًا مِنَ الْاَبَوَيْنِ اَوْ مِنَ الْاَبِ مَعَ عَدَمِ الْاَخِ اَوْ وَلَدِ الْاَخِ وَاَمَّا الثُّلُثُ فَهُوَ فَرْضُ الْاُمِّ مَعَ عَدَمِ الْوَلَدِ وَعَدَمِ مَنْ يَحْجُبُهَا مِنَ الْاِخْوَةِ وَفَرْضُ الْاِثْنَيْنِ فَصَاعِدًا مِنْ وَلَدِ الْاُمِّ وَاَمَّا السُّدُسُ فَهُوَ فَرْضُ كُلٍّ مِنَ الْاَبَوَيْنِ مَعَ الْوَلَدِ وَاِنْ نَزَلَ وَفَرْضُ الْاُمِّ مَعَ مَنْ يَحْجُبُهَا مِنَ الْاِخْوَةِ وَفَرْضُ الْوَاحِدِ مِنْ وَلَدِ الْاُمِّ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى فَالنِّصْفُ يَجْتَمِعُ مَعَ مِثْلِهٖ كَالْاُخْتِ وَالزَّوْجِ فَالنِّصْفُ لِلْاُخْتِ وَالنِّصْفُ لِلزَّوْجِ وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ الرُّبُعِ كَالزَّوْجِ وَالْبِنْتِ وَفَالرُّبُعُ لِلزَّوْجِ وَالنِّصْفُ لِلْبِنْتِ وَكَالْاُخْتِ وَالزَّوْجَةِ فَالنِّصْفُ لِلْاُخْتِ وَالرُّبُعُ لِلزَّوْجَةِ وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ الثُّمُنِ كَالْبِنْتِ وَالزَّوْجَةِ فَالنِّصْفُ لِلْبِنْتِ وَالثُّمُنُ لِلزَّوْجَةِ وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ الثُّلُثَيْنِ لِاَنَّ الْعَوْلَ لَمْ يَكُنْ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بَلْ يَدْخُلُ النَّقْصُ عَلَى الْاُخْتَيْنِ دُوْنَ الزَّوْجِ وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ الثُّلُثِ كَالْاُمِّ وَالزَّوْجِ فَاِنَّ الثُّلُثَ لِلْاُمِّ وَالنِّصْفَ لِلزَّوْجِ وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ السُّدُسِ كَالْبِنْتِ وَالْاُمِّ فَاِنَّ السُّدُسَ لِلْاُمِّ وَالنِّصْفَ لِلْبِنْتِ وَالرُّبُعُ يَجْتَمِعُ مَعَ الثُّلُثَيْنِ كَالزَّوْجِ وَالْبِنْتَيْنِ فَاِنَّ الرُّبُعَ لِلزَّوْجِ وَالثُّلُثَيْنِ لِلْبِنْتَيْنِ وَكَالزَّوْجَةِ وَالْاُخْتَيْنِ (فَاِنَّ الرُّبُعَ لِلزَّوْجَةِ وَالثُّلُثَيْنِ

لِلْأُخْتَيْنِ) وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ الثُّلُثِ كَالزَّوْجَةِ وَالْأُمِّ فَإِنَّ الرُّبُعَ لِلزَّوْجَةِ وَالثُّلُثَ لِلْأُمِّ وَيَجْتَمِعُ اَيْضًا مَعَ السُّدُسِ كَزَوْجٍ وَأُمٍّ وَبِنْتٍ وَكَزَوْجَةٍ وَأُخْتٍ لِأُمٍّ وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ الثُّمُنِ وَيَجْتَمِعُ الثُّمُنُ مَعَ الثُّلُثَيْنِ كَالزَّوْجَةِ وَالْبَنَاتِ فَإِنَّ الثُّمُنَ لِلزَّوْجَةِ وَالثُّلُثَيْنِ لِلْبَنَاتِ وَمَعَ السُّدُسِ اَيْضًا كَمَا لَوِ انْضَمَّ إِلَى الزَّوْجَةِ وَالْبَنَاتِ أُمٌّ فَالثُّمُنُ لِلزَّوْجَةِ وَالسُّدُسُ لِلْأُمِّ وَالثُّلُثَانِ لِلْبَنَاتِ وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ الثُّلُثِ وَلَا يَجْتَمِعُ الثُّلُثُ مَعَ السُّدُسِ۔

حصص میراث کا بیان

کتاب اللہ (قرآن مجید) میں میراث کے منصوص حصے چھ ہیں۔

۱۔آدھا ۲۔چوتھائی ۳۔آٹھواں ۴۔دوتہائی ۵۔تہائی ۶۔چھٹا

۱۔آدھا کے حقداران: آدھا ایک بیٹی یا ایک حقیقی بہن یا علاتی بہن کا حصہ ہے۔ جبکہ یہ دونوں مساویانہ قرب رکھنے والے کسی نرینہ وارث کے وجود سے تنہا ہوں نیز اولاد کی غیر موجودگی میں اگر چہ اولاد جتنے بھی نیچے کو ہوں۔ آدھا شوہر کا حصہ ہے۔

۲۔چوتھائی کے حقداران: اولاد کی موجودگی میں اگر چہ وہ جتنے بھی نیچے کو ہوں۔ چوتھائی شوہر کا حصہ ہے اور اولاد کی غیر موجودگی میں چوتھائی بیوی کا حصہ ہے۔

۳۔آٹھواں کے حقداران: اولاد کی موجودگی میں خواہ وہ جتنے بھی نیچے کو ہوں آٹھواں بیوی کا حصہ ہے۔ اگر کوئی میت کئی بیویاں چھوڑ گیا ہو تو یہی آٹھواں ان سب کا مشترکہ حصہ ہوگا۔ بیویوں کی کثرت تعداد کی وجہ سے آٹھواں پر کسی بھی چیز کا اضافہ نہیں ہوگا۔

۴۔دوتہائی کے حقداران: دوتہائی بھائی یا بھتیجے کی غیر موجودگی میں دو اور دو سے زیادہ بیٹیوں اور دو اور دو سے زیادہ حقیقی بہنوں یا علاتی بہنوں کا حصہ ہے۔

۵۔تہائی کے حقداران: اولاد اور حاجب بھائیوں کی غیر موجودگی کی صورتوں میں تہائی ماں کا حصہ ہے اور یہی تہائی

دو اور دو سے زیادہ اولادِ مادر کا حصہ ہے۔

۲۔ چھٹے کے حقداران: اولاد کی موجودگی میں اگر چہ وہ جتنے بھی نیچے کو ہوں چھٹا والدین میں سے ہر ایک کا حصہ ہے یہی چھٹا حاجب بھائیوں کی موجودگی میں ماں کا حصہ ہے اور یہی چھٹا اولادِ مادر میں سے ہر ایک فرد کی موجودگی میں اسی کا حصہ ہے۔ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

وحدتوں کی اجتماعی صورتیں: آدھا آدھے کے ساتھ یکجا ہوسکتا ہے مثلاً بہن اور شوہر۔ پس آدھا بہن کا حصہ ہے اور آدھا شوہر کا۔ آدھا چوتھائی کے ساتھ بھی یکجا ہوسکتا ہے۔ مثلاً شوہر اور بیٹی، پس چوتھائی شوہر کا حصہ اور آدھا بیٹی کا، دوسری مثال بہن اور بیوی، پس آدھا بہن کا حصہ ہے اور چوتھائی بیوی کا۔ آدھا آٹھواں کے ساتھ یکجا ہوسکتا ہے مثلاً بیٹی اور بیوی۔ پس آدھا بیٹی کا حصہ ہے اور آٹھواں بیوی کا۔

عول کا عدم: آدھا دو تہائی کے ساتھ یکجا نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن اور حدیث میں عول کا وجود ہی نہیں ہے بلکہ نقصان دو بہنوں کے حصے کو پہنچے گا نہ کہ شوہر کے حصے کو۔ آدھا تہائی کے ساتھ بھی یکجا ہوسکتا ہے۔ مثلاً ماں اور شوہر۔ پس تہائی ماں کا حصہ اور آدھا شوہر کا۔ آدھا چھٹے کے ساتھ بھی یکجا ہوسکتا ہے مثلاً بیٹی اور ماں۔ پس چھٹا ماں کا حصہ ہے اور آدھا بیٹی کا۔ چوتھا حصہ دو تہائی کے ساتھ یکجا ہوسکتا ہے مثلاً شوہر اور دو بیٹیاں (پس چوتھا حصہ شوہر کا ہے۔ اور دو تہائی دو بہنوں کا) اور جیسے بیوی اور دو بہنیں (پس چوتھا بیوی کا اور دو تہائی دو بہنوں کا) چوتھا حصہ تہائی کے ساتھ بھی یکجا ہوسکتا ہے مثلاً بیوی اور ماں۔ پس چوتھا حصہ بیوی کا ہے اور تہائی ماں کا۔ چوتھا حصہ چھٹے کے ساتھ بھی یکجا ہوسکتا ہے۔ مثلاً شوہر، ماں اور بیٹی چوتھا حصہ شوہر کا ہے۔ چھٹا ماں اور آدھا مع ردّ باقی بیٹی کا دوسری مثال۔ بیوی اور اخیافی بہن چوتھا حصہ بیوی کا ہے اور چھٹا حصہ اخیافی بہن کا چوتھا آٹھواں کے ساتھ یکجا نہیں ہوسکتا۔ آٹھواں دو تہائی کے ساتھ یکجا ہوسکتا ہے۔ مثلاً بیوی اور بیٹیاں۔ پس آٹھواں بیوی کا حصہ ہے اور دو تہائی بیٹیوں کا۔ آٹھواں چھٹے کے ساتھ بھی یکجا ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر بیوی اور بیٹیوں میں ایک ماں شامل ہوں تو آٹھواں بیوی کا ہے، دو تہائی بیٹیوں کا اور ماں کا۔

آٹھواں تہائی کے ساتھ یکجا نہیں ہوسکتا ہے اور نہ ہی تہائی چھٹے کے ساتھ یکجا ہوسکتا ہے۔

بَابُ الْحَجْبِ عَنِ الْاِرْثِ

اَمَّا الْحَجْبُ فَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ تَمَامِ الْاِرْثِ وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ بَعْضِهٖ فَالضَّابِطَةُ فِيْمَا يُحْجَبُ عَنْ تَمَامٍ مُرَاعَاةُ الْقُرْبِ فَلَا مِيْرَاثَ لِوَلَدِ وَلَدٍ مَعَ وَلَدٍ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى حَتّٰى اَنَّهٗ لَا مِيْرَاثَ لِابْنِ ابْنٍ مَعَ بِنْتٍ وَمَتٰى اجْتَمَعَ اَوْلَادُ الْاَوْلَادِ وَاِنْ سَفَلُوْا فَالْاَقْرَبُ مِنْهُمْ يَمْنَعُ الْاَبْعَدَ وَيَمْنَعُ الْوَلَدُ مَنْ يَتَقَرَّبُ بِالْاَبَوَيْنِ اَوْ بِالْاَبِ فَقَطْ اَوْ بِالْاُمِّ فَقَطْ كَالْاِخْوَةِ وَاَبْنَائِهِمْ وَالْاَجْدَادِ وَاٰبَائِهِمْ وَالْاَعْمَامِ وَالْاَخْوَالِ وَاَوْلَادِهِمْ وَلَا يُشَارِكُ الْاَوْلَادَ فِي الْاِرْثِ اِلَّا الْاَبَوَانِ وَالزَّوْجَانِ فَمَتٰى انْعَدَمَ الْاَوْلَادُ وَالْاٰبَاءُ فَالْاِخْوَةُ وَالْاَجْدَادُ اُوْلُوا الْاِرْثِ وَيَمْنَعُ الْاَخُ وَلَدَ الْاَخِ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا بُطُوْنًا مُتَنَازِلَةً اَوْ مُتَعَالِيَةً فَالْاَقْرَبُ اِلَى الْمَيِّتِ يَمْنَعُ الْاَبْعَدَ-

وَيَمْنَعُ الْاِخْوَةُ وَاَوْلَادُ الْاِخْوَةِ وَاِنْ نَزَلُوْا مَنْ يَتَقَرَّبُ بِالْاَجْدَادِ مِنَ الْاَعْمَامِ وَالْاَخْوَالِ وَاَوْلَادِهِمْ وَلَا يَمْنَعُوْنَ اٰبَاءَ الْاَجْدَادِ لِاَنَّ الْجَدَّ وَاِنْ عَلَا كَانَ جَدًّا وَلٰكِنْ لَوِ اجْتَمَعُوْا بُطُوْنًا مُتَعَالِيَةً فَالْاَقْرَبُ اِلَى الْمَيِّتِ يَمْنَعُ الْاَبْعَدَ فَالْاَعْمَامُ وَالْاَخْوَالُ وَاَوْلَادُهُمْ يَمْنَعُوْنَ اَعْمَامَ الْاَبِ وَاَخْوَالَهٗ وَكَذَا اَوْلَادُ اَعْمَامِ الْاَبِ وَاَوْلَادُ اَخْوَالِهٖ يَمْنَعُوْنَ اَعْمَامَ الْجَدِّ وَاَخْوَالَهٗ وَاَوْلَادَهُمْ وَيَسْقُطُ الْمُتَقَرِّبُ بِالْاَبِ وَحْدَهٗ مَعَ الْمُتَقَرِّبِ بِالْاَبِ وَالْاُمِّ مَعَ التَّسَاوِيْ فِي الدَّرَجَةِ وَمَعَ النَّسَبِ اَوِ السَّبَبِ لَا اِرْثَ بِالْوَلَاءِ وَاَمَّا الْحَجْبُ عَنْ بَعْضٍ فَاثْنَانِ حَجْبُ الْوَلَدِ وَحَجْبُ الْاِخْوَةِ اَمَّا الْوَلَدُ فَاِنَّهٗ وَاِنْ نَزَلَ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى يَمْنَعُ الْاَبَوَيْنِ عَمَّا زَادَ عَلَى السُّدُسِ وَيَحْجُبُ اَيْضًا الزَّوْجَ وَالزَّوْجَةَ عَنِ النَّصِيْبِ الْاَعْلٰى وَهُوَ النِّصْفُ لِلزَّوْجِ وَالرُّبُعُ لِلزَّوْجَةِ اِلَى النَّصِيْبِ الْاَخْفَضِ وَهُوَ الرُّبُعُ لِلزَّوْجِ وَالثُّمُنُ لِلزَّوْجَةِ-

وَاَمَّا حَجْبُ الْاِخْوَةِ فَاِنَّهُمْ يَمْنَعُوْنَ الْاُمَّ عَمَّا زَادَ عَلَى السُّدُسِ. اَمَّا الَّذِيْنَ لَا يَحْجُبُهُمْ

أَحَدٌ فَالْأَبَوَانِ وَالزَّوْجَانِ وَوَلَدُهُ الصُّلْبُ وَهٰؤُلَاءِ يَحْجُبُوْنَ غَيْرَهُمْ وَلَا يُحْجَبُوْنَ أَبَدًا۔

حجب میراث کا بیان

حجب (کسی کو میراث سے روکنا) کبھی تو تمام میراث سے ہوتا ہے اور کبھی حجب بعض میراث سے۔ تمام میراث سے کسی کے محجوب ہونے کے بارے میں ضابطہ کلیہ نسبی قرابت کا لحاظ کرنا ہے۔ چنانچہ کسی کی اولاد کی موجودگی میں خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی اس کی اولاد کی اولاد کو کوئی میراث نہیں مل سکتی۔ لہٰذا بیٹی کی موجودگی میں بیٹے کے بیٹے (پوتے) کو کوئی میراث نہیں ملے گی۔ جب اولاد کی اولاد یکجا ہوں اگر چہ جتنے بھی نیچے کو ہوں تو جو کوئی میت کا زیادہ قریبی ہوگا وہ اپنے سے دور والے کو میراث سے روکے گا۔ بیٹا اپنے والدین کے قریبی یا صرف والد کے قریبی یا صرف والدہ کے قریبی حضرات کو میراث سے روکتا ہے مثلاً بھائی حضرات، بھائیوں کی اولاد (بھتیجے)، دادا لوگ، دادوں کے باپ حضرات، چچا حضرات، خالو لوگ اور ان کی اولادیں۔

بھائی اور دادا کب میراث کے حقدار ہوں گے؟

میراث لینے میں صرف والدین اور میاں بیوی لوگ ہی اولاد کے ساتھ شریک ہوجاتے ہیں۔ پس جب اولاد اور والدین حضرات نہ ہوں تو بھائی صاحبان اور دادا حضرات میراث کے حقدار ہوا کرتے ہیں۔ بھائی، بھائی کے بیٹے (بھتیجے) کو میراث سے روکتا ہے۔ اگر نسبی بلندی یا پستی کے اعتبارات سے کئی اولاد حضرات یکجا ہوں تو میت کا سب سے زیادہ قریبی فرد اپنے سے دور والے کو میراث سے روکے گا۔

بھائی حضرات اور بھائیوں کی اولادیں (بھتیجے) اگر چہ جتنے بھی نیچے کو ہوں، یہ حضرات دادوں کے قریبی چچا لوگ، خالو لوگ اور ان کی اولادوں کو میراث سے روکتے ہیں اور دادوں کے باپ حضرات کو یہ لوگ میراث سے نہیں روک سکتے۔ کیونکہ دادا اگر چہ جتنے بھی اوپر کو ہو دادا ہی ہوتا ہے لیکن اگر نسبی بلندی کے اعتبار سے کئی آباؤ اجداد یکجا ہوں تو میت کا سب سے زیادہ قریبی فرد اپنے سے دور والے کو میراث سے روکے گا۔ چنانچہ چچا لوگ، خالو لوگ اور ان کی اولادیں، باپ کے چچا حضرات اور باپ کے خالو لوگ کو میراث سے روکتی ہیں۔ اسی طرح سے باپ کے چچا حضرات کی اولادیں اور باپ کے خالو حضرات کی اولادیں، دادا کے چچا حضرات، دادا کے خالو حضرات اور ان کی اولادوں کو میراث سے روکتی ہیں۔

درجے میں برابر مگر میراث سے محروم

درجے کے لحاظ سے برابر ہونے کے باوجود اکیلے صرف باپ کا قریبی فرد باپ اور ماں دونوں کے قریبی فرد کی وجہ سے میراث کے حق میں ساقط ہوجاتا ہے۔ نسبی اور سببی ورثاء کی موجودگی میں ولاء کی شکل میں کوئی میراث نہیں ملتی۔

بعض میراث کے حاجب بننے کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ اولاد کا حاجب بننا ۲۔ بھائیوں کا حاجب بننا۔

اولاد کے حاجب بننے کا مسئلہ

اولاد اگرچہ جتنے بھی نیچے کو ہوں، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی وہ والدین کو چھٹے سے زائد ملنے والے حصے سے روکتی ہے۔ اولاد میاں بیوی کو بھی ان کے اعلیٰ ترین حصوں سے روک کر پست ترین حصوں کی طرف لے آتی ہے۔ اعلیٰ ترین حصہ شوہر کا آدھا ہے اور بیوی کا چوتھائی، پست ترین حصہ شوہر کا چوتھائی اور بیوی کا آٹھواں۔

بھائیوں کے حاجب بننے کا مسئلہ

بھائی حضرات ماں کو چھٹے سے زائد ملنے والے حصے سے روکتے ہیں۔

کبھی مجحوب نہ ہونے والے لوگ

جن لوگوں کا کوئی بھی میراث کے بارے میں حاجب نہیں بن سکتا وہ یہ ہیں۔

۱۔ والدین

۲۔ میاں بیوی

۳۔ کسی کی صلبی اولادیں، یہ حضرات میراث میں دوسروں کے حاجب بن جاتے ہیں اور خود کبھی مجحوب نہیں بن سکتے۔

۷۔۵ ۱۴۱۰ھ | ۷۔۱۲ ۱۹۸۹ء

شاہ ہمدان تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف

یہ ایک غیر منافع بخش ادارہ ہے۔ ہمارا نصب العین جدید ٹیکنالوجی کو بروئے کار لاتے ہوئے سلسلۂ نوربخشیہ کی تعلیمات کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچانا، سلسلۂ نوربخشیہ کے آثار پر تحقیق کرنا، دنیا بھر کے کتب خانوں میں موجود سلسلۂ نوربخشیہ کے بزرگانِ دین کے تصنیفات کو حاصل کرنا، جید علماء و دانشوروں کے ذریعے ان کی تدوین اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق قومی اور بین الاقوامی زبانوں بالخصوص اردو اور انگریزی میں ترجمہ کر کے ان کی اشاعت کا اہتمام کرنا ہے۔ ادارہ ہذا اب تک درج ذیل پروجیکٹس مکمل کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔

۱۔ sufibook.com جہاں سلسلۂ صوفیہ نوربخشیہ کی تمام شائع شدہ کتب بالکل مفت دستیاب ہیں۔ دنیا بھر سے تشنگانِ علم اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔

۲۔ آج کل کے جدید موبائل فون کے لیے 70 سے زائد شائع شدہ کتب کا موبائل ایپلی کیشن تیار کر چکے ہیں مزید ایپلی کیشن پر کام جاری ہے ان شاء اللہ بہت جلد تمام شائع شدہ کتب کا موبائل ایپلی کیشن مفت دستیاب ہوں گی۔ یہ تمام ایپلی کیشن Play Store پر مفت دستیاب ہیں۔

۳۔ این وائی ایف کراچی ڈویژن کے تعاون سے علماء، محققین اور طلباء کی سہولت کے لیے نوائے صوفیہ کے تمام شائع شدہ شمارے nawaisufia.com پر ڈال دی گئی ہے۔

۴۔ ادارہ اب تک تقریباً بزرگانِ سلسلۂ ذھب کی لکھی گئی 6 ہزار مخطوطات دنیا بھر کے کتب خانوں سے حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے اور مزید تحقیقات کا سلسلہ جاری ہیں۔ دستیاب شدہ قلمی مخطوطات میں بزرگانِ صوفیہ نوربخشیہ کے اپنے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی قلمی کتب بھی شامل ہیں جن میں حضرت شاہ سید محمد نوربخش کی کتاب اعتقادیہ، حضرت علاء الدولہ سمنانی کی ۹ کتابیں، حضرت شیخ عماد یاسر بدلیسی کی ۲ کتابیں اور سید محمد ہمدانی پسر شاہ ہمدان کی ایک کتاب شامل ہیں۔

۵۔ دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق حالات حاضرہ سے باخبر رہنے کے لیے نوربخشیوں کا پہلا نیوز چینل sufianews.com کا باقاعدہ آغاز کر دیا ہے۔

ISBN- 969-8649